

صحیح

مشرقی

شرح نبوی

۴۲۲ احادیث نبوی کا صحیح پڑھنا اور ایمان و فوز و خیر

ترجمہ علامہ محمد حیدر القوان  
ناشر: محمد الد احسان پبلشرز لاہور





۴۲۲ احادیث نبوی کا موج پر وزا و رانیمان افزوز و خیر

صحیح

# مُشْرِف

مجمع شرح نبوی نبی جنتی

جلد

اول

امام مسلم بن الحجاجؒ نے کئی لاکھ احادیث نبویؐ سے انتخاب فرما کر  
مستند اور صحیح احادیث جمع فرمائی ہیں۔

ترجمہ:

علامہ وحید الزمانؒ

نام کتاب  
مُصحح  
شریف  
محمد بن مسلم بن الحجاج

تالیف: امام مسلم بن الحجاج

ترجمہ: علامہ وحید الرحمن

جلد: اول

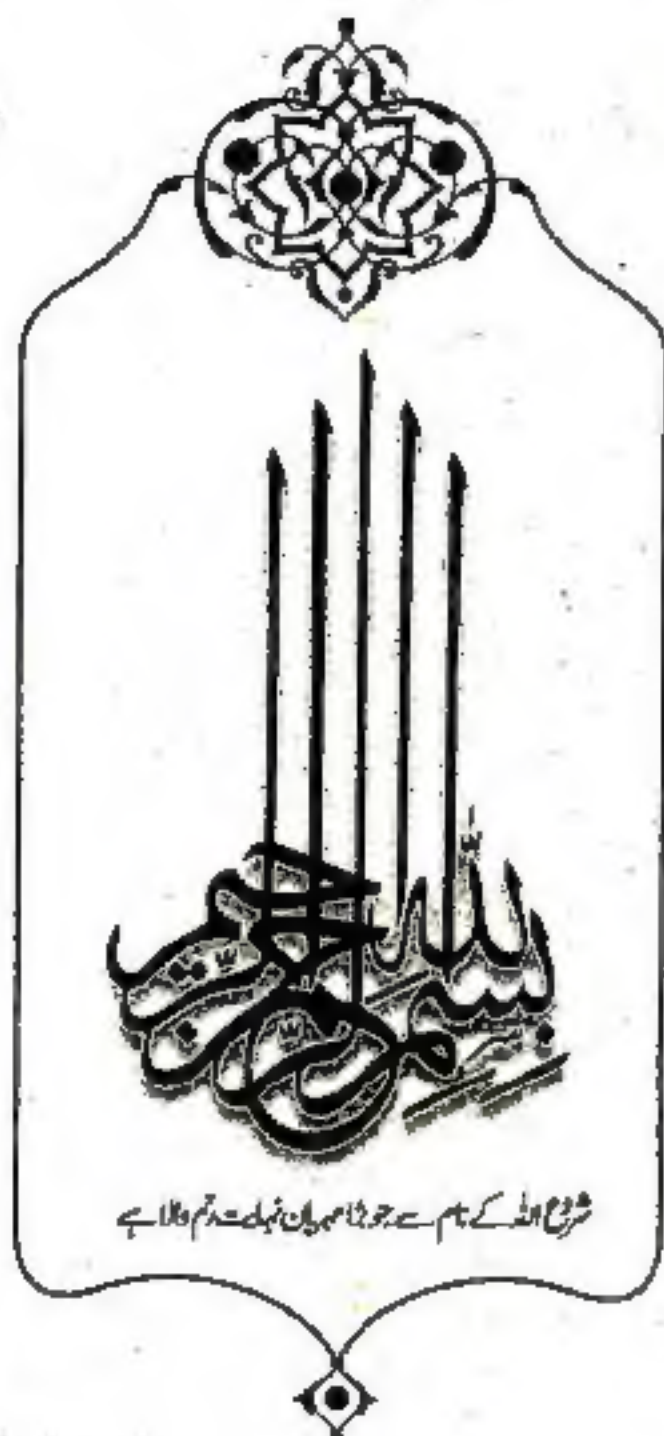
تاریخ اشاعت: اگست ۲۰۰۴ء

**COPY RIGHT**

*All rights reserved*

Exclusive rights by nomani  
kutab khana Lahore Pakistan.  
No part of this publication  
may be translated, reproduced,  
distributed in any form or by  
any means or stored in a data  
base retrieval system, without  
the prior written permission of  
the publisher.









# فہرست صحیح مسلم مترجم مع شرح نووی جلد اول

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۰۰	اسلام کے ارکان کا بیان اربع	۱۱	عرض ناشر
۱۰۱	اللہ و رسول اور دینی احکام پر ایمان لانے کا حکم کرنا اربع	۱۵	ایمان مسلم کے حالات زندگی
۱۰۸	لوگوں کو شہادتین کی طرف بلائے اور اسلام کے ارکان کا بیان	۱۵	خاندان و سلسلہ نسب
۱۱۰	جب تک لوگ کلمہ کہیں ان سے لڑنے کا حکم	۱۶	علم حدیث کی تعلیم و تحصیل
۱۱۵	بیان اس بات کا کہ جو شخص اربع	۱۷	کتب حدیث میں صحیح مسلم کا درجہ
۱۱۸	موجودہ قطعاً جنتی ہے	۱۸	ایمان مسلم کی دوسری تصانیف
	جو شخص اللہ کی خدمت اور اسلام کے دین اور امت کے لیے غمخیزی پر	۱۹	ذبحہ
۱۲۲	راضی ہو اور مومن ہے	۲۴	یہ جو جمہور کے امام مسلم تک
۱۲۲	اگرچہ کبیرہ گناہ کر بیٹھے	۲۷	مقدمہ صحیح مسلم
۱۲۳	ایمان کی شاخوں کا بیان	۳۶	ہر وقت اللہ اور مسٹر لوگوں سے روایت کرنا چاہیے اربع
۱۲۸	جامع اوصاف اسلام کا بیان	۳۸	رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بانڈھنا کتنا بڑا گناہ ہے
۱۲۸	خصائل اسلام کی فضیلت اربع	۴۰	سنی ہوئی بات البیہ تحقیق کئے ہوئے کہہ دینا منع ہے
۱۳۰	ان فضیلتوں کا بیان جن سے ایمان کا مزہ ملتا ہے	۴۱	ضعیف لوگوں سے روایت کرنا منع ہے اربع
۱۳۱	رسول اللہ ﷺ سے محبت رکھنا واجب ہے وغیرہ	۴۲	حدیث کی سند بیان کرنا ضروری ہے اور وہ دین میں داخل ہے
	ایمان کی خصلت یہ ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کے لیے بھی وہی	۴۶	حدیث کے راویوں کا خوب بیان کرنا درست ہے
۱۳۲	چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے	۷۱	محققین سے محبت پکڑنا صحیح ہے
۱۳۳	مسایہ کو ایذا دینا حرام ہے	۸۳	کتاب ایمان
۱۳۴	مسایہ اور مہمان کی خاطر داری کی ترغیب وغیرہ	۸۳	ایمان اور اسلام اور احسان
۱۳۵	بری بات سے منع کرنا ایمان میں داخل ہے وغیرہ	۹۰	ایمان کی حقیقت اور اس کے خصائل کا بیان
۱۵۲	ایمان داروں کا ایمان ایک دوسرے سے کم زیادہ ہوتا	۹۳	نمازوں کا بیان جو اسلام کا ایک رکن ہے
۱۵۷	جنت میں مومن جائیں گے	۹۵	اسلام کے ارکان پوچھنے کا بیان
۱۵۸	دین خیر خواہی، سچائی اور خلوص کو کہتے ہیں	۹۷	اس ایمان کا بیان جس آدمی جنت میں جائے گا
۱۶۱	گناہوں سے ایمان کے گھٹ جانے وغیرہ کا بیان اربع	۹۹	ایمان اور شریعت کا پابند جنت میں جائے گا

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۱۳	جب کوئی مسلمان ہو جائے تو کیا؟	۱۶۴	مناقشہ کی فصلوں کا بیان
۲۱۴	اسلام حج اور ہجرت سے ہو جائے	۱۶۶	مسلمان بھائی کو کافر کہنے والے کے ایمان کا بیان
۲۱۶	کافر اگر کفر کی حالت میں نیک کام کرے یا	۱۶۷	اپنے باپ کے سوا اور کا بیٹا کہلاتے والا کافر ہے
۲۱۸	ایمان کی سچائی اور غلوں کا بیان	۱۶۸	اپنے باپ سے بھر جانے نفرت کرنے والے وغیرہ کا بیان
۲۲۷	دل کے دوسوں کا بیان	۱۶۹	مسلمان کو گالی دینا برا کہنا گناہ ہے
۲۳۰	جہنمی قسم کی سزا جہنم سے	۱۷۱	نسب میں غمن کرنے والے اور میت پر چلا کر رونے
۲۳۳	پر ایمان مال بحق چھیننے والے شخص کا بیان	۱۷۱	اپنے سوتلی کے پاس سے بھاگے ہوئے غلام کو کافر کہنے کا بیان
	جو حاکم اپنی رعیت کے حقوق میں خیانت کرے اس کے لیے	۱۷۲	اس شخص کا کافر ہونا جو کہے پانی پانی کی گردش سے بڑا
۲۳۶	جہنم ہے	۱۷۲	انصار اور حضرت علی سے محبت رکھنا ایمان میں داخل ہے
۲۳۷	بعض دلوں سے امانت اٹھ جانے کا بیان	۱۷۸	عبادت کی کمی سے ایمان کا گھٹنا
۲۳۸	اسلام شروع ہوا غربت کے ساتھ	۱۸۰	تارک نماز کا حکم
۲۳۹	آخر زمانہ میں ایمان کا مٹ جانا	۱۸۱	اللہ پر ایمان لانا سب کاموں سے بڑھ کر ہے
۲۴۶	اپنی عزت پاجان جاسنے سے ڈرنے والے شخص کا بیان	۱۸۴	شرک سب گناہوں سے بڑا گناہ ہے
۲۴۶	طبیقہ الایمان شخص کا بیان	۱۸۶	کبیرہ گناہوں کا بیان
۲۴۸	جب دلیلیں خوب پہنچ جائیں	۱۹۰	کبر و قدر اور خود پسندی کی حرمت اور اس کا بیان
۲۵۰	ہمارے پیغمبر ﷺ کی پیغمبری کا یقین کرنا	۱۹۲	جو شخص شرک سے پاک ہو وہ مرے تو جنت میں جائے گا
۲۵۲	زول عسفی علیہ السلام کا بیان	۱۹۳	کافر کو لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد قتل کرنا حرام ہے
۲۵۶	اس زمانہ کا بیان جب ایمان مقبول نہ ہوگا	۱۹۸	جو شخص مسلمانوں پر ہتھیار اٹھائے وہ مسلمان نہیں
۲۶۰	رسول اللہ ﷺ پر دینی اترنے کا بیان	۱۹۹	جو شخص مسلمانوں کو فریب دے وہ ہم سے نہیں
۲۶۶	معمران کا بیان	۱۹۹	رخسار پر مارنا حرام ہے
۲۸۳	کج انحراف	۲۰۰	چٹل خوردی سخت حرام ہے
۲۸۷	ولقد اؤا لزلۃ اخری کا بیان	۲۰۱	تہنید خنثوں سے بچے رکھنا منع ہے
۲۹۳	اس قول کے بارے میں کہ وہ	۲۰۳	خودکشی حرام ہے
۲۹۴	اس قول کے بارے میں کہ اللہ تعالیٰ	۲۰۸	مال غنیمت چرانا سخت منع ہے
۲۹۶	اللہ تعالیٰ کا دینار مومنوں کو آخرت میں ہوگا	۲۱۰	خودکشی کرنے والا کافر نہ ہوگا
۲۹۷	اللہ تعالیٰ کے دینار کی کیفیت کا بیان	۲۱۱	قیامت کے قریب ایک ہوا پلے گی
۳۱۰	شفاعت کا ثبوت اور موجدوں کا جہنم	۲۱۱	قتل و ساد پیچھے سے پہلے
۳۱۲	سب سے آخر میں نکلنے والا دفعہ	۲۱۱	نیک اعمال کی ترتیب
۳۱۶	سب سے پہلی دفعہ کے حقیقی کا بیان	۲۱۲	مومن کو اپنے اعمال مٹ جانے سے ڈرنا چاہیے



صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۸۲	پاخاند پیشاب کے وقت قبلہ کی طرف مت کر کے کایان	۳۳۳	نبی اکرم کا یہ بیان کہ..... رائج
۲۸۳	گھروں میں اس امر کی رخصت ہے	۳۳۵	رسول اللہ ﷺ کا اپنی امت کے لیے دعا کرنے کا بیان
۳۸۵	دائیں ہاتھ سے استنجاء کرنا منع ہے	۳۳۹	کفر پر مرنے والا شخص جہنم میں جائے گا
۳۸۵	طہارت میں بھی دائیں جانب کا خیال رکھو	۳۳۹	اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کہ اپنے قریبی..... رائج
۳۸۶	راستہ اور سایہ میں پیشاب پاخانہ کرنا منع ہے		حضور ﷺ کی سفارش سے ابو طالب کے عذاب میں تخفیف
۳۸۶	قضاے حاجت کے بعد پانی سے استنجاء کرنا	۳۴۲	ہوگی
۳۸۷	سوزوں پر مس کرنا	۳۴۲	دوزخیوں میں عذاب کے لحاظ سے..... رائج
۳۹۱	پیشانی اور دستار پر مس کرنا	۳۴۳	کفر کی حالت پر مرنے سے کوئی عمل قبول نہیں
۳۹۳	سوزوں پر مس کرنے کی مدت	۳۴۴	مومن سے دوستی رکھو
۳۹۴	ایک دوسرے کی نمازیں پڑھنے کا بیان	۳۴۴	مسلمانوں کا ایک گروہ بغیر حساب کتاب کے جنت میں جائے گا
۳۹۴	پانی کے برتن میں ہاتھ ڈالنے کا بیان	۳۴۹	آدمی جتنی اس امت کے ہوں گے
۳۹۶	کچے کے منہ ڈالنے کا بیان	۳۵۱	اللہ تعالیٰ..... رائج
۳۹۸	حجمے ہوئے پانی میں پیشاب	۳۵۲	<b>کتاب الطہارت</b>
۳۹۹	حسل کی ممانعت	۳۵۲	وضو کی فضیلت
۳۹۹	مسجد میں جب پیشاب کرے تو اسے پانی سے دھونا	۳۵۴	نماز کے لیے طہارت کا ہونا ضروری ہے
۴۰۱	شیر خوار بچہ کا پیشاب کیونکر دھوئیں	۳۵۵	وضو کی ترکیب
۴۰۲	منی کا حکم	۳۵۸	وضو اور اس کے بعد نماز کی فضیلت
۴۰۳	خون کی نجاست کو اس کے دھونے کا بیان	۳۶۳	وضو کے بعد کیا پڑھیں
۴۰۵	پیشاب کی نجاست کا بیان	۳۶۳	وضو کی ترکیب
	<b>کتاب الحيض</b>	۳۶۶	ناگ میں پانی ڈالنے کا بیان
۴۰۷	تہیہ کے اوپر حائضہ عورت سے مباشرت کرنے کا بیان	۳۶۷	پاؤں دھونا واجب ہے
۴۰۸	حائضہ عورت کے ساتھ ایک چادر میں لیٹنے کا بیان	۳۶۹	وضو میں تمام اعضاء کو جو باپورا دھونے کا بیان
۴۰۹	حائضہ عورت اپنے حائضہ کا سر دھو سکتی ہے	۳۶۹	وضو کے انی سے گناہ رواں ہوتے ہیں
۴۱۱	نہی کا بیان	۳۷۰	مت کو دھونے کا بیان
۴۱۲	سوکرانے اور منہ ہاتھ دھونے کا بیان	۳۷۵	ختی اور تکلیف کی حالت میں..... رائج
۴۱۲	جنسی کو دھونا درست ہے لیکن..... رائج	۳۷۵	ختی میں شورا وضو کرنے کا ثواب
۴۱۳	اگر عورت کی منی نکلے تو اس پر غسل واجب ہے	۳۷۶	سواک کرنے کا بیان
۴۱۷	عورت اور مرد کی منی کا بیان اور..... رائج	۳۷۸	سنت باتوں کا بیان
۴۱۹	غسل جنابت کا بیان	۳۸۱	استنجہ کا بیان

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۴۳۷	صرف مٹی سے غسل کے نسخہ اور غنائین... ارج	۴۳۱	غسل جنابت میں کتنا پانی... ارج
۴۳۹	جو کھانا آگ سے پاک ہو اس... ارج	۴۳۴	سرد غیرہ پر تھن بار پانی ڈالنے کا بیان
۴۳۹	آگ سے بچی ہوئی چیز... ارج	۴۳۵	عورت غسل میں چوٹی کھولے یا نہیں؟
۴۴۱	اوبٹ کا گوشت کھا کر وضو کرنے کا بیان	۴۳۶	جو عورت حیض کا غسل کرے وہ... ارج
۴۴۲	جس شخص کو طہارت کا یقین ہے پھر... ارج	۴۳۸	مستحاضہ کا بیان
۴۴۳	مردہ جانور کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے	۴۳۱	عائضہ عورت پر نماز کی قضا واجب ہے
۴۴۵	حجم کا بیان	۴۳۱	غسل کرنے والا کپڑے کی آڑ کرے
۴۴۹	مسلمان نجس نہیں ہوتا	۴۳۲	دورے کے ستر کو دیکھنا منع ہے
۴۵۰	جنابت کی حالت میں اللہ کا ذکر کرنا	۴۳۳	تہائی میں عریاں غسل کرنا درست ہے
۴۵۰	بار وضو کھانا درست ہے	۴۳۴	ستر چھپانے میں احتیاط رکھنے کا بیان
۴۵۱	پاکانہ جانے وقت کیا کہے	۴۳۵	پیشاب کرتے وقت ستر چھپانے کا بیان
۴۵۱	بٹھے بیٹھے سرجانے سے وضو نہیں ٹوٹتا	۴۳۵	اوائل اسلام میں بھمارے سے غسل واجب نہ تھا



## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

### حرفے ناشر

﴿الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد الانبياء والمرسين وعلى آله واصحابه اجمعين﴾  
محترم قارئین!

حدیث رسولؐ اور اس کے علوم کے ساتھ احتمال، اللہ تعالیٰ کے خاص کرم اور نعمتوں میں سے ہے۔ یہ مشغوبت اللہ تعالیٰ محض اپنے آنا بندوں کو عطا فرماتے ہیں کہ جن پر اس کی خاص رحمت اور نظر کرم ہوتی ہے۔  
الحمد لله بر اعزاز و ابرار گرامی (بشیر احمد نعمانی) کو نعمانی کتب خانہ کے قیام کے فوراً بعد ہی حاصل ہوا کہ علوم حدیث رسولؐ میں صحاح ستہ کی کتب کے تراجم اور ان کی اردو زبان میں شروح و تفسیر کی وسیع پیمانے پر اشاعت کرنے کی پاکستان میں ہمدرد ہمارے ادارہ نے کی اور عوام الناس اردو پڑھ لکھنے لوگ اور علوم جدیدہ کے حامل علماء و طلباء ہر ایک کو حدیث اور علوم حدیث کی تشنگی دور کرنے کا موقع ملا۔

ان تراجم میں علامہ وحید الزماں کا نام ان خوش قسمت لوگوں کی فہرست میں شامل ہے جنہوں نے نبی کریم ﷺ کے ارشادات اور فرمودات سے، ظہار محبت کرتے ہوئے علم حدیث کے میدان میں مہیاں خدمات سرانجام دیں، آج تک ہونے والے دیگر تراجم میں انہی سے بکثرت استفادہ کیا جا رہا ہے۔

”نعمانی کتب خانہ“ کے شائع کردہ ان تراجم احادیث کی اشاعت کے لیے اس دور کے تقاضوں کے مطابق دور دراز علاقوں سے سمجھ مشق خطاط حضرات کی خدمات سے استفادہ کیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ تراجم صحاح ستہ میں ہمارے ان رہ کے شائع شدہ نسخے کم و بیش گزشتہ پچاس برس سے تاحال بیشتر دینی و علمی لاہریوں کی ذمہ داری بنے ہوئے ہیں۔

علمی و تحقیقی میدان میں کمپیوٹر کی آمد سے جو انقلابی تبدیلیاں رونمائی ہوئی ہیں ان کی روشنی میں ہم (مسلم شریف مع مختصر شرح النووی) موجودہ ایڈیشن نئی کمپیوٹرنگ اور جدت کے ساتھ آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں موجودہ ایڈیشن کو درج ذیل طبعاتی خوبیوں سے مزین کیا گیا ہے۔ جس سے امید کی جاسکتی ہے کہ ”مسلم شریف“ کا موجودہ ایڈیشن مارکیٹ میں موجود دیگر اردو نسخوں میں منفرد اہمیت کا حامل ہے۔

تمام احادیث کو نئے سرے سے جدید اردو کمپیوٹر کمپیوٹرنگ سے آراستہ کیا گیا ہے اور راوی حدیث کے بعد متن حدیث کا مرکزی حصہ الگ فونٹ (سائل) میں لکھا گیا ہے تاکہ حدیث میں فرمان رسولؐ کا حصہ نمایاں ہو جائے۔

تمام احادیث کی نئے سرے سے نمبرنگ کی گئی ہے تاکہ قارئین کو دیگر کسی اردو کتاب سے حوالہ تلاش کرنے میں آسانی ہو۔ اس سلسلہ میں جو عالمی معیار کے مطابق نمبر رائج ہیں انہی کو مد نظر رکھا گیا ہے۔

اردو زبان میں شائع شدہ دیگر تراجم میں بعض احادیث سرے سے موجود ہی نہیں تھیں ان کو عربی کے سابقہ اصل نسخہ سے نقل کروا کر ترجمہ بھی کر دیا گیا ہے۔ الحمد للہ اب اس نسخہ میں مکمل احادیث موجود ہیں۔

عربی اعراب کی درستگی کے ساتھ ساتھ بعض جگہوں پر اردو زبان کے پرانے الفاظ کو جدید الفاظ میں تبدیل کیا گیا ہے۔ بحیثیت ناشر کسی دینی کتاب کی اصل اشاعتی خوبصورتی کا اندازہ ہمیں اس وقت ہوتا ہے جب کوئی قاری کتاب کے نفس مضمون کو آسانی اور خوبصورتی سے پڑھ کر سمجھ لے اور اس پر عمل کرے یہ تمام تہذیبیاں اور کاوشیں اسی سلسلہ میں کی جاتی ہیں۔

اس عظیم الشان کتاب کی کمپوزنگ، پروف ریڈنگ، ڈیزائننگ اور نظر ثانی میں ہمیں اپنے نہایت قابل احترام دوست جناب ابو بکر قدوسی صاحب اور ان کے معاونین کا خصوصی تعاون حاصل رہا ہے ہم دل کی گہرائیوں سے ان کے شکر گزار ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس مساعی حسہ میں شرکت کرنے والے ہم تمام کارکنوں کو دین اور آخرت کی کامیابی و کامرانی سے نوازے۔ (آمین)

آخر میں ہم اللہ کے حضور نہایت عاجزی و انکساری سے سرسجود دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس عظیم کوشش کو قبول و منظور فرمائے و ہمیں اور ہمارے والدین کو اس کا اجر عظیم عطا فرمائے۔

آمین یا رب العالمین

محمد ضیاء الحق نعمانی و محمد عثمان ظفر  
نعمانی کتب خانہ (لاہور۔ گوجرانوالہ)





بسم اللہ الرحمن الرحیم

## ابتدائی

مسلمان اس حقیقت سے بے خبر نہیں کہ قرآن وحدیث دین اسلام کے دو بنیادی، خد ہیں اور جملہ تعلیمات دین کی اساس بھی دو چیزیں ہیں۔ نیز ان دونوں کا ایک دوسرے کے ساتھ ایسا گہرا ربط ہے کہ ایک کو دوسرے سے جدا نہیں کیا جاسکتا۔ یہ دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ کتاب اللہ اگر متن ہے تو احادیث نبویہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال اعلیٰ کتاب اللہ کے مجمل احکام وہدایات کی شرح و تفسیر ہیں۔

قرآن کو سب سے زیادہ اس نے سمجھا جس پر وہ نازل ہوا پھر ان صحابہ کرامؓ نے سمجھا جن کے سامنے وہ نازل ہوا انہوں نے براہ راست شیعہ بیوت سے اکساب نور کیا۔ ظاہر ہے کہ ان کے قابل رشک اعمال، عظیمہ اقوال اور پاکیزہ سیرتیں قرآن کریم کے دائرہ کے اندر ہی ہوں گی اس لئے قرآن کریم کے بعد آنحضرت ﷺ کے اقوال وافعال اور صحابہ اکرام کے اعمال و خلاق کو سلام میں ایک ستون کی حیثیت حاصل ہے اور ان کا مطالعہ، دوران پر عمل اپنی دنیا و آخرت سنوارنے کے لئے ناگزیر ہے۔

یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں ہے کہ صحاح ستہ (حدیث کی ۶ صحیح کتابیں، بخاری، مسلم، نسائی، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ) کتب احادیث میں بڑی اہمیت رکھتی ہیں اور محدثین نے ان کتابوں کے باہم رجوع قائم کر کے ایک خاص ترتیب دے دی ہے۔ زیر نظر کتاب الصحیح المسلم (صحیح مسلم شریف) صحاح ستہ میں صحیح بخاری کے بعد دوسرے درجے کی کتاب تسلیم کی جاتی ہے، جسے امام مسلم بن الحجاج نے کئی لاکھ احادیث پر کے مجموعے سے منتخب فرما کر بڑی کاوش و جہد و مشاقق سے مرتب فرما رکھا۔

عمرہ سے ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ امام موصوف کی اس عظیم تالیف کا اس کے شایان شان اردو ترجمہ شائع کیا جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اسے ہم نے علامہ وحید الزمان کے اردو ترجمہ کے ساتھ مع فوائد و شرح نووئی نہایت ہتمام سے شائع کیا ہے کاغذ طہاعت اور تجلید کے اعتبار سے بھی معیار خاص بلند رکھا ہے۔

اردو دان حضرات جو علمی ذوق اور شرعی مسائل کا شوق رکھتے ہیں، ان خدمت میں یہ کتاب پیش کرتے ہوئے ہمیں ایک

گوز مسرت محسوس ہو رہی ہے کہ یہ کتاب مسائل کے سمجھنے میں بے حد مدد و معاون ہوگی اور خواص کے لئے بھی اس کی افادیت محتاج بیان نہیں۔

قرآن وحدیث کی خدمت اور ان کی تشریح و تعلیم کے ذرائع کو عام کرنا ہمارا نصب العین ہے اور یہ اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ امید ہے کہ ناظرین کرم ہماری اس کوشش کو نظر استحسان دیکھیں گے اور اس پر عمل پیرا ہو کر دعائے خیر کے ساتھ یاد فرمائیں گے۔

بشیر احمد نعمانی



بسم اللہ الرحمن الرحیم

## امام محمد شین حجتہ الاسلام حضرت امام مسلمؒ کے مختصر حالات زندگی

حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ محدثین کرام میں جو بلند پایہ رکھتے ہیں وہ کسی سے مخفی نہیں ہیں۔ علمائے اسلام کا اگرچہ متفقہ فیصلہ یہ ہے کہ میں قرآن مجید کے بعد پہلا مرتب صحیح بخاری شریف کا ہے، اور پھر صحیح مسلم شریف کا جس سے صحیح مسلم کے جامع حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت کا کافی اندازہ ہو جاتا ہے۔ لیکن بعض علماء کا خیال یہ بھی ہے کہ صحیح مسلم شریف کا درجہ اگر صحیح بخاری شریف سے بلند نہیں تو مساوی ضرور ہے کیونکہ صحیح مسلم شریف کی احادیث کافی تحقیقات کے بعد جمع کی گئی ہیں۔ اور بعض علماء رات سے تحقیقات میں حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کا درجہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھا دیا ہے۔

بہر نوع حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کا پایہ محدثین کرام رحمہم اللہ میں اس قدر بلند ہے کہ اس درجہ پر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے سوا کوئی دوسرا محدث نہیں پہنچا اور ان کی کتاب صحیح مسلم شریف اس قدر بلند پایہ کتاب ہے کہ صحیح بخاری کے سوا کوئی کتاب اس کے سامنے نہیں رکھی جاسکتی۔

## خاندان اور سلسلہ نسب پیدائش اور وفات

حضرت امام مسلم کا پورا نام ابوالحسن مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری بن دروین تھا۔ ابوالحسنین آپ کی کنیت تھی اور عساکر الدین لقب تھا۔ قبیلہ بنو قشیر سے آپ تعلق رکھتے تھے جو عرب کا ایک مشہور خاندان تھا اور خراسان کا مشہور شہر نیشاپور آپ کا وطن تھا۔ حضرت امام مسلمؒ ۲۰۳ھ یا ۲۰۶ھ میں باختلاف اقوال پیدا ہوئے لیکن اکثر علماء اور مؤرخین کی تحقیق یہ ہے کہ آپ کا سنہ ولادت ۲۰۶ھ زیادہ مستحکم ہے۔ حضرت امام نووی شارح صحیح مسلم لکھتے ہیں کہ حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ ۲۰۶ھ میں پیدا ہوئے ۵۵ سال کی عمر پائی اور ۲۳ رجب ۲۶۱ھ کو اتوار کے دن شام کے وقت وفات پائی اور نیشاپور میں دفن ہوئے۔

## تعلیم و تربیت:

حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے والدین کی نگرانی میں بہترین تربیت حاصل کی اور اس پاکیزہ تربیت ہی کا یہ اثر تھا کہ ابتدائے عمر سے آخری سانس تک آپ نے پرہیزگاری اور دینداری کی زندگی بسر کی، کبھی کسی کو اپنی زباں سے برا نہ کہا یہاں تک کہ کسی کی غیبت نہیں کی اور نہ کسی کو اپنے ہاتھ سے مارا۔

ابتدائی تعلیم آپ نے نیشاپور میں حاصل کی۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی ذکاوت و ذہانت اور قوت حافظہ عطا کی تھی کہ بہت تھوڑے عرصہ میں آپ نے رسی علوم و فنون کو حاصل کر لیا، اور پھر احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و تحصیل کی جانب توجہ کی۔



## علم حدیث کی تعلیم و تحصیل

مؤرخین کا یہاں ہے کہ حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے علم حدیث کی تعلیم حضرت محمد بن یحییٰ ذہلی نیشاپوریؒ اور حضرت یحییٰ بن یحییٰ نیشاپوریؒ سے حاصل کی۔ یہ دونوں حضرات اپنے زمانہ کے ائمہ حدیث تھے، ورنہ ان کا حلقہ درس بہایت وسیع تھا یہاں تک کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ اکابر محدثین نے بھی ان ہی سے علم حدیث کو حاصل کیا تھا۔

علاء الدین بیان ہے کہ امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ تحصیل حدیث کے دوران اپنے استاد محمد بن یحییٰ ذہلی سے ایک مسئلہ میں الجھ پڑے اور یہ نزاع اس قدر بڑھی کہ امام بخاریؒ کے ساتھ امام مسلمؒ کو بھی امام ذہلی کا حلقہ درس ترک کرنا پڑا یہاں تک کہ حضرت امام مسلمؒ نے اپنی دیانت داری کے باعث امام ذہلیؒ کی ان تمام حدیث کے نوشتوں کو جو احادیث انہوں نے امام ذہلیؒ سے حاصل کی تھیں امام مذکور کو دے آئے اور پھر ان سے کوئی حدیث روایت نہیں کی۔ یہ اختلاف اصل میں امام بخاریؒ اور امام ذہلیؒ کے درمیان خلق لفظ کے مسئلہ پر ہوا تھا۔ امام بخاریؒ "خلق لفظ" کے قائل تھے اور امام ذہلیؒ کو "عدم" مانتے تھے۔ امام مسلمؒ نے اس نزاع میں امام بخاریؒ کا ساتھ دیا اور اس کی تائید کرتے رہے۔

مؤرخین کا بیان ہے کہ جب امام بخاریؒ سے خلق لفظ کے مسئلہ پر امام ذہلیؒ کی نزاع بہت بڑھ گئی تو امام ذہلیؒ نے اپنے حلقہ درس میں یہ اعلان کر دیا کہ کوئی شخص امام بخاریؒ سے نہ ملے۔ امام ذہلیؒ چونکہ ایک بلند پایہ محدث تھے اور عیشا پور میں ان کی دعا گاری بھی ہوئی تھی اس لیے اس کے حکم کی تعمیل کی گئی اور لوگوں نے امام بخاریؒ کے پاس آنا جانا ترک کر دیا لیکن امام مسلمؒ برسرِ آئے جاتے رہے۔ شاگردوں نے امام ذہلیؒ سے اس کی شکایت کی کہ امام مسلمؒ نے امام بخاریؒ کے پاس آنا جانا ترک نہیں کیا ہے۔ ایک روز امام مسلمؒ حلقہ درس میں شامل تھے کہ امام ذہلیؒ نے حلقہ درس کو مخاطب کر کے فرمایا کہ "تم میں سے جو شخص خلق لفظ کا قائل ہے اس کو میری مجلس میں شریک ہونا حرام ہے۔" امام مسلمؒ یہ سنتے ہی اٹھے اپنی چادر سر پر رکھی اور واپس چلے آئے اور پھر کبھی امام ذہلیؒ کے حلقہ درس میں شامل نہیں ہوئے یہاں تک کہ حدیث کے ان نوشتوں کو بھی جو انہوں نے امام ذہلیؒ سے سن کر لکھے تھے امام ذہلیؒ کو دے آئے اور اس طرح تعلقات کا ہمیشہ کے لیے حاتمہ ہو گیا۔

اس کے بعد امام مسلمؒ نے اطراف و جنب کے علاقوں میں تحصیل حدیث کے لیے سفر اختیار کیا۔ حجاز، شام، مصر، رے، یمن اور بغداد گئے اور وہاں کے محدثین کرام سے احادیث کو حاصل کیا۔ ان محدثین میں امام احمد بن حنبلؒ، اسحاق بن راہویہؒ، عبد اللہ بن مسلمہؒ، یحییٰ بن مہرانؒ، جمالؒ، یوسف بن سعید بن منصورؒ اور یوسف بن یحییٰؒ بہت مشہور ہیں۔

## صحیح مسلم شریف کی ترتیب

مرکز، سامیہ کے طویل دورے کے بعد حضرت امام مسلمؒ نے چار لاکھ حدیثیں جمع کیں ورنہ ان میں سے ایک لاکھ نوے حدیثیں کو ترک کر کے تین لاکھ حدیثوں کو بچا لیا اور پھر ان میں سے لاکھ حدیثوں کی کافی عرصہ تک جانچ پڑتال کی اور ان میں جو احادیث ہر اعتبار سے مستند و معتد ثابت ہوئیں ان کا انتخاب کر کے صحیح مسلم شریف کو ترتیب دیا یعنی تین لاکھ حدیثوں میں سے مارہ ہزار سے کچھ زیادہ حدیثیں منتخب کیں ورنہ ان کو صحیح مسلم شریف میں درج کیا اور باقی کو چھوڑ دیا۔

## کتاب حدیث میں صحیح مسلم شریف کا درجہ۔

حدیث کی بہت سی کتابیں ہیں جن میں سے علما اسلام نے چھ کتابوں کو زیادہ مستند و معتبر قرار دے کر ان کو صحیح کا لقب دیا ہے یعنی صحیح بخاری، صحیح مسلم، صحیح ترمذی، صحیح ابوداؤد، صحیح نسائی اور صحیح ابن ماجہ۔ اور ان میں سب سے زیادہ مستند صحیح بخاری اور صحیح مسلم کو قرار دیا ہے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں سے کون زیادہ معتبر ہے اور کس کا پایہ بلند ہے اس میں علماء کے درمیان اختلاف رائے ہے۔ بعض صحیح بخاری کو بلند پایہ مانتے ہیں اور بعض صحیح مسلم کو۔ اور بعض نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ بعض اعتبارات سے صحیح بخاری کا درجہ بلند ہے اور بعض اعتبارات سے صحیح مسلم کا درجہ بلند ہے چنانچہ ذیل کے اقوال سے اس کی کیفیت واضح ہوتی ہے۔

① حافظ عبد الرحمن بن علی الریجی مثنیٰ شافعی کہتے ہیں۔

تلتزع قوم فی البخاری و مسلم      لدی و قتلوا آی خیر بقدم  
فقدت لقد فاق البخاری صحاح      کما فاق فی حسن الصاۃ مسلم

”لوگوں نے میرے سامنے بخاری و مسلم کی ترجیح و فضیلت کے بارہ میں گفتگو کی۔ میں نے کہا کہ صحت میں بخاری اور تربت وغیرہ میں مسلم قابل ترجیح ہے۔“

② ابو عمر بن احمد بن محمد ان کہتے ہیں ”میں نے ابو العباس بن عقدہ سے پوچھا کہ بخاری و مسلم میں کون اچھا ہے؟ انہوں نے فرمایا ”وہی عام (و محدث) ہیں اور یہ بھی۔“ میں نے دوبارہ پوچھا تو کہا ”بخاری اکثر غلط بھی لکھ دیتے ہیں۔ شام کے اکثر راوی ایسے ہیں جس کا ذکر بخاری نے نہیں کنت سے کیا ہے اور کہیں نام سے جس سے یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ در راوی ہیں لیکن مسلم نے انکی عطیہاں نہیں کی ہیں اور ہر شخص کی تحقیق کر کے لکھا ہے۔“

③ خطیب بغدادی کہتے ہیں کہ ”امام مسلم نے اپنی صحیح مسلم میں بخاری کی پیروی کی ہے اور بخاری کے قدم بہ قدم چلے ہیں۔“

④ حافظ ابو علی نیشاپوری کہتے ہیں کہ ”صحیح مسلم تمام کتب حدیث پر ترجیح رکھتی ہے۔ حافظ ممدوح کا قول یہ ہے کہ ”ما نحت ازہم السماء اصح من کتاب مسلم“ (آسمان کے نیچے صحیح مسلم سے زیادہ صحیح کتاب (قرآن کریم کے بعد) کوئی نہیں ہے۔)

⑤ ابو زہرہ و روئی اور ابو حاتم امام مسلم کے تبحر علم حدیث کے سبب امام مسلم رحمۃ اللہ کو امام علم حدیث شمار کرتے ہوئے جماعت اہل حدیث کا سرگروہ مانتے ہیں۔

## وفات حضرت امام مسلم

حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا عجیب واقعہ مؤرخین نے یہ بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ مجلس مذاکرہ میں کسی نے امام مسلم سے کوئی حدیث دریافت کی۔ حضرت امام مسلم کو اس وقت اس حدیث کی نسبت صحیح علم نہ تھا اس لیے وہ جواب نہ دے سکے اور

مکان پر واپس آ کر اس حدیث کو تلاش کرے لگے۔ آپ حدیث کی تلاش میں نوشتوں کی نوشتوں الٹ پلٹ کر رہے تھے پاس بھجوروں کا ایک نوکر رکھا اس میں سے بھجوریں کھاتے جاتے تھے یہاں تک کہ تلاش حدیث میں استہاک کے سبب بھجوروں کا نوکر خالی کر دیا اور اس وقت اس کا احساس ہوا جب کہ حدیث مل گئی۔ اور آپ نے مڑ کر نوکرے پر نظر ڈالی۔ بھجوریں زیادہ کھا جائے سے آپ بیمار ہو گئے اور اسی بیماری میں انوار کی شام کو ۲۴ رجب ۲۶۱ھ کو انتقال فرمایا۔

ابو حاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وفات کے بعد میں نے امام مسلم رحمۃ اللہ کو خواب میں دیکھا اور حال پوچھا۔ اس نے فرمایا ”خداوند تعالیٰ سے میرے لیے جنت کے ہر مقام کو جائز و مباح کر دیا ہے میں جہاں چاہوں رہوں۔“ ابو نعیم زعولی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کسی نے امام مسلمؒ کو خواب میں جنت کے اندر دیکھا اور پوچھا ”کیوں کر نہات نصیب ہوئی۔“ امام مسلم رحمۃ اللہ نے فرمایا ”اس جزو سے مجھ کو نجات میسر ہوئی جو میرے ہاتھ میں ہے۔“ یہ جزو صحیح مسلم کا تھا۔

### امام مسلمؒ کی دوسری تصانیف۔

صحیح مسلم شریف کے علاوہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے چند اور بہت مفید و معتد کتابیں لکھی ہیں جن میں سے بعض کے نام یہ ہیں (۱) کتاب مسند کبیر (۲) کتاب ما رواہ ابی (۳) کتاب الفصل (۴) کتاب البصیر (۵) کتاب حدیث عمرو بن شعیب (۶) کتاب مشائخ مالک (۷) کتاب مشائخ الثوری (۸) کتاب ادہام احمد ثین (۹) کتاب الطبقات وغیرہ۔





بسم اللہ الرحمن الرحیم

## دیباچہ

از مولانا وحید الزمان

لحمہ نہ نہی من عیب نالہ یت الی دین الاسلام واحکمہ  
فی قیوت حیر حکم وجسنا من بو طیل یوب وس والوہام  
دلاقنہ لستہ لبیہ حیر الامام عیہ فصل الصوت ما تکررت البلی  
ولایہ وتعاقت لانوار و الطلحہ و علی الہ واصحابہ الکرام۔

بعد حمد و نعت کے فقیر حقیر سراپا نقیصہ وحید الزمان تعاضد لہذاں خدمت میں تمامی بردارن مسکین اور شائقین حدیث  
سید مرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے افض کرنا ہے کہ جو وضع اور ناتولی و رقلب ہضامت اور بے سرو سامانی کے اوخرہ ۳۰۰ھ  
میں شخص بنا یدیشی و راہد اخذ و ادنیٰ چر بڑی بڑی کتابیں حدیث کی منجملہ صحیح مت کے رد میں ترجمہ ہو گئیں۔ یعنی موطا امام مالک اور  
جامع ترمذی اور سنن ابوداؤد اور سنن نسائی اور التذکرہ شریف اپنے فضل کرم سے ان چاروں کتابوں کو مقبول فرمایا اور صد ہائوں نسخے  
ان کے کاپی لین نے سر پہاڑی و ریت سد کے خرید فرمائے۔ اب شروع چودھویں صدی یعنی ۱۲۰۱ھ ہجری ماہ محرم سے یہ فکر پیدا ہوئی  
کہ اگر یہ کتاب ستھار کا شرمس اور مدح گالی یا کھس ایک حساب سے مگر جب تک چند نفس ماتی ہیں وہ بھی کر خدمت حدیث میں  
سرف سول و اس سے ہر کوئی نکتہ سے۔ اس اس خیال سے صرف خدمت کریم کی مدد پر بھروسہ کر کے میں نے صحیحین کے ترجمہ  
میں دست و صرف کرنا من سب جا اور چونکہ صحیح بخاری کی شروعات اور ترجمے عربی و فارسی زبان میں بہت ہو چکے ہیں۔ اس لیے  
میں جب ترجمہ دار و رمان میں بھی شہ مدارس میں چپا شروع ہو گیا تھا۔ اس کے علاوہ جناب نواب فیض ماب محلے القاب خانہ مسکن  
سید المرسلین دار الشیخ الاسلامیہ میں شریعت میں ماسر دین متیں قامع بدعات ناجی ظلمات مجدد قرن ثالث عشر۔ مرقن ربع  
ختر فخر محمد و محمد بن راسی افسر بن و محمد بن جناب نواب والا جہ امیر ملک مولانا سید محمد صدیق حسن صاحب برادر سے

جس کی ہمت و ملا ہمیشہ ہمیشہ اشاعت دین اور حمایت شریعت میں کی طرف متوجہ رہتی ہے اپنی عالی ہمتی اور اولوالعزمی سے کتاب مستطاب نادرا و جود فتح الباری شرح صحیح بخاری کا چھپوانا مصر میں شروع فرما، اور ظاہر ہے کہ شرح بخاری میں فتح الباری کی مثل کوئی شرح نہ بنی تھی نہ بنے گی اس لیے ترجمہ بخاری میں اس شرح کے میسر ہونے سے بڑی آسانی کا خیال تھا۔ میں نے ترجمہ بخاری کو بالفعل ملوثی رکھ کر حسب ایما و اشارت جناب ممدوح صحیح مسلم کا ترجمہ شروع کیا۔ صحیح مسلم بھی صحت حدیث و رجوت اسناد میں صحیح بخاری سے کم نہیں اور باتفاق علماء یہ کتاب بھی صحیح بخاری کے ہم پلہ ہے اسی وجہ سے ان دونوں کتابوں کو صحیحین کہتے ہیں اگرچہ اکثر علماء نے صحیح بخاری کو ایک درجہ اس پر مقدم رکھا ہے لیکن حافظ بوطی میث پورٹی نے کہا ہے کہ صحیح مسلم بہ نسبت صحیح بخاری کے بھی زیادہ صحیح ہے اور بعض مغرب کے علماء نے بھی اس توں سے اتفاق کیا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ امام مسلمؒ نے اپنی صحیح میں اس بات کا التزام کیا ہے کہ وہی حدیث نقل کرتے ہیں جس کو دو ثقہ تابعینؒ نے دو صحابیوںؒ سے روایت کیا ہو اور اسی طرح ہر طبقہ میں دو ثقہ یعنی معتبر شخص دو محضوں سے نقل کرتے آئے ہوں لیکن امام بخاریؒ نے اس شرط کا خیال نہیں رکھا اور حدیث ((انما الاعمال بالبات)) جو صحیح مسلم میں موجود ہے اگرچہ اس میں یہ شرط نہیں پائی جاتی مگر نظر تھمک اور بہ خیال صحیح اور مشہور ہونے کے اس کا ذکر کیا ہے اور بعضوں نے کہا کہ صرف یہ حدیث مستثنیٰ ہے۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کتاب کا متن دیکھا حدیثوں سے انتخاب کیا ہے اور اگر تمام زمین کے لوگ دوسو برس تک حدیثیں لکھیں تو پھر بھی اس کا عتاء آخری کتاب پر رہے گا اور میں نے کوئی حدیث اس کتاب میں داخل نہیں کی مگر سمجھ کر دلیل رکھ کر۔ اسی طرح کوئی حدیث نہیں نکالی اس میں سے مگر سمجھ کر دلیل سے۔ احمد بن سلمہؒ نے کہا میں مسلمؒ کے ساتھ اس کتاب کے جمع ہوتے وقت چند رہے برس تک رہا۔ اس کتاب میں بارہ ہزار حدیثیں ہیں۔ مکی بن عبدانؒ نے کہا میں نے مسلمؒ سے سنا وہ کہتے تھے میں نے اس کتاب کو ابو زرعہ رازیؒ کے سامنے پیش کیا پھر جس حدیث میں انہوں نے کوئی غلطی کی اس کو میں نے نکال ڈالا اور جس حدیث کو انہوں نے کہا کہ صحیح ہے اور اس میں کوئی غلطی نہیں ہے اس کو میں نے داخل کیا۔ اس روایت کو خطیب بغدادیؒ نے اپنی سند سے روایت کیا ہے۔ اعلیٰ سے اعلیٰ سند امام مسلمؒ کی وہ ہے جس میں مسلمؒ سے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک چار واسطے ہوں اور جیسے امام بخاریؒ کی ثلاثت ہیں تین واسطوں کی حدیثیں تو وہ صحیح مسلمؒ میں نہیں ہیں۔ امام نوویؒ نے کہا مسلمؒ نے علم حدیث میں کئی کتابیں لکھی ہیں۔ سب میں مشہور یہ صحیح ہے اور یہ کتاب بتواتر مسلمؒ سے نقل کی گئی ہے اس طرح کہ اس کتاب کو مسلمؒ ہی تصنیف یقیناً کہہ سکتے ہیں اور ہاں سید متصل مسلمؒ تک روایت کی گئی ہے اور یک قاعدہ خاص اس کتاب میں ہے وہ یہ ہے کہ مسلمؒ نے ہر یک حدیث کے لیے ایک خاص مقام جو مناسب تھا مقرر کیا ہے اور وہیں اس حدیث کے تمام طریقوں کو جمع کر دیا ہے اور اس کے مختلف الفاظ کو یک ہی مقام پر بیان کیا ہے تاکہ ناظر کو آسانی ہو اور تمام طریقوں سے وہ قاعدہ اٹھائے اور یہ بات صحیح بخاری میں نہیں ہے۔

امام حافظ عبدالرحمن بن علی یمنی نے چند اشعار صحیح مسلم کی تعریف میں لکھے ہیں جن کا مضمون یہ ہے کہ اے پڑھنے والے! صحیح مسلم علم کا دریائے حس میں پانی بہنے کے راستے نہیں ہیں (یعنی سب پانی ایک ہی جگہ موجود ہے)۔ اور مسلم کی روایتوں کا ذخیرہ بخاری کی روایتوں سے زیادہ حرا دیتا ہے۔ حافظ ابن الصلاح نے کہا مسلم کی شرط یہ ہے کہ حدیث متصل الاسناد ہواول سے لے کر آخر تک ایک ثقہ دوسرے ثقہ سے نقل کرتا ہو اور اس میں کسی قسم کا شد و ذیانت نہ ہو۔ سیوطی نے کہا ثقہ سے مراد یہ ہے کہ وہ راوی مسلم کے نزدیک ثقہ ہو اگرچہ اوہوں کے نزدیک ثقہ نہ ہو وراسی وجہ سے مسلم نے چھ سو چند وہ ایسے لوگوں سے روایت کی ہے جس سے بخاری نے روایت نہیں کی۔ اسی طرح بخاری نے چار سو چوبیس ایسے شخصوں سے روایت کی ہے جن سے مسلم نے نہیں کی۔ اور کتنی حدیثیں ایسی نکلیں گی جو مسلم کی شرط پر صحیح ہیں اور بخاری کی شرط پر صحیح نہیں اس لیے کہ مسلم کے نزدیک اس کے راویوں میں وہ سب شرطیں پائی جاتی ہیں جو صحیح حدیث کے لیے ضروری ہیں مگر بخاری کے نزدیک نہیں پائی جاتیں۔ پھر مسلم علیہ الرحمۃ اپنی کتاب میں ایک ایسی راہ چلے ہیں کہ اس کی وجہ سے ان کی کتاب کو صحیح بخاری پر فضیلت دی گئی وہ یہ کہ امام مسلم علیہ الرحمۃ حدیث کے تمام معنیوں کو اس کے سب طریقوں کے ساتھ ایک ہی مقام میں جمع کر دیتے ہیں اور اس کو مختلف بابوں میں جدا جدا نہیں لاتے اور پوری عبارت اس کی بیان کرتے ہیں اور باب کے ترجموں میں اس کے کلموں کے کلموں سے نہیں کرتے اور حتی المقدور لفاظ کی رعایت کرتے ہیں اور نقل بالمعنی نہیں کرتے یہاں تک کہ اگر ایک راوی نے دوسرے راوی سے ایک لفظ میں بھی اختلاف کیا ہو اور معنی دونوں لفظوں کے ایک ہوں تب بھی مسلم ہر ایک راوی کے لفظ کو بیان کر دیتے ہیں یہاں تک احتیاط ہے کہ اگر ایک راوی نے ”حدثنا“ کہا ہو اور دوسرے نے ”نحبرنا“ تو وہ لکھ دیتے ہیں کہ فلاں راوی نے ”حدثنا“ ”نحبرنا“ اور حدیث کے ساتھ صحیحہ کے قوال اور تابعین وغیرہ کے اقوال اور باب اور ترجموں کو نہیں ملاتے اس لیے کہ ان کو حرم تھی اس بات کی کہ حدیث میں کوئی اور چیز بیٹے۔ پائے تو بعد مقدمہ کے اس کتاب میں اور کچھ نہیں ہے سوائے حدیث کے۔ ابن الصلاح نے کہا وہ سب حدیثیں جن کی صحت کا حکم کیا مسلم نے اس کتاب میں یقیناً صحیح ہیں وراسی ہی وہ حدیثیں جن کو بخاری نے صحیح کہا ہے اس لیے کہ امت محمدی کے علماء نے ان دونوں کتابوں کی حدیثوں کو قبول کیا ہے اور جو کسی ایک آدھ شخص نے اس میں خلاف کیا ہے اس کے خلاف کا اعتبار نہیں۔ امام الحرمین نے کہا اگر کوئی شخص قسم کھائے اپنی عورت کی طلاق پر کہ بخاری اور مسلم کی جو حدیثیں صحیح ہیں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہیں تو اس کی عورت پر طلاق نہ پڑے گی کیونکہ حقیقت میں ان دونوں کتابوں کی حدیثیں صحیح ہیں اور علماء نے جماع کیا ہے ان کی صحت پر اور تمام امت محمدی نے اتفاق کیا ہے اس بات پر کہ جس حدیث کی صحت پر بخاری اور مسلم دونوں کا اتفاق ہے وہ صحیح ہے۔ ابن الصلاح نے کہا کہ مسلم، ابوذر رازی کے پاس آئے اور ایک ساعت تک بیٹھے اور باتیں کرتے رہے۔ جب اٹھے تو کسی نے کہا



انہوں نے چار ہزار حدیثیں اپنی صحیح میں جمع کی ہیں اور دوسرے نے کہا پھر باقی حدیثیں کس کے لیے چھوڑ دیں۔ شیخ نے کہا ہر اس شخص کی یہ بھی کہ صحیح مسلم میں اصل چار ہزار حدیثیں ہیں سو مکررات کے اور مکررات کو ملا کر سات ہزار دوسو پچھتر حدیثیں ہیں۔

امام مسلم نے اس کتاب کو ابواب کی ترتیب پر مرتب کیا ہے اور حقیقت میں ابواب پر مرتب ہے پر ابواب کے ترجموں میں نے متن کتاب میں داخل نہیں کیا تا کہ کتاب کا حجم نہ بڑھے یا اور کسی حد سے۔ امام نووی نے کہا لوگوں! صحیح مسلم کے ابواب کا ترجمہ کیا ہے۔ بعض اچھے ہیں اور بعض نہیں اس وجہ سے کہ ترتیب میں قصور ہے یا غلط اس کے ریکٹ ہیں اور میں اپنی شرح میں ان ترجموں کو مناسب جگہوں کے ساتھ بیان کروں گا سیدھی نے یہ کہ یہ صحیح مسلم کے ایک نسخہ میں ابواب کے ترجمے پائے جاتے ہیں تو یہ مسلم کے بنائے ہوئے نہیں بلکہ لوگوں نے ان کے بعد بنائے ہیں اور یہ ترتیب سب سے زیادہ صحیح ہے۔ کہا اور ان لوگوں کی غرض یہ تھی کہ حدیث کا نئے دانے کو سہانی ہو نیکی بہتر یہی ہے کہ ابواب کے تحت جہاں جیسے پرانے نسخوں میں نہیں لکھے ہیں اور جن باتوں کی وجہ سے مسلم کی کتاب بخاری کی کتاب سے ممتاز ہے ان میں سے ایک بات یہی ہے کہ مسلم نے تعلیقات (یعنی بے اسناد روایتیں) بہت کم بیان کی ہیں ساجد مقاسوں کے برخلاف بخاری کے کہ ان کی کتاب میں تعلیقات بہت ہیں۔ نووی نے کہا مسلم نے اپنی کتاب میں عمدہ روایتوں کو اختیار کیا ہے ہایت احتیاط اور مضبوطی اور معرفت کے ساتھ اور اس سے ان کا کام درج اور مزایت عم اور تہذیب و تحقیق اور مدائن مستند ہے۔

مسلم نے بڑے مقدمہ میں لکھا ہے کہ انہوں نے حدیث کی تین قسمیں کی ہیں۔ ایک تو وہ جس کو بڑے بڑے عمدہ حافظوں نے روایت کیا ہو۔ دوسرے وہ جس کو متوسط لوگوں نے جس کا عیب ڈھکا ہو۔ تیسری وہ جس کو ضعیف اور مترشح روایت کی ہو۔ روایت کیا ہو تو مسلم جب پہلی قسم کی حدیثوں سے فارغ ہوتے ہیں تو دوسری قسم کی حدیثوں کو لے کر میں لیکن تیسری قسم کی حدیثوں کو بالکل نہیں لے لیتے۔ علما نے اختلاف کیا ہے کہ اس تقسیم سے کیا مراد ہے۔ حاکم اور بیہقی نے کہا کہ مسلم دوسری قسم کی حدیثوں کو بیاں کرتا چاہتے تھے مگر اس سے پہلے ناگہانی موت آگئی اور فقط پہلی قسم کی حدیثیں اس کی کتاب میں ہیں۔ قاضی عیاض نے کہا کہ غور سے یہ بات صحیح معلوم نہیں ہوتی اور اس نے اپنی کتاب میں قبول طرح کی حدیثوں کو بیاں کیا ہے۔ ابن عساکر نے کہا کہ مسلم نے اپنی کتاب کو دو قسموں کی حدیثوں پر مرتب کرنا چاہا۔ ایک قسم میں عمدہ عمدہ حافظ اور ثقہ لوگوں کی روایتیں اور دوسری قسم میں متوسط اور سچے متوسطین کی روایتیں مگر ان کو موت آگئی اور یہ آرزو چھوٹی نہیں ہوئی۔ اور کتاب کی ترتیب تراجم و ابواب نے سمجھ کر دیکھی۔ باوجود اس کے ان کی کتاب مشہور اور مقبول ہوئی۔ اور تیسری قسم کی حدیثوں کو انہوں نے بالکل بیاں نہیں کیا۔ پھر مسلم کے بعد درگوں نے کئی ایک کتابیں مسلم کی صحیح کی طرح لکھیں اور ان میں مدوں کو حاصل کیا اور ان میں سے بعضوں نے مسلم سے مشابہت پایا اور مسلم کی احادیث کو اپنی کتاب میں نکالا۔ شیخ ابو عمرو نے کہا کہ یہ جو کتابیں صحیح مسلم کے طور پر لکھی گئی ہیں اگرچہ ان

میں صحت کی ایک نشانی ہے مگر تمام باتوں میں وہ صحیح مسلم کے برابر نہیں ہو سکتیں۔ صحیح مسلم پر مدار نے بہت سی شروحات لکھی ہیں۔ سب میں مشہور وہ شرح ہے جس کو امام حافظ ابو ذکریا محی الدین نوون شافعی نے تالیف کیا اور وہی شرح شائع جو صحیح مسلم کے ساتھ بعد وہ سال میں طبع ہوئی ہے اور ایک اس شرح کا حصہ ہے جو مؤرخ الدین محمد بن یوسف قزوینی نے مرتب کیا۔ اور ایک شرح سے قاضی عیاض لکھی کی اس کا نام "اکمال المعجم فی شرح صحیح مسلم" ہے اور ایک شرح ہے ابو عباس احمد بن عمر بن برہم قرطبی کی اور یہ مقدم ہے نوونی سے بھی۔ اور ایک شرح ہے امام ابو عبد اللہ محمد بن حلیفہ لکھی کی چار جلدوں میں اور ایک شرح ہے ابو عبد اللہ محمد بن علی درری کی جس کا نام "المعجم اللہ کتاب المسیم" ہے اور ایک شرح ہے علی والدہ بن عبد الرحمن بن عبد اعلیٰ مصری کی اور ایک شرح ہے عبد رب مسلم بن عبد اللہ قرین السعید قاری کی جس کا نام "المعجم فی شرح غریب المسیم" ہے۔ اور ایک شرح ہے سبط ابن الجوزی کی اور ایک شرح ہے ابو الفتح عیسیٰ بن مسعود دواؤی کی پانچ جلدوں میں اور ایک شرح ہے قاضی زین الدین رکیب بن محمد الصمدانی کی اور ایک شرح ہے محقق شیخ جلال الدین سیوطی کی جس کا نام "الدرجات علی صحیح مسلم بن الحجاج" ہے۔ اور ایک شرح ہے قوام مدینی ابو القاسم سنن بن محمد اصفہانی کی اور ایک شرح ہے تقی الدین شافعی کی اور ایک شرح ہے قسطلانی کی اس کا نام "منہج الدیاج" ہے اور ایک شرح ہے مدالی قاری کی چار جلدوں میں۔

صحیح مسلم کے مختصرات بھی بہت ہیں۔ ایک مختصر ہے ابو عبد اللہ شرف الدین محمد بن عبد اللہ مری کا اور ایک مختصر ہے رواد مسلم کا بخاری پر حافظ سراج مدینی عمرو بن علی مقل شافعی کا۔ ایک مختصر ہے حافظ رکی الدین مدیری کا اور اس مختصر کی شروحات بھی بہت ہیں اور سب سے عمدہ شرح اس کی "سراج الوہاج" ہے جو ۱۸۷۱ء سے ۱۸۷۲ء میں جناب مولانا سید محمد صدیق حسن صاحب بہادری تصنیفات میں سے چھپ رہی ہے اور اس ترجمہ میں اس شرح سے بہت فوائد منقول ہوئے ہیں۔

امام مسلم کا حال جو اس کتاب کے مؤلف ہیں۔ نام اس کا مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری بن وردین کرشانی میثاقوری ہے۔ ماثر حافظ ہیں علم حدیث کے سمیوں نے سفر کیا جبار اور شام اور عراق اور مصر کا حدیث حاصل کر کے لے کر یہاں مشہور مشائخ ان کے یہ لوگ ہیں۔ یحییٰ بن یحییٰ میثاقوری امام احمد بن حنبل اسحاق بن رہویہ عبد اللہ بن مسلمہ قفنی، قتیبہ بن سعید ابو بکر بن ابی شیبہ محمد بن شام محمد بن ابی ثنیٰ وغیرہم۔ کئی بار بغداد میں آئے اور اہل بغداد نے ان سے روایت کی۔ سب سے آخر وہ بغداد میں ۲۵۹ھ ہجری میں تشریف لے کر ترمذی نے ان سے روایت کی ہے۔ خلیف بغدادی نے کہا مسلم بخاری کی حج کرتے تھے اور لوگوں کے اعتراضوں کو ان کے دہرے دفع کرتے تھے یہاں تک کہ ان میں اور دہلی میں اسی وجہ سے رنجش ہو گئی۔ حافظ محمد بن یعقوب نے کہا بخاری جب میثاقوری میں آئے تو مسلمان کے پاس بہت آتے جاتے تھے۔ بعد اس کے بخاری اور دہلی میں ایک مسئلہ پر نزاع ہو اور دہلی نے لوگوں کو منع کیا بخاری کے پاس جانے سے لیکن مسلم نے نہ مانا جب دہلی کو اس کی خبر ہوئی وہ غصہ ہوا۔ مسلم مجلس سے اٹھے

اور جو کچھ ذی سے حدیثیں لکھی تھیں وہ اس کے پاس واپس کر دیں اس پر ذی نے سے ترک ملاقات ہو گئی۔ بہر حال امام مسلم، علمائے اہل اسلام سے ہیں حدیث کے اور حافظ اور امام مستدرائیں اس فن کے جن کو امام اہل حدیث نے مسلم کیا ہے اور طلب حدیث کے لیے دینا کے اطراف و اکناف میں پھرے اور محمد بن مہران اور ابو خسان اور عمر بن سواد اور جزاہ بن یحییٰ اور سعید بن منصور اور ابو مصعب سے سنہ دور سے روایت کیا ایک جماعت نے عہد ماوراء النہر کی جیسے ابو حاتم رازی اور موسیٰ بن ہارون اور احمد بن سلمہ اور ابو بکر بن خزیمہ اور بہت لوگوں نے جن کا شمار و شمار ہے۔ ابو عمر بن احمد بن حمدان نے کہا میں نے ابو اسحاق بن عقدہ سے پوچھا کہ بخاری اور مسلم میں کون بڑھ کر ہے؟ انہوں نے کہا دونوں عالم ہیں۔ میں نے پھر پوچھا انہوں نے کہا اب ابو عمر بخاری سے کبھی غلطی ہوتی ہے اہل شام میں کہ ایک جگہ کسی کی کثرت بیان کرتے ہیں اور دوسری جگہ اس کا نام تو خیال ہوتا ہے کہ یہ دو دی ہیں اور مسلم سے بہت کم غلطی ہوتی ہے۔ خطیب بعد ادوی نے کہا مسلم نے بیرونی کی ہے بخاری کی اور وہ چلے ہیں بخاری کی راہ پر۔ دارقطنی نے کہا کہ اگر بخاری نہ ہوتے تو مسلم کو بھی یہ راہ ملتی۔ غرض مسلم نے بخاری سے بہت فائدہ اٹھایا ہے۔ ابو احمد شیخ حاکم نیشاپوری نے کہا کہ مسلم نے اپنی کتاب میں بہت سی متفرق حدیثیں بخاری کی کتاب سے لی ہیں مگر ان کو بخاری کی طرف نسبت نہیں دی اور نہ اپنی صحیح میں بخاری سے روایت کی ہے۔

مسلم نے سوا اس صحیح کے اور بھی کتابیں لکھی ہیں جیسے مسند کبیر جامع کبیر کتاب المصلح کتاب الطبقات کتاب اوہام المحدثین کتاب التمزیز کتاب فن نہیں لہ الا راو واحد کتاب اوہام الکھرمین کتاب الاسماء والکنی کتاب الوحدان کتاب حدیث عمرو بن شعیب عن ابی عن جدہ کتاب مشائخ، لک، کتاب مشائخ الثوری۔

اور مسلم کے عجیب حالات میں سے یہ ہے کہ انہوں نے تمام عمر کسی کی بیعت نہیں کی در نہ کسی کو مارا اور نہ کسی کو گالی دی۔ حدیث کے کھوٹے کھرے کے پیچھے نہ تھے اپنے زمانے میں سب پر مقدم تھے یہاں تک کہ بعض امور میں بخاری پر بھی ان کو فضیلت دی گئی ہے جیسے اوپر گزرا۔ ۲۰۶ ہجری میں پیدا ہوئے اور انور کی شام کو جب کی پچیسویں تاریخ ۲۶۱ ہجری میں وفات پائی۔ عمر ان کی پچیس برس کی تھی اور دو شنبہ کے روز دفن ہوئے۔ ان کی وفات کا قصہ یوں لکھا ہے کہ کسی مجلس میں لوگوں نے ان سے ایک حدیث پوچھی۔ ان کو معلوم نہ ہوئی۔ وہ گھر میں آ کر سب کتابوں میں ڈھونڈنے لگے اور ایک نوکرا خرماکا ان کے سامنے رکھا تھا۔ ایک ایک خرماکا کھاتے جاتے تھے یہاں تک کہ نوکرا تمام ہو گیا۔ در حدیث کی تلاش میں ایسا استغراق تھا کہ ان کو خبر نہ ہوئی اور اسی وجہ سے مر گئے۔ ابو حاتم رازی نے مسلم رحمہ اللہ کے مرنے کے بعد ان کو خواب میں دیکھا ان کا مات پوچھا تو انہوں نے کہا اللہ جل شانہ نے جنت کو میرے لیے مہاج کر دیا ہے جہاں چاہوں رہوں۔

## مترجم کی سند امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ تک۔

اجازت دی مجھ کو صحیح مسلم شریف کی میرے شیخ علامہ احمد بن ابراہیم بن عیسیٰ شرقی صلیبی نے ان کو اجازت دی شیخ عبد الرحمن بن حسن نے ان کو اجازت دی شیخ حسن قوسینی مصری نے ان کو اجازت دی شیخ سیمان بحیری نے ان کو اجازت دی شیخ محمد عثمانی نے ان کو اجازت دی شیخ عبد الحزقی نے ان کو اجازت دی شیخ محمد شوری نے ان کو اجازت دی محمد ربلی نے انہوں نے سنا شیخ الاسلام رکابی انصاری سے۔ انہوں نے امام حافظ ابن حجر عسقلانی سے پھر حافظ ابن حجر روايت کرتے ہیں اس کتاب کو صلاح بن ابی عمرو مقدسی سے اور وہ علی بن احمد بن بخاری سے اور وہ مویطوی سے اور وہ عبد اللہ فراوی سے اور وہ عبد اللہ فرناری سے اور وہ ابی احمد محمد بن عیسیٰ جودی سے اور وہ ابی اسحاق ابراہیم بن محمد سے اور وہ امام حافظ مسلم بن الحجاج قشیری سے جو مؤلف ہیں اس صحیح کے۔

راشی ہو اللہ تعالیٰ ان سب بزرگوں سے اور مغفرت کرے میری اور میرے والدین اور میں اور سب سونین کی۔ سو مترجم کتاب سے امام مسلم تک سولہ واسطے ہیں اور امام مسلم کے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک ربائی حدیث تک چار ہیں۔ اس حساب سے مترجم سے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک ایکس واسطے ہوئے۔

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَىٰ ذَٰلِكَ حَمْدًا كَثِيرًا طَبَا مَنَارًا فِيهِ







# شرح مسلم

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَبِعَاقِبَةِ الْمُتَّقِينَ وَصَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ وَعَلَىٰ أَهْلِ بَيْتِهِ

وَعَلَىٰ أَهْلِ بَيْتِهِ

شرع کرتا ہوں میں اللہ جل جلالہ کے نام سے جو بہت مہرباں ہے رحم والا۔ سب حریب لال سے ان کا دار کا دعوچہ ہاے  
سارے جہاں کو اور بھتر دینا ہاکی عاقبت کا سے جو پر ہر گار ہیں اللہ تعالیٰ پنی رحمت اتارے حضرت محمد ﷺ پر ہوتا ہاے عیسویوں  
کے ختم کرنے والے ہیں (یعنی نبوت کے سلسلہ کو اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات یا برکت پر فتح کر دیا۔ اب دینا میں آپ کے بعد کوئی  
پیغمبر نئی شریعت سے کر نہیں سکتا گا اور تمام بیوں اور پیغمبروں پر جو ہمارے پیغمبر ﷺ سے پہلے گزرے ہیں جیسے حضرت  
آدم، حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

بعد حمد اور صلوٰۃ کے خدا، تجھ پر رحم کرے تو نے اپنے  
پروردگار کی توفیق سے ذکر کیا تھا (یہ نام مسلم کسی اور کو فرماتے ہیں)  
کہ میرا قصہ یہ ہے کہ تلاش کرے اس سب حدیثوں کو جو رسول خدا  
ﷺ سے روایت کی گئی ہیں دین کے طریقوں اور حکموں میں (یعنی  
مسائل کی حدیثیں جو فقہ سے متعلق ہیں) اور ان حدیثوں کو جو  
ثواب اور عقاب اور خوشخبری اور ڈانٹنے کے لیے ہیں (یعنی قصائد  
اور اخلاق کی حدیثیں) اور ان کے سوال اور باتوں کی سندوں کے ساتھ  
جس کی رو سے وہ حدیثیں عمل کی گئی ہیں اور جن کو علماء حدیث سے  
جاری رکھا ہے اپنے میں (یعنی مشہور و معروف سندیں) تو میرا  
مطلب یہ تھا کہ حدیث کو ہدایت کرے کہ تو ان سب حدیثوں سے

أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّكَ بِرَحْمَتِ اللَّهِ بِمَوَافِقِ  
خَالَفَكَ دَكْرَفَ أَمَّا هُنَا بِالْمُحْضَرِ  
عَنْ تَعْرِفَ جُمْلَةَ الْأَخْبَارِ الْمَأْثُورَةِ عَنْ  
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سُ  
الْأَخْبَارِ وَأَحْكَامِهِ وَمَا كَانَ مِنْهَا فِي الثَّوَابِ  
وَالْعِقَابِ وَالتَّوْبِغِيبِ وَالتَّوْبِغِيبِ وَغَيْرِ ذَلِكَ  
مِنْ صُورِ الْأَشْيَاءِ بِالْأَسْمَاءِ الْأَشْيَاءِ مِنْهَا  
مَقْصِدٌ وَتَوْفِيقٌ أَهْلُ الْأَعْيَانِ مِنْهُمْ  
فَرَدُّكَ أَرَشِدَكَ اللَّهُ أَر تَوْفِيقٌ عَلَى  
جُمْلَتِهَا مُؤَلَّفَةٌ مُخَصَّصَةٌ وَمَأْنِي

أَخْصَصَ لَهَا فِي التَّائِيْدَةِ مَا تَكْرُرُ بِكَثْرٍ  
فَإِنَّ ذَلِكَ رَحْمَةٌ مِمَّا يَنْقُذُ عَمَّا لَهُ  
فَصَدَّبَ مِنَ التَّقْهِمِ فِيهَا وَالْإِسْتِطَاعَةِ مِنْهَا  
وَلْتَدِي سَأَلَتْ أَكْرَمَكَ اللَّهُ حِينَ نَحَفْتُ  
إِلَى مَدِيرِهِ وَمَا تَعَوُّتُ بِهِ الْخَلْقُ إِذْ شَاءَ  
اللَّهُ عَاقِبَةُ مَحْمُودَةٍ وَمُفْعَةٍ مَوْجُودَةٍ  
وَهَبْتَ حِينَ سَأَلَنِي نَحْسُكُمْ دَلِيلَ أَنْ يَوْ  
غَرَمَ بِي عِبْدِي وَقُصِي بِي سَائِدَةُ كَأَنَّ لَوْ  
مَنْ يُصَيِّتُهُ بَقْعُ دَلِيلٍ بِدِي عَاصَةِ نَبَلٍ  
غَيْرِي مِنْ سَائِي سَائِبٍ كَبْرٍ يَطْوِي  
بِدَكْرِهِ التَّوَصُّفُ بِنَا أَنْ حُمَلَةَ دَلِيلِ أَنْ  
حَبِطَ التَّيْبِيلُ مِنْ هَذَا الشَّارِ وَالْفَقْدَانِ أَمْسَرُ  
عَلَى الْمَرْءِ مِنْ مُعَالَجَةِ الْكَثِيرِ مِنْهُ رَنَا  
سَيْتًا عِنْدَ مَنْ لَا يَخِيرُ عِنْدَهُ مِنَ الْعَوَامِّ  
إِلَّا بِأَنْ يُوقِفَهُ عَلَى التَّخِيرِ عَمْرُهُ مَادَا كَانَ  
أَتَمُّ هِيَ هَذَا كَمَا وَصَفَ قَالِقُصْدُ مِنْهُ  
إِلَى الصَّحِيحِ الْقَلِيلِ أَوَّلِي بِهِمْ مِنْ أَوْجَاهِ  
السَّعِيمِ وَإِنَّمَا تُرْجَى بَعْضُ الْمُنْعَةِ فِي  
الاسْتِكْثَارِ مِنْ هَذَا الشَّارِ وَجَمْعِ  
تُكْرَرُ مِنْهُ بِخَاصَّةٍ مِنَ النَّاسِ مِنْ  
رُفْقٍ فِي بَعْضِ التَّقِظِ وَتَعْرِفُهُ بِاسْتِثْنَاءِ  
وَعَلَّهِ مَدْلِكُ إِذْ شَاءَ اللَّهُ يَهْتَمُّ بِهِ أَوْجَى  
مَنْ دَلِيلُ عَمَى الْفَائِدَةِ فِي الِاسْتِكْثَارِ مِنْ  
جَمْعِهِ مَا تَعَوُّتُ النَّاسِ الدِّينَ هُمْ بِجِهَادٍ  
مَعَارِي الْعَاصِ مِنْ أَهْلِ التَّقِظِ وَالْمَعْرِفَةِ  
مَا مَعْنَى لَهُمْ فِي حَلَبِ الْكَثِيرِ وَمَنْ

واقف ہو جائے اس طرح سے کہ وہ سب حدیثیں ایک جگہ جمع ہوں  
اور تو نے یہ سوال کیا تھا کہ میں ان سب حدیثوں کو اختصار کے ساتھ  
تیرے لیے جمع کروں اور اس میں تکرار نہ ہو کیونکہ اگر تکرار  
ہوگی (اور طول ہوگا) تو تیرا مقصد جو حدیثوں کو سمجھنا اور ان میں غور  
کرنے اور ان سے سہاگل لگانا ہے وہ جاتا رہے گا اور تو نے جس  
بات کا سوال کیا خدا تجھ کو عرت دے جب میں نے اس میں غور کیا  
اور اس کے انجام کو دیکھا تو خدا چاہے اس کا ایسا مچھا ہو گا اور ہر فعل  
بھی اس میں قائم ہے (یعنی حال اور مال دونوں کے فائدے کی بات  
ہے) اور میں نے یہ خیال کیا جب تو نے مجھے اس بات کی تکلیف دی  
کہ اگر یہ کام مجھ سے ہو جائے تو سب سے پہلے دوسروں کو تو خیر مجھے  
خوابی فائدہ ہو گا کئی سیوں سے جن کا بیان کرنا طول ہے مگر خلاصہ  
یہ ہے کہ اس طول سے تھوڑی حدیثوں کو یاد رکھنا مستحب علی اور صحت  
کے ساتھ آسان ہے آدمی پر بہت سی حدیثوں کو روایت کرنے سے  
(بغیر ضبط اور اتقان کے کیونکہ اس میں ایک طرح کا ضحاک پیدا ہوتا  
ہے) خاص کر عوام کو بڑا فائدہ ہو گا جن کو تمیز نہیں ہوتی کھوئی کھری  
حدیث کے بغیر دوسرے کے بتلائے ہوئے اور جب حال ایسا ہوا  
جیسا ہم نے اوپر بیان کیا تو تھوڑی صحیح حدیثوں کا بیان کرنا ان کے  
لیے بہتر ہے بہت ضعیف حدیثوں سے اور بہت سی حدیثیں بیان  
کرنا اور کمرات کو جمع کرنا (خاص خاص شخصوں کو فائدہ دیتا ہے جن  
کو علم حدیث میں کچھ واقفیت ہے اور حدیث کے اسباب اور علتوں کو  
وہ پہچانتے ہیں اب شخص الہتہ بوجہ اپنی واقفیت اور معرفت کے بہت  
حدیثوں کے جمع کرے سے فائدہ اٹھائے گا لیکن عام لوگ جو  
برخلاف ہیں خاص لوگوں کے جو صاحب واقفیت و معرفت ہیں ان  
کو کچھ حاصل نہیں بہت حدیثوں کے طلب کرنے میں جب کہ وہ  
تھوڑی حدیثوں کے پہچاننے سے عاجز ہیں (یعنی جس قدر کم حدیثیں  
انہوں نے دیکھی ہیں ان ہی کے پہچاننے کی اور صحیح کو ضعیف سے

عَجَزُوا عَنْ مَعْرِفَةِ الْفَصْلِ ثُمَّ بَرَّ بِأَنْ شَاءَ  
 اللَّهُ مُسْتَدُونَ فِي تَخْرِيجِ مَا سَأَلَتْ وَتَأْيِيهِ  
 غَنَى شَرِيفَةُ سَوَافٍ أَدْرَكُهَا بَنَتْ وَهِيَ بِنْتُ  
 عَمِّهِ إِلَى حُجَّتِهِ مِنْ أَسْنَانٍ مِنَ الْأَخْبَارِ عَنْ  
 رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 مَقْسُومًا غَنَى ثَمَانَةَ أَقْسَامٍ وَتَدَثَّرَ مَنَاصِبُ  
 مِنَ النَّاسِ عَلَى عَثَرٍ تَكَرَّرَ بِأَنَّ بَابِي  
 مَوْضِعٌ لَا يُسْتَعْيَى فِيهِ عَنْ رَدِّهِ حَلِيلَتِ  
 فِيهِ رِبَادَةٌ مَعْنَى أَوْ إِسَادٌ مَعْنَى ابْنِ حُسْبٍ  
 بِسَادٍ جَلَّةٌ تَكُونُ هَاكَ بِأَنَّ الْمُعْصِي الرَّائِدَ  
 فِي الْحَدِيثِ الشَّحَاجِ إِلَيْهِ يَقُومُ مَقَامُ  
 حَدِيثٍ تَامٍ فَلَا بُدَّ مِنْ إِعَادَةِ الْحَدِيثِ  
 الْقَدِيمِ بِهِ مَا وَصَفْنَا مِنَ الرِّبَادَةِ أَوْ أَنَّ  
 يُفَضَّلُ ذِيكَ الْمُعْصِي مِنْ حُجَّتِهِ الْحَدِيثِ  
 عَنِ اخْتِصَارِهِ إِذَا امْتَكَنَ وَلَكِنْ مُفَصَّلُهُ  
 دَلِيلٌ عَسْرٌ مِنْ حُجَّتِهِ مِثْلَ عَادَةِ بَهْتِيهِ بِد  
 حَقِّ دَلِيلٍ أَسْلَمَ هَاتِمًا مِنْ وَجْهَاتِ بَدُّ مِنْ  
 بِمَقَادِمِهِ بِحُجَّتِهِ مِنْ عَثَرٍ سَاحِبٍ بِأَنَّ إِلَيْهِ حَلَا  
 سَوَكِي مَعْلَةٍ إِنَّ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى هَاتِمًا الْقِسْمُ  
 الْأَوَّلُ بَابًا تَتَوَخَّى أَنْ تُقَدِّمَ الْأَخْبَارَ الَّتِي  
 فِيهِ أَسْلَمَ مِنَ الْعُيُوبِ مِنْ غَيْرِهَا وَتَقَى  
 مِنْ أَنْ يَنْكَوِدَ بِإِقْدَامِهَا أَهْلُ شُعَابِهِ فِي  
 الْحَدِيثِ زَانِقِينَ بِمَا تَقَلُّوْا نَمَّ يُرْعَدُ فِي  
 رَوِيهِمْ اخْتِصَارٌ شَدِيدٌ وَنَ تَخْيِيطُ  
 فَاجْتَرَّ كَمَا قَدْ غَرَّ بِبِهِ عَمِي كَثِيرٌ مِنْ  
 الْمُحَدِّثِينَ وَبَانَ ذِيكَ فِي حَدِيثِهِمْ بِدَا

تیسرے کرنے کی استعداد ان میں نہیں تو بہت حدیثوں سے وہ کیا فائدہ  
 اٹھا سکتے ہیں پھر اگر خدا نے چاہا تو ہم ان حدیثوں کے بیان کرنے میں  
 جن کے لیے تو نے فرمائش کی ہے ایک شرط پر چلیں گے جو بیان  
 کرتے ہیں وہ شرط یہ ہے کہ ہم ان سب حدیثوں کی طرف قصد  
 کرتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ سے مستند (یعنی صحابہ) ایک راوی نے  
 دوسرے سے سنا ہو رسول اللہ ﷺ تک روایت کی گئی ہیں سب  
 حدیثوں سے مراد اکثر حدیثیں ہیں اس لیے کہ سب مستند حدیثیں  
 اس کتاب میں نہیں ہیں) پھر ان کو تقسیم کرتے ہیں تین قسموں پر  
 اور راویوں کے تین طبقوں پر (پہلا طبقہ تو حافظ اور ثقہ لوگوں کی  
 روایتوں کا، دوسرا متوسطین کا تیسراضعفاء اور متردکین کا مگر مصنف  
 نے اس کتاب میں پہلی قسم کے بعد دوسری قسم کی حدیثوں کو بیان  
 کیا ہے پر تیسری قسم کو مطلقاً کر نہیں کیا اور حاکم اور بیہقی نے کہا کہ  
 اس کتاب میں سب سے پہلی قسم کی حدیثیں ہیں اور دوسری قسم کی  
 حدیثیں بیان کرنے سے پہلے مسلم مر گئے، بغیر تکرار کے مگر جب  
 کوئی ایسا مقام ہو جہاں دوبارہ حدیث کا انا ضروری ہو اس وجہ سے کہ  
 اس میں کوئی دوسری بات زیادہ ہو یا کوئی اسکی ساد ہو جو دوسری سناد  
 کے پہلو میں واقع ہو کسی علت کی وجہ سے تو وہاں تکرار کرتے ہیں  
 (یعنی دوبارہ اس حدیث کو نقل کرتے ہیں) اس لیے کہ جب کوئی  
 بات زیادہ ہوتی حدیث میں جس کی تخریج سے تو وہ مشکل پوری  
 حدیث کے ہے پھر ضروری ہے اس سب حدیث کا کرنا جس میں  
 وہ بات زیادہ ہے یا ہم اس راویوں کو جدا کر دیں گے پوری حدیث سے  
 اختصار کے ساتھ اگر ممکن ہو یعنی ایک حدیث میں ایک جملہ زیادہ  
 ہے جس سے کوئی بات کام کی نکلتی ہے اور وہ جملہ جدا ہو سکتا ہے تو  
 صرف اس جملہ کو دوسری سناد بیان کر کے نقل کریں گے اور  
 ساری حدیث دوبارہ نہ مانیں گے مگر ایسا جب کریں گے کہ اس جملہ  
 کا علیحدہ ہونا حدیث سے ممکن ہو (نوٹ کیے کہ اس مسئلہ میں علماء





روایتوں میں بہت غلط فہم کر کے وہ قابلِ اعتبار سے نہیں رہتا) جیسے بعض محدثین کی روایت معلوم ہو گئی اور ان کی حدیث میں یہ بات کھل گئی ہے پھر جب ہم بیان کر چکے اس قسم کے راویوں کی حدیثیں (یعنی جو موصوف ہیں ساتھ کمالِ حفظ اور ضبط اور انہیں کے) تو اس کے بعد وہ حدیثیں لاتے ہیں جن کی بات میں نہ آتا ہے جن میں اتنا حفظ اور تقاضا نہیں جیسا کہ اس قسم کے راویوں میں تھا اور یہ لوگ اگرچہ پہلی قسم کے راویوں سے درجہ میں کم ہیں مگر ان کا عیب اٹکا ہوا ہے اور چنانچہ حدیث کی روایت میں وہ بھی شامل ہیں (یعنی دوسرے درجے کے راوی بھی سچے اور محکم ہیں اور جو کچھ ان میں عیب تھا وہ چھپا گیا ہے اہل حدیث نے ان کو مقبول نہیں کیا ہے کذب سے نہ ان سے روایت ترک کی ہے) جیسے عطاء بن السائب اور یزید بن ابی ریا اور سیف بن ابی سلیم۔

اور ان کی مانند لوگ حدیث کی روایت کرتے اور ہر سہ لعل کرنے والے اگرچہ یہ لوگ مشہور ہیں علم میں اور مستور ہیں اہل حدیث کے نزدیک لیکن ان کے ہم عصر دوسرے لوگ جن کے پاس اتفاق اور استقامت ہے روایت میں ان سے بڑھ کر ہیں حال اور مرتبہ میں اس واسطے کہ اہل علم کے نزدیک یہ ایک درجہ ہے بلند اور ایک خصلت ہے عمدہ (یعنی ضبط اور تقاضا)۔

کیا تو نہیں دیکھا اگر تو نے ان تینوں کو جن کا ہم نے نام کیا یعنی عطاء اور یزید اور سیف کو منصور بن معتمر اور حماد بن عمار اور اسماعیل بن ابی خالد کے ساتھ (جو اس تینوں سے درجہ میں) حدیث کے اتفاق اور استقامت میں تو ان سے بہت زیادہ پائے گا ہرگز اس کے قریب نہ سوتے اس بات میں کہ ان میں عیب نہیں اہل حدیث کے نزدیک ہے کہ ان سے روایت نہ ہو۔

حفظ منصور اور حماد اور اسماعیل کا اور ان کا ضبط اور تقاضا حدیث میں جو نہیں ثابت ہوا اور ان سے روایت

وَأَصْرَبُهُمْ مِنْ حُثَالِ الْأَثَرِ وَمُعَالِ الْأَعْيَادِ هُمْ وَإِنْ كَانُوا بَنَاءً وَصَفًا مِنَ الْجَنَّةِ وَالشَّرِّ عَدَا أَهْلَ الْعِلْمِ مَعْرُوفِينَ مَعْرِفَتُهُمْ مِنْ أَقْوَابِهِمْ مَشْرِعًا عَنْهُمْ مَا دُكِّرْنَا مِنَ الْإِتْقَانِ وَالِاسْتِقَامَةِ فِي الرُّوْيَةِ يَفْهَمُونَهُمْ فِي الْحَبِّ وَالْمَرْمَةِ بَأْسًا هَدًا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ دَرَجَةُ رَمِيحَةٍ وَخَصْلَةٌ سَيْفَةٍ أَلَا تَرَى أَنَّكَ إِذَا وَرَبَّ هَؤُلَاءِ الثَّلَاثَةِ أَدْرَكَ سِتَابَهُمْ عَصَا وَبَرِيدٌ وَبَنَاءٌ حَصْبَرُ أَرْبَعِ الْمَغْسَرِ وَسُبُحَانَ الْأَعْشَى وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ فِي أَهْلِ الْحَدِيثِ وَالْإِسْتِقَامَةِ فِيهِ وَحَدِيثُهُمْ مُبَيِّنٌ لَهُمْ لَا يُدْخِلُونَهُمْ لَا شَكَّ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْحَدِيثِ فِي ذَلِكَ الَّذِي اسْتَعَارَ عَنْهُمْ مِنْ صِحَّةِ حِفْظِ مَنْصُورٍ وَالْأَعْشَى وَإِسْمَاعِيلِ وَمُعَالِهِمْ بِحَدِيثِهِمْ وَمَنْهُ سَبْعٌ يَعْرِفُونَ

میں۔

مِنْ ذَلَّتْ مِنْ عَطَاءٍ وَتَمَرٍ وَنَسَبٍ ۚ

اور ایسی ہی کیفیت ہے جب نو موازنہ کرے (یعنی تولے ایک کو دوسرے کے ساتھ) ہم عمروں کو جیسے ابن عون اور ایوب سختیانی کو عون بن ابی جمیلہ اور اشعث حرانی کے ساتھ یہ دونوں صاحب تھے ابن سیرین اور حسن بصری کے (جو مشہور تابعین میں سے ہیں) جیسے ابن عون اور ایوب ان کے مصاحب تھے اور ان دونوں میں بڑا فرق ہے (یعنی ابن عسوں اور ایوب کا درجہ بہت بڑھ کر ہے) کمال فضل اور صحت روایت میں گرچہ عون اور اشعث بھی بچے اور نانت دار ہیں (امام احمد نے کہا عون ثقہ ہیں صالح الحدیث اور یحییٰ بن مسیین نے بھی کہا کہ وہ ثقہ ہیں اسی طرح اشعث حرانی کو دار قطنی نے کہا کہ وہ ثقہ ہے ال علم کے نزدیک) مگر اصل حاس وہ ہے درجہ کا اہل علم کے نزدیک جو ہم نے بیان کیا اور ہم نے مثال کے طور پر بیان کیا ان کا نام لے کر تاکہ ان کی مثالیں ایک مثالی ہو اور فراغت پائے اس کو سمجھ کر وہ شخص جس پر چھپا ہوا ہے راستہ علم والوں کا اہل علم کی ترتیب میں تو کم نہ کیا جائے بلکہ درجے والا شخص اپنے درجے سے اور بلند نہ کیا جائے کم درجے والا اپنے درجے پر اور ہر ایک کو اس کا حق دیا جائے اور اپنے درجہ اور حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو حکم کیا ہر ایک آدمی کو اس کے مرتبے پر

وہی میں مخیری ہوئے اذاً ر رنس یں  
للقراں کانی عون وایوب السخانی مع  
عروف ہی اسی حیلہ وانشعث الحمرانی  
وہم صاحبنا الحسنی وانی سیرین کما ان  
انی عون وایوب صاحبنا ہا انا ان التون  
یہما وین ہدی بید فی کمال الفصل  
اصحہ النقل وان کان عون وانشعث غیر  
مدفوعین عن حدیثی وامنایہ عند اهل العلم  
ولکن الحار ما رصفا میں المشرہ عند اهل  
العلم وامنایہ مثلاً ہوئے بی التسمیۃ لیكون  
معیہم سیمۃ یصلون عن ہنیہا من غبی  
غبیہ طریق اهل العلم فی تزیید اہلہ فیہ فلا  
یخصر بالرجل العالی القدر عن درجہ وکا  
یرفع متصیع القدر فی العلم فوق مرلہ  
وینقل کمن ہی حق بیہ حق ویرل مرلہ  
وقد ذکر عن عائشہ رصبی اللہ عنہا اہا  
قالہ امرارسل اللہ صلی اللہ عنہ وسلم  
(ان نول النامر فمالہم) مع ہنویہ القرآن

ج یعنی عطاء اور یزید اور یسہ مسور اور سیدان اور اسلمیل اور اسلمیل کے سامنے کچھ نہیں اترتے اس لیے کہ عطاء اور یزید اور یسہ کا مرتبہ بہت کم ہے جیسے ان کا حال اوپر مکرر اور مسور اور عیش اور اسلمیل یہ حدیث کے حافظوں اور ثقہ لوگوں میں سے ہیں اسلمیل بن ابی خالد تو تابعی مشہور ہیں۔ انھوں نے انس بن مالک اور سلمہ بن الاکوع اور عبد اللہ بن ابی اونی اور عمرو بن حرث اور قیس بن عباد اور یوحیہ کو دیکھا اور یہ سب صحابی ہیں اور سلیمان عیش بھی تابعی ہیں یہ کہ انھوں نے انس کو دیکھا اور عیش کہتے ہیں ضعیف البصر کو جس کی یرتائی میں لغو ہو یہ ان کا لقب ہو گیا تھا احمد یث نے اس قسم کے القاب نقل کرے میں قیاحت نہیں دیکھی کہ یہ القاب معرفت کے لیے بیان کیے جاتے ہیں نہ دست و توہین کے لیے منصور بن مسحر اگرچہ تابعی ہیں مگر حفظ اور نقال میں سب سے بڑے ہوئے ہیں اس لیے مسلم نے ان کا نام پہلے رکھا۔ عبد الرحمن بن مہدی نے کہا کہ منصور سب کوفہ والوں میں سے زیادہ ثقہ ہیں۔

رکھنے کا" اور قرآن سے بھی یہ بات ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ — فرمایا: "ہر علم والے سے بڑھ کر دوسرا علم والا ہے۔" (توحید: ۱۸) قرآن دونوں سے اہل علم کے تفاوت و درجہات کا ثبوت مل گیا۔

تو جیسے اوپر ہم نے جان کیا انہی طریقوں پر ہم جمع کرتے ہیں حدیثوں کو رسول اللہ ﷺ سے جن کا تو نے سوال کیا۔ اب جو حدیثیں ایسے لوگوں سے مروی ہیں جن پر سب الہدیت نے کذب کی نسبت کی یا اکثر الہدیت نے تو ان کو ہم نہیں روایت کرتے جیسے عبداللہ بن مسور ابی جعفر مدائنی، عمرو بن خالد، عبدالقدوس شامی (جو روایت کرتا ہے عکرمہ اور عطاء سے۔ عمرو بن علی طلاس نے کہا کہ اتفاق کیا اہل علم نے اس کی حدیث کے ترک پر) محمد بن سعید مصلوب، غیاث بن ابراہیم، سلیمان بن عمر، ابو داؤد نخعی اور ان کی مانند اور لوگ جن سے حدیث بنانے کی اور خبریں تراشنے کی نسبت کی گئی ہے (یعنی یہ سب لوگ وضاع اور کذاب اور متردک الہدیت تھے۔ ایسے لوگوں کی روایتیں میں نے بالکل نہیں لکھیں اور اسی طرح ہم نے ان لوگوں کی روایت بھی نہیں لکھی جن کی حدیث اکثر منکر (یعنی نقد کے خلاف) یا غلط

میں ہوں اللہ تعالیٰ و عوف کُلّ دِی عَلِمَ غَیْمَ ۛ

فصلی سخر ما ذکرنا من الزمعه نوتف  
ما سالت من الآثار عن رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم فأما ما نحن منها عن قوم فمن عند  
أهل الحديث متهمون أو عند الأكثر منهم  
فلما شاعل بتخريج حديثهم كعب اللہ نب  
مسور أبي جعفر الشافعي وعمر بن عبد  
وعبد القدوس الشامي ومحمد بن سعيد  
المصنوب ۛ

وعبد بن ابراهيم وسليمان بن عمرو أبي  
داود النخعي وأشباههم من أنهم يوضع  
الأحاديث وتوكيد الأخبار وكذب من الغالب  
غنى حديثه المكثر أو الغلط أنسكتنا أيضا عن  
حديثهم وعدالة المكثر في حديث المحدث

حج ہذا امام مسلم نے اس حدیث کو معھا یعنی بلا اختلاف ذکر کیا اور مطلق حدیثیں مسلم کی کتاب میں بہت کم ہیں۔ ایک ان میں سے یہ حدیث بھی ہے جس کی صحت میں علماء کا اختلاف ہے۔ حاکم ابو حیدر اللہ حافظ نے اپنی کتاب "معرفۃ علوم الہدیت" میں اس کو صحیح قرار دیا ہے اور ابو داؤد نے اپنی سنن میں اس کو روایت کیا یحییٰ بن ابی حنیبلہ سے اس نے عائشہ سے۔ مگر یحییٰ بن عمار نے عائشہ سے نہیں سنا تو یہ حدیث مستطیع ہوئی حالانکہ مسلم نے شرط کی ہے کہ حدیث متصل اور مستند ہو اس کا جواب یوں دیا ہے کہ یحییٰ بن عمار نے شجرہ کو پایا اور غیرہ حضرت عائشہ سے پیسے مرے اور شرط مسلم ن یہ ہے کہ ہم عصر ہو اور علامات ممکن ہو تو روایت حدیث کی علامات پر دلیل ہے۔ ابنتہ اگر یحییٰ بن عمار یہ کہتے کہ میں عائشہ سے نہیں ملتا تو عمر اس درست ہو تا۔ سوئے اس کے ہزار نے اپنی منہ میں اس حدیث کو روایت کیا ہے اور کہا کہ مر فو غایہ حدیث اسی طور سے مروی ہے لیکن موقوف اور طریقوں سے بھی روایت کی گئی ہے۔ واللہ اعلم۔

حج ہذا و مشق جس کی نسبت ابو عبد اللہ حسن نخعی یا ابو عبد اللہ ابو قیس اس کے نسب اور نام میں بڑا اختلاف ہے۔ حافظ عبد اللہ افغانی نے کہا وہ اپنے نام کو سو طریق پر بدلتا ہے۔ ابو حاتم نے کہا کہ متردک الہدیت سے اور نقل کیا گیا اور سولی دیا گیا ہے دینی کی وجہ سے اور اس کی حدیث موضوع ہے۔ اور خالد بن یزید نے کہا کہ میں نے اس سے سنا کہ کہتا تھا جب میں کوئی عمدہ بات سنوں تو اس کی اسناد بنانے میں کچھ قحاحت نہیں۔ احمد بن صالح نے کہا کہ اس نے چار ہزار حدیثیں بنائیں۔

ہوتی ہے۔ اور منکر کی نثانی محدث کی حدیث میں یہ ہے کہ جب اس کی روایت کا مقابلہ دوسرے لوگوں کی روایت سے کیا جائے جو اچھے اور حافظے والے ہیں تو اس کی روایت ان کی روایت کے خلاف ہو ساری کی ساری یا کچھ موافق ہو اور اگر اکثر اس قسم کی روایتیں ہوں تو وہ مجبوراً محدث ہے یعنی اس کی روایت مقبول و مستعمل نہ ہوگی۔

اس قسم کے راویوں میں سے عبداللہ بن عمر، یحییٰ بن ابی اسیر، جراح بن منہال، ابوالعطوف، عباد بن کثیر، حسین بن عبداللہ بن ضمیرہ، عمر بن صہبان اور ان کے مثل اور لوگ ہیں جو منکر حدیثیں روایت کرتے ہیں۔

تو اہم ان لوگوں کی حدیثیں نہیں لاتے نہ ان میں مشغول ہوتے ہیں اس لیے کہ اہل علم نے جو حکم کیا ہے اور جو ان کا مذہب معلوم ہوا ہے وہ یہ ہے کہ جس روایت کو ایک ہی محدث نے روایت کیا ہو وہ قبول کی جائے گی اس شرط سے کہ وہ محدث شریک ہو اور ثقہ اور حافظہ لوگوں کا ان کی بعض روایتوں میں یا پوری روایتوں میں ان کا موافق ہو پھر جب یہ حال ہو اس کا اور کسی روایت میں کچھ عبادت زیادہ کرے جو اس کے ساتھیوں کی روایت میں نہ ہو تو وہ قبول کی جائے گی۔ لیکن اگر تو کسی کو دیکھے جو رہبر کی جیسے بزرگ شخص سے روایت کرے کا قصد کرے جس کے

إِذَا مَا غُرِصْتُ رَوَيْتُ بِتَحْدِيثِ عَمِي وَوَالِدِهِ عَلَيْهِ  
مِنْ أَهْلِ الْحِفْظِ وَالرَّضَا بِجَالِئِ رَوَيْتُ رَوَايَهُمْ  
أَوْ لَمْ نَكُنْ نُوَدِّعُهَا جِدًّا كَانَ الْأَعْبُ مِنْ حَدِيثِهِ  
كَذَلِكَ كَانَ مَهْجُورَ الْحَدِيثِ غَيْرَ مَقْبُولِهِ وَنَ  
مُسْتَعْمَلِهِ. ۵

فَمِنْ هَذَا الصَّرْفِ مِنَ الْمُحَدِّثِينَ عِنْدَ اللَّهِ  
بُنْ مُحَرَّرٍ وَيَحْتَقِي بِنْ أَبِي يُسَيْرٍ وَالْحَرَّاشُ بِنُ  
الْمُهَالِ أَبُو الْعَطُوفِ وَعَبَّادُ بِنُ كَثِيرٍ وَحُسَيْنُ  
بِنُ عَبْدِ اللَّهِ بِنُ ضَمِيرَةٍ وَعُمَرُ بِنُ صُهَيْبَانَ وَنَحْوِ  
بِحَا نَحْوُهُمْ فِي رَوَايَةِ الْمُنْكَرِ مِنَ الْحَدِيثِ لَا  
فَسْنَا نَعْرِضُ عَنْ حَدِيثِهِمْ وَنَا نَشَاعِلُ مَا  
بِأَنَّ حُكْمَ أَهْلِ الْعِلْمِ وَالَّذِي نَعْرِضُ مِنْ مَذَاهِبِهِمْ  
فِي قَبُولِ مَا يَنْقُذُ بِهِ الْمُحَدِّثُ مِنَ الْحَدِيثِ أَنْ  
يَكُونَ هَذَا شَارِكُ النَّقَابِ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ وَالْحِفْظِ  
بِمِي نَغْصِ مَا رَوَوْا وَنَحْنُ فِي ذَلِكَ عَلَى  
الْمُوَافَقَةِ لَهُمْ هَذَا زَجِدُ كَذَلِكَ ثُمَّ رَادَ بَعْدَ  
ذَلِكَ شَيْئًا لَيْسَ عِنْدَ أَصْحَابِهِ قُبُوتٌ وَبَادِنُهُ فَأَمَّا  
مَنْ تَرَاهُ يُعْطِدُ لِبَنِي الرَّهْرِيَّ بِنِي جُنَالِيهِ وَكَثْرَةِ  
أَصْحَابِهِ الْحَفَظَةِ الْمُتَقَبِّلِينَ لِحَدِيثِهِ وَحَدِيثِ

۵۔ تو منکر کے معنی یہ ظہر ہے کہ جو روایت اور ثقہ لوگوں کی روایت کے خلاف ہو اس کو منکر محدود بھی کہتے ہیں اور ایک منکر اس کو بھی کہتے ہیں جس کو ایک ہی ثقہ شخص نے روایت کیا ہو مگر یہ مورد نہیں ہے جب وہ ثقہ صاحب اور متقن ہو۔ (نوادنی)

۶۔ عبداللہ بن عمر یا عبداللہ بن عمر مگر صحیح عمر ہے صیغہ سم منقول اور برائیس مہمل تین جاہ ناہین میں سے ہے روایت کرتا ہے حسن قتادہ زہری اور ناہی وغیرہ تاہی سے روایت کی ہے اس سے ثوری اور ایک جماعت نے اتفاق کیا ہے محدثین نے اس کے ترک پر۔ امام احمد بن حنبل نے کہا کہ لوگوں سے ترک کر دیا ہے اس کی حدیث کو۔ ابوالہریرہ جو یحییٰ کا باپ ہے اس کا نام زیاد ہے اور ابوالعطوف جراح بن منہال سے روایت کرتا ہے۔ بخاری نے کہا وہ منکر محدث ہے اور عمر بن صہبان کسی مدنی ہے اتفاق ہے اس کے متروک ہونے پر۔ (نوادنی)



شاگرد بہت ہیں اور وہ عاقل ہیں اور مضبوطی سے بیان کرتے ہیں اس کی اور دونوں کی حدیثوں کو یہ ہشام بن عروہ سے روایت کا قصہ کرے اور ان دونوں کی یعنی ہشام اور ہریر کی حدیثیں اہل علم کے نزدیک پھیل ہوئی ہیں اور مشترک ہیں اور ان دونوں کے شاگرد ان کی حدیثوں کو افاق کے ساتھ اکثر بیان کرتے ہیں پھر وہ شخص ان دونوں سے چند ایسی حدیثیں نقل کرے جو کسی شاگرد کو ان دونوں کے شاگردوں میں سے معلوم نہ ہوں اور وہ شخص صحیح روایتوں میں ان شاگردوں کا شریک نہ ہو تو اس قسم کی روایتیں ایسے لوگوں سے ہرگز مقبول نہ ہوں گی۔ (بلکہ وہ منکر و مودود ہوں گی۔)

اور ہم نے بیان کیا کہ جب حدیث اور الجہد ہٹ کا اس قدر جو مقصود ہے اس شخص کا جو چلنا چاہے الجہد ہٹ کی راہ پر اور اس کو توفیق دی جائے چلنے کی اس پر اور خدا چاہے تو ہم اس کو شرح اور وضاحت سے بیان کریں گے اس کتاب کے کئی مقاموں میں جہاں وہ حدیثیں آئیں گی جن میں کچھ غلطیاں ہیں ان مقاموں میں جہاں شرح کرنا اور واضح بیان کرنا مناسب ہوگا۔ بعد ان سب باتوں کے جو اوپر گزریں خدا تعالیٰ پر رحم کرے اگر ہم نہ دیکھتے وہ ہر کام جو کر رہا ہے وہ شخص جس سے بچنے چاہیے محدث بتاتا ہے یہی مارم ہے ایسے شخص کو کہ ضعیف حدیثوں اور منکر روایتوں کو نقل نہ کرے اور صرف اہل حدیثوں کو روایت کرے جو صحیح اور مشہور ہیں جس کو ثقہ لوگوں نے جن کی سچائی اور امانت مشہور ہے نقل کیا ہے اور وہ جانتا ہے اور اقرار کرتا ہے کہ بہت سی حدیثیں جن کو وہ عام لوگوں کو سناتا ہے سکر ہیں اور ان لوگوں سے مروی ہیں جن کی مذمت حدیث کے اماموں نے کی ہے جیسے مالک بن انس شعبہ بن حجاج سفیان بن عیینہ یحییٰ بن سعید القطان اور عبد الرحمن بن مہدی وغیرہم نے۔ (یہ سب حدیث کے بڑے امام اور پیشوا

غیرہ از سبیل ہشام بن عروہ وحیدہما عند اهل العلم منسوط مشتركة قد نقل أصحابهما عنهما حديثهما على الاتفاق بينهما في أكثره ميروي عنهما أو عن أحدهما العدد من الحديث مما لا يقرؤه أحد من أصحابهما وليس ممن قد شاركهم في الصحيح مما عندهم فغير جائز يكون حديثه هذا المروى من الناس والله أعلم.

وقد شرحنا من منسوب الحديث وأقله بعض ما يتوخى به من أراد سبيل القويم ووفق لها وسريته إن شاء الله تعالى شرحنا وبصاحا في مواضع من الكتاب عند ذكر الأحبار المتعلقة بها أنبا عليها في الأماكن التي يليها بها الشرح والبيان إن شاء الله تعالى وتعد يرحمك الله قول النبي رثيا من سوء صحيح كثير ممن نصب نفسه محدثا فيما يروونهم من فخر الأحاديث الضعيفة والروايات المنكرة وتركهم الإقتصار على الأحاديث الصحيحة المشهورة مما بعد الفوائد المروية بالصدق والأمانة بعد مقبولهم وإقرارهم بأنفسهم أن كثير من يقبلون به إلى الأغبياء من الناس هو مستنكر ومنقول عن قوم غير مرتضين بمن دم الرواية عنهم أثبت أهل الحديث مثل ما يروى من أسس وشعبة من المحتاج وسفيان بن عيينة

ہیں (البتہ ہم کو یہ تکلیف اٹھانا تیری خواہش کے مطابق جو تو نے صحیح حدیثوں کو جدا کرنے کے لیے کی تھی دشوار ہوتی۔) کیوں کہ جب سب لوگ یہی عادت اپناتے کہ صرف صحیح حدیثیں نقل کیا کرتے تو عوام کے دھوکہ کھانے کا ذریعہ نہ ہوتا اور صحیح حدیثوں کے جدا کرنے کی بھی ضرورت نہ پڑتی) لیکن اس وجہ سے جو ہم نے بیان کی کہ لوگ منکر حدیثوں کو ضعیف اور مجہول سہول سے بیان کیا کرتے ہیں اور عوام کو مٹا دیتے ہیں جن کو بیہوش کے پچانے کی طاقت نہیں تیری خواہش کا قبول کرنا ہم پر تسمان ہو گیا۔ (اس لیے کہ جس کام کی ضرورت ہوتی ہے اس کا کرنا آسان ہوتا ہے۔)

یاب ہمیشہ ثقہ اور معتبر لوگوں سے روایت کرنا چاہئے اور جن لوگوں کا جھوٹ ثابت ہوں سے روایت نہ کرنا چاہئے

جان تو! خدا تجھ کو توفیق دے جو شخص صحیح اور ضعیف حدیث میں تمیز کرنے کی قدرت رکھتا ہو اور ثقہ (معتبر) اور متہم (جن پر تہمت لگی ہو کذب وغیرہ کی) راویوں کو پہچانتا ہو اس پر واجب ہے کہ نہ روایت کرے مگر اس حدیث کو جس کے اصل کی صحت (۱) ہو اور اس کے (۲) نقل کرنے والے وہ لوگ ہوں جن کا عیب فاش نہ ہوا ہو اور بچے ان لوگوں کی روایت سے جن پر تہمت لگائی گئی ہے یا جو عناد رکھتے ہیں بدعتی لوگوں میں سے۔

وَيَحْتَمِلُ سَبِيحُ الْفَصَائِلِ وَعِنْدَ الرَّحْمَنِ مِنْ مَهْدِيٍّ وَغَيْرِهِمْ مِنَ الْأَبْنَاءِ لِمَا سَمِعَ عِبِ الْأَنْصَابِ لِمَا سَأَلَ مِنَ التَّنْبِيهِ وَالْحُطْبِ وَلَكِنْ مِنْ أَجْلِ مَا أَغْشَاكَ مِنْ بَشَرِ الْقَوْمِ الْأَعْيَارِ الْمُنْكَرَةِ بِالنَّاسِيبِ الصَّعَابِ الْمَحْظُوبَةِ وَقَدْ فَهِمْتُ بِهَا إِلَى الْقَوْمِ الَّذِينَ لَا يَعْرِفُونَ عُيُوبَهَا حَفَّتْ عَيْنِي فَنُوبَ جَاهِلَتِكَ إِلَيَّ مَا سَأَلْتُ

بَابُ وَجُوبِ الرِّوَايَةِ عَنِ الثَّقَاتِ وَتَرْكِ الْكَذَّابِينَ

وَأَعْلَمُ وَثَقْتُ اللَّهُ بِغَالِي أَنَّ الْوُجُوبَ عَلَى كُلِّ خَدِ عَرَفَ التَّنْبِيهِ فِي صَحِيحِ الرِّوَايَةِ وَسَقِيهِمْ وَثَقَاتِ الثَّقَاتِ بِهَا مِنَ الْمُتَهَمِينَ أَنْ لَا يَرْوِيَ بِهَا إِلَّا مَا عَرَفَ صِحَّتَهُ تَخَارُجَهُ وَالسُّتَارَةَ فِي بَاقِيهِ وَأَنَا يَنْفِي مِنْهَا مَا كَانَ مِنْهَا عَنْ أَهْلِ الثَّهْمِ وَالْمُعَانَسِينَ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ

یہ نووی نے کہا کہ علماء نے اتفاق کیا ہے کہ جو بدعتی ایسا ہو جس کی بدعت سے اس کو کفر تک پہنچا دیا ہو اس کی روایت تو بلا اتفاق مقبول نہیں اور جس کی بدعت کفر تک نہیں پہنچی اس کی روایت قبول کرے میں اختلاف ہے۔ لیکن صحیح تو یہ ہے کہ اس کی روایت مقبول ہے بشرطیکہ وہ روایت اس کی بدعت کی تائید میں نہ ہو۔ اور صحیحین و غیرہ میں بہت سی روایتیں ان لوگوں سے منقول ہیں جو بدعت میں گرفتار تھے۔ اصل یہ ہے کہ جو بدعتی عناد رکھتا ہو یعنی تعصب کہ جھوٹی روایت اپنی تائید کے لیے نقل کرنا جائز رکھے جیسے روافض میں سے ایک فرقہ طلبیہ جو اپنی قوم کے فائدے کے لیے جھوٹی گواہی دینا جائز رکھتا ہے اس کی روایت قبول نہیں ہوگی اور جو بدعتی سچا ہو اور اس کی عدالت روایت میں معلوم ہو اس کی حدیث قبول کی جائے گی۔

وَاللَّيْلُ غَنَىٰ أَنَا الَّذِي قَبْلًا مِنْ هَذَا عَزْ  
فَلَدَرْمُ شُونَ مَا عَالَفَهُ قَوْلُ اللَّهِ جَلَّ ذِكْرُهُ يَا أَيُّهَا  
الْمُؤْمِنُونَ إِنِّي جَاءَكُمْ فَاذْكُرُوا أَن تَصِيَّبُوا  
قَوْلًا بِخَهْلَةٍ فَتُصِيبُوا عَلَىٰ مَا نَعَلْتُمْ بَادِمِينَ ۝  
وَقَالَ جَلَّ تَنَازُّهُ بَعَثَ رُحُوتٍ مِنْ  
الشَّهَدَاءِ وَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ رَأْسُهُو حَزِي عَذَلِ  
مُكْمٌ هَلَّا بِمَا ذَكَرْنَا مِنْ هَدِي الْآيِ أَن حَبِيرِ  
الْعَاسِي سَافِطٌ غَيْرُ مَقْبُولٍ وَأَنَّ شَهَادَةَ غَيْرِ  
الْعَدْلِ مَرْدُودَةٌ

اور دلیل اس پر جو ہم نے کہا یہ ہے کہ اللہ جل جلالہ نے  
فرمایا کہ اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر دے کر  
آئے تو تحقیق کر لیا کرو ایسا نہ ہو کہ تم تکلیف دو کسی قوم کو نادانی  
سے پھر کل کو پچھتاؤ اپنے کئے ہوئے پر۔

دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ گواہ بناؤ دو  
مردوں کو یا ایک مرد اور دو عورتوں کو جن کو تم پسند کرتے ہو۔  
(گواہی کے لیے یعنی جو سچے اور نیک معلوم ہوں۔) اور فرمایا اللہ  
تعالیٰ نے کہ گواہ بناؤ دو شخصوں کو جو عادل ہوں۔ تو اس آیتوں  
سے معلوم ہوا کہ فاسق کی بات بے اعتبار ہے اور قبول کے لائق  
نہیں اور جو شخص عادل نہ ہو اس کی گواہی مردود ہے۔

وَالْخَيْرُ وَإِنْ دَرَىٰ مَقَامُهُ مَقْصِي الشَّهَادَةِ هِيَ  
بِغَضٍ فَوْجُوهُ فَقَدْ يَخْتَصِمَانِ هِيَ أَكْثَرُ مَعَابِيهِمْ  
إِنْ كَانَ خَيْرُ الْعَاسِقِ غَيْرُ مَقْبُولٍ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ  
كَأَنَّ شَهَادَتَهُ مَرْدُودَةٌ عِنْدَ جَمِيعِهِمْ ۝

اور حدیث بیان کرنے اور گواہی دینے میں اگرچہ کچھ فرق  
ہے مگر وہ دونوں شریک ہیں ایک بڑے مطلب میں۔ لہذا  
حدیث فاسق کی مقبول کہیں علماء کے نزدیک جیسے گواہی فاسق  
کی مردود ہے سب کے نزدیک۔

☆ ایک شخص کو حضرت نے بھیجا ایک قوم پر زکوٰۃ پانے کو وہ نکلے اس کے استقبال کو اسلام سے پہلے اس قوم میں اور اس کی قوم میں دشمنی  
تھی۔ یہ اراک میرے رہنے کو نکلے والا بھاگا نہ رہنے میں اگر مشہور کر دیا کہ خلائی قوم مرتد ہو گئے۔ حضرت آنحضرتؐ فرج بھیجے ہیں۔ اس سے معلوم  
ہوا کہ شہادت فاسق کی مقبول نہیں۔

۱۰۔ یہ جواب ہے ایک اعتراض کا کہ جو عیسیٰ اور یحییٰ ہوئیں ہیں ان سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ فاسق کی گواہی مقبول نہیں لیکن اس کی  
حدیث کا مردود ہونا اس آیت سے ثابت نہیں ہوتا۔ جواب یہ ہے کہ حدیث اور گواہی دونوں درحقیقت یک ہیں اگرچہ بعض باتوں میں کچھ فرق  
ہے۔ وہ فرق یہ ہے کہ گواہی میں آزادی اور مرویت اور عدد (یعنی دو گواہ) شرط ہے اور حدیث میں یہ شرط نہیں تو مقبول ہے حدیث علامہ  
عورت اور ایک شخص کی۔ لیکن دونوں میں یہ ضرور ہے کہ اسلام ہو، عقل ہو، بلوغ ہو، عدالت ہو، عورت ہو، ضبط اور حفظ ہو، عقل اور ادائے  
وقت۔ (عقل وہ وقت کہ جب حدیث سننے یا دیکھنے اور لاہور وقت کہ جب اس کو بیان کرے کسی سے۔ اسی طرح گواہی میں ایک عقل کا وقت ہے  
یعنی جب واقعہ سننے یا دیکھنے اور ایک اور واقعی جب قاصد کے سامنے گواہی دے۔) اگرچہ اس کی گواہی میں اختلاف ہے۔ امام شافعی اور علماء کی ایک  
جماعت کے نزدیک جائز ہیں اور امام مالک اور ایک جماعت کے نزدیک جائز ہے اور حدیث اس کی بالاعتقاد مقبول ہے۔ اسی طرح بلوغ کی شرط  
حدیث کے لئے ہے نہ کہ عقل کے وقت۔ نو کہ کہیں میں راوی جو سے اور بلوغ کے وقت بیان کرے تو اس کی روایت مقبول ہے اور یہی  
قول ہے کثر علماء کا۔ مگر بعض کا یہ کہ جب ہے کہ عقل کے وقت بھی بلوغ ضرور ہے اور بعض کا یہ قول ہے کہ بلوغ نہ عقل کے وقت شرط ہے نہ  
اوراء کے وقت اور یہ دونوں نہ جب شہادہ اور جمہور علماء کے خلاف ہیں۔ (نورانی)

وَذَلَّتِ السُّنَّةُ عَلَى نَفْيِ رَوَايَةِ الْمُنْكَرِ  
مِنْ الْأَسْنَادِ تَحْتَوِي دَلَالَةَ الْقُرْآنِ عَلَى نَفْيِ  
عَمْرِ الْعَاسِقِ وَهُوَ الْأَثَرُ الْمَشْهُورُ عَنْ  
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «لَا مِنْ  
حَدَّثَ عَنِّي بِحَدِيثٍ يُرَى أَنَّهُ كَذِبٌ فَهُوَ  
أَحَدُ الْكَادِبِينَ» ۱۰

اسی طرح حدیث شریف سے بھی یہ بات معلوم ہوتی  
ہے کہ منکر روایت کا بیان کرنا (جس کے غلط ہونے کا احتمال ہو)  
درست نہیں جیسا کہ قرآن سے معلوم ہوتا ہے اور وہ حدیث  
وہی ہے جو رسول اللہ ﷺ سے یہ شہرت منقول ہے کہ فرمایا آپ  
نے کہ جو شخص مجھ سے حدیث نقل کرے اور وہ خیال کرتا ہو کہ  
یہ جھوٹ ہے تو وہ خود جھوٹا ہے۔

بَابُ تَغْلِيظِ الْكَذِبِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنا  
کتنا بڑا گناہ ہے

۱۔ عَنِ الْمُجَوِّدِ بْنِ شُعْبَةَ وَ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِينًا

۱۔ امام مسلم نے اپنی اسناد سے روایت کیا سمرہ بن جندب اور  
مغیرہ بن شعبہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ (یعنی وہی  
حدیث جو اوپر گزری کہ جو شخص مجھ سے حدیث نقل کرے اور وہ  
سمجھتا ہو کہ یہ جھوٹ ہے تو وہ خود جھوٹا ہے۔)

یعنی گواہوں نے جھوٹ نہیں بتایا لیکن جب اس کو خیال ہے کہ اس حدیث کی صحت کا یقین نہیں ہو سکتا تو اس کے بیان کرے گی  
ضرورت ہے۔ اگر اس پر بھی بیان کیا اور اس کا صیب ظاہر نہ کیا تو جھوٹوں میں وہ بھی شریک ہو گیا یعنی اس پر بھی اتنا خیال دیاں ہو گا جتنا جھوٹی  
حدیث ہانے والے پر۔ امام مسلم نے اس حدیث کو مشہور کیا کیونکہ یہ حدیث تلفظ الفاظ سے متعدد صحابہ سے مروی ہے۔ ہزارے پتی "مسند"  
میں بیان کیا کہ چالیس صحابیوں سے یہ حدیث اس نے روایت کی ہے اور ابوبکر صیرفی نے لکھا ہے کہ وہ ساٹھ صحابیوں سے مروی ہے اور اس  
مدد سے کہا کہ ستائیس صحابیوں سے اور بعضوں نے کہ بائیس صحابیوں سے اور ان میں عشرہ مبشرہ بھی ہیں اور کوئی حدیث سوائے اس حدیث کے  
اسی نہیں جس کو سب عشرہ مبشرہ نے روایت کیا ہو یا ساٹھ صحابیوں سے زیادہ روایت کیا ہو اور بعضوں نے اس حدیث کو متواتر قرار دیا ہے  
اور بعضوں نے کہا کہ یہ حدیث دو سو صحابیوں سے منقول ہے اور بخاری اور مسلم دونوں نے نقل کیا اس حدیث کو۔

(۱) مثلاً اس حدیث سے کئی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ ایک یہ کہ "مختصر" پر جھوٹ باندھنا حرام و گناہ کبیرہ ہے۔ جیسے آگے بیان کی گئیں  
روایتوں میں ہے کہ جو ایسا کرے گا اس نے اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالیا۔ تو معلوم ہو کہ وہ ضرور جہنم میں جائے گا۔ لیکن اگر سوچنا ہے تو جہنم سے  
نکلے گا کیونکہ نکل سکتا کا اتفاق ہے کہ وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا مگر چھ کتنا ہی گنہگار کیوں نہ ہو۔ دوسرا یہ کہ جس حدیث کے جھوٹ ہونے کا  
ظن ہو اس کو نقل کرنا بھی درست نہیں۔ لیکن جب اس کے ساتھ یہ بات بھی کہہ دے یا لکھ دے کہ یہ حدیث منکر ہے یا ضعیف ہے یا اس میں  
یہ عصبہ ہے تو درست ہے اور جائز ہے حدیث کے نزدیک۔ اس لیے کہ محدثین نے اپنی کتابوں میں تمام قسم کی حدیثوں کو بیان کیا ہے یہاں تک کہ  
موضوعات کو بھی۔ نیز یہ کہ اگر نقل کرنے والے کے خیال میں غلطی ہو یہی وہ جھوٹی حدیث کو صحیح سمجھ کر بیان کرے تو اس پر گناہ نہیں جیسے  
حاکم اور ابن ماجہ نے بعض حدیثوں کو صحیح خیال کر کے روایت کیا ہے۔ چوتھا یہ کہ ہر قسم کی حدیث خواہ احکام ہوں خواہ فضائل یا احادیث میں سب میں  
ایسی حکم ہے اور کریمہ کے نزدیک فضائل اور احادیث میں حدیث جائز اور درست ہے اور یہ ان کی اجازت ہے۔ (تو فی مع زیادہ)

۲- ربیع بن حراش سے روایت ہے، اس نے سنا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے، وہ خلیفہ پڑھا رہے تھے کہتے تھے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مت جھوٹ باندھو میرے اوپر۔ جو کوئی میرے اوپر جھوٹ باندھے گا وہ جہنم میں جائے گا۔

۳- انس بن مالک سے روایت ہے انھوں نے کہا مجھے بہت زیادہ حدیثیں بیان کرنے سے یہی بات روکتی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی جو شخص مجھ پر قصداً جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔

۴- ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مجھ پر قصداً جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔

۵- علی بن ابی ربیعہ (ابن ابی) سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں مسجد میں آیا اور اس دنوں مغیرہ بن شعبہ کوفہ کے حاکم تھے تو مغیرہ نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے کہ میرے اوپر جھوٹ باندھنا ایسے نکس ہے جیسے کسی اور پر جھوٹ باندھنا (کیونکہ اور کسی پر جھوٹ باندھنے سے جھوٹ بولنے والے کا نقصان ہو گا۔ جس پر جھوٹ باندھا اس کا بھی ما اور دو تین آدمیوں کا سہی۔ لیکن رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھنے سے ایک عام گمراہ ہو گا اور دنیا کو نقصان پہنچے گا) پھر جو شخص مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔

۶- ایک دوسری سند سے مروی ہے کہ مغیرہ بن شعبہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں لیکن اس میں ”ان کذبہ علی“ کے الفاظ نہیں ہیں۔

۲- عَنْ رَبِيعِ بْنِ حُرَاشٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَحْطُبُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( لَا تَكْذِبُوا عَلَيَّ فَإِنَّهُ مَنْ يَكْذِبْ عَلَيَّ يَلِجَ النَّارَ ))

۳- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ إِنَّهُ لَيَسْمَعُنِي أَنْ أَحَدَكُمْ حَدِيثًا كَثِيرًا أَنْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (( مَنْ تَعَمَّدَ عَلَيَّ كَذِبًا فَلْيَتَوَّأْ مَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ ))

۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَوَّأْ مَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ ))

۵- عَنْ عَمْرِو بْنِ رَبِيعَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَتَيْتُ الْمُسْتَحِدَّ وَالْمُعِيرَةَ أُمِيرَ الْكُوفَةِ قَالَ فَقَالَ الْمُعِيرَةُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ (( إِنْ كَلَبْنَا عَلَيَّ لَمْ يَكْذِبْ عَلَيَّ أَحَدٌ فَكَيْفَ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَوَّأْ مَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ ))

۶- عَنْ الْمُعِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ وَلَمْ يَذْكُرْ (( إِنْ كَلَبْنَا عَلَيَّ لَمْ يَكْذِبْ عَلَيَّ أَحَدٌ ))

(۲) یعنی وہ جہنم میں جانے کے لائق ہو گیا۔ اب اگر خدا صاف کر دے تو جہنم سے ہٹا دیا ہو سکتا ہے جیسے سب کبیرہ گناہوں میں سے۔ بعض نے کہا کہ یہ بدو ہے جھوٹی حدیث بنانے والے کے لیے یعنی خدا اس کو جہنم میں داخل کرے۔



## بَابُ التَّهْنِیَةِ عَنِ الْحَدِیْثِ بِكُلِّ مَا سَمِعَ

## بَابُ سَنَنِ هَوْنِی بَات (بغیر تحقیق کئے ہوئے) کہہ دینا منع ہے

۷۔ عن حفص بن غاصم قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم (( تكفى بالمرء كذباً أن يُحدث بكل ما سمع ))

۷۔ عن حفص بن غاصم قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم (( تكفى بالمرء كذباً أن يُحدث بكل ما سمع ))

۸۔ عن حفص بن غاصم عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم بمنزل ذيل

۸۔ عن حفص بن غاصم عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم بمنزل ذيل

۹۔ عن أبي عثمان النهدي قال قال عمر بن الخطاب رضي الله عنه يحسب المرء من الكذابين أن يُحدث بكل ما سمع

۹۔ عن أبي عثمان النهدي قال قال عمر بن الخطاب رضي الله عنه يحسب المرء من الكذابين أن يُحدث بكل ما سمع

۱۰۔ عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال لي مالك إنك تعلم أنه ليس بكلمة رجل حدث بكل ما سمع ولا يكون إنفاً لهذا وهو يحدث بكل ما سمع

۱۰۔ عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال لي مالك إنك تعلم أنه ليس بكلمة رجل حدث بكل ما سمع ولا يكون إنفاً لهذا وهو يحدث بكل ما سمع

۱۱۔ عن عبد الله بن مسعود عن رواية عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم (( تكفى بالمرء كذباً أن يُحدث بكل ما سمع ))

۱۱۔ عن عبد الله بن مسعود عن رواية عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم (( تكفى بالمرء كذباً أن يُحدث بكل ما سمع ))

۱۲۔ عن عبد الرحمن بن مهدي (جو حدیث کے بڑے امام ہیں) انھوں نے کہا کہ آدمی کبھی امام نہیں ہو سکتا (یعنی اس لائق کہ لوگ اس کی پیروی کریں جب تک کہ وہ نہ کہے بعض باتوں کو جن کو اس نے سنا ہو) اس خیال سے کہ شاید یہ باتیں غلط ہوں تو میرا جھوٹ ثابت ہوگا۔

۱۲۔ عن عبد الرحمن بن مهدي (جو حدیث کے بڑے امام ہیں) انھوں نے کہا کہ آدمی کبھی امام نہیں ہو سکتا (یعنی اس لائق کہ لوگ اس کی پیروی کریں جب تک کہ وہ نہ کہے بعض باتوں کو جن کو اس نے سنا ہو) اس خیال سے کہ شاید یہ باتیں غلط ہوں تو میرا جھوٹ ثابت ہوگا۔

۱۳۔ سفیان بن حسین سے روایت ہے کہ مجھ سے ایسا بن معاویہ

۱۳۔ سفیان بن حسین سے روایت ہے کہ مجھ سے ایسا بن معاویہ

(۷) ☆ بغیر تحقیق اور تصحیح کے اس سے کہ جھوٹ کہتے ہیں خلاف واقع بیان کرنے کو پھر اگر مراد ایسا امر کرے تو گنہگار ہو گا اور گنہگار نہ ہو گا۔

اس حدیث سے معلوم ہو کہ یہ بات کہ جو سنے کہہ ڈالے بری ہے بلکہ تحقیق کرنا ضروری ہے کہ یہ جبرجی ہے یا جھوٹی جب بیان کا یقین ہو تو اس وقت اگر حد سے گالے تو بر نہیں۔

مِنْ مُعَارِبَةٍ فَقَالَ إِيَّيْكَ أَرَأَيْكَ قَدْ كُفِّتْ بَعْلَمُ  
الْقُرْآنَ مَا قَرَأَ عَمِّي سُورَةً وَقَسَرْتُ حَتَّى أَنْظُرَ فِيمَا  
عَبَسْتُ قَدْ فَعَلْتُ فَقَالَ لِيْ احْمِطْ عَلَيَّ مَا  
أَقُولُ لَكَ يَاكَ وَالشَّاعَةَ فِي الْحَدِيثِ فَإِنَّ قَلَمًا  
حَمَلَهَا أَحَدٌ يَأْذِي دَلَّ فِي نَفْسِهِ رُكُودٌ فِي  
حَدِيثِهِ.

نے کہا کہ میں دیکھتا ہوں تم بہت محنت کرتے ہو قرآن کے حاصل  
کرنے میں (یعنی علم تفسیر میں) تو ایک سورت پڑھو میرے  
سامنے پھر اس کا مطلب بیان کرو تاکہ میں دیکھوں تمہارا علم۔  
سفیان نے کہا میں نے ایسا ہی کیا۔ یاس نے کہا یاد رکھ جو میں کہتا  
ہوں تجھ سے بچ تو شاعت سے حدیث میں (شاعت کے معنی  
قباحت یعنی ایسی حدیثیں مت نقل کر کہ لوگ تمہیں برا سمجھیں  
اور جھوٹا جانیں) کیونکہ جس نے شاعت کو اختیار کیا وہ خود بھی  
ذلیل ہو اور دوسروں نے بھی اس کو جھٹک دیا (یعنی اس کا اعتبار نہ  
رہا۔ اب سچی بات بھی اس کی جھوٹی سمجھی جاتی ہے)۔

۱۴- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
قَالَ مَا أَنْتَ بِمُحَدِّثٍ قَوْمًا حَدِيثًا لَا تَنْفَعُ  
عُمُلُهُمْ إِلَّا تَخَانُ بِغَضَبِهِمْ جَنَّةً

۱۴- عبد اللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ جب تو لوگوں سے ایسی حدیثیں  
بیان کرے جو ان کی عقل میں نہ آئیں تو بعض لوگوں کے لیے اس  
میں فتنہ ہو گا یعنی وہ گمراہ ہو جائیں گے اس لیے ہر شخص سے اس  
کی عقل کے موافق بات کرنی چاہئے۔

بَابُ التَّهْمِ عَنِ الرَّوَايَةِ عَنِ الصُّعْفَاءِ  
وَالْإِخْتِطَاطِ فِي تَحْمِلِهَا

باب ضعیف لوگوں سے روایت کرنا منع ہے اور  
روایت کے تحمل کے وقت احتیاط کرنی چاہئے

۱۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ (( سَيَكُونُ فِي آخِرِ أَلْبَتِي  
أَنَاسٌ يُحَدِّثُونَكُمْ مَا لَمْ تَسْمَعُوا أَنْتُمْ وَلَا  
آبَاؤُكُمْ فَيَأْتِيَكُمْ وَيَأْتِيَهُمْ ))

۱۵- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ  
میری آخر امت میں ایسے لوگ پیدا ہو گئے جو تم سے حدیثیں بیان  
کریں گے جن کو نہ تم نے سنا نہ تمہارے باپ دادا نے سنا تو ان سے  
بچ رہنا۔

۱۶- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( يَكُونُ فِي آخِرِ

۱۶- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آخر  
زمانے میں دجال (یعنی جھوٹ کو بیچ بنانے والے) اور کذاب یعنی

۱۔ بعض نسخوں میں اس باب کو یوں لکھا ہے "باب من الصُّعْفَاءِ وَالْكَذَّابِينَ وَمَنْ يَرْعِبُ عَنْ حَدِيثِهِمْ" یعنی باپ ضعیف اور کذاب  
یعنی جھوٹوں کے بیان میں اور جن کی حدیث سے غرت کرنا چاہئے۔

(۱۵) یعنی ان کے قریب بھی نہ آنا اور حدیث کو اچھی طرح سے جانچ لینا اب اس زمانے میں بھی بہت سے جاہل فقیر "مراودعہ" کے کٹھن  
اپنی بات جاننے کے لیے حدیثیں بے سند نقل کرتے ہیں ان کا اقتدار نہ کرنا چاہئے جب تک وہ حدیث صحیح کتابوں میں نہ ملے۔ (نہ کے نص  
سے اب صحیح حدیث کا ترجمہ قریب مکمل ہو چکا ہے۔ عام لوگوں کو بھی یہ کتابیں فائدہ دے سکتی ہیں۔)

الرَّعَايَا دَخَلُوا كَذَابُونَ يَأْتِيَكُمْ مِنَ  
الْأَحَدِيثِ مَا لَمْ تَحْفَظُوا أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ  
وَأَيَّاكُمْ وَآيَاتُهُمْ لَا يَصْلُوكُمْ وَلَا يَصُوبُكُمْ ))

۱۷ - عَنْ عَامِرِ بْنِ سَبْدَةَ قَالَ قَالَ عِنْدَ اللَّهِ إِنَّ  
مَنْ بَصَرَ بِمَنْ فِي صُورَةِ الرَّجُلِ حَيَّاهُ الْقَوْمِ  
فَجَدَّاهُ بِالْحَدِيثِ مِنَ الْكَلْبِ يَتَعَرَّقُونَ  
عَقُولُ الرَّجُلِ مِنْهُمْ سَمِعْتُ رَجُلًا أَعْرَفَ وَجْهَهُ  
و- أَذْرَبَ مَا سَمِعْتُ يُحَدِّثُ

۱۸ - عَنْ عِنْدَ اللَّهِ بْنِ غَزْوٍ بْنِ الْعَاصِ قَالَ  
رَأَى فِي الْبَحْرِ سَبْعِينَ مَسْخُورَةً أَوْغَتْهُنَّ سُلُوحَاتُ  
يُوسُفَ أَنْ تَحْرُجَ مَقْرَأٌ عَلَى النَّاسِ فَرَأَاهَا

۱۹ - عَنْ طَاوُوسٍ قَالَ جَاءَ هَذَا ابْنُ أَبِي عُبَيْسٍ  
بِعَلِيٍّ مُشِيرٍ بِنِ كَعْبٍ فَجَعَلَ يُحَدِّثُهُ فَقَالَ لَهُ ابْنُ  
عَبَّاسٍ عِنْدَ الْحَدِيثِ كَذِبٌ وَكَذَلِكَ فَقَالَ لَهُ ثُمَّ حَدَّثَهُ  
فَقَالَ لَهُ عِنْدَ الْحَدِيثِ كَذِبٌ وَكَذَلِكَ فَقَالَ لَهُ فَقَالَ  
لَهُ مَا تُدْرِي أَعْرَفْتُ حَدِيثِي كُفُّوا وَانْكَرُوا هَذَا  
مَنْ نَكَرَ حَدِيثِي كُفُّوا وَاعْرِفُوا هَذَا فَقَالَ لَهُ ابْنُ  
عَبَّاسٍ مَا كُنَّا نُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ لَمْ يَكُنْ يُكْذِبُ عَلَيْهِ هَلَّا رَجَبُ  
الْبَاسِ الضُّعْفُ الْقَبْرُ مَرَكِ الْحَدِيثِ عَنْهُ

۲۰ - عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِنَّمَا كُنَّا نَحْفَظُ  
الْحَدِيثَ وَالْحَدِيثُ بِحَفْظِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا إِذْ رَكِبْتُمْ كُلَّ صَغِيرٍ  
وَرُلُوبٍ وَهَيْهَاتَ

۲۱ - عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ جَاءَ سَيِّدُ الْعَسْكَرِ ابْنُ

جھوٹ بولنے والے پیدا ہوں گے۔ وہ ایسی حدیثیں تم کو سنائیں  
گے جو تمہارے باپ دادا نے نہ سنی ہو گی تو سچے رہناں سے۔ یہ  
نہ ہو کہ وہ تم کو گمراہ کر دیں اور آفت میں ڈال دیں۔

۱۷ - عامر بن سبدہ سے روایت ہے کہ عہد اللہ بن مسعود نے کہا  
کہ شیطان ایک مرد کی صورت بن کر لوگوں کے پاس آتا ہے پھر  
ان سے مخوفی حدیث بیان کرتا ہے جب لوگ اس جگہ سے جدا  
ہو جاتے ہیں تو ان میں سے ایک شخص کہتا ہے کہ میں نے سنا ایک  
شخص سے جس کی صورت میں پہچانتا ہوں لیکن نام نہیں جانتا وہ  
ایسا بیان کرتا تھا۔

۱۸ - عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ  
دوریا میں یعنی سمندر میں بہت سے شیطان ہیں جن کو نید کیا ہے حضرت  
سیماں نے قریب ہے کہ وہ نکلیں اور لوگوں کو قرآن سنائیں۔

۱۹ - طاووس سے روایت ہے کہ بشیر بن کعب ابن عباس کے پاس  
آئے اور ان سے حدیثیں بیان کرنے لگے۔ ابن عباس نے کہا کہ  
قلانی حدیث پھر بیان کر انھوں نے پھر دوبارہ بیان کیا اور کہا مجھے  
معصوم نہیں ہو کہ تم نے سب حدیثیں میری پہچانی اور اسی کو  
منکر سمجھا یا سب حدیثوں کو منکر سمجھا اور اسی حدیث کو پہچانا۔ ابن  
عباس نے ان سے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ سے حدیث نقل کیا  
کرتے تھے جب آپ پر جھوٹ نہیں، غدا جاتا تھا لیکن جب لوگ  
بری اور اچھی راہ چلنے لگے (یعنی سب قسم کی حدیثیں صحیح و غلط  
نقل کرنے لگے) تو ہم نے حدیثیں بیان کرنا چھوڑ دیا۔

۲۰ - ابن عباس سے روایت ہے کہ ہم حدیث یاد کیا کرتے تھے  
اور حدیث رسول اللہ ﷺ کی یاد کرنا چاہتے لیکن جب تم بری  
اور اچھی ہر طرح کی راہ چلنے لگے تو اب اعتبار چھوڑا اور دور  
ہو گیا

۲۱ - مجاہد سے روایت ہے کہ بشیر بن کعب عدوی ابن عباس کے

ابن عباس جعل یحدث وتقول قال رسول الله  
صلی اللہ علیہ وسلم قال رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم جعل ابن عباس یأذن لحدیثہ  
ولا یمنعہ قال یا ابن عباس سالی لا تراء  
تسمع لحدیثی احدثت عن رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم ولا تسمع عدال ابن عباس بن  
کنا مرہ اذا سمعنا رجلا یقول قال رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم ابصرته انصارنا وامنغنا  
ابنہ باذنب فلما ركب الناس الصعب والذل  
لم نأخذ من الناس الا ما نعرف

۲۲ عن ابن عباس قال کتب ابی ابن  
عباس اسأله ان یکتب لی کتابا ویخفی علی  
فقال ولہ ناصح انا احدثتہ فی الأمور الخیر  
واخفی علی

قال فدعا بقضاء علی فجعل یکتب منہ  
اشیاء ویمر بہ لشیء یقول والیہ ما نصی  
بہد علی ان ینکون صلی

پاس آئے اور حدیث بیان کرے لگے اور کہتے لگے کہ رسول اللہ  
ﷺ نے یوں فرمایا ہے۔ ابن عباس نے کان نہ لگایا اس کی طرف  
دیکھا ان کو بشیر بولے اے ابن عباس تم کو کیا ہوا جو میری بات  
نہیں سنتے میں حدیث بیان کرتا ہوں رسول اللہ ﷺ سے اور تم  
نہیں سنتے۔ ابن عباس نے کہا کہ ایک وہ وقت تھا جب ہم کسی  
شخص سے یہ سنتے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوں فرمایا تو اسی وقت اس  
طرف دیکھتے اور کان چنے لگا دیتے پھر جب لوگ بری ذرا بھی  
روا دیتے لگے (یعنی غلط روایتیں شروع ہو گئیں) تو ہم لوگوں نے  
سمہ چھوڑ دیا مگر جس حدیث کو ہم پہنچاتے ہیں۔ (اور ہم کو صحیح  
معلوم ہوتی ہے تو اس کو سن لیتے ہیں۔)

۲۲ ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس کو لکھا  
کہ میرے لیے ایک کتاب لکھ دو اور چھپاؤ (ان باتوں کو جن  
میں کلام ہے تاکہ بھٹکانا نہ ہو۔) ابن عباس نے کہا لڑکا (چھی)  
نصیحت کرتا ہے (یعنی ابن ابی ملیکہ کو کہا) میں اس کے لیے  
چنوں گا باتوں کو اور چھپاؤں گا (جو چھپانے کی باتیں ہیں۔)

پھر انھوں نے حضرت علیؑ کے فیصلوں کو منقول کیا ان میں سے  
کچھ باتیں لکھنے لگے اور بعض فیصلوں کو دیکھ کر کہتے تھے کہ قسم خدا  
کی حضرت علیؑ نے ایسا فیصلہ نہیں کیا اگر کیا ہو تو وہ بھٹک  
گئے۔ (یعنی اس سے غلطی ہوئی۔)

(۲۲) یہ ترجمہ ہے کہ اس روایت میں بعض خائفہ معجم سے ہو جیسا کہ کثر نسخوں میں ہے اور بعض نسخوں میں یہ دونوں لفظ  
حائے غلطی سے ہیں۔ اس صورت میں ترجمہ یوں ہو گا کہ کم کریں ان باتوں کو جو کسی کے قابل ہیں یعنی بہت لمبی کتاب نہ لکھیں مختصر لکھیں  
اور ابن عباس نے بھی ایسا ہی کہا کہ کم کروں گا میں یا معنی معنوں میں علیؑ کے ہے یعنی میں نے یہ خواہش کی کہ خوب اچھی طرح لکھیں اور ابن  
عباس نے بھی ایسا ہی کہا کہ میں خوب انتخاب کروں گا حدیثوں کا اور اچھی طرح اس کو لکھوں گا۔

جب حضرت علیؑ شہید ہوئے اور رسول اللہ کے عزیز اور ساری نور علم کے دیباچے۔ ان کے فیصلوں میں غلطی ہو تو پھر عاموں  
اور مولویوں کے سب علم کیوں کر صحیح ہو سکتے ہیں۔ بعضوں نے کہا مطلب ابن عباس کا یہ ہے کہ رویت غلط ہے اور حضرت علیؑ مگر وہ تھے تو  
انھوں نے یہ فیصلہ کیوں کر کیا ہو گا۔

۲۳- عَنْ طَاوُسٍ قَالَ أُمِّي ابْنُ عَبَّاسٍ يَكْتَابُوهُ هِيَ قَصْدًا عَنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَمَنْ رَأَى مِنْكُمْ سَمِيًّا بَنِي عِيْسَى يَدْرَأَهُ

۲۳- طاووس سے روایت ہے کہ ابن عباس کے پاس حضرت علی کے فیصلوں کی کتاب آئی انہوں نے سب کو مٹا دیا مگر ایک ہاتھ کے برابر رہنے دیا (حرفیہ) صحیح تھا۔ اس سے کہ ان کو معلوم ہوا کہ روایت ان فیصلوں کی ٹھیک نہیں۔

۲۴- عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ لَمَّا أُخْبِرْتُ بِمَنْعِ الْأَشْيَاءِ بَعْدَ عَمِي رَسُولِ اللَّهِ عَنْهُ قَالَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ عَمِي قَامَهُمُ اللَّهُ أَيُّهُمْ عَنْهُمْ أَمَرُوا

۲۴- ابو اسحاق نے کہا کہ جب لوگوں نے ان باتوں کو حضرت علی کے بعد نکال دیا (یعنی جھوٹی روایتیں ان سے شائع کیں) تو حضرت علی کے ایک رفیق بولے خدا ان کو تباہ کرے یا ان پر لعنت کرے کیسے علم کو بگاڑا۔ (یعنی لوگوں کو گمراہ کیا اور حدیث کے علم کا ستیا س کیا۔)

۲۵- عَنْ أَبِي بَكْرٍ يَفْعِي ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ الْمُعْبِرَةَ يَقُولُ لَمْ يَكُنْ يَصْدُقْ عَلِيٌّ عَمِي رَسُولِ اللَّهِ عَنْهُ هِيَ الْحَبِيبُ عَنْهُ بِلَا مِنْ أَصْحَابِ عَبْدِ اللَّهِ نَسْتَفُوهُ

۲۵- ابو بکر بن عیث سے روایت ہے کہ میں نے مغیرہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ حضرت علی سے جو لوگ روایت کرتے تھے ان کی روایت نہ مانی جاتی جب تک عبد اللہ بن مسعود کے ساتھ اس کی تصدیق نہ کرتے۔

بَابُ بَيَانِ أَنَّ الْأَسَادَ مِنَ الدِّبِ

باب حدیث کی سند بیان کرنا ضروری ہے اور وہ دین میں داخل ہے

۲۶- عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ إِذَا هَذَا الْقَوْمُ دَبُّوا فَانْظُرُوا عَجْزًا نَاعِلُونَ دَبُّكُمْ

۲۶- محمد بن سیرین (جو مشہور تابعی ہیں) نے کہا کہ یہ قوم دیں ہے تو دیکھو کس شخص سے تم دین حاصل کرتے ہو (یعنی ہر شخص کا اس میں اعتبار نہ کر دو جو سچا اور دیندار اور مستحبر ہو اسی سے علم دین حاصل کرنا ضروری ہے۔)

۲۷- عَنْ أَبِي سِيرِينَ قَالَ لَمْ يَكُونُوا يَسْتَأْذِنُونَ عَنِ الْأَسَادِ فَمَنْ وَفَعَتْ نَعْتُهُ هَالُو سَتُوا نَحَالِكُمْ مَبْطَرُ إِلَى أَهْلِ السُّوَيْدِ مَبْطَرُ حَدِيثُهُمْ مَبْطَرُ إِلَى أَهْلِ الدِّعِ مَبْطَرُ حَدِيثُهُمْ

۲۷- ابن سیرین نے کہا کہ پہلے زمانے میں کوئی حدیث بیان کرتا تو اس سے سند نہ پوچھتے۔ لیکن جب قنہ پھیلا (یعنی گمراہی شروع ہوئی اور بدعتیں رواج اور عروج اور مرجع اور قدریہ کی شائع ہوئیں) تو لوگوں نے کہا اپنی اپنی سند بیان کرو۔ دیکھیں گے اگر روایت کرنے والے اہل سنت ہیں تو قبول کریں گے روایت ان کی اور جو بدعتی ہیں تو نہ قبول کریں گے روایت ان کی۔



- ۲۸- عَنْ سَلِيمَانَ بْنِ مُوسَى قَالَ لَقِيتُ طَاوُسًا فَقُلْتُ حَدِّثْنِي فَلَانٌ سَكَيْتَ وَكَيْتَ قَالَ إِنَّ كَانَ صَاحِبُكَ مِنْكَ مَحْذُوعٌ
- ۲۸- سلیمان بن موسی نے کہا کہ میں طاؤس سے ملا اور میں نے کہا کہ فلاں شخص نے مجھ سے حدیث بیان کی اسکی اور اسکی، انھوں نے کہا کہ اگر وہ معتبر ہے (یعنی اس کی دیانت اور امانت پر بھروسہ ہو سکتا ہے جیسے مالدار خوش معاملہ کی بات کا اعتبار ہوتا ہے) تو اس سے حدیث روایت کرو۔
- ۲۹- عَنْ سَلِيمَانَ بْنِ مُوسَى قَالَ قُلْتُ لَطَاوُسٍ إِنَّ فَلَانًا حَدَّثَنِي بِكَذَا وَكَذَا قَالَ إِنَّ كَانَ صَاحِبُكَ مِنْكَ مَحْذُوعٌ
- ۲۹- سلیمان بن موسی نے کہا میں نے طاؤس سے کہا کہ فلاں شخص نے مجھ سے حدیث بیان کی اسکی اور اسکی انھوں نے فرمایا کہ اگر تیرا ساتھی معتبر ہے تو اس سے حدیث روایت کرو۔
- ۳۰- عَنْ أَبِي الرِّبَادِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَدْرَسْتُ بِالْحَدِيثِ مِائَةً كُتُبَهُمْ مَأْمُورٌ أَنْ يُؤْخَذَ عَنْهُمْ الْحَدِيثُ يُقَالُ لِمَنْ مِنْ أَهْلِهِ
- ۳۰- (ابو الریاد) جس کا نام عبداللہ بن ذکوان ہے اور وہ امام تھے حدیث کے) نے کہا میں نے مدینہ میں سو شخصوں کو پیا سب کے سب اچھے تھے مگر ان سے حدیث کی روایت نہیں کی جاتی تھی، لوگ کہتے تھے وہ اس لائق نہیں ہیں۔
- ۳۱- عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيمَ نَعَى كَيْتَ حَدَّثَ قَبُولَ كَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَكَّةَ (جَنَ نَ رَوَايَتِ بِهَجْرًا وَهِيَ سَكَاةٌ)
- ۳۱- سعد بن ابراہیم نے کہا کہ ہمیں حدیث قبول کی جاتی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مکہ سے مگر ثقہ لوگوں کی۔ (جن کی روایت پر ہجرا ہو سکتا ہے)
- ۳۲- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَهْرَكٍ كَيْتَ تَحَى كَ اسْتَدْرَيْنَ فِي دَاخِلِ بَيْتِهِ وَهُوَ كَ اسْتَدْرَيْنَ بَوَاتِي تَوْبَرُ فَفَصَحَ جَوَابًا كَهَذَا لَهَا - وَبَنِي بَاتِ دِينَ فِي جِدَدِهَا
- ۳۲- عبداللہ بن مہارک کہتے تھے کہ استادین میں داخل ہے اور مگر استادین بوقت توبہ فصیح جواب کا تھا۔ اور بنی بات دین میں جدید تھا۔
- ۳۳- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَهْرَكٍ نَعَى كَيْتَ حَدَّثَ قَبُولَ كَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَكَّةَ (جَنَ نَ رَوَايَتِ بِهَجْرًا وَهِيَ سَكَاةٌ)
- ۳۳- عبداللہ بن مہارک نے کہا ہمارے دو لوگوں کے درمیان پائے ہیں یعنی استاد۔ (جیسے جانور بغیر پاؤں کے ختم ہیں سکا دیسے ہی حدیث بغیر سناد کے جم نہیں سکتی۔)

(۳۰) یعنی اگرچہ وہ لوگ دیدار تھے مگر حدیث کے مقبول ہونے کے لیے اور شرطیں بھی ضروری ہیں جیسے حفظ و ارتقا اور معرفت۔  
نظارہ و ریاضت کافی نہیں۔ اس لیے ان سے روایت نہیں کرتے تھے۔

(۳۲) یعنی حجاج توحید یا ہمیں میں سے ہے۔ تو ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ رسول اللہ تک دور ادنیٰ اور ہوں گے جن کا پتہ نہیں بجز حدیث منقطع ہوئی اور وہ کیونکر ہو سکتی ہے۔ بڑے بڑے جنگلوں سے یہی عرض ہے کہ کئی راوی چھوٹ گئے ہیں جس کا معلوم ہو ماضی دوری ہے تو حدیث قابل اعتبار کے۔ ظہری مگر جس کا کئی چاہے بڑے والدین کی طرف سے جبر سے کرے تو اس کا ثوب سب علماء کے نزدیک پیچھے کا کیونکہ صدق کا ثوب میت کو بلا غفلت پہنچتا ہے البتہ نماز اور عبادات بدنیہ میں اختلاف ہے۔ امام شافعی اور حنبلی علماء کا مذہب یہ ہے کہ ان چیزوں میں

عن أبي إسحاق إبراهيم بن عيسى  
الطالعي قال قلت لعبد الله بن المبارك يا  
أبا عبد الرحمن الحديث الذي جاء (( إذا  
مر البر بعد الزوال أو صلى لأبونت مع  
صلاتك وتصوم لهما مع صومك )) قال  
فقال عند الله يا أبا إسحاق عن هذا قال  
قلت له هذا من حديث شهاب بن جراح  
فقال ثقة عن قال قلت عن الحجاج بن  
يوسف قال ثقة عن قال قلت عن رسول الله  
صلى الله عليه وسلم قال يا أبا إسحاق إن  
يئس الحجاج بن يوسف ونيس النسي صني الله  
عليه وسلم معار نفع بها أغانى المظفر  
ونكن نيس في الصدقة خفاف

ابو اسحاق نے (جن کا نام ابراہیم بن عیسیٰ طالقانی ہے) کہا  
میں نے عبد اللہ بن مبارک سے کہا اے ابو عبد الرحمن! یہ حدیث  
کیسی ہے جو روایت کی گئی ہے رسول اللہ ﷺ سے کہ نیکی کے  
بعد دوسری نیکی یہ ہے کہ تو نماز پڑھے، پچھان پاپ کے لیے اپنی  
نماز کے بعد اور روزہ رکھے ان کے لیے اپنے روزے کے ساتھ؟  
انھوں نے کہا اے ابو اسحاق! یہ حدیث کون روایت کرتا ہے؟  
میں نے کہا شہاب بن خراش۔ انھوں نے کہا وہ تو ثقہ ہے پھر  
انھوں نے کہا وہ کس سے روایت کرتا ہے؟ میں نے کہا حجاج بن  
یوسف سے۔ انھوں نے کہا وہ بھی ثقہ ہے۔ پھر انھوں نے کہا وہ  
کس سے روایت کرتا ہے؟ میں نے کہا وہ کہتا ہے کہ رسول اللہ  
ﷺ نے ایسا فرمایا۔ عبد اللہ نے کہا اے ابو اسحاق! ابھی تو حجاج  
سے کر رسول اللہ ﷺ تک اتنے بڑے بڑے جنگل پائی ہیں کہ  
ان کے طے کرنے کے لیے اونٹوں کی گردنیں تھک جائیں۔ اللہ  
صدقہ دے جسے میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں۔

### باب - الكشف عن معایب رِوَاة

الحديث وناقلي الأخبار و قول الأئمة  
في ذلك

باب۔ حدیث کے راویوں کا عیب بیان کرنا درست ہے  
اور وہ غیبت میں داخل نہیں کیونکہ دین کی ضرورت  
سے جیسے گواہوں کا حال بیان کرنا درست ہے اور  
حدیث کے اماموں نے ایسا کہا ہے۔

۳۳- عن عبد الله بن المبارك يقول على رؤوس  
الناس دعوا، حديث مسنود بن ماسد، فإنه كان  
سب الشف

۳۳- عبد اللہ بن مبارک کو لوگوں کے سامنے کہتے تھے کہ  
چھوڑ دو روایت کرنا عمرو بن ثابت سے کیونکہ وہ برکھتا تھا، گلے  
بزرگوں کو۔

اللہ کا تو یہ میت کو نہیں پہچنے گا مگر جس صورت میں میت پر در سے واجب ہوں اور اس کا وارث اس کی طرف سے قضاء کرے تو اس  
موج میں گے اور ایک قوس یہ ہے کہ اس نہ ہو گئے۔ اور علماء کی ایک جماعت کا مذہب یہ ہے کہ میت کو تمام قسم کی عبادت کا ثواب پہنچ سکتا ہے  
جیسے مرد، مردہ، دعا، تلاوت قرآن وغیرہ اور عطاء میں الی رباغ اور حقائق میں راویہ کا نیکی قوس ہے۔ (نووی)

(۲۳) نیکی نے قاسم کو میرت دی، کی کہ تمہارے دوا اور ناگاتے بڑے نام سے دین کے تم، نیکی کے نو سے اور پوتے ہو تم کو بھی چاہئے  
کہ خوب علم حاصل کر دو، حدیثیں مست جمع کرو کہ ہر ایک مسئلہ کا جواب تمہارے پاس ہو لیکن قاسم نے وہ جواب دیا کہ نیکی کو سوائے اللہ

عن ابي عقیل صاحب بیہ ماں کنت  
خالت عند القاسم بن سید اللہ و یحیی بن  
سید ماں یحیی بلقاسم یا ابا محمد بنہ فیج  
علی مثلک عظیم ان تسأل عن شیء من أمر  
هذا الذی قد یؤخذ عندک منہ و لا فرح أو  
عند و لا مخرج فاعال له القاسم و غم داک فان  
لأنت ابن إمامی هدی ابن ابي بکر و عمر فان  
یقول له القاسم أقبح من داک عند من عقل  
عن اللہ ان أقول بغير علم أو أخذ عن غیر نقی  
قال فسنکت فما أجابه

ابو عقیل (یحیی بن متوکل حریر) سے روایت ہے جو صاحب  
تھابیہ کا (بیہ ایک عورت کا نام ہے جو حضرت عائشہ سے روایت  
کرتی ہے) ابو عقیل اس کے مولیٰ تھے۔ اس نے کہ میں قاسم بن  
عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر کے پاس بیٹھا تھا اور وہاں یحیی بن سید  
بھی تھے تو یحیی نے قاسم سے کہا کہ ابو محمد اتھارے جیسے آدمی  
کے لیے یہ بات بہت بری ہے کہ تم سے دین کا کاذب مسند چھ  
جائے پھر تم کو اس کا علم نہ ہونے اس کا جواب۔ قاسم نے کہا کہ  
وجہ سے؟ یحیی نے کہا اس وجہ سے کہ تم بیٹے ہو دو بڑے بڑے  
رجسٹالہاموں کے یعنی ابو بکر صدیق اور عمرؓ کے۔ قاسم ابو بکر صدیق  
کے نواسے اور حضرت عمرؓ کے پوتے تھے۔ کیونکہ قاسم بن امام  
عبید اللہ ہیں جو بیٹے ہیں قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق۔ قاسم  
نے کہا کہ اس سے بھی زیادہ یہ بات بری ہے اس شخص۔ ایک  
جس کو خدا نے عقل عنایت فرمائی ہے کہ میں کہوں ایک بات۔ اور  
اس کا مجھے علم نہ ہو یا میں اس شخص سے روایت کروں جو معتبر نہ ہو  
یہ سن کر یحیی چپ ہو گیا اور کچھ جواب نہ دیا۔

۳۴- عن ابي عقیل صاحب بیہ ان ائمة  
بعند اللہ بنی عمر سألوه عن شیء لم یکن  
عندہ یو علم فقال له یحیی بن سید واللہ  
بني لأعظیم ان ینکون مثلک و أنت ابن إمامی  
الهدی بنی عمر و ابن عمر تسأل عن أمر

۳۳- ابو عقیل سے روایت ہے جو صاحب تھابیہ کا کہ عبد اللہ  
بن عمرؓ کے ایک بیٹے سے کوئی بات پوچھی جس کا جواب نہ کونہ  
آید۔ یحیی بن سید نے ان سے کہا کہ یہ امر مجھ پر بہت گراں گزرا  
کہ تمہارے جیسا شخص جو بیٹا ہے دو بڑے بڑے ماموں یعنی  
حضرت عمر اور عبد اللہ بن عمر کا اس سے کوئی بات پوچھی جائے

تن سکوت کے کچھ نہیں پڑا۔ خود علم جو ضبط اور تقاضا کے ساتھ ہو طوفان ہے تیزی سے بہتر ہے اور ہر ایک مسئلہ کا جواب۔ تو کسی سے ممکن نہ  
ہو۔ بڑے بڑے مجتہدین اور علماء نے بہت سے مسائل میں سکوت کیا ہے۔ اس روایت میں یحیی بن متوکل جس کی کثیت ابو عقیل ہے ضعیف  
ہے۔ جرح کی ہے اس پر یحیی بن معین اور علی بن مدنی اور عمرو بن علی اور عثمان بن سعید داری اور ابن عمار اور قتیبہ نے پھر مسلم نے جو اس سے  
روایت کیا ہے اس کا جواب دو طرح ہے۔ ایک یہ کہ مسلم کے نزدیک شاید یہ راوی ثقہ ہو کیونکہ جنھوں سے جرح کی ہے وہ مسلم ہے اور جب تک  
جرح کی وجہ بیان نہ کی جائے تو وہ قابل قبول نہیں ہوتی۔ دوسرا یہ کہ مسلم نے اس روایت کو بطور اذکار مستحبہ کے بیان کیا ہے اور اسے  
بالذات نہیں۔ (نووی)

نِسْ عِنْدَكَ فِيهِ عِنْدَ عَدَلِ اعْظَمُ مِنْ دَلِيلِ  
وَاللّٰهُ عِنْدَ الْاَلَةِ وَعِنْدَ مَنْ عَمِلَ عَنِ الْاَلَةِ اَنْ  
اَقُولَ بَعْدَ عِنْدِ اَنْ اَخْبِرَ عَنْ غَيْرِ بَقِيَّةِ  
وَشَهَادَتِهِمْ اَبُو عَمْرٍو يَحْتَمِلُ مِنْ الْمُتَوَكِّلِ حَيْثُ  
عَنْ دَلِيلِ

۳۵- عَنْ يَحْيٰى بْنِ سَعِيدٍ قَدْ سَأَلْتُ سُفْيَانَ  
التَّوْرِيَّ وَشُعْبَةَ وَمَايَكُ وَهِيَ عُسْتَةُ عَنْ الرَّحْلِ مَا  
يَكُونُ ثَبَتٌ فِي الْحَبَشَةِ فَيَأْتِيهِ الرَّحْلُ فَيَسْأَلُ  
عَنْهُ قَالُوا اَخْبِرْ عَنْهُ اَنَّهُ نِسْ بِشَيْءٍ

۳۶- عَنْ النُّصْرِ بْنِ شَيْبَانَ يَقُولُ سَمِعْتُ  
عَوْنًا عَنْ حَدِيثٍ لِّشُعْبَةَ زَهُوَ قَاتِلَهُ عَلِيٌّ  
اَسْكَبَهُ اَلْمَاءَ فَقَالَ اِنْ شَهْرًا بَرَكُوهُ اِنْ  
شَهْرًا بَرَكُوهُ

۳۷- عَنْ شَيْبَانَ قَدْ قَالَ شُعْبَةُ وَعَدَ لَقِيْتُ  
شَهْرًا فَلَمْ اُحْدِثْ بِهِ

۳۸- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْبَرَاءِ قَالَ قَدْ  
سَمِعْتُ التَّوْرِيَّ يَذْكُرُ عَمَّا كَانَ مِنْ كَثِيرٍ مَنْ تَغَرَّبَ  
حَالَهُ وَبَدَأَ حَدَّثَ جَاءَ بِأَمْرِ عَظِيمٍ فَتَرَى اَنْ

اور وہ بتلائے دے۔ انھوں نے کہا اللہ کی قسم اور میں سے بڑھ کر اللہ  
کے نزدیک اور اس کے نزدیک جس کو اللہ نے عقل دی یہ بات  
بری ہے کہ میں کوئی بات کہوں اور مجھ کو علم نہ ہو یا روایت کروں  
اس شخص سے جو ثقہ نہ ہو۔ سفیان نے کہا یحییٰ بن متوکل یعنی  
ابو عقیل اس گفتگو کے وقت موجود تھے۔

۳۵- یحییٰ بن سعید نے کہا میں نے سفیان ثوریؒ اور شعبہؒ اور مالکؒ  
اور ابن عیینہؒ سے پوچھا (جو حدیث کے بڑے بڑے امام تھے) کہ  
کریک شخص معتبر نہ ہو حدیث کی روایت میں اور کوئی اس کا حال  
مجھ سے پوچھے (تو میں اس کا عیب بیان کروں یا چھپاؤں؟) ان  
سب نے کہا کہ بیان کر دے کہ وہ شخص معتبر نہیں۔ (اور اس کے  
بیان کرنے میں غیبت کا گناہ نہیں بلکہ اجر ہوگا کیونکہ نیت بخیر  
ہے۔ دین کی حفاظت منظور ہے نہ تو میں اس شخص کی۔)

۳۶- نصر بن شیبہؒ سے روایت ہے ابن عونؒ سے کسی نے پوچھا  
شہر بن حوشب کی حدیث کو اور وہ کھڑے تھے دروازہ کی چوکت پر  
نھوں نے کہا شہر کو لوگوں نے ترک کیا شہر کو لوگوں نے ترک  
کیا۔ (مسلم نے کہا کہ ترک کرنے کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں نے  
اس میں کلام کی اور اس کے حق میں جرح اور طعن کیا۔)

۳۷- شیبہ بیان کرتے ہیں کہ شعبہؒ نے کہا میں شہر بن حوشب  
سے ملا لیکن میرے نزدیک اس کی روایت قابل اعتماد نہیں۔

۳۸- عبد اللہ بن مبارکؒ نے کہا میں نے سفیان ثوریؒ سے پوچھا  
کہ تم جانتے ہو عباد میں کثیر کا حال کہ جب حدیث بیان کرتا ہے تو  
ایک بلا مان ہے تو کیا تمہاری رائے ہے کہ میں لوگوں سے کہہ دوں

(۳۶) مگر شہر بن حوشب کی توثیق کی ہے بہت سے ناموں سے جیسے امام احمد بن حنبلؒ اور یحییٰ بن معینؒ نے۔ احمد بن عبد اللہ بخاریؒ نے کہا  
کہ وہ تابعی ہے اور ثقہ ہے اور یورع ہے کہا لا بأس بہ اور بخاریؒ نے کہا شہر حسن الحدیث اور یعقوب بن شیبہؒ نے کہا شہر ثقہ ہے۔

(۳۸) یہ عباد میں کثیر ثقیفی بصری ہے ترک کر دیا بل حدیث ہے اس کو امام احمدؒ نے کہا کہ وہ جھوٹی حدیثیں روایت کرتا ہے۔ مگر یہ شخص  
ظاہری حال میں مردود بخاریؒ اور صالح تھا لیکن حدیث کے روایت کرنے میں اسے سیقہ نہ تھا۔ وہ غلط روایت کو صحیح روایت سے تیسر نہیں کر سکتا تھا۔

کہ نہ روایت کرو اس سے شیخان نے کہا ہاں کہہ دو۔ عبد اللہ نے کہا پھر جس مجلس میں میں ہوں اور عباد بن کثیر کا ذکر آتا تو میں اس کی روایت کر لی کی قرطبہ کرنا لیکن کہہ دینا کہ مت روایت کرو اس سے حدیث۔

عبد اللہ بن مبارک نے کہا میں شعبہ کے پاس گیا انھوں نے کہا کہ یہ عباد بن کثیر ہے اس سے بچو۔ (یعنی اس سے روایت کرنے میں۔)

۳۹۔ فضل بن یزید سے روایت ہے اس نے کہا میں نے سنیہ رازی سے پوچھا محمد بن سعید کا حال جس سے عباد بن کثیر روایت کرتا ہے تو انھوں نے نقل کیا عیسیٰ بن یونس سے انھوں نے کہا میں عباد کے دروازہ پر تھا اور سفیان اس کے پاس تھے جب وہ باہر نکلے تو میں نے ان سے عباد کے بارے پوچھا۔ سفیان نے کہا کہ وہ جھوٹا ہے۔

۴۰۔ محمد بن یحییٰ بن سعید قطان نے اپنے باپ سے سنا (یحییٰ بن سعید قطان سے جو حدیث کے بڑے امام تھے) وہ کہتے تھے کہ ہم نے نیک آدمیوں کو (یعنی درویشوں اور صوفیوں کو) اتنا جھوٹا کسی چیز میں نہیں دیکھا جتنے جھوٹا حدیث کی روایت کرنے میں دیکھا۔ اس ابی عتاب نے کہا کہ میں محمد بن یحییٰ سے ملا اور ان سے یہ بات پوچھی انھوں نے اپنے باپ سے نقل کیا کہ انھوں نے کہا کہ تو نیک لوگوں کو اتنا جھوٹا کسی بات میں نہ پائے گا جتنا حدیث کی روایت کرنے میں

أَقُولُ لِلنَّاسِ لَا تَأْخُذُوا عَنْهُ فَإِنَّ سُفْيَانَ بَنِي قُلَيْبٍ عَنْهُ الْوَعْدُ فَكُنْتُ إِذَا كُنْتُ فِي مَجْلِسٍ ذِكْرُ أَبِي عَبَادٍ أَتَيْتُ عَلَيْهِ فِي ذِكْرِي وَأَقُولُ لَا تَأْخُذُوا عَنْهُ

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ أَبِي قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْقُرَظَةِ انْتَهَيْتُ إِلَى شُعْبَةَ فَقَالَ هَذَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ كَثِيرٍ فَاحْذَرُوهُ

۳۹۔ عَنْ الْفَضْلِ بْنِ يَزِيدٍ قَالَ سَأَلْتُ مُعَاوِيَةَ الرَّازِيَّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعِيدٍ الْأَدَبِيِّ رَوَى عَنْهُ عَبْدُ اللَّهِ وَخُبْرِي عَنْ عِيْسَى بْنِ يُونُسَ قَالَ كُنْتُ عِيسَى بِابِهِ وَسُفْيَانُ عَبْدُهُ فَمَتَى خَرَجَ سَأَلْتُهُ عَنْهُ فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ كَذَّابٌ

۴۰۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقَطَّانِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمْ يَرِ الصَّالِحِينَ فِي شَيْءٍ يُكْذَبُ مِنْهُمْ فِي الْحَدِيثِ فَإِنَّ ابْنَ أَبِي عَتَابٍ عَنَنْتُ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقَطَّانِ سَأَلْتُهُ عَنْ مَقَالٍ عَنْ أَبِيهِ لَمْ يَرِ أَهْلَ الْخَبَرِ فِي شَيْءٍ يُكْذَبُ مِنْهُمْ فِي الْحَدِيثِ

(۳۹) اس لیے کہ اگر وہ قصداً جھوٹی حدیث بتائیں تو ان سے بدتر کون ہوگا پھر وہ نیک لوگ ہیں گے؟ اکثر اہل درویشوں کی روایت غلط اور کذب نکلے اور محدثین نے ان کا انکار نہیں کیا۔ اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ ان لوگوں کو عیادت اور استغاثہ سے حتیٰ فرست نہیں ہوتی تھی کہ وہ حدیث کی طرف زیادہ توجہ کریں اور اس کو جانچیں صحیح کو مستقیم سے جد کریں۔ وہ لوگ نہایت بھالے سیدھے سادھے ہوتے تھے جس سے جو حدیث ان کے سامنے بیان کی وہ اس کو سچا سمجھ کر اس کو روایت کرنا شروع کر دیتے تھے اور درویشوں کے عیب اور نقصان کی طرف التفات کم کرتے تھے۔

اس جگہ سے یہ بات معلوم ہوتی کہ درودریاضت اور درویشی اور فقر اس اور چیز ہے اور علم دوسری چیز ہے۔

ع۔ ہر گھر کے رہبر کا رہے ساتھ





رَبِّهِ عَنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو (( يَوْمُ  
الْفِطْرِ يَوْمُ الْجَوَائِزِ )) قَالَ سَلِمَانُ بْنُ  
الْحَجَّاجِ أَنْطَرُوا مَا رُصِفَتْ فِي يَدِكَ مِنْهُ.

قَالَ ابْنُ قُفَيْرٍ وَسَمِعْتُ وَهْبَ بْنَ رَمْثَةَ يَذْكُرُ  
عَنْ سَعْدِيٍّ ابْنِ عَبْدِ الْحَلِيقِ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ  
يَنْبَغِي لِمَنْ أَلْبَسَكَ رَبُّكَ رَزْعَ بْنِ عَطْمٍ  
صَاحِبِ النَّعَمِ مَذَرَ الدَّرْهِمِ

وَحَدَّثْتُ إِلَيْهِ مَخْلُصًا فَعَجَلْتُ أَسْتَحْيِي مَرْءًا  
أَسْتَحْيِي ابْنَ يَرْزُبِي خَالِيسًا مَعَهُ كُرَّةٌ حَبِيبَةٌ

۴۳- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ الْمُبَارَكِ خَالَ بَقِيَّةِ  
صَدْرٍ النَّسَائِ وَلَكِنَّهُ يَأْخُذُ عَمَّا أَقْبَلَ  
وَدَبَّرَ

۴۴- عَنْ الشَّعْبِيِّ يَقُولُ حَدَّثَنِي الْحَارِثُ  
الْأَعْوَرُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُلًا يَكْذِبُ

۴۵- عَنْ الشَّعْبِيِّ يَقُولُ حَدَّثَنِي الْحَارِثُ  
الْأَعْوَرُ وَهُوَ يَشْهَدُ أَنَّهُ أَحَدُ الْكَاذِبِينَ

کی حدیث روایت کی کہ "یوم الفطر یوم الجوائز" کہا! عبد اللہ بن  
مبارک نے (ابو سلیمان بن، الحجاج ہے) دیکھو تمہارے ان سے کیا حاصل  
کیا۔ (یعنی وہ محمد مصطفیٰ تھے اور اللہ تھے یہ تعریف ہے ان کی۔)

ابن تہران نے کہا میں نے سنا وہیب بن زمعہ سے دور روایت  
کرتے تھے سفیان بن عبد الملک سے کہ عبد اللہ بن مبارک سے کہا  
میں نے روح بن غطفان کو دیکھا جس نے وہاب کے برابر خون کی  
حدیث روایت کی۔

میں اس کی صحبت میں بیٹھا پھر اسے دو ستون سے شرمانے  
لگا کہ وہ کیا کہیں گے مجھے اس کے پاس بیٹھا دیکھ کر اس وجہ سے کہ  
اس سے روایت کرتا مکر وہ سمجھتے تھے۔

۴۳- عبد اللہ بن مبارک نے کہا بقیہ بن ولید بن صالح بن  
کعب کلال سچا ہے لیکن وہ روایت کرتا ہے سب قسم کے لوگوں  
سے (یعنی ثقہ اور ضعیف کو نہیں دیکھتا۔ اسی وجہ سے اس کو بھی  
ضعیف کہا ہے محدثین نے۔)

۴۴- شعبی فرماتے ہیں کہ حارث عور الحمدانی نے مجھ سے  
حدیث بیان کی اور وہ جھوٹا آدمی تھا۔

۴۵- عامر بن شراحیل شعبی (جو حدیث کے امام ہیں) وہ کہتے تھے  
کہ مجھ سے حدیث بیان کی حارث عور نے اور وہ جھوٹا تھا۔

لقد بناہ اس کا۔ اس کے حکم پر تم نے رد وہ کہا اور اپنے پروردگار کا کہنا مانا تو قبول کرو اپنے اپنے جواز انہی عطاؤں کو پھر جب عید کی نماز پڑھ  
لیتے ہیں تو کہ ایک منادی نہ کرے کہ جو اپنے اپنے گھروں کو مہربان کر تمہارے سب گناہ بخش دیئے گئے اور اس دن کو یہ مہربان کر لیتے ہیں۔  
روح نے رہی سے اس سے ابو سلمہ سے اس نے ابو ہریرہ سے روایت کی کہ فرمایا رسول اللہ نے کہ اگر کسی کو خون لگا ہو وہ وہاب کے برابر اور  
وہ نماز پڑھ سے تو ماذ کو پھر مٹائے۔ اس حدیث کو بخاری نے اپنی "مہربان" میں ذکر کیا اور یہ حدیث باطل اور بے اصل ہے محدثین کے نزدیک۔  
کیونکہ روح بن غطفان ضعیف ہے بخاری نے کہا وہ منکر الحدیث ہے۔

(۳۵) حارث بنانہ عبد اللہ بن عبد اللہ کا اور اس کو حارث اس سے کہتے ہیں کہ وہ کانا تھا۔ کنیت اس کی ابو ہریرہ ہے۔ کوئی کارہے والا  
مصاحب تھا حضرت علی کا مگر اس سے حضرت علی پر جھوٹ یا نہ متاثر رہا کیا اور بہت سی حدیثیں عبد اللہ بن عبد اللہ سے روایت کیں آخر اس کا جھوٹ کھل گیا  
اور محدثین نے اس کو ترک کر دیا صرف نسائی نے اس سے دو حدیثیں روایت کی ہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ شخص راجسوں کا دلہب رکھتا تھا۔  
چنانچہ اس کے کی روایت سے معلوم ہوتا ہے۔

۴۶- ابراہیم حنفی (جو حدیث کے بڑے امام ہیں) روایت کرتے ہیں کہ علقمہ نے (جو مصاحب تھے عبداللہ بن مسعود کے) کہا کہ میں نے قرآن کو دو برس میں پڑھا۔ حارث کہنے لگا کہ قرآن آسان ہے لیکن وحی مشکل ہے۔

۴۷- ابراہیم سے روایت ہے حارث نے کہا کہ میں نے قرآن کو تین برس میں سیکھا اور وحی کو دو برس میں یا کہا کہ وحی کو تین برس میں پڑھا اور قرآن کو دو برس میں۔

۴۸- ابراہیم نے کہا حارث متمم ہے۔ (یعنی وہ منسوب کیا گیا کذاب اور بد مذہبی سے۔)

۴۹- حمزہ زیات سے روایت ہے عمرہ ہمدانی نے حارث سے کوئی بات سنی تو اس سے کہا تم دروازہ میں بیٹھو اور مرہ اندر گئے اور تلواریں اٹھا لی کہ حارث کو قتل کریں۔ حارث نے آہٹ پائی کہ کچھ شر ہونے والا ہے تو وہ چل دیا۔

۵۰- ابن عوس سے روایت ہے ابراہیم نے کہا کہ ہم سے بچو تم مغیرہ بن سعید اور ابو عبد الرحمن سے وہ دونوں جھوٹے ہیں۔

۵۱- عاصم سے روایت ہے کہ ہم عبد الرحمن بن سلمیٰ کے پاس آیا چاہتے تھے اور اس زمانے میں ہم جولان لڑکے تھے۔ (یعنی جوانی کے قریب) تو وہ ہم سے کہا کرتے کہ مت میٹھا کرو قصہ حوالوں کے پاس سوائے ابوالاحول کے اور بچو تم شقیق سے اور یہ شقیق

۴۶- عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ قَالَ عَلْقَمَةُ مَرَاتُ الْقُرْآنَ فِي سَتَيْنِ مَقَالَ الْحَارِثُ الْقُرْآنُ مِّنَ الْوَحْيِ اَشَدُّ

۴۷- عَنْ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّ الْحَارِثَ قَالَ تَمَّمْتُ الْقُرْآنَ فِي ثَلَاثِ سِنِيْنَ وَالْوَحْيُ فِي سَتَيْنِ اَوْ قَالَ الْوَحْيُ فِي ثَلَاثِ مِيْنَ الْقُرْآنَ فِي سَتَيْنِ

۴۸- عَنْ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّ الْحَارِثَ اَتَمَّهُمْ

۴۹- عَنْ حَمْزَةَ الزِّيَاتِ قَالَ سَمِعْتُ مَرْءَ الْهَمْدَانِيٍّ مِنْ الْحَارِثِ شَيْئًا فَقَالَ لَهُ اَقْعُدْ مَا مَابَ قَدَ فَلَاحِ مَرْءٌ وَاُخِذَ سَيْفُهُ قَدَ وَاُحْسِرَ الْحَارِثُ بِالشَّرِّ فَهَبَ

۵۰- عَنْ اَبِي هُوَيْ قَالَ قَالَ لَنَا اِبْرَاهِيْمُ يَاكُمْ وَالْمُعْبِرَةُ مِنْ مَعِيٍّ وَبَا عَدِ الرَّحِمِ فَاَنْهَدَ كَذَابًا

۵۱- عَنْ عَاصِمٍ قَالَ كُنَّا بِاَبِي اَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ وَنَحْنُ عِنْدَ عِنْمَةَ ابْنِ مَخْلَدٍ يَقُولُ لَنَا لَا تُجَالِسُوا الْقُصَّاصَ عَنَزَ اَبِي الْاَحْوَصِ وَيَاكُمْ وَشَقِيْقٌ قَالَ وَكَانَ شَقِيْقٌ هَذَا

(۴۶) یہ روایت حارث کی بد مذہبی کا ثبوت ہے کیونکہ اس نے قرآن اور وحی کو الگ الگ قرار دیا جیسے شیعوہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے بہت سی کتب دی گئیں اور اسرار اور مخفیات حضرت کو بتلائے تھے جس کو حضرت نے خاتم علی بن ابی طالب کو بتلایا اور انہی کو اپنا واسطہ کیا۔

(۵۰) مغیرہ بن سعید کوئی سائی نے "کتاب القضاہ" میں کہا کہ یہ شخص دجال تھا جیسا کہ انہی میں غشی کے زمانے میں اور اس نے دعویٰ کیا تھا نبوت کا۔ ابو عبد الرحمن اس کا نام شقیق احمی ہے جو قاصی تھا اور بعض نے کہا کہ اس کا نام سلمہ بن عبد الرحمن غشی ہے اور دونوں ضعیف ہیں۔ (نورانی)

(۵۱) ابو اکل شقیق جو سلمہ کے بیٹے ہیں۔ وہ کہا کرتے تھے میں سے ہیں۔ یہ شخص دعی میں کوئی ہے جس کا ذکر اوپر کرنا اور نسائی نے اس کو ضعیف کہا اس کی کثیت ابو عبد الرحمن سے ہے جس سے زلیخا ابراہیم سے اور بعضوں نے کہا کہ ابراہیم نے جس سے زلیخا اس کا نام سلمہ بن عبد الرحمن غشی ہے۔ یہ ابن ابی حاتم نے ابن ماجہ سے نقل کیا۔ (نورانی)

خارجیوں کا ساتھ دینا تھا۔ یہ ہوا مکمل نہیں ہے۔

۵۲- جرم سے روایت ہے جس جابر بن یزید بھیجی سے ملے پھر میں نے اس سے حدیث نہیں لکھی وہ یقین کرتا تھا رجعت کا۔

۵۳- مسعر سے روایت ہے کہ ہم سے حدیث بیان کی جابر بن یزید نے اس سے پہلے جو اس نے نئی بات نکالی (یعنی مد مذہبی سے پہلے۔

اس سے معلوم ہوا کہ پہلے جابر کا اعتقاد درست تھا پھر فاسد ہو گیا۔

۵۴- سفیان سے روایت ہے کہ پہلے لوگ جابر سے حدیثیں روایت کیا کرتے تھے جب تک اس نے بد اعتقاد کی طہر نہیں کی تھی پھر

جب اس نے اپنا اعتقاد کھول تو لوگوں نے اسے مقیم لیا حدیث میں اور بعضوں نے اس کو ترک کر دیا لوگوں نے کہا کیا بد اعتقاد کی اس کی معلوم ہوئی سفیان نے کہا کہ رجعت پر یقین کرنا۔

۵۵- جابر بن یزید بھیجی نے کہا کہ میرے پاس ستر ہزار حدیثیں ہیں جن کو میں نے روایت کیا ہے ابو جعفر سے (یعنی امام محمد باقر سے) انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے۔

۵۶- زہیر سے روایت ہے جابر کہتا تھا کہ میرے پاس پچاس ہزار ایسی حدیثیں ہیں جن کو میں نے لوگوں سے بیان نہیں کیا پھر ایک روز ایک حدیث بیان کی اور کہنے لگا کہ یہ ان کی پچاس ہزار میں سے ہے۔

۵۷- سلام بن ابی مطیع سے روایت ہے کہا میں نے سنا جابر بھیجی سے وہ کہتا ہے کہ میرے پاس پچاس ہزار حدیثیں ہیں رسول اللہ ﷺ سے وہ کتاب ہے کہ میرے پاس پچاس ہزار حدیثیں ہیں رسول اللہ ﷺ سے۔

۵۸- سلام بن ابی مطیع سے روایت ہے کہا میں نے سنا جابر بھیجی سے وہ کہتا ہے کہ میرے پاس پچاس ہزار حدیثیں ہیں رسول اللہ ﷺ سے۔

۵۹- سلام بن ابی مطیع سے روایت ہے کہا میں نے سنا جابر بھیجی سے وہ کہتا ہے کہ میرے پاس پچاس ہزار حدیثیں ہیں رسول اللہ ﷺ سے۔

۶۰- سلام بن ابی مطیع سے روایت ہے کہا میں نے سنا جابر بھیجی سے وہ کہتا ہے کہ میرے پاس پچاس ہزار حدیثیں ہیں رسول اللہ ﷺ سے۔

یزید زانی الخوارج والوں ہامی و ریل

۵۲- عن جابر یقول لیس جابر بن یزید الضعفی فتم اکتب عنه کان یؤمن بالرجعة

۵۳- عن مسعر قال حدثنا جابر بن یزید قال ان یحدث ما احدث

۵۴- عن سفیان صی فہ عنہ قال کان الناس یحفلون عن جابر قال ان یطہر ما اظہر فمما اظہر ما اظہر اتہمة الناس فی حبیبہ و ترکہ بعض الناس فقبلہ و ما اظہر قال الایمان بالرجعة

۵۵- عن جابر یقول عنی ستون الف حدیث عن ابی جعفر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کلہا

۵۶- عن زہیر یقول قال جابر او سبعت جابر یقول ان عنی خمسین الف حدیث ما حدثت بها بشیء قال ثم حدثت یوماً بخمیس ف قال ہذا من الخمسین الفاً

۵۷- عن سلام بن ابی مطیع یقول سمعت جابر الضعفی یقول عنی خمسون الف حدیث عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم

۵۸- عن سلام بن ابی مطیع یقول سمعت جابر الضعفی یقول عنی ستون الف حدیث عن ابی جعفر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کلہا

۵۹- عن سلام بن ابی مطیع یقول سمعت جابر الضعفی یقول عنی ستون الف حدیث عن ابی جعفر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کلہا

۶۰- عن سلام بن ابی مطیع یقول سمعت جابر الضعفی یقول عنی ستون الف حدیث عن ابی جعفر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کلہا

(۵۲) اسی وجہ سے محدثین نے جابر بن یزید کو ضعیف کہا ہے اور کہا ہے کہ وہ انفسی تھا۔ رجعت سے سہوہاء میں کا اعتقاد ہے کہ حضرت علیؑ زندہ ہیں اور ان میں رہتے ہیں جب ان کی ولادت میں سے امام برحق پیدا ہو گا تو وہ اپنے شیعوں کو ان میں سے آواز دیں گے کہ اس کے ساتھ شریک ہو جاؤ۔ یہ سب بات ہے کہ جس کو کون عاقل قبول کرے گا۔

(۵۵) پھر امام محمد باقر نے رسول اللہ ﷺ سے نہیں سنا تو یہ سب روایتیں منقطع ہوئیں۔ دوسرا یہ روایت کرے والے جابر بد اعتقاد شخص ہے اس لیے یقین ہو تا ہے کہ وہ سب روایتیں جھوٹی اور جابر کی تراشی ہوئی ہو گی جن کو شیعوں نے اپنی کتابوں میں روایت کیا ہے۔

۵۸- عَنْ سُفْيَانَ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدًا سَأَلَ جَابِرًا عَنْ قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ فَلَنْ تَبْرَحَ الْفَارُصَ حَتَّى يَأْتِيَ بِهَا يُبَى أَوْ يَخْتَكُمُ اللَّهُ لِي وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ.  
فَقَالَ جَابِرٌ سَمِعْتُ يَحْيَى تَأْوِيلُ هَذِهِ قَوْلُ سُفْيَانَ وَكَذَبَ فَقَطًّا لِسُفْيَانَ وَمَا أَرَادَ بِهَذَا قَوْلُهُ إِنَّ الرِّثَاةَ يَقُولُونَ إِنَّ عَلِيًّا فِي السَّحَابِ مَعَ مَخْرُوجٍ مَعَ مَنْ مَخْرُوجٍ مِنْ وَلَدِهِ حَتَّى يَأْتِيَ مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ يُرِيدُ عَلَيْهِ أَنَّهُ يُنَادِي أَخْرُجُوا مَعَ فَقَالَ يَقُولُ جَابِرٌ هَذَا تَأْوِيلُ هَذِهِ الْآيَةِ وَكَذَبَ كَذَبَتْ فِي إِخْرَجَ يُوسُفَ حَتَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۵۹- عَنْ سُفْيَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُحَدِّثُ بِحَدِيثٍ مِنْ ثَلَاثِينَ أَلْفَ حَدِيثٍ مَا أَسْجَلُ أَنْ أَدْكُرَ مِنْهَا شَيْئًا زَائِلًا لِي كَذَا رَكَدَا

عَنْ أَبِي عَسَّانٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو الرَّزَّازِيِّ قَالَ سَأَلْتُ حَرِيرَ بْنَ عَبْدِ الْخَمِيدِ فَقُلْتُ الْخَدْرُ بْنُ حَصْبَةِ لَمِنَهُ قَالَ نَعَمْ شَيْخٌ طَوِيلُ السَّكُوتِ يُصِيرُ عَلَى أَمْرِ عَظِيمٍ

۵۸- سفیان سے روایت ہے کہ میں نے سنا کہ ایک شخص نے جابر سے کہا میں نے پوچھا اس آیت کو ﴿فَلَنْ تَبْرَحَ الْفَارُصَ حَتَّى يَأْتِيَ بِهَا يُبَى أَوْ يَخْتَكُمُ اللَّهُ لِي﴾ وہو خیر الحاکمین

جابر نے کہا کہ اس آیت کا مطلب ابھی ظاہر نہیں ہوا۔ سفیان نے کہا جابر جھوٹا تھا۔ حمیدی نے (جو اس روایت کو سفیان سے نقل کرتے ہیں) کہا ہم لوگوں نے سفیان سے پوچھا جابر کی کیا غرض تھی؟ انھوں نے کہا کہ رافضی لوگ یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ حضرت علیؑ ابر میں ہیں اور ہم ان کی اور میں سے کسی کے ساتھ نہ نکلیں گے یہاں تک کہ آسمان سے حضرت علیؑ آواز دیں گے کہ نکلو اس شخص کے ساتھ تو جابر نے کہا کہ اس آیت کی تفسیر یہ ہے جو اس نے جھوٹ کہا۔ اس لئے کہ یہ بیت یوسف کے بھائیوں کے قصہ میں ہے۔

۵۹- سفیان سے روایت ہے میں نے جابر سے تیس ہزار حدیثوں کو سنائیں حال نہیں جانتا ان میں سے ایک بھی حدیث بیان کرنے کو اگر چہ مجھے یہ اور یہ ملے۔ (یعنی کسی علی دوست ملے لیکن میں ان حدیثوں کو نقل نہ کروں گا کیونکہ وہ سب جھوٹ تھیں۔)

ابی حسان محمد بن عمر درازی نے کہا میں نے جریر بن عبد الحمید سے پوچھا کہ تم نے حارث بن حمیرہ کو دیکھا ہے؟ انھوں نے کہا کہ ہاں ایک بڑا بزرگ تھا اکثر خاموش رہتا لیکن بہت بڑی بات پر اصرار کرتا تھا۔

(۵۸) یہ آیت سورہ یوسف میں ہے جب حضرت یوسفؑ نے اپنے چھوٹے بھائی کو چار ہونے کے بہانے سے رکھ لیا تو بڑا بھائی جو قائلہ کے ساتھ آیا تھا بولا ہمیں نہ جاؤں گا اس ملک سے یہاں تک کہ اجازت دے مجھ کو میرا باپ یا فیصلہ کرے اللہ میرے لیے اور وہ سب سے بہتر ہے فیصلہ کرنے والے۔

اس آیت کے اول اور آخر ان کے بھائیوں کا قصہ ہے۔ یہ تفسیر جو جابر نے عقل کے خلاف کی ہے ڈھنگ ہے۔ رافضی لوگ قرآن کو اسی طرح سے بے نکالو مروجہ پھیرتے ہیں اور غور نہیں کرتے۔

(۵۹) یعنی رافضیوں کا عقیدہ رکھتا تھا قریب میں ہے کہ حارث بن حمیرہ ازدی جس کی کنیت ابو نعمان ہے کو نے کارنے والا سچا ہے مگر دکھا کر تا ہے اور نہت کیا گیا ہے طرفہ رقص کے۔

۶۰- عَنْ حَمَّادِ بْنِ رَيْدٍ قَالَ ذَكَرَ أَيُّوبُ رَجُلًا يَوْمًا فَقَالَ لَهُ يَكُنْ مُسْتَقِيمَ النَّسَبِ وَذَكَرَ آخَرَ فَقَالَ هُوَ بِرِيءٌ مِنَ الرَّقْمِ

۶۰- حماد بن زید نے کہا ایوب سختیابی ابن ابی حمزہ کسان ابو بکر بصری جو ثقہ، ثبت، بخت، فقیہ، عابد مشہور تھے نے کہا ایک شخص کا حال کہ اس کی زبان درست نہ تھی اور دوسرے کو کہا کہ وہ رقم کو بڑھا دیتا ہے۔

۶۱- عَنْ حَمَّادِ بْنِ رَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ أَيُّوبُ إِنَّ لِي بَخْرًا ثُمَّ ذَكَرَ مِنْ قَصِيدِهِ وَنُوءُ شَهْدٍ عِنْدِي عَلَى سَمْعَتَيْنِ مَا رَأَيْتُ شَهَادَتَهُ جَارَةً

۶۱- حماد بن زید سے روایت ہے ایوب نے کہا کہ میرا ایک ہمسایہ ہے، پھر بیان کی اس کی فضیلت (یعنی اس کی لیاقت اور علم کی تعریف کی) اور کہا کہ، گردہ میرے سامنے دو کھجوروں پر گواہی دے تو میں اس کی گواہی درست نہ رکھوں۔

۶۲- عَنْ مَعْمَرٍ مَا رَأَيْتُ أَيُّوبَ اعْتَابَ أَحَدًا فَقَطُّ إِلَّا عِنْدَ الْكَرِيمِ بَغِيٍّ أَبَا أُمَيَّةَ قَوَاهُ ذِكْرُهُ فَقَالَ رَحِمَهُ اللَّهُ كَانَ غَيْرَ ثَقِيٍّ لَمَّا سَأَلَنِي عَنْ حَدِيثٍ بَعَثَ بِهِ عَنْهُ ثُمَّ قَالَ سَجَّتُ عَنْكَ مَرَّةً

۶۲- معمر سے روایت ہے کہ میں نے ایوب کو کسی شخص کی نصیحت کرتے نہیں سنا کبھی بھی مگر عبد الکریم بن ابی الحارث کی جس کی کنیت ابوامیہ ہے، ذکر کیا انھوں نے اس کا اور کہا کہ خدا رحم کرے اس پر وہ ثقہ نہ تھا۔ ایک بار مجھ سے ایک حدیث پوچھی عکرمہ کی پھر کہنے لگا میں نے خود سنا ہے عکرمہ سے۔

۶۳- عَنْ هَمَّامٍ قَالَ قَدِمَ عَلَيْنَا أَبُو دَاوُدَ الْأَعْمَى فَجَعَلَ يَقُولُ حَدَّثَنَا الْبَرَاءُ قَالَ وَحَدَّثَنَا رَيْدٌ نَزَّ أَرْقَمٌ مَدَّكَ دَبْلُ لِقَاءِكَ

۶۳- ہمام سے روایت ہے ابو داؤد ندھا (تقیج بن حارث) ہمارے پاس آیا اور کہنے لگا کہ حدیث بیان کی، مجھ سے براء بن عازب نے اور حدیث بیان کی مجھ سے زید بن ارقم نے، ہم نے یہ قتادہ سے

(۶۰) کثر بیان سودا گروں کی عادت ہوتی ہے کہ کپڑوں کے تھانوں پر جو قیمت خرید لکھی ہوتی ہے اس کو بڑھا دیتے ہیں تاکہ خریدار کو دھوکہ دے کر پانچ بڑھاسیں۔ یہاں مراد یہ ہے کہ حدیث میں راویہ کردہ اور یہ دونوں لفظ اشارہ ہیں کذب کے لیے یعنی دونوں جھوٹے اور کذب تھے۔

(۶۱) یعنی اس میں بھی عیب ہے کہ جھوٹ بولتا ہے تو ایسے جھوٹے مقدمہ میں بھی اس کا اعتبار نہیں ہو سکتا۔

(۶۲) مگر صرف اس بات سے اس کا ضعف ثابت نہیں ہوتا کیونکہ شاید وہ عکرمہ سے سن کر بھول گیا ہو، پھر ایوب سے سن کر اس کو یاد آیا اور روایت کرے لگا لیکس دوسرے فریضوں سے اس کا جھوٹ ثابت ہو گیا۔ اور صحیفہ کہ عبد الکریم کو سعید بن عبیدہ اور عبد الرحمن بن عبد قی اور یحییٰ بن سعید القطان اور احمد بن حنبل اور ابن عدی نے اور عبد الکریم لہرہ کے فاضل اور فقیہوں میں سے تھا۔ (نودوی) تقریب میں ہے کہ اس کے باپ کا نام قیس یا طارق تھا اور یہ کہ میں آکر رہا تھا، ضعف ہے۔ بخاری نے اس سے ایک روایت نقل کی ہے اب قیام اللیل میں اور نسائی نے اس سے روایت کی ہے مگر تھوڑی۔

(۶۳) اور وہ کہتا تھا کہ میں نے قتادہ بدری صحابیوں سے سنا ہے کہ ابو داؤد باتفاق علماء ضعیف ہے۔ عمرو بن علی نے کہا وہ متردک ہے اور یحییٰ بن یحییٰ اور ابو ریحہ نے کہا وہ کچھ چیز نہیں اور یحییٰ بن یحییٰ نے کہا مگر ائمہ حدیث ہے۔

فَقَالَ كَذِبٌ مَا سَمِعْتُ مِنْهُمْ

ذکر کیا انھوں نے کہا جھوٹا ہے اس نے نہیں سنا براہ اور زید سے۔

إِنَّمَا كَانَ ذِكْرُكَ سَائِلًا يَتَكَفَّفُ النَّاسُ مِنْهُ

وہ تو ایک مسئلہ تھا لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتا تھا سخت دہ کے

طاعون لاجارف سے

یہ وہاں طاعون ایک قسم کا پھوڑا تھا جس میں جلن ہوتی تھی اور اس کے ارد گرد سرخی یا سیاہی یا سبزی پھیل جاتی تھی اور اس کے ساتھ

تھکنا اور تھکنا ہوتا تھا۔ علاوہ اس کے زمانے میں، خلاف کیا ہے ابن عبد البر نے کہا ایوب تختیانی اسی طاعون کے زمانے میں مرے

۳۲ھ میں اور ابن قتیہ نے "معارف" میں احمسی سے نقل کیا ہے کہ یہ طاعون عبداللہ بن ربیعہ کے زمانے ۶۷ھ میں ہوا اور قاضی عیاض

نے کہا کہ یہ طاعون ۱۱۹ھ میں ہوا اور حافظ عبداللہ بن قتیہ نے کہا کہ طرف بعد طاعون کے مرے اور یہ طاعون ۸۷ھ میں تھا اور احتمال ہے کہ اس

سب سالوں میں طاعون واقع ہوا ہو۔ اور چاروں اس کو اس سے کہتے ہیں کہ چاروں کے معنی جھاڑنے والے ہیں اور یہ طاعون بھی لوگوں کو جھاڑ کر

ے گیا یعنی بہت لوگوں کو ہلاک کیا۔ ابن قتیہ نے "معارف" میں احمسی سے نقل کیا ہے کہ سب سے پہلے، ملائکہ میں طاعون عمواس شام میں

واقع ہو حضرت عمرؓ کے زمانے میں اور اسی سے مرے ابو عبیدہ بن الجراحؓ اور معاذ بن جبلؓ اور ان کی بیویاں اور بیٹی مرے ابو اللہ ان سے۔ پھر دوسرے

طاعون چاروں واقع ہو عبداللہ بن ربیعہ کے زمانے میں۔ پھر طاعون قضیات کیونکہ یہ واقع ہوا جوان مورقوس پر مصر کے واسطہ شام اور کوئے

میں۔ اس زمانے میں حجاج عالم و وسط میں تھا عبد الملک بن مروان کی خلافت میں اور اس کو طاعون اشرف بھی کہتے ہیں کیونکہ مرے سے شریف

لوگ اس طاعون سے ہلاک ہوئے۔ پھر طاعون عدی بن رطاعۃ ۱۰۰ھ میں واقع ہو، پھر طاعون عراب ۱۲ھ میں ہوا پھر طاعون مسلم بن قتیہ

۱۳۱ھ میں واقع ہو شعبان اور رمضان میں اور موقوف ہوا شوال میں۔ اسی میں ایوب تختیانی مرے اور مدینہ اور مکہ میں کوئی طاعون واقع

نہیں ہوا یہ ابن قتیہ نے کہا۔ بو افسر نے کہا اسلام میں پانچ طاعون مشہور ہیں۔ ایک طاعون شیر وہ جو مدائن میں ہوا رسول اللہؐ کے

۶۷ھ میں۔ دوسرا طاعون عمواس جو حضرت عمرؓ کے زمانے میں شام میں واقع ہوا اس میں بھی بڑا آدمی مرے۔ تیسرا طاعون چاروں جو

عبداللہ بن ربیعہ کے زمانے میں ۱۹ھ میں ہو۔ اس میں ہر روز ستر ہزار آدمی مرے تیس دن تک۔ انس بن مالک کے قرائی یا تھڑ بیٹے مر گئے اور

عبدالرحمن بن ابی بکر کے چالیس بیٹے جاتے رہے۔ چوتھا طاعون قضیہ جو شوال ۸۷ھ میں واقع ہوا پانچواں طاعون ۱۳۱ھ میں ہوا اور سخت

ہو گیا مصمان میں قتیہ دن۔ اس طاعون میں ایک ہزار چنانچہ سے سکتا المرید میں آتے تھے۔ پھر شوال میں کم ہو گیا اور ایک طاعون کوفہ میں ۵۰ھ

میں ہوا جس میں مغیرہ بن شعبہ مرے اور طاعون عمواس ۸۸ھ میں واقع ہوا اور ابو رعد نے کہا ۷ھ میں اور عمواس ایک گاؤں کا نام ہے جو رملہ

اور بیت المقدس کے درمیان واقع ہے۔ تو قتلہ کی تاریخ پیدائش ۶۱ھ ہے اور ان کی وفات ۷۱ھ میں ہوئی۔ اس صورت میں قاضی عیاض نے جو

اس طاعون کی تاریخ ۱۱۹ھ بیان کی ہے غلط معلوم ہوتی ہے اور یہاں پر لازمی طور پر دو طاعون میں سے ایک طاعون مراد ہے یا ۶۷ھ کا طاعون مگر

اس وقت قتلہ کی عمر صرف چھ برس ہی ہوتی ہے یا ۸۷ھ کا اور یہ ظاہری ہے۔ (نورثی)

طاعون ہمیشہ ایک ہی قسم کا نہیں ہوتا بلکہ بیماریوں کی ایک عمر ہے۔ ہر ایک بیماری اپنی اپنی عمر تک رہتی ہے پہلے آہستہ آہستہ نشوونما

کرتی ہے پھر دور پکڑ جاتی ہے پھر تھکنی تھکنی بالکل دنیا سے مٹ جاتی ہے۔ پھر زمانہ میں طاعون شہوات اور پھوڑوں سے ہوتا تھا۔ چھک بھی اگر

عام ہو تو اسی قسم میں سے ہے پھر بیمار کا طاعون ہو۔ اب ہمارے زمانے میں ایک سو سال سے کہ ۳۰۱ھ ہے طاعون تھے اور اسہال کا ہوتا ہے جس کو ہیضہ کہتے ہیں۔ یہ بیماری اب دور پکڑتی جاتی ہے ولایت ہند عرب اور گرم ملکوں میں۔ یہ عارضہ تقریباً ہر سال کچھ کچھ رہتا ہے۔

۱۳۰۰ھ کے اخیر میں ولایت مصر میں بڑی شدت ہو گیا۔ آپ دیکھئے اس کی عمر دنیا میں کب تک ہے۔



54

قَالَ (( مِنْ حَمَلِ غَلَبِ السُّدَحِ فَلَيْسَ بِنَا ))  
قَالَ كَذَبٌ وَلَمْ يَكُنْ أَرَادَ أَنْ يَحْضُرَهَا  
يَسِي قَوْلُهُ لَمْ يَكُنْ وَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ  
أَقْبَرُ رِوَايَةٍ

مسلمانوں کے قتل پر بغیر کسی وجہ شرعی کے مستعد ہو (وہ ہم میں  
سے نہیں ہے۔ عوف نے کہا قسم خدا کی عمرو جھوٹا ہے۔ اس کا  
مقصد اس حدیث کی روایت کرنے سے یہ ہے کہ اپنے ناپاک  
اختیار کو اس سے ثابت کرے۔

۶۸ عن حماد بن زيد قال كان رجل قد  
مزم ثوب وسمع منه فعهده أيوب فقالوا يا أيها  
بكر بنه قد مزم عمرو بن عبيد قال حماد فينا  
نا يومنا مع أيوب وقد نكرنا إلى السوق  
عاشقنا الرجل فسنم عليه أيوب وسأله ثم  
قال له أيوب يعني أمت فرمت ذلك الرجل قال  
حماد سماء يعني عشر قال نعم يا أيها بكر بنه  
بحيف بأشياء غرائب قال يقول له أيوب بس  
عمر أو تقر من ذلك الغرائب

۶۸- حماد بن زید سے روایت ہے کہ ایک شخص ہمیشہ ایوب سختیانی کی  
صحبت میں رہا کرتا اور ان سے حدیثیں سنتا ایک مرتبہ ایوب نے اس  
کو نہ پا کر پوچھا تو لوگوں نے کہا اے ابو بکر! یہ کیسی ہے ایوب سختیانی  
کی (وہ محض ب عمرو بن عبید کی صحبت میں رہتا ہے حماد نے کہا کہ  
ایک روز میں ایوب کے ساتھ صبح سویرے بازار کو چارباغ تھا کہ اتنے  
میں وہ شخص سامنے آیا۔ ایوب نے اس کو سلام کیا اور حال پوچھا پھر  
اس سے کہا میں نے سنا ہے تم اس شخص کے پاس رہتے ہو عمرو بن  
عبید کا نام لیا۔ وہ بول ہاں اے ابو بکر کیونکہ وہ ہم کو عجیب باتیں سنانا  
ہے ایوب نے کہا ہم تو کسی ایسی عجیب باتوں سے بھگتے ہیں۔

۶۹- عن حماد قال قبل ما ثوب إن عمرو بن  
عبيد روى عن الحسن قال لا يخذل الشكران  
من السد فذر كذب أنا سمعت الحسن يقول

۶۹- حماد سے روایت ہے کہ ایوب سے کسی نے کہا کہ عمرو بن عبید  
نے حسن سے روایت کیا ہے کہ جو شخص بید پینے سے مست ہو جائے  
اس پر حد نہ لگے گی۔ ایوب نے کہا کہ عمرو بن عبید جھوٹا ہے۔ حسن

تھا کیونکہ ظاہر حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ مسلمانوں پر تہیاء اٹھانے والا ہم میں سے نہیں ہے یعنی مسلمان نہیں ہے اور مسلمان پر تہیاء  
اٹھانا کبیرہ گناہ ہے تو اس سے یہ نکل کہ یہ کبیرہ گناہ کرنے والا مسلمان نہیں ہے اور کافر بھی نہیں ہے۔ پھر کیا ہو نہ مسلمان نہ کافر یہی عمرو بن  
عبید کا مذہب ہے اور اہل سنت یہ کہتے ہیں کہ اس کا کافر ہے یا مسلمان اور کبیرہ گناہ کرے وہ مسلمان ہے مگر گناہگار۔ خداوند کریم کو اختیار ہے  
کہ قیامت کے دن اس کا گناہ معاف کرے یا چھوڑ دے۔ مگر وہ ایک دن ضرور جہنم سے نکل کر جنت میں جائے گا۔ اس  
سے کہ یہاں اس کا قائم تھا پھر وہ صانع نہ جائے گا۔ اور آگے کتاب الایمان میں ان شاء اللہ تعالیٰ بہت سی حدیثیں بیان ہو گئی ہیں جن سے مستحرم  
کے مذہب کا رد ہوتا ہے اور اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص سے مسلمان پر تہیاء اٹھایا وہ ہمارے طریقے پر نہیں ہے اور ہماری راہ پر  
نہیں ہے جیسے باپ نے شراب اور کافران بننے کو غصہ ہو کر کہتا ہے تو یہ نہیں ہے اسی طرح حدیث سے بھی نکلے اور غنی حلقوں سے اور مقصود  
یہ ہے کہ لوگ مسلمان پر تہیاء اٹھانے سے بچیں اور ظہیر اس کی دوسری حدیثوں میں بھی موجود ہے جیسے "من عمل حلیس مننا" یعنی جو  
خرید و فروخت میں دھوکا دے وہ ہم میں سے نہیں۔ (نووی)

(۶۸) یعنی غریب اور نادار حدیثوں سے جن کو اور لوگ نہیں پہچانتے اور عمرو بن عبید ان کو روایت کرتا ہے اس لیے کہ وہ جھوٹی ہیں اور  
عمرو بن عبید کا اشتهار نہیں۔

يُحَذِّرُ السَّكَرَانِ مِنْ لَيْلٍ

۷۰- عَنْ سَلَامِ بْنِ أَبِي مُطَيْعٍ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا بَكْرٍ عَمْرُو بْنَ عُمَرَ قَائِمًا عَنِّي يَوْمًا فَقَالَ أَرَأَيْتَ رَجُلًا لَا تَأْمُرُ عَنِّي دِيهَ كَيْفَ تَأْمُرُ عَنِّي الْفَحِشَ

۷۱- عَنْ أَبِي مُوسَى يَقُولُ حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ يُحَدِّثُ

۷۲- عَنْ مُعَاذِ الْعُشَيْرِيِّ قَالَ كُنْتُ إِلَى شُعْبَةَ أَسْأَلُهُ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ قَضِيٍّ وَأَسْأَلُهُ مَكْتَبَ إِلَيْهِ لَا تَكُنْ غَمًّا شَيْئًا وَمَرُّوْا كُنَابِهِ

۷۳- عَنْ عُمَارَةَ قَالَ حَدَّثْتُ حَمَّادُ بْنُ سَمْعَةَ عَنْ صَالِحِ الْمُرِّيِّ بِحَدِيثٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ كُتَيْبٍ وَحَدَّثْتُ هَمَّامًا عَنْ صَالِحِ الْمُرِّيِّ بِحَدِيثٍ فَقَالَ كُتَيْبٌ

۷۴- عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ أَبِي شُعْبَةَ أَمَّا جَرِيرٌ فَإِنَّهُ لَمْ يَحْلُ مَلِكٌ أَنْ تَرَوْي

کہتے تھے جو شخص فیذ سے مست ہو جائے اس پر حد لگے گی۔

۷۰- سلام بن ابی مطیع سے روایت ہے ابوبکر کو خبر پہنچی کہ میں عمرو بن عیاد کے پاس جاتا ہوں تو ایک روز میرے پاس آئے اور کہنے لگے تو کیا سمجھتا ہے کہ جس شخص کے دین پر تجھے بھروسہ نہ ہو کیا اس کی حدیث پر تو بھروسہ کر سکتا ہے۔

۷۱- ابو موسیٰ کہتے تھے مجھ سے حدیث بیان کی عمرو بن عبیدہ سے قبل اس کے کہ اس نے نکالیں نئی باتیں۔ (یعنی بد اعتقادی سے پہلے)

۷۲- معاذ غیری نے کہا میں نے شعبہ کو لکھا کہ ابو شیبہ واسطہ (ایک گاؤں کا نام ہے بصرہ کے پاس) کے قاضی کا کیا حال ہے؟ انہوں نے جواب میں لکھا کہ مت روایت کر اس سے کچھ بھی اور پھاڑ ڈال میرا خط۔

۷۳- عفان سے روایت ہے میں نے حماد بن سلمہ سے ایک حدیث بیان کی صالح مری کی انہوں نے ثابت سے حماد سے کہا جھوٹ ہے پھر میں نے ہمام سے ایک حدیث بیان کی صالح مری کی انہوں نے کہا جھوٹ ہے۔

۷۴- ابو ذرؓ سے روایت ہے مجھ سے شعبہ نے کہا تو جریر میں حازم کے پاس حال اور کہہ کہ تجھ کو درست نہیں حسن بن عمارہ سے روایت

(۷۲) جیلا تاکہ اور کوئی نہ دیکھے۔ ابراہیم بن ابی شیبہ کو خبر پہنچی اور وہ کچھ ایسا دے اور سادہ پھیند دے۔ یہ ابو شیبہ داوا ہے ابو بکر بن ابی شیبہ اور عثمان بن ابی شیبہ کا مزدک ہے محمد شین کے نزدیک جو اس کے پوتے محترم اور ثقہ ہیں خصوصاً ابو بکر بن ابی شیبہ جن کا مصنف مشہور ہے۔ ابی ابو شیبہ سے وہ حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے رمضان میں میں رکعت تراویح پڑھیں۔ ذہبی نے کہا کہ یہ حدیث ابو شیبہ کی منکر حدیثوں میں سے ہے۔

(۷۳) یہ صالح مری بصرہ کا رہتا ہے۔ بڑے عابد اور راہبوں میں سے تھا اور مری اس کو اس لیے کہتے ہیں کہ باپ اس کا عربی تھا اور اس کی ماں بصرہ کی جس کو بصری مری کی ایک جورت سے آزاد کیا تھا۔ صالح مری کی حکایتیں موفیوں میں بہت مشہور ہیں۔ آواز ان کی بہایت عمدہ تھی قرآن کی خوش کن آواز سے پڑھتے تھے یہاں تک کہ بعض لوگ ان کا قرآن سن کر حوت کے مارے مر گئے ہیں۔ یہ خود بھی بہت صالح اور اسام ہاسکی اور خدا ترن تھے۔ کثر حدیث کے خوف سے روایا کرتے مگر حدیث کی روایت میں ان کا اعتبار نہیں جیسے لوگ گر چہ کچھ درستی اور چیز ہے اور حدیث کی روایت اور چیز۔

(۷۴) جیلا تو انہی دونوں مقاموں میں حسن بن عمارہ کا جھوٹ ظاہر ہوا کیونکہ شعبہ نے خود حکم سے علی کو پوچھا اور انہوں نے کہا کہ اللہ

عَنْ الْحُسَيْنِ بْنِ عُمَارَةَ فَإِنَّهُ يَكْذِبُ قَالَ أَبُو  
دَاوُدَ قُلْتُ لَشُعْبَةَ وَكَيْفَ ذَاكَ فَقَالَ حَدَّثَنَا  
عَنْ الْحَكَمِ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ ثُمَّ أَجَبْنَا نَهَا أَسْلَمًا قَالَ  
قُلْتُ لَهُ بَأَيِّ شَيْءٍ قَالَ قُلْتُ لِلْحَكَمِ أَصْلَى  
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى قَتْلَى الْأَخِي  
فَقَالَ لَمْ يَصِلْ عَلَيْهِمْ فَقَالَ الْحُسَيْنُ بْنُ عُمَارَةَ  
عَنْ الْحَكَمِ عَنْ مِقْسَمِ عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ  
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَيْهِمْ  
وَدَفَنَهُمْ قُلْتُ يَنْحَكُمُ مَا تَقُولُ فِي أَوْلَادِ الرَّبِّ  
قَالَ يُصَلِّي عَلَيْهِمْ قُلْتُ مِنْ حَدِيثٍ مَنْ يُرَوِّى  
قَالَ يُرَوِّى عَنْ الْحُسَيْنِ الْبَصْرِيِّ فَقَالَ الْحُسَيْنُ  
بُنْ عُمَارَةَ حَدَّثْتُ الْحَكَمَ عَنْ يَحْيَى بْنِ  
الْحَرَّازِ عَنْ عَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

٧٥ عَنْ يَزِيدَ بْنِ هَارُونَ وَذَكَرَ رِيَادُ بْنُ  
مَيْمُونٍ فَقَالَ خَفْتُ أَنَا أُرْوَى عَنْهُ شَيْئٌ وَلَا عَنْ  
خَالِدِ بْنِ مَخْلُوحٍ وَقَالَ لَعَيْتُ رِيَادَ بْنَ مَيْمُونٍ  
فَسَأَلْتُهُ عَنْ حَدِيثِهِ فَحَدَّثَنِي بِهِ عَنْ بَكْرِ بْنِ الْمُرَبِّيعِ  
ثُمَّ عُدْتُ إِلَيْهِ فَحَدَّثَنِي بِهِ عَنْ مُورِقٍ ثُمَّ عُدْتُ  
إِلَيْهِ فَحَدَّثَنِي بِهِ عَنْ الْحُسَيْنِ وَكَانَ يُسَبِّحُنَا إِلَى  
الْكُذْبِ وَالْخُلُوبِ سَمِعْتُ عِدَّةَ الصُّنْدِ

کرنا کیونکہ وہ جھوٹ بولتا ہے۔ ابو داؤد نے کہا میں نے شعبہ سے  
پوچھا کہ کیسے معلوم ہوا کہ وہ جھوٹ بولتا ہے؟ شعبہ نے کہا اس وجہ  
سے کہ حسن بن عمارہ نے حکم سے چند حدیثیں نقل کیں جن کی  
صل میں نے کچھ نہ پائی۔ میں نے کہا وہ کونسی حدیثیں ہیں؟ شعبہ  
نے کہا میں نے حکم سے پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ نے جنگ احد کے  
شہیدوں پر نماز پڑھی تھی؟ حکم نے کہا نہیں۔ پھر حسن بن عمارہ نے  
حکم سے روایت کیا اس نے قسم سے اس نے ابن عباس سے کہ  
رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی احد کے شہیدوں پر اور دفن کیا اس کو۔  
اور میں نے حکم سے کہا کہ تم زبان کی اور د کے حق میں کیا کہتے ہو؟  
انھوں نے کہا اس پر نماز پڑھی جائے جتناڑے کی۔ میں نے کہا کس  
سے روایت کیا گیا ہے اس اب میں؟ انھوں نے کہا حسن بصری  
سے۔ حسن بن عمارہ نے کہا مجھ سے حکم نے یہاں کیا انھوں نے بھی  
بن الجزار سے سنا انھوں نے حضرت علیؑ سے۔

۷۵۔ یزید بن ہارون نے ذکر کیا زیاد بن میمون کا اور کہا میں نے  
قسم کھائی ہے کہ اس سے کچھ روایت نہ کروں گانہ خالد بن مجدوح  
سے۔ یزید نے کہا میں زیاد بن میمون سے ملا اور اس سے ایک  
حدیث پوچھی۔ اس نے روایت کیا ابو بکر بن عبد اللہ مزیٰنی سے پھر میں  
اس سے ملا تو اس نے روایت کیا اسی حدیث کو مورق بن شمرج  
سے پھر میں اس سے ملا تو روایت کیا اس حدیث کو حس سے اور  
یزید بن ہارون ان دونوں کو یعنی زیاد بن میمون اور خالد بن مجدوح

ظہر رسول اللہؐ سے احد کے شہیدوں پر نماز پڑھی۔ پھر حکم خود ہی کیونکر روایت کرتے ابن عباس سے کہ آپؐ نے نماز پڑھی اس پر۔  
اسی طرح سے حکم نے دوسرا اثر اپر نماز جنازہ پڑھنے کے باب میں حسن بصری کا قول نقل کیا اور حسن نے ان ہی سے حضرت علیؑ کا قول روایت  
کیا۔ اگرچہ محال ہے کہ اس باب میں حسن اور علیؑ دونوں سے منقول ہو مگر حدیث کے حفاظ راویوں کا کذب و دلائل اور قرآن سے پہچان لینے  
ہیں۔ یہ حسن بن عمارہ نقلی ابو داؤد کوئی ہے قاضی بغداد کا اور بالاتفاق ضعیف ہے اور مزور۔

(۷۵) زیاد بن میمون بصری جس کی کثرت ابو عمار ہے ضعیف ہے۔ بغدادی نے اپنی تاریخ میں کہا کہ ترک کیا اس کو محدثین نے اور خلاہ بن  
مجدوح واسطی بھی ضعیف ہے۔ سائی نے اس کو ضعیف کہا۔ کثرت اس کی ابو داؤد سے اور اس نے دیکھا اس بن مالک کو۔ (توقی)

وَدَكَرْتُ عَذَّةَ رِيَادَ بْنِ مَيْمُونٍ قَسْبَةً إِلَى الْكَلْبِ

۷۶- عَنْ مَخْمُودِ بْنِ عَيْنَانَ قَالَ قَالَ لَأَبِي دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ قَدْ أَكْثَرْتُ عَنْ عَبْدِ بْنِ مَخْمُودٍ مَا لَمْ تَسْمَعْ مِنْ حَدِيثِ الْعَصَاةِ الْبَرِي زَوْيَ لِي النَّصْرُ بْنُ شُعْبَةَ قَالَ بِي سَكُنْتَ فَمَا لَقِيتَ رِيَادَ بْنَ مَيْمُونٍ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ مَهْدِيٍّ فَمَسَأَلَاهُ فَقَسَا نَهَ هَذِهِ الْأَحَادِيثُ أَبِي تَرْوِيهَا عَنْ أَنَسٍ يَقَالُ رَأَيْتُنَا رَجُلًا يُدَبِّبُ فَيُتَوَّبُ أَنَسٌ يُتَوَّبُ اللَّهُ عَلَيْهِ قَالَ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ مَا سَمِعْتُ مِنْ أَنَسٍ مِنْ دَا قَلِيلًا وَلَا كَثِيرًا إِنَّ كَانَ لَا يَغْنُمُ النَّاسُ فَأَتَيْنَا نَعْلَمَانُ أَبِي لَمْ لَقِيَ أَنَسًا مَانَ أَبُو دَاوُدَ فَبَلَّغَا نَعْدُ أَنَّهُ تَرْوِي فَأَتَيْنَاهُ أَنَا وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ فَقَالَ أَتَوَّبُ ثُمَّ كَادَ نَعْدُ يُحَدِّثُ فَمَرَّ كَنَاهُ.

کو جھوٹا کہتے تھے۔ حسن حوالی نے کہا میں نے عبد الصمد سے سنائیں نے اگلے پاس زیاد بن میمون کا ذکر کیا تو انھوں نے کہا جھوٹا ہے۔

۷۶- محمود بن غیدان سے روایت ہے میں نے ابو داؤد طیالسی سے کہا کہ تم نے عبد بن منصور سے بہت روایتیں کیں تو کیا ہے کہ تم نے وہ حدیث نہیں سنی عطارہ عورت کی جو روایت کی نظر بن شعیب نے ہمارے پاس انھوں نے کہا چپ رہ میں اور عبد الرحمن بن مہدی دونوں زیاد بن میمون سے ملے اور اس سے پوچھا ان حدیثوں کو جو وہ روایت کرتا ہے اس سے تو وہ بولتا تم دونوں کیا سمجھتے ہو۔ اگر کوئی شخص گناہ کرے پھر توبہ کرے تو کیا اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرے گا؟ عبد الرحمن نے کہا ضرور معاف کرے گا۔ زیاد نے کہا میں نے اس سے کچھ نہیں سنا نہ زیادہ نہ کم۔ اگر لوگ اس بات کو نہیں جانتے تو کیا تم بھی نہیں جانتے (یعنی تم تو جانتے ہو) کہ میں اس سے ملنا تک نہیں۔ ابو داؤد نے کہا پھر ہم کو خبر چکی کہ زیاد روایت کرتا ہے اس سے میں اور عبد الرحمن پھر گئے اس نے کہا میں توبہ کرتا ہوں۔ پھر وہ بعد اس کے روایت کرنے لگا آخر ہم نے اس کو ترک کیا (یعنی اس سے روایت چھوڑ دی کیونکہ وہ جھوٹا لکھ اور جھوٹا بھی کیسا کہ توہ کا بھی خیال اس نے چھوڑ دیا۔)

۷۷- عَنْ شَبَابَةَ قَالَ كَانَ عِنْدَ الْقُدُّوسِ يُحَدِّثُنَا يَقُولُ سَوَيْدُ بْنُ عَقَمَةَ قَالَ شَبَابَةُ وَمَنْبَغْتُ عِنْدَ الْقُدُّوسِ يَقُولُ يَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُتَّخَذَ

۷۷- شباب بن عکمة کا کہنا تھا سواد بن عکمة سے روایت ہے عبد القدوس ام سے حدیث بیان کرتا تھا تو کہتا تھا سواد بن عکمة اور کہتا تھا منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روح یعنی ہو کو عرض میں لینے

(۷۶) عطارہ عورت کی حدیث یہ ہے کہ ایک عورت تھی مدینہ میں عطارہ بنی حزام حواء تھ۔ وہ رسول اللہ کے پاس آئی تو حضرت عائشہ سے ملی اور بے خادہ کا حال بیان کیا۔ آپ نے حواء کی بزرگیاں بتلائیں۔ یہ حدیث بہت طویل ہے اور صحیح نہیں ہے۔ ابن وضاح نے اس کو پورا نقل کیا ہے۔ روایت کیا ہے اس حدیث کو زیاد بن میمون نے اس سے۔

(۷۷) یہ سب عبد القدوس کی تصحیف اور ناظمی ہے۔ اس نے غلطی کی اسناد اور متن دونوں میں اسناد کی غلطی تو یہ ہے کہ راوی کا نام سواد بن عکمة ہے عین اور نام سے نہ عکمة عین اور قاف سے اور متن کی غلطی یہ ہے کہ روح بنضم راوی ہے یعنی جان نہ روح بنضم راوی جس کے معنی ہوا کے ہیں اور عرض عین سے ہے نہ عرض عین سے اور اصل معنی حدیث کے یہ ہیں کہ آپ نے منع کیا جاندار کو ننانہ بنا کر رہے سے جس کو عبد القدوس نے الٹ پلٹ کر کے کدھر کدھر کر دیا۔

الرُّوحُ غَرَضًا قَالِ فَقِيلَ لَهُ أَيُّ شَيْءٍ هَذَا قَالِ يَقْبَلُ  
تَحْدِثُ نَفْسَهُ فِي حَائِطٍ لِيَدْخُلَ عَلَيْهِ الرُّوحُ قَالِ  
مُسْلِمٌ وَ سَمِعْتُ عُبَيْدَ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيَّ  
يَقُولُ سَمِعْتُ حَمَّادَ بْنَ زَيْدٍ يَقُولُ لَرَجُلٍ بَعْدَ مَا  
جَلَسَ مَهْدِيٌّ بْنُ هِلَالٍ بِأَيَّامٍ مَا هَدِيَهُ الْعَبْدُ الْمَالِحَةُ  
النَّبِيَّ بَعَثَ فَبَيَّنَ قَالِ نَعَمْ يَا أَبَا إِسْمَاعِيلَ

۷۸- عَنْ أَبِي عَوَّانَةَ قَالَ مَا يَدْعِي عَنْ الْحَسَنِ  
جَدِثَ إِلَّا أَتَيْتُ بِهِ أَبَانَ بْنَ أَبِي عَتَّاشٍ فَقَرَأَهُ  
عَلَيَّ

۷۹- عَنْ عُبَيْدِ بْنِ مُنْهَرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا  
وَحْشَةَ الرَّقِيقِ مِنْ أَمَانٍ أَنَّ أَبِي عَتَّاشَ سَمِعَهُ مِنْ  
أَلَمِ حَبِيبِشٍ قَالَ عَلَيَّ فَلَقِيتُ حَمْرَةَ فَخَبَرَنِي أَنَّ

سنے۔ لوگوں نے کہا اس کا مطلب کیا ہے؟ ہول مطلب یہ ہے  
کہ دیوار میں ایک سوراخ کر کے ہوائی کے لیے۔ امام مسلم  
رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے سنا عبید اللہ بن عمرو قواریری  
سے 'انہوں نے سنا حماد بن زید سے' انہوں نے کہا ایک شخص  
سے جب مہدی بن ہلال کئی دن تک بیٹھا یہ کیس کھاری چٹہ  
ہے جو پھوٹا تمہاری طرف وہ شخص بوجھا ہوا ہے ابی اسماعیل۔

۷۸۔ ابو عوانہ سے روایت ہے کہ مجھے حسن سے کوئی روایت  
نہیں پہنچی مگر میں نے پوچھا ابان بن ابی عیاش سے 'پس اس نے  
پڑھا اس کو میرے سامنے۔

۷۹۔ علی بن مسرور رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے اور حمزہ  
زیات نے اہان بن عیاش سے قریب ایک ہزار حدیثوں کے  
سنیں۔ علی نے کہا پھر میں حمزہ سے سنا 'انہوں نے یہاں کیا کہ میں

ابو اسماعیل کہتے ہیں حماد بن زید کی کھاری چٹے سے اس کی غرض مہدی بن ہلال کو ضعیف کرنا تھا اور تلقین کیا ہے محمد ثنین سے اس کے  
ضعیف پر۔ نسائی نے کہا وہ بصرہ کا رہنے والا ہے اور متر وک ہے روایت کرتا ہے داؤد بن ابی ہند اور یونس بن عبید سے۔ (نووی)

(۷۸) یعنی اس کا یہ حال تھا کہ جو بات اس سے پوچھتے وہ اس کو روایت کرتے حسن سے اور یہ دلیل ہے اس کے کذب اور جھوٹ کی  
تقریب میں ہے کہ ہاں بن ابی عیاش کی کثرت ابو اسماعیل عبیدی سے اور یہ متر وک ہے۔

(۷۹) نووی نے کہا کہ مقصود اس روایت کے، اس سے تائید ہے اس امر کی جو اوپر ثابت ہو چکا کہ ہاں بن ابی عیاش ضعیف ہے نہ کہ یہ  
بات کہ خواب سے کوئی امر یقیناً ثابت ہو سکتا ہے۔ نہ یہ کہ خواب سے کوئی سنت جو ثابت ہو چکی ہے باطل ہو سکتی ہے یا جو باطل ہو گئی ہے وہ  
ثابت ہو سکتی ہے اور اس پر علماء کا اجماع ہے کہ خواب کوئی دلیل شرعی نہیں۔ اب یہی کہہ دانی میں نے اور حمزہ سے اصحاب نے بھی یہی کہا ہے  
اور اتفاق کیا ہے اس پر کہ خواب سے کوئی بات شرع کی دلیل نہیں سکتی اور یہ امر اس حدیث کے خلاف نہیں ہے کہ جس نے مجھے خواب میں  
دیکھا اس نے مقررہ دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت میں نہیں سکتا اس لیے کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو خواب میں دیکھنا سچ ہے اور  
حاصل اور شیطانی پر بیٹا خیالات کے نہیں مگر حدیث سے یہ بات کہاں ملتی ہے کہ خواب میں جو کہیں وہ ایک شرعی حکم ہے اور جو بے  
حالت غفلت کی حالت ہے۔ ضبط اور تحقیق کی۔ اور اتفاق کیا ہے علماء نے کہ روایت اور شہادت قبول کرنے کے لیے ضروری ہے کہ راوی اور  
شاہد پیدا ہو اور ہو شیار 'صحیح لفظ' لکھ لکھا ہو اور جو شخص سوہ ہے اس میں یہ کوئی صفت نہیں پھر اس کی روایت کیونکر مقبول ہوگی۔ مگر یہ سب  
جو بیان ہو اس صورت میں ہے کہ خواب میں کوئی ایسی بات نہ یاد بھی جو شرع شریف کے خلاف ہو۔ لیکن اگر وہ بات سنی یا دیکھی جو شرع  
شریف کی رو سے جائز یا ثواب ہو یا آپ کو منع کرتے دیکھے اس کام سے جو شرع شریف کی رو سے منع ہو یا اس کا کوئی دنیا کا کام ہو جس میں کوئی  
صحت ہو یا بالاحوال اس خواب پر عمل کرنا سبب ہے کہ نہ یہ حکم خواب سے ثابت نہیں اور وہ تو پیسے ہی سے ثابت ہو چکا ہے۔

مترحم کہتا ہے کہ اگر خواب کی باتوں کو ایک دلیل شرعی قرار دیا جائے تو بڑی حاجت پیدا ہوتی ہے۔ وہ یہ کہ ہر شخص دعویٰ

رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي لَحْظَةٍ فَقَرَضَ عَلَيْهِ مَا سَمِعَ مِنْ أَهْلِهِ عَرَفَ مِنْهُ إِلَّا شَيْئًا بَسِيرًا خَفِيَةً أَوْ جَبَةً

نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور جو کچھ اہل ان سے سنا تھا وہ آپ کو سنایا۔ آپ نے نہ پہچانا اس حدیثوں کو مگر تھوڑی حد میں قبول کیں پانچ یا چھ۔

۸۰- عَنْ رَسُوْلِهِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لِي أَبُو اسْتَحْقَ الْفَرَارِيُّ اَكْتُبْ عَنْ نَفِيَّةَ مَا رَوَى عَنْ الْمَعْرُوفِيِّ وَلَا تَكْتُبْ عَنْهُ مَا رَوَى عَنْ غَيْرِ الْمَعْرُوفِيِّ وَلَا تَكْتُبْ عَنْ اِسْتَعْمِيْلَ بْنِ عِيَّاشٍ مَا رَوَى عَنْ الْمَعْرُوفِيِّ وَلَا عَنْ غَيْرِهِمْ

۸۰- رکیب ابن عدی نے کہا مجھ سے کہا ابو اسحاق بزاری (ابراہیم بن محمد بن حارث بن اسماء بن خارجہ کوئی) نے کہ (جو حدیث کے بڑے امام ثقہ اور فاضل تھے) لکھ لے تو بقیہ (بن ولید) کی وہ حدیث جو روایت کرے وہ مشہور لوگوں سے اور مت لکھ اس حدیث کو جو روایت کرے مجھول لوگوں سے اور مت لکھ تو اسمعیل بن عیاش کی حدیث کبھی کبھی اگرچہ وہ روایت کرے مشہور لوگوں سے بھی۔

۸۱- عَنْ ابْنِ الْحُبَّارِكَ بِغَمٍّ لِلرَّجُلِ بَقِيَ لَوْكَ أَنَّهُ

۸۱- عبد اللہ بن مبارک نے کہا بقیہ بن الولید اچھا آدمی تھا اگر ہ

لو کرے گا کہ میں نے خواب میں حضرت محمد سے یوں سنا ہے۔ پھر اس کی تصدیق دشوار ہوگی اور اس میں شک نہیں کہ جو لوگ صالح اور دیندار اور حد پرست عاشق رسول اللہ ہیں ان کے حوب اکثر صحیح ہوتے ہیں لیکن اس کی محنت شراغی سے معلوم ہو سکتی ہے نہ کہ شراغی محنت خواب سے۔

(۸۰) جہاں نوٹی سے کہایہ قول ابو اسحاق کا اسمعیل بن عیاش کے حق میں، خلاف ہے اور، مگر حدیث کے۔ عباس نے کہا میں نے بھی بن معین سے سنا وہ کہتے تھے اسمعیل بن عیاش ثقہ ہے اور شام والوں کے نزدیک وہ بقیہ سے بہتر تھا۔ ابن ابی میسرہ نے کہا میں نے بھی بن معین سے سنا ہے کہ اسمعیل بن عیاش ثقہ ہے اور عراقی والے برا جانتے تھے اس کی روایت کو اور بخاری نے کہا اسمعیل بن عیاش کی روایت شام کے لوگوں سے صحیح ہے عمرو بن علی نے کہا جب وہ اپنے شہر والوں سے --- روایت کرے تو اس کی روایت صحیح ہے اور جب ال مدینہ سے جیسے شام میں مراد اور بخاری بن سعید اور اسمعیل بن ابی صالح سے روایت کرے تو وہ کچھ نہیں اور یعقوب بن سعیدان نے کہا میں اپنے یاروں سے سنا تھا وہ کہتے تھے شام کا علم اسمعیل بن عیاش کے پاس ہے۔ یعقوب نے کہا بعض لوگوں نے اسمعیل کے حق میں کلام کیا ہے اور وہ ثقہ ہے عادل ہے سب سے زیادہ جانتا ہے شام والوں کی حدیث کو اور اکثر نے اس کے حق میں یہ کلام کیا ہے کہ وہ غریب حدیثیں روایت کرتا ہے کہ اور مدینہ کے ثقہ لوگوں سے۔ بخاری بن معین نے کہا کہ اسمعیل ثقہ ہے شام والوں سے روایت کرنے میں اور مال حماد سے اس کی روایت معتبر نہیں کیونکہ اس کی کتاب خلف ہوگئی تھی اور اس کا حافظہ خراب ہو گیا تھا۔ ابو حاتم نے کہا وہ ضعیف ہے مگر اس کی روایت لکھی جائے گی اور میں نہیں جانتا کہا کون پڑھا ہو اس کی روایت سے ۲۰۱ ابواسحاق خزاز کی۔ ترمذی نے کہا وہ بقیہ سے بہتر ہے اور بقیہ کی حدیثیں منکر ہیں۔ احمد بن ابی انعماری نے کہا کہ دیکھ نے مجھ سے کہ تمہارے یہاں لوگ روایت کرتے ہیں اسمعیل بن عیاش سے۔ میں نے کہا ہاں وہ مراد وہ ان سے روایت کرتے ہیں اور ہشیم اور محمد بن یونس روایت نہیں کرتے۔ انھوں نے کہا ہشیم اور محمد بن یونس کیا ہیں۔ شہر اے تو مدینہ اور مردان ہیں (یعنی مدینہ اور مردان ہی معتبر ہیں) اور جب یہ روایت کرتے ہیں تو کافی ہے۔ (تووثی)

(۸۱) یعنی عبد القدوس بن حبيب کلابی ابو سعید شامی جس کا بیان ابو حاتم نے اس کا نام مشہور ہے کہیت اس کی مشہور۔ بھی توفیق نے اس کی کہیت سے ذکر کرنا شروع کیا تاکہ لوگ پہچان نہ سکیں۔



ناموں کو کنیت سے بیان نہ کرتا اور کنیت کو ناموں سے (یعنی بقیہ کی یہ عادت خراب ہے کہ تدلیس و تکلیس کرتا ہے راویوں کا عیب چھپانے کے لیے نام کو کنیت سے بدل دیتا ہے اور کنیت کو نام سے تاکہ لوگ پہچان نہ سکیں۔) ایک مدت تک ہم سے حدیث بیان کرتا تھا ابو سعید واطلی۔ جب ہم نے غور کیا (کہ وحاشی کون شخص ہے) تو معلوم ہوا کہ وہ عبد القدوس ہے۔

۸۲- عبد الرزاق سے روایت ہے عبد اللہ بن مبارک کو میں نے نہیں کسی کو صاف جھوٹا کہتے ہوئے مگر عبد القدوس کو۔ وہ کہتے تھے یہ جھوٹا ہے۔

۸۳- ابو نعیم نے ذکر کیا معلیٰ بن عرفان کا تو کہا کہ معلیٰ نے کہا مجھ سے حدیث ہوں کی ابوہو، کل نے کہ ٹکے ہمارے سامنے عبد اللہ بن مسعود صلیں میں۔ ابو نعیم نے کہا شاید مر کر پھر قبر سے اٹھے ہوں گے۔

۸۴- عفان بن مسلم سے روایت ہے ہم اسمعیل بن علیہ کے پاس بیٹھے تھے کہ اتنے میں ایک شخص نے دوسرے شخص سے ایک حدیث روایت کی میں نے کہا وہ معتبر نہیں۔ وہ شخص بولا تو نے اس کی غیبت کی۔ اسمعیل نے کہا اس نے غیبت نہیں کی بلکہ حکم لگایا اس پر کہ وہ مستبر نہیں۔

۸۵- بشر بن عمر سے روایت ہے میں نے امام مالک سے پوچھا محمد بن

کاس نکبی الأسامي ويسمي الكمي كان دهرًا  
يحدثنا عن أبي سعيد الوخاطبي فصرنا فإدا هو  
عبد القدوس.

۸۲- عَنْ عَبْدِ الرَّزَاقِ يَقُولُ مَا رَأَيْتُ ابْنَ  
الْبَرَكَةِ يُصْبِحُ يَقُولُ كَذَابٌ إِلَّا لِعَبْدِ الْقُدُوسِ  
فَوَيْ سَمِعْتُهُ يَقُولُ لَهُ كَذَابٌ

۸۳- عَنْ أَبِي نَعِيمٍ وَذَكَرَ الْمُعْنَى بْنُ عُرْفَانَ  
فَقَالَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو رَافِعٍ قَالَ سَمِعْتُ عَنَّا ابْنَ  
مَسْعُودٍ يَهْمُزِينَ فَقَالَ أَبُو مُنَيَّبٍ أَرَأَيْتَ بُسْتُ بَعْدَ  
الْمَوْتِ

۸۴- عَنْ عَفَّانَ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ  
إِسْمَاعِيلَ ابْنِ عَلِيٍّ فَخَلَّتْ رَجُلٌ عَنْ رَجُلٍ  
قَالَتْ إِنَّ هَذَا لَيْسَ بِشَيْءٍ قَالَ فَقَالَ الرَّجُلُ  
اعْبَتُهُ قَالَ سَمِعِيلُ مَا اعْبَتَاهُ وَلَكِنَّهُ حَكَمَ أَنَّهُ  
لَيْسَ بِشَيْءٍ

۸۵- عَنْ بَشَرَ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ

(۸۲) تصور اس سے معاملے کا جھوٹ ظاہر کرتا ہے ابو داؤد اور اسے کہ عبد اللہ بن مسعود نے وفات پائی ۳۲ھ یا ۳۳ھ میں حضرت عثمان کی وفات سے مین برس پہلے اور صلیوں کی جنگ حضرت علی کی خلافت کے دو برس بعد ہوئی تو ابن مسعود اس میں کیسے لگ سکتے ہیں مگر اسی طرح کہ پھر جی اٹھے ہوں۔ اور ابوہو، کل شد اور کا ضل ہیں ان سے یہ جھوٹ صادر نہیں ہو سکتا ضروری ہے کہ معلیٰ نے جھوٹ باندھا ہو۔ معلیٰ بن عرفان اسدی کوئی ہے جو بالاتفاق ضعیف ہے۔ بخاری سے "تاریخ" میں کہا کہ وہ منکر الحدیث ہے اور نسائی نے بھی اس کو ضعیف کیا۔ صلیوں ایک مقام کا نام ہے جہاں حضرت علی اور معاویہ میں جنگ عظیم واقع ہوئی تھی۔

(۸۳) یہی ائمہ حدیث کا کسی پر جرح کر بغیبت میں داخل نہیں بلکہ خل فتویٰ اور حکم کے ہے۔

(۸۴) یعنی عبد الرحمن بن معاویہ حریرث، نصاری مدنی کو حاکم نے کہا کہ قوی نہیں ہے اور امام احمد نے مالک کے قول کا نکر کیا اور کہا کہ روایت کیا اس سے شعبہ نے اور بخاری نے ذکر کیا اس کو "تاریخ" میں اور نہیں کلام کیا اس میں اور شعبہ نے اس کی کنیت ابوہو جو یہ نقل ہے







ہم نے یہاں کیا وہ کافی ہے اس شخص کے لیے جو قوم کا مذہب سمجھ  
بو جھ جائے۔

اور حدیثوں کے اماموں نے راویوں کا عیب کھوس دینا  
ضروری سمجھا اور اس بات کا فتویٰ دیا جب اس سے پوچھا گیا اس لیے  
کہ یہ بڑا اہم کام ہے۔ کیونکہ دین کی بات جب نقل کی جائے گی تو  
وہ کسی امر کے بدل ہوئے کے لیے ہو گئی یا حرام ہونے کے لیے  
اس میں کسی بات کا حکم ہو گا یا کسی بات کی ممانعت ہو گی، کسی کام کی  
طرف رغبت دلائی جائے یا کسی کام سے ڈرایا جائے گا۔ بہر حال  
جب راوی سچا، دور مانت، دار نہ ہو پھر اس سے کوئی روایت کرے جو  
اس کے حال کو جانتا ہو اور وہ حال دوسرے سے بیان نہ کرے جو  
جانتا ہو تو گنہگار ہو گا اور دھوکا دینے والا ہو گا مسلمانوں کو۔ اس لیے  
کہ بعض لوگ ان حدیثوں کو سنیں گے اور ان سب پر یا بعض پر  
عمل کریں گے اور شاید وہ سب یا ان میں سے اکثر جھوٹی ہوں  
(اور بعض نسخوں میں یہ ہے کہ ان میں کم یا زیادہ جھوٹی ہوں) جن  
کی اصل نہ ہو۔ حالانکہ صحیح حدیثیں ثقہ لوگوں کی اور جن کی  
روایت پر قناعت ہو سکتی ہے کیا کم ہیں کہ بے اعتبار اور جن کی  
روایت پر قناعت نہیں ہو سکتی ان کی روایتوں کی حقیقت پڑے۔

اور میں سمجھتا ہوں کہ جن لوگوں نے اس قسم کی  
ضعیف حدیثیں اور مجہول سندیں نقل کی ہیں اور ان میں معروف  
ہیں اور وہ جانتے ہیں کہ ضعف کو تو ان کی عرض یہ ہے کہ  
عوام کے نزدیک اپنے کثرت علم ثابت کریں اور اس لیے کہ لوگ

مستغفانہ ویما ذکرنا بحیثیۃ لمن معہم وعمل  
مذہب القوم فیما قالوا من دلت ویسوا  
ونما ائرموا انفسہم الکشف عن  
معایب رواہ الحدیث وما فی الأخبار وأتوا  
بدلیک حین سئلوا لما فیہ من عظیم الخطر  
إذ الأخبار فی أثر الدین نعم ما فیہ یخفی  
أو یخرب أو یزید أو ینقص أو یرعیب  
فإذا کان الراوی لها لیس بمعتمد  
للصدق والأمانۃ ثم أقدم علی الروایۃ عنہ  
من قد عرفتہ ومن یسئ ما فیہ معیرہ ممن  
جہل معرفتہ کان انما یعملہ دلیک عائ  
لعوام التسمیہ إذ لا یؤمن علی بعض من  
سمع ثلث الأخبار ان ینقصها أو یمسح  
بنقصها ویقتلها أو اکثرها اکدیث نا اصل  
بہا مع ان الأخبار الصحاح من روایۃ  
الضعف وأهل القباۃ اکثر من ان یضطرر الی  
نقل من لیس بنفقہ وہ مقبح

وہا أخصب کثیرا ممن یخرج من الناس عنی  
ما وصفا من ہذہ الأحادیث الضعاف والأسابید  
المجہولہ وتعد بروائتہا بعد معرفتہ بما فیہا من  
التوہم والضعف إلی ان الدی یخلفہ علی روایتہا

یہ کتاب کچھ جرح اور تعدیل کی تھوڑی ہے کہ اس میں سب راویوں کا حال بیان کیا جائے بلکہ جرح اور تعدیل کی تو جدا بڑی بڑی  
کتابیں ہیں جن میں تمام راویوں کا پورا پورا حال بیان کیا گیا ہے۔ یہاں تو چند راویوں کا عیب، عمدہ حدیث کے اقوال سے بیان کیا گیا صرف اس  
مقصد کے لیے کہ اب حدیث کے نزدیک راویوں کا عیب اور مستقیم بیان کرنا برا نہیں اور اس کو عیبت میں داخل نہیں کرتے۔

☆ حقیقی روایت کرے کے لیے صحیح حدیثیں ہر اردو میں پھر ضرورت کیا ہے کہ ان کو چھوڑ کر ضعیف، منکر اور موضوع حدیثوں کو  
نقل کرے۔

والاغتیار بہا زیادہ لکھتے بدلت عند العوام ولأن  
یعد ما أكثر ما جمع عدل من الحديث والآف  
من العدد ومن ذهب حي العلم هذا المذهب  
وسلك هذا الطريق فلا يصب في ركان بأذا  
یستحی حادها ونی من أن یسب إلى عنیم

کیوں بھان لہ فلاں شخص نے کتنی زیادہ حدیثیں جمع کی ہیں اور  
جس شخص کی یہ چاہ ہے اور اس کا یہ طریقہ ہے اس کا علم حدیث  
میں کچھ نہیں اور وہ جاہل کہلانے کا زیادہ مڑوا رہے عام کہلانے  
سے۔

مع یہ کہ علم وہ ہے جس کو عام لوگ تسلیم کریں اور جاہل نادان لوگوں کا کیا اعتبار ہے۔ وہ اگر ایسے شخص کو بڑا عالم خیال کریں تو اس سے  
کچھ سے کیا ہوتا ہے۔ حدیث کے امام اور حامل ہمیشہ ایسے شخص کو جو ہر قسم کی حدیثیں نقل کرے اور صحیح اور ضعیف میں تمیز کرے جاہل  
اور سے اقلہ جائیں گے۔ امام وادی نے قاضی بن علی سے نقل کیا ہے کہ راویوں کا عیب بیان کرنا جائز ہے بلکہ واجب ہے یا جماع علماء۔ اس  
واحد سے کہ خیریت کی حفاظت ضروری امر ہے اور یہ فہم میں داخل نہیں جو امام ہے بلکہ نصیحت ہے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ اور مسلمانوں کے  
سے یعنی سب کی خیر خواہی ہے اور ہمیشہ امت محمدی کے فاضل اور پرہیزگار اور تقویٰ شعار لوگ ایسا کرتے چلے آئے ہیں جیسے مسلم سے اس  
باب میں کہتے ہیں بزرگوں کے اقوال نقل کئے ہیں اور میں نے بھی بخاری کی شرح کے شروع میں چند اقوال اس قسم کے بیان کئے ہیں۔ مگر یہ  
امر ضروری ہے کہ جو شخص راویوں کا عیب بیان کرے وہ حد سے ڈرے اور سوچ سمجھ کر کہے درست اور غلط سے پرہیز کرے اور اس شخص کا  
عیب بیان کرے جو عیب سے پاک ہو یا جس کا عیب ناش ہے ہو اور اس سے کہ جرح کرنے سے بھی ایک مسئلہ پیدا ہو گا ہے۔ وہ یہ کہ اس راوی  
کی روایتیں اعتبار کے قابل نہیں رہیں اور اس کی سب حدیثیں رد ہو جاتی ہیں پھر اگر جرح غلط ہو تو گویا صحیح روایتوں اور حدیثوں کو رد کیا۔ اسی  
واسطے جرح کی شخص کا مقبوس ہے جو خود صاحب معرفت متنبی القول ہو اور نہ جرح کرے اے کو جرح کرنا درست نہیں۔ اب یہ بات کہ  
جرح اور تعدیل دونوں میں ایک شخص کا کہنا کافی ہے یا کئی شخص ہونے چاہیں اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ ایک شخص کا کہنا  
کافی ہے۔ پھر یہ بات کہ جرح کا سبب بیان کرنا ضروری ہے یا نہیں اس میں بھی اختلاف ہے۔ امام شافعی اور بہت سے علماء کا یہ قول ہے کہ سبب  
بیان کرنا ضروری ہے اور جرح مبہم مقبول نہیں اور قاضی ابو بکر باقلانی وغیرہ کا یہ بیان کرنا ضروری نہیں اور جو نہیں چھاننا۔ اسکے لیے ضروری  
ہے۔ پھر جن لوگوں کے نزدیک جرح میں سبب کا بیان کرنا ضروری ہے وہ کہتے ہیں کہ جرح مبہم کا اثر صرف اسی قدر ہو گا کہ اس کی روایت حجت  
کے قابل نہ رہے گی جب تک اس جرح کا ثبوت یا ابطال نہ ہو۔ یہ سمجھیں میں جو بعض ایسے راوی ہیں جن پر گلے لوگوں نے جس کی ہے تو اس  
کی جرح مبہم سے جو ثابت نہیں ہوئی مگر بعض لوگ جرح کریں اور بعض تعدیل ایک ہی راوی کی تو قوی مختار جس پر صدور علماء اور محققین ہیں یہ  
ہے کہ جرح قبول نہ جائے گی اور جرح مقدم ہے تعدیل پر اگرچہ تعدیل کرے اے علماء میں زیادہ ہوں اور بعضوں سے کہا اگر تعدیل کرے  
وہ زیادہ ہوں تو تعدیل مقدم ہے مگر صحیح پہلا قول ہے۔ امام مسلم نے اس باب میں شخصی سے نقل کیا کہ انھوں نے کہا کہ حدیث بیہن کی ہم  
سے فلاں سے اور وہ متعم تھا اس مقام پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ ان ماموں نے ایسے لوگوں سے کیوں روایت کی حالانکہ وہ جانتے تھے کہ وہ لوگ  
کہ ب اور مبہم ہیں اور اس کے کلی جواب میں ایک یہ کہ انھوں نے روایت کیا لوگوں کو جہاں کیلئے کہ اس روایت کے ضعف سے آگاہ ہو جائیں۔  
دوسری یہ کہ ضعیف شخص سے بطور استشہاد اور تائید کے روایت کرنا درست ہے مگر ان اس کی روایت حجت چکرے کے قابل نہیں۔ تیسری  
یہ کہ ضعف شخص کی سب روایتیں محوئی ہیں ہو گئیں۔ تو حدیث کے امام اس کی روایتوں کو پھیلانے میں اور ان کو روایت کرتے ہیں اور ضعیف اور  
باطل کو چھوڑ دیتے ہیں اور یہ امر اس پر آسان ہے۔ جیسے کسی نے میان ٹوڑی سے کہا جب عہدوں سے نہیں (محمد بن سائب) کی روایت کرنے کو منع کیا  
کہ تم کیوں اس سے روایت کرتے ہو تو انھوں نے کہا کہ میں اس کے جھوٹ اور کج کو پہچان لیتا ہوں۔ پھر بھی یہ کہ کثر ضعیف شخصوں سے روایت

عربی و عربیہ تصانیف، تفصیل اور ہر واحد و احادیث کی حدیثیں روایت کرتے ہیں جو کسی شے کی حلت یا حرمت سے متعلق نہیں اور اہل حدیث نے اس قسم کی ضعیف روایتوں کو جائز رکھا ہے بشرطیکہ موضوع نہ ہو لیکن حدیث کے ماموں نے ضعیف لوگوں سے کسی قسم کی روایت نقل کرنا بالافراط جائز نہیں رکھا نہ تحقیق علماء نے اور یہ جو بعض فقہوں کی (جیسے صاحب ہدایہ کی) احادیث ہے کہ ہر قسم کی روایت نقل کرتے ہیں یہ عمدہ بات نہیں بلکہ نہایت بری بات ہے۔ اس لیے کہ اگر اس کو معلوم تھا کہ یہ روایت ضعیف ہے تو درستہ تھا کہ اس سے کیونکہ سب علماء کا اتفاق ہے اس بات پر کہ ضعیف حدیث حکام شرعیہ میں حجت پکڑنے کے قابل نہیں ہے اور اگر اس کو معلوم نہ تھا صرف اس کا تو بھی درستہ تھا کہ یہ بات کہ نقل کرتے ہیں اس کو بغیر جانچے ہوئے یا اور اہل علم سے پوچھے بغیر۔ کلامین یعنی حدیث جاننے والوں کی دو قسمیں ہیں۔ ایک تو وہ جن کا جھوٹ صاف کھل گیا ہے۔ وہ کسی طرح کے ہیں۔ بعض تو ایسے کہ صاف زراش لیتے ہیں حضرت پر جرات آپ سے نہیں فرمائی جیسے رومیؒ نے بے دین لوگ جن کے نزدیک دین کی کوئی عظمت یا حرمت نہیں۔ یا اس کام کو اچھا اور ثواب سمجھتے ہیں جیسے بعض جاہل درویش اور صوفی کہ فضائل اور جن کے نزدیک دین کی کوئی عظمت یا حرمت نہیں یا اس کام کو اچھا اور ثواب سمجھتے ہیں جیسے بعض جاہل درویش اور صوفی کہ فضائل اور اخلاقیات میں لوگوں کو تربیت دہانے کے لیے حدیثیں بتاتے ہیں یا بناظر جتانے کے لیے نئی اور پور روایتوں سے جیسے فاسق لوگ کرتے ہیں یا تعصب سے پناہ سب کا بت کرنے کے لیے جیسے بدعتی اور شیعہ اور قدریہ اور جمعیہ علیہم السلام تہذیبی۔ اور اہل علم کے نزدیک ہر ایک طبقے کے لوگ ان میں سے صحیح اور معلوم ہوتے ہیں اور بعض ان کلام میں سے ایسے ہیں جو حدیث کے متن کو نہیں بتاتے لیکن اس کے لیے ایک صحیح سند تراش دیتے ہیں اور بعض سند کو الٹ پٹ دیتے ہیں اور بعض اس میں بدعادت ہے ہیں اور اس سے مقصود پناہ فضل ظاہر کرنا اپنی جہات رفع کرنا ہوتا ہے اور بعض اس طرح جھوٹ بولتے ہیں کہ جس سے نہیں سنا اس سے کہتے ہیں کہ ہم نے سنا ہے یا جس سے نہیں سنے اس سے ملنا بیان کرتے ہیں اور اس کی صحیح حدیثیں نقل کرتے ہیں اور بعض ایسا کیا کرتے ہیں کہ صحابی یا تابعی یا حکم کے قول کو بدعا کر سوں اللہ کا قول نقل کر دیتے ہیں۔ ان سب قسموں کے لوگ کد سب ہیں اور مزوک ہیں اہل حدیث کے نزدیک۔ اسی طرح وہ شخص جو حدیث کی روایت پر جرأت کرنا ہے بغیر اس کو تحقیق کئے ہوئے اور جانچے ہوئے ذایہ لوگوں سے روایت نہیں کرتے نہ ان کی روایتیں قبول کرتے ہیں اگرچہ صرف ایک ہی بار انہوں نے ایسا کیا ہو۔ کیونکہ سب ایک بار بے حیاطی کی توان کا اعتبار جاتا رہا۔ جیسے جھوٹا گولہ ایک بار جھوٹی گولی دینے سے اس کی گواہی اعتبار کے مانتی نہیں رہتی۔ پھر اگر ایسا شخص تو یہ کرے تو آئندہ بھی اس کی روایت قبول ہوگی یا نہ ہوگی اس میں اختلاف ہے۔ لیکن ظاہر یہ ہے کہ قبول ہوگی اس لیے کہ تو یہ سب قسم کے گناہ صاف ہو جاتے ہیں اور جنہوں نے آئندہ بھی قبول کیا ان کی حجت یہ ہے کہ یہ گناہ نہایت سخت ہے یہی حضرت پر جھوٹ ہاندھنا اس کی سزا بھی سخت ہونی چاہئے کیونکہ آپؐ نے خود فرمایا کہ مجھ پر جھوٹ ہاندھنا سب سے بڑا ہے اور کسی پر جھوٹ ہاندھنا دوسری قسم کا ذیبت کی یہ ہے کہ حدیث میں تو وہ کسی قسم کا جھوٹ نہیں بولتے لیکن اور دنیا کی باتوں میں جھوٹ بولتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی روایت بھی قبول نہیں ہوتی۔ اس کی گواہی قبول ہے البتہ اگر تو یہ کریں تو قبول ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر ایک آدمی جھوٹ کسی نیکو بات میں نقل جائے اور وہ معلوم اور مشہور ہو تو اس کی روایت قبول ہوگی۔ کیونکہ خیال ہے کہ اس سے غلطی ہوئی یا وہ ہم ہو اور جو وہ خود ایک مرتبہ جھوٹ بولنے کا ارادہ کرے بشرطیکہ اس کے جھوٹ سے کسی ستمنا کو نقصان نہ پہنچا ہو اور پھر تو یہ کرے تو بھی اس کی روایت قبول ہوگی کیونکہ یہ بلا رہے اور ان گناہوں میں سے نہیں جو انسان کو ہلاک کر دیتے ہیں اور اس قسم کی خطائیں اکثر لوگوں سے سرور ہو جاتی ہیں۔ ایسا ہی حکم ہے اس جھوٹ کا جو بطریق قرین یا طرے ہو کیونکہ وہ درحقیقت جھوٹ نہیں اگرچہ ظاہر صورت میں جھوٹ ہے جیسے رسول اللہؐ نے ابو الجہم کو کہہ دیا اپنی لاٹھی کدھے سے زمین پر نہیں رکھنا۔ (یعنی کدھا پیٹ کیا کرتا ہے) ایسا تو حضرت برہم نے بھی کیا کہ اپنی جوی کو زمین بتایا۔ یہ تو یہ جو منکر صلیت ہو درست ہے۔ تمام ہر کلام کا ضابطہ (نورانی)



باب صحة الاختصاص بالحديث  
المعنع اذا تمكن لقاء المعنعين ولم  
يمكن لغيره مثل ذلك

باب معنع حدیث سے حجت پکڑنا صحیح ہے جب کہ  
معنع والوں کی ملاقات ممکن ہو اور ان میں کوئی  
مذلیس کرنے والا نہ ہو۔

وَمَنْ تَكُنْ تَنْعَرُ مُتَعَبِي الْحَدِيثِ مِنْ  
أَهْلِ عَصْرِنَا فَيُتَضَعِجُ الْكَتَبُ وَيُسْفِيهِ  
بِقَوْلِ نَوْ صَرْنَا عَنْ حِكْمَتِهِ وَدَوْنِهِ سَادَهُ  
صَفْحًا لَكَانَ رَأْيًا مَبْنً وَمَنْعًا صَحِيحًا بِدْ

امام مسلم فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانہ میں بعض ایسے لوگوں  
نے جنہوں نے جھوٹے حدیث اپنے تئیں محدث قرار دیا ہے اسناد  
کی صحت اور سقم میں ایک قول بیان کیا ہے۔ اگر ہم بالکل اس کو نقل  
نہ کریں اور اس کا ابطال نہ لکھیں تو عمدہ خروج ہوگی اور ٹھیک راستہ

یہ ہے۔ معنع اس حدیث کو کہتے ہیں جس کی سند میں فلاں عل فلاں ہو یعنی فلاں نے فلاں سے اور اس سے فلاں سے روایت کیا۔  
چونکہ ایسی اسناد میں راوی یوں نہیں کہتا کہ میں نے فلاں سے سنا اس نے مجھ سے بیان کیا تو شرہ رہتا ہے کہ ایک نے دوسرے سے سنا ہے یا  
نہیں۔ ایسا نہ ہو کہ بیچ میں کوئی راوی رہ گیا ہو اس واسطے معنع حدیث کے حجت ہونے میں عباد کا اختلاف ہے بعض کا یہ قول ہے کہ اگر ایک  
راوی نے دوسرے کا زمانہ پایا ہو اور اس کی ملاقات اس سے ممکن ہو تو روایت محسوس ہوگی اتصال پر اور حجت ہوگی۔ امام مسلم کا یہی مذہب ہے اور  
اس باب میں ی کو ثابت کیا ہے اور بعض یہ کہتے ہیں کہ صرف ملاقات کا محسوس ہونا کافی نہیں بلکہ ضروری ہے کہ کم سے کم ایک بار اس راوی کی  
دوسرے راوی سے ملاقات ہو جائے یا ثابت ہو جائے۔ امام مسلم نے کہا یہ قول اعتبار کے لائق نہیں اور بالکل عباد مذہب ہے جو اہل علم میں سے کسی  
نے اختیار نہیں کیا اور بدعت ہے لیکن محققین عباد سے اس قول کو اختیار کیا ہے اور مسلم کے مذہب کو معنیہ کہا ہے علی بن المدینی اور بخاری  
اور ایک جماعت عباد مسلم کی مخالفت میں ہیں بلکہ بعضوں نے اس سے زیادہ اور شرطیں بھی کی ہیں کہ اس راوی کی دوسرے راوی سے ملاقات  
معلوم اور مشہور ہو اور ان میں صحبت رہی ہو۔ مگر ابن مدینی اور بخاری نے جو قول اختیار کیا ہے وہی صحیح ہے کہ جب کم سے کم ایک بار ملاقات  
ثابت ہو گئی تو روایت متصل بھی جائے گی کیونکہ راوی کا حال معلوم ہے کہ اس کی عادت تدیس کی نہیں۔ تدیس کے معنی پھپھانا اور اصطلاح  
کے میں۔ الحمد للہ میں تدیس اس کو کہتے ہیں کہ راوی اپنے شیخ کو جس سے حدیث سنی ہے پھپکا کر اس کے نوپر کے راوی کا نام لے تاکہ لوگوں کو  
معلوم ہو کہ اس نے اس سے سنا ہے اور یہ عادت بعض احمدیث کی تھی جن کا حال معلوم ہو گیا ہے کہ وہ اپنا طواغوت بتلا سے کے لیے کسی نوٹی  
فحص سے روایت کرنے میں شرم کر کے مذلیس کیا کرتے تھے پھر اگر ایسا مذلیس کرنے والا راوی معنع حدیث میں ہو تو وہاں ایک بار ملاقات  
ہونا ملاقات ممکن ہو کسی کے نزدیک حدیث کے متصل ہونے کے لیے کافی نہ ہو گا جب تک صاف معلوم نہ ہو جائے کہ درحقیقت اس مذلیس  
راوی کی صحبت اور ملاقات دوسرے راوی سے ہوئی تھی۔ بعض نے یہ کہا ہے کہ معنع روایت بالکل کسی صورت میں حجت کے لائق نہیں مگر یہ  
قول مردود ہے باجماع سلف اس کو کسی نے اختیار نہیں کیا۔ (خود صحیح بخاری نے اس باب کے ترجمہ کو اس طرح قائم کیا ہے جیسے اوپر لکھا  
گیا لیکن نسخہ مطبوعہ کلکتہ میں یہ باب یوں لکھا ہے۔ باب ما نصح به رواية الرواة بعضهم عن بعض والتبعية على من عبط في ذلك یعنی  
باب بیان میں اس بات کے کیونکر صحیح ہوتی ہے روایت یک راوی کی دوسرے راوی سے اور بیان اس غلطی کا جو لوگوں نے اس مقام پر کی ہے۔  
اگر یہ یہ ترجمہ بھی بر نہیں لیکن خودی نے جو ترجمہ کیا ہے وہ زیادہ مناسب ہے اور لائق ہے۔ اس واسطے ہم نے ہی کو اختیار کیا اور وجہ اس  
اختلاف کی وہی ہے جو نوپر گزری کہ امام مسلم نے خود نوادوب کے ترجمے سے نہیں لوگوں نے ان کے بعد لکھ دیے پھر ہر ایک نے مناسب دیکھ  
کر اپنی رائے سے باب قائم کئے۔ ہم بھی جو ترجمہ زیادہ مناسب ہو گا اسی کو لکھا کریں گے۔

ہو گا۔ اس لئے کہ غلط بات کی طرف التفات نہ کرنا اس کو مٹانے کیلئے اور اس کے کہنے والے کا نام کھودنے کے لیے بہتر ہے اور مناسب ہے جاہلوں کے لئے تاکہ ان کو خبر بھی نہ ہو اس غلط بات کی مگر اس وجہ سے کہ ہم تمام کی برائی سے ڈرتے ہیں اور یہ بات دیکھتے ہیں کہ جاہل نئی بات پر لرزیتے ہو جاتے ہیں اور غلط بات پر جلد عقائد کر بیٹے ہیں جو علماء کے نزدیک ساقط الاعتبار ہوتی ہے۔ ہم نے اس قول کی لفظی بیان کرنا اور اس کو رد کرنا جیسا چاہئے لوگوں کے لیے بہتر اور فائدہ مند خیال کیا اور اس کا انعام بھی نیک ہو گا مگر خدا عزوجل چاہے۔

اور اس شخص نے جس کے قول سے ہم نے گفتگو شروع کی اور جس کے فکر اور خیال کو ہم نے ہاتھ ملکا کہا ہے کہ جو استاد ایسی ہو جس میں فلاں عن فلاں ہو اور یہ بات معلوم ہو گئی کہ وہ دونوں ایک زمانہ میں تھے اور ممکن ہو کہ یہ حدیث ایک سے دوسرے سے سنی ہو اور اس سے مد ہو مگر ہم کو یہ معلوم نہیں ہوا کہ اس نے اس سے سنا ہے نہ ہم نے کسی روایت میں اس بات کی تصریح پائی کہ وہ دونوں ملے تھے اور اس میں منہ در منہ بات چیت ہوئی تھی تو ایسی استاد سے جو حدیث روایت کی جائے وہ حجت نہیں ہے جب تک یہ بات معلوم نہ ہو کہ کم سے کم وہ دونوں اپنی عمر میں ایک بار ملے تھے اور ایک نے دوسرے سے بات چیت کی تھی یا ایسی کوئی حدیث روایت کی جائے جس میں اس امر کا بیان ہو کہ ان دونوں کی ملاقات ایک یا زیادہ بار ہوئی تھی۔ اگر اس بات کا علم نہ ہو اور نہ کوئی حدیث ایسی روایت کی جائے جس سے ملاقات اور پہلے کا ثبوت ہو تو ایسی حدیث نقل کرنا جس سے ملاقات کا علم نہ ہو ایسی حالت میں حجت نہیں ہے۔ ورنہ حدیث موقوف رہے گی یہاں تک کہ اس دونوں کا پہلا تھوڑا یا زیادہ دوسری روایت سے معلوم ہو۔

الْبَاهِرُ عَنْ الْقَوْلِ الْمَطْرُوحِ خَرَى لِإِمَانِهِ وَبِحَسَالِ دَكْرِ ذَلِيلِهِ وَأَجْدَرُ أَنْ لَا يَكُونَ ذَلِكَ نَسِيًا لِنَجْهَالٍ عَلَيْهِ غَيْرَ أَنَّا نَعْلَمُ بِمَحْرُوفٍ مِنْ شُرُورِ الْعَرِيقِ وَغَيْرِهِ الْجَهْلُ بِمُخْتَصَرَاتِ الْأُمُورِ وَإِسْرَاعِهِمْ إِلَى اتِّبَاعِ خَطَايَا النُّحْطِ وَالْقَوْلِ السَّاطِطَةِ عِنْدَ الْعُلَمَاءِ رَأْيُ الْكُتُبِ عَنْ فَتَا مَوْلَاهُ رَرْدُ مَعَالِهِ بِطَرِيقٍ مَا يَلْبِقُ بَهَا مِنْ الرَّدِّ أَحَدِي عَنِ الْأَمَامِ وَأَتَمُّ لِنَعْقِهِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ

ورعہ القائل الذي اقتضاه الحكم على المحكيه عن قوله واليخبر عن سوء رويته أنه كل سناد يحدیث به فلان عن فلان وقد انحط العلم بأتهما قد كذا في عصره واجبه رحاثر أن يكون الحديث الذي روى الراوي عن روى عنه قد سبعة منه وساعده به غير أنه ما تعلم له منه سمعنا ولم يحدیث به شيء من الرذائل أتهما التقياً قط أو تشابهنا بحديث أن الحجة ما نفهم عنده بكل خير جاء هذا المعجزة حتى يكون عنده العلم بأتهما قد انقطع من ذهنهما مرة فصاعداً أو تشابهنا بحديث بينهما أو يرد غير فيه بيان اجتماعهما زمانيهما مرة من ذهنهما مع موقوفها فإن لم يكن عنده علم حدث ولم تأت رايه صحيحه بخبر أن هذا الراوي عن صاحبه قد لقيه مرة وسمع منه شيئاً لم يكن في قلبه الخبر عن روى عنه علمه حديث وانما كما وصفا حجة وكذا الخبر عنده موقوف حتى يرد

عليه سماعه منه لشيء من الحديث قل أو أكثر  
في رواية مثل ما ورد.

وهذا القول يرحل الله في الطعن في  
تأسيده قول مختار مستخدم غير مستحق  
صاحبه الله وما مساعد من أهل الجهم عليه  
ودلت أن القول الشائع المنفق عليه من أهل  
الجهم بالاجهار والروايات حديثاً وحديثاً كل  
رخي نعمة روى عن بنيه حديثاً وحديثاً ممكن  
له لغيره والسامع منه لكونهم جميعاً كما في  
عصير واجيد وإن لم يأت في خبر قط أنهم  
اجتمعوا وما تسامحوا بكلام فادروا ثمة والحق  
بها لامة إلا أن يكون هناك دلالة بيّنة أن هذا  
المروي لم يلق من روى عنه أو لم يسمع منه  
ثبثاً فاما والأثر منهم على الإشكال الذي  
مسنون فالرواية على السماع أبداً حتى تكون  
الدلالة التي بنا

فيقال لمختار هذا القول الذي رصنا  
معانته أو للدأب عنه قد أعطيت في حثية  
قولك أن خبر الواحد الثقة عن الواحد الثقة  
حجته يترجم به العمل ثم أذعن به الشرط بعد  
فقدت حتى نعلم أنهم قد كانوا القاب سرية  
فصاعداً أو مبيع منه شيئاً فهو تجد هذا  
الشرط فليد مشروطه عن أحد بترجم قوله وإنا  
فهلّم دليلاً على ما رعت فإذ ادعى هو أحد  
من علماء السوء بما رجم من إذهاب الشرطية  
في تبيين الخبر حبيب به ولن يجد هو رنا

اور یہ قول اسناد کے باب میں خد تجھ پر رحم کرے ایک  
یا ایجاد کیا ہوا ہے جو پہلے کسی نے نہیں کہا نہ حدیث کے عالموں  
نے اس کی موافقت کی ہے۔ اس لیے کہ مشہور مذہب جس پر اتفاق  
ہے اہل علم کا ہیں اور بعد والوں کا وہ یہ ہے کہ جب کوئی ثقہ شخص  
کسی ثقہ شخص سے روایت کرے ایک حدیث کو اور اس دونوں کی  
ملاقات جائز اور ممکن ہو (باعتبار سن اور عمر کے) اس وجہ سے کہ  
وہ دونوں یک زمانے میں موجود تھے اگرچہ کسی حدیث میں اس  
بات کی تصریح نہ ہو کہ وہ دونوں ملے تھے یا ان میں رد و روایات  
چیت ہوئی تھی تو وہ حدیث حجت ہے اور وہ روایت ثابت ہے۔  
ابھت اگر اس امر کی وہاں کوئی کھلی دلیل ہو کہ در حقیقت یہ راوی  
دوسرے راوی سے نہیں ملایا اس سے کچھ نہیں سن تو وہ حدیث  
حجت نہ ہوگی۔ لیکن جب تک یہ امر مبہم رہے (یعنی گول مول اور  
کوئی دلیل نہ سننے اور نہ ملنے کی نہ ہو) تو صرف ملاقات کا ممکن ہونا  
کافی ہو گا اور وہ روایت سماع پر محمول کی جائے گی۔

پھر جس شخص نے یہ قول نکالا ہے یا اس کی حمایت کرتا  
ہے اس سے یوں گفتگو کریں گے کہ خود تیرے ہی سارے کلام  
سے یہ بات نکلی کہ ایک ثقہ شخص کی روایت دوسرے ثقہ شخص  
سے حجت ہے جس پر عمل کرنا واجب ہے۔ پھر تو نے خود ایک شرط  
بعد میں بڑھادی کہ جب یہ بات معلوم ہو جائے کہ وہ دونوں اپنی  
عمر میں ایک بار ملے تھے یا زیادہ بار اور ایک نے دوسرے سے سنا تھا۔  
اب اس شرط کا ثبوت کسی ایسے شخص کے قول سے ملنا چاہئے جس کا  
ماننا ضروری ہو۔ اگر ایسا قوس نہیں ہے تو اور کوئی دلیل اپنے دعویٰ پر  
لائے۔ اگر وہ یہ کہے کہ اس باب میں سلف کا قوس ہے یعنی اس شرط  
کے ثبوت کیسے تو کہا جائے گا کہاں ہے؟ لا! پھر نہ اس کو کوئی قول

عِزُّهُ الْوِجَاهُ سَيِّدًا وَإِنْ هُوَ ادَّعَى بِنَا عَم  
ذَلِيلًا يَحْتُجُّ بِهِ قِيلَ لَهُ وَمَا ذَلِكُ الدَّلِيلُ  
فَرَأَى قَالُ فُتِنْتُ بِأَمْرِي وَجَدْتُ رِوَاةَ الْأَخْبَارِ  
قَدَفَتْ وَحَدِيثًا يَرْوِي أَخَذَهُ عَنْ الْأَخْبَرِ  
لِحَدِيثٍ وَلَمْ نَعْبَهُ وَلَا سَمِعَ مِنْهُ شَيْئًا فَطُ  
عَمَّا رَأَيْنَهُمْ اسْتَحْزَرُوا رِوَاةَ الْحَدِيثِ مِنْهُمْ  
هَكَكَ عَنِ الْأَوَسَّالِ بْنِ عَمْرِو سَمَاعٍ وَالْمُرْسُ  
مِنْ الرِّوَايَاتِ فِي أَهْلِ هَوِيلَا وَمَوْلَى أَهْلِ الْعَمَّةِ  
دَانَا حَبَابٍ لَيْسَ بِمُحْتَضَرٍ اخْتَصَتْ بِهَا رِصْفُ مِنْ  
عَلَّقَهُ بِالْحَدِيثِ عَنْ سَمَاعٍ رَاوِي كُلِّ خَبَرٍ  
عَنْ رَاوِيهِ فَأَدَا أَنْ هَضَعْتُ عَنْ سَمَاعٍ مِنْهُ

ملے گا اور نہ کسی اور کو اور اگر یہ اور کوئی دلیل قائم کرنا چاہے تو  
پوچھیں گے وہ دلیل کیا ہے؟  
پھر اگر وہ شخص یہ کہے کہ میں نے یہ نہ سب اس لیے اختیار کیا  
ہے کہ میں نے حدیث کے تمام اگلے اور پچھلے راویوں کو دیکھا کہ  
ایک دوسرے سے حدیث روایت کرتے ہیں حالانکہ اس سب نے  
دوسرے کو دیکھا ہے نہ اس سے سنا۔ تو جب میں نے دیکھا کہ انھوں  
نے جائز رکھا ہے مرسل کو روایت کرنا بغیر سماع کے اور مرسل روایت  
ہمارے اور اہل علم کے نزدیک حجت نہیں ہے تو ضرورت محسوس  
ہوئی مجھ کو راوی کے سماع دیکھنے کی جس کو وہ روایت کرتا ہے  
دوسرے سے۔ پھر اگر مجھے کہیں ذرا بھی ثابت ہو گیا کہ اس نے  
سماع دوسرے راوی سے تو اس کی تمام روایتیں اس سے درست

ہیں۔ اس مقام پر تو یہ مسئلہ ایک بڑا ضروری کاغذہ شرح کا بیان کیا ہے۔ وہ ہے عمل کرنا جو واحد پر۔ علماء نے کہا کہ حدیث یعنی خبر دو قسم کی  
سے آپ متواتر اور ایک احاد متواتر تو وہ ہے جس کے روایت کرنے والے اتنے آدمی ہوں کہ ان سب کا جھوٹا ہونا عقل کے نزدیک محال معلوم  
ہو اور ہر طبقہ میں اس کے راوی ہوں کثرت سے ہوں۔ اس قسم کی روایت سے تو علم بھی حاصل ہوتا ہے یعنی یقین اور اس پر عمل بھی واجب ہوتا  
ہے۔ خبر احاد وہ ہے جس کو ہر طبقہ میں اس قدر راویوں سے نقل کیا ہو خواہ ایک ہزار آدمی سے نقل کیا ہو یا زیادہ اگرچہ بعض طبقوں میں اس  
کے راوی کثرت سے ہوں۔ مثلاً ایک ہی صحابی سے ایک حدیث کو روایت کیا ہے لیکن بہت سے تابعین سے اس صحابی سے سنا ہے تو اگرچہ وہ  
حدیث مشہور ہوگی لیکن خبر احاد میں داخل ہے۔ خبر احاد کے علم میں علماء کا اختلاف ہے مگر مشہور اہل اسلام صحابہ اور تابعین اور ان کے بعد  
راویوں اور فقہاء اور علماء کا یہ سب یہ ہے کہ خبر واحد کا روای اگر ثقہ ہو تو وہ قابل حجت ہے اور اس سے ظن حاصل ہوتا ہے اگرچہ یقین جیسا  
متواتر سے حاصل ہوتا ہے نہیں ہوتا اور اس پر عمل کرنا واجب ہے اور اس کے مقابلے میں قیاس اور رائے کو ترک کرنا چاہیے اور اگر خبر واحد پر عمل  
واجب نہ ہو تو سارا حدیث کا علم بے کار ہو جاتا ہے۔ کیونکہ حدیثیں متواتر ایک یا دو سے زیادہ نہیں ہیں۔ باقی سب احاد ہیں پھر سوائے قرآن کے  
کچھ باقی نہیں رہتا۔ قدر یہ اور بعضیہ کا قوی یہ ہے کہ خبر واحد پر عمل واجب نہیں اور بعض اہل حدیث کا قوی یہ ہے کہ خبر واحد علم اور عمل  
دونوں کو موجب ہے مثل خبر متواتر کے، بلکہ کہ راوی ثقہ اور معتبر ہے اور بعضوں کا قوی یہ ہے کہ بخاری اور مسلم کی احاد حدیثیں علم کو موجب  
ہیں اور عمل کو بھی جبکہ باقی کتابوں کی احاد حدیثیں صرف عمل کو موجب ہیں۔ مگر یہ سب اقوال ضعیف ہیں اور صحیح دینی ہے جو پہلے یہاں ہوا کہ خبر  
واحد پر عمل واجب ہوتا ہے اور اس سے علم بھی یقین حاصل نہیں ہوتا اسی واسطے اعتقادات میں خبر واحد پر بھروسہ نہیں ہو سکتا البتہ مگر حیار حاد  
بہت ہی ہوں جن سے ایک مشترک مضمون پیدا ہو تو وہ مضمون متواتر ہو جائے گا اور کسی حدیث کو متواتر سمجھی کہتے ہیں۔ اس میں اگرچہ ہر  
حدیث کے الفاظ متواتر نہیں ہوتے لیکن ان سب کا حاصل مضمون متواتر خیالی کیا جاتا ہے اور اس پر یقین کرنا لازم ہے۔ شفاعت علامات  
قیام ظہور مہدی اور اکثر اختلافات کے متعلق مضامین اسی قسم کے ہیں جن کے مضامین مختلف حدیثوں اور روایتوں سے متواتر ہو گئے ہیں۔

ہو گئیں۔ اگر ہاگل مجھے معلوم نہ ہو کہ اس سے اس سے سنا ہے تو میں روایت کو موقوف رکھوں گا اور میرے نزدیک وہ روایت حجت نہ ہوگی۔ اس لیے کہ ممکن ہے اس کا مرسل ہونا دلیل ہو مخالف کی۔ (اب اس کا جواب آگے مذکور ہوتا ہے)

تو اس سے کہا جائے گا کہ اگر تیرے نزدیک حدیث کو ضعیف کرنے کی اور اس کو حجت نہ سمجھنے کی علت صرف اس کا ممکن ہونا ہے (جیسے اس نے خود کہا کہ جب سماع ثابت نہ ہو تو وہ روایت حجت نہ ہوگی کیونکہ ممکن ہے کہ وہ مرسل ہو) تو لازم آتا ہے کہ تو کسی اسناد معصن کو نہ مانے جب تک اول سے لے کر آخر تک اس میں تصریح نہ ہو سماع کی۔ (یعنی ہر ردی دوسرے سے یوں روایت کرے کہ میں نے اس سے سنا) مثلاً جو حدیث ہم کو پہلی ہشام کی روایت سے اس نے اپنے باپ عروہ سے اس نے حضرت عائشہ سے سنا ہے جیسے ہم اس بات کو بالیقین جانتے ہیں کہ حضرت عائشہ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے یا جو وہ اس کے احتمال ہے کہ اگر کسی روایت میں ہشام یوں نہ کہے کہ میں نے عروہ سے سنا ہے یا عروہ نے مجھے خبر دی (بلکہ صرف عن عروہ کہے) تو ہشام اور عروہ کے بیچ میں ایک اور شخص ہو جس نے عروہ سے سن کر ہشام کو خبر دی ہو اور خود ہشام نے اپنے باپ سے اس روایت کو نہ سنا ہو لیکن ہشام نے اس کو مرسل روایت کرنا چاہا اور جس کے ذریعہ سے سنا اس کا ذکر مناسب نہ جانا اور جیسے یہ کتاب ہشام اور عروہ کے بیچ میں ہے ویسے ہی عروہ اور حضرت عائشہ کے بیچ

لَا أَفِي شَيْءٍ تَبَيَّنَ عَنْهُ عَنِّي بِذَلِكَ جَمِيعُ مَا يَرْوِي عَنْهُ بَعْدَ ذَلِكَ فَإِنْ عَرِبَ عَنِّي مَعْرُوفُ ذَلِكَ أَوْضَحْتُ الْخَبَرَ وَلَمْ يَكُنْ عَنِّي مَوْصِيحٌ حَقِيقَةٌ يُؤْتِيكَانِ الْوَرَسَ فِيهِ

فَقَالَ لَهُ فَإِنْ كَانَتْ لِعَلَّةٍ فِي تَضْعِيفِ الْأَعْبَرِ وَتَرْكِكَ الْإِسْنَادِ بِإِمْكَانِ الْوَرَسِ فِيهِ لَرَمَكَ أَنْ نَا ثَلَبْتَ إِسْنَادًا مُعْصَا حَتَّى تَرَى فِيهِ السَّمَاعَ مِنْ أَوَّلِهِ إِلَى آخِرِهِ وَذَلِكَ أَنَّ الْحَدِيثَ الْوَارِدَ عَنْهُ بِإِسْنَادِ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ فَبَيَّنَّ نَعْمُ أَنَّ هِشَامًا قَدْ سَمِعَ مِنْ أَبِيهِ وَأَنَّ أُمَّهُ قَدْ سَمِعَتْ مِنْ عَائِشَةَ كَمَا نَعْمُ أَنَّ عَائِشَةَ قَدْ سَمِعَتْ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ يَحْوَِرُ إِذْ لَمْ يَقُلْ هِشَامٌ فِي رِوَايَةِ يَرْوِيهَا عَنْ أَبِيهِ سَمِعْتُ أَوْ أَعْبَرَنِي أَنْ يَكُونَ يَنْبَغُ وَتَبَيَّنَ أَنَّهُ هِيَ تِلْكَ الرِّوَايَةُ بِإِسْنَادٍ آخَرٍ أَحْرَهُ بَهَا عَنْ أَبِيهِ وَلَمْ يَسْمَعْهَا هُوَ مِنْ أَبِيهِ لَمَّا أَحْتَأَ أَنْ يَرْوِيهَا مُرْسَلًا وَلَا يُسَمِّعُهَا بِأَلْوَمِنْ سَمِعَهَا مِنْهُ وَكَمَا يُعْتَكِرُ ذَلِكَ فِي هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ فَهُوَ أَيْضًا مُتَكِرٌ فِي أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ وَكَذَلِكَ كُلُّ إِسْنَادٍ يَحْدِثُ لَيْسَ فِيهِ دَكْرٌ سَمَاعٍ بِخَصِيصِهِمْ مِنْ بَعْضِ وَابْنِ كَأَسْ قَدْ

یہ مرسل کہتے ہیں اس روایت کو جس کی اسناد میں سوال نہ ہو یعنی کوئی راوی چاہے بھول گیا ہو۔ مثلاً تابعی یہ کہے کہ رسول اللہ ﷺ سے یوں فرمایا ہے اور صحابی کو ذکر کر کے جس سے اس تابعی نے سنا ہے منقطع اور معطل بھی اس کی قسمیں ہیں مگر منقطع اکثر اس روایت کو کہتے ہیں جو تیج تابعی صحابی سے روایت کرے یا نیچے کے راویوں میں سے کوئی راوی چھوٹ جائے اور معطل وہ جس میں دو راوی چھوٹ گئے ہوں۔ مرسل حدیث کے قول کرنے میں علماء کا بہت زیادہ اختلاف ہے۔ مشہور مذہب یہ ہے کہ وہ قابل حجت نہیں۔ اور یہی قول ہے شافعی اور ایک جماعت فقہاء کا اور مالک، ابو حنیفہ، احمد اور اکثر فقہاء کا قول یہ ہے کہ مرسل روایت قابل حجت ہے جب اس کا راوی ثقہ ہو۔

میں بھی ہو سکتا ہے اسی طرح ہر نیک استاد میں جس میں طراغ کی تصریح نہیں اگرچہ یہ بات معلوم ہو جائے کہ ایک بے دوسرے سے بہت سی روایتیں سنی ہیں مگر یہ ہو سکتا ہے کہ بعض روایتیں اس سے نہ سنی ہوں بلکہ کسی اور کے ذریعہ سے سن کر اس کو مرسل نقل کیا ہو۔ لیکن جس کے ذریعہ سے سنا اس کا نام نہ آیا اور کبھی اس اجمال کو رفع کرنے کے لیے اس کا نام بھی دیا اور سال کو ترک کیا۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ اہتمام جو ہم نے بیان کیا (سرب فرضی اور خیالی نہیں ہے) بلکہ حدیث میں موجود ہے اور جاری ہے۔ بہت سے ثقہ محدثین کی روایتوں میں ہم تھوڑی سی ایسی روایتیں بیان کرتے ہیں خدا چاہے تو ان سے دلیل پوری ہوگی بہت سی روایتوں پر۔ پہلی روایت وہ ہے جو یوسف سختیائی اور ابن مبارک اور وکیع اور ابن نمیر اور اس کے علاوہ ایک جماعت نے ہشام سے نقل کی اس نے اپنے باپ عروہ سے اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ میں خوشبو لگانے والی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حرام کھوتے وقت اور احرام باندھتے وقت جو سب سے عمدہ مجھ کو ملتی۔ اسی روایت کو بیہیم یسی بن سعد اور داؤد عطاء اور حمید بن اسود اور وہیب بن خالد اور ابو اسامہ نے ہشام سے روایت کیا۔ ہشام نے کہا کہ خبر دی مجھ کو عثمان بن عروہ نے اس نے عروہ سے اس نے حضرت عائشہ

عُرفَ بي أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ وَاحِدٌ مِنْهُمْ قَدْ سَمِعَ  
مِنْ صَاحِبِهِ سَمَاعًا كَثِيرًا فَحَافِرٌ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ  
أَنَّهُ يَرُونِي بِغَضَبِ الرَّوَايَةِ فَيَسْتَمِعُ مِنْ غَيْرِهِ عَنْهُ  
نَحْوُ أَصَابِيهِ ثُمَّ يَرْبِطُهُ عَنْ حَيَاتِنَا وَنَا يُسَمِّي مَنْ  
سَمِعَ مِنْهُ وَيَسْتَفِضُّ حَيَاتِنَا فَيُسَمِّي الرَّجُلَ الَّذِي  
حَمَلَ عَنْهُ الْحَبِيثَ بِبِرْكِ الْبَارِئِ ۝

وما لك من هذا مرقوم في الحديث  
مُسَمَّيْنِ مِنْ عَقْلِ بَقَايَا الصُّحُفَيْنِ وَثَمَّةِ أَهْلِ  
الْعِلْمِ وَتَدَكَّرُ مِنْ رَوَايَتِهِمْ عَنِ الْجِهَةِ الَّتِي  
ذَكَرْنَا عَدَدًا تَسَدُّ بِهَا عَلَى أَكْثَرِ جُنْهَا إِنْ شَاءَ  
بَنُو حَالِي مَرَّ هَذَا أَنَّ أَيُّوبَ السَّخَّيَّيْنِ وَابْنَ  
الْمُبَارِزِ رَوَيْتُمَا وَأَبْنِ نَجْرٍ وَجَمَاعَةُ غَيْرِهِمْ  
وَرَوَى عَنْ هِشَامٍ بِنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أَطْلُبُ رَسُولَ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَحْثًا وَبَحْرًا بِأَطْيَبِ مَا  
أَجِدُ فَرَأَيْتُ حَدِيثَ الرِّوَايَةِ بَعْضُ الْبَيْتِ بِنِ سَعْدِ  
وَبَاوُدَ تَعَطَّرَ وَحَمِيًّا بِنِ الْأَمْرَدِ وَوَهَّابِ بِنِ  
خَالِدِ رَأَيْتُ سَامَةَ عَنْ هِشَامِ هَالِ الْأَخْزَرِيِّ عَمَّانَ  
بِنِ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى

۱۰۔ حاصل جواب یہ ہے کہ جب حتمال و سال کا حدیث کے حجت نہ ہونے کے لیے کافی ہوا تو حتمال تو وہاں بھی موجود ہے جہاں ایک راوی کی ملاقات دوسرے راوی سے ثابت ہو جائے کیونکہ ملاقات کا ہونا اس بات کو مستلزم نہیں کہ تمام حدیثیں اس کی روایت کی ہوئی خود اسی سے من لی ہوں۔ جائز ہے کہ کچھ اس سے خور سے کچھ اور لوگوں کے واسطے سے ہے۔ تو ملاقات کا حال معلوم ہونا بھی احتمال رفع کرنے کے لیے کافی۔ ہر جگہ شرط لگانے سے حاصل ہی کیا ہو بلکہ اور مرید، ہو کہ ہزاروں صحیح متصل روایتیں جو عن عن کے ساتھ مروی ہیں ایک سے زیادہ احتمال سے پرکار ہوتی ہیں۔ مخالف اس کا جواب یہ دے سکتا ہے کہ مطلق احتمال رفع اتصال کے لیے کافی نہیں، جب ملاقات ثابت ہو گئی تو جانب اتصال کو ترجیح دے اور جانب لڑ سال مروج تو ہتھار اتصال ہی کا دو گنا کیونکہ دلی ظاہر ہے اور نحن غائب بھی اسی کا ہے۔ اس لیے کہ راوی کسی میں پر خلاف اس صورت کے کہ جہاں ملاقات ایک یا بھی غائب نہیں وہاں جانب اتصال اور سال دونوں مساوی ہیں۔ اس لیے شک اور تردد ہو اور وہ مستلزم روایت کے موقوف ہونے کو۔

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۝

رضی اللہ عنہا ہے۔

دوسری روایت ہشام کی ہے اپنے باپ عمرہ سے 'اس نے عائشہ سے کہ رسول اللہ ﷺ جب اعتکاف میں ہوتے تو اپنا سر میری طرف جھکا دیتے۔ میں آپ کے سر میں سکنگھن کر دیتی حالانکہ میں حاضر ہوتی۔ اسی روایت کو بیہتم امام مالک نے زہری سے روایت کیا ہے اس نے عمرہ سے 'اس نے عمرہ سے 'اس نے عائشہ سے انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے۔

تیسری روایت وہ ہے جو زہری اور صالح بن ابی احسان نے ابو سلمہ سے نقل کی، اس نے عائشہؓ سے کہ رسول اللہ ﷺ بوسہ لیتے تھے اور آپؐ روزہ دار ہوتے۔ یحییٰ بن ابی کثیر نے اس بوسہ کی حدیث کو یوں روایت کیا کہ خبر دی مجھے ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے، ان کو خبر دی عمر بن عبد العزیز نے، ان کو خبر دی مروہ نے، ان کو عائشہ صدیقہؓ سے کہ رسول اللہ ﷺ ان کا بوسہ لیتے اور آپؐ روزہ دار ہوتے۔

جہتھی روایت وہ ہے جو شیان بن عیینہ وغیرہ نے عمر بن الخطاب سے کی انہوں نے جاہل سے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو حکم دیا ہے

وروى هشام عن أبيه عن عائشة قالت  
كان النبي صلى الله عليه وسلم  
يُدبِّي إليَّ رأسه فأرجله وأنا حائضٌ مروءة  
بعتها مائلت بين أمي عن الزهري عن عروة  
عن عمرو عن عائشة عن النبي صلى الله عليه  
وسلم

وَرَوَى الرَّهْرِيُّ وَصَالِحُ بْنُ أَبِي حَسَنٍ عَنْ  
أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ كَانَتِ السِّيُّ صَالِيَةً لِلَّهِ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ يَفْعَلُ وَهُوَ صَائِمٌ بَعْدَ يَحْتَقِ بْنِ أَبِي  
كَتِيرٍ فِي هَذَا الْخَبَرِ فِي الْعِلَّةِ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ  
بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَخْبَرَهُ  
أَنَّ عُمَرَوَهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ السِّيَّ  
صَالِيَةً لِلَّهِ عَلَيْهِ وَاسْمُهَا كَانَ يُقَالُ وَهُوَ صَالِحٌ ۚ

روزي اَيْنُ غُيْبَةٍ رَغِيْرُهُ عَنْ عَمْرٍو بْنِ  
دِيَارٍ عَنْ حُجَابٍ قَالَ أَطْعَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

۱۰ ☆ قوشنامہ اور عرود کے بیچ میں عثمان بن مردہ کا واسطہ نقل کیا اور پہلی اسناد میں عثمان کا خط نہیں ہے، صرف ہشام بن عروہ سے ہے۔ پہلی اسناد نقل کر نیوے حدیث کے بڑے ۶۷۰ء امام ہیں۔ ان میں سے غلطی نہیں ہو سکتی تو ان میں سے کہیں کہیں کو ہشام سے جو عرود سے نہیں تاہم عثمان کے واسطے سے نا۔ لیکن کبھی ہشام سے کسی کو مرسل عرود سے نقل کیا اور کبھی شہاد عثمان سے آچہ ان مقدّم میں یہ نہیں بھی ہے کہ ہشام نے اس کو پہلے عثمان کے واسطے سے نہ ہو پھر عرود سے مل کر بلاد واسطہ بھی ان سے منیا ہو۔

ایہ تو عام بات تھی کہ روایت میں مرد اور عائشہ کے بیچ میں ایک واسطہ ہے مگر وہاں جو پہلی اسناد میں کہیں ہے۔ سو وہی نے کہا کہ یہ حدیث سے کئی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ ایک یہ کہ عائشہ عورت کے اور اعضا پاک ہیں اور اس پر علماء کا اتفاق ہے اور ابوجہل سے جو منقول ہے کہ عائشہ کا ہاتھ نجس ہے وہ روایت صحیح نہیں۔ دوسرا یہ کہ مختلف آپے بالوں میں شگفتگی کر سکتا ہے۔ تیسرا یہ کہ اپنی عورت کی طرف دیکھ سکتے اور ان کو چوم سکتا ہے بغیر ثبوت کے۔

۱۰۔ اور ایک نسخہ میں صانع بن کیساں ہے اور وہ غلط ہے صحیح صانع بن ابی حسان ہے۔ فتائی نے اس کو روایت کیا ہے وہ ہے اس سے ابن ابی اویس سے اس نے صانع بن ابی حسان سے اس نے جو سلمہ سے۔ ترقی نے بخاری سے نقل کیا کہ صانع بن ابی حسان فقہ ہے اور صانع بن حسان بصری ابو انثرث دوسرے شخص ہے۔ وہ بھی ابو سلمہ سے روایت کرتا ہے اور وہ ضعیف ہے (نودوی) تو یحییٰ بن کثیر نے ابو سلمہ اور عائشہ کے لئے



گوشت کھلایا اور منع کیا پالتو گدھوں کے گوشت سے۔ اسی حدیث کو روایت کیا حماد بن زید نے عمرو سے 'انہوں نے محمد بن علی (یعنی امام باقر) سے 'انہوں نے جابر سے (تو حماد بن زید نے عمرو بن دینار اور جابر کے بیچ میں ایک واسطہ اور نقل کیا محمد بن علی کا جو پہلی اسناد میں نہیں) اور اس قسم کی حدیثیں بہت ہیں جن کا شکر کثیر ہے اور بخشی ہم نے بیان کیں وہ سمجھ والوں کے لئے کافی ہیں۔

پھر جب اس شخص کے نزدیک جس کا قول ہم نے اوپر بیان کیا حدیث کی خرابی اور توہین کی علت یہ ہے کہ ایک راوی کا سماع جب دوسرے راوی سے معلوم نہ ہو تو ارسال ممکن ہے تو اس کے قول کے بموجب اس کو لازم آتا ہے حجت کو ترک کرنا ان روایتوں کے ساتھ جن کے راوی کا سماع دوسرے سے معلوم ہو چکا ہے۔ (لیکن خاص اس روایت میں سماع کی تصریح نہیں) البتہ اس شخص کے نزدیک صرف وہی روایت حجت ہو گی جس میں سماع کی تصریح ہے۔ کیونکہ اوپر ہم بیان کر چکے ہیں کہ حدیث روایت کرنے والے ماموں کا حال مختلف ہوتا ہے۔ کبھی تو وہ ارسال کرتے اور جس سے انہوں نے سنا ہو اس کا نام نہیں لیتے اور کبھی خوش ہوتے اور حدیث کی پوری اسناد جس طرح سے انہوں نے سنی ہوتی ہے بیان کر دیتے۔ پھر اگر ان میں اتار ہوتا تو اتار پڑاے اور اگر چھلا ہوتا تو چھلا دیتا جیسے ہم اوپر صاف بیان کر چکے ہیں۔ اور ہم نے سلف کے ناموں میں سے جو حدیث کو استعمال

الْمُ عَلَيْهِ وَسَمِعَ نَحْوَمَ الْحَبْلِ وَهَذَا عَنْ نَحْوَمَ الْحَبْلِ هَذَا عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعْدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ جَابِرٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا النَحْوُ فِي الرِّوَايَاتِ كَثِيرٌ يَكُونُ مَعْدُودًا مِمَّا ذَكَرُوا مِنْهَا كَعَيْنِ بَدْوِي أَعْنَمُ

هَذَا كَانَتْ الْبَعَّةُ عِنْدَ مَنْ وَصَفَتْ مَوْلَاهُ مِنْ قَوْلٍ فِي مَسَامِدِ الْحَدِيثِ وَنَوَهِيه إِذَا لَمْ يُعْلَمْ أَنَّ الرُّوِيَ قَدْ سَمِعَ مِنْ رَوِي عَنْهُ شَيْئًا إِنْ كَانَ الْإِنْسَانُ فِي زَمَةِ تَرْكِ الْأَخْبَاحِ فِي قِيَادِ قَوْلِهِ بِرَوَاهِ مِنْ يُعْنَمُ ثُمَّ قَدْ سَمِعَ مِنْ رَوِي عَنْهُ إِلَّا فِي نَفْسِ الْحَبْرِ الْيَبِي فِي ذِكْرِ السَّمَاعِ لَا يَكُنْ مِنْ قَوْلٍ عَنْ النَّائِبَةِ الَّذِينَ يَقُولُوا الْآخَرِ أَنَّهُمْ كَانَتْ لَهُمْ بَارَاتٌ يُرْسَلُونَ فِيهَا الْحَدِيثَ بِرِسَالِكَ رَأَى يَذْكُرُونَ مِنْ سَمْعِهِمْ مَعَهُ وَتَدَارَتْ يَشْطُرُونَ فِيهَا فَيَسْبِغُونَ الْخَبْرَ عَلَى حَقِّهِ مَا سَمِعُوا بِحُرُودٍ بِالشُّرُوبِ هَذَا بِإِنْ بَرُّوا وَبِالصُّغُودِ بِإِنْ صَعِدُوا كَمَا شَرَحْنَا ذَلِكَ عَلَيْهِمْ ۝

وَمَا عَيْنَا أَحَدًا مِنَ أَلْمَةِ الشَّعْبِ مَعَنَا

حق بیچ میں دو واسطے اور نقل کیے عمر بن عبد العزیز در عروہ کا اور یہ دونوں واسطے پہلی اسناد میں نہیں ہیں۔ اس اسناد میں ایک جادو باب یہ ہے کہ چاروں راوی بھی جی ابوسلمہ عمر بن عبد العزیز اور عروہ تابعین میں سے ہیں اور ایک دوسرے سے روایت کرتے ہیں۔ دوسرے مطلب یہ ہے کہ ابوسلمہ یعنی عبد اللہ بن عبد الرحمن بن عوف کبار تابعین میں سے ہیں اور عمر بن عبد العزیز ان کی نسبت سن اور طبقہ میں کم ہیں لیکن وہ ان سے روایت کرتے ہیں۔

۱۳۱ اتار اور چھلاؤ سے یہ منصوبہ ہے کہ اگر سند عالی ہوئی اور واسطے کم ہوئے تو چھلاؤ ہوا اور جو سند عالی نہ ہو اور واسطے زیادہ ہوں 7 اتار ہوا۔

کرتے تھے نور اسناد کی صحت اور سقم کو دریافت کرتے تھے جیسے ابوب خثیمانی، ابن عون، مالک بن اس، شعبہ بن حجاج، یحییٰ بن سعید قطان، عبدالرحمن بن مہدی اور جوان کے بعد ہیں کسی کو نہیں سنا کہ وہ استاد میں سماع کی تحقیق کرتے ہوں جیسے یہ شخص دعویٰ کرتا ہے جس کا قول اوپر ہم نے بیان کیا۔ بدتہ جنہوں نے ان میں سے راویوں کے سماع کی تحقیق کی ہے تو وہ ان راویوں کے جو مشہور ہیں تدیس میں اس وقت بیشک سے راویوں کے سماع سے بحث کرتے ہیں اور اس کی دریافت کرتے ہیں تاکہ ان سے تدیس کا مرض دور ہو جائے لیکن سماع کی تحقیق اس راوی میں جو مدلس نہ ہو جس طرح اس شخص نے بیان کیا تو یہ ہم نے کسی امام سے نہیں سنا ان مامول میں سے جس کا ذکر ہم نے کیا اور جس کا نہیں کیا۔

اس قسم کی روایت میں سے عبداللہ بن یزید انصاری کی روایت ہے۔ (جو خود صحابی ہیں) انہوں نے دیکھا ہے رسول اللہ ﷺ کو اور روایت کی ہے حذیفہ بن الیمان اور ابو مسعود (عقبہ بن عمرو انصاری بدری) سے ہر ایک سے ایک ایک حدیث کو جس کو انہوں نے مستند کیا ہے رسول اللہ ﷺ تک۔ لیکن ان دونوں میں اس بات کی تصریح نہیں کہ عبداللہ بن یزید نے سنا ان دونوں سے (یعنی حذیفہ اور ابو مسعود سے سنا) اور نہ کسی روایت میں ہم نے یہ بات پائی کہ عبداللہ حذیفہ اور ابو مسعود سے رد بروئے اور ان سے کوئی حدیث سنی اور نہ کہیں ہم نے پایا کہ عبداللہ نے ان دونوں کو دیکھا کسی حال میں روایت میں (مگر چونکہ عبداللہ خود صحابی تھے اور اس کا من اتنا تھا کہ ملاقات ان کی حذیفہ اور ابو مسعود سے ممکن ہے۔ اس لیے روایت عن کے ساتھ محمول ہے اتصال پر تو صرف اسکا ملاقات کافی ہو جیسے ہام مسلم کاغذ ہے اور کسی علم دانے

يستعمل الأخبار ويتفقد صحة الأسانيد ويستفهمها مثل أيوب السخييني وأبي عوف ومالك بن اس وشعبة بن الحجاج ويحيى بن سعيد القطان وعبد الرحمن بن مهدي ومن يفتهم من أهل الحديث فتشوا عن موضع السماع في الأسانيد كما ادعاه الذي وضعنا قوله من قبل وإنما كان تعدد من تعدد منهم سماع رواه الحديث ممن روى عنهم إذا كان الراوي من غير التذليل في الحديث وشهر به فحسبنا يتشوب عن سماعه في روايته وبمقتضى ذلك منه كفي تخرج عنهم عنه التذليل فمن لم يفت ذلك من غير تدليس على الوجه الذي رغب من حكى قوله فما سمعنا ذلك عن حذيفة من سمعنا ومن سمع من الأئمة

فمن ذلك أن عبد الله بن يزيدي أنصاري وقد روى النبي صلى الله عليه وسلم قد روى عن حذيفة وعن أبي مسعود أنصاري وعن كل واحد منهما حديث بسنده إلى النبي صلى الله عليه وسلم وسنم روى في روايته عنهما ذكر السماع منهما ولما حفظ في شيء من الروايات أن عبد الله بن يزيدي شانه حذيفة ورا مسعود بحديث قط ورا وحدهما ذكر روايته إياهما في رواية بعضها ومن منقطع عن آخر من أهل العلم ممن مضى ولا من آخر أن طعن في حديثي الخبرين الذين رواهما عنه الله بن يزيدي عن حذيفة وأبي مسعود بصغر مهنت

سے نہیں سنا گیا نہ پہلے لوگوں سے نہ ان سے جن سے ہم ملے ہیں کہ انہوں نے طعن کیا ہو اس دونوں حدیثوں میں جن کو عبد اللہ نے روایت کیا حدیث اور ابی مسعود سے کہ یہ ضعیف ہیں بلکہ یہ حدیثیں اور جو ان کے مشابہ ہیں صحیح حدیثوں میں سے ہیں اور قوی ہیں ان اماموں کے نزدیک جن سے ہم ملے ہیں اور وہ ان کا استعمال جائز رکھتے ہیں اور اس سے حجت لیتے ہیں حالانکہ یہی حدیثیں اس شخص کے نزدیک جس کا قول ”وہ پر ہم سے بیان کیا (جو ثبوت ملاقات شرط کرتا ہے) واقعی ہیں اور اسے کار ہیں جب تک جامع عبد اللہ کا حدیث اور ابو مسعود سے متفق نہ ہو۔

اور اگر ہم سب ایسی حدیثوں کو جو اہل علم کے نزدیک صحیح ہیں اور اس شخص کے نزدیک ضعیف ہیں بیان کریں تو اس کو ذکر کرتے کرتے ہم تھک جائیں گے۔ (اس قدر کثرت سے ہیں) لیکن ہم چاہتے ہیں کہ تھوڑی سی بات میں سے بیاں کر دیں تاکہ بات کے لیے وہ غصہ نہ ہو۔

ابو عثمان غندی (عبدالرحمن بن مل جو ایک موصوفی ہوس کے ہو کر مرنے) اور ابو رافع صائغ (نقیع مدنی) اس دونوں سے جاہلیت کا زمانہ پایا ہے (لیکن رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں نہ ہوئی ایسے لوگوں کو خسر م کہتے ہیں۔) اور رسول اللہ ﷺ کے بڑے بڑے بدری صحابیوں سے ملے ہیں اور روایتیں کی ہیں۔ پھر اس سے ہٹ کر اور مہی پڑے سے یہاں تک کہ ابو ہریرہؓ اور ابن عمرؓ و ان کے مانند سی بیوں سے۔ اس میں سے ہر ایک سے ایک حدیث ابی بن کعبؓ سے روایت کی ہے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے حالانکہ کسی روایت سے یہ بات ثابت نہیں ہوئی کہ اس دونوں نے ابی بن

بن کعبؓ وما شہبہما عند مر ماتہما من اهل العلم بالحدیث من صحاح الترمذی وہو یہا یروہ سہمان ما یقر بہ والصحاح ما ثبت من مشی وانی وہی فی علم من حک قولہ من قبل وانی مہملہ حی یحب سماع الراوی عن روى

ومن دہبت تعدد الأخبار الصحاح عد اهل العلم من یہر برغم ہد القائل وخصیہا عجزنا عن معنی ذکرہا وخصایہا کتبہ ویک آتیہ الا نصب منہ عند یكون سمعہ لما سکت عہ منہا

وہد ابو عثمان الثمالی و ابو رافع الصائغ وہم من اقرب الحاشیہ وصحبا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من البذرین ہم جر وبقا عنہم الاخبار حی مرنا ہا ہا شہبہما عن روى عنہ ورویہما عند انس کل و حدیثہما عن ابی کعب عن ابی حنیہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیثا ولم یسمع منی روایہ بعینہما انہما عاہل کتبہ سمعہ منہ

اسی حدیث ابو مسعود سے انہوں نے ”نقلہ ارحم علی احمد“ کی حدیث روایت کی ہے جس کو بخاری اور مسلم دونوں نے اپنی کتابوں میں نقل کیا اور حدیث سے یہ حدیث روایت کی ہے ابو ہریرہؓ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہما ہو کانہ ”اخیر تک میں تو مسلم نے نقل یا ہے تو عبد اللہ بن یحییٰ صحابی ہیں انہوں نے روایت کی حدیث اور ابو مسعود سے جو مشہور صحابی ہیں

کھب کو دکھایا ان سے کچھ سنا ہے۔

اور ابو عمرو شیبانی (سعد بن یاس) نے جس نے جاہلیت کا زمانہ پایا ہے در رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جو ان مرد تھا اور ابو معمر عبد اللہ بن سخرہ سے ہر ایک نے ان میں سے دو۔ دو حدیثیں ابو مسعود انصاری سے روایت کیں، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور عبید بن عمر نے ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ایک حدیث روایت کی، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور عبید بن عمر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اور قیس بن ابی حارثہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا ہے ابو مسعود انصاری سے تین حدیثیں روایت کیں اور عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ جس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صحبت میں رہا ایک حدیث اس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور ربیع بن حراش نے عمران بن حصین سے دو حدیثیں روایت کیں، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ابو بکر سے ایک حدیث، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ربیع نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا ہے اور ان سے روایت کی ہے اور یافع بن جبیر بن مطعم نے ابو شراح خزاعی سے ایک حدیث روایت کی۔ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور حماد بن ابی عیاش نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے تین حدیثیں روایت کیں، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور عطاء بن یزید لیلیٰ نے حمیم داری سے ایک حدیث روایت کی، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور سہیل بن یزید نے رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث روایت کی، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور عبید بن عبد الرحمن حیر

رأسند أبو عمرو الشيباني وهو ممن أذرك الحاهلية وكان في زمن النبي صلى الله عليه وسلم رجلاً وأبو معمر عند الله بن سخره كل واحد منهما عن أبي مسعود الأنصاري عن النبي صلى الله عليه وسلم خبرين رأسند عبيد بن عمر عن أم سلمة زوج النبي صلى الله عليه وسلم عن النبي صلى الله عليه وسلم حديثاً وعبيد بن عمر وثقه في زمن النبي صلى الله عليه وسلم وأسنده قيس بن أبي حارم وقد أذرك من النبي صلى الله عليه وسلم عن أبي مسعود الأنصاري عن النبي ﷺ ثلاثة أخبار وأسنده عبد الرحمن بن أبي ليلي وقد ضبط عن عمر بن الخطاب وصحب علياً عن أنس بن مالك عن النبي ﷺ حديثاً وأسنده ربيع بن حراش عن عمر بن الخطاب عن النبي ﷺ حديثاً وعبيد بن عمر عن النبي ﷺ حديثاً وأسنده ربيع بن غنم عن أبي طالب ورزي عنه وأسنده يافع بن جبير عن مطعم عن أبي شريح فخراني عن النبي ﷺ حديثاً وأسنده الثعمان بن أبي عياش عن أبي سعيد الخدري ثلاثة أحاديث عن النبي ﷺ وأسنده عطاء بن يزيد الليثي عن حميم الداري عن رافع بن خديج عن النبي ﷺ حديثاً وأسنده حميد بن عبد الرحمن

الْحَمْدُ لِلَّهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ نَسِيٍّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَادِيثٌ ۝

فَكَرُّهُ هُوَ ذَاكَ التَّابِعِينَ الَّذِينَ نَصَبَتْ رَوَايَتَهُمْ عَنْ الصَّحَابَةِ الَّذِينَ سَمِعُوا مِنْهُمْ لَمْ يُحْفَظْ عَنْهُمْ سَمَاعٌ عَنْهُمْ فِي رَوَايَةِ بَعْضِهَا وَلَا آتَاهُمْ قَوَاهُ فِي بَعْضِ بَعْضِهِ وَهِيَ أَسَانِيدُ عِنْدَ دَوِي الْمَعْرِفَةِ بِأَلْحَادِ وَالرَّوَايَاتِ مِنْ صَحَابِ الْأَسَانِيدِ ۝ مَعْلُومُهُمْ وَهُوَ مِنْهَا شَيْءٌ قَطُّ وَلَا تَمَسُّوا فِيهَا سَمَاعٌ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ بِذَلِكَ السَّمَاعِ نَكَلَ وَاحِدٌ مِنْهُمْ فَتَكُنْ مِنْ صَحَابِهِ غَيْرَ مُسْتَكْرٍ لِكُونِهِمْ جَمِيعًا كَمَا هِيَ فِي الْأَعْيُنِ النَّبِيِّ تَقْضُو بِهِ وَكَانَ هَذَا يَقُولُ الَّذِي أَخْبَرَهُ الْقَائِلُ الَّذِي حَكَمْنَاهُ فِي تَوْحِيدِ الْحَدِيثِ بِأَعْلَى النَّبِيِّ وَصَفَ أَقْرَبَ مِنْ أَنْ يُعْرَاحَ عَلَيْهِ وَتَشْرُفُ ذِكْرُهُ بِذَلِكَ كَمَا هُوَ مُحَدَّثٌ وَكَدَمٌ خَلَقًا لَهُ بِقُلَّةِ أَحَدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ سَلَفٌ وَيَسْتَكْبِرُهُ مَنْ يَفْتَنُهُمْ خَلَفَ قَدْ حَاجَهُ بِأَيِّ رَدِّهِ بِأَكْثَرِ مِمَّا شَرَحْنَا بِذَلِكَ كَمَا فَتَوُ الْقَمَالِ وَقَالِهَا الْقَدَرُ الَّذِي وَصَفَهُ وَاللَّهُ الْمُشْتَعَانُ عَلَى تَفَعُّلٍ خَالَفَ مَذْهَبَ الْعُمَاءِ وَعَلَيْهِ التَّكَلُّفُ وَالْحَمْدُ لَهُ وَخُدَّةٌ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کئی حدیثیں روایت کیں انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

پھر یہ سب تابعین جنہوں نے صحابہ سے روایت کی ہے جن کا ذکر ہم نے اوپر کیا ان کا سماع ان صحابہ سے کسی معین روایت میں معلوم نہیں ہوا نہ ملاقات ہی ان صحابہ کے ساتھ روایت سے ظاہر ہوئی باوجود اس کے یہ سب روایتیں حدیث اور روایت کے پہچانے والوں کے نزدیک (یعنی ائمہ حدیث کے نزدیک) صحیح السند ہیں اور ہم نہیں جانتے کہ کسی نے ان میں سے کسی روایت کو ضعیف کہا ہو یا اس میں سماع کی تلاش کی ہو۔ اس لیے کہ سماع ممکن ہے اس کا انکار نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ دونوں ایک زمانہ میں موجود تھے اور یہ قوس جس کو اس شخص نے نکالا ہے جس کا بیان اوپر ہم نے کیا حدیث کے ضعیف ہونے کیلئے اس علت کی وجہ سے جو مذکور ہوئی اس لائق بھی نہیں کہ اس طرف التفات کریں یا اس کا ذکر کریں اس لیے کہ یہ قول نیا نکالا ہوا ہے اور غلط اور فاسد ہے۔ کوئی لیل علم سلف میں سے اس کا قائل نہیں ہوا اور جو لوگ سلف کے بعد گزرے انھوں نے اس کا انکار کیا تو اس سے اس کے رد کرنے کی حاجت نہیں جب اس قول کی اور اس کے کہنے واسطے کی یہ وقعت ہے جیسے بیان ہوئی اور القہر د کرنے والا ہے اس بات کو رد کرنے کے لیے جو عالموں کے مذہب کے خلاف ہے اور اسی پر بھروسہ ہے۔ تمام ہوا مقدمہ مسلم کا۔ اب شروع ہوتا ہے بیان ایمان کا جو اصل ہے تمام اعمال کا اور جس پر موقوف ہے نجات آخرت کے عذاب سے۔

۱۵۱ ان سب حدیثوں کو نو دہائی نے اپنی شرح میں نقل کیا ہے مگر کثر حدیثیں اس میں سے مسلم نے آگے نقل کی ہیں اس لیے بحرف طوالت ہم نے ان کو یہاں نہیں لکھا اور عرض اس سب راویوں کے ذکر کرنے سے یہ ہے کہ یہ سب راوی باقربائین اور عمر کے جس لوگوں سے روایت کی ہے اس سے اس کے ہیں۔ لیکن ان کا سماع اور ملاقات کرنا ثابت نہیں ہوا۔ حالانکہ محدثین نے ان روایتوں کو قبول کیا ہے اور ان کو صحیح کہا ہے تو معلوم ہو کہ صرف امکان سماع کافی ہے ثبوت سماع ضروری نہیں۔

## کِتَابُ الْإِيمَانِ

### ایمان کا بیان

خطابی نے کہا کثر علماء کا مذہب یہ ہے کہ ایمان اور اسلام ایک ہے اور ہر کسی نے کہا اسلام رہا ہے اور ایمان عمل صالح کو کہتے ہیں اور صحیح یہ ہے کہ اسلام عام ہے اور ایمان خاص۔ تو ہر مومن مسلم ہے لیکن ہر مسلم کا مومن ہونا ضروری نہیں۔ ایمان کی اصل تصدیق سے یعنی دل سے یقین کرنا اور اسلام کی اصل فرمانبرداری ہے یعنی اطاعت کرنا۔ تو کبھی آدمی ظاہر میں مطہع ہوتا ہے پر دل میں اس کے یقین نہیں ہوتا۔ وہ مسلم ہے نہ مومن۔ پھر ایمان اصطلاح شرع میں یہ ہے کہ دل سے یقین کرے اور زبان سے اقرار کرے اور اعمال کو ہاتھ پاؤں سے ادا کرے اس سے ایمان گھٹتا بڑھتا ہے اور یہی مذہب ہے اہل حدیث کا اور اس کی دلیل بہت سی آیتیں اور حدیثیں ہیں۔ اور مرجعہ کا قول یہ ہے کہ ایمان صرف قول کا نام ہے اور اعمال صالح ایمان میں داخل نہیں اسی لیے ایمان نہ گھٹتا ہے نہ بڑھتا ہے اور حنفیہ بھی اس باب میں موافق ہوئے ہیں مرجعہ کے مگر فرق یہ ہے حنفیہ اعمال صالح کو عذاب سے بچنے کے لیے ضروری جانتے ہیں اور مرجعہ کہتے ہیں اعمال کی ضرورت نہیں اور ایمان کے ساتھ کوئی گناہ ضرر نہیں کرتا اور جو لوگ خلاف حدیث صحیحہ اور آیات قرآنیہ کے اس بات کے قائل ہوئے ہیں کہ ایمان میں زیادتی اور کمی نہیں ہوتی اس سے کہ ایمان صرف تصدیق قلبی اور یقین کو کہتے ہیں انہوں نے غور نہیں کیا۔ اس سے کہ تصدیق اور یقین دونوں صفات نفسانی میں سے ہیں اور ہمیشہ صفات نفسانی جیسے رنج، غصہ، محبت اور عدولت میں زیادتی اور کمی ہوتی ہے۔ پس اسی طرح دلائل میں حور کرنے سے یقین میں بھی کمی اور بیشی ہوتی ہے حضوں نے کہا ہے کمی اور بیشی نہ ہونے سے یہ غرض ہے کہ کسیت میں کمی بیشی نہیں ہوتی لیکن کیفیت میں تو کمی اور بیشی ہونا ضروری ہے کیونکہ مقلد کا ایمان ہرگز محقق کے ایمان کے برابر نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح ایمان لائق عبادی کا اور ایمان اجیہ اور ادنیاء کا کیوں کر برابر ہو سکتا ہے؟ اب علماء نے اتفاق کیا ہے اس بات پر کہ مومن جس پر حکم کیا جاوے گا اہل قبلہ ہونے کا اور جو ہمیشہ جہنم میں نہ رہے گا وہ وہ شخص ہے جو اپنے قلب سے یقین کرے دین اسلام کے حق ہونے پر اور اس میں شک نہ رکھے اور زبان سے اقرار کرے اللہ جل جلالہ کی توحید اور آنحضرت کی رسالت کا۔ اب اگر ایک بات کا اقرار کرے یعنی فقط توحید یا فقط رسالت کا تو وہ مومن نہ ہو گا اور بعضوں نے کہا کہ اگر فقط توحید کا اقرار کرے تو وہ مسلم ہو گا اور اس سے کہا جائے گا رسالت کے اقرار کے لیے پھر مردہ انکار کرے تو مرتد ہو گا۔ جب القتل ہو گا۔ اسی طرح جو شخص اہل قبلہ میں سے ہو وہ کسی گناہ کی وجہ سے کافر نہ ہو گا۔ البتہ اگر اسلام کے کسی ضروری رکن کا انکار کرے اور عمل نہ کرے جس کا ثبوت بتواتر اور اتفاق ہے جیسے نماز یا روزہ کی فرصت کا یا خمر کی حرمت کا یا زنا کا یا ناحق قتل کی حرمت کا تو وہ کافر کہلا جائے گا۔ (نووی باختصار مع زیادہ)

باب: ایمان اور اسلام اور احسان اور  
اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی تقدیر کے اثبات کے  
بیان میں

بَابُ بَيَانِ الْإِيمَانِ وَالْإِسْلَامِ وَالْإِحْسَانِ  
وَوُجُوبِ الْإِيمَانِ بِثَبَاتِ قَدْرِ اللَّهِ  
سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى رَبِّهِ الدَّلِيلُ عَلَى  
التَّبَرُّكِ مِنْ لَأَ يُؤْمِنُ بِالْقَدْرِ وَابْتِلَاءُ  
الْقَوْلِ فِي حَقِّهِ

امام ابوالمحسن مسلم الحجاج اس کتاب کے مؤلف فرماتے ہیں ہم  
شروع کرتے ہیں کتاب کو اللہ تعالیٰ کی مدد سے اور اسی کو کافی سمجھ کر  
اور نہیں ہے ہم کو توفیق دینے والا مگر اللہ تعالیٰ بڑا ہے جلد اس کتاب  
۹۳۔ یحییٰ بن عمر سے روایت ہے سب سے پہلے جس نے تقدیر  
میں گفتگو کی بصرے میں (جو ایک شہر ہے دہلی ضلع قاسم پر۔ ابو  
کیا تھا اس کو عقبہ بن غزوہ ان نے حضرت عمرؓ کی خلافت میں۔ صحابی  
نے کہا بصرہ قبہ ہے اہل اسلام کا اور خزائن ہے عرب کا اور درحقیقت  
بصرہ ایک شہر ہے جس سے تجارت اہل ہند اور فارس کے ساتھ  
بخوبی قائم ہو سکتی ہے اور شاید اسی صحت سے اس شہر کی بنا ہوئی  
ہوگی۔) وہ معبد تھیں تھیں۔ تو میں اور حمید بن عبد الرحمن حمیری

قَالَ أَبُو الْحُسَيْنِ مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ  
الْقُسَيْرِيُّ رَحِمَهُ اللَّهُ يَعُوذُ اللَّهُ بِنَفْسِي وَإِيَّاهُ  
مِنْ تَوْبِيخِهِ إِلَّا بِاللَّهِ جَلَّ جَلَالُهُ  
۹۳۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْقَبٍ قَالَ سَمِعْتُ أَوْسَ  
مَنْ قَالَ هِيَ الْقَدَرُ بِالنُّصْرَةِ مَعْبُودَةُ الْحَقِيقَةِ  
فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَحُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ  
الْحَمِيرِيُّ حَاجِلِينَ أَوْ مُعْتَمِرِينَ مَعَنَا لَوْ  
تَقَبَّلَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَاهُ عَمَّا يَقُولُ هَؤُلَاءِ  
فِي الْقَدْرِ هُوَ قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى عَمَّا

۱۔ اب یہاں سے کتاب مسلم کی شروع ہوتی ہے مگر ہم نے ترجمے میں اختصار کے واسطے حدیث کی اسناد کو نہیں لکھا کیونکہ اسناد سے وہی  
لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں جو اہل عمل اور اہل معرفت ہیں اور عامی آدمی کو صرف یہی کافی ہے کہ علامہ حدیث جس حدیث کو صحیح کہتے ہیں اس پر عمل  
کرے۔ امام مسلم اسناد میں کہیں حد ثا اور اخیر تا کہتے ہیں اور کہیں حدیثی اور اخیرتی اس سے امام مسلم کی کمال احتیاط حدیث کی روایت میں معلوم  
ہوتی ہے۔ حدیثی اور اخیرتی وہاں کہا جاتا ہے جہاں امام مسلم نے اس کیلئے کسی شخص سے حدیث سنی یا کیلئے پڑھ کر سنائی اور حد ثا اور اخیر تا وہاں  
جہاں اور لوگوں کے ساتھ حدیث سنی یا پڑھ کر سنائی۔

(۹۳) یعنی تقدیر کی قسم کی اور بدعت نکالی اور مخالفت کی نکل حق کی کیونکہ اہل حق تقدیر کو ثابت کرتے ہیں یعنی یوں کہتے ہیں کہ اللہ جل  
جلالہ سے ازل میں سب چیزوں کا اندازہ کر دیا تھا یعنی وہ جانتا تھا کہ فلاں چیز فلاں وقت میں فلاں طرح پر واقع ہوگی پھر اسی کے موافق جیسے خدا  
کے علم میں تھا وہ چیزیں واقع ہوئی ہیں۔ اور تقدیر اس امر کا انکار کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ اللہ جل جلالہ نے ان کا اندازہ نہیں کیا۔ اس کو ان کا علم۔  
تھا بلکہ جب وہ چیزیں واقع ہوئیں تو اس وقت خدا کو ان کا علم ہوا اور یہ ان کا جھوٹ ہے۔ حدیثی مزلوہ ہے۔ اس فرقہ کو تقدیر یہ اس لیے کہتے ہیں  
کہ انکار کرتا ہے تقدیر کا صاحب مقالات نے کہا کہ یہ فرقہ قدر یہ تمام ہو گیا اور کوئی اہل قبلہ میں سے اس قول کا قائل نہ رہا اور اخیر زمانہ میں  
جو تقدیر یہ کہلاتے ہیں وہ تقدیر الہی کو ثابت کرتے ہیں پر یہ کہتے ہیں کہ خیر اللہ کی طرف سے ہے اور شر شیطان اور بندے کی طرف سے ہے۔ اور  
مستزید کو بھی تقدیر یہ کہتے ہیں کیونکہ وہ اس بات کے قائل ہوتے ہیں کہ بندہ بالکل قادر ہے اور وہ خود اپنے افعال کا خیر ہوں یا شر خالق ہے اور  
رافضی بھی اس بات میں مستزید کے شریک ہوتے ہیں اور اہل حدیث یہ کہتے ہیں کہ خالق کوئی نہیں ہے سوائے خدا کے۔ خدا ہی تمام ہے



الخطاب دجداً استعد فاحتسبته آن  
وصاحبي أحدنا عن يمينه والآخر عن  
شماله عظمت أن صاحبي سبكل الكفام  
إلي فقلت أيا عبد الرحمن إنا عند طهر  
قيدنا ناس ينزفون القرآن ويتعلمون العلم  
وذكر من شأبهم وأنهم يرغمون أدا لا  
عذر وأن الأمر ألع قال فإد فليس أولئك  
هائبرهم أني يريء منهم وأنهم برءاء يني  
والذي ينجع بو عبد الله بن عمر لو أن

دونوں مل کر چلے جی یا عمرے کے لیے اور ہم نے کہا کاش ہم کو لولی  
صحابی رسول اللہ ﷺ کال جائے جس سے ہم ذکر کریں اس مات  
کا جو یہ لوگ کہتے ہیں تقدیر میں۔ تو مل گئے ہم کو اتفاق سے عبد اللہ  
بن عمر بن خطاب مسجد کو جاتے ہوئے ہم نے ان کو بیچ میں کر لیا  
یعنی میں اور میرا ساتھی رہے اور باتیں بارو ہو گئے۔ میں سمجھا کہ  
میرا ساتھی (حمید) مجھ کو بات کرنے دے گا (اس لیے کہ میری  
صفت گواچی تھی) تو میں نے کہا اے اب عبد الرحمن (یہ کیست ہے بن  
عمرؓ) ہمارے ملک میں کچھ ایسے لوگ پیدا ہوئے ہیں جو قرآن کو  
پڑھتے ہیں اور علم کا شوق رکھتے ہیں یا اس کی باریکیاں نکالتے ہیں

تقریباً چاروں کا مالتق یہاں تک کہ اسان کے افعال اور خیالات اور ارادے کا بھی۔ پر خداے برہ کو یک قسم کا اختیار دیا ہے جس پر عذاب  
اور ثواب مقرر ہے پر اس اختیار کو خلق نہیں کہتے۔ خود قرآن مجید میں یہ بات موجود ہے واللہ خلقکم وما تعدون۔ یعنی اللہ نے تم کو پیدا کیا  
اور میراے مخلوق کو اور فرمایا۔ اہل میں حالو غیر اللہ بھی کوئی خالق نہیں سوائے خدا کے۔ ابو محمد میں خبیہ سے غریب الحدیث میں اور  
بو معانی امام احمد میں نے ارشاد میں یوں لکھا ہے کہ بعض قدر یہ کہتے ہیں ہم قدر یہ نہیں ہیں بلکہ اہلسنت قدر یہ ہیں کیونکہ وہ قدر اور تقدیر ثابت  
کرتے ہیں۔ اور یہ محض دھوکا اور فریب ہے۔ اس لیے کہ اہل حق تمام کاموں کو خدا کے سپرد کرتے ہیں اور قدر اور فعل کو خدا کی طرف نسبت  
کرتے ہیں اور یہ چاہتیں اپنی طرف نسبت کرتے ہیں اور جو شخص اپنی طرف نسبت کرے کسی چیز کی تو وہ بولی ہے کہ کام رکھا جائے اس چیز کے  
ساتھ یہ نسبت اس شخص کے جو اس چیز کو پہلے سے لٹی کرے اور غیر کے لیے ثابت کرے۔ امام احمد میں نے کہا رسول اللہ نے فرمایا قدر یہ تجوس  
ہیں اس امت کے۔ تو مثلاً بہت دی قدر یہ کو تجوس کے ساتھ جیسے تجوس (فارسی لوگوں) نے وہ خالق ثابت کئے ہیں۔ یک خبر کا اس کو  
"یردان" کہتے ہیں اور یک شر کا اس کو "اہرمس" کہتے ہیں۔ اسی طرح قدر یوں نے بھی شر کا خالق بندے کو قرار دیا بلکہ وہ بدتر ہیں تجوس سے  
کیونکہ تجوس نے بود و خال لکھے اور انھوں نے ہر اردوں والا کھول کر وڑوں خالق کر دیے۔

تو دی نے کہا یہ حدیث کہ قدر یہ تجوس میں اس امت کے روایت کیا اس کو ابو حازم نے ابن عمر سے انھوں نے رسول اللہ سے اور  
روایت کیا اس کو ابو داؤد سے اپنی سنن میں اور حاکم نے سند رک میں اور کہا کہ صحیح بخاری اور مسلم کی شرط پر اگر ابو حازم کا سان ابن عمر سے  
ثابت ہو جائے۔ خطابی نے کہا رسول اللہ سے قدر یہ کو تجوس اس لیے کہا کہ ان کا قوس مثلاً ہے تجوس کے مدب کے کیونکہ تجوس دو اصولوں کے  
قائل ہیں۔ یک قدر یعنی روشنی دوسری خلقت یعنی تاریکی۔ اور کہتے ہیں کہ خیر نور کا فعل ہے اور شر ظلمت کا تو وہ یہ پرست اور مشرک ہوئے۔  
اسی طرح قدر یہ نسبت کرے ہیں خیر کی اللہ کی طرف اور شر کی دوسرے کی طرف حالانکہ اللہ جل جلالہ خالق ہے خیر اور شر سب کا اور کوئی کام بر  
ہو یا بھلا بغیر اس کی مشیت اور ارادے کے نہیں ہو سکتا تو خیر اور شر دونوں کا خیر خلق کے منسوب ہیں اللہ کی طرف۔ اور باعتبار کسب اور قاطعیت  
کے بندے کی طرف اور بعض آدمی قضا اور قدر کا مطلب یہ سمجھتے ہیں کہ بندہ جاکل مجبور ہے خدا کی قدر اور قضا کے سامنے اور اس کو کسی طرح کا  
اختیار نہیں۔ یہ فرقہ جبر یہ کہلاتا ہے جو قدر یہ کی طرح سمجھتا ہے اور الی سنت سے خارج ہے حالانکہ قضا و قدر کا یہ مطلب نہیں بلکہ قضا و قدر اللہ  
تعالیٰ کا علم ہے کہ بندہ کیسے کام کرے گا یہ یہ بھلے مار کہ کرے گا پر بندے کو اس کا علم نہیں اسی واسطے وہ سب کام اپنے اختیار سے کرتا بلکہ

لَا تَدْعُهُمْ مِّنْ أَحَدٍ ذَهَبًا فَإِنَّهُمْ مَّا قَبِلَ اللَّهُ مِنْهُ حَتَّى يُؤْمِنَ بِالْقُرْآنِ ثُمَّ قَالَ خُذْنِي أَبِي عَمْرُ بْنُ الْأَخْطَابِ فَإِنَّ يَتِمُّ مَعَهُ عِندَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتُ يَوْمٍ ذَا طَلَعَ عَيْنًا رَجُلٌ شَدِيدُ يَأْصَرِ الْيَأْسِ شَدِيدِ مَدَادِ الشَّعْرِ لَا يُرَى عَلَيْهِ أَثَرُ الشَّعْرِ وَهُوَ يَعْرِفُهُ مَدُّ أَحَدٍ حَتَّى جَنَسَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْنَدَ رُكْنِيهِ إِلَى رُكْنِيهِ وَرَضَعَ كَفِّيهِ عَنْهُ مَحْدِيهِ وَهَلَا بِ

اور بیان کیا حال ان کا اور کہا کہ وہ کہتے ہیں تقدیر کوئی چیز نہیں اور سب کام ناگہاں ہو گئے ہیں۔ عہدِ دفعہ بن عمرؓ نے کہا تو جب ایسے لوگوں سے ملے تو کہہ دے ان سے نہیں چیز اور وہ مجھ سے اور قسم ہے اللہ جل جلالہ کی کہ ایسے لوگوں میں سے (جن کا ذکر تو ہے کیا جو تقدیر کے قائل نہیں) اگر کسی کے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو پھر وہ اس کو خرچ کرے خدا کی راہ میں تو خدا قبول نہ کرے گا جب تک تقدیر پر ایمان نہ لائے۔ پھر کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے میرے باپ عمر بن الخطابؓ نے کہ ایک روز ہم رسوں اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے اتنے میں ایک شخص آن پہنچا جس کے

نام ہے اور اس کا ثواب یا عذاب ملتا ہے۔ (نوری مع ریوۃ)

سمانی نے کتاب الاسان میں لکھا ہے کہ جہنمی سب ہے جہنم کی طرف جو ایک قبیلہ ہے قضاہ میں سے اور اس کا نام رید بن لیث بن رسول بن مسلم بن قاف بن قضاہ تھا۔ کچھ لوگ اس کے کوسے کے یک طرف میں اترے جو مسوب ہے جہنم کی طرف اور کچھ بصرے میں اور بصرے والوں میں تھا معبد بن خالد جہنمی جو حسن بصری کا شگرد تھا اور سب سے پہلے اس نے گفتگو کی تقدیر میں بصرے میں پھر بصرہ والے اس کی راہ چلتے گئے۔ حجاج بن یوسف نے اس کو قتل کیا یا مدح کر۔ تقریب میں ہے کہ بعضوں نے کہا اس کے باپ کا نام عہد اللہ بن عتیم ہے اور بعضوں نے کہا اس کا والد امویر تھا۔ وہ سچا ہے۔ مسکین بدعتی تھا۔ اس نے اول تقدیر میں گفتگو کی بصرے میں اور قتل کیا گیا ۸۰ھ میں۔

حدیث میں یہاں مصنفوں نے تقدیر کا نام برفاء جس کے معنی یہ ہیں کہ طلب کرتے ہیں علم کو اور شوق رکھتے ہیں اور بعض شخصوں میں مصنفوں نے تقدیر کا نام برقاہ۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ پارلیاں نکالتے ہیں اور موٹا بنانا کرتے ہیں اور بعضوں نے مسلم کے سوا یہ لفظ روایت کیا ہے مصنفون برفاء یعنی بیرونی کرتے ہیں علم کی۔ قاضی عیاض نے کہا بعضوں نے مصنفوں پر پڑھا لفظ سے یعنی گہری باتیں نکالتے ہیں۔ اور ابو یعلیٰ کی روایت میں مصنفوں ہے یعنی تقدیر حاصل کرتے ہیں۔ (نوری)

یعنی ابتدائی ایک ہی ہے سوچے سمجھے ہو گئے اللہ تعالیٰ کو بیشتر سے انکا علم نہ تھا۔ اس نے پہلے سے کوئی انداز کیا تھا بلکہ انواع کے بعد خدا کو علم ہو۔ جیسے اوپر گزرا کہ یہ قبل خلافتِ قدیرہ کا ہے اور سب تقدیرہ کا ہیں اور قائل اس کا کہ اہل اور جہودنا ہے۔ خدا سب مسلمانوں کو اس اعتقاد سے پھیلے یعنی عداوتِ اسلام کا اس لیے کہ وہ سب کافر ہیں۔ قاضی عیاض نے کہا کہ مرادوں تقدیرہ ہیں جو خدا کا علم مخلوق کے ساتھ مل کر کرتے ہیں وہ بالاتفاق کافر ہیں اور یہ لوگ در حقیقت فلاسفہ ہیں جو کہتے ہیں خدا تعالیٰ کا جزیات کا علم نہیں ہو سکا اگر ہو بھی تو ایک طرح کا اجمال علم ہو گا کہ تفصیلی۔ بعضوں نے کہا کہ ابن عمرؓ کا یہ قول صائب و لاسد کرتا ہے تقدیرہ کے کافر ہونے پر اور قتال ہے کہ مراد کفر سے ناشکر ہے لیکن آگے کی عداوت سے صائب ان کا کفر معلوم ہوتا ہے۔ اس ایک فقرے میں رسول اللہ ﷺ نے سارے تصوف اور سلوک کو یہی کر دیا۔

### تصوف کی تعریف:

خلاصہ تصوف کا یہ ہے کہ بندے کو خدا سے محبت اور الفت پیدا ہو اور خدا کا خیال ہر وقت بندے کے دل میں رہے۔ تو اعلیٰ درجہ اس کا یہ ہے کہ بندہ خدا کی ذات کے تصور میں ایسا غرق ہو جائے کہ سو خدا کے کچھ نہ نظر آئے۔ مگر ظاہری آنکھوں سے دنیا کی چیزیں دیکھے جو

مُحَمَّدٌ أَمْرِي مِنَ الْإِسْلَامِ مَذَلْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (ر) الْإِسْلَامُ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَقِيمَ لِحَقِّهِ وَلِزَوَّجِي الزَّكَاةَ وَتَصُومَ رَمَضَانَ

کپڑے نہایت سفید تھے اور بال نہایت کالے تھے یہ نہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ سفر سے آیا ہے اور کوئی ہم میں سے اس کو پہچانتا تھا۔ وہ بیٹھ گیا آنحضرت ﷺ کے پاس آکر اور پے گھٹنے حضرت کے گھٹنوں سے ملادیئے اور دونوں ہاتھ اپنی رانوں پر رکھے (جیسے شاگرد استاد کے سامنے بیٹھتا ہے) پھر یوں اسے محمد! جلاؤ مجھ کو

جہ اور کانوں سے بے پر جب دل خدا سے لگا ہے تو آنکھ اور کان سرے کی آنکھ اور کان کی طرح کھلے ہیں۔ آنکھ دیکھتی ہے کایں سنا ہے مگر دماغ اور نوسنی کی طرف ہے۔ اس کو وحدۃ الشہود کہتے ہیں جو مٹی اور چم کے فقیروں اور صوفیوں اور خدا کے پاک بندوں کو حاصل ہوتا ہے۔ اور ایک مرتبہ اس سے کہتی ہے جس کے حاصل کرے کے لیے ہر مسلمان کو کوشش کرنی چاہیے۔ دایہ کہ ہر وقت خدا کو حاضر اور ناظر رکھے اور یہ یقین کرے کہ خدا اس کی تمام حرکات اور سکنت یہاں تک کہ قلب کے خفیات اور خیالات کو بھی جانتا ہے۔ پھر اس کی عبادت کے وقت دوسری چیز میں دل لگاتا اور بیہودہ وسوسوں کو روک دیتا شیطان کا کام ہے جس سے ہٹاؤ لگتا چاہیے۔

نودی نے کہا "مقصود اس کلام سے یہ ہے کہ بندہ عبادت میں افلاس کرے اور اس لگاؤ سے یعنی عبادت بہت فصول اور فصول سے کرے۔ قاضی عیاض نے کہا کہ یہ حدیث ایسی جامع ہے کہ تمام شریعت کے علوم اس سے نکل سکتے ہیں۔ یعنی قیامت کا تاکی کو معلوم نہیں سہ خدا کے۔ نودی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سنی اور عام سے جب کوئی اس بات پر جھج جھج جاتا ہے کہ وہ نہیں جانتا تو یوں کہنا چاہیے کہ مجھ کو معلوم نہیں اور یہ کہتا اس کی ولایت اور نقصان کا، عیض۔ ہر گاہکہ دلیل ہے اس کے کمال علم اور درج اور تقویٰ کی۔ بڑے بڑے اہل علموں نے جیسے ابو حنیفہ اور مالک سے بہت سے مسائل میں سکوت کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ ہم کو معلوم نہیں۔

یہ ترجمہ ہے ان نذر الامۃ رہنما کا جیسے اس روایت میں ہے اور ایک روایت میں رہنما کے بدلے رہنما ہے تذکیر کے ساتھ۔ تو ترجمہ یہ ہو گا کہ جتنے کی نوٹری اپنے میاں کو۔ اور ایک روایت میں بھلا ہے جتنے کی نوٹری اپنے خاندان کو۔

اس فقرہ کے مطلب میں مختلف اقوال ہیں۔ بعضوں نے کہا مطلب یہ ہے کہ نوٹریاں بہت بکڑی جائیں گی اور اور ان کی اولاد بہت چھلے گی۔ اور ظاہر ہے کہ نوٹری بھی شریعت کی رو سے ایک سال ہے اور باپ کا مال اس کے بعد بیٹے کا ہوتا ہے اور بیٹا بیٹی ہاں کے میاں بی بی اور مالک ہوتے۔ بعضوں نے کہا مراد یہ ہے کہ نوٹریاں بادشاہوں کی مائیں ہوں گی۔ کیونکہ اس زمانہ کے بادشاہ موافق شریعت کے نکاح کے پابند نہ ہوں گے بلکہ بہت سے نکاح ہی نہ کریں گے نوٹریاں اور خواہیں رکھیں گے پھر ان کے لڑکے اور لڑکیاں تخت پر بیٹھ کر بادشاہ بنیں گے اور اپنی ماں کو اپنی رعیت میں شامل کریں گے۔ بعضوں نے کہا غرض یہ ہے کہ لوگوں کا حال تباہ ہو گا اور ملامت کو بیچنا شروع کریں گے۔ آخر بکتے بکتے کبھی وہ اپنے بیٹے ہی کے ہاتھ آں کر کے گی اور اس کو معلوم نہ ہو گا کہ میری ماں ہے اور یہ صورت ملامت والد کے اور نوٹریوں میں بھی ہو سکتی ہے۔ مثلاً ایک نوٹری کا لڑکا سو اس کے مالک کے کسی اور سے ہو نکاح یا شہ یا پوتا سے پھر وہ نوٹری بکتے بکتے اس لڑکے کے ہاتھ میں جا پڑے اور وہ نہ بیچاے۔ اور اس کے سنی بھی مالک سید کے آتے ہیں جیسے اندھوں پر ہلا میسی تم پکارتے ہو مالک کو اور بعضوں نے کہا اسل سے مراد جلاوند ہے یعنی غصم۔ وہ کہتے ہیں نوٹریوں کی خرید و فروخت اس کثرت سے ہو گی کہ کبھی ایک شخص اپنی ماں سے نکاح کر لے گا اور اس کو معلوم نہ ہو گا۔ اور بعضوں نے کہا مراد یہ ہے کہ لوگ ماؤں کی عزت و حرمت چھوڑ دیں گے اور ماں سے وہ سوک کریں گے جو نوٹری سے کرتے ہیں۔

خدا اپنی پناہ میں رکھے اس زمانہ میں بھی بہت سے لوگ ایسے نکلے ہیں جو ماں باپ کا ادب نہیں کرتے اور اس کی اطاعت نہیں کرتے بلکہ نوٹری خدا میں کی طرح جان کو جھڑکتے ہیں۔ حق

اسلام کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے (یعنی رہبان سے کہے اور دل سے یقین کرے) اس بات کی کہ کوئی معبود سچا نہیں سوا خدا کے اور محمد اس کے بھیجے ہوئے ہیں اور قائم کرے نماز کو اور ادا کرے زکوٰۃ کو اور روزے رکھے، مضی کے اور حج کرے حجاز کے اگر تھکے ہوئے۔ (یعنی راہ خرچ ہو اور راستے میں خوف ہو) وہ بولا حج کہا تم نے۔ ہم کو تعجب ہوا کہ آپ ہی پوچھتا ہے پھر آپ ہی کہتا ہے کہ حج کہا۔ (حالانکہ پوچھنے والا علم ہوتا ہے اور حج کہنے والا وہ ہوتا ہے جس کو علم ہو تو یہ دونوں کام ایک شخص کیوں کرے گا؟) پھر وہ شخص بولا مجھ کو بتلاؤ ایمان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ایمان یہ ہے کہ تو یقین کرے (دل سے) اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر (کہ وہ اللہ تعالیٰ کے پاک بندے ہیں اور اس کا حکم بجا مانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑی طاقت دی ہے) اور اس کے پیغمبروں پر (جن کو اس نے بھیجا خلق کو راہ بتلانے کیلئے) اور پچھلے دن پر (یعنی قیامت کے دن جس روز حساب کتاب ہو گا اور اچھے اور برے عمل کی جانچ اور پڑتال ہوگی) اور یقین کرے تو تقدیر پر کہ برا اور اچھا سب خدا پاک کی طرف سے ہے۔ (یعنی سب کا خالق وہی ہے) وہ شخص بولا حج کہا تم نے۔ پھر اس شخص نے پوچھا مجھ کو بتلاؤ احسان کیا ہے؟ آپ نے

وَصَحَّحْتُ اَيْتَ اِنْ اسْتَطَعْتَ اَيْتَهُ مِيْلًا ))  
 قَالَ صَدَقَ مَا مَعْنَاهُ لَمْ يَسْأَلْهُ وَبَصَدَّقَهُ  
 قَالَ فَاسْتَبْرَيْ عَنِ الْبَيِّنَاتِ قَالَ (( اَنْ تُوْمِنَ  
 بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ  
 الْآخِرِ وَتُوْمِنَ بِالْقَدْرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ )) مَا  
 صَدَقَ قَالَ فَاسْتَبْرَيْ عَنِ الْاِحْسَانِ قَالَ  
 (( اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَمَا نَكَ تَرَاهُ اِنْ لَمْ تَكُنْ  
 تَرَاهُ اِنَّهُ يَرَاهُ )) مَا فَاسْتَبْرَيْ عَنِ  
 السَّاعَةِ مَا (( مَا الْمُسْتَوَلُ عَنْهَا بِالْعِلْمِ  
 مِنْ السَّائِلِ )) قَالَ فَاسْتَبْرَيْ عَنِ التَّوْبِ  
 قَالَ (( اَنْ يَلِدَ اللّٰهُ رَحْمَتَهَا وَاَنْ تَرَى  
 الْخَفَاةَ الْغُرَابَ الْعَالَةَ بِعَاءِ الْمَشَاءِ  
 يَطْلُوْنُوْنَ فِي الْبُيُوتِ )) قَالَ ثُمَّ اسْأَلُوْهُ  
 فَلَمَّ مِيْلًا ثُمَّ قَالَ لِي (( يَا عُمُوْ اَتَقْبُوْى  
 مِنْ السَّائِلِ )) قُلْتُ اِنَّهُ وَرُسُوْلُهُ اُعْتَمُ قَالَ  
 (( اِنَّهُ جَزِيْلٌ اَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِيْنََكُمْ ))

لہ نوئی نے کہا اس حدیث سے یہ بات نہیں نکلتی ہے کہ امویہ کی کج منبری چا کر ہے اور جن لوگوں نے استدلال لیا اس امر پر اس حدیث سے تعجب ہوتا ہے۔ اس لئے کہ جو چیز قیامت کی نشانی ہو اس کا حرام یا حلال ہونا ضروری نہیں۔ کیونکہ اسے اپنے اپنے مکان بتانا مدت بہت کمنا، پچاس پچاس عورتیں رکھنا حرام نہیں حالانکہ وہ بھی قیامت کی نشانیاں ہیں۔ یعنی دیبا کی حالت میں ایک بڑا انقلاب ہو گا کہ جو لوگ مفلس فلاحی بھوکے تھے وہ امیر و مالدار ہو جائیں گے اور جو امیر و مالدار تھے وہ مفلس و محتاج ہو جائیں گے۔ اگرچہ ایسے انقلاب دنیا میں بڑی جگہوں سے کئی بار ہو چکے ہیں پر قیامت کے قریب وہ ساری دیبا میں ہونگے اور اب تک جو ہوئے وہ دنیا کے ایک ایک حصہ میں ہوئے۔ جیسے دوسری روایت میں ہے کہ قیامت کے قریب کثرت و خون بہت ہو گا اور قساوت ہو جائے گا۔ محضوں نے کہا کہ مراد ان ننگوں کنگالوں سے عرب کے لوگ ہیں اور یہ ایک پیشین گوئی تھی ان کے لیے کہ اسلام کو حرق ہوگی اور عربوں کی شوکت پر چھگی اور وہ عجمی اور غربت سے نکل کر مالدار اور امیر بن جائیں گے۔ پھر ایسا ہی ہوا کہ آپ کی وفات کے تھوڑی مدت بعد ایران اور روم اور مصر فتح ہوئے اور عرب کے لوگ ممالک ہو گئے تھے

فرمایا: حسان یہ ہے کہ تو خدا کی عبادت کرے اس طرح دل لگا کر جیسے تو اس کو دیکھ رہا ہے اگر اتنا نہ ہو تو یہی سبھی کہ وہ تجھ کو دیکھ رہا ہے۔ پھر وہ شخص بولا بتائیے مجھ کو قیامت کب ہوگی؟ آپؐ نے فرمایا: اس کو جس سے پوچھتے ہو وہ خود پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔ وہ شخص بولا: تو مجھے اس کی نشانیاں بتلائیں؟ آپؐ نے فرمایا: ایک نشانی یہ ہے کہ کوئی اپنی بی بی کو جنے گی۔ دوسری نشانی یہ ہے کہ تو دیکھے گا تنگوس کو جن کے پاؤں میں جو تانہ تھا، تن کو کپڑا نہ تھا، کنگال بڑی بڑی عمارتیں ٹھونک رہے ہیں۔ راوی نے کہا پھر وہ شخص چلا گیا میں بڑی دیر تک ٹھہرا رہا اس کے بعد آپؐ نے مجھ سے فرمایا: اے عمر! تو جانتا ہے یہ پوچھنے والا کون تھا؟ میں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: وہ جبریلؑ تھے تم کو تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔

۹۳- اس سند سے بھی یہ حدیث مروی ہے کچھ الفاظ کی کمی اور بیشی کے ساتھ۔

۹۴- عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْقَرٍ قَالَ لَمَّا نَكَلَمْتُمْ مَعَهُ بِمَا نَكَلَمْتُمْ بِهِ هِيَ شَأْنُ الْقَدْرِ أَنْكَرْنَا ذَلِكَ قَالَ فَخَجَجْتُ أَنَا وَحُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْجَبَرِيُّ حَقَّةً وَسَأَلُوهُ الْحَدِيثَ بِمَعْنَى حَدِيثِ كَهْمُسٍ وَاسْنَادِهِ رَوَاهُ بَعْضُ رِوَاةٍ وَتَقْصِيَانِ أَخْرَفَ.

یہ ترجمہ ہے: حضرت علیؑ اور بعض شخصوں میں گفت مل گیا یعنی بہت دیر تک چپ رہے۔ ایورڈ اور تردی کی روایت میں ہے میں دن کے بعد حضرتؑ سے ملے۔ لیکن یہ بظاہر مخالف ہے ایورڈ پر یہ کہ روایت کے کہ وہ شخص بیٹھ سو کر چلا آپؐ نے فرمایا اس کو جلاؤ۔ لوگ دوڑے تو وہاں کسی کو نہ پایا۔ اس وقت رسول اللہؐ نے فرمایا یہ جبریلؑ تھے۔ اور ممکن ہے تو فیق اس طور پر کہ حضرت عمرؓ اس وقت مجلس سے اٹھ کر چلے گئے ہوں تو آپؐ نے اور لوگوں سے اسی وقت کہا ہو اور حضرت عمرؓ سے تین دن کے بعد۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان اور اسلام اور احسان سب دین میں داخل ہے۔

اور یہ حدیث علوم اور معارف کی بہت سی قسموں پر مشتمل ہے بلکہ اصل ہے اسلام کی جیسے ہم نے قاضی عیاض سے نقل کیا اور کچھ فائدے اس کے اوپر مذکور ہوئے۔ ایک فائدہ اس کا یہ بھی ہے کہ جب اہل مجلس کو کسی بات کا علم ہو تو ان کو معلوم کرانے کے لیے پوچھنا درست ہے تاکہ سب وقف ہو جاویں۔ دوسرا یہ ہے کہ عالم کو بہت نرمی کرنا چاہیے پوچھنے والے کو اچھی طرح سے جواب دینا چاہیے کہ اس کی نفی ہو جائے۔



۹۵۔ یحییٰ بن عمر رضی اللہ عنہ اور حمید بن عبد الرحمن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ملے اور ہم نے ان سے تقدیر کے مسئلہ کا ذکر کیا اور ان باتوں کا بھی جو لوگ اس بارے میں کر رہے تھے تو انہوں نے یہی حدیث بیان کی جو گذر چکی ہے چند الفاظ کی کمی بیشی کے ساتھ۔

۹۵۔ عن یحییٰ بن عمر وحمید بن عبد الرحمن قال قیلنا عبد اللہ بن عمر قد کثر تقدیرہم یقولون ید فاقتمص الحلیث کنحو حدیثہم عن عمر رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقہ ظنی من رباۃ وقد نقص منہ شیء

۹۶۔ یہ حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۹۶۔ عن یحییٰ بن یعفر عن ابی عمر عن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم یحکو حدیثہم باب الایمان ما ہو و بیان خصالہ

### باب ایمان کی حقیقت اور اس کے خصال کا بیان

۹۷۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن لاگوں میں برآمد ہوئے آستین میں ایک شخص آیا اور بولا یا رسول اللہ! ایمان کسے کہتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا ایمان یہ ہے کہ تو یقین کرے دل سے اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر۔ اور اس سے مٹے پر اور اس کے پیغمبروں پر اور یقین کرے چھپے جی اٹھنے پر پھر وہ شخص بولا یا رسول اللہ! اسلام کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تو اللہ جل جلالہ کو پوجے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے اور قائم کرے تو فرض نماز کو اور دیوے تو رکعت کو جس قدر

۹۷۔ عن ابی ہریرۃ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یومئ باراً بالناس عانۃ رجلاً ھذا ید رسول اللہ ما الذعان قال (( ینؤمن باللہ وملائکۃ وکتابہ ورفاقہ ورسولہ یتؤمن بالبعث الآخر )) قال یا رسول اللہ ما الاسلام قال (( الاسلام ان تعبد اللہ ولا تشوک بہ شیئاً وتقیم الصدقات المکترۃ وتؤدي الزکاة المفروضۃ وتصوم رمضان ))

۹۷۔ خدا سے مناد ہونے کے ساتھ ہی ہو جاتا ہے اور چھپے جی اٹھنے سے مراد قیامت کا اٹھنا ہے۔ بعضوں نے کہا خدا سے ملنا صاحب کتاب کے بعد ہو گا لیکن میں نے سے خدا کا دیدار مراد نہیں کیا بلکہ وہ خاص لوگوں کو ہو گا۔ (نودی) یعنی خدا کے برابر کسی کو نہ سمجھئے نہ قدرت میں نہ قہر میں نہ عبادت میں نہ دعا میں بلکہ پوجے تو خدا ہی کو پوجے مانگے تو خدا سے مانگے، سو خدا کے سب کو عاقل و غافل خیال کرے۔ اگرچہ بعض بندوں کا اور غلاموں کا پروردگار سے بہت درجہ بلند کیا ہے اور ان کو بہت کچھ سرفراز فرمایا ہے پر خدا کے سامنے وہ بندے اور غلام ہی ہیں۔ البتہ بندوں میں ان کو امتیاز ہے۔ یہ سب چیزیں عبادت میں داخل ہیں مگر چونکہ یہ چیزیں عبادت میں اعلیٰ درجے کی تھیں اس لیے ان کو علیحدہ بیان کیا اور بعضوں نے کہا عبادت سے مراد سیرت الہی ہے اور انرا ہے اس کی وحدانیت کا نماز میں قید لگانے کی فرض کی اس لیے کہ مسلمان ہونے کے لیے صرف مرض کا ادا کرنا کافی ہے، سُنن اور مستحبات بالذکر لازم نہیں۔ اسی طرح نفل صدقات کا دینا لازم نہیں اور قائم کرنے سے نماز کے یہ مراد ہے کہ ہمیشہ پابندی کے ساتھ اس کو پڑھے یا سب شرائط اور ارکان کے ساتھ اس کو پورا کرے۔ آنحضرتؐ کے زمانے میں عرب اور ہند اور روم اور مصر اور ایران میں ایک طرح کی تہذیب اور شاہی تھی اور پورے یعنی فرنگستان کے لوگ بالکل وحشی جاہل و انوار جانوروں کی طرح

فرم سے اور وزے رکھے رمضان کے۔ پھر وہ شخص بولا یا رسول اللہ! حسان کہے کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا تو عبادت کرے اللہ کی جیسے تو اسے دیکھ رہا ہے اگر تو اس کو نہیں دیکھتا (یعنی تہا ستغریٰ نہ ہو اور یہ درجہ نہ ہو سکے) تو تھا تو ہو کہ وہ تھے۔ کچھ رہا ہے۔ پھر وہ شخص بولا یا رسول اللہ! قیامت کب ہوگی؟ آپ نے فرمایا جس سے پوچھتے ہو قیامت کا وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا لیکن اس کی نشانیاں میں تجھ سے بیاں کرتا ہوں۔ جب لوٹھی اپنے مالک کو بتے تو یہ قیامت کی نشانی ہے اور جب بٹے بدن انگٹے پاؤں پھر نے دے تو گ مردار بنیں تو قیامت کی نشانی ہے اور جب بکریاں یا بھیریں چراے واے بڑی بڑی حویلیاں بنادیں تو یہ بھی قیامت کی نشانی ہے۔ قیامت اس پانچ چیزوں میں سے ہے جس کو کوئی نہیں جانتا سوا حد کے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پر بھی ”اللہ ہی جانتا ہے قیامت کو اور اتار تا ہے پانی کو اور جانتا ہے جو کچھ ماں کے رحم میں ہے (یعنی زیادہ) اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ کس ملک میں رہے گا۔ اللہ ہی جانتے دارا اور خبردار ہے۔“ راوی نے کہا پھر وہ شخص پیچھ موز کر چلا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کو پھیر لے آؤ۔ لوگ چھ اس کو پینے کو لیکن وہاں کچھ نہ پایا۔ (یعنی اس شخص کا نشان بھی نہ ملا) تب آپ نے فرمایا یہ جبریل تھے تم کو دین کی باتیں سکھانے آئے تھے۔

۹۸۔ یہ حدیث اس سند سے بھی مروی ہے اور ”اب“ کے بجائے ”بعل“ کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔

رَسُولُ اللَّهِ مَا لِلْإِحْسَانِ دَرٌ (( أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنَّكَ إِنْ لَمْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ )) قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَتَى السَّاعَةُ قَالَ (( مَا الْمَسْئُورُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ وَلَكِنْ مَا حَدَّثَكَ عَنْ أَشْرَاطِهَا إِذَا وَلَدَتْ الْآلَمَةُ رَتْهَا فَذَاكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا وَإِذَا كَانَتْ الْغُرَاءُ الْعُمَدَةُ رَعُوسَ النَّاسِ فَذَاكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا وَإِذَا تَطَاوَلَ رِجَاءُ النَّبِيِّ فِي النَّبِيَّاتِ فَذَاكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا فِي خَضْبٍ لَمْ يَغْلُظْهُنَّ إِلَّا اللَّهُ )) سَمَّ نَحْنُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ أَلَّهِ عَجْدَةً عَنْهُ السَّاعَةُ وَتَمَرَّلَ النَّعِثُ وَتَغَنَّمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَعَسَ مَا ذَا نَكْصِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي مَعْنَى بَأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ قَالَ ثُمَّ تَذَرِ الرَّجُلُ مَقَامَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( رُدُّوْا عَلَيَّ الرَّجُلَ )) فَأَحْبَسُوا يَرُدُّوهُ مِمَّنْ يَرَوْنَ سَيِّئًا مِمَّا رَسُوهُ لَلَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( هَذَا جَبْرِيلُ جَاءَ لِيَعْلَمَ النَّاسَ دِيَهُمْ ))

۹۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشْرٍ حَدَّثَنَا أَبُو حِثَّانٍ النَّبَخِيُّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّ بِي رَوَاهُ (( إِذَا وَلَدَتْ الْآلَمَةُ بِغَلْهَا بِغِي السَّرَادِي ))

۱۱۔ طرح تھے۔ خصوصاً اکلینڈ کے لوگ اور روم کے لوگ تو انسانیت سے بہت ٹھوڑا حصہ رکھتے تھے اور چالوروں کی طرح جھاڑوں اور پہاڑوں میں رہتے تھے۔ ان میں بادشاہت یا ملک دوسری کا بلکہ بالکل تھا۔ اب ہمارے رہائے میں چند روئے انہی وحشی لوگوں سے دو ترقی کی ہے کہ تمام دنیا کے حاکم اور سردار بن بیٹھے ہیں۔ پس شاید یہ بھی قیامت کی نشانی ہو اور یہی مراد ہو اس حدیث سے۔



۹۹ عَنْ نَبِيِّ مُرْزُوقَةٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ  
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 ((سَلَوِي)) فَهَابَهُ أَنْ يَسْأَلَهُ مَخَافَةَ رَجُلٍ  
 جَلَسَ عِنْدَ رُكْبَتِهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا  
 الْبَسْتُكُمْ قَالَ (( لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ شَيْئًا ))  
 وَنَسِيبُكُمْ (( لَصْنَانِ وَتُؤْخِي بَوَكَّةً وَتَصُومُ  
 وَصُطَّانَ )) قَالَ صَدَقْتَ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
 مَا الْإِيمَانُ قَالَ (( أَنْ تُؤْمِنَ بِاللَّهِ وَبِعِبَادَتِهِ  
 وَبِكِتَابِهِ وَلِقَائِهِ وَرُسُلِهِ وَتُؤْمِنَ بِالْبَيْعِ  
 وَتُؤْمِنَ بِالْفَقْدِ كُلِّهِ )) قَالَ صَدَقْتَ قَالَ يَا  
 رَسُولَ اللَّهِ مَا الْإِحْسَانُ قَالَ (( أَنْ تَحْسِبَ  
 اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَهَلْكَ إِنْ لَا تَكُنْ تَرَاهُ  
 فَإِنَّهُ يَرَاكَ )) قَالَ صَدَقْتَ قَالَ يَا رَسُولَ  
 اللَّهِ مَنِ تَقُومُ السَّاعَةَ دَلَّ (( مَا الْمَشْهُورُ  
 عَلَيْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ الْمَسْأَلِ وَسَأَحَدْتُكَ عَنْ  
 أَشْرَاطِهَا إِذَا رَأَيْتِ الْعُرَاةَ تَذُرُّنَّاهَا فَذَلِكَ  
 مِنْ أَشْرَاطِهَا وَإِذَا رَأَيْتِ الْحُمَاقَةَ لُغَرَاةَ  
 الصَّمِّ الْبِكَمِ فَبُوكِ الْأَرْضِ فَذَلِكَ مِنْ  
 أَشْرَاطِهَا وَإِذَا رَأَيْتِ رِغَاءَ النَّهْمِ يَنْطَلِقُونَ  
 فِي الْأَسْبَابِ فَذَلِكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا فِي خَمْسٍ  
 مِنَ الْغَيْبِ يَغْلِبُهُنَّ إِلَّا اللَّهَ )) ثُمَّ هَرَأَ أَنَّ  
 اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُرَرُّ الْغَيْبُ وَيَقْلُمُ  
 مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا يَذُوقِي مَعْنَى مَا  
 تَكْتُمُ عَنْ رَمَا يَذُوقِي مَعْنَى بَأْتِي أَرْضِي  
 تَمُوتُ أَنْ يَخْلُقَ عَيْمَ حَبِيرٍ  
 قَالَ ثُمَّ قَامَ الرَّجُلُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

۹۹ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پوچھو مجھ  
 سے دین کی باتیں جو ضروری ہیں البتہ بے ضرورت پوچھنا منع ہے۔  
 لوگوں نے خوف کیا پوچھنے میں (یعنی ان پر رعب آپ کا چھا گیا) تو  
 ایک شخص آیا اور آپ کے گھٹنوں کے پاس بیٹھا اور بول یا رسول اللہ!  
 سلام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے  
 اور نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دیوے اور رمضان کے روزے رکھے۔  
 وہ بولا کچھ کہا آپ نے۔ پھر اس نے کہا یا رسول اللہ! ایمان کیا ہے؟  
 آپ نے فرمایا یقین کرے تو اللہ پر اور اس کی کتابوں پر اور اس سے  
 ملنے پر اور اس کے پیغمبروں پر اور یقین کرے تو جی اٹھنے پر مرنے  
 کے بعد اور یقین کرے تو پوری تقدیر پر۔ وہ بول کچھ کہا آپ نے پھر  
 بول یا رسول اللہ! احسان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ سے ڈرے جیسے  
 تو اس کو دیکھ رہا ہے۔ اگر تو اس کو نہیں دیکھتا تو وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔  
 وہ بولا کچھ کہا آپ نے۔ پھر بولا یا رسول اللہ! قیامت کب ہوگی؟  
 آپ نے فرمایا جس سے پوچھتا ہے وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں  
 جانتا۔ البتہ میں تجھ سے اس کی نشانیاں بیان کرتا ہوں۔ جب تو  
 لونڈی کو دیکھے (یا عورت کو) وہ اپنے مالک اور میاں کو جے تو یہ  
 قیامت کی نشانی ہے اور جب تو دیکھے ننگے پاؤں ننگے بدن بھروس  
 کو گلوں (یعنی احمق اور نادانوں کو) وہ بادشاہ ہیں ملک کے تو یہ  
 قیامت کی نشانی ہے اور جب تو دیکھے بکریاں چرانے والوں کو بڑی  
 بڑی عمارتیں بنارہے ہیں تو یہ قیامت کی نشانی ہے۔ قیامت غیب  
 کی پانچ باتوں میں سے ہے جن کا علم کسی کو نہیں سوا خدا کے۔ پھر  
 آپ نے یہ آیت پڑھی اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ خَيْرٌ مِّنْ كُلِّ  
 اللّٰهِ کے پاس ہے قیامت کا علم اور برساتا ہے پانی اور جاتا ہے جوہاں  
 کے پیٹ میں ہے اور کوئی نہیں جانتا کل کیا کرے گا اور کوئی نہیں  
 جانتا کس ملک میں مرے گا پھر وہ شخص کھڑا ہوا اور چلا۔ رسول اللہ  
 ﷺ نے فرمایا اس کو بلاؤ میرے پاس۔ لوگوں نے ڈھونڈا تو کہیں نہ

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( زُذُوهُ عَنِّي فَاتَّبِعْهُ فَلَنَّمْ  
يُجْذُوهُ )) فقال رسول الله صلى الله عليه  
وسلم (( هَذَا جِبْرِيلُ أَرَادَ أَنْ تَعْلَمُوا بِذَلِكَ لَمْ  
تَسْأَلُوا ))

بَابُ بَيَانِ الصَّلَوَاتِ الَّتِي هِيَ أَخَذُ  
أَرْكَانَ الْإِسْلَامِ

۱۰۰- عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَفِيْفٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُ يَقُولُ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ بِابْنِ قُرَاشٍ  
مُسَمَّى ذُرَيْجَةَ صُورُهُ رَجُلًا نَفَقَةً مَا يَقُولُ حَتَّى  
ذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ  
هُوَ يَسْأَلُ عَنْ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( خَمْسٌ صَلَوَاتٌ لِي الْيَوْمَ  
وَالْغَلَّةُ )) فَقَالَ هَلْ عَلَيْكَ غَيْرُهُ قَالَ (( لَا  
إِلَّا أَنْ تَطْلُوعَ وَحَيْثُ شَهْرٌ وَمِصْرَانِ )) فَقَالَ  
هَلْ عَلَيْكَ غَيْرُهُ فَقَالَ (( لَا إِلَّا أَنْ تَطْلُوعَ ))  
وَذَكَرَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

پایا اس کو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ جبریل تھے۔ انھوں نے چاہا  
تم کو علم ہو جاوے جب تم نے نہ پوچھا۔ (یہی تم سے سوال نہ کیا)  
عرب میں آگئے تو حضرت جبریلؑ آدمی کے ہمیں میں آئے اور  
ضروری باتیں پوچھ کر گئے تاکہ تم کو علم ہو جائے۔

باب: نمازوں کا بیان جو اسلام کا ایک رکن ہے

.. طلحہ بن عفیف اللہ سے روایت ہے ہمدانوں (نجد عرب میں  
ایک ملک ہے) میں سے ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا  
جس کے بال پریشان تھے اس کی آواز کی گنگناہٹ سنی جاتی تھی  
لیکن سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کیا کہتا ہے یہاں تک کہ وہ رسول اللہ  
ﷺ کے نزدیک آیا۔ تب معلوم ہوا کہ وہ اسلام کے بارے میں  
پوچھتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دن رات میں پانچ نمازیں  
ہیں۔ دو بولالان کے سوا میرے اوپر اور کوئی نماز ہے؟ آپ نے  
فرمایا نہیں مگر یہ کہ تو نفل پڑھنا چاہے اور رمضان کے روزے ہیں۔  
وہ بولا مجھ پر رمضان کے سوا اور کوئی روزہ ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں  
مگر یہ کہ تو نفل روزہ رکھنا چاہے پھر آپ نے اس سے زکوٰۃ کا بیان  
کیا۔ وہ بولا مجھ پر اس کے سوا اور کوئی چیز ہے؟ فرمایا نہیں مگر یہ کہ تو

(۱۰۰) یہی سوال پانچ نمازوں کے اور کوئی نماز فرض نہیں ہے بلکہ سنت ہے یا مستحب۔ وتر کی نماز اور عید کی نماز اور گھن کی نماز سب  
سنت ہیں اور جو کوئی ان کو واجب کہتا ہے اس پر یہ حدیث حجت ہے۔ وہ کہتا ہے کہ شاید اس وقت تک وتر اور عید کی نماز واجب نہ ہوئی ہوگی مگر یہ  
صرف احتمال ہے

رمضان کے سوا کوئی روزہ فرض نہیں مگر یہ کہ تو نفل روزہ رکھنا چاہے تو تھا کار روزہ رمضان کا روزہ ہے اور ظہار وغیرہ کے کفاروں  
میں روزہ مستحب نہیں اور حیرانوں سے کفارہ ادا ہو سکتا ہے۔

بولا زکوٰۃ کے سوا مجھ پر اور کوئی چیز ہے؟ فرمایا نہیں مگر یہ کہ تو نفل زکوٰۃ کے لیے صدقہ دینا چاہے۔ تو صدقہ فقرا واجب ہے اور جو  
واجب کہتے ہیں وہ خیال کرتے ہیں کہ اس وقت تک واجب نہ ہوا ہوگا۔

اس شخص کے داہیں جاتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ حدیث میں نہ ان سے زیادہ کروں گا نہ ان میں کی کروں گا آپ نے فرمایا ارادہ پائی اس  
سے اگر سچا ہے۔ یعنی اگر بھلا یاں سب باتوں کو اور کی نہ کی ان میں جیسے نہ ان سے کہتا ہے تو آخرت میں نہایت پادے گا اپنی سزا کو پہچنے گا اور جو  
زیادہ کیا ان سے تو اور بہتر ہے اس کے لیے۔

الرَّحِمَةُ فَقَالَ عَنْ أَبِي غَيْرَ قَال (( لَ بَلَّ أَنْ تَطْلُوعِ )) مَا قَادَتِ الرَّجُلُ وَهُوَ يَقُولُ وَاللَّهِ لَ يُرِيدُ عَلَى عَدَا وَلَا تُعَصِّرُ مِنْ عَدَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ( اَفْلَحَ ابْنُ صَدَق ))

۱۰۹- عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَتِيبَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا الْحَدِيثِ بِخَوِّ حَدِيثِ مَالِكٍ غَيْرَ أَنَّهُ مَا عَمَّالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( اَفْلَحَ وَأَبِيهِ ابْنُ صَدَقِ أَوْ دَعَلَ الْجَنَّةَ وَأَبِيهِ ابْنُ صَدَقِ ))

نفل ثواب کے لیے عذر دینا چاہیے۔ راوی سے کہا پھر وہ شخص پینچ موڑ کر چلا اور کہتا چلتا تھا خدا کی قسم میں نے اس سے زیادہ کروں گا نہ ان میں سے کسی کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مراد پائی اس نے اگر سچا ہے۔

۱۰- طلحہ بن عبید اللہ سے وہ نبی سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے جیسے اوپر گمراہی اتنا فرق ہے کہ جب اس شخص نے کہا قسم خدا کی میں اس میں نہ کسی کروں گا نہ نبی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نجات پائی اس نے قسم اس کے باپ کی اگر سچا ہے یا جنت میں جائے گا قسم اس کے باپ کی اگر سچا ہے۔

۱۱- اس مقام پر یہ اعتراف ہوتا ہے کہ دین کے ارکان اور اعمال اور بھی ہیں پھر اس شخص سے یہ کیوں کہا اس سے زیادہ نہ کروں گا؟ جواب اس کا یہ ہے کہ بخدا کی قسم میں نے اس کو شریعت کی باتیں بتائیں اور وہ کہتا جاتا تھا قسم خدا کی جس قدر اللہ نے مجھ پر فرض کیا ہے میں اس میں کسی چیز نہ کروں گا تو فرض میں اور دین کی باتوں میں سب ضروری ارکان اور اعمال آگئے اور فرائض اور سنتیں کا اور کرنا حکمت کے لیے ضروری نہیں کو ہمیشہ کے لیے سنتوں کا ترک کرنا برا ہے اور ایسے شخص کی کوئی قبول نہ ہوگی پردہ گنہگار نہیں ہو سکتا اور نجات ضرور پانے گا اور اس حدیث میں حج کا ذکر نہیں اور بعض روایتوں میں روزه کا ذکر نہیں کسی میں رکوع کا ذکر نہیں۔

تاسی عین میں لے کہا کہ یہ راویوں کا قصور ہے جیسا کسی کو یاد رہا دیا اس نے بیان کیا اور چونکہ یہ روایت اللہ کی قبول ہے تو سارے اعمال اور ارکان جو سب روایتوں کے دیکھے سے معلوم ہوئے ہیں ضروری ٹھہرے۔ بعض روایتوں میں ناسیہ یا یعنی غزیرہ واروں سے سلوک اور محبت کرنا اور مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ لے کرنا بھی احکام کے ارکان میں سے بیان کیا ہے اور احتمال ہے کہ آنحضرت سے موقع اور فعل دیکھ کر جو ارکان جس قسم کے لیے زیادہ ضروری ہوں وہی بیان کئے ہوں اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ارکان کو جن کی فرضیت ان کو معلوم ہو جائے خواہ بیشتر سے معلوم نہ تھی بچہ لائیں۔ واللہ اعلم

(۱۱) ۱۱- اس حدیث میں حضرت سے قسم کھالی اس کے باپ کی حالانکہ دوسری حدیث میں ہے جو شخص قسم کھانا چاہے تو اللہ تعالیٰ کی قسم بھائے اور ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ منع کرتا ہے تم کو باپ و دادوں کی قسم کھانے سے؟ جواب اس کا یہ ہے کہ حضرت کا یہ فرمانا بطریق عادت اور نیکی کلام کے تھا کیونکہ عرب کے لوگ باتوں میں اس قسم کی کھانا کرتے ہیں نہ بطور حلف کے جس میں تعظیم کسی کے نام ہی مقصود ہوتی ہے۔ ورنہ مشابہ کرنا اس کا اللہ جل جلالہ سے سا تھ۔ یہی جو ب صحیح ہے اور بعضوں نے کہا نہ یہ اس وقت ہو گا جب خدا کے سوال اور کسی کی قسم کھانا منع تھا اور صحیح یہ ہے کہ قسم کھانا اللہ کے نام اور کسی کی اس لیے منع ہوئی ہے کہ خدا کے ساتھ کسی اور کو برہنہ کیا جائے یعنی جیسے خدا کے نام کی عظمت اور بڑائی دل میں ہے وہ کسی اور کی۔ اور نہ کسی اور کے نام کی قسم کو پورا کرنا ایسا لارم اور ضروری سمجھا جوتے جیسے خدا کے نام کی قسم کو پورا کرنا کسی اور کو ایسا بڑا اور بزرگ سمجھ کر جیسے خدا کو سمجھتا ہے اس کی قسم کھانے تو وہ شخص مشرک ہو جائے گا اور جو ایسا سمجھے۔ صرف بطور نیکی کلام عادت کے بطور عموماً کسی کی قسم کھانے تو وہ مشرک نہیں ہے مگر چونکہ مشابہ ہے مشرکوں کے افعال کے اس سے بھی پرہیز کرنا بہتر ہے اور یہی مقصد ہے رسول اللہ کا جو آپ سے فرمایا جو قسم کھاوے کسی اور کی سوئے خدا کے اس نے شرک کیا۔

## بَابُ السُّؤَالِ عَنْ أَرْكَانِ الْإِسْلَامِ

۱۰۶- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَيْءٍ مَكَانٍ يَفْعَلُهُمَا أَنْ يَحْيِيَ الرَّجُلُ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ الْفَاعِلُ فَيَسْأَلَهُ وَيَسْأَلُ سَمْعُ مَخَاءِ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ أَتَانَا رَسُولُكَ فَرَعِمْنَا أَنْتَ تَرْعِمُنَا إِنَّ اللَّهَ أَرْسَلَكَ قَالَ (( صَدَقَ )) قَالَ مَعْنَى حَقِّ السَّمَاءِ قَالَ اللَّهُ قَالَ مَعْنَى حَقِّ الْأَرْضِ قَالَ (( اللَّهُ )) هَا هُنَّ نَصَبُ هَذِهِ الْجِبَالِ وَجَعَلَنِي فِيهَا مَا جَعَلَ فَإِنَّ اللَّهَ قَالَ قِبَالِي عَلَى السَّمَاءِ وَخَلَقَ الْأَرْضَ وَنَصَبَ هَذِهِ الْجِبَالِ اللَّهُ أَرْسَلَنِي قَالَ (( بَعَثَ )) قَالَ وَرَعِمَ رَسُولُ اللَّهِ أَنْ عَلَيْنَا حَقْمَ صَلَوَابٍ فِي يَوْمِنَا وَلَيْلَتِنَا

## باب اسلام کے ارکان کو پوچھنے کا بیان

۱۰۶- انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ہم کو ممانعت ہوئی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ پوچھنے کی تو ہم کو اچھا معلوم ہوتا کہ جنگل کے رہنے والوں میں سے کوئی شخص آئے مگر سمجھ دار ہو، آپ سے پوچھے اور ہم سنیں۔ تو جنگل کے رہنے والوں میں سے ایک شخص آیا اور کہنے لگا اے محمد! آپ کا بیٹی ہمارے پاس آیا اور کہنے لگا آپ کہتے ہیں کہ اللہ نے آپ کو بھیجا ہے۔ آپ نے فرمایا اس اہلچلنی نے سچ کہا۔ وہ شخص بول تو آسمان کس نے پیدا کیا؟ آپ نے فرمایا اللہ نے۔ پھر اس نے کہا پہاڑوں کو کس نے کھڑا کیا اور ان میں جو چیزیں ہیں وہ کس نے پیدا کیں؟ آپ نے فرمایا اللہ نے۔ تب اس شخص نے کہا قسم ہے اس کی جس نے آسمان کو پیدا کیا اور زمین بنائی اور پہاڑوں کو کھڑا کیا اللہ تعالیٰ نے سچ سچ آپ کو بھیجا؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ پھر وہ شخص بولا آپ کے اہلچلنی نے ہم سے کہا کہ ہم پر پانچ نذریں فرض ہیں ہر دن اور رات میں۔ آپ نے فرمایا اس نے سچ کہا۔ وہ شخص بولا قسم ہے اس

(۱۰۶) اللہ جل جلالہ نے فرمایا ایہا الدین امنوا لاتسئلوا عن اشیاء ان تبدلکم فسرکم۔ خیر تک یعنی بے ایمان والو است پوچھو بہت چیزیں اگر تم پر کلیں تو تم کو بری لگیں اور اگر پوچھو گے جس وقت قرآن اترتا ہے تو کوہلی جائیں گی اللہ نے ان سے درگزر کی ہے اور اللہ بخشتا ہے غفل والے۔ ایسی باتیں پوچھ چکے ہیں کچھ لوگ تم سے اس پر عمل کرو جو فرمایا اس کو معاف جانو تاکہ دین آسان رہے اور جہنم ہر بات کا جو بڑے تو دین تنگ ہو جائے گا پھر عمل نہ کر سکو گے جیسے اگلے لوگ نہ کر سکے پھر کفر کی رکبیں بتائیں کہ پوچھنے کی حاجت نہیں جو اللہ سے۔ فرمایا ہو ہے اصل ہے اور اسی طرح ہے قاعدہ باتیں پوچھنی۔ کسی نے پوچھا میرا باپ کون تھا میری عورت کھڑکیس کس طرح ہے؟ اگر خلیفہ ہر بات کا جواب دے تو شاید ہر جواب دے اور ڈیڑھ سال ہو۔ (موضح القرآن) تفسیر فتح البیان فی مقاصد القرآن میں امام عالی مقام مولانا سید محمد صدیق حسن خان بہادر لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کثرت سوال سے منع کیا اس لیے کہ کبھی بے حاجت سوال کرنے سے ایک امر جو واجب تھا واجب ہو جاتا ہے اور بخلاف ما اور مسلم نے انس سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ نے خطبہ پڑھا ایسا کہ کبھی کسی نے ایب خطبہ نہ سنا تھا ایک شخص بولا میرا باپ کون تھا؟ اس وقت یہ آیت اتری۔ بخاری نے بن عباس سے بھی ایسی روایت کیا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ پوچھنے والے عبد اللہ بن حذافہ تھے۔ اس نے پوچھا میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا میرا باپ حذافہ ہے۔ ابن عباس نے ابو ہریرہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ نے خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ اللہ نے تم پر پانچ فرض کیا ہے۔ ایک شخص کھڑا ہوا اور بولا کیا ہر سال بارہا رسول اللہ! آپ چپ رہے۔ اس نے تین بار یہی پوچھا۔ جب آپ نے فرمایا اگر میں ہاں کہتا تو حج ہر سال فرض ہو جاتا پھر تم اس کو اللہ نہ کر سکتے۔ جو بات میں یہاں نہ کروں تم بھی اس کو چھوڑ دو یعنی نہ کرو

قَالَ (( صَدَقَ )) قَالَ مِثْلُهَا أُرْسِلَتْ إِلَيْهِ  
أَمْرًا بِهِ قَالَ (( نَعَمْ )) قَالَ وَرَغِمَ  
رَسُولُكَ أَنْ عَلِمَ رَكْعَةً فِي أَمْرَانَا قَالَ  
(( صَدَقَ )) قَالَ مِثْلُهَا أُرْسِلَتْ إِلَيْهِ  
أَمْرًا بِهِ قَالَ (( نَعَمْ )) قَالَ وَرَغِمَ  
رَسُولُكَ أَنْ عَلِمَ صَوْمَ شَهْرِ رَمَضَانَ فِي  
سِتْمَا قَالَ (( صَدَقَ )) قَالَ مِثْلُهَا أُرْسِلَتْ  
إِلَيْهِ أَمْرًا بِهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ

کی جس نے آپ کو بھیجا کیا اللہ نے آپ کو ان نمازوں کا حکم کیا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ پھر وہ شخص بولا آپ کے اپنی نے کہا کہ ہم پر ہمارے مالوں کی زکوٰۃ ہے آپ نے فرمایا اس نے سچ کہا وہ شخص بولا قسم اس کی جس نے آپ کو بھیجا ہے اللہ نے آپ کو زکوٰۃ کا حکم کیا ہے آپ نے فرمایا ہاں۔ پھر وہ شخص بولا آپ کے اپنی نے کہا ہم پر رمضان کے روزے فرض ہیں ہر سال۔ آپ نے فرمایا اس نے سچ کہا۔ وہ شخص بولا قسم اس کی جس نے آپ کو بھیجا اللہ نے آپ کو ان روزوں کا حکم کیا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ پھر

ظہر پر چھو اس لیے کہ تم سے پہلے جو لوگ تھے وہ جہاد ہوئے اسی بہت پر پہننے کی وجہ سے اور اختلاف کرنے سے اپنے عقیدوں پر۔ جب میں تم کو کسی بات سے منع کروں تو اس سے بچو اور جب کسی بات کا حکم کروں تو اس کو بجالاؤ جہاں تک تم سے ہو سکے اور یہ آیت اسی باب میں مرقی۔ بخاری اور مسلم نے سعد بن ابی وقاص سے روایات کیا کہ لوگ ایک چیز کو پوچھتے جو غلام ہوتی اور پوچھتے پھر پوچھتے یہاں تک کہ وہ شے حرام ہو جاتی جب حرام ہو جاتی تو اس کو کرنے لگتے۔ ابن منذر نے روایت کیا کہ رسول اللہ نے فرمایا سب سے بڑا گناہ اس مسلمان پر ہے جس نے پوچھا ایک شے کو اور وہ حرام ہے نہی پھر اس کے پوچھنے سے حرام ہوئی اور ابن جریر اور ابن منذر اور حاکم نے ابو ظہرہ شہمی سے روایت کیا کہ رسول اللہ نے فرمایا اللہ نے حدیں یا نذرانے ہیں پھر اس سے آگے مت بڑھو اور (میں بتا دے) ہیں ان کو اور اگر وہ حرام کر دیا ہے جن چیزوں کو ان کو مت نہ دو اور جن باتوں کو نہیں چاہو کیا ان کو وہ عموماً نہیں بلکہ رحمت ہے اس کی تمہارے اوپر تو چپ ہو اور ان کی بحث مت کرو۔ صحیح اگرچہ یہ ممانعت ہے فائدہ سوال کرنے سے اور بکار مردوں کے پوچھنے سے حتیٰ اور یہ مطلب حضرت کا یہ تھا کہ لوگ ایمان کی باتیں اضروہ کی کام دین کے نہ پوچھیں کیونکہ ان باتوں کے بتلانے کے لیے تو خود حضرت ہیجے لگتے تھے پر صحابہ کرامؓ اور بعض وقت پوچھنے کی بات کو بھی نہ پوچھتے اور منتظر رہتے کہ کوئی پانا اقف شخص سے اور وہ پوچھے تو ہم بھی سن لیں اور سمجھ لیں۔

پہلے اس شخص سے حد کی بابت دریافت کیا پھر رسالت کی تصدیق کی بعد اس کے اعمال کو دریافت کیا۔ یہ ترتیب نہایت عمدہ ہے اور یہ ایک کافی قرینہ ہے اس بات کا کہ وہ پوچھنے والا اگرچہ جنگی تھا پر عاقل اور سمجھدار تھا۔ ابن الصلاح نے کہا کہ اس حدیث میں دلیل ہے ان لوگوں کے لیے جو مقلدین عوام کا ایمان درست جانتے ہیں اس لیے کہ عوام کو بھی یقین حاصل ہوتا ہے اور شک اور وہ مذہب نہیں رہتا ہر خلاف معتزہ کے کہ وہ مقلد کے ایمان کو صحیح نہیں سمجھتے اور یہ حدیث جنت ہے ان پر کیونکہ آپ نے ان کے ایمان کو ہائز رکھا اور یہ نہیں کہا کہ تجھ کو ان باتوں پر یقین کرنے کے لیے دلیل اور معجزہ دکھانا ضروری ہے۔ معتزلہ یہ کہتے ہیں کہ گو مقلد کا اعتقاد مضبوط ہوتا ہے پر اس کی مضبوطی پر بھروسہ نہیں ہو سکتا اس لیے کہ اس سے بغیر دلیل کے ایک آدمی کی بات کو مان لیا ہے اور اگر کوئی دوسرا اس میں شک دال دے تو اس کا اعتقاد چٹ سکتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جب تک اس کو شک پیدا نہ ہو اس وقت تک تو اس کا ایمان صحیح ہے کیونکہ وہ برابر ہے تحقیق کے ایمان کے جس سے دلائل میں غور کر کے حاصل کیا ہے۔ اب مقلد لقب حدائے مرد جل ہے وہ چاہے تو ایمان پر ثابت رکھے چاہے تو ذکر لگائے۔ بڑے بڑے عقل و وسوس میں پڑ کر گمراہ ہو گئے ہیں اور مقلد کا موجب ہو گئے ہیں۔ اگرچہ اس میں کچھ شک نہیں کہ اعلیٰ درجہ تحقیق کا ہے اور چہاں تک تحقیق ممکن ہو تھیں کی رہ چلا بہتر نہیں نہ تقلید میں کچھ ملاوت اور مذللہ ہے پر اس حوالے کو دینی سمجھتے ہیں جو تحقیق ہیں۔

وہ شخص بولا آپ کے اونچی نے کہا کہ ہم پر بیت اللہ کا حج فرض ہے جو کوئی راہ چھنے کی حالت رکھے۔ (یعنی خرچ راہ اور سواری ہو اور راستہ میں امن ہو) آپ نے فرمایا اس نے سچ کہا۔ یہ سن کر وہ شخص پیٹھ سوز کر چلا اور کہنے لگا قسم ہے اس کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا وغیرہ کر کے بھیجا میں ان باتوں سے زیادہ کروں گا نہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر سچا ہے یہ تو جنت میں جائے گا۔

۱۰۳۔ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ قرآن میں ہمیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرنے سے منع کر دیا گیا تھا۔ بانی حدیث وہی ہے

باب بیان اس بیان کا جس سے آدمی جنت میں جائے گا اور بیان اس بات کا کہ حکم بجالانے والے جنت میں جائے گا ۱۰۴۔ ابی ایوب (خالد بن زید) انصاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سفر میں جا رہے تھے تنے میں ایک جنگلی بیاڑی آڑے آکر سہ کی اونٹنی کی رسی یا ٹکیل پکڑ کر کہا یا رسول اللہ ﷺ یا یوں کہلایا محمد! مجھے وہ چیز بتلائیے جو مجھے جنت کے نزدیک اور جہنم سے دور کرے؟ آپؐ یہ سن کر رک گئے اور اپنے اصحاب کی طرف دیکھا پھر فرمایا اس کو بوفی دی گئی یا ہدایت کی گئی (یعنی خدا نے اس کی مدد کی اور اس بات کے پوچھنے کی حالت دی۔ تو میں کہتے ہیں نیک بات

وَرَعِمَ رَسُولُكَ أَنَّ عَلِيًّا خَجَّ إِلَيْكَ مَنْ سَمِعَ إِلَيْهِ سَيْدًا مَرَّ (صدق) قَالَ ثُمَّ رَأَى قَاتِلَ وَالِدَيْهِ يَبْعَثُ بِالْحَقِّ لَا أُرِيدُ غَنِيَّهُمْ وَلَا أَقْصُرُ مِنْهُمْ فَقَالَ السَّيِّئُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَيْتَ صَدَقَ لِيَدْخُلُوا الْجَنَّةَ))

۱۰۳۔ عَنْ أَبِي كَثِيرٍ نَحْنَا فِي الْقُرْآنِ أَنْ سَأَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَيْءٍ وَسَأَلَ الْحَدِيثَ بِيْنَهُ  
بَابُ بَيَانِ الْإِيمَانِ الَّذِي يُدْخِلُ بِهِ الْجَنَّةَ وَأَنْ مَنْ تَمَسَّكَ بِمَا أَمَرَ بِهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ

۱۰۴۔ عَنْ أَبِي أَيُّوبٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي سَفَرٍ فَأُحْدِثَ مَحْطَمٌ نَاقَهُ أَوْ بِرَمَامِهَا ثُمَّ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَوْ يَا مُحَمَّدُ أَخْبِرْنِي بِمَا يُعَمِّرُنِي مِنَ الْجَنَّةِ وَمَا يُبَاعِدُنِي مِنَ النَّارِ قَالَ عَكَفَ السَّيِّئُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَظَرَ فِي أَصْحَابِهِ ثُمَّ قَالَ رَدَّ لَقَدْ

ظن امام نوویؒ نے کہا اس حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ ایک شخص کی خبر معتبر ہے اور اس پر عمل کرنا چاہیے۔ جب ہوا آپؐ نے دین کی باتیں بتلانے کے لیے ایک اونٹنی روٹھ گیا اور یہ شخص جو آیا تھا اس کا نام معلوم میں خلیفہ تھا۔ قاضی عیاضؒ نے کہا ظاہر یہ ہے کہ یہ شخص مسلمان ہو کر آیا تھا مگر اسلام کی باتوں کو صحیحی طرح تحقیق کرنے کے لیے حضرتؐ سے خود پوچھ لیا۔ حاکم ابو عبد اللہ نے کتاب المعربہ میں کہا کہ یہ حدیث وہیل ہے اس بات کی کہ عوا، عاصب کرنا جا رہے کیونکہ اس شخص نے پہلے تو باتیں دین کی اونٹنی کے دھبے سے سنی تھیں پھر وہ واسطہ نکال کر خود حضرتؐ سے سننے کو آیا۔

(۱۰۳) اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اگر چلتے چلتے بھی کوئی شخص دین کی بات پوچھے تو خبر ماننی ہے اور اس کو بتانا چاہیے اور دین کی بات بتانے میں علم ہوئے ہوئے سستی کرنا بات ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ جو کون چپ ہو رہے تو بات سے وہ کوٹکا شیطانی ہے۔

کی قدرت دیئے کو اور حذرانِ بری بات کی قدرت دے (آپؐ نے (اس جنگل سے) فرمایا تو نے کیا کہا؟ اس نے پھر وہی کہا۔ (یعنی مجھ کو وہ بات بتائیے جو جنت کے نزدیک کرے اور جہنم سے دور) تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کو پوج اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر اور ادا کر نماز اور دے زکوٰۃ پور نالتے کو ملا (یعنی عزیزوں، رشتہ داروں کے ساتھ سلوک کر اگر وہ برائی کریں یا ملامت ترک کریں تو تو نیکی کر اور اس سے ملتا رہ) چھوڑ دے اور غنی کو۔ (کیونکہ اب تیرا کام ہو گیا)

۱۵۵- یہ حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

وَأَقْرَبُ أَزْوَاجَهُمْ هَدِيَّةً قَالَ (( كَيْفَ قُلْتُ )) قَالَ مَأْعَادَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( تَعْبُدُ اللَّهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ وَتُرِي الزَّكَاةَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ دَعِ الشَّافَةَ ))

۱۵۵- وَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَحَدَّثَنَا الرَّحَضِيُّ بْنُ بَشِيرٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَهُْيَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غُثَالٍ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَوْهَبٍ وَالْبُؤُوفُ عُثْمَانُ أَمَّهُمَا سَمِعَا مُوسَى بْنَ طَلْحَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ هَذَا الْحَدِيثِ

۱۵۶- عَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ذُنُوبِي عَمِي عَمَلِي أَعْمَلُهُ يُذَيِّبُنِي مِنَ الْجَنَّةِ وَيَتَأْبَعُنِي مِنَ النَّارِ قَالَ (( تَعْبُدُ اللَّهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ وَتُرِي الزَّكَاةَ وَتَصِلُ ذَا رَحِمَتِكَ )) فَلَمَّا أُذْهِرَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( إِنْ تَصَلَّكَ بِمَا أَمَرَ بِهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ )) رَوَاهُ أَبُو أَبِي شَيْبَةَ (( إِنْ تَصَلَّكَ بِهِ ))

۱۵۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ أَعْرَابِيًّا جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ يَا

۱۵۶- ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہنے لگا مجھے کوئی ایسا کام بتلائیے جو مجھے جنت کے قریب اور جہنم سے دور کر دیوے؟ آپؐ نے فرمایا وہ کام یہ ہے کہ تو اللہ کو پوجے اور کسی کو شریک نہ کرے اور نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دے اور نالتے کو ملا دے۔ جب وہ پیٹھ بھیر کر چلا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ ان باتوں پر چلا جن کا حکم کیا گیا یا میں نے جن کا حکم کیا تو جنت میں جائے گا۔

۱۵۷- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک گنوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہنے لگا یا رسول اللہ

(۱۵۷) شاید اللہ عزوجل نے آپؐ کو ایسا کر دیا ہو گا کہ یہ شخص سرورِ صحت میں جائے گا کیونکہ یہ ان کاموں کو بجالائے گا اور ہمیشہ کرے گا یہاں تک کہ اس کا خاتمہ بخیر ہو گا۔



رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى عَلَى عَمِّهِ إِذَا عَمَّته دَخَلَتْ  
الْجَنَّةَ قَالَ (( تَعْبُدُ اللَّهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا  
وَتَقِيْمُ الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ وَتُؤَدِّي الزَّكَاةَ  
الْمَفْرُوضَةَ وَتَصُومُ (مَصَانِ) )) قَالَ وَكَتَبِي  
نَفْسِي يَدِهِ لَا أُرِيدُ عَلَى هَذَا شَيْئًا أَبَدًا وَلَا  
أَنْقُصُ مِنْهُ مِلَّةً وَتَوَلَّى قَدَارَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( مِنْ سَرَّةٍ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ  
مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى هَذَا ))

بَابُ مَنْ قَامَ عَلَى الْإِيمَانِ وَالْشَّرَائِعِ

دَخَلَ الْجَنَّةَ

۱۰۸- عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الثُّعْمَانُ بْنُ قُوَيْلٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ  
اللَّهِ أَرَأَيْتَ إِذَا صَلَّيْتُ الْمَكْتُوبَةَ وَحَرَمْتُ  
الْحَرَامَ وَأَخْلَلْتُ الْخَلْعَانِ الْأَذْنُفُ الْجَنَّةَ فَقَالَ  
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( بَعْدَ ))  
۱۰۹- عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ الثُّعْمَانُ بْنُ قُوَيْلٍ يَا  
رَسُولَ اللَّهِ بِعْثِيهِ وَرَأَاةٍ بِهِ وَلَمْ أَرِدْ عَلَى ذَلِكَ  
شَيْئًا

۱۱۰- عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَرَأَيْتَ إِذَا صَلَّيْتُ  
الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوبَاتِ وَصُمْتُ وَمَصَانِ  
وَأَخْلَلْتُ الْحِلَالَ وَحَرَمْتُ الْحَرَامَ وَلَمْ أَرِدْ عَلَى  
ذَلِكَ شَيْئًا أَذْخُلُ الْجَنَّةَ قَالَ بَعْدَ قَالَ وَاللَّهِ لَا  
أُرِيدُ عَلَى ذَلِكَ شَيْئًا

صلی اللہ علیہ وسلم! مجھ کو بتلائیے کوئی ایسا کام جس کے کرے  
سے میں جنت میں چلا جاؤں؟ آپ نے فرمایا وہ کام یہ ہے کہ  
پوچھے تو اللہ کو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے اور قائم  
کرے تو نماز کو اور (پوچھے زکوٰۃ جو فرض ہے اور رمضان کے  
روزے رکھے۔ وہ شخص جو احکم اس کی جس کے ہاتھ میں میری  
جان ہے میں نہ اس سے زیادہ کروں گا نہ اس سے کم۔ تب وہ پیچہ  
کر چلا۔ آپ نے فرمایا جو خوش ہو اس بات سے کہ وہ جنتی کو  
دیکھے تو اس کو دیکھے۔

باب. ایمان اور شریعت کا پابند جنت میں

جائے گا

۱۰۸- جابر سے روایت ہے کہ ثعمان بن قویل رسول اللہ ﷺ  
کے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! اگر میں فرض نماز اور  
کروں اور حرام کو حرام سمجھوں اور اس سے باز رہوں اور حلال کو  
حلال سمجھوں اگرچہ اس کو نہ کروں تو میں جنت میں جاؤں گا؟  
آپ نے فرمایا ہاں۔

۱۰۹- یہ حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۱۱۰- جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا میں اگر فرض نمازوں  
کو ادا کروں اور رمضان کے روزے رکھوں اور حلال کو حلال  
سمجھوں اور حرام کو حرام سمجھوں اس سے زیادہ کچھ نہ کروں تو جنت  
میں جاؤں گا؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ وہ شخص جو احکم خدا کی میں  
اس سے زیادہ کچھ نہ کروں گا۔

## نابُ یَیاں اَرْکانُ الْإِسْلَامِ وَدَعَائِمِهِ الْعِظَامُ

## باب اسلام کے بڑے بڑے ارکان اور ستونوں کا بیان

۱۱۱- عَنْ أَنَسٍ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (يُيَا الْإِسْلَامُ عَلَى خُمُسَيْنِ عَلَى أَنْ يُوَحِّدَ اللَّهُ وَاقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَحَبِىَّاهُ رَمَضَانَ وَالْحَجَّ) فَقَالَ رَجُلٌ أَلْحَجُّ وَصِيَامُ رَمَضَانَ قَالَ لَا صِيَامُ رَمَضَانَ وَالْحَجُّ فَكَيْدٌ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۱۱۱- عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبیؐ سے سنا آپؐ نے فرمایا اسلام بنیاد گیا ہے پانچ چیزوں پر یعنی پانچ ستونوں پر اسلام کھڑا ہے۔ (یہ تشبیہ ہے اسلام کو ایک گھر کی مانند سمجھو) حجت جس میں پانچ کھمبے ہوں اللہ جل جلالہ کی توحید، نماز کو قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، رمضان کے روزے رکھنا، حج کرنا، ایک شخص بولا حج دور رمضان کے روزے۔ (یعنی حج کو پیسے کیا اور روزوں کو بعد) اس عمرؓ نے کہا رمضان کے روزے اور حج میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا اسی سنہ۔

۱۱۲- عَنْ أَنَسٍ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (يُيَا الْإِسْلَامُ عَلَى خُمُسَيْنِ عَلَى أَنْ يُعْبَدَ اللَّهُ وَيُكْفَرَ بَعْدَ دُونِهِ وَاقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَحَجَّ لَيْلَتِهِ

۱۱۲- عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسلام پانچ ستونوں پر کھڑا کیا گیا ہے۔ ایک یہ کہ اللہ ہی کی عبادت کی جائے اور اس کے سوا تمام جھوٹے خداؤں کا انکار کیا جائے دوسرے نماز پڑھنا، قیصرے زکوٰۃ دینا، حج کرنا،

(۱۱۱) سنہ ۱۱۱ء میں حضرت عمرؓ نے یہ روایت سن کر فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ پھر انھوں نے اس شخص پر کیسے انکار کیا اس کا جواب نہ ملتا تھا۔ یہاں تک کہ انھوں نے یہ حدیث کو رسول اللہ سے سنا ایک بار بھدیم صوم اور ایک بار بھدیم حج پر اس شخص کے سامنے دلا۔ یہ حدیث نقل کی جو بھدیم صوم بھی وہی اس نے حج کو پہلے کیا تو اس نے عزت اس پر نکال دیا کہ تو اس بات کو کیا جانے حضرتؓ نے یہ فرمایا بھدیم صوم اور اس سے یہ بات نہیں نکلی کہ انھوں نے دوسری طرح سے یہ روایت سن لی اور خیال ہے کہ اس عمرؓ اس وقت بھدیم حج کی روایت کو فراموش کر گئے ہوں اس لیے انھوں نے نکال دیا پھر یاد پڑی تو اس کو روایت کیا۔ ملاحظہ فرمائیے کہ ابن عمرؓ کی روایت اس ترتیب سے دلائل کرتی ہے اس بات پر کہ اسلام عرب میں ترتیب کے سے قائم ہے اور یہ مدہب ہے بہت سے فقہائے شافعیہ اور بعض نحوویں کا لیکن جو لوگ دلو سے ترتیب نہیں نکالتے جیسے جہور کا قول ہے اور وہی محدث ہے وہ کہتے ہیں کہ ابن عمرؓ کا یہ انکار اس لیے تھا کہ وہ ترتیب کو متفق ہی ہے بلکہ اس لیے کہ رمضان کے روزے عید میں فرض آئے اور حج عید کے بعد میں فرض ہو تو وہ کو پہلے ذکر کرنا مناسب ہے پھر اللہ ﷻ کی روایت بالمشافہ ہے اور اس میں تعریف ہو ہے تقدیم اور تاخیر سے۔

نوی نے کہا ابن الصلاح کی یہ تقریر مسلم میں کیونکہ وہ اس روایت میں حج ہیں اور دونوں میں مناقات نہیں اور اس قسم کا احتمال روایات میں ہے فائدہ تو زیادہ ہے اگر تاہم اور بوجہ اسرا کی کتاب عربی علی صحیح مسلم میں انکار ابن عمرؓ کا صیام کی تقدیم پر نقل کیا ہے اور یہ برعکس ہے مسلم کی روایت کے۔ لیکن ابن الصلاح نے کہا کہ یہ روایت مسلم کی روایت کا مستند نہیں کر سکتی۔ نوی نے کہا خیال ہے کہ یہی صحیح ہو اور شاید یہ اقتداء دہرہ پیش آیا ہو۔ واللہ اعلم (نوی)

وصوم رمضان))

پانچویں رمضان کے روزے رکھنا۔

۱۱۳- عن عبد اللہ بن عمر قال قال عبد اللہ بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یبوی المسلم علی خمس شهادة أن لا إله إلا الله وأن محمداً عبده ورسوله وإقام الصلاة وإيتاء الزكاة وحج البيت وصوم رمضان

۱۱۳- عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسلام بتایا گیا ہے پانچ چیزوں پر ایک تو گواہی دینا اس بات کی کہ کوئی سچا معبود نہیں سوا خدا کے اور حضرت محمد ﷺ کے بندے ہیں اور اس کے پیچھے ہوئے دوسرے نماز قائم کرنا، تیسرے زکوٰۃ دینا، چوتھے حج کرنا خانہ کعبہ کا پانچویں رمضان کے روزے رکھنا۔

۱۱۴- عن طاووس أن رجلاً قال لعبد اللہ بن عمر رضى الله عنه أک تعرفو فقال بئس سمعت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم یقول (( إنا لیسلم نبی علی خمس شهادة أن لا إله إلا الله وإقام الصلاة وإيتاء الزكاة وحج البيت وصوم رمضان وحج البيت ))

۱۱۴- طاووس سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر سے ایک شخص نے کہا کہ تم جہاد کیوں نہیں کرتے؟ انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے اسلام کے پانچ عقیم (ستون) ہیں ایک تو گواہی دینا اس بات کی کہ کوئی معبود برحق نہیں سوائے خدا کے دوسرے نماز پڑھنا، تیسرے زکوٰۃ دینا، چوتھے رمضان کے روزے رکھنا، پانچویں خانہ کعبہ کا حج کرنا۔

باب الأمر بالإيمان بالله تعالى ورسوله صلی اللہ علیہ وسلم وشرائع الدين والدعاء إليه والسؤال عنه وحفظه وتبليغه من لم يبلغه

باب اللہ ورسول اور دینی احکام پر ایمان لانے کا حکم کرنا اور اس کی طرف لوگوں کو بدانا، دین کی باتوں کو پوچھنا، یاد رکھنا اور دوسروں کو پہنچانا۔

۱۱۵- عن ابن عباس سے روایت ہے کہ عبد القیس کے والد رسول اللہ

(۱۱۳) جب دور جہاد اس قسم کا رہی کہ ہر مسلمان کو اس کا کرنا ضروری ہو بلکہ جہاد فرض کفایہ ہے اگر بعضوں نے کیا تو سب کی طرف سے اکرام جاتا رہا۔ البتہ اگر کوئی نہ کرے تو سب کے سب گنہگار ہو گئے۔ یہ اس وقت ہے جب جہاد میں سب مسلمانوں کے شریک ہونے کی ضرورت رہے ہو اور جو جہاد کر رہی ہو وہ دشمن کے مقابلہ کے لیے کافی ہو اور جب کافر یوم کرویں دور جہاد کرنے والے ان کے مقابل سے عاجز ہوں تو اس وقت سب پر جہاد فرض ہو جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ اہل عمر رسول اللہ کے ساتھ جہاد میں شریک ہو چکے تھے پھر یہ واقعہ اس وقت کا ہو گا جب وہ بڑھے ہو گئے یا اور کسی عذر سے ان کو جہاد میں جانے کی طاقت نہ ہو گی یہ وہ قدر کا وقت ہو گا جب کہ خود مسلمان ایک دوسرے سے لڑ رہے تھے۔ ایسے وقت میں تو گھر بیٹھ رہنا بہت عمدہ ہے۔

(۱۱۵) جو وفد کہتے ہیں ان لوگوں کو جو یک جماعت یا قوم کی طرف سے منتخب ہو کر بھیجے جاویں کسی ضروری کام کے واسطے بادشاہ یا اور بڑا کسی سردار کی طرف اور عبد القیس ایک شخص کا نام ہے جس کی امداد کو ہی عبد القیس کہتے ہیں اور یہ ایک شاعر ہے ربيعة کی جو ایک بڑا قبیلہ تھا عرب میں یہ لوگ رسول اللہ کے پاس آئے تھے یہودہ سوار تھے جس کا سردار لڑنے والی عصری تھا اور ان لوگوں میں تھے مرید بن مالک بخاری اور عبیدہ بن لہی

قَالَ قَدِمْتُ وَفَدْتُ عِنْدَ انْقِصَابِ عَلِيٍّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ هَذَا الْحَيُّ مِنْ رِبْعَةٍ وَقَدْ حَالَتْ بَيْنَ وَبَيْنِكَ مَعْرُوفٌ هَلَّا نَحْتَصِرُ إِلَيْكَ بِأَنْ هِيَ شَهْرُ الْحَرَمِ مَشْرُوفٌ بِأَمْرِ بَعْضٍ لَهُ وَذَعْوُ

ﷺ کے پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ! ہم ربيعہ کے قبیلہ میں سے ہیں اور ہمارے اور آپ کے بیچ میں معمر کے کافر راک ہیں (معمر بھی ایک قبیلہ کا نام ہے۔ اس کے لوگ کافر تھے اور وہ عبد القیس اور مدینہ کے بیچ میں رہتے تھے عبد القیس کے لوگوں کو آئے نہ دیتے تھے) اور ہم آپ تک نہیں آسکتے مگر حرام مہینے میں۔

اللہ عام بخاری اور صحاح ابن عباس مری اور عروہ بن عروہ صری اور حارث بن شیبہ صری اور حادث بن جندب اور ہانی لوگوں کا نام معلوم نہیں ہو ان لوگوں کے آئے کا یہ سبب تھا کہ مقدمہ بن حارث ایک شخص تھا جو اکثر مدینہ منورہ میں تجارت کے لیے آیا کرتا تھا طبیعت کے ساتھ میں ایک بار وہ چادریں اور کھجوریں بھر (ایک ہستی کا نام ہے) سے مدینہ میں لے کر آیا اس وقت رسول اللہ مکہ سے مدینہ ہجرت کر چکے تھے۔ مقدمہ راکش بیٹھا تھا کہ رسول اللہ احرار سے گزرے مقدمہ آپ کو کچھ کرانٹھ کھرا ہوا۔ آپ نے فرمایا مقدمہ تمہاری قوم کے سب لوگوں کا کیا حال ہے پھر آپ نے اس کی قوم کے بڑوں بڑوں میں سے ہر ایک کا نام کیا۔ مقدمہ یہ معجزہ دیکھ کر حیران ہو اور اسی وقت اسلام لایا اور سورہ فاتحہ اور اقراء نیکی پھر ہجرت کی طرف ہاتھ لگا رسول اللہ نے اس کے ساتھ ایک خط روئے کیا عبد القیس کے لوگوں اور وہ خط مقدمہ نے عبد القیس کے لوگوں کو جنک دیا اور اپنے پاس چھپا رکھا ایک بار مقدمہ کی بیوی جو شیخ صری کی بیوی تھی شیخ کا نام منذر بن منذر تھا لیکن حضرت نے اس کا نام شیخ رکھا (کیونکہ اس کی پیشانی میں چوٹ کا نشان تھا اس نے اپنے حادثہ کو نماز اور قرآن پڑھتے دیکھ کر اپنے آپ منذر سے س کا تذکرہ لیا اور یہ کہا کہ میرے حادثہ کا جب سے وہ بد سے ٹوٹ کر آیا ہے عجب حال ہو گیا ہے ہاتھ پاؤں دھو رہا ہے پھر ایک طرف (یعنی قبل کی طرف) منہ کر کے کھینچ بیٹھا کھاتا ہے (روکوع) کھینچ زمین پر گرنا ہے۔ (جدا) جب منذر اس کے حادثہ سے مدد اور دوسری باتیں ہوئیں تو شیخ کے دل میں اسامی کا خیال جم گیا اور وہ رسول اللہ کا خط لے کر اپنی قوم کے پاس آیا اور پڑھ کر سنایا۔ ان سب کا دل اسلام کی طرف متزلزل ہو اور انھوں نے ایک جماعت رسول اللہ کی طرف روانہ کی جس کا سر شیخ کو کیا۔ جب وہ مدینہ کے قریب پہنچے تو رسول اللہ نے صحابہ سے فرمایا تمہارے پاس عبد القیس کے لوگ آتے ہیں جو پورے دلوں میں سب سے بہتر ہیں اور ان میں شیخ بھی ہے وہ لوگ پھر لے والے نہیں۔ شک کر رہے تھے۔

دوسری روایت میں پانچ باتیں مذکور ہیں چار تو یہی توحید و رسالت و نماز و روزہ و زکوٰۃ و مال غنیمت میں سے پانچ باتیں حصہ کی (انجلی) اور ایک رمضان کے روزے۔ اور بخاری کی روایت میں بھی پانچ باتیں ہیں۔ اس مقام پر یہ اشکار ہوتا ہے کہ آپ نے چار باتیں فرمائیں اور کرکے پانچ کو علامہ نے۔ اس کا جواب کئی طرح سے دیا ہے سب سے ظاہر یہ ہے جو ان بظان نے کہا کہ اصل مقصود چار ہی باتیں تھیں یعنی توحید اور نماز اور روزہ و زکوٰۃ اور مال غنیمت کے عس کی زیادہ بتائی اس لیے کہ وہ لوگ کفار معمر کے قریب رہتے تھے اور ان کو جہاد کرنا پڑتا تھا اور شیخیں ملتی تھیں اور ابن الصلاح نے کہا و ان کو شوا کا عطف شهادة ان لا اله الا الله پر نہیں ہے تاکہ پانچ باتیں ہوں بلکہ اربع پر ہے۔ تو مطلب یہ ہو کہ میں تم کو حکم کرتا ہوں چار باتوں کا اور ایک اور بات کلام

(فرما میں تم کو منع کرتا ہوں وہ ہے اور حتم سے) حتم کی تفسیر میں علامہ کے کئی اقوال ہیں۔ صحیح یہ ہے کہ حتم کہتے ہیں بزرگ کی گھڑوں کو اور یہ تفسیر خود صحیح مسلم میں کتاب الاثر میں یوں ہریرہ سے منقول ہے اور یحییٰ لول ہے عبد اللہ بن مغفل اور کثر اہل لقت کا اور بعضوں نے کہا کہ حتم ہر ایک گھڑے (ٹھلیا) کو کہتے ہیں یہ عبد اللہ بن مراد سمیع بن جبیر اور ابو سلمہ کا قول ہے اور بعضوں نے کہا کہ حتم ایک قسم کے گھڑے ہیں جو مصر سے آتے ہیں وہ دونوں ہوتے ہیں اور یہ انس بن مالک اور ابن ابی حنیبل سے منقول ہے انھوں نے کہا کہ وہ لال ہوتے ہیں۔ بعضوں نے کہا کہ حتم لال رنگ کے گھڑے ہیں ان میں مصر سے شراب آیا کرتی تھی یہ حضرت عائشہ سے منقول ہے اور ابن ابی حنیبل سے

(عرب کے نزدیک چار چیزیں حرام تھیں یعنی دینقعد اور ذی لہجہ اور محرم اور محجب ان مہینوں میں وہ لوٹ مار نہ کرتے اور سہ فروس کو نہ ستاتے اس وجہ سے ان مہینوں میں مسافر سفر کیا کرتے اور بے کھنگے راہ چلتے) تو ہم کو کوئی ایک بات بتائے جس پر ہم عمل کریں اور اپنی طرف سے لوگوں کو بھی اس طرف بنادیں۔ آپؐ نے فرمایا میں تم کو حکم کرتا ہوں چار باتوں کا اور منع کرتا ہوں چار باتوں سے پھر یہاں کیا ان کو حکم کرتا ہوں کہ گواہی دو اس بات کی کہ کوئی معبود برحق نہیں سوا خدا کے اور حضرت محمدؐ اس کے پیغمبر ہوئے ہیں۔ در نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور منع کرتا ہوں دہاء سے (یعنی کھدو کے تو بے) اور حستہ سے (اور منیر سے) (جسی چوٹی پر تن سے ایک لکڑی کو لے کر اس کو کھود کر گڑھا سا بنا لیتے تھے) اور مقبر سے۔ خلف بن ہشام نے اپنی روایت میں اتنا زیادہ کیا کہ گواہی دینی اس بات کی کہ کوئی سچا معبود نہیں سوا خدا کے اور اشارہ کیا آپؐ نے انگلی سے ایک کا۔

بَابُ سَرِّ وَرَعٍ قَالَ (۱) أَمْرُكُمْ بِأَرْبَعٍ وَأَنْهَائِكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ الْإِيمَانُ بِاللَّهِ ثُمَّ فَسَّرَهَا لَهُمْ فَقَالَ شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَأَنْ تُؤْذُوا حُمْسَ مَا غَنِمْتُمْ وَأَنْهَائِكُمْ عَنِ الشُّبَّاءِ وَالْحَنْصَمِ وَالْخَفِيرِ وَالْخَفِيرُ (۲) رَأَى حَلْفَ بِي رَوَيْتُهُ ((شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَعَقْدَةُ وَاحِدَةً))

۱۔ لے کہا کہ طواف سے اس میں شراب آتی تھی اور کچھ لوگ من میں غیبی بنا کر لے جاتے تھے۔ بعضوں نے کہا کہ حنم وہ گڑے ہیں جو من اور بال اور خون سے بنتے ہیں اور یہ عطا سے منقول ہے۔ (نودی)

(فریادیں تم کو مقبر سے منع کرتا ہوں) مقبر مکہ سے نکلا ہے یعنی جس پر تن پر تار چڑھا ہو۔ قار (فت کو کہتے ہیں اور بعضوں نے کہا زنت ایک قسم ہے تار کی اور اس قول صحیح ہے کیونکہ ابن عمرؓ سے یہ سند صحیح منقول ہے کہ حضرت اور مقبر ایک چیز ہے اور قار اور زنت کو ہندی میں دھل کہتے ہیں۔ یہ جوال چاروں قسم کے برتنوں سے ممانعت کی اس سے مراد یہ ہے کہ ان برتنوں میں شراب نہ بنانا یعنی کھجور اور انگور نہ بھگوئے۔ اس لیے کہ ان برتنوں میں شراب تیار ہوا کرتی تھی اور نشہ ان میں جلدی پیدا ہو جاتا ہے اور چڑے میں شرب بھگونے کی ممانعت نہیں کیونکہ چڑا لطیف ہے۔ اس میں نشہ والی چیز نہیں چھتی بلکہ کڑوا تیز شرب سے پھٹ جاتا ہے اور یہ ممانعت بھی لاء اکل اسلام میں تھی پھر یہ وہ کی حدیث سے منسوخ ہو گئی۔ اس میں یہ ہے کہ میں نے تم کو منع کیا تھا شراب بھگونے سے سوا چڑے کے اور برتنوں میں لیکن اب بھگوؤ برتن میں اور نہ چڑا اس شراب کو جو نشہ لاوے۔ روایت کیا اس کو مسلم نے اور یہی قول ہے جمہور علماء کا اور خطاب نے کہا ہے کہ یہ ممانعت منسوخ ہو گئی اور ممانعت کی ایک ممانعت سے اس ممانعت کو قائم رکھا ہے اور یہی قول ہے احمد اور اسحاق کا ہے اور یہی منقول ہے عمر اور ابن عمرؓ۔ (نودی)

۱۱۶ عن أبي جحزة رضى الله عنه قال كنت أترجم بين يدي ابن عباس رضى الله عنهما وقيل الناس فأتته امرأة نسأله عن سيد الحر فقال إن وفد عبد القيس أتوا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم (( من أوفد أو من القوم )) قالوا ربيعة قال (( مرحبا بالقوم أو بالوفد غير حرانا ولا العدا )) قال فقالوا يا رسول الله إننا نأيتك من شقة نبيسة وإننا نأيتك من الشقي من كفار مصر وإننا لا نستطيع أن نأيت إلا في شهر الحرام فمرنا بأنر فصل نغير به من وراءنا ندخل به الحنة قال فأمرهم بأربع ونهاهم عن أربع قال أمرهم بالإيمان بالله وحده وقال (( هل تدرون ما الإيمان بالله )) قالوا الله ورسوله أعلم قال (( شهادة أن لا إله إلا الله وأن محمدا رسول الله وإقام الصلاة وإيتاء الزكاة وصوم رمضان وأن تؤدوا خمسنا من الغنم )) ونهاهم عن الدباء والخرق قال شعبة ورثنا

۱۱۶- ابو جحرہ (نصر بن عمران) روایت ہے کہ میں ابن عباسؓ کے سامنے ان کے اور لوگوں کے بیچ میں مترجم تھا (یعنی اردوں کی بات کو عربی میں ترجمہ کر کے ابن عباسؓ کو سمجھاتا) اتنے میں ایک عورت آئی جو آپ کو پوچھتی تھی گھڑے کی نیند کے بارے میں۔ ابن عباسؓ نے کہا عبد القیس کے وفد (وفد کے معنی اوپر گزر چکے ہیں) رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے آپؐ نے پوچھا یہ وفد کون ہیں یا یہ کس قوم کے لوگ ہیں؟ لوگوں نے کہا ربیعہ کے لوگ ہیں۔ آپؐ نے فرمایا مرحبا ہو قوم یہ وفد کو چونہ رسوا ہوئے نہ شرمندہ۔ (کیونکہ بغیر لڑائی کے خود مسلمان ہونے کے لیے آئے۔ اگر لڑائی کے بعد مسلمان ہوتے تو وہ رسوا ہوتے) لوٹ کر غلام بنائے جاتے مال لٹ جاتا تو شرمندہ ہوتے) ان لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم آپؐ کے پاس دور دراز سے سفر کر کے آتے ہیں اور ہمارے اور آپؐ کے بیچ میں یہ قبیلہ ہے مصر کے کافروں کا تو ہم نہیں آسکتے آپؐ تک مگر حرام کے مہینہ میں۔ (جب لوٹ مار نہیں ہوتی) اس لیے ہم کو حکم کیجئے ایک صاف بات کا جس کو ہم بتلاویں اور لوگوں کو بھی اور جاویں اس کے سبب سے جنت میں۔ آپؐ نے ان کو چار باتوں کا حکم کیا اور چار باتوں سے منع فرمایا۔ ان کو حکم کیا اللہ کی توحید پر ایمان لانے کا اور ان سے پوچھا کہ جانتے ہو ایمان کیا ہے؟ انھوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا ایمان گواہی دینا ہے اس بات کی کہ سوا اللہ کے کوئی عبادت کے لائق نہیں اور بے شک محمدؐ اس کے بھیجے ہوئے ہیں اور نماز کا قائم

(۱۱۶) ☆ ایک عورت نیند کے گھڑے کے بارے میں دریافت کرتی تھی یعنی منی کی منسوبی یا لڑائی یا گھڑے میں جو مجبور یا انحراف کا شریک بنایا جائے اس کا چنا کیا ہے؟ نووی نے کہا اس میں دلیل ہے اس بات کی کہ عورت ابھی اور غیر مردوں سے بات کر سکتی ہے اور ان کی آواز سن سکتی ہے اور ان کی آواز سن سکتے ہیں احتیاج کے وقت۔

مرحبا یک گھر ہے جس کو عرب کے لوگ طلاقات کے وقت بولتے ہیں یعنی جب کوئی ملے کو آتا ہے اس کا مطلب ہے کہ تم بھی جگہ آئے وسعت اور کشائش کی جگہ میں۔

مَا لَ التَّعْبِيرِ قَالِ شُعْبَةُ وَرَبَّنَا قَالَ الْمُفْضِرُ  
رَقَالَ « اَحْفَظُوا وَانْخَبِرُوا بِهِ مِنْ  
وَرَنَكُمْ » وَ قَالَ اَبُو بَكْرٍ فِي رَوَايَتِهِ  
« مِنْ وَرَاءَكُمْ » وَلَسَ فِي رَوَايَةِ  
الْمُفْضِرِ

کرنا اور رکوع دینا اور رمضان کے روزے رکھنا (یہ چار باتیں  
ہو گئیں اب ایک پانچویں بات اور ہے) اور غنیمت کے مال میں  
سے پانچویں حصہ کا ادا کرنا (یعنی جو کافروں کی لوٹ میں سے مال  
ملے اس میں سے پانچواں حصہ خدا اور رسول کے لیے نکالنا) اور  
منع فرمایا ان کو کدو کے توبے اور تبر لاکھی گھرے اور روغنی برتن  
سے شہبہ نے کبھی یوں کہا اور حقیر سے اور کبھی کہا حقیر سے۔  
(دونوں کے معنی لا پر گزر چکے ہیں) اور فرمایا اس کو یاد رکھو اور اس  
باتوں کی اس لوگوں کو بھی خبر دو جو تمہارے پیچھے ہیں۔ اور ابو بکر اس  
بلی شہبہ نے من و راء حکم کہا بدلے من و راء حکم کے (اور مطلب  
دونوں کا ایک ہے) اور ان کی روایت میں حقیر کا ذکر نہیں ہے۔

۱۱۷- عَنْ اَبِي عَبَّاسٍ رَحِمَہُ اللہُ غُثْمًا عَنْ  
السَّيِّدِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِهَذِهِ الْحَدِیثِ  
نَحْوُ حَدِیثِ شُعْبَةَ وَقَالَ « اَنْهَاكُمْ عَمَّا يُسَدُّ  
فِي الدُّبَاءِ وَالنَّصْرِ وَالْحَقِّمِ وَالْمَرْفُتِ » وَ رَاَ  
اَبُو مُغَاذٍ فِي حَدِیثِہِ عَنْ اَبِیہ قَالَ وَقَالَ  
رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِلْأَشْجَعِ  
أَسْحَ عِنْدَ الْقَيْسِ « اِنْ فِیْہِ خَصْلَتَانِ  
يُحِبُّہُمَا اللہُ الْجَلَمُ وَالْأَمَانَةُ »

۱۱۷- دوسری روایت بھی ابی عباسؓ سے اسی طرح ہے۔ اس میں  
یہ ہے کہ میں تم کو منع کرتا ہوں اس بنیڈ سے جو بھگوئی جاوے کدو  
کے توبے اور چوپی اور سبز لاکھی اور روغنی برتن میں۔ اس سجاد  
سے اپنی روایت میں اپنے باپ سے اتنا زیادہ کیا کہ رسول اللہ ﷺ  
عبدالقیس کے رُج سے (س کا نام مندر بن حارث بن زیاد تھا یا  
مندر بن عبد یا عانڈ بن منذر یا عبد اللہ بن عوف) فرمایا تجھ میں دو  
عادتیں ایسی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔ ایک تو عقل  
مندگی دوسرے دیر میں سوچ سمجھ کر کام کرنا جلدی نہ کرنا۔

۱۱۸- عَنْ قَنَادَةَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ حَدَّثَنَا  
مَنْ لَقِیَ الْوَفْدَ الْقَبِیْ فَدَمَوْا عَلَی رَسُولِ اللہِ

۱۱۸- قنادہ سے روایت ہے کہ مجھ سے یہ حدیث بیان کی اس شخص  
نے جو ملا تھا اس وفد سے جو رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے

(۱۱۷) رسول اللہ نے اس لیے فرمایا کہ جب عبدالقیس کے لوگ مدینہ میں پہنچے تو جنت پت رسول اللہ کے پاس آگئے مگر رُج سلاں کے  
پاس کھڑے رہے اور سب سہاں لکھا کیا اور لوٹ کو بائد معا پھر جگے کپڑے بدلے اس کے بعد آپ کے پاس آئے۔ آپ نے ان کو ہر ایک بلایا  
اور بے بازو کی طرف بھیجا پھر یہ فرمایا کہ حقیقت میں عقلمندی اور عیلمانی یہ دونوں صفتیں ایسی ہیں جو تمام خوبیوں کی جڑ ہیں۔ بعض آدمی عقلمند  
ہوتے ہیں لیکن جلد باز۔ ان سے بہت سی غلطیاں ہو جاتی ہیں پھر شرمندہ ہوتے ہیں۔ عموماً بات یہ ہے کہ جس کام کو کرنا چاہے پہلے اس میں  
خوب فکر کرے اور اس کے فائدوں اور نقصانوں پر نظر ڈالے پھر جب فائدے زیادہ معلوم ہوں اور اس کا انجام بھی اچھا ہو تو اس کو کرے۔  
اگر خود سے یہ کام نہ ہو سکے تو اور عقلمند دوستوں سے مشورہ کرے۔ حکماء نے کہا ہے کہ جو آدمی ہر کام کو خیال آتے ہی کر دیتا ہے اس میں ہر حال  
میں کچھ فرق نہیں۔ جانور کی عقل اسی قدر ہے کہ جو خیال آیا اسی طرف دوڑا فکر و تامل اور انجام بخیر کچھ نہیں۔





الْجَزْءَانِ)) قَالَ وَقَالَ سَيُّدُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَشْحَ عَنِ الْفَقِيرِ (( إِنَّ فَيْلَكْ لِحَصَلَتِي يَحْتُمَا اللَّهُ الْحَلَمَ وَالْأَنَاءَ ))

میں اس وقت ایک شخص موجود تھا (جس کا نام جہم تھا) اس کو اس نشہ کی بدولت ایک رخم لگ چکا تھا اس نے کہا کہ عیس میں اس کو چھپاتا تھا رسول اللہ ﷺ سے شرم کے مارے۔ میں نے کہا یہ رسول اللہ ﷺ کس برتن میں ہم شربت پئیں؟ آپ نے فرمایا جو چیز کے برتنوں میں مشکوں میں جن کا منہ بندھا جاتا ہے۔ (دوہری تسمیرے آلوگوں نے کہا اے نبی اللہ کے ہمارے ملک میں چوہے بہت ہیں وہاں چیزے کے برتن نہیں رہ سکتے آپ نے فرمایا جو چیزے کے برتنوں میں اگر چوہے ان کو کاٹ ڈالیں (یعنی جس طور سے ہو سکے چیزے ہی کے برتن میں ہیں۔ چوہوں سے حفاظت کرو لیکن ان برتنوں میں پینا درست نہیں کیونکہ وہ شراب کے برتن ہیں) ارادی نے کہا سوس اللہ ﷺ نے عہد النبی کے رنج سے فرمایا جھ میں دو حصتیں لگی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے ایک تو عقیقہ کی دوہری سہولت اور اطمینان، جلدی نہ کرنا۔

۱۱۹- یہ حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔ صرف سند اور چند الفاظ کا رد و بدل ہے۔

۱۱۹- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ وَدَّ عَنِ الْقَيْسِ نَسًا قَلَمُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَمِثِلُ حَدِيثَ أَبِي عَلِيَّةٍ عَنِ أَنَّ يَهُ (( وَتَدِيرُونَ فِيهِ مِنَ الْقَطِيعَةِ أَوْ التَّعْرِ وَالْمَاءِ )) وَلَمْ يَقُلْ قَالَ سَعِيدٌ أَوْ قَالَ مِنَ التَّعْرِ

۱۲۰- ابوسعید خدری سے روایت ہے عہد النبی کا وفد جب رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو کہنے لگائے نبی اللہ کے! اللہ ام کو آپ پر فدا کرے! کوئی شراب ہم کو درست ہے؟ آپ نے فرمایا فقیر میں نہ ہیں۔ انھوں نے کہا اے نبی اللہ کے! اللہ ہم کو آپ پر فدا کرے کیا

۱۲۰- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ وَدَّ عَنِ الْقَيْسِ نَسًا قَلَمُوا سَيُّدُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا يَا نَبِيَّ اللَّهِ جَعَلْنَا اللَّهُ بِبَدَاكَ مَاذَا يَصْلُحُ لَنَا مِنَ الْأَشْرِبَةِ فَقَالَ

(۱۲۰) دووی سے کہا اس حدیث سے (یعنی اس حدیث سے جو کئی روایوں سے مختلف طریقوں سے اپر روایت کی گئی ہے) بہت سے مسائل معلوم ہوئے جو چاہیے اور پر فدا ہوئے اور میں احتیاط سے ان کو یہاں بیان کرنا ہوں۔ ایک قورۃ سلو اور اثرات کی سفارت روتہ کرنا ضروری اور مبہم کاموں کے لیے۔ دوسرے سوال سے پہلے ہذر ظاہر کرنا۔ قیر سے مہمات اسلام اور نہ کان اسلام کا بیان سوانح کے اور اوپر ہم کہہ چکے ہیں کہ اس وقت تک سچ افس نہیں ہوا تھا۔ چونکہ عالم کا دھچکا دھچکا اور دل کے سمجھنے کے لیے کسی اور شخص سے جیسے بن عباس کے مترجم تھے

آپ جاتے ہیں تمیر کو؟ آپ نے فرمایا ہاں تمیر ایک لکری ہے جس کے بیچ میں کھود کر گڑھا کر لیے ہیں اور کدو کے توبے میں۔ پیو اور سیر لا لگی برتن میں نہ پیو اور پیو (چمڑے کی) مشکوں میں جس کا منہ ڈور کی یا تسم سے بندھا ہو۔

یاب لوگوں کو شہادتین کی طرف بلائے اور اسلام کے ارکان کا بیان

۲- اس عہد سے روایت ہے معا بن جبل نے کہا مجھ کو رسول اللہ ﷺ نے (یعنی کی طرف حاکم کر کے) بھیجا تو فرمایا تم ملو گے کچھ ہو کوں سے ہل کتاب کے تو بلاناں کو اس بات کی گواہی کی طرف کہ کوئی مجھ پر حق نہیں سوا خدا کے اور میں خدا کا بھیجا ہوا ہوں۔ (یعنی حضرت محمد) اگر وہ اس کو مان لیں تو بلا ناں کو کہہ بات کہ اللہ بے ہر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ اگر وہ اس کو مان میں تو اس کو یہ بات بتانا کہ اللہ تعالیٰ ہے ان پر زکوٰۃ فرض کی

(( لا تشرئو فی النقیہ )) قالوا یا سئی اللہ جعنا اللہ معاذک أو تدری ما النقیہ قال (( نعم النجدع بقبر وسطہ ولما فی الدباء وما فی الحسمہ وعلیکم بالموتی ))

باب الدُعَاءِ إِلَى الشَّهَادَتَيْنِ وَشُرَائِعِ الْإِسْلَامِ

۱۲۱- عَنْ أَنَسِ بْنِ عُبَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ مُعَاذًا قَالَ بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ (( إِنَّكَ تَأْتِي قَوْمًا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَادْعُهُمْ إِلَى شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّي رَسُولُ اللَّهِ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لَدَيْكَ فَأَعْلِمْنَهُمْ أَنَّ اللَّهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَبَيِّنْ لَهُمْ

وہ ابو مرثد تھے یا پھر میں ترجمہ ہوتی اور خبر میں ایک شخص کا قوس کافی ہوتا۔ مجھے مہمان کے لیے سہا کہنا اس کے خوش کرے کے لیے اس کی تعریف کرنا سہا تو یہ کہہ پر تعریف کرنا جب کہ اس میں غد کا خوف نہ ہو اور منہ پر تعریف کرنا یعنی مدح جو منع ہے وہ اسی وقت ہے جب کہ غد کا خوف ہو۔ اور خود رسول اللہ سے بہت سے مقاموں میں مدح ثابت ہے۔ آپ نے انہیں لکھانے کی حدیث میں یہ بکڑے فرما، تو اس لوگوں میں سے کس نے جو تکبر سے ایسا کام کرتے ہیں اور فرمایا ابو بکر است در 'مب لوگوں سے ریہہ احسان صحت اور مال کی وجہ سے مجھ پر تمیرا ہے اور جو میں کہ کو دوست بنانا (سوا خدا کے) تو ابو بکر کو بھانا اور کسی اعلیٰ بہت کی حدیثیں اور آثار منقول ہیں۔ انھوں نے پوچھنے والے پر غصہ کرنا اگر وہ کہے مجھ سے کھول کر یہاں کر دو۔ میں صرف در مصمان کا لفظ کہتا اور مست ہونا شہر در مصمان کہتا ضروری نہیں۔ دوسری عالم سے دوبارہ مجھے کے لیے پوچھنا۔ گیارہویں ناکید کرنا کلام کے ریہہ اثر دینے کے لیے۔ بارہویں یہ کہتا اور مست ہے کہ خدا مجھے تم پر قربیں اور خدا کرے ابھی مختصر۔

(۱۲۱) یعنی فوراً اللہ تک پہنچ جاتی ہے اور قوس ہوتی ہے۔ نووی نے کہا اس حدیث سے بہت اچھی نقلی ہیں قبول کرنا خبر خدا کا اور واجب ہونا عمل اس پر اور خدا کا واجب ہونا اس لیے کہ سوا رسول اللہ کی وفات سے چند روز پہلے میں کی طرف بھیجے گئے تھے پھر اگر تو واجب ہونا تو آپ اس کو بھی نمازوں میں شریک کرتے اور مستوں ہونا دعوت گزار کا طرف توحید کے جنگ سے پہلے اور حکم نہ ہونا اسلام کا جب تک سوا تین کارہاں سے قرار نہ کرے اور یہی نہ جب ہے اہل سنت کا اور واجب ہونا پچھل نمازوں کا ہر دن اور ست اور گناہ عظیم ہونا ظلم کا اور اسلام کا نصیحت کرنا ہے عاقلوں کو لہذا سے ڈرنے کے لیے اور ظلم سے بچنے کے لیے اور حرام ہونا گواہوں کر نے دے پر عدا مال چھانٹ لینا۔ اسی طرح صاحب مال پر برمال دینا اور زکوٰۃ دینا کا فر کو کہ مالدار کو اور استاد اس کیا ہے اس حدیث سے خطابی اور ہمارے اصحاب نے کہ ظہ



عَرَفُوا اللَّهَ فَأَخْبَرْنَاهُمْ أَنَّ اللَّهَ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خُمُسَ مِمَّا كَسَبُوا فِي يَوْمِهِمْ وَلَيْلَتِهِمْ فَبَدَا فَعَنُوا فَأَخْبَرْنَاهُمْ ثَلَاثَةَ فَرَضٍ عَلَيْهِمْ رِشْقًا تَوَاعُدًا مِنْ أَغْيَابِهِمْ فَتَوَدُّ عَلَى فَقَرِيهِمْ فَإِذَا أَطْعَمُوا بِهَا فَاخُذْ مِنْهُمْ وَتَوَقَّ كَرَامَتَهُمْ أَفْوَاهِهِمْ ))

نہدے اس پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں ہر رات وہیں میں۔ جب وہ یہ کرنے لگیں تو ان کو بلاؤ کہ اللہ عرویلے ان پر رکوعہ فرض کی ہے جو ان کے مالوں میں سے لی جائے گی پھر غنی کے فقیروں کو دی جائے گی۔ جب وہ یہ بھی ماں میں تو ان سے زکوٰۃ سے اور ان کے عہد مالوں سے بخا۔

باب جب تک لوگ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ نہ کہیں ان سے لڑنے کا حکم

بابُ الْأَمْرِ بِقِتَابِ النَّاسِ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ

۱۶۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا بَوَّيْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَخْلَفَ أَبَا بَكْرٍ بَعْدَهُ وَكَفَرُ مِنْ كُفْرٍ مِنْ

۱۲۳- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے جب رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی اور ابو بکر صدیق خلیفہ ہوئے اور عرب کے لوگ جو کافر ہونے تھے وہ کافر ہو گئے تو حضرت عمرؓ نے ابو بکرؓ سے کہا تم ان

یہ جو فرمایاں کے مال میں سے زکوٰۃ لے جائے گی اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی مسلمان زکوٰۃ نہ دے تو جہاں اس کے مال میں سے وصول کی جائے گی۔ اس میں اختلاف نہیں ہے مگر اختلاف اس میں ہے کہ آیا وہ باطنیہ و دین اللہ زکوٰۃ سے بری ہو گا یا نہ ہو گا۔ اس میں ہمارے اصحاب کے دو قول ہیں۔ (دوری)

(۱۲۳) خطبہ نے کہا جو لوگ اسلام سے پھر گئے تھے وہ دو طرح کے تھے۔ ایک تو وہ جو بالکل دین اسلام کو چھوڑ کر اپنی کفری حالت کی طرف پھر لوٹ گئے تھے۔ ابو ہریرہؓ نے جو کہا کافر ہو گئے عرب کے لوگ جو کافر ہوئے تھے اس سے مراد اسی قسم کے لوگ ہیں اور ویسے لوگوں میں بھی دو گروہ تھے۔ ایک گروہ تو سب سے کدب ہو کر اپنا تھا اور اسو، غسی کو رسول، انما تھا اور اس کے قبول کرنے والے ہیں کے لوگوں میں سے تھے اور ایک گروہ اس کے برعکس۔ یہ فخر نے لو بالکل کفار سے بغیر کسی نبوت کا انکار کرتے تھے اور مسلماً یا اسود کو پیغمبر سمجھتے تھے۔ ابو بکر صدیقؓ نے ان سے لڑنا شروع کیا یہاں تک کہ سیدہ یہامہؓ میں اور اسودؓ صحابی اور انکیا اور ال کی جماعتیں فوت ہو گئیں اور اکثر ان میں سے مارے گئے۔ دو سال بعد ۶۳۲ء قہر جو دین سے پھر گیا تھا اور شریعت اور حکام دین کا سر ہو کر نماز و روزہ کو چھوڑ چکا تھا اور پھر اسی جاہلیت کے طریق پر چلنے لگا تھا۔ اس وقت خدا کو سجدہ صرف تین مسجدوں میں ہوتا تھا۔ یکہ مکہ کی مسجد اور دوسری مدینہ کی مسجد، تیسری مبداء تیس کی مسجد، بحرین میں۔ دوسری طرح کے دو لوگ تھے جنہوں نے نماز اور زکوٰۃ میں فرق نکالا تو نماز پڑھتے تھے لیکن زکوٰۃ دین سے انکار کیا۔ یہ لوگ در حقیقت ایک قسم کے باقی تھے۔ ان اقل لوگوں کے بارے میں حضرت عمرؓ کو شبہ ہوا۔ (المسیران الوہج)

حضرت عمرؓ کا اعتراض منکر طاہر حدیث کے تھا کہ جب حضرت نے قرآن میں لالا الہ الا اللہ کہا اس نے مجھ سے بچا لیا اپنے مال اور جان کو اور یہ لوگ لالا الہ الا اللہ کہتے ہیں صرف زکوٰۃ دین سے انکار کرتے ہیں بھلا ان سے لڑنا اور ان کی مال و جان لینا کیوں کر درست ہو گا مطلب حضرت ابو بکرؓ کا یہ تھا کہ رسول اللہؐ کے مال اور جان کی حفاظت و دشمنوں پر مصلحت کی ہے اور جو عہد و شرطوں پر مصلحت ہو گا ایک شرط کے ہوئے سے حاصل نہیں ہو گا جب دوسری شرط ہو جائے گی تو پھر قیاس کیا اس کا نماز سے بعد اس کے زکوٰۃ کو مثل نماز کے قرار دیا اور اس حدیث میں دلیل ہے اس باب کی کہ جو شخص نماز چھوڑ دے باجلاً صحابہؓ اس سے لڑائی درست ہے۔ جب ابو بکرؓ نے زکوٰۃ جو مختلف یہ قسمی نماز کے مثل قرار دیا جو متفق علیہ تھی۔ تو اس معاملہ میں حضرت عمرؓ نے عموم حدیث سے استدلال کیا اور ابو بکرؓ نے قیاس سے اور معلوم ہوا



العرب قال عمر بن الخطاب ناسي بنكر كيف  
فمازل الناس وقد قال رسول الله صلى الله عليه  
وسلم (( امرت ان اقاتل الناس حتى يقولوا  
لا اله الا الله فمن قال لا اله الا الله فقد  
عصم مني ماله ونفسه انا بعقد وحسابه على  
لوگوں سے کیا مگر لڑو گے حاکم اللہ کے فرمایا ہے مجھ  
کو حکم ہوا ہے لوگوں سے لڑنے کا یہاں تک کہ وہ کہیں  
پھر جس نے لا اله الا الله کہا اس نے مجھ سے اپنے مال اور جان کو بچا  
لیا مگر کسی نے حق کے بدلے (یعنی کسی قصور کے بدلے جیسے زنا  
کرے یا حوں کرے تو پکڑا جاوے گا) پھر حساب اس کا اللہ پر ہے۔

۱۱۰ ہوا کہ عام کی تحفہ قیاس سے ہو سکتی ہے۔

مسلم میں عقلا مردی ہے اور ایسی بخاری میں اور بعض روایتوں میں عقلا کے بدلے عناق ہے عناق کہتے ہیں بکری کے بچہ کو اور  
دووں بچ ہیں اور محمول ہیں اس امر پر کہ ابو بکرؓ نے یہ کلام دوسرے کہا ہوگا۔ ایک بار عقلا کہا اور ایک بار عناق تو روایت کئے گئے اس سے  
دونوں لفظ تو عناق سے مراد بکریوں کے بچے ہیں جن کی مائیں مر چکی ہوں اور عقلا سے مراد ایک سال کی رکوة ہے اور بعضوں نے کہا کہ عقلا  
دوئی رسی ہے جس سے اونٹ کو باندھتے ہیں اور نووی نے اس کو صحیح کہا کیونکہ یہ موقع شدت اور مسالہ کا ہے۔ تو جہاں تک عقلا کی تحفہ  
ہو مناسب ہے اور جب ایک سال کی رکوة مراد میں تو یہ مطلب حاصل نہیں ہوتا۔ (السرراج الوہاج)

نووی نے کہا عمرؓ نے ابو بکرؓ کی تقلید نہیں کی اس واسطے کہ عمرؓ خود مجتہد تھے اور مجتہد کو درست نہیں دوسرے مجتہد کی تقلید کرنا اور  
رد فضل نے یہ خیال کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے ابو بکرؓ کی تقلید کی اور بناء اس کی ان کے خیال نامزد ہے کہ نام کو معصوم ہوا ضروری ہے۔ یہ وہ  
کی کھلی ہوئی جہالت ہے۔ (السرراج الوہاج) نووی نے کہا بعض راویوں نے یہ خیال کیا ہے ابو بکرؓ نے سب سے پہلے مسلمانوں کو قید اور قتل کیا  
حالانکہ دو گد رکوة کے باب میں تاویل کرتے تھے اور کہتے تھے قرآن میں یہ جو حکم ہے خدا میں اموالہم صدقة الایہ لربہ خطاب رسول اللہ  
کے لیے خاص ہے اس واسطے کہ تلکھ یعنی گناہوں سے پاک کرنا اور ترکیب اور صلوة دوسرے سے نہیں ہو سکتا۔ خطاب سے کیا یہ خیال ایسے لوگوں  
کا ہے جس کو دین سے واسطہ نہیں اور ان کے عہدہ مقاصد فتر اور مہلت اور سلف کی برائی ہیں اور ہم تو پر یہاں کر چکے ہیں کہ اسلام سے مرتد  
ہو جائے والے لوگ کی طرح کے ہیں۔ بعض نوویں سے بالکل پھر گئے تھے اور مسلمانہ وغیرہ کو خطبر جانتے تھے اور بعضوں نے نماز اور رکوة  
اور تمام شریعت کو ترک کر دیا تھا پھر اس میں لوگوں کو صحابہ سے کافر سمجھا اور ابو بکرؓ نے ان سے لڑائی کی اور ان کی حور تول اور بچوں کو عدم بنایا اور  
اکثر صحابہ نے اس باب میں ابو بکرؓ کی موافقت کی خود حضرت علیؓ نے بنی طیہ کے قیدیوں میں سے ایک عورت کو لوٹ کر بنایا جس کے پیٹ سے  
محمد بن حنیہ پیدا ہوئے۔ پھر صحابہ کا رنہ گزرنے سے پہلے اس بات پر اتفاق ہو گیا کہ مرتد کو قید نہ کرنا چاہیے بلکہ قتل کرنا چاہیے اور وہ لوگ  
جنہوں نے رکوة ایسے سے لکھ کیا تھا وہیں پر قائم تھے یا باقی تھے اور اگرچہ ان میں سے بعض رکوة ایسے پر راسمی ہوتے تھے پر ان کے سرداروں  
نے ان کو رکوة دینے سے روکا۔ جیسے بنی یزید وہ رکوة دینے پر مستعد ہو گئے تھے اور مال رکوة جمع کر کے روانہ کرنے والے تھے کہ مالک بن  
نویدل نے ان کو روکا پر ان لوگوں کو خاص کر کے حاضر نہیں کہا اگرچہ یہ بھی ایک قسم کے مرتد تھے کیونکہ مرتد لوگوں میں شریک ہو گئے تھے وہیں  
کی بعض باتیں موقوف کرے میں اس لیے کہ مرتد کا اطلاق ہر گمراہ پر ہوتا ہے اور ہر اس شخص پر جو پہلے ایک کام کی طرف توجہ رکھتا ہو پھر اس  
سے پھر چلاوے اور یہ لوگ بھی اطاعت سے پھر گئے تھے اور حق کو رد کرتے تھے۔ تو یہ فیج لقب مرتد کا ان کے ساتھ بھی لگ گیا اور یداری جاتی  
وہی اور یہ جو کہوں نے استدلال کیا تھا قرآن سے کہ قرآن میں خدا میں اموالہم میں خطاب خاص ہے رسول اللہ سے تو قرآن کے خطاب تین  
طرح کے ہیں۔ ایک خطاب عام جیسے یا ایہا الذین امنوا اداقمتہم الی الصلوۃ یعنی اے ایمان والو! جب تم کھڑے ہو نماز کے لیے یا ایہا  
الذین امنوا کتب علیکم الصوام اے ایمان والو! فرض ہیں تم پر روزے اور ایک خطاب خاص حضرت کے لیے ہے جس میں ۱۱

لَيْتُمْ (فصل ثبوت بکبر والنبوة) من عرفني (اگر کسی کے دل میں کفر ہو اور ظاہر میں ڈر کے مارے مسلمان  
لصلاة والزكاة فان الرخصة حرة انما والله يؤ (ہو گیا ہو تو قیامت میں اللہ اس سے سمجھ لے گا۔ دنیا ظاہر پر ہے۔  
معوين عقابا كانوا يؤثرونه الى رسول الله (دینا میں اس سے کوئی مواخذہ ہو گا) حضرت ابو بکرؓ نے کہا قسم خدا

اور اگر ایک نہیں ہو سکتا تو وہ جب سے کہ آیت میں صاف برہنہ ہو کہ یہ حکم غیر کے ساتھ عام ہے جیسے ومن الليل فنهجد به  
ماهله لئلا يصيب فرما خالصه لك من جوب الصوم۔ اور ایک خطاب وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو خطاب کیا ہے پر اس میں پیغمبر اور  
سب امت کے لوگ برابر ہیں جیسے اقم الصلاة لندولك الفحص کا حکم کہ عمار کو آفتاب کے ڈھلنے ہی اور جیسے لانا قرات القرآن فليعد  
بالله من المشيطن الرجيم یعنی جب تو قرآن پڑھنے لگے تو پڑھنا مانگ شیطان مردود سے اور جیسے واذا كتبت فيهم فافعلت بهم الصلوة فادبر  
خطاب ہوا انہما میں جو رسول اللہ سے خاص نہیں بلکہ سب امت اس میں شریک ہے۔ اسی طرح یہ خطاب بھی ہے عند من اموالهم صدقة الایہ۔  
تو یہ جو شخص رسول اللہ کی وفات کے بعد آپ کا تمام مقام ہو وہ اس پر عمل کر سکتا ہے اور ہی کے مثل ہے یہ آیت یا ایہا النبی اذا طلقتم  
النساء کہ خطاب سے نبی کی طرف اور حکم ہے سب مسلمانوں کو بلکہ بعض مقاموں میں خطاب ہے پیغمبر کی طرف اور مراد اور لوگ ہیں جیسے  
لانہ کنت فی شئت مما امرنا اللہ اسنے کہ حضرت کو قسمہ تھا اس میں جو آپ پر اتنا تھا۔ وہ تعلیم اور ترک اور دعا تو ہے ایک نام کر سکتا  
ہے صاحب حدیث کے لیے اور جو ٹوب جس عمل پر درود ہو ہے وہ قائم ہے آپ کی اوقات سے موقوف نہیں ہو گیا اور نام اور عامل کو مستحب  
ہے کہ حدیث دیے والے کے لیے دعا کرتے تھے اس کے مال کی ترقی اور برکت رہے اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول کرے گا اور اس  
کے سوال کو رد نہ کرے گا۔ اگر کوئی یہ کہے کہ جس لوگوں نے اس زمانہ میں رکوع دیے کے لیے تاویل کی تھی وہ باقی قرآن پڑھنے۔ اب اگر اس زمانہ  
میں کوئی رکوع کی فرضیت کا انکار کرے اور اس کو ارادہ کرے تو کیا اس کا حکم مثل دہیوں کے ہو گا تو جواب اس کا یہ ہے کہ ہمیں اس زمانہ میں جو  
کوئی رکوع کی فرضیت کا انکار کرے وہ باطل ہے اور وہ اس کی یہ ہے کہ وہ لوگ محدود تھے کلی وجہ سے۔ ایک تو یہ کہ زمانہ ہوتے ہیں  
سے قریب تھا جب احکام منسوخ ہوتے رہتے تھے۔ دوسرے یہ کہ وہ لوگ جواں سنے اور سنے مسلمان ہونے تھے۔ سب سے شہ میں پڑ گئے۔ اب تو  
دین اسلام شائع ہو۔ مشہور ہو گیا اور دین کی باتیں خالص اور عام سب کو معلوم ہو گئیں۔ اب عالم کیا جاہل تک جانتا ہے کہ رکوع اسلام کا ایک رکن  
ہے تو اب کوئی معذور نہ ہو گا اس کے انکار میں۔ اسی طرح حکم ہے ہر ایک شخص کو جو انکار کرے امت کے اجماعی کاموں میں سے کسی کام کا جو  
مشہور ہو چھپے یا چھپ کر ماریں کا یا یہ صانع کے رو دوں کا یا جناب سے غسل کا یا ناک کے حرم ہونے کا یا شراب کے حرم ہونے کا یا محرم اور قوتوں  
سے نکاح حرام ہونے کا الہ اگر کوئی اس زمانہ میں بھی نہ مسلم ہو اور ان کا اسلام کو اچھی طرح نہ جانتا ہو وہ اگر انکار کرے تاوانستہ تو کافر ہو گا  
اور اسلام کا اطلاق اس پر باقی ہے گا۔ جو باتیں امت کی جماعتی ہیں یا خاص و عام میں مشہور نہیں ان کا انکار کفر نہ ہو گا جیسے پھوپھی اور بھتیجی کو  
جمع کرنا یا نہ اور بھائی کو یا قاتل کو میرا شہ دلا تیا دلائی کو چھٹا حصہ ملنا۔ (الحی اختصار)

اسے حج الوداع میں ہے کہ ابو بکرؓ جو دلیل لائے اور عمرؓ نے جو اعتراض کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو دوسری روایت کی خبر  
نہیں ہوئی جس کو ابو ہریرہؓ نے روایت کیا کہ یہ شخص نے فرمایا مجھے حکم ہوا لوگوں سے لڑنے کا یہاں تک کہ وہ گواہی دیں اس بات کی کہ کوئی  
معیوب برحق نہیں سوا خدا کے اور یقین لادیں میرے ادھر اور میں پر جو میں لایا۔ جب یہاں کریں گے تو چاہیہا انہوں نے اپنی جانوں اور مالوں کو مگر  
حق کے بدلے بظہر حساب ان کا اللہ پر ہے اور من عمرؓ روایت میں ہے کہ کوئی معیوب برحق نہیں سوا خدا کے اور محمدؐ اس  
کے رسول ہیں اور لا کریں نماز کو اور یوں رکوع کو اور اس کی روایت میں ہے کہ منہ کریں نماز میں ہمارے قبلہ کی طرف اور کھائیں ہمارا روزانہ کیا  
ہو چاہا اور ہمارے ہی نماز پڑھیں۔ اس لیے کہ اگر حضرت عمرؓ اس روایت کی خبر ہوتی تو یہ اعتراض ہی نہ کرتے اور ابو بکرؓ کو اگر خبر ہوتی تو حق



کی میں لڑوں گا اس شخص سے جو لڑنے کے لئے نماز اور زکوٰۃ میں اس لئے کہ زکوٰۃ مال کا حق ہے۔ قسم خدا کی اگر وہ ایک عقلمند ہو کس کے جو دیا کرتے تھے رسول اللہ ﷺ کو تو میں لڑوں گا ان سے اس کے نہ دینے پر۔ حضرت عمرؓ نے کہا قسم خدا کی پھر وہ کچھ نہ تھا مگر میں نے نہیں کیا کہ اللہ جل جلالہ نے ابو بکرؓ کا سینہ کھول دیا ہے لڑائی کے لیے۔ (یعنی اس کے دل میں یہ بات ڈال دی) تب میں نے جانا کہ یہی حق ہے۔

۱۲۵- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم ہوا ہے لوگوں سے لڑنے کا یہاں تک کہ وہ مال الا اللہ کہیں پھر جس نے لا الہ الا اللہ کہا اس نے پچایا مجھ سے پے مال اور جان کو مگر کسی حق کے بدلے اور حساب اس کا اللہ پر ہے۔

۱۲۶- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے حکم

صلى الله عليه وسلم لقائتھن على منعه قتال  
عمر بن الخطاب هو الله ما هو إلا أن رأيت  
الله عز وجل فذ شرح صدر أبي بكر بمقدار  
معرفة الله الحق

۱۲۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أُمِّرْتُ أَنْ سُوِّدَ اللَّهُ  
مَلَى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (( أَمَرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ  
النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَمَنْ قَالَ لَا  
إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عَصَمَ مِنِّي مَالُهُ وَنَفْسُهُ إِنَّا بِحَقِّهِ  
وَحِسَابُهُ عَلَى اللَّهِ ))

۱۲۶- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ

لہ حدیث سے دلیل لاتے قیاس کیوں کرتے۔

اس حدیث سے بہت سی باتیں معلوم ہوئیں۔ ایک تو قیاس کا جنت ہو اور اس پر عمل کرنا۔ دوسرے معاذ یا زکوا یا اور مرائس اسلام کو امانہ کرنے والوں سے لڑنا۔ تیسرے پانچوں سے لڑنے کی اجازت۔ چوتھے مام کو ضرورت کے وقت لڑنا اور دست ہو یا اور مام سے بحث کرنا۔ نووی نے کہا قاضی عیاضؒ نے کہا کہ لا الہ الا اللہ کہنے پر جان اور مال کنو طور ہمارے عرب کے مشرک اور بت پرستوں کے لیے ہے ان کے سوا اور کافر جو توحید کا اقرار کرتے ہیں جیسے اہل کتاب وغیرہ صرف توحید کی وجہ سے قتل نہیں کئے۔ اس لیے دوسری حدیث میں اتنا زیادہ ہے کہ مجھ کو رسولؐ میں اور معاذؓ میں اور زکواؓ میں اور اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ جتنے احکام اور مسائل رسول اللہؐ سے ثابت ہیں ان سب کو مانیں۔ پھر نوویؒ نے کہا کہ علماء نے اختلاف کیا ہے حدیث کی توبہ قبول کرنے میں یعنی جو بالکل شریعت الہی کا منکر ہو۔ (جیسا تارے اس وجہ سے کہ میں ایک فرقہ نکلا ہے جس کو ہجری یا طبعی کہتے ہیں انہوں میں پانچ قول ہیں سب میں صحیح اور صواب یہ ہے کہ توبہ اس کی قبول ہے۔ بہ سب اہادیث صحیحہ معتقد کے اور ایک قول یہ ہے کہ اس کی توبہ ہرگز قبول نہیں بلکہ اس کو قتل کرنا چاہیے پھر اگر وہ درحقیقت سچا ہو گا تو آخرت میں اس کی بھارت ہوگی۔ ایک قول یہ ہے کہ پہلی بار کی توبہ قبول ہے پھر اگر تکرار کرے تو مقبول نہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ اگر خود توبہ کرے تو قبول ہے اور توبہ کے بارے میں کہے تو قبول نہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ اگر دوسروں کو بھی گمراہی کی طرف بلاتا ہو تو اس کی توبہ قبول نہیں ورنہ قبول ہے۔ اجماع

(۲۶) ☆ نوویؒ نے کہا اس حدیث میں یہاں ہے اس بات کا جو دوسری روایتوں میں اختصار کیا گیا صرف لا الہ الا اللہ کہنے سے یعنی اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی روایت میں جن سے صرف لا الہ الا اللہ کہنے کا بیان ہے مختصر اور تحمل میں۔ جان اور مال بچانے کے لیے لہ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (( أَمَرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَيُؤْمِرُوا بِبِي وَصَلَا جَنَّتْ بِهِ فَاذَا هُمَا ذَلِكَ غَضَبُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَنْفُسُهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا وَحَسَابُهُمْ عِنْدَ اللَّهِ ))

ہوا ہے لوگوں سے لڑنے کا یہاں تک کہ وہ گواہی دیں اس بات کی کہ کوئی معبود برحق نہیں سوا خدا کے اور ایمان لاویں مجھ پر کہ میں اللہ کا بھیجا ہوا ہوں اور اس پر جس کو میں نے کر آیا۔ (یعنی قرآن پر اور شریعت کے تمام احکام پر جن کو میں مایا حسب وہ یہاں کریں گے تو انھوں نے مجھ سے بچالیا اپنی جالوں اور مالوں کو مگر حق کے بدلے اور حساب ان کا اللہ پر ہے۔

۱۲۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ (( أَمَرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ )) بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي الْمُسْتَبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

۱۲۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھے لوگوں سے لڑنے کا حکم دیا گیا۔ باقی حدیث وہی ہے۔

۱۲۸- عَنْ جَابِرٍ وَابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( أَمَرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَاذَا قَالُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَنْفُسَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا وَحَسَابُهُمْ عِنْدَ اللَّهِ )) ثُمَّ قَرَأَ بِمَا أَنْتَ مُدَكِّرٌ لَسْتُ عَلَيْهِمْ بِمُسْطَبِرٍ

۱۲۸- جابر اور ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے حکم ہو ہے لوگوں سے لڑنے کا یہاں تک کہ وہ مالہ الا اللہ کہیں پھر جب انھوں نے لا الہ الا اللہ کہا تو بچا یا مجھ سے اپنی جانوں اور مالوں کو مگر حق کے بدلے اور حساب ان کا اللہ پر ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی اِنَّمَا اَنْتَ مُدَكِّرٌ لَسْتُ عَلَيْهِمْ بِمُسْطَبِرٍ یعنی تو تو نصیحت کرنے والا ہے لوگوں کو۔ تیر کچھ زور اس پر نہیں۔ (یہ آیت اس وقت کی ہے جب جہاد فرض نہ ہوا تھا)

۱۲۹- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( أَمَرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ

۱۲۹- عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے حکم ہوا ہے لوگوں سے لڑنے کا یہاں تک کہ گواہی دیں اس بات

کی جیسے لا الہ الا اللہ کا اقراء ضروری ہے ویسے ہی محمد رسول اللہ بھی بلکہ قرآن اور حدیث اور تمام احکام شریعت کا اتباع جتن کا ثبوت ہوتا رہتا ہے جو پہنچ گیا ہے ضروری ہے اور اس بیان کی تفصیل اوپر گزر چکی ہے۔ اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب آدمی دین اسلام پر مضبوط عقیدہ رکھے اور شک نہ کرے تو وہ ممکن ہے اور ممکن ہے یہ ضروری نہیں کہ اہل کلام کے دلائل دریافت کرے اور غلہ کو ان دیموں سے پھپھارے۔ یہی قوس سے تحقیق اور جمہور سلف کا اور بعض لوگوں کے نزدیک ایمان پورا ہونے کے لیے دلائل پہنچانا ضروری ہے اور یہ قوس ہے معتزہ اور بعض شامہ کا اور یہ خط ہے اس لیے کہ مقصور یقین ہے اور دوا حاصل ہو گیا عقیدہ سے جگہ دوسرے یہ کہ رسول اللہ نے بھی صرف یقین اکالی سمجھا اور دوا کی دریافت کرنے کی شرط نہیں کی۔

(۱۳۹) حاشیہ المسرئ الوہاب میں ہے کہ امام شوکانی سے سوال ہوا وہ لوگ جو جنگل میں رہتے ہیں اور کوئی حکم شرعی نہیں جانتے نہ ہمارے دورہ صرف دین سے کلمہ شہادت پڑھتے ہیں وہ کافر ہیں یا مسلمان اور آیا مسلمانوں کو ان سے جہاد کرنا چاہیے یا نہیں؟ تو جواب دیا انھوں نے "ار شادو اس کل میں ہے کہ جو شخص ہر کال اسلام اور فرائض اسلام کو بالکل ترک کرے اور اس کے پاس کچھ نہ ہو سوا زبان سے لا الہ الا اللہ محمد ہی

کی کہ کوئی معبود برحق نہیں سوا خدا کے اور بے شک محمدؐ اس کے رسول ہیں اور قائم کریں نماز کو اور دیوب رکوۃ کو۔ پھر جب یہ کریں تو بچا سوا انھوں نے مجھ سے اپنی جانوں اور مالوں کو مگر حق کے برے نور حساب ان کا اللہ پر ہے۔

۱۳۰- ابو مالک سے روایت ہے اس نے سنا اپنے باپ سے کہ سنا میں سے رسول اللہ ﷺ سے آپؐ فرماتے تھے جس شخص سے لا الہ الا اللہ کہا اور انکار کیا اس چیزوں کا جس کو پوجتے ہیں سوا خدا کے آدمی ہوں یا جس او تار یا جھاڑ پہاڑ یا بت وغیرہ تو حرام ہو گیا مال اس کا اور خون اس کا اور اس کا حساب اللہ پر ہے۔

۱۳۱- یہ حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔ لا الہ الا اللہ کے بجائے یہاں توحید کے الفاظ ہیں۔

النَّاسُ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ فَإِذَا فَعَلُوا عَمَلُوا مِنِّي دَعَاءَهُمْ وَمَوَالِهِمْ إِلَّا بِخُلْفَاءِ وَحَسَابِهِمْ عَلَى اللَّهِ))

۱۳۰- عَنْ يَر مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ (( مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَكَفَرَ بِمَا يُفْعَلُ مِنْ دُونِ اللَّهِ حَرَمَ مَالَهُ وَدَمُهُ وَحَسَابُهُ عَلَى اللَّهِ ))

۱۳۱- وَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو حَالِبٍ الْأَخْمَرِيُّ وَحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَرْبُوتُ بْنُ هَارُونَ كَلَّمَهُ عَنْ أَبِي مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ (( مَنْ وَحَّدَ اللَّهَ )) ثُمَّ ذَكَرَ بِخُلْفِهِ

بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى صِحَّةِ إِمْلَاقٍ مِنْ حَصْرَةِ الْأُمُوتِ مَا يَشْتَرِغُ فِي السَّرْعِ وَهُوَ

باب بیان اس بات کا کہ جو شخص مرتے وقت مسلمان ہو تو اس کا اسلام صحیح ہے جب تک حالت مزع نہ ہو یعنی

تھیں رسول اللہ کے قریب تک وہ کافر ہے اور ثبوت لہ۔ اس کا جان اور مالی حلال ہے۔ اس لیے کہ سچا حدیثوں سے یہ بات ثابت ہے کہ جہاں ہوں اس وقت پہنچی جب اور کان اسلام کو ہوا کر تو ایسے کافروں کے قریب جو مسلمان رہتے ہوں ان پر واجب ہے کہ ان کافروں کو اسلام کے احکام بتائیں اور ان کے مخالفانے کے لیے ان کو دعوت کریں اور پہلے مرنے اور موت سے توبہ کی رحمت دلا کر اور بعد اب سے ذر کریں تو سمجھا دیں اور اگر وہاں لیں اور ان کا اسلام کو ان کے لگنے لگیں تو جہاں انکار کریں اور نہ نہیں تو مسلمانوں کو جہاد کرنا چاہیے ان پر اور جب تک وہ مخالف اسلام بھانڈ نہ لیں ان کا خون اور مالی حلال ہے اور ان کا حکم ایسا ہے جیسے جاہلیت کے لوگوں کا اور رسول اللہ نے ہم سے انھوں کو بیان کر دیا ہے ان باتوں کو جو کافروں کے ساتھ لڑنے سے متعلق ہیں اور آیات قرآنی اور روایات جو ان باب میں بہت ہیں ہر شخص کو معلوم ہیں بلکہ خاص ہی امر کے لیے اللہ جل جلالہ نے پھر رسول اللہ کو بھیجا اور کتابیں جاریں اور اس کا زیادہ بیان کرنا بے فائدہ طول ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ جب اس لوگوں سے صبر کیا کفر تو وہ ملک دار اگر ہے ہلاک اور بد شر اور جو حکامدار اگر ہے کے ہیں وہ احکام ان کے ملک کے ہو گئے۔ اور اختلاف یا سے مسلمانوں نے کہ کافروں کے ملک پر جہاد کرنے کے لیے امام کا ہونا ضروری ہے یا نہیں؟ لیکن حق یہ ہے کہ ضروری نہیں اور یہ جہاد واجب ہے ہر ایک شخص پر جو مسلمان ہو جو آیت قرآن اور احادیث بوی مطلق ہیں ان میں کوئی فید نہیں۔

جان کنی نہ شروع ہو اور مشرکین کے لئے دعا کرنا منع ہے درجو شرک پر مرے گا وہ جہنمی ہے، کوئی وسیدہ اس کے کام نہ آئے گا۔

الْفَرُّ غَرَفٌ وَسُحٌّ حَوَارِ الْأَسْتِغْفَارِ  
لِلْمُشْرِكِينَ وَالْمُذَلِّلِ عَلَى أَنْ مِّنْ مَّاتَ  
عَلَى الشَّرِّ لَمْ يَهُوَ فِي أَصْحَابِ الْجَحِيمِ  
وَلَا يُقَدُّهُ مِنْ ذَلِكَ شَيْءٌ مِنَ التَّوَسُّلِ

۱۳۶- سعید بن مسیب (جو مشہور تابعین میں سے ہیں۔ ابن ہری نے کہا میں نے ان سے زیادہ علم میں کوئی تابعی نہیں پایا۔ فقیہ میں امام ہیں) روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے (مسیب بن حزن بن عمرو بن عابد بن عمران بن عزم قرشی مخزومی سے جو صحابی ہیں) انھوں نے کہا جب ابو طالب بن عبد المطلب (رسول اللہ ﷺ کے حقیقی چچا اور پرورش کرنے والے) مرنے لگے تو رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور وہاں ابو جہل (عمرو بن ہشام) اور عبد اللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ کو بیٹھا دیکھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے چچا میرے تم کہہ لو لا انا الا اللہ ایک کلمہ میں اللہ کے پاس اس کا گوارہ ہوں گا تمہارے لیے (یعنی خدائے عزوجل سے قیامت کے روز عرض کروں گا کہ ابو طالب موحّد تھے اور ان کو جہنم سے نجات ہوئی چاہے انھوں نے آخر وقت میں کلمہ توحید

۱۳۶- عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَأَلْتُ خَصْرَمَ ابْنَهُ طَالِبَ الْوَفَاءِ جَاءَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَهُ عِنْدَ أَبِي جَهْلٍ رَعِيْدَ اللَّهِ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ بْنِ الْمُجَبَّرَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( يَا عَمَّ قُلْنَا لَا يَبَةُ إِلَّا اللَّهُ كَلِمَةً أَشْهَدُ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللَّهِ )) فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ رَعِيْدَ اللَّهِ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ يَا أَبَا طَالِبٍ أُنْرَعِبُ عَنْ مَمَّةٍ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ فَلَمْ يَرَوْا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْرَضُ عَلَيْهِ وَيُعِيْدُ لَهُ تِلْكَ الْعَفَاةَ حَتَّى قَامَ أَبُو طَالِبٍ أَخْبَرَهُمْ كَقَوْلِهِمْ ثُمَّ عَمِيَ مَمَّةٌ عَمْدُ الْمُطَّلِبِ وَتَمَّى أَنْ يَقُولَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

(۳۲) سعید بن مسیب سے جو صحابی ہیں۔ اس حدیث کو بخاری اور مسلم دونوں نے روایت کیا حالانکہ مسیب سے اس کا روای کوئی نہیں ۳۲ کے بیٹے سعید کے قور ہو گیا کم کے قول کا کہ بخاری اور مسلم نے کوئی حدیث ایسی روایت نہیں کی جس کا روای نایک ہی شخص ہو اور شاید مراد ان کی یہ ہے کہ سوا صحابہ کے اور شخصوں سے روایت کرنے والے کم سے کم دو چاہئیں۔ (نوری)

یہ کہہ اپنے چچا ابو طالب سے جب وہ مرنے لگے یعنی پید کی شدت ہوئی اور موت کا یقین ہو گیا یہ مراد نہیں ہے کہ سکرات شروع ہو گئی کیونکہ ترغ اور سکرات کے وقت تو قبروں نہیں۔ فرمایا اللہ جل جلالہ نے و لیس التوبة للذين يعملون السیئات حتی اذا حضر احدهم الموت قال امی قیام الایں یعنی نہیں ہے تو یہ ان لوگوں کے لیے جو گناہ کرتے ہیں پھر جب موت ماسے آگئی تو کہتے لگے ہم سے اب توبہ کی اور اس کی دلیل یہ ہے کہ ابو طالب سے حضرت نے گفتگو کی اور مشرکوں نے آپ کے خلاف ان کو سمجھایا۔ آخر ابو طالب نے مشرکوں کا کہنا مانا تو معلوم ہوا کہ نزع کی حالت نہ تھی۔ تاہی عیسیٰ نے کہا بعض متکلمین نے یہاں معنی کے ہیں کہ رسائی کی حالت ابو طالب پر طاری ہوئی اور یہ صحیح کس قور ابو طالب سے دیں اسلام کو قبول نہیں کیا اور اپنی قوم کا پاس کیا اور جہنم کو اختیار کیا۔

السر بن الوہاب سے کہ اس حدیث میں دلیل ہے اس بات کی کہ عبد المطلب بھی کفر پر مرے تھے جیسے ابو طالب۔ امام ابو سعید





عَنْ صَالِحٍ كَلَّمَاهُ عَنِ الرَّهْزِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مَثَلَهُ  
عَنْ أَنِ حَدِيثِ صَالِحٍ أَنَّهُ عِنْدَ قَوْلِهِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ  
عُرُوجًا مِنْهُ وَلَمْ يَذْكُرْ الْآيَاتِ وَأَمَّا فِي حَدِيثِهِ  
وَبَعْدُ فَإِنَّ فِي ذَلِكَ الْمَقَالَةَ وَفِي حَدِيثِهِ تَعْمِيرُ  
مَكَانٍ هَذِهِ الْكَلِمَةُ فَهِيَ بِرَأْيِهِ

۱۳۴- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا سے مرتے وقت کہا تم ہا اے اللہ کیوں میں قیامت کے دن تمہارے لیے اس کا گواہیوں گا۔ انھوں نے انکار کیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری اِنَّكَ لَا تَهْدِي مِنْ اَحَبِّ النَّاسِ

۱۳۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ عِنْدَ الْمَوْتِ (( قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَشْهَدُ لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ )) فَأَمَّا فَأَمَّا اللَّهُ بِأَنَّكَ لَا تَهْدِي مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ

۱۳۵- ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا سے فرمایا کہ لا الہ الا اللہ میں اس بات کی گواہی دوں گا تمہارے لیے قیامت کے دن انھوں نے کہا اگر قریش میرے ابو پر عیب نہ رکھتے وہ کہیں گے ابو طالب ذریعہ ہشت میں آگیا البتہ میں ٹھنڈی کر رہا تھا یہ کہہ کر (یعنی تم کو خوش کر دیتا اور لا الہ الا اللہ کا اقرار کر لیتا پر قریش کے لوگوں سے مجھے شرم آتی ہے۔ وہ کہیں گے ابو طالب ایسا دل کا بووا اور کچا تھا کہ مرتے وقت ڈر کے مارے بننا دین بدل ڈال۔) تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری اِنَّكَ لَا

۱۳۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ عِنْدَ الْمَوْتِ (( قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَشْهَدُ لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ )) فَأَمَّا فَأَمَّا اللَّهُ بِأَنَّكَ لَا تَهْدِي مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ

تہدی من احببت ولكن الله يهدي من يشاء ○

باب. موحّد قطعی جنتی ہے

بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ مَنْ هَاتَا عَلَى

التَّوْحِيدِ دَخَلَ الْجَنَّةَ قَطْعًا

۱۳۶- حضرت عثمان سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

۱۳۶- عَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ عِنْدَ الْمَوْتِ (( قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَشْهَدُ لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ )) فَأَمَّا فَأَمَّا اللَّهُ بِأَنَّكَ لَا تَهْدِي مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ

اللہ علیہ وسلم (۱) من مات وهو یعلمُ انہ لا جو شخص مر جاوے اور اس کو اس بات کا یقین ہو کہ کوئی لائق

نہیں ہے اس کا دوزخ ہو گا۔ تو دوزخ سے مراد مرد ہے یعنی اس پر سے گزرنا اور گزر تو سب کے لیے ہے کچھ عرصہ یعنی جہنم کے اوپر سے۔ اللہ ہم کو جہنم سے اور سب آفتوں سے بچا دے اور اگر اس نے کبیرہ گناہ کئے ہوں گے اور بغیر توبہ کے مرے تو وہ اللہ کی مرضی پر ہے اگر چاہے تو میں کا تصور معاف کر دے اور اس کو حنت میں لٹھائے اور کر چاہے تو تھوڑے دنوں اس کے قصور کے نالقی عذاب دے کر پھر حنت میں لٹھائے۔ پر وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ تو جو شخص توحید پر مرے وہ کیسے بھی گناہ کرے ہمیشہ جہنم میں نہ رہے گا جیسے وہ شخص جو کھرب مرے ہمیشہ جہنم میں رہے گا اور بہت میں نہ جائے گا۔ یہ مختصر بیان سے اہل حق کے عقیدہ کا اس مسئلہ میں اور کتاب و سنت اور اجماع امت وکیل ہیں اس اعتقاد کی اور فصوص حجازہ ہیں اس باب میں جن سے یقین حاصل ہو سکتا ہے۔ پھر جب یہ قاعدہ ثابت ہو مقرر ہو گیا تو اب بقیہ حدیثیں وارد ہوں اگرچہ ظاہر میں کچھ اس قاعدہ کے خلاف ہوں پر ان کو ای قاعدہ پر حل کرنا چاہیے تاکہ فصوص شریعہ میں تناقض اور اختلاف نہ ہو اور جدا چاہے تو ہم بعض حدیثوں کی تاویل بیان کریں گے جن سے اور حدیثوں کی تاویل بھی معلوم ہو جائے گی۔ اجماع۔

(۱۳۶) نووی نے کہا قاضی عیاض نے کہا لوگوں نے اختلاف کیا ہے اس شخص کے باب میں جو شہادتین کا قائل ہو یعنی توحید و رسالت کا لیکن گناہگار ہو کر مرے تو مرجعہ (ایک گمراہ فرقہ ہے) کیا یہ کہتا ہے کہ ایمان کے ساتھ کوئی گناہ مرد نہیں کرنا اور خوارج کہتے ہیں کہ گناہ ضرر کرتا ہے اور آدمی گناہ کی وجہ سے کافر ہو جاتا ہے اور معتزلہ کہتے ہیں کہ اگر اس کا کبیرہ گناہ ہے تو وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا اور نہ اس کو مومن کہیں گے۔ کافر ملک فاسق کہیں گے اور اشاعرہ کے نزدیک جو اہل سنت میں وہ شخص مومن ہے۔ اب اگر اس کا گناہ نہ بخش جائے اور اس کو عذاب ہو تو ہمیشہ نہ ہو گا ایک نہ یک دن وہ جنت میں جاوے گا تو اس حدیث سے رد ہو گیا جو مردانہ معتزلہ کا اور مرد ہے جو دلیل لائے ہیں اس حدیث سے ان کا جواب یہ ہے کہ تمہارا مطلب اس حدیث سے کہاں نکلتا ہے۔ اس حدیث میں توبہ ہے کہ موجد جنت میں جائے گا پھر ہو سکتا ہے کہ اس کا گناہ بخش دیا جائے یا شفاعت سے نجات ہو جہنم سے یا گناہ کے مقدار بظاہر ہو کر جنت میں جائے گا اور یہ تاویل ضروری ہے اس لیے کہ بہت سی آیات اور احادیث سے گناہگاروں کے لیے عذاب ٹھکانا ہے پر فصوص شریعت کو ایک دوسرے کے مطابق کرنا لازم ہے اور جو فرمایا اس حدیث میں کہ اس کو یقین ہو تو حید کا تورا ہو گیا جس کئے مرجعہ کا جو کہتے ہیں شہادتین کو صرف زبان سے کہنے والا جنت میں جاوے گا گو دل سے اس پر عقائد ہو اور دوسری حدیث میں اس کی اور تاکید مردی ہے یعنی اس کو شک نہ ہو اور یہ مؤید ہے ہمارے مذہب کے۔ قاضی عیاض نے کہا اس حدیث سے وہ شخص بھی حجت لا تا ہے جو کہتا ہے صرف دل سے شہادتین کو پہچاننا کافی ہے زبان سے کہا ضروری نہیں مگر اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ دل سے یقین کرنا اور زبان سے قرار کرنا دونوں ضروری ہیں اور جہنم سے نجات پانے کے لیے صرف ایک کافی نہیں۔ البتہ جب زبان میں کوئی آیت ہو جیسے گواہی دے رہے یا مہذب ہو زبان سے کہے سے پہلے مر جائے تو دل سے یقین کرنا کافی ہے اور اس حدیث میں حنت نہیں اس شخص کی جس نے خلاف کیا اہل سنت اور جماعت کا۔ اس لیے کہ دوسری حدیث میں صاف وارد ہے کہ جس نے کہا لا الہ الا اللہ لا اللہ الا اللہ جس نے کوئی وی لا الہ الا اللہ کی اور معاذ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے جس کی اخیر بات لا الہ الا اللہ ہو کی وہ جنت میں جاوے گا اور ایک روایت میں ہے جو اللہ سے ملے گا اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہو تو جنت میں جائے گا اور ایک روایت میں ہے کوئی بندہ بپا نہیں جو گواہی دے اس بات کی کہ سوا اللہ کے کوئی سچا معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں مگر اللہ حرم کر دے گا اس کو جہنم پر اور ایسا ہی عبادہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور متبان بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے۔ عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اتنا زیادہ ہے کہ اس کے عمل چاہے جیسے ہوں اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ وہ اللہ سے ملے اور اس کو شہادتین میں شک نہ ہو تو وہ جنت میں جائے گا اگرچہ زنا کرے یا چوری کرے۔ ان سب احادیث کو مسلم نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے۔ تو سلف کی ایک جماعت سے ملے



إله الله دخل نجة) عبادت نہیں سوا اللہ جل جلالہ کے تو وہ جنت میں جائے گا۔

جن میں سعید بن مسیب بھی ہیں یہ مکتوب ہے کہ یہ حدیثیں اس وقت کی ہیں جب اور حرائص اور اوس اور ابی بنہرے اور بعضوں سے یہ حدیثیں تمس میں شرع کی محتاج ہیں اور مطلب اس کا یہ ہے کہ شہادتین کا اقرار کرے اور اس کے حقوق و فرائض سب کو ادا کرے اور یہ تو حسن بھری کا ہے اور بعضوں نے کہا کہ وہ اس شخص کے لیے ہے جو کفر اور شرک سے شرمندہ ہو کر اس کا اقرار کرے پھر سر جائے یہ تو بنی ہاشم کا ہے اور اس سب تادیب کی ضرورت کی وقت ہے جب حدیث کو ظاہر پر روکیں لیکن جب اپنے درجہ اور مرتبہ پر لے جائیں تو تاویل مشکل نہیں جیسے علماء کثیفین سے بیان کیا ہے۔ تو پہلے یہ بات سمجھ لی جائے کہ ہم اہل سنت سلف صالحین اور محدثین اور فقہاء و علماء کبار کا مذہب یہ ہے کہ گناہ اللہ کی مشیت پر ہیں اور جو شخص ایمان پر سرے اور دل سے یقین رکھتا ہو شہادتیں کا وہ حجت میں جاوے گا پھر اگر اس سے گناہوں سے توبہ کر لی ہو گناہوں سے پاک ہو وہ تو پہلے پروردگار کی رحمت سے رحمت میں جائے گا اور جہنم پر حرام کیا جائے گا پھر اگر ہم ان حدیثوں کو ایسے مخصوص پر محمول کریں تو مطلب صاف ہو گا اور حسن بھری اور بخاری کی یہی مراد ہے اور اگر وہ شخص گناہوں کے ساتھ سکودہ ہو و اجہات کو ترک کیا تو باوجود اس کا ارتکاب اللہ کی مشیت پر ہے اس کا یہ نہیں نہیں ہو سکتا کہ وہ جہنم میں بالکل نہ جائے گا اور پہلے ہی جہنم میں چلا جائے گا لیکن اس کا یقین ہے کہ وہ ایک دن آخر کو سرور رحمت میں جائے گا اور حدائے عالی کو اختیار ہے چاہے اس کا گناہ معاف کر دیوے اور چاہے اس کو چند روز عذاب دے کر پھر رحمت میں لے جائے اور ممکن ہے کہ سب احادیث کے معنی پر قائم ہیں اور جمع بھی ہو سکتی ہیں اس طرح پر کہ جنت میں سے جنت پر مراد ہو کہ جنت کا تحقیق سے ہو گیا ہو یا لفظی معنی سے بعد عذاب اور جہنم حرام ہونے سے یہ مراد ہو کہ ہمیشہ کا جہنم اس پر حرام ہے اور دونوں مسئلوں میں خارج اور معتذر کا خلاف ہے اور احتمال ہے کہ حدیثیں صحاح کبارہ لا الہ الا اللہ یعنی جس کی انہی بات لاء الا اللہ ہوگی و احست میں جائے گا یہ اس شخص کے لیے ہو جس کی رہاں سے مرتے وقت اخیر میں کل نظر اور پھر بعد اس کے دوسری بات نہ کرے اگرچہ اس سے پہلے گناہ کر چکا ہو پر شہادۃ کلام کی وجہ سے اللہ کی رحمت شامل حال ہو اور وہ جہنم سے بالکل نجات پائے۔ خلاف اس گناہگاروں کے جس کی آخری بات یہ کہہ رہے ہیں۔ اسی طرح پر جو عبادہ کی حدیثیں ہیں کہ وہ جنت کے حسن و نوازہ میں سے چاہے جائے و خاص ہے اس کے لیے جو شہادتیں کے ساتھ ایمان اور توحید حقیقی کے ساتھ متصف ہو اور اس کا ثواب اس قدر ہو جائے کہ اس کے گناہوں سے مٹ جائے اور مغفرت اور رحمت کو وہ سب کرے تمام ہو کلام کا محض عیاں کا اور یہ نہایت عمدہ ہے لیکن بنی مسیب سے جو تاویل مکتوب سے واضح اور مائل ہے اس لیے کہ ابو ہریرہ بہت دیر میں اسلام لائے تھے جس سال خیبر فتح ہوا اسی سال میں دار اس وقت تو تمام حرام شریعت جاری ہو چکے تھے اور سب فریضہ منسلک تھا اور اسے اور زکوٰۃ کے فرض ہو چکے تھے اور حج بھی فرض ہو گیا تھا اس توں کے موافق جو کتابے حج تھا ۱۰ھ میں فرض ہوا اور شیخ بن الصلاح نے اس مقام پر ایک اور تاویل بیان کی ہے۔ انھوں نے کہا کہ شاید یہ قصور و اویوں کے حفظ اور قلت ضبط کی وجہ سے ہے۔ رسول اللہ کی طرف سے۔ آپ سے تو پورا پورا بیان دوسری حدیثوں میں کیا ہے اور جائز ہے کہ یہ احتیاط رسول اللہ نے کیا ہو بت پرستوں کے ساتھ خطاب کرے میں کیونکہ توحید ان کے لیے دین کی تمام باتوں کو مادم کرنی تھی اور جو کافر توحید کا قائل نہ ہو جیسے بت پرست یا پاری پھر وہ لاء الا اللہ کہے اور اس کا وہ حال ہو جو اب ہم سے بیان کیا تو عظم کیا جائے گا اس کے سلام کا اور ہم وہ کہیں گے اس حال میں جیسے ہمارے بعض صحابہ نے کہا ہے کہ جو شخص لاء الا اللہ کہے اس کے اسلام کا حکم کیا جائے گا پھر اس پر جہر کریں گے اور احکام قبول کرنے کے لیے اس سے کہ اس کا حاصل یہ لکھا ہے کہ اسلام کے پورے کرے کے لیے اس پر جہر کریں گے اور اس کا حکم مثل مرتد کے ہو گا۔ مگر وہ باقی احکام کو بخاندائے اور نفس لامر اور محرم کے حکام میں وہ مسلمان نہ ہو گا حالانکہ ہم سے جس کو یہاں کیا وہ نفس مادم اور آخری۔ کے احکام میں مسلمان ہیں۔ واللہ اعلم (نودوی)

۱۲۷- عَنْ الْوَلِيدِ أَبِي بَشِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ حُمْرَانَ يَقُولُ سَمِعْتُ عُثْمَانَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَتْلُو سِوَاءَ

۱۲۸- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَسِيرٍ قَالَ حَمْدُكَ أَزِيدُ الْقَوْمَ قَالَ حَتَّى هُمْ يَسْخِرُونَ بِغَضَبِ خِصَائِلِهِمْ قَالَ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ رَسُولِ اللَّهِ لَوْ حَمِدْتَ مَا بَقِيَ مِنْ أَزْدَادِ الْقَوْمِ مَدْعُوتٌ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ قَالَ فَقَالَ قَدْ جَاءَ دُؤُ الْبُرِّ بُرًّا وَدُؤُ التُّغْرِ بِسُفْرِهِ قَالَ وَقَالَ مُجَاهِدٌ وَدُؤُ التُّغْرِ بِوَأْدٍ قُلْتُ وَمَا كُنُوا يَصْنَعُونَ مَا تَوَدَّى قَالَ كَانُوا يَمْصُومُونَ وَيَشْرَبُونَ عَلَيْهِ الْمَاءَ قَالَ قَدَعَا عَلَيْهِ حَتَّى مَاتَ الْقَوْمُ أَزِيدَتْهُمْ قَالَ فَقَالَ عُمَرُ ذَلِكَ (( أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّي رَسُولُ اللَّهِ لَا يُلْقِي اللَّهُ بِهِمَا عَذَابٌ غَيْرَ شَاكٍ لِيَهُمَا إِلَّا دَحْلَ الْجَنَّةِ ))

۱۲۸- ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے ایک سفر میں (جنگ جہوک میں) تو لوگوں کے گوشے تمام ہو گئے اور آپ نے قصد کیا لوگوں کے بعض لائنٹ کاٹ ڈالنے کا۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ! کاش! آپ جمع کرتے لوگوں کے سب گوشے اور پھر اس پر اللہ سے دعا کرتے۔ (تاکہ اس میں برکت ہو اور سب کے لیے کافی ہو جائے) آپ نے ایسا ہی کیا تو جس کے پاس گیدڑ تھی بے کر آیا اور جس کے پاس کھجور تھی وہ کھجور بے کر آیا اور جس کے پاس گھٹلی تھی وہ گھٹلی لے کر آیا۔ میں نے کہا گھٹلی کو کیا کرتے تھے؟ انھوں نے کہا اس کو چوستے تھے پھر اس پر پانی پی لیتے تھے۔ راوی نے کہا آپ بے ان سب گوشوں پر دعا کی تو لوگوں نے اپنے اپنے گوشے کے برتنوں کو بھر لیا۔ اس وقت آپ نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی کوئی معبود برحق نہیں سوا خدا کے وہی سچا خدا ہے اور سب جھوٹے خدا ہیں اور میں اللہ کا بھیجا ہوا ہوں۔ جو بندہ اللہ سے ملے اور ان دونوں باتوں میں اس کو شک نہ ہو تو وہ جنت میں جائے گا۔

(۳۸) حدیث میں حملهہم سے جائے طلی سے یا جمانہم نیم سے دونوں مقول ہیں۔ صاحب تحریر اور اس اصحاب نے دونوں کو ذکر کیا ہے۔ لیکن صاحب تحریر نے جمانہم نیم سے اختیار کیا ہے اور قاضی عیاض سے جائے طلی سے۔ شیخ ابو عمرو نے کہا دونوں صحیح ہیں۔ نو جب جائے طلی سے ہو تو اس کل جمع ہے حمور کی یعنی وہ نصف جس پر بار چاہے سال وغیرہ اور جب نیم سے ہو تو جمع ہے جمال کی اور جماد جمع ہے جمل کی لائنٹ کو کہتے ہیں۔

نوٹی نے کہا اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ مسافروں کو اپنے اپنے گوشے ملا دینا اور ساتھ لے کر کھانا درست ہے اگرچہ کون ریاں کھائے کوئی کم اور عمارے اصحاب نے کہ یہ سنت ہے۔

جب لوگ اپنے اپنے گوشے کے برتنوں کو لے آئے تو آپ نے دعا کی تو گوشہ میں آپ کی دعا کی برکت سے اسکی افزائش ہو گئی کہ یا تو تمام ہونے کے قریب تھا یا سب کے برتن بھر سے بھر گئے اور طمیں حاصل ہو۔ یہ ایک معجزہ تھا آپ کے معجزوں میں سے۔

۱۳۹- ابو ہریرہؓ یا ابو سعیدؓ سے روایت ہے (یہ شک ہے) انھیں کو جو راوی ہے اس حدیث کا) جب غزوہ تبوک کا وقت آیا (تبوک شام میں ایک مقام کا نام ہے) تو لوگوں کو سخت بھوک لگی۔ انھوں نے کہا یا رسول اللہ! کاش! آپ ہم کو اجازت دیتے تو ہم اپنے اونٹوں کو جن پر پانی لاتے ہیں کاٹ ڈالتے۔ آپ نے فرمایا اچھا کانٹا۔ اسے میں حضرت عمرؓ آئے اور انھوں نے کہا یا رسول اللہ! اگر میں کچھ گاتوں کو سولیاں کم ہو جائیں گئیں لیکن سب لوگوں کو بد بھیجے اور کہے اپنا اپنا پی ہوا تو شہ سے کراؤں پھر خدا سے دعا کیجئے کہ تو شہ میں برکت دیجے۔ شاید اس میں اللہ کوئی راستہ نکال دے۔ (یعنی برکت اور بہتری عطا فرمائے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھا پھر ایک دسترخوان منگایا اس کو بچھادیا اور سب کا پکا ہوا تو شہ منگایا کوئی مٹی بھر جو لایا کوئی مٹی بھر کھجور لایا کوئی روٹی کا ٹکڑا یہاں تک کہ سب مل کو تھوڑا سا دسترخوان پر رکھا ہوا پھر رسول اللہ ﷺ نے برکت کیلئے دعا کی۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا اپنے اپنے برتنوں میں تو شہ بھر تو سب نے اپنے اپنے برتن بھر لیے یہاں تک کہ لشکر میں کوئی برتن نہ چھوڑا جس کو نہ بھرا ہو۔ پھر سب سے کھانا شروع کیا اور سیر ہو گئے اس پر بھی کچھ بچ رہا۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ خدا کے سوا کوئی

۱۳۹- عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ: "أبى سعيد شكا الأغمس قال لما كان غزوة تبوك أصاب الناس منجاعة قالوا يا رسول الله لو أدت لنا فخرنا مواصحا فأكلنا إذعنا فقال رسول الله ﷺ (( افعلوا )) قال فعاد عمر فقال يا رسول الله إن فعلت قل الظهور ولكن ادعهم بمصل أروهم ثم ادع الله لهم عينا بالبركة لمن الله أن يجعل في ذلك فضل رسول الله صلى الله عليه وسلم (( نعم )) قال فدعا بطعم فتم له ثم دعا بمعتل أروهم فقال جعل الرجل تبجيء بكم ذرة قال وتبجيء الآخر بكم تبر قال ويحيى الآخر بكمشرة حتى اجتماع على القطع من ذلك شيء يسر قال فدعا رسول الله ﷺ عليه بالبركة ثم قال (( اخذوا هي أو عنيكم )) قال فأخذوا هي أو عنيهم حتى ما تركوا في العسكر وعاء إلا ملقوه قال فأكلوا حتى شبعوا وفصلت فصلة فقال رسول الله ﷺ (( أشهد أن لا إله إلا الله

(۱۳۹) جیو دار قلمی۔ اس حدیث کی عمار میں طس کیا ہے کہ اس میں انھیں سے خطاب ہے اور کبھی انھیں سے کبھی من اہل صراغ میں چار بھی روایت کیا گیا ہے پر حدیث کی صحت میں یہ طعن کچھ اندر نہیں کرتا ہے۔ اس لیے کہ انھیں کو صحابی کے نام میں شک ہے اور صحابہ سب ثقہ ہیں۔ راوی نے کہا جب کوئی ادوی نام سے کہیں کہے کہ مجھ سے نکالنے والاں نے حدیث یہاں کی درود دونوں ثقہ ہیں تو روایت حجت ہے بلا خلاف۔ اس لیے کہ غرض یہ ہے کہ روایت ثقہ سے ہو اور وہ حاصل ہے۔ اس کا عہد کو حلیہ بغدادی نے کتاب میں اور راویوں نے بیان کیا ہے اور یہ غیر صحابہ میں ہے تو صحابہ میں تو بطریق اولی ہو گا اس لیے کہ صحابہ سب عادل ہیں۔ پھر راوی کے قیمن نہ کرنے سے مقصود نکتہ نہیں ہوتا۔

صحابہ سے سخت بھوک کی وجہ سے خراش ظاہر کی کہ کاش! آپ ہم کو اجازت دیتے تو اپنے اونٹوں کو جن پر پانی لاتے ہیں کاٹ ڈالتے۔ یہ ایک عمدہ طریقہ ہے ادب کی جگہ پر سوال کرے گا اور اس سے معلوم ہوا کہ لشکر کے لوگوں کو اپنے جانور جو لڑائی میں مدد دیتے ہیں کاٹنا اور سب نہیں جب تک امام اجازت نہ دے۔ (السر ابن البراء)

وَأَمَّا رَسُولُ اللَّهِ لَا يَلْقَى اللَّهَ بِهِمَا عَبْدٌ غَيْرُ  
مُشَافِقٍ لِحُجْبٍ عَنِ الْجَنَّةِ))

۱۴۱- عَنْ عُسَافَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( مَنْ قَالَ  
أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ  
وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَأَنَّ عِيسَى عَبْدُ  
اللَّهِ وَابْنُ امْرِئِهِ وَكَلِمَةُ الْقَدَمَاءِ إِلَى مَرْيَمَ  
وَزُورُحَ مِنْهُ وَأَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ وَأَنَّ النَّارَ حَقٌّ  
أَدْخَلَهُ اللَّهُ مِنْ أَمْرِ أَتَوَابِ الْجَنَّةِ الصَّامِتَةِ  
مُشَاهِدَةً))

سچا مسجود نہیں اور میں اللہ کا بھیجا ہوا ہوں۔ جو شخص ان دونوں  
باتوں پر یقین کر کے اللہ سے ملے وہ جنت سے محروم نہ ہوگا۔

۱۴۰- عبادہ بن صامت سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا  
جو شخص کہے کہ میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ سو اللہ کے کوئی  
سچا مسجود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور ہے شک  
حضرت محمدؐ اس کے بندے اور بھیجے ہوئے ہیں اور ہے شک  
حضرت عیسیٰ اللہ کے بندے ہیں اور اس کی لوثی (مریم) کے بیٹے  
ہیں اور اس کی بات سے پیدا ہوئے جو اس نے مریمؑ میں ڈال دی  
(یعنی حکم کر دیا کن کے ساتھ پھر وہ ہو گئے بن باپ کے) اور دست  
ہیں خدا کی بارود میں خدا کی (یعنی حضرت عیسیٰ کو روح اللہ کہتے

ہیں آپؐ نے فرمایا اچھا اپنے لائوں کو کاٹو اتنے میں حضرت عمرؓ نے اور نبیؐ سے کہا اگر ایسا کیا تو سوار ہاں تم ہو جائیں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ  
لام اور ہاں شہد کے حکم میں اعتراض کرنا جائز ہے اور کہہ راجہ والے کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وقتی مصیبت کے مطابق بڑے درجہ والے کو عمدہ معذور  
دے اور ان کے احکام کو منسوخ کرے کے بے کبے۔

(۱۴۰) لودنی نے کہا یہ حدیث ایک بہت عمدہ حدیث ہے عقائد میں جو جامع ہے تمام ضروری باتوں کو اور اس سے رد ہوتا ہے تمام کفری  
مقوں کا انحصار کے ساتھ۔ بعض لوگ ہمارے زمانہ میں یہ شہ کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ بغیر باپ کے کیوں کر پیدا ہوئے؟ حالانکہ قط  
کے قاعدے اور اصول حکمت سے یہ بات محال معلوم ہوتی ہے۔ ان کا جواب یہ ہے کہ تم عام کو قدم جانتے ہو یا حادث؟ اگر حادث رہے ہو  
تو ابتداء آفرینش میں سورع انسان کا ظہور کسی پہلے شخص سے ہو اور گا جو باپ رکھتا تھا ہاں پھر جب خدا سے بغیر ماں اور باپ کے ایک شخص کو  
پیدا کیا تو بغیر باپ کے پیدا کرنا اس کے نزدیک کیا دشوار ہے۔ اگر قدم جانتے ہو تو قدم سے یہ مراد نہیں کہ عالم اسی طرح بوضوح خاص قدیم ہے  
کیونکہ اوصاف اور اطوار میں ہمیشہ تغیر ہوتا رہتا ہے بلکہ اسی بنا پر کرات کے کرات متفرق اور پریشاں ہو سکتے ہیں اور ان کے جز و ہر دو پارہ طر کر  
ایک یا کمرہ ظاہر کر سکتے ہیں۔ اسی وجہ سے الہی طور اور بوجہ جالس اور فلاسفہ کی یک جماعت نے جو قدیم عالم کے قائل تھے یہ لکھ کے کہ لوائی  
ترکیب زمین میں زمین سے اعلیٰ اعلیٰ قسم کے جاندار جیسے انسان اور بہائم خود بخود پیدا ہوتے تھے۔ آخر زمانہ دراز کے بعد زمین کی قوت گھٹنے گھٹنے  
اب یہ ثابت ہوئی ہے کہ سوانہات اور کم درجہ کے حیوانات جیسے بچے بچے گھونس کبڑے مکوڑے، حیرہ کے عمدہ قسم کے جاندار میں سے خود بخود  
پیدا نہیں ہوتے۔

پھر جس خدا نے زمین میں یہ دستہ در کھی ہے کہ آدمی اور سب طرح کے جانور اس میں سے پیدا کر دیوے اس کے نزدیک خود  
ماں میں سے ایک دوسرا انسان پیدا کرنا نہ مشکل ہے نہ حیل کے خلاف ہے اور تعجب ہے کہ یہی حضرت عیسیٰ کو بن باپ کے رہے وہ بے  
لوگ عقل مدد قلم کلام بھرتے ہیں اور عیسویوں اور فلسفیوں کی لغویات کو بھی تسلیم کر لیتے ہیں اور قرآن وحدیث کی جگہ قرین قیاس باتوں  
میں شہ کرتے ہیں۔ خود حکیم اور فلسفی انسان کی ابتدا کی خلقت اور عالم کی ابتدائی آفرینش میں اس قدر حجاب رکھتے ہیں کہ ایک دوسرے کے  
خیال کو لغو اور مائل سمجھتے ہیں۔

ہیں اس لیے کہ اللہ جل جلالہ نے ان کی روح کو پیدا کیا۔ اگرچہ سب روحوں کو خدا ہی نے بنایا ہے پر حضرت عیسیٰ کی روح بڑی عزت اور بزرگی والی ہے اس لیے خدا کی طرف نسبت دی گئی جیسے خانہ گاہ کو بیت اللہ کہتے ہیں اور بے شک جنت حق ہے اور جہنم حق ہے تو بے جا بے گاس کو اللہ جنت کے آٹھ دروازوں میں سے جس میں سے چاہے جائے۔

۱۳۱- یہ حدیث اس سند سے بھی مذکور ہے۔ اس میں یہ الفاظ نہیں ہیں کہ جنت کے آٹھوں دروازوں میں سے جس سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے اس کے بجائے یہ الفاظ ہیں کہ اس کو اس کے اعمال کے مطابق اللہ تعالیٰ جنت میں لے جائیں گے۔

۱۴۱- و حَدَّثَنِي 'حُمَيْدُ بْنُ إِدْرِهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ حَدَّثَنَا مُبَشَّرُ بْنُ شَمْعِيلٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ هَاشِمٍ هَذَا لَوْ تَدْبَعُهُ عَيْرُ آتِهِ فَإِنَّ (وَأَذْخَلَهُ) اللَّهُ الْجَنَّةَ عَلَى مَا كَانَ مِنْ عَمَلٍ (( وَلَمْ يَذْكُرْ مِنْ آيَاتِهِ لَوْ أَنَّ النَّاصِبَةَ شَاءَ ))

۱۳۲- مناہجی سے روایت ہے میں عبادہ بن صامت کے پاس گیا وہ مرے کے قریب تھے میں رونے لگا انھوں نے کہا مجھ کو مہلت دو (یعنی مجھ کو بات کرے میں) کیوں روتا ہے؟ قسم خدا کی اگر میں گواہ بنایا جاؤں گا تو تیرے لیے ایمان کی گواہی دوں گا اور اگر میری سفارش کام آئے گی تو تیری سفارش کروں گا اور اگر مجھے طاقت ہوگی تو تجھ کو فائدہ دوں گا۔ پھر کہا قسم خدا کی کوئی حدیث

۱۴۲- عَنْ النَّاصِبَةِ عَنْ عِبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلْتُ عَلَيْهِ وَهُوَ فِي حُجْرَةٍ فَبَكَتُ فَمَنْ مَهْلًا لِمَنْ تَبْكِي هُوَ اللَّهُ تَعَالَى سَنُفِذُكَ بِأَشْهَدُ لَكَ وَتَنْتَ شَعْنُكَ سَمِعْتُكَ وَتَنْتَ سَمِعْتُكَ نَافِعْتُكَ لَمْ يَنْتَ وَتَنْتَ مِنْ حَدِيثِ سَمِعْتُكَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ

(۱۳۲) (مناہجی سے روایت ہے) مناہجی صراح کی طرف سے ہے جو قبیضہ مراد کی ایک شاخ ہے اور نام ال کا ابو عبد اللہ عبد الرحمن بن عسید سے۔ وہی نے کہا یہ جلیل القدر تابعی تھے۔ یہ رسول اللہ سے منے کے لیے جا رہے تھے ابھی یہ راہ میں تھے ہی میں تھے کہ آپ کی وفات ہوئی۔ آپ کی وفات کے پانچ یا پچھون بعد یہ مدینہ میں آئے اور ابو بکر صدیقؓ پر بیعت سے محابہ سے منے در روایتیں کیں۔ تقریباً "میں سے کہ عبد الملک کی خلافت میں انھوں نے تھان کیا۔ وہی نے کہا جس کو حدیث میں اضمحلال کہیں سے وہ اس مناہجی کو صراح بن عمر خیال کرتا ہے حالانکہ صراح بن عمر صحابی ہیں۔

عبادہ بن صامت نے مناہجی سے قسم کھا کر کہا کوئی حدیث میں نے رسول اللہ سے نہیں سنی جس میں تمہاری بھلائی تھی مگر میں نے اس کو تم سے بیان کر دیا۔ قاصی عیاض نے کہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے دو حدیثیں چھپائیں جن کے بیان کرنے میں ان کو نقصان یا فتنہ معلوم ہو۔ اس لیے کہ ہر شخص کی عقل اتنی نہیں جو ہر حدیث کا مطلب سمجھے اور اس میں کوئی غلط کرنے کی بات نہ ہوگی نہ کوئی حد او کی شریعت کی حدود میں سے۔ اور یہاں بہت صحابہ نے کہا ہے کہ بے ضرورت حدیث کو بیان نہیں کیا یا اس حدیث کو جس سے لوگوں میں فساد پھیلنے کا خوف تھا اس وجہ سے کہ اس کے سمجھنے سے ان کی عقل قاصر تھی۔ ایسے ہی وہ حدیثیں جو منافقوں کے بہانے میں یا قیامت کی علامات میں یا ظن





لَنْ يَكُونَ لَكَ مِنَ الْإِسْلَامِ شَيْءٌ إِلَّا أَنْ تَقُولَ مَا قَالُوا (۱) هُنَّ تَدْرِي مَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ إِنْ فَعَلُوا ذَلِكَ ) فَإِنَّ لَكَ مِنَ اللَّهِ وَ سَوْءَ عُقُوبَةٍ (۲) (۱) أَنْ لَا يُعَذِّبَهُمْ (۲)

شریک نہ کریں۔ پھر آپؐ توڑی دیر چلے فرمایا اے معاذ بن جبل! میں نے کہا یا رسول اللہ! میں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوں اور آپؐ کا فرما ہر در ہوں۔ آپؐ نے فرمایا تو جانتا ہے بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے؟ جب بندے یہ کام کریں یعنی اسی کی عبادت کریں کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ کریں۔ میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا حق یہ ہے کہ اللہ ان کو عذاب نہ کرے۔

۱۳۳- معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گدھے پر سوار تھا جس کا نام ”عقیر“ تھا۔ آپؐ نے فرمایا اے معاذ! تو جانتا ہے اللہ کا بندوں پر کیا حق ہے اور بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے؟ میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ اسی کی عبادت کریں۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے کہ جو شخص شرک نہ کرے اللہ اس کو عذاب نہ دیوے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! میں خوش نہ کروں لوگوں کو یہ سن کر؟ آپؐ نے فرمایا مت سناں کہو! یہاں نہ ہو کہ وہ اس پر بھروسہ کر بیٹھیں۔

۱۴۴- عن معاذ بن جبل عن رسول الله ﷺ عني حين يقضي له عقیرة قال فقال (۱) يا معاذ تدري ما حق الله على العباد وما حق العباد على الله (۲) قال قلت الله يرسله عذبه (۳) (۱) فان حق الله على العباد ان يعبدوا الله ولا يشركوا به شيئا وحق العباد على الله عز وجل ان لا يعذب من ما يشرك به شيئا (۲) قال قلت يا رسول الله انما نسركم (۳) (۱) لا تشركهم فيشركوا (۲)

نہی ہے کہ جب یہ فرض سے کیونکہ اللہ جل جلالہ پر کوئی کام لازم اور واجب نہیں اور نہ کوئی اس پر کسی کام کو واجب کر سکتا ہے۔ وہ خود ہدایت مالک سے صاحب سے سارے جہاں کا جو چاہے کرے جو چاہے کرے۔ پر اپنے وجود اور قوت کا چاہے۔ اس کی بات نکلے ولی نہیں اس سے جیسا دیکھا اس کے ایک بندے دست میں سرور جا میں گئے۔ لیکن گرد و چاہے تو تیکوں کو بھی دو رخ میں ڈال دے کسی کی کیا مجال جو اس کو چو بھی کہہ سکے

۱۴۳- (۱) میں نے اپنے بھائی میں معاذ اور فتح نام حدیث کی صحیح سے۔ اور یہی مستتر نسخوں میں ہے اور قاضی عیاض نے جو اس کو غیبی مجھ سے کہا ہے وہ متروک سے کوئی ہے کہا یہ وہ کہہ چکا تھا جو رسول اللہ کی ساری کا تھا۔ انصاف نے کہا وہ حجۃ الوداع میں مر گیا اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ دوسری بار کا ہے اور پہلی حدیث میں جو مذکور ہے وہ اور بار کا ہے۔ اس لیے کہ پہلی حدیث میں پالاں کا ذکر ہے اور پالاں احث پر ہوتا ہے۔ اور احتمال سے کہ ایک ہی واقعہ ہو اور پہلی حدیث کا یہ مطلب ہو کہ میرے اور آپؐ کے درمیان میں صرف اتفاقاً حاصل تھا جیسے پالاں کی لکڑی۔

آپؐ نے معاذ بن جبلؓ سے فرمایا لوگوں کو خوشخبری مت سنا۔ یہاں یہ وہ اس خوشخبری پر بھروسہ کر بیٹھیں پھر اور نیک کام کرنا اور گناہوں سے بچنا چھوڑیں۔ اگرچہ توحید و عبادت کے لیے کافی ہے پر جہنم سے بالکل محفوظ رہنے کے لیے اور جنت میں اعلیٰ درجہ پانے کے لیے جہاں بہت زیادہ اور کاموں سے بچنا ضروری ہے۔



۱۴۵- عن معاذ بن جبل قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم (( يا معاذ أتنبؤي ما حق الله على العباد )) قال الله ورسوله أعلم ما (( أن يُعبد الله ولا يُشرك به شيء )) ما (( أتنبؤي ما حقهم عليه إذا فعلوا ذلك )) فقال الله ورسوله نعم قال (( أن لا يُعبد بهم ))

۱۴۵- معاذ بن جبل سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے معاذ! تو جانتا ہے اللہ کا حق بندہ پر کیا ہے؟، انھوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ آپ نے فرمایا وہ حق یہ ہے کہ پوجا حوالے خدا اور شریک نہ کیا جاوے اس کے ساتھ کوئی۔ پھر آپ نے فرمایا تو جانتا ہے بندوں کا حق اللہ پر کیا ہے؟ میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ آپ نے فرمایا وہ حق یہ ہے کہ اللہ ان کو عباد نہ کرے۔ (یعنی ہمیشہ کا عذاب جیسے مشرکوں کو ہوگا)

۱۴۶- حدثنا القاسم بن زكرياء حدثنا حسين عن زائدة عن أبي حصيب عن الأسود بن هلال عن سفيان مضاف يقول دعاني رسول الله ﷺ ما جئته فقلت (( من تنبؤي ما حق الله على الناس )) نحو حديثهم

۱۴۶- اوپر والی حدیث کی طرح حدیث ہے یکس ایک اور سند سے مروی ہے۔

۱۴۷- عن أبي هريرة رضي الله عنه قال كنت فؤاد حوث رسول الله صلى الله عليه وسلم سنة ثمان أبو بكر وعمر في صوماء رسول الله صلى الله عليه وسلم من بين أظهرنا فأتينا عليا وعرضا أن يقتطع خوتنا وفروعنا فقمنا فكننت أول من فرغ

۱۴۷- ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے گرد بیٹھے تھے اور ہمارے ساتھ ابو بکر اور عمرؓ بھی تھے اور آدمیوں میں اتنے میں رسول اللہ ﷺ اٹھے اور باہر تشریف لے گئے پھر آپ نے ہمارے پاس آئے میں دیر لگاں تو ہم کو ڈھکے کہیں دشمن آپ کو اکیلے نہ مار ڈالیں۔ ہم گھبر گئے اور اٹھ کھڑے ہوئے۔ سب سے پہلے میں گھبرا یا تو میں آپ کو ڈھونڈنے کے لیے اٹھا اور بنی نجار

(۱۴۵) اور بعض نسخوں میں مضاف ہے صحابہ تو برابر یہ ہو گا کہ پڑے بندہ اللہ کو اور اس کے ساتھ شریک نہ کرے کسی نہ (۱۴۶) حضرت ابو ہریرہؓ نے دیکھا کہ ایک نالی چر خار چلتی باہر کنوئیاں سے پانی کے اندر جاری ہے تو خارچہ کنوئیاں کی مفت سے اور بعضوں نے کہا کہ خارچہ ایک شخص کا نام ہے تو یہ ہو گا خارچہ کے کنوئیاں سے پانی کی وہاں خارچہ کے کنوئیاں سے آتی تھی۔

ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ جب میں سہ ماہی کا خوشخبری والا پیغام عزم کو ملایا تو حضرت عمرؓ نے میری ہمتیوں کے بچاؤ میں یکہ ہاتھ مار جس سے میں سرین کے بل گر پڑا۔ اس سے حضرت عمرؓ کا قصد تھا کہ ابو ہریرہؓ کو گروہ یا بیاد پہنچائیں بلکہ ان کو اس کام سے باز رکھنا مقصود تھا اور، تھکے ہوئے اس لیے مارا کہ ان کو تھکے ہوئے اور وہ یہ کہنے سے باز ہیں۔ قاصی مباحث وغیرہ نے کہا کہ حضرت عمرؓ کا مقصد بطور اعتراض کے نہ تھا وہ اس اللہ پر کیونکہ ابو ہریرہؓ کے ہام میں سوا امت کے خوش کرنے کے اور کوئی بری بات نہ تھی۔ مگر حضرت عمرؓ نے ایسے پیغام کو فاش نہ کیا۔ خلافت مصلحت کے جانا کیونکہ وہ وقت سنی اور کوشش کا تھا دین میں اور تمام حکام کی کاجی الاما علی، لخصوص جب وغیرہ فارتی دینا سے یہ اس وقت نہایت ضروری تھا اور اگر یہ خوشخبری سب کو پہنچ جاتی تو احوال تھے کہ بہت لوگ اس رسائی کرتے اور اس پر بھروسہ کر کے سخت ہوجاتے تھے

مَنْ رَأَى النَّبِيَّ رَسُومَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى كُنْتُ حَاطِطًا لِنَاصِرٍ رَسَمِي الشَّخَرِ مَذْرُوبٌ بِهِ هَلْ أَجِدُ لَهُ دَبَّ قَلْبِي أَجِدُ قَدْرَ رَيْعٍ يَسْجُلُ فِي جَوْفِ حِطِّ مِنْ بَنِي خَدْرَجٍ وَالزَّيْبِ الْجَنُونِ وَخُتْمُ كَمَا يَخْتَمُرُ الشَّعْبُ فَدَخَلْتُ عَمِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَا ((أَبُو هُرَيْرَةَ)) فَكُنْتُ بَعْدَ بَارِسُومِ اللَّهِ قَالَ ((مَا شَأْنُكَ)) قُلْتُ كُنْتُ نَبِيٍّ أَطْهَرُنَا مَقْصِدًا وَبَطَالًا عِبَادًا فَخَشِنَا أَنْ نَقْتَطِعَ دُونَ فَرَعِ عَا فَكُنْتُ نَزُولٍ مِنْ فَرَعٍ فَاتَّبَعَ هَذَا الْحَاطِطُ فَاحْتَضَرْتُ كَمَا يَخْتَمُرُ الشَّعْبُ وَهَلَاءَ النَّاسِ وَرَأَيْتُ فَقَالَ يَا ((أَبَا هُرَيْرَةَ)) وَأَعْطَانِي سَلِيَّةً قَالَ ((وَأَذْهَبُ بِتَعْلِي هَاتِيهِ هَمٌّ لَقِيتُ مِنْ وَرَاءِ هَذَا نَحَاطٍ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُسْتَبَقًا بِهَا قَلْبُهُ هَشْوَةٌ بِسَجَّةٍ)) فَكَانَ زَوْجُ مَنْ لَقِيتُ عَمْرُ فَقَالَ مَا هَذَا السُّنْدَانِ يَا أَرْ هُرَيْرَةُ فَقُبْتُ هَذَا نَفْلًا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَعْلِي بِهِمَا مِنْ نَقِيتْ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُسْتَبَقًا بِهَا قَلْبُهُ

کے بارغ کے پاس پہنچا۔ ہی تیار انصار میں سے ایک قبیلہ تھا۔ اس کے چاروں طرف دروازہ کو دیکھتا ہوا پھرا کہ دروازہ پاؤں تو اندر جاؤں۔ (کیونکہ گمان ہو کہ شاید رسول اللہ ﷺ اس کے اندر تشریف لے گئے ہوں) دروازہ ملنے نہیں۔ (شاید اس بارغ میں دروازہ ہی نہ ہوگا یا اگر ہوگا تو ابھریرہ کو گھبراہٹ میں نظر نہ آیا ہوگا) دیکھا کہ باہر کوئی سے ایک نالی بارغ کے اندر جاتی ہے۔ میں لومڑی کی طرح سمٹ کر اس نالی کے اندر گھسا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا۔ آپ نے فرمایا ابو ہریرہؓ میں نے کہا تھی ہاں یہ رسول اللہؐ آپ نے فرمایا کیا حال ہے تیرے میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ آپ ہم لوگوں میں تشریف رکھتے تھے پھر آپ تشریف لے گئے اور آپ نے، نے میں دیر لگائی تو ہم کو ڈر ہوا کہ کہیں دشمن آپ کو ہم سے جہاد کیے کر نہ ستائیں۔ ہم گھبرا گئے اور سب سے پہلے میں گھبرا کر اٹھا اور اس بارغ کے پاس آیا (دروازہ ملا) تو اس طرح سمٹ کر گھس آیا جیسے لومڑی اپنے بدن کو سمیٹ کر گھس جاتی ہے اور سب لوگ میرے پیچھے آتے ہیں۔ آپ نے کہا اے ابو ہریرہؓ! اور عنایت کیس مجھ کو اپنی جوتیاں (نشتانی کے لیے تاکہ اور لوگ ابو ہریرہؓ کی بات کو سچ سمجھیں) اور فرمایا میری یہ دونوں جوتیاں لے کر چلا اور جو کوئی تجھے اس بارغ کے پیچھے ملے اور وہ اس بات کی گواہی دیتا ہو کہ خدا کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور اس بات پر اس سے یقین رکھتا ہو تو اس کو یہ سنا کر خوش کر دے کہ اس کے لیے جنت ہے۔ (ابو ہریرہؓ نے کہا میں جوتیاں لے کر چلا) تو سب

اور نبیؐ سے حضرت عمرؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ کے ساتھ آئے اور حضرت سے یہ مصیحت بیان کی۔ آپ نے ان کی رائے کو ٹھک سمجھا اور نبیؐ پر عمل کیا۔ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رعیب کو نام کے حکم پر اعتراض کرنا پہنچتا ہے اور نام کو چاہے کیا تو اس اعتراض کا مستحق جواب دے کر رحمت کی ماموش کرے یا اپنے حکم کو موقوف رکھے۔ (تودی)

نوٹ: لے کہ یہ حدیث بہت سے فائدوں پر مشتمل ہے۔ ایک عالم کا بیٹنا لوگوں کو سمجھانے اور دین کی باتیں بتانے کے لیے۔ دوسرے میر کے ملک کے اندر جانا پیغمبرؐ کی احادیث کے درست ہے جب یقین ہو اس بات کا کہ وہ ناراض نہ ہوگا۔ کیونکہ ابو ہریرہؓ بارغ کے اندر تھے

سے پہلے میں عرضی اللہ عندہ سے ملا انھوں نے پوچھا اے ابو ہریرہؓ جو تیاں کہی ہیں؟ میں نے کہا یہ رسول اللہ ﷺ کی جوتیاں ہیں۔ آپؐ نے یہ دے کر مجھ کو بھیجا ہے کہ میں جس سے ملوں اور وہ گواہی دیتا ہو لا الہ الا اللہ کی دل سے یقین کر کے وہ اس کو جنت کی خوشخبری دوں۔۔۔ من کر حضرت عمرؓ نے ایک ہاتھ میری چھتوں کے بیچ میں مارا تو میں سرین کے بل گر۔ پھر کہا اے ابو ہریرہؓ رسول اللہ کے پاس لوٹ جا۔

میں رسول اللہ ﷺ کے پاس لوٹ کر چلا گیا اور رونے و لائی تھا کہ میرے ساتھ مجھے سے عمرؓ بھی آچکے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابو ہریرہؓ اتجھے کیا ہوں میں نے کہا میں عمرؓ سے ملا اور جو پیغام آپؐ نے مجھے دے کر بھیجا تھا پہنچایا۔ انھوں نے میری چھتوں کے بیچ میں ایسا مارا کہ میں سرین کے بل گر پڑا اور کہا لوٹ جا؟ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرؓ سے کہا تو نے یہ کیوں کیا؟ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپؐ پر میرے ماں باپ قربان ہوں ابو ہریرہؓ کو آپؐ نے اپنی جوتیاں دے کر بھیجا تھا کہ جو شخص ملے اور وہ گواہی دیتا ہو لا الہ الا اللہ کی دل سے یقین رکھ کر تو خوشخبری دو اس کو جنت کی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ حضرت عمرؓ نے کہا آپؐ پر میرے ماں باپ قربان ہوں ایسا نہ کیجئے کیونکہ میں ڈرتا ہوں لوگ اس پر تکیہ کر بیٹھیں گے۔ ان کو عمل کرنے دیجئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چھاں کو عمل کرے دو۔

بَشَرُهُ بِالْحَجَّةِ فَضْرَبَ عُمَرُ بِيَدِهِ تَيْنِ تَدْتِي  
فَحَرَرْتُ بِلَاسِي مَضَلَّ ارْجِعْ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ  
مَرَجَعْتُ إِلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ فَأَخْبَشْتُ بُكَاءَ وَرَبِّي عُمَرُ عَادَا  
هُوَ عَنِّي أَتَرَى فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( مَا لَكَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ ))  
قُلْتُ لَقِيتُ عُمَرَ فَأَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي بَعَثَنِي بِهِ  
فَضْرَبَ بِيَدِهِ صَرْبَةً حَرَرْتُ بِلَاسِي  
فَقَالَ ارْجِعْ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ (( يَا عُمَرُ  
مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا فَعَلْتَ )) قَالَ يَا رَسُولَ  
اللَّهِ يَا أَبَا أَنْتَ وَأُمِّي أَلْعَبُ أَبَا هُرَيْرَةَ  
بِعَلْبَتٍ مِنْ لِبِي يَشْهَدُ لَنَا بِاللَّهِ إِلَى اللَّهِ  
مُشْتَقٌّ بِهَا قُلْتُ نَشْرُهُ بِالْحَجَّةِ هَال  
(نعم) قَالَ مَا تَفْعَلُ فِلَانِي أَحْسَنِي أَنْ  
يَكُلَ التَّمْرَ عَلَيْهَا فَحَلَلَهُمْ يَغْمَلُونَ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
(فحللهم))

مجھے ملے اور حضرت نے بھی منع نہیں کیا بلکہ جائز ہے دوسرے کے ہاتھ سے فادہ اٹھاؤ اور دوسرے کا کھانا کھا لیا اور اس کے چالور پر سواری کرنا اور کھانا اپنے گھر لے جانا اور اس کے مثل اور باتیں جو اس کو مانگوں ہوں لیکن روپیہ جیسہ لینا درست نہیں جو مانگوں ہو۔ یہ سب اس صورت میں ہے کہ اس کی وصایت کا یقین ہو اور جو شک ہو تو بغیر لڑائی کے صرف درست نہیں۔ تیسرے امام کو لڑائی دے کر کسی کو بھیجا۔ چوتھے بعض دین کی باتیں چھپا کر منظر صحت یا خوف قتل۔ پانچویں تابعی کا اعتراض کرنا متبرک پر اور تابعی کی رائے قبول کرنا جب رائے ٹھیک ہو۔ چھٹے یہ توں درست ہونا میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں اور بعض ملف نے اس کو کمرہ رکھا ہے مگر وہ صحیح نہیں۔



۶۵۹- عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال حدثني محمود بن الربيع عن عثمان بن مالك قال قدمت المدينة فلبيت حجاب فقلت حديث سعيي عنت قال أصابي في بصرى بغض الشئ فبعت إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم أتني أجيب أن تأبيني فتصلي في منزلي فأتبعه مصني قال قاتني النبي صلى الله عليه وسلم ومن شاء الله من أصحابه مدعوا وهو يصني في منزلي وأصحابه يحدثون بينهم ثم أستمروا عظم ذلك وكثرة إلى مالك بن أنس قال حدثنا أبو ذر أنه دعا عليه فحدث ورثوا أنه أصابه شر فقضى رسول الله صلى الله عليه وسلم الصلاة وقال (( أليس يشهد أن لا إله إلا الله وأني رسول الله )) قالوا إنه يقول ذلك وما هو به فيه قال (( لا يشهد أحد أن لا إله إلا الله وأني رسول الله فيدخل النار أو تطعمه )) قال أنس فأعجبني هذا الحديث فقلت لاني أكتبه فكتبه

۱۳۹- اس بن مالک سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ مجھ سے حدیث بیان کی محمود بن ربیع نے انھوں نے سنا وہاں بن مالک سے محمود نے کہا کہ میں مدینہ میں آیا تو حجاب سے ملا اور میں نے کہا ایک حدیث ہے جو مجھے پہنچی ہے تم سے تو بیان کرو اس کو۔ حجاب نے کہا میری نگاہ میں فتور ہو گیا۔ (دوسری روایت میں ہے کہ وہ اندھے ہو گئے اور شدید ضعف بصرات مراد ہو) میں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس کہا بھیجا کہ میں چاہتا ہوں آپ میرے مکان پر تشریف لا کر کسی جگہ نماز پڑھیں تاکہ میں اس جگہ کو مصطفیٰ بنا لوں (یعنی ہمیشہ وہیں نماز پڑھا کروں اور یہ درخواست اس لیے کی کہ آنکھ میں فتور ہو جاوے کی وجہ سے مسجد ہوئی میں اس کا آئنا شوار تھا) تو رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور جن کو خدا نے چاہا اپنے اصحاب میں سے ساتھ لائے۔ آپ اُندر آئے اور نماز پڑھنے لگے اور آپ کے اصحاب آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ (منافقوں کا ذکر چھڑ گیا تو ان کا حال بیان کرنے لگے اور ان کی بری باتیں و بری عادتیں ذکر کرتے تھے) پھر انھوں نے بڑا مناقب مالک بن دخیلم کو کہا یا مالک بن دخیلم یا مالک بن دخیلم یا دخیلم! اور چاہا کہ رسول اللہ ﷺ اس کے لیے بددعا کریں وہ مر جائے اور اس پر کوئی آفت اترے۔ (تو معلوم ہو کہ بدکاروں کے بتا ہوئے کی آرزو کرنا برا نہیں) اتنے میں رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے اور فرمایا کیا وہ (یعنی مالک بن دخیلم) اس بات کی گواہی نہیں دیتا کہ سوا خدا کے کوئی سچا معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ صحابہ نے عرض کیا

(۱۳۹) یہ تو اسی نے کہا اس حدیث کی اسناد میں دو عجیب باتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ تین صحابی برابر ایک دوسرے سے روایت کرتے ہیں وہاں تین ہیں اور محمود اور حجاب۔ دوسرے یہ کہ بڑے بڑے چھوٹے سے روایت کی۔ اس بڑے میں محمود سے اس اور علم اور مرتبہ میں (انھوں نے بھی صحابہ سے مالک بن دخیلم کو پوچھا تھا) صحابہ نے غفلت میں اس درجہ کا اس شخص کو قرار دیا حالانکہ یہ بدر میں شریک تھا اور لڑائیوں میں اور مناقب اس کا ثابت نہیں ہوا بلکہ خود حضرت نے اس کو مومن قرار دیا۔ بخاری کی روایت میں ہے کہ لا اله الا الله

وہ تو اس بات کو زبان سے کہتا ہے لیکن دل میں اس کے یقین نہیں۔ آپؐ نے فرمایا جو کوئی دوسرے مالہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کی پھر وہ جہنم میں نہ جائے گا یا اس کو انگارے نہ کھا میں گئے۔ انسؓ نے کہا یہ حدیث مجھ کو بہت اچھی معلوم ہوئی تو میں نے اپنے سے کہا اس کو لکھ لے۔ اس نے لکھ لیا۔

۱۵۰۔ انسؓ سے روایت ہے کہ حدیث بیان کی مجھ سے عثمان بن مالکؓ نے۔ وہ اندھے ہو گئے تھے تو انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس کہا بھیجا کہ میرے مکان پر تشریف لائے اور مسجد کی ایک جگہ مقرر کر دیجئے۔ رسول اللہ ﷺ آئے اور آپؐ کے لوگ آئے پر ایک شخص غائب تھا جس کو مالک بن دحیمؓ کہتے تھے۔ پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے لو پر گزری۔

باب جو شخص اللہ کی خدائی، سلام کے دین اور محمد ﷺ کی پیغمبری پر راضی ہو وہ مومن ہے اگرچہ کبیرہ گناہ کر بیٹھے

۱۵۰۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّهُ عَمِيَ فَأُرْسِلَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَعَدِلٌ فَحَطَّ لِي مَسْجِدًا لِحَاءِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَاءَ قَوْمُهُ وَنُصِبَ رَجُلٌ مِنْهُمْ يُقَالُ لَهُ مَالِكُ بْنُ الدُّخْنِمْ ثُمَّ ذَكَرَ بَحْوَ حَدِيثِ سَلِيمَانَ بْنِ الْمُعْبِرَةِ

بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ مَنْ رَضِيَ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَسُولًا فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَإِنْ أَرْنَكَ لَمَعَاصِي الْكَبَائِرِ

۱۵۱۔ عَنْ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ الْكَلاَّبِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ سَمِعَ رُوَيْتَ هِيَ انھوں نے رسول

(۱۵۰) بخاری نووی نے کہا اس حدیث سے کئی باتیں معلوم ہوئیں کچھ اوپر گزریں۔ ایک بات یہ ہے کہ آثار صالحین کے ساتھ حمک کرنا درست ہے۔ دوسرے یہ کہ غلہ اور نسل اور مصالح کو اپنے مریدوں اور شاگردوں کے گھر جانا اور ان سے ملنا بہتر ہے۔ تیسرے مفصل کو فاضل سے کچھ درخواست کرنا کسی مصلحت سے درست ہے۔ چوتھے نماز پڑھنے والے کے سامنے باتیں کرنا درست ہے اگر نمازی کا حرج نہ ہو۔ پانچویں جو شخص ملاقات کو جائے اس کو اہمیت درست ہے اگر صاحب جائہ رضا مند ہو۔ چھٹے حاکم اور امام سے کسی شخص کا حال بیان کر دینا جب اس سے ضرر کا خوف ہو درست ہے۔ ساتویں حدیث کا لکھنا درست ہے کیونکہ اس سے اپنے بیٹے سے کہا لکھ لے اس کو۔ لکھ لینا مستحب ہے اور حدیث لکھنے سے ممانعت بھی آئی ہے اور اجازت بھی۔ ممانعت تو اس کے لیے ہے جو یاد نہ کرے صرف لکھے پر غور و فکر کے حالانکہ اس کو یاد کرنے کی طاقت ہو اور اجازت اس کے لیے ہے جو یاد نہ کر سکے اور بعضوں نے کہا ممانعت اس وقت تھی جب حدیث کے نقل چاہے گا اور تھا قرآن کے ساتھ پھر اجازت ہوئی اور پہلے سلف صحابہؓ اور تابعین میں اختلاف تھا حدیث کی کتابت میں لیکن بعد میں کتابت کے درست ہوئے پر امت کا اجماع ہو گیا۔ انھوں نے امامین عالم کو اپنے دینی کے ساتھ لے جانا درست ہے ملاقات کے لیے یا دعوت میں۔ اجماعی یا مختصراً۔

(۱۵۱) بخاری نووی نے نقل کیا صاحب "تحریر" سے راضی ہونا یعنی قناعت کرنا اور کافی جانا اور کچھ۔ چاہنا تو حدیث کا مطلب یہ ہے کہ سرحد کے اور کسی کو مطلب نہ کرے اور اسلام کے دوسرے کفر کے رستوں پر نہ چلے اور حضرت کی شریعت کے موافق ہے پھر جس میں



رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقولہ ((فاق طعم الايمان من رضي بالله وبناتہم دينہ)) نے جو راضی ہو گیا خدا کی حمد کی پر اور اسلام کے دین ہوے پر اور محمد کی پیغمبری پر۔

اس پر منہات ہو گئی ہے شک ایمان کی علامت اس کے دل میں معلوم ہو گئی اور وہ اس کا حراختہ مجھے

کامی عیاض ہے کہا اس کے لئے یہ مراد ہے کہ اس کا ایمان صحیح ہو گا اور اس کے دل کو اطمینان ہو گا۔ اس واسطے کہ جب وہ اس چیزوں سے راضی ہو تو یہ دلیل ہے اس کے کمال معرفت اور مذاق بصیرت کی اور اس کے ساتھ اس کا دل بھی خوش ہو گا اس لئے کہ جو شخص کسی چیز سے راضی ہو تا ہے تو وہ اس پر سہل ہوتی ہے۔ اسی طرح جب اس کے دل میں ایمان بیٹھ جاتا ہے تو تمام عبادتیں اور احاطہ میں اس پر تسان ہو جاتی ہیں اور لذت دہتی ہیں۔ ثقتہ والا خیال میں ہے کہ خدا کی حمد کی پر راضی ہوئے کی یہ نشانی ہے کہ اس کی فضا اور قدر پر راضی رہے۔ رنج اور تکلیف اور مصیبت میں اس کا فکدہ نہ ہو۔ کرے اور دین اسلام پر راضی ہونے کی علامت یہ ہے کہ اسلام کے احکام پر مضبوط ہو جائے مگر کی رسومات کے گرد پھٹے اور حضرت کی پیغمبری پر راضی ہونے کی یہ پہچان ہے کہ حضرت کی سنت پر چلے اور بدعت سے خداوت رکھے اور جس کو یہ بات حاصل نہیں اس کو ایمان کے حراے کی خبر نہیں۔ ابھی

مترجم کہتا ہے کہ اس حدیث میں آنحضرت نے ایک بڑے مرتبہ کی طرف اشارہ کیا جو عام مومنوں اور مسلمانوں کو حاصل نہیں۔ پھر دین میں اس کو ایمان کی علامت اور لذت کچھ نہیں ہے۔ وہ تمام مبادتیں اور طاعتیں جو کرتے ہیں تو جہنم کے دار سے فکس پر (دور والی کے کرتے ہیں اور دین کے احکام بجا لانا ان کے نزدیک ایسے ہی دشوار ہیں جیسے ہماری پتھر رونا اور کوئی محنت شاد کرنا جس کو دل نہ چاہتا ہو پر بیٹ کی خاطر یا کسی سے ڈر کر انسان کرتا ہے۔ قدر در دیش بر جاں اور دیش۔ پہلے ہر مسلمان کو اسی طرح رباست اور محنت کر کے نفس کی بری خواہشوں اور تن آسانی اور آرام غلبی کو توڑنا چاہیے۔ پر ان باتوں کا حراست کے چل کر کتنے دنوں کے بعد حاصل ہو گا جب اس کا نفس عمرار عمل سے یعنی اربار نیک کام کرنے سے ان کاموں کا عادی ہو جائے گا تو اس کو ان کاموں میں ایک لذت پیدا ہو گی اور ایک مزہ حاصل ہو گا۔ جیسے انسان پہلے کسرت کرتا، ڈانڈ پٹکا یا مگر دہلاتا ہے تو چند روز کیسے ناگوار گزرتے ہیں پھر ان میں ایسا مزہ آئے لگتا ہے کہ، کا جھوڑا دشوار گزرتا ہے اور بے کسرت کے جھین نہیں پڑتا۔ یہ تو حسنی قوی اور حراے کی لذت ہے جو عادت ہونے کے بعد جھوٹ نہیں لگتی۔ ایمان جو روحانی لذت ہے اس کا مزہ اور لذت کس قدر ہو گا؟ قیاس کرنا چاہیے۔ پر اس کا بیان کیوں کر ہو سکتا ہے؟ اس کو تو دینی جائے جس سے اس کا مزہ اچھا ہو۔ یہی جب دنیا میں محنت تک سر کرتا ہے اور دنیا کے فکدہ بات اور حرکات اور تغیرات میں غور کرتا رہتا ہے تو اس کو ایک غلبان اور اضطراب پیدا ہوتا ہے اور چونکہ وہ اسباب خیر اور راحت اور خوشی کی جمع کرنا چاہتا ہے پر اسباب کی قصص تناخت میں غلبی کرتا ہے تو ہر مرتبہ اس کی کوشش رینکاں اور اس کی سعی بڑھ ہونے سے اس کو وحشت پیدا ہوتی جاتی ہے اخیر میں ایک ایسا اضطراب اور اضطراب اس کے دل کو ہوتا ہے کہ معاذ اللہ! کفر و ہدایا اسی عارضے میں گرفتار ہیں من کو دم بھر جھین نہیں اس کی زندگی موت سے بدتر ہے۔ ان کو یہ یاقوت میں وہ عذاب ایم ہے کہ خدا کی پناہ جب کسی شخص کا بہ حال ہو تو کچھ بیٹا چاہیے کہ دوسرے نام مومن ہے جو کلمات ایمان کو طوطے کی طرح کہتا ہے پر دل میں اس کے نور ایمان بالکل نہیں اور رضا بالقدر کا مزہ اس کو حاصل نہیں جس نے خود کو نہ کریم کو، پناہ لک پر در و گھر مرنی سر پرست ہر طرح کی حاجتیں برلائے والا سب کے کام نکالنے والا ہے اور جیسے کی جبرائیل تمام ضرورت کا بندوبست کرنے والا تمام ایلوں اور تکلیفوں سے بچانے والا سمجھا اور دل سے اس پر یقین کیا اور سب متا صدد اور مطالب کو اس کی مرضی پر جھوڑ دیا وہ خدا کی حمد اور ثناء سے راضی اور خوش ہوا۔ اب کیا ممکن ہے کہ دنیا کے تغیرات سے اس کو رتی برابر رنج یا اضطراب پیدا ہو وہ تو اپنے مالک کے ارووں پر اور اس کے کاموں پر دل سے خوش ہے اور جو انتظام پر در و گھر کام کرنا دینی کا عین مطلب اور مقصد ہے۔ مگر اس کو کیا تکلیف اور رنج کیا اور حقیقت کیا ہے۔ کار سانا فکر کار کا فکر عار کارنا آواز دہا



بَابُ بَيَانِ غَذِّ شُعْبِ الْإِيمَانِ وَأَفْصَلُهَا  
وَأَذْنَاهَا وَفَصِيلَةُ الْحَيَاءِ وَكُنُوبِهِ مِنْ  
الْإِيمَانِ

باب ایمان کی شاخوں کا بیان، کون سی شاخ افضل ہے  
اور کون سی ادنیٰ، شرم و حیا کی فضیلت اور اس کا ایمان  
میں داخل ہونے کا بیان

۱۵۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ  
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (( الْإِيمَانُ بَضْعٌ  
وَسَبْعُونَ شُعْبَةً وَلِحَيَاءٍ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ ))

۱۵۲- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان کی ستر پر کئی شاخیں ہیں اور حیا  
ایمان کی ایک شاخ ہے۔

(۵۲) دو سری روایت میں ساتھ پر کئی شاخیں ہیں مگر اس میں رووی کو شک ہے کہ ستر پر کئی شاخیں ہیں یا ساتھ پر کئی شاخیں اور بخاری  
نے بغیر شک کے ساتھ پر کئی روایت کی اور ابو داؤد اور ترمذی نے ستر پر کئی بغیر شک کے اور ایک روایت میں ترمذی نے ایمان کے چوبیس  
درجے منقوس ہیں اور علامہ نے اختلاف کیا ہے کہ صحیح کون سی روایت ہے۔ قاضی عیاض نے کہا کہ صحیح ساتھ پر کئی شاخیں ہیں۔ شاخیں  
بالصراح نے کہا کہ یہ شک سہیل رملی کی طرف سے واقع ہوا۔ ایمانی کہا جاتی ہے اور سہیل سے ستر پر کئی شاخیں بغیر شک کے بھی منقوس ہیں  
اور راجح کون سی روایت ہے یہ مختلف فیہ ہے۔ کسی نے کم کی روایت کو ترجیح دی ہے کسی نے زیادہ کی روایت کو۔

حدیث میں ضیع کا جو لفظ آیا ہے تو اس کے معنوں میں بھی علماء کا اختلاف ہے۔ کسی نے کہا بضع خمس سے دس تک کو کہتے ہیں۔ کسی نے کہا  
خمس سے نو تک کو۔ خلیل نے کہا بضع سات کو کہتے ہیں۔ کسی نے کہا دس سے دس تک کو اور بارہ سے دس تک کو اور شعبہ سے مراد ایک ٹکڑا ہے تو  
معنی حدیث کے یہ ہیں کہ ایمان ستر پر کئی خصلتوں کا نام ہے قاضی عیاض نے کہا اوپر یہ بات گزر چکی ہے کہ ایمان لغت میں یقین کرنے کو کہتے  
ہیں اور شرم میں دل سے یقین کرنے کو اور رہاں سے اقرار کرنے کو۔ اور شرع کے دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان اعمال کو کہتے ہیں جیسے  
ایک حدیث میں ہے کہ سب سے اصل خصلت ایمان کی لکڑ توحید پر یقین کرنا ہے اور سب سے کمتر رواد میں سے ایذا دینے والی چیز ہٹانا۔

اور ہم اوپر کہہ چکے ہیں کہ کمال ایمان کا اعمال سے اور اتمام ایمان کا عبادت سے ہے اور عبادت کا کرنا اور ان سب شاخوں کا ملنا تصدیق کا  
تہ ہے اور اصل تصدیق کی اور یہ خصلتیں ان ہی کی ہیں جو تصدیق کہتے ہیں تو وہ ایمان سے خارج نہیں ہیں نہ ایمان شرعی سے نہ لغوی سے  
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو بتلایا کہ افضل اس سب خصلتوں میں توحید ہے جو ہر شخص پر واجب ہے اور کوئی شاخ بغیر اس کے قائم نہیں رہ سکتی  
گویا یہ جز ہے اور سب سے کمتر خصلت یہ ہے کہ جس چیز سے مسلمانوں کو ضرر پہنچنے کا گمان ہو جیسے کائنات غیرہ وہ وہ سے بٹا رہا اور اس و دوسروں  
کے حق میں بہت سے خصلتیں ہیں جو کوشش کرنے سے معلوم ہو سکتی ہیں اور بعضوں نے اس میں کوشش کی ہے مگر ان پر یقین نہیں ہو سکا  
وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دس میں تھیں اور ان کا یہ بچہ ایمان میں کچھ نقصان نہیں کرتا اس واسطے کہ اصول اور فروع ایمان کی سب معلوم اور تحقیق  
ہو چکی ہیں البتہ جمالی یقین کرنا کہ ایمان کے حصہ کل اس قدر ہیں ضروری ہے۔ قاضی عیاض کا کلام ختم ہو۔

حافظ ابن حبان نے کہا میں نے اس حدیث میں ایک مدت تک غور کیا اور عبادت اور اطاعت کا شمار کیا تو وہ ستر پر کئی سے بہت زیادہ  
ہیں۔ پھر میں نے حدیثوں کی طرف رجوع کیا اور جن عبادتوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان میں شمار کیا ہے ان کو جوڑ تو وہ ستر پر کئی سے کم ہوتی ہیں۔  
آخر میں رجوع ہوا اللہ کی کتاب کی طرف اور اس کو غور سے پڑھا اور جن عبادتوں کو اللہ نے ایمان میں داخل کیا ہے ان کو جوڑ تو وہ بھی ستر پر کئی  
سے کم ہوتی ہیں۔ پھر میں نے قرآن اور حدیث کو ملایا اور جو عبادتیں کر رہے ہیں ان کو نکال دیا تو اللہ اور اس کے رسول کی بیعت کی ہوئی ہے

۱۵۳- عن نبی ہرقرہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (( الْإِيمَانُ بَضْعٌ وَتَسْتَوُونَ أَوْ بَضْعٌ وَتَسْتَوْنَ شُعْبَةً فَأَلْصَقُهَا قَوْلُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَذْهَبَ إِطَاعَةُ الْآذَى عَنِ الطَّرِيقِ وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ ))

۱۵۳- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان کی ستر ہر کئی یا ساٹھ ہر کئی شاخیں ہیں۔ ان سب میں افضل لا الہ الا اللہ کہنا ہے اور ادنیٰ بن سب میں رادہ میں سے موذی چہر کا ہٹانا ہے اور حناء ایمان کی آئینہ شامخ ہے۔

۱۵۴- عن سالم عن نبیہ سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم رجلاً یعطی أُمّاءَ مِی الْحَیَاءِ فَقَالَ (( الْحَيَاءُ مِنَ الْإِيمَانِ ))

۱۵۴- سالم نے اپنے باپ عبد اللہ بن عمر سے روایت کیا، رسول اللہ ﷺ نے سنا کہ ایک شخص اپنے بھائی کو حیاء کے باب میں نصیحت کر رہا تھا فرمایا (جانے دے یعنی حیاء سے مت منع کر کہ) (بخاری) حیا ایمان میں داخل ہے

۱۵۵- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ مَرْزُوقٍ مَنِ الْأَنْصَارِ يَعْطَى أُمَّاءَ

یعنی آپ ایک انصاری پر گزرے جو پے بھائی کو نصیحت کر رہا تھا۔ دوسری روایت میں ہے

۱۵۵- یہ حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

یہ مہاد میں مذکور ستر پر وہ نہیں نہ زیادہ کم۔ جب میں نے یقین کیا کہ مراد آپ کی یہ مہاد میں ہیں۔ اور بن حبان نے ان سب مہادوں کو اپنی کتاب شعب الایمان میں بیان کیا ہے اور اس میں سب سے عمدہ کتاب منہاج ہے ابو عبد اللہ علی کی اور کتاب شعب الایمان ہے امام بیہقی کی اور ابن حبان نے کہا کہ ساتھ ہر کئی کی روایت بھی صحیح ہے اس لیے کہ عرب کے لوگ کئی بیان کرتے ہیں اور اس سے یہ غرض نہیں ہوتی کہ اس سے بڑھ کر اور نہیں ہیں۔ (انہی کلام تنواری) السراج الوہاج میں مولانا سید محمد صدیق حس حان صاحب بہادر فرماتے ہیں کہ شعب الایمان بیہقی کا خلاصہ امام قزوینی نے کیا ہے پھر میں نے قزوینی کے خلاصہ کا خلاصہ کیا ہے اور اس کا نام اردو میں انصیب رکھا۔

(۱۵۳) اور ایک روایت میں ہے کہ حیا ایمان میں ہے اور دوسری روایت میں ہے کہ حیا سے نہیں ہوتی مگر بھلائی۔ ایک روایت میں ہے کہ حیا بالکل خیر ہے۔ دوسری نے کہا کہ حیا اور استقامت وہ دونوں حیثیت سے نکلے ہیں اور حیا انسان کی قوت حیات ہے۔ جو جس شخص کا احساس الیف اور ر حیات قوی ہے اسی کو حیا ہوتی ہے۔ حیدر بخاری نے کہا کہ حیا ختموں کا دیکھنا اور اپنے قصودوں پر نظر کرنا ہے یہی خدا کے احسانات اور اپنی تقصیرات پر غور کرنا اس سے ایک حالت پیدا ہوتی ہے جس کو حیا کہتے ہیں اخلاق میں فضائل نفس تہیں رکھے ہیں صفت اور شجاعت اور عہدت پھر حیا صفت کا ایک شعبہ ہے۔ ابو علی بن مسکویہ نے کتاب الطہارۃ میں کہا کہ حیا نفس کا بری یا نسی کرنے سے رک جانا ہے اور برائی سے پرہیز کرنا ہے۔ قاضی عیاض نے کہا حیا تو ایک عقلی صفت ہے پھر اس کو ایمان میں داخل کیا اس لیے کہ کبھی حیا پیدا ہوتی ہے ریاضت اور کسب سے جیسے اخلاق صبر ریاضت سے حاصل ہوتے ہیں اور کبھی عقلی ہوتی ہے لیکن حیا کا استعمال قانون شرع کے موافق محتاج ہونا ہے کسب اور نیت اور علم کی طرف تو وہ ایمان میں ہے اور دوسرے یہ کہ حیا نیک کام کراتی ہے اور گناہوں سے باز رکھتی ہے۔ لیکن یہ جو فرمایا کہ حیا بالکل خیر ہے اور نہیں ہوتی اس سے مگر خیر و اس میں یہ اشکال ہوتا ہے کہ بعض وقت حیا کی وجہ سے مسان حق بات کہے سے رک جاتا ہے اور امر باعمر و نہی عن المنکر ترک کرنا ہے اور کبھی حیا کی وجہ سے اس کے حقوق تحق ہو جاتے ہیں تو میر شخص کیونکر ہوئی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حیا نہیں ہے یہ تو مجر اور ناتواں ہے۔ اس کو حیا محضوں سے مجازاً کہا ہے لیکن حیا حیا اس علق کا نام ہے جو بری بات سے روکتی ہے اور اچھی بات کی طرف بدلتی ہے اور کسی حداد کے حق میں قصور کرنے سے منع کرتی ہے اور حیدر کا قول اس پر دلالت کرتا ہے۔ (نوری)

الرَّزَاقِ يُخْبِرُنَا مُعَمَّرٌ عَنِ الرَّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ  
وَمَنْ مَرَّ بِرَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ يُعْظِمُ أَمْرَهُ

۱۵۶- عمران بن حصین حدیث بیان کر رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حیا سے کہیں ہوتی مگر بہتری۔ بشر بن کعب نے کہا حکمت کی کتابوں میں لکھا ہے کہ حیا ہی سے وقار ہوتا ہے اور حیا سے سیکڑ ہوتا ہے۔ عمران نے کہا میں تو تجھ سے رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کرتا ہوں اور تو اپنی کتابوں کی باتیں بیان کرتا ہے۔

۱۵۶- عن عمران بن حصين يحدث عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال (( الحياء لا يأتي الا بخير )) فقال بشير بن كعب انه مكتوب في الحكمة ان منه وقاراً ومنه سكرية فقال عمران احدثك عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ونحدثني عن صنعك

۱۵۷- ابو قتادہ سے روایت ہے ہم عمران بن حصین کے پاس ایک رطل میں تھے ہمارے لوگوں میں سے (رطل کہتے ہیں دس سے کم مردوں کی جماعت کو) اور ہمارے لوگوں میں بشیر بن کعب (بن ابی انعمری عدوی ابو ایوب بصری) بھی تھے عمران نے ایک دن حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حیا حیر ہے۔ بشر بن کعب نے کہا ہم نے بعض کتابوں میں یا حکمت میں دیکھا ہے کہ حیا

۱۵۷- عن ابي قتاده رضى الله عنه قال كنا عند عمران بن حصين في رطل من زينة بشير بن كعب حدثنا عمران بن كعب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم (( الحياء خير كله خير )) فقال بشير بن كعب انا

(۱۵۶) ✽ وہاں کہتے ہیں سوچ سمجھ کر ایک کام کرنے کو اور اس کے خلاف چھپچھور این ہے کہ جلدی سے جو خیال میں آئے کرے لگے اور اس کا انجام نہ سوچے جیسے جانوروں کا حال ہے اور سیکڑ بھی اسی وقار کو کہتے ہیں یہی سکون نفس اور ثبات کلمات کے وقت اور اس کے خلاف میں ہیں اضطراب اور غلٹ

(عمران بن حصین نے بشر بن کعب سے کہا کہ میں تو تجھ سے رسول اللہ کی حدیث بیان کرتا ہوں اور تو اپنی کتابوں کی باتیں بیان کرتا ہے) یعنی قرآن و حدیث کے سامنے حکیموں کے اقوال بیان کرنا بے موقع ہے۔ گو حکیم بڑے دانشمند اور عقل مند تھے مگر پھر بھی اس سے ہر ادب و طرح کی غلطیاں ہوئی ہیں۔ حکیم کا رتبہ قہم سے بہت کم ہے۔ اسی طرح حکمت کا رتبہ نبوت سے بہت کمتر ہے۔ پھر تنبیہ کا قول جب مل جائے تو اب حکیموں کی بہت ذمہ داری ہے۔

(۱۵۷) ✽ ایک جاہل شخص ہے یعنی بدین اور ڈرپک پناہ پست جو مشکل حس کے ر میں طاقت نہیں ہوتی انہوں اس میں کم ہو رہا ہے۔ اس کو یہ صفت اکثر ملتی ہوتی ہے۔ اس کو عربی میں غرور و خور اور ہمت بھی کہتے ہیں۔ اس صفت کی وجہ سے انسان میں دانایت اور لگاتار پیوستہ ہو جاتی ہے۔ وہ اپنے حقوق کو پورا پورا حاصل نہیں کر سکتا اور بے عزت ہو جاتا ہے اسی پر قناعت کرتا ہے اور دم نہیں مارتا بلکہ اپنے حقوق کو حاصل کرنے میں کوشش بھی نہیں کرتا۔ اکثر ہندوستان کے لوگ اس بری صفت میں مبتلا ہیں اور یہ اخلاق انہیں میں سے ہے جس سے حکیم ہمیشہ منع کرتے چلے آئے ہیں اور درحقیقت حیا نہیں ہے جو صفات حمیدہ اور اعلیٰ ماضی میں سے ہے۔ پر بعضوں نے اس پر حیا کا اطلاق مخالف سے یا مجاز کیا ہے۔ دیو پالنہ حکم جو یوان میں تھا اس نے بھی کہا ہے کہ حیا صفت نفس سے پیدا ہوتی ہے اور اس کو ترک کرنا چاہیے۔ مردوں کی طرف



## باب جامع أوصاف الإسلام

## باب جامع أوصاف اسلام کا بیان

۱۵۹- عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ التَّمِيمِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قُلْ لِي مِنَ الْإِسْلَامِ مَوْلاً لَا أَسْأَلُ عَنْهُ أَحَدًا بَعْدَكَ وَفِي حَدِيثِهِ أُبَيُّ بْنُ كَسْبَةَ عَمْرُو بْنُ قُلَاحٍ (۱) قُلْ أَصْنَتْ يَدُ اللَّهِ فَاسْتَعْمُوا

۱۵۹- سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ التَّمِيمِيُّ عَنْهُ رَوَايَتٌ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قُلْ لِي مِنَ الْإِسْلَامِ مَوْلاً لَا أَسْأَلُ عَنْهُ أَحَدًا بَعْدَكَ وَفِي حَدِيثِهِ أُبَيُّ بْنُ كَسْبَةَ عَمْرُو بْنُ قُلَاحٍ (۱) قُلْ أَصْنَتْ يَدُ اللَّهِ فَاسْتَعْمُوا

## باب بيان تفاضل الإسلام وأَيُّ أَمُورِهِ أَفْضَلُ

## باب خصائص اسلام کی فضیلت اور اس بات کا بیان کہ اسلام میں کون سے کام افضل ہیں۔

۱۶۰- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ

(۱۵۹) قاضی عیاض نے کہا یہ حدیث جامع الکملہ میں ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے قول ان علیہا قاضو اربابہ اللہ تم استطاعوا کے مطابق ہے یعنی جن لوگوں سے کہا اور پروردگار اللہ سے پھر اس پر چڑھ رہے تھے توحید کی اللہ جل جلالہ کی اور اس پر ایمان لانے اور رہنے رہے یعنی توحید سے ڈگے نہیں اور شرک میں نہ پھپھے اور انھوں نے اللہ جل جلالہ کی اطاعت لازم کرنی یہاں تک کہ اسی حال میں مرے اور یہی تفسیر ہے اس آیت کی اکثر مفسرین صحیحہ کرام لمن بعد ہم کے مطابق اور یہی معنی ہیں اس حدیث کے قاضی کا کلام تمام ہو۔

بن عباسؓ سے کہا اللہ تعالیٰ کے اس قول میں غایہ کمال اس بات کہ رسول اللہؐ پر سارے قرآن میں کوئی آیت اس سے زیادہ شوار اور محبت نہیں اتنی اور کسی دوسرے جب صہ پڑے آپ سے کہا آپ جلد بولیں گے تو آپ نے فرمایا کہ مجھے سواد بود اور اس کے مانند اور سواروں نے بڑھا کر دیا۔

دستار، بوالقاسم قشیری نے اپنے رسالہ میں لکھا ہے استقامت وہ درجہ ہے جس سے سب کام پورے اور کامل ہوتے ہیں اور یہی صفت سے تمام بعد نیایا حاصل ہوتی ہیں اور ان کا انتظام ہونا ہے اور جس شخص میں استقامت اور استقلال نہ ہو اس کی کوشش سب بیکار ہے اور اس کی سب سے نتیجہ ہے بے حصول ہے کہ اس کو بڑے بڑے ہی لوگ کر سکتے ہیں کیونکہ وہ سہولت کے ترک سے اور خلاف شریعت عادات کے چھوڑنے سے اور علوم و صدق کے ساتھ خدا کے سامنے کھڑے ہونے سے حاصل ہوتی ہے اسی واسطے رسول اللہؐ نے فرمایا استقامت کر دو اور تم ہر گز سب نیکیاں نہ کر سکو گے۔

دوسری سے کہا استقامت وہ صفت ہے جس سے ساری نیکیاں پوری ہوتی ہیں اور اس کے رہنے سے سب نیکیاں پوری ہو جاتی ہیں اور مسلم کے پنی صحیح میں سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ التَّمِيمِيِّ سے صرف یہی حدیث روایت کی ہے اور اس حدیث کو ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور بخاری نے روایت کیا ہے کہ میں نے کہا یا رسول اللہ! مجھے سب سے زیادہ کس چیز سے ڈرنا چاہیے آپ سے ہوا ہاں پکار کر فرمایا اس سے کہو تک اکثر کفار ہاں تم سے صادر ہوتے ہیں اور اکثر اہل ایمان پر ہاں سے آتی ہیں اور شروع تربیت کا حکم میں یہی ہے کہ پہلے مسلمان اپنی زبان کو قابو میں کرے اور دیکھتا رہے کہ اس کی زبان سے جو باتیں نکل رہی ہیں وہ مناسب ہیں یا غیر مناسب اور لازم ہے کہ صحبت کے خلاف کوئی بات نہ کہے۔

(۱۶۰) کون سا اسلام بہتر ہے یہی اسلام کی کون سی صفت بہتر ہے اور ملت اسلام یہی ہے جو اس حدیث سے بیان ہوئی کہ مسلمان

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْإِسْلَامِ  
خَيْرٌ قَالُوا (( نَطْعُ الطَّعَامِ وَتَقْرَأُ الشَّامَ عَلَى  
مَنْ عَرَفْتُمْ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفُوا ))

۱۶۱- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَصْرِ  
يَقُولُ إِذْ رَجَلَا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ أَيُّ الْمُسْلِمِينَ خَيْرٌ قَالُوا (( مَنْ سَلِمَ  
الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَبَدَنِهِ ))

۱۶۲- عَنْ جَابِرٍ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ (( الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ  
الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَبَدَنِهِ ))

۱۶۳- عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ  
اللَّهِ أَيُّ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ قَالُوا (( مَنْ سَلِمَ  
الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَبَدَنِهِ ))

۱۶۴- وَ حَدَّثَنِي أَبُو بَرَاهِيمَ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ  
حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنِي بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ

اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کون سا اسلام بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا (یہ  
کہ تو بھوکے اور مہمان کو) کھانا کھلا دے اور ہر شخص سے اسلام  
علیکم کرے خواہ تو اس کو پہچانتا ہو یا نہ پہچانتا ہو۔

۱۶۱- عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ کہتے تھے ایک شخص نے رسول  
اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کون سا مسلمان بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا وہ  
مسلمان جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان بچے رہیں (یعنی نہ زبان  
سے کسی مسلمان کی برائی کرے نہ ہاتھ سے کسی کو ید اذیہ کرے)

۱۶۲- جابرؓ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ  
فرماتے تھے مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے  
مسلمان بچے رہیں۔

۱۶۳- ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے میں نے کہا یا رسول اللہ  
کون سا اسلام افضل ہے؟ آپ نے فرمایا جس کی زبان اور ہاتھ  
سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

۱۶۴- حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

ظہر سے اسلام علیکم کرے خود اس سے پہچان ہو یا نہ ہو اور یہ عادت جو بعض لوگوں نے اختیار کی ہے کسی شخص کو سلام کرتے ہیں جس سے پہچان  
ہو چکی نہیں۔

(۶۳) ۱۶۳- ہادی نے کہا کبھی حضرت نے فعل اس مسلمان کو قرار دیا جو کھانا کھلائے اور ہر شخص کو سلام کرے اور کبھی اس کو جس کی زبان اور  
ہاتھ سے دوسرے مسلمان بچے رہیں۔ یہ اختلاف بوجہ اختلاف احوال سامعین اور حاضرین کے تھا تو ایک مقام میں سلام اور طعام یعنی کھانا کھانے کی  
ریاۃ ضرورت معلوم ہوئی آپ نے اسی کو بیان فرمایا اور ایک موقع پر ایذا دہی سے روکنے کی ضرورت معلوم ہوئی تو اسی کو بیان فرمایا اور یہ جو فرمایا  
مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان بچے رہیں تو مطلب یہ ہے کہ کمال مسلمان وہی ہے جس میں یہ صفت ہو اور یہ غرض  
ہمیں کہ جس میں یہ صفت نہ ہو وہ مسلمان ہی نہیں ہے اور ان حدیثوں میں بہت سے فوائد ہیں ایک تو یہ کہ کھانا کھانا اور سلامت کرنا اور  
مسلمانوں کو فائدہ پہنچانا دین کا بہت ضروری کام ہے۔ دوسرے یہ کہ مسلمانوں کو ایذا دینے سے بچنا چاہیے خواہ زبان سے ایذا ہو یا کسی فعل سے۔  
کسی کی توہین یا حقارت نہ کرنا چاہیے۔ تیسرے اس میں مسلمانوں کو یک دلی اور اتفاق کی اور مابین محبت اور دوستی اور الفت رکھنے کی ترغیب ہے  
خاصی عیاض نے کہا ہم الفت رکھنا اور اتفاق کرنا دین کے فراموشی میں سے ایک فرض ہے اور شریعت کا بڑا رکن ہے اور اسی سے اسلام کا نظام  
ہے۔ چوتھے حکم ہے سلام کا ہر مسلمان پر خواہ اس سے پہچان ہو یا نہ ہو اور مرد ہر شخص سے ہر مسلمان ہے تو یہ عام حاکم کیا گیا ہے اور کافر کو سلام  
کرنا ضروری نہیں پھر یہ بدعت ہے اسلام میں مل کے واسطے۔ چھٹے ارشاد ہے تو اشیاء اور انکساری کی طرف جو شعار ہے اسلام کا۔



بِهَذَا الْإِشَادَ قَالَ مُدْرِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ النَّاسِ أَفْضَلُ أَفْضَلُ مَدَكَ حَتَمَهُ

يَابُ يٰٓيَا خِصَالٍ مِّنْ أَتَّصَفَ بِهِ

وَجَدَ حَدَوَةَ الْبَيْعَانِ

باب ان خصلتوں کا بیان جن سے ایمان کا

٤٠١٧

١٦٥- عَنْ أَبِي رَجَاءٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (( ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ بِهِنَّ حِمَاةَ الْإِيمَانِ مَنْ كَانَتِ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَأَنَّهُ يُحِبُّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلَّهِ وَأَنَّهُ يَكْفُرُ أَبَدًا بِالْكَفْرِ بَعْدَ أَنْ أَنْقَضَ اللَّهُ مِنْهُ نَجْوَاهُ أَنْ يُكَفِّرَ وَلَا يُعْدِلَ ))

۱۶۵- اس سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین باتیں ہیں جس میں ہو گئی وہ ان کی وجہ سے ایمان کی مٹھاس اور حلاوت پائے گا۔ ایک تو یہ کہ اللہ اور اس کے رسول سے دوسرے سب لوگوں سے زیادہ محبت رکھے۔ دوسرے یہ کہ کسی آدمی سے صرف خدا کے واسطے دوستی رکھے (یعنی دنیا کی کوئی غرض نہ ہو نہ اس سے ڈر ہو) تیسرے کہ کفر کو پھر اختیار کرنا بعد اس کے کہ خدا نے اس کو نجات دی اس سے اتنا برا جانا جیسے آگ میں پڑنا۔

۱۶) خود کوئی نہ کہنا یہ حدیث بہت بڑی ہے جو مسلمان کے اصولوں میں سے ایک اصل ہے۔ علماء نے کہا ہے عداوت ایمان کے متقی یہ جس کی عداوت میں اور تکلیف اللہ سے جس عداوت اور سولی کی رحمت صمدی کے لیے لذت اور حرافہ پیدا ہو اور دین کے فوائد اور منافع پر حد اور سولی کی رحمت صمدی کو مقدم رکھے اور عداوتی محبت پر ہے کہ جس کا حکم دینے اور اس کی مخالفت کو ترک کرے ایسی ہی ارموس اللہ کی محبت سے۔

قاصص عیاض سے کہایہ حدیث اسی مطلب کی ہے جیسے اوپر گوری۔ ایک حدیث کہ ایمان کا محض چکھنا اس نے جو خدا کی خدائی کے ساتھ  
اور اللہ کی پیغمبری کے اور اللہ کے دین کے ساتھ، صی ہو اس سے کہ حد اور سول کی محبت اسی طرح خاص خدا کے لیے دوسرے مسلمان  
سے محبت اسی طرح کمتر کو پھر حیدر کرے کہ نہرت نہیں ہوگی مگر اس شخص کو جس کا ایمان اور یقین مردار ہے اور اس کے دس کو، عیاض سے  
اور اس کا بہت شہو ہے اور ایمان اس کے گوشت اور حوس میں بڑھ کر گیا ہے۔ یہی وہ شخص ہے کہ جس نے یہاں کی مناس پائی۔ اور خدا کیلئے کسی  
سے محبت نہ کرنا چاہی ہے خدا کی محبت کا اور انصاف نے کہا خدا کی محبت یہ ہے کہ اپنے دل کو موافق کر دیوے خدا کی مرضی کے جو خدا کو پسند  
ہے۔ اس کو بھی پسند ہو اور جو خدا کو ناپسند ہے وہ اس کو بھی ناپسند ہو۔ اور اس بات میں متشکک کی عداوتیں مختلف ہیں لیکن مطلب ایک ہی ہے  
اور حاصل یہ ہے کہ محبت ایک نسل اور خواہش ہے پھر یہ نسل بھی تو اس چیزوں کی طرف جو ناپسند ہو یا طبع انسان کو مرعوب ہیں جیسے جو ہوس  
خوش آوری، کھانے کا ذائقہ اور کبھی ان چیزوں کی طرف جن کا حس عقل سے معلوم ہوا ہے جیسے محبت صالحین اور علماء اور اہل فضل کی اور کبھی  
یہ نسل اس وجہ سے ہوتا ہے کہ کسی میں ہر صفت کیا ہو یا مصیبت سے بچایا اور یہ سب باتیں ہمارے رسوم کریم میں موجود ہیں کیونکہ تمام  
امالات ظاہری اور باطنی آپ میں جمع تھے اور تمام افعال اور محاسن احوال آپ میں موجود تھے اور آپ کا احسان اور فیض تو اتنا عام ہے کہ سب  
مسلمانوں کی گردن پر ہے۔ اس کو ہمیشہ ہمیش کا تمام دلوں یا جنم کے عذاب سے بچایا۔ پھر خدا وہ کریم کا احسان تو سب سے زیادہ ہے کیونکہ اسی نے  
حضرت کو پیدا کیا پھر پیغمبر بنا کر اسے پاس بھیجا۔ پس درحقیقت، اصل الاصول محبت ہے اللہ جل جلالہ کی محبت رسول اللہ اور صحابہ کرام اور اہل  
بیت اور صالحین اور اولیاء اللہ اور آئمہ دین کی۔ راجع ہے اللہ کی محبت کی طرف تو اللہ کی محبت بالذات ہے باقی سب کی، معرض ظہ



۱۶۶- انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس میں تین باتیں ہوں گی وہ ایمان کا مزہ پائے گا۔ جو شخص کسی سے دوستی رکھے پھر اس سے دوستی نہ رکھتا ہو مگر خدا کے لیے (خدا کا نیک بندہ سمجھ کر) اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول سے دوستی رکھے دوسرے اور سب لوگوں سے یا چیزوں سے زیادہ اور جو آگ میں ڈالا جائے پسند کرے مگر پھر کھرا اختیار کرنا پسند نہ کرے جب خدا نے اس کو کفر سے نجات دی۔

۱۶۷- انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس میں تین باتیں ہوں گی وہ ایمان کا مزہ پائے گا۔ جو شخص کسی سے دوستی رکھے پھر اس سے دوستی نہ رکھتا ہو مگر خدا کے لیے (خدا کا نیک بندہ سمجھ کر) اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول سے دوستی رکھے دوسرے اور سب لوگوں سے یا چیزوں سے زیادہ اور جو آگ میں ڈالا جائے پسند کرے مگر پھر کھرا اختیار کرنا پسند نہ کرے جب خدا نے اس کو کفر سے نجات دی۔

باب رسول اللہ ﷺ سے بی بی اولاد میں باپ اور سب لوگوں سے زیادہ محبت رکھنا واجب ہے اور جس کو ایسی محبت نہ ہو وہ مومن نہیں۔

۱۶۸- انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ سب لوگوں سے زیادہ محبت رکھو اور اللہ اور اس کے رسول سے زیادہ محبت رکھو۔

۱۶۶- عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ طَعْمَ الْإِيمَانِ مَنْ كَانَ يُحِبُّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهَ إِلَّا اللَّهُ وَمَنْ كَانَ اللَّهُ وَرَسُولَهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَمَنْ تَيَقَّنَى فِي اللَّهِ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يَرْجِعَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ أَنْ أَنْقَذَهُ اللَّهُ مِنْهُ ))

۱۶۷- عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( مَنَ أَنْ يَرْجِعَ يَهُودِيًّا أَوْ نَصْرَانِيًّا ))

باب رُجُوبِ فَحْجَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَكْثَرُ مِنَ الْإِهْلِ وَالْوَلَدِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ وَأَطْلَقَ غَدَمَ الْإِيمَانِ عَلَى مَنْ لَمْ يُحِبَّهُ هَذِهِ الْمَحَبَّةُ

۱۶۸- عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ وَهُوَ حَدِيثُ غَيْبِ الْوَارِثِ الْوَجُلُ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ ))

اللہ بھی خدا کی محبت کے ذیل میں درج کوئی سو خدا کے کسی اور شے سے الدات محبت رکھے وہ اہل اللہ کے نزدیک مشرک ہے یہودیہم کحسب اللہ یہ محبت ہے مشرکین کی اور سوسوں کی یہ محبت ہے واللہ اعلموا اللہ حب لہ (نورانی حریادۃ)

(۶۶) م اور اس سے وہ لوگ ہیں جو پہلے کافر یا مشرک تھے پھر خدا نے ان کو اسلام سے مشرف فرمایا تو ان کا اسلام ان کو توبہ ہی ہے۔ دے گا جب وہ کفر کے دین سے اس قدر پیر ہو کہ آگ میں گرنا قبول کریں یا کفر قبول نہ کریں۔

(۶۸) خطابی نے کہا کہ اور وہ محبت نکلی ہے جو طبعی ہوتی ہے اور غیر اختیار کی بلکہ مقصود محبت اختیار کی ہے تو مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ کی اطاعت اور آپ کے ارشاد کی تعمیل سب چیزوں پر مقدم رکھے ماں باپ بی بی اولاد اور دوست و دشمن سب اگر ناراض ہو جائیں تو قبول کرے پر خدا اور اس کے رسول کی نافرمانی پر اگر اختیار نہ کرے۔ یہی محبت صادق ہے جس پر ایمان کا مدار ہے۔ ایسی باتوں اور قاصی عیاض نے کہا محبت میں قسم کی ہوتی ہے ایک تو محبت بروہ کی وجہ سے جیسے بیٹے کو باپ سے ہوتی ہے اور شاگرد کو استاد سے۔ دوسری محبت شفقت اور پیار کی جیسے ماں باپ کو اولاد سے ہوتی ہے۔ تیسری محبت ہم شکل اور ہم خیال ہونے کی جیسے دوست آشنائوں سے ہوتی ہے تو یہ

من ألقبه وماله والناس أجمعين ))

آدمی مومن نہیں ہو سکتا۔

۱۶۹ حمزہؑ بن عبدالمطلب قال رسول اللہؐ

۱۶۹ انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

ﷺ لَا يَوْمُ أَحَدِكُمْ حَتَّىٰ يَأْكُلَ رَحِمَهُ إِلَهُ

کوئی ہم سے ممکن نہیں ہو تا جب تک کہ میں کو میری محبت

من ولده وروايدہ والناس اجمعين ))

اور اوما ویاں، پاپ اور مہل لوگوں سے تیار ہوتے ہو۔

بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ مِنْ حِصَالِ

باب: ایمان کی خصلت یہ ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کے

الْبَيْعَانِ أَنْ يُحِبَّ لِأَحَدِهِمَا الْمُسْلِمَ مَا

سے وہی جا رہے جو اپنے بچے جانتا ہے

يُحِبُّ لِنَفْسِهِ مِنَ الْحَيِّ

١٧٠ - عبد الله بن مالك بن النضر

۱۴۹- ان کے ایک سے زیادہ سے زیادہ بیٹے

وَمَا يَأْتِيهِمْ أَحَدٌ مِنْكُمْ حَسْبُ نَجْعٍ إِلَّا جَدَاةٌ قَدَارٌ

وہی کہ جس نے اپنے آپ کو "میں" سے پہلے "تو" کے ساتھ لیا۔

لجاءوا يا نوحاً ففهم //

یہ سب کچھ دیکھ کر وہ بے ہوش ہو گیا۔

1881

پہلے اس کا یہ کہے، پھر آپ کے چاہا ہے۔

سَمِيعُ الْبُشْرَى

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے

وَأَمَّا الْفُلُ فَأَنزَلْنَاهُ ذِي الْحِجَّةِ فَكَانَ مُبْرَأً

جیسے ان کی زبان سے ہاتھ میں میری چاب ہے ہونی ادنیٰ سون

یہی حضرت نے ان تمام گفتگوں کو جمع کیا ہے۔ بن ہلال نے کہا حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس کا ایمان کامل ہو وہ اس بات کا یقین کرے گا کہ رسول اللہ کا حق اس پر مارا ہے اس کے باپ اور بیٹے کے حق ہے۔ کیونکہ رسول اللہ کے فقیل سے ہم کو جہنم سے نجات ملی ہے اور ہم نے گمراہی سے نکل کر ہدایت پائی ہے۔

خاصی عیاض نے کہا کہ رسول اللہ کی محبت میں سے یہ بات بھی ہے کہ آپ کی سنت کی مدد کرنا اور آپ کی شریعت پر جو اعتراض کرے اس کا جواب دینا اور آپ سے ملنے کی آرزو کرنا اگرچہ جان اور مال سے قصداً ہی ہو جائے اور جب یہ بات معلوم ہوئی تو یہ بات ثابت ہوئی کہ ایمان کی حقیقت پوری نہیں ہوتی بغیر اس محبت کے اور ایمان صحیح نہیں ہو تا جب تک رسول اللہ کی قدر و منزلت ماں باپ، بزرگ، محسب سے زیادہ درجہ میں نہ ہو اور جس کا یہ اعتقاد نہ ہو وہ دوسرا محسب نہیں ہے۔ (ہودی)

(۱۷) علامہ نے کہا مرد ہے کہ مومن کامل نہیں ہو تا درتہ فعل ایماں تو بغیر اس صفت کے بھی حاصل ہو تا ہے اور مطلب یہ ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کے لیے بھی عبادت اور نیکیاں اور دنیا کی تمام وہ چیزیں جو اپنے لیے چاہتا ہے چاہے۔ ساقی کی رویت میں ہے بھلائی اور نوبی۔ اس اصول سے کہا بعضوں نے اس صفت کے حاصل کرنے کو دشوار اور محمل سمجھا ہے حالانکہ یہ بات صحیح نہیں ہے کیونکہ مراد یہ ہے کہ اس سے کسی کا ایمان کامل نہیں ہوتا جب تک وہ اپنے مسلمان بھائی کے لیے وہی نہ چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے یعنی اس کے لیے بھی نعمتوں کا حاصل ہوا چھ حاصل اگر خود کا اتصال نہ ہو اور نہ مر بہت تسان ہے قلب ملیم پر یعنی جس کا دل صاف ہو اہلہ جس کے دل میں کینے اور حسد اور انا نہ ہو بہت شور ہے جدا ہم کو اور ہمارے ہاں نیوں کو سے قرب دل سے پناہے۔ (نودی) حاصل یہ ہے کہ جب کسی مسلمان بھائی کو ضرورت ہو تو اس پر خوش ہو نا چاہیے اور ہمیشہ عام حیر خواہی اور عام ہمدردی میں شریک رہنا چاہیے۔

يُحِبُّ لِنَفْسِهِ))

اپنے لیے پاہتا ہے۔

بَابُ بَيَانِ تَحْرِيمِ اِيْدَاءِ الْجَارِ

باب ہمسایہ کو ایذا دینا حرام ہے۔

۱۷۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (( لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ لَا يَأْمُرُ جَارَهُ بِوَأَقْفِهِ ))

۱۷۲- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ شخص جنت میں نہ جائے گا جس کا ہمسایہ اس کے مکر و فساد سے محفوظ نہیں ہے۔

بَابُ الْحَثِّ عَلَى إِكْرَامِ الْجَارِ وَالصَّبْفِ وَلِرُؤْمِ الصَّمْتِ إِلَّا عَنِ الْخَيْرِ وَكَوْنِ ذَلِكَ كُلِّهِ مِنَ الْإِيمَانِ

باب ہمسایہ اور مہمان کی خاطر داری کی ترغیب اور چپ رہنے کی فضیلت اور ان باتوں کا ایمان میں داخل ہونا۔

۱۷۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (( مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُفْلِحْ خَيْرًا أَوْ

۱۷۳- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ پر اور چھپے دن (قیامت) پر یقین رکھتا ہے اس کو چاہیے یا تو اچھی بات کہے یا چپ رہے اور جو شخص اللہ پر اور چھپے دن پر

(۷۲) نیز یعنی اس کی بدی اور ظلم سے منہ ہو اور وہ ہمیشہ ڈرتا ہو کہ کہیں مجھ کو صدمہ نہ پہنچے اس کی طرف سے۔ علماء نے کہا اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو ہمسایہ کو ستا اور سب کچھ حالانکہ وہ جانتا ہو کہ یہ فعل حرام ہے تو وہ کافر ہے کبھی صمت میں نہ جائے گا یہ عرض ہے کہ اس کو صمت کھٹے ہی صمت میں جانا نصیب نہ ہو گا بلکہ روکا جائے گا یہاں تک کہ اس کے گناہ پر عذاب ہو یا معاف کیا جائے اور ضرورت ان جگہوں کی یہ ہے جو اوپر گذر کہ اہل حق کا یہ سب یہ ہے کہ جو شخص تو خیر پر مڑے اگرچہ کبیرہ گناہ کرتا ہو وہ ہمیشہ جہنم میں نہیں رہے گا بلکہ چند روز عذاب دیا جائے گا، معاف کیا جائے گا پھر صمت میں جائے گا۔ بہر حال ہمسایہ کو رونا اور ناحق اس کو ستانا ایسا حرام ہے کہ ہشت سے محروم رکھائے

(۷۳) اے ایمان والو! اللہ کی حمد و نصیحت ہے۔ سوئی ہے کہہ عرض یہ ہے کہ جب بات کرنے کا ارادہ کرے تو سوئیے کہ جو بات کہنا چاہتا ہے بہتر ہے ثواب کی بات واجب ہے یا مستحب اس وقت کہے اور اگر معلوم ہو کہ اس بات کا کہنا کچھ ثواب نہیں تو چپ ہو رہے۔ پھر چاہے وہ بات حرام ہو یا مکروہ ہو یا مباح ہو جس میں نہ ثواب ہے نہ مذہب بہر حال میں خاموشی بہتر ہے تو مباحات کا بھی نہ کہنا بہتر ہے ورنہ یہ کیونکہ مباح باتیں لے جاتی ہیں، اسل کو حرام اور مکروہ کی طرف اور ایسا اتفاق اکثر ہوتا ہے اللہ جل جلالہ نے ربیعہ بن عقیقہ سے فرمایا کہ اس سے نکالنا ہے اس کے پاس ایک شخص ہے جو رونا دیکھتا ہے تیرا ہے اس کے کھٹنے کو۔ اور خدوہ کیا ہے سلف اور خلف سے اس مسئلہ میں کہ اسل کی سب قسم کی باتیں اگرچہ مباح ہوں لکھی جاتی ہیں یا صرف وہی باتیں جن میں ثواب یا عذاب ہو۔

من عیاش کا یہ توں ہے کہ صرف وہی باتیں لکھی جاتی ہیں جن کا بدلہ نہ ملے گا ثواب یا عذاب۔ اس صورت میں آیت کو حاکم کرنا پڑے گا اور شرع نے ترغیب دی ہے اس طرف کہ مباح باتیں بہت کرنا چاہیں کیونکہ اسل اکثر بہت باتیں کرے گا کہ مباح ہوں حرام یا مکروہ باتوں میں جلا ہو جاتا ہے۔

امام شافعی نے اس حدیث کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ انسان کو بات کرنے سے پہلے فکر کرنا چاہیے پھر اگر اس کا یہ امر متحقق ہو کہ اس بات سے کچھ نقصان نہیں تو اس بات کہے اور اگر یہ امر متحقق ہو کہ اس سے ضرر ہو گا یا ضرر اور عدم ضرر میں شک ہو تو چپ رہے۔ امام احمد

يُصْنَعُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ  
فَلْيُكْرِمْ جَارَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ  
الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ صَاحِبَهُ

ایمان رکھتا ہے اس کو چاہیے کہ اپنے مسایہ کی خاطر داری کرے  
اور جو شخص اللہ پر اور دیکھے دن (قیامت) پر ایمان رکھتا ہے اس کو  
چاہیے کہ اپنے مہمان کی خاطر داری کرے۔

۱۷۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
ﷺ (مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ  
جَارَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ

۱۷۴ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ پر اور دیکھے دن پر  
یقین رکھتا ہو وہ اپنے مہمان کی خاطر داری کرے اور جو شخص اللہ

پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے مہمان کی خاطر داری کرے۔  
کہ اس بات کو چھوڑ دے جو کام نہ آئے (یعنی بیکار اور لغو سے پرہیز کرے) تیسری حدیث لا یغضب یعنی غصہ مت کرو۔ چوتھی حدیث جو  
اوپر گزری کہ مسلمان کو چاہیے اپنے بھائی کے لیے وہی چاہے جو اپنے خاص چاہتا ہے۔ اور ستواں ابو القاسم قشیری نے فرمایا کہ موقع پر چپ رہنا  
مردوں کی صفت ہے جیسے موقع پر بولنا نہایت عمدہ صفت ہے اور میں نے ابو علی دقاق سے سنا وہ کہتے تھے جو شخص چپ ہو رہے حق بات سے  
(یعنی جہاں حق بات جہاں کرنے کا موقع ہو) تو وہ گونا گونا گویاں ہے لیکن ارہاب پیادہ اور ریاضت ہے جو سکوت اختیار کیا ہے وہ اس لیے کہ باتیں  
کرے میں طرح طرح کی آفتیں ہیں اور اس میں غصے کا خطر ہوتا ہے۔ دہا پٹی تعریف کرتا ہے اور کبھی اپنی نصیحت اور شیریں بولی لوگوں پر ظاہر  
کرنا چاہتا ہے اور یہ سکوت و خاموشی تہذیب و اخلاق کا ایک بڑا رک ہے۔ فیصل بن عیاض نے یوں بیان کیا کہ جو شخص بات کو بے اعمال میں  
سے ایک عمل سمجھے گا وہ بے فائدہ بات کم کرے گا اور ذہنون معری سے کہا کہ سب سے زیادہ اپنے نفس کی حفاظت کرنے والے دو شخص ہیں جو  
اپنا دہان کو زیادہ رکھے۔

جو شخص اللہ پر اور دیکھے دن پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہیے کہ مسایہ اور مہمان کی خاطر داری کرے۔ قاضی میاں نے کہا مطلب  
حدیث کا یہ ہے کہ جو شخص شریعت اسلام پر چلتا ہے اس کو مسایہ اور مہمان کے ساتھ سلوک کرنا ضروری ہے اور اللہ نے اپنی کتاب میں  
مسایہ کے ساتھ سلوک کرنے کا حکم کیا ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا جبرئیل ہمیشہ مجھ کو دیس کرتے تھے مسایہ کے ساتھ سلوک کرے کے لیے  
یہاں تک کہ میں سمجھا کہ جبرئیل اس کو رکھ بھی لے گا۔ اسی طرح مہمان داری کرتا بھی اسلام کا طریقہ ہے اور پیغمبروں اور صالحوں کی  
مصلحت ہے اور حدیث نے کہا کہ ایک رات مہمان راوی کرنا واجب ہے اور اس کی دلیل وہ حدیث ہے کہ ایک رات مہمانی کرنا حق ہے ہر مسلمان پر  
واجب ہے اور عتبہ کی حدیث کہ جب تم کسی قوم پر ازاد پھر وہ ظہور مہمانی تم کو کچھ دیں تو اس کو قبول کرو اور جوہر میں تو اس سے اپنی مہمانی کا حق  
لے لو۔ اور اگر فقہاء اس بات پر ہیں کہ مہمانی کرنا اتفاق میں داخل ہے پر واجب نہیں اور دلیل ان کی وہ حدیث ہے کہ ضیافت کا جائزہ ایک رات  
سے اور جائزہ کہنے میں عطا اور صد اور احسان کو اور یہ اختیار ہی ہوتے ہیں نہ کہ وجوبی۔ اور بھی حضرت سے فرمایا چاہیے کہ احسان کرے اور سلوک  
کرے۔ اس سے یہ بات بھی نکلتی ہے کہ مہمان واجب نہیں کیونکہ ایسے الفاظ کا استعمال واجب میں نہیں ہوتا۔ دوسرے یہ کہ مہمان اور مسایہ ایک  
ساتھ بیان کیا حالانکہ مسایہ کے ساتھ سلوک واجب نہیں اور اگلی حدیثوں کی یہ تاویل کی ہے کہ وہاں کل سلام کی حدیثیں ہیں جب دل داری  
اور خاطر داری واجب تھی۔ پھر اختلاف کیا ہے علم سے کہ مہمان، اس بستی والوں اور جنگل والوں دونوں پر واجب ہے یا صرف جنگل میں  
رہنے والوں پر تو شافعی اور محمد بن حکم کا قول یہ ہے کہ دونوں پر واجب ہے اور مالک اور حنبل نے کہا کہ صرف جنگل والوں پر واجب ہے اس لیے  
کہ بستی یا شہر میں مسافر کو خیمہ بننے کی جگہ مل جاتی ہے سوائے دیر میں اور کھانے پینے کی چیزیں بھی سب بازار سے ملتی ہیں اور ایک حدیث میں  
آیا ہے کہ ضیافت جنگل میں رہنے والوں پر ہے نہ بستی والوں پر۔ لیکن یہ حدیث الیٰ صرف کے نزدیک موضوع ہے۔ (نودی)

فَلْيُكْرِمَ حَتِّفَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ  
الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ غَيْرًا أَوْ لَيْسَتْ ۝۱۰۰

۱۷۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْنِي حَدِيثَ أَبِي حَصْبٍ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَلْيُكْرِمْ غَيْرًا أَوْ لَيْسَتْ ۝۱۰۰

۱۷۶- عَنْ أَبِي شَرِيحٍ الْخُرَاشِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (( مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ غَيْرًا أَوْ لَيْسَتْ ۝۱۰۰ ))

۱۷۷- عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ وَهَذَا حَدِيثٌ أَبِي بَكْرٍ قَالَ أَوَّلُ مَنْ بَدَأَ بِالْخَطْبَةِ يَوْمَ الْعِيدِ

بَابُ بَيَانِ كَوْنِ النَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ مِنَ الْإِيمَانِ وَأَنَّ الْأَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاجِبَانِ

۱۷۸- طَارِقُ بْنُ شِهَابٍ رَوَى عَنْ أَبِي بَكْرٍ قَالَ أَوَّلُ مَنْ بَدَأَ بِالْخَطْبَةِ يَوْمَ الْعِيدِ

۱۷۹- طَارِقُ بْنُ شِهَابٍ رَوَى عَنْ أَبِي بَكْرٍ قَالَ أَوَّلُ مَنْ بَدَأَ بِالْخَطْبَةِ يَوْمَ الْعِيدِ

قُلِ الْمَسَاءَ مَرُودًا فَمِنْ أَيْنَ رَجُلٌ فَقَالَ الصُّدَاةُ  
قُلِ الْمَسْطُورَةُ فَقَالَ قَدْ تَرَكْتُ مَا هُنَالِكَ فَهَانَ أَهْوُ  
خلفہ رضی اسید میں سے پہلا خلیفہ ہے) اس وقت ایک شخص کھڑا ہوا  
اور کہنے لگا خطبہ سے پہلے نماز پڑھنا چاہیے مروان نے کہا یہ بات

خلاف شرع ای کام ہو گا جو مست کے خلاف ہو گا اور اس پر عمل نہ ہو گا نہ سابق میں اور یہ اس امر کی دلیل ہے کہ سوامر وال کے دور کسی  
خلیفہ سے ایسا نہیں کیا تھا اور عثمان اور عمر اور سجاد سے جو سنتوں سے وہ صحیح نہیں ہے۔ (نودی)

ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ خطبہ سے پہلے نماز پڑھنا چاہیے مروان نے کہا یہ بات موقوف کر دی گئی اس مقام پر یہ اعتراض  
ہو تا ہے کہ ابو سعید قدوسی نے خود کیوں نہیں منع کیا اس برے کام سے یہاں تک کہ ایک دوسرا شخص اٹھا اور اس نے کہا اب اس کا جواب یہ ہے  
کہ شاید ابو سعید خطبہ شروع ہوتے وقت نہ ہو سکے تو اس شخص نے اس کی قوت کی ادھر سے یا خوف نے خوف کیا ہو  
مروان کا اپنے بچے فتنے کا تو ساقط ہو گیا اس سے انکار جو واجب تھا اور اس شخص نے خوف نہ کیا کسی قوت کی ادھر سے یا خوف کیا ہو صرف اپنے نفس  
پر اور یہ جار ہے اسکی صورت میں بلکہ مستحب ہے اور قتال ہے کہ ابو سعید نے اس کی تائید کی اور دوسری روایت میں جس کو بخاری اور مسلم  
دونوں نے نکالا یہ صلوٰۃ العید میں یہ ہے کہ ابو سعید نے خود مروان کا ہاتھ کھینچا جب اس کو سیر پر جاتے دیکھا اور مروان اور ابو سعید ساتھ  
لے گئے تھے پھر مروان نے ابو سعید کی بات کو نہ مانا تو قتال ہے کہ یہ موقع دوبارہ ہو۔

کر بان سے منع یعنی روکنے کی طاقت۔ نو تو دل سے برا جانے یہ سب سے کم درجہ کا ایمان ہے اگر یہ بھی نہ ہو اور دل میں بھی  
حلاف شرع کام سے نفرت نہ ائے تو کھنا چاہیے کہ یہاں رخصت ہو گیا اور کفر تم کیا لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔ نووی نے  
کہا کہ یہ جو حضرت نے فرمایا برے اور خلاف شرع کام کو مٹانے اور بگاڑے ہاتھ پار ہاں سے تو یہ امر باجماع مت وجوب کے لیے ہے اور امر  
بالمعروف اور نہی عن المنکر کے واجب ہونے پر کتاب و سنت اور اجماع امت سے دلیل ہے اور یہ نصیحت میں داخل ہے جو عود دین ہے اور اس  
میں سوا چند اقصیوں کے کسی نے خلاف نہیں کیا اور ان کے خلاف کا کوئی اعتبار نہیں۔

لام الحرمین سے بھی کہا کہ حق کے خلاف کا اس مسئلہ میں شہادت کرنا چاہیے اس لیے کہ مسلمانوں کا اس کے وجوب پر راضیوں کے  
پیر ہوئے سے پہلے اتفاق ہو چکا تھا اور وجوب اس کا شرع سے ہے نہ کہ عقل سے اور سترہ کے نزدیک عقل سے ہے اور یہ جو فرمایا اللہ تعالیٰ نے  
کہ لا یضربکم من قبل ادھتدیتکم یعنی سے یہاں والو تم پہنچے تیس سب اہل قوم کو دوسرے کے گمراہ ہونے سے کچھ نقصان نہ ہو گا جب تم ہدایت  
پاؤ گے تو یہ ہمارے مذہب کے خلاف میں نہیں کیونکہ امت کے سنی مذہب صحیح پر یہ ہیں کہ جب ہم سب احکام کو جو تم پر واجب ہیں بجا آؤ گے  
تو دوسروں کی تقصیر سے تم کو ضرر نہ ہو گا جیسے دوسری جگہ فرمایا ولا تروا وادرة ورد اخوی یعنی ایک کا بوجھ دوسرا نہ اٹھائے گا پھر جب کسی سے  
امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کر دیا تو اس پر سے مواخذہ جاتا رہا اب گناہ اس پر سے گناہ جس سے برا کام کیا۔ یہ بھی جانا چاہیے کہ اچھی بات کا حکم  
کرنا اور بری بات سے منع کرنا فرض کفایہ ہے اگر معصوم نے کر دیا تو سب کے ذمہ سے یہ فرض ادا ہو گیا ورنہ سب گنہگار ہو گئے۔ اور بعض  
متن میں یہ فرض ہوتا ہے کسی خاص شخص پر جیسے اس مقام میں کوئی نہ ہو سوا اس کے یا اسی کے حکم سے وہ غلام نکلا ہو یا جیسے کوئی اپنی بی بی بچے  
یا غلام کو کوئی برا کام کر لیا فرض کو ترک کر دینے کیجئے۔

علماء نے کہا ہے کہ اگر کسی شخص کو گمان ہو کہ میرے منع کیے سے کچھ فائدہ نہ ہو گا تو بھی منع کرنا چاہیے اس لیے کہ نصیحت سے  
مسلمانوں کو کچھ فائدہ ضرور ہو گا اور پر ہم کہ چکے ہیں کہ اس شخص کا کام حکم کر دینا ہے اچھے کام کا اور منع کر دینا ہے برے کام سے اب چاہیے  
وہاں سے مٹاؤ اس کا رخص نہیں جیسے اللہ جل جلالہ نے فرمایا سول پر کچھ نہیں مگر پہنچاؤ بنا غلطی نے کہا ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن  
لمنکر میں یہ شرط نہیں ہے کہ حکم کرے والا خود تمام شریعت کے حکم پر چلتا ہو اور بری باتوں سے بچتا ہو بلکہ اگر وہ خود تقصیر دار ہو تو حق



سَعِيدٌ اَنَا هَذَا فَهَذَا فَهِيَ مَا عَنِ سَعِيدٍ موقوف کردی گئی۔ ابو سعیدؓ نے کہا اس شخص نے تو اپنا حق داکر دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول (( من میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا جو شخص تم میں سے دئی منکم فکروا للعبیۃ بندہ فان لم یستطع کسی منکر (خلاف شرع) کام کو دیکھے تو اس کو مٹا دیجئے اچھے ہاتھ

حق بھی امر اور نہی کرنا چاہیے کیونکہ یہ دوسرا فرض ہے پھر ایک میں غفلت ہونے سے دوسرے کو بھی صلاح کرنا ضروری نہیں اور یہ کام حاکموں سے خاص نہیں ہے بلکہ ہر ایک مسلمان اس کو کر سکتا ہے۔

اہم امر میں نے کہا اس پر مسلمانوں کا اجماع دلیل ہے اس لیے کہ صدر اول میں اور اس کے قریب ذیل میں "انی ادنی مسلمان حد حاکموں کو بری باتوں سے منع کرتے اور اچھے کاموں کا حکم کرتے حالانکہ اور مسلمان اس کو اس کام سے روکتے ہو مگر پر جبر کرتے۔ پھر امر منکوست شرط ہوتی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لیے توالت اور مسلمان اس کو سمجھاتے کہ تمہارا یہ عہدہ نہیں ہے یہ بات ضروری ہے کہ جو شخص امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے وہ خود اس مسئلہ کو جانتا ہو اگر وہ بات مشہور واجبات یا مخرجات سے ہو جیسے نماز، روزہ، ربا، شراب، حرقہ اور ایک مسلمان کو ان باتوں کا علم ہے وہ حکم اور منع کر سکتا ہے اور جو کوئی دقیق مسئلہ ہو تو عوام کو اس میں مداخلت نہیں چاہی اور ان کو انکار مانگتا ہے بلکہ یہ منصب علماء کا ہے پھر علماء کو بھی اس کام کا انکار کرنا حکم کرنا چاہیے جو احادیث اور جو کام اختلافی ہو اس میں کسی فریق کو دوسرے فریق سے جھگڑ کرنا درست نہیں اس لیے کہ ہر مجتہد مصیب ہے بعضوں کے نزدیک اور کچھ بھی ہے اور بعضوں کے نزدیک ایک مصیب ہے اور باقی غلط لیکن غلطی معین نہیں ہو سکتا اور جو معین بھی ہو تو وجہ خطائے اجتہادی کے اس پر گناہ نہیں ہے اگر فصاحت کے طور پر اس کو رمی سے سمجھائے تو وہ بہتر ہے اس لیے کہ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اختلاف سے نکل جانا چاہیے حتیٰ استفادہ جب کسی مسئلہ میں غلطی آئے یا کسی اور دوسرے اختلاف میں۔ پڑھا ہے۔ قاضی القضاۃ ابو یوسفؒ اور وہ بصری شافعی نے اپنی کتاب "احکام سلطانہ" میں لکھا ہے کہ اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے کہ اگر بادشاہ کسی کو تخت پر بٹائے اور وہ مجتہد ہو تو وہ لوگوں کو اپنے مذہب کی طرف لاسکتا ہے خلائی مسائل میں جس فقیہ کا چاہے مذہب فقہ کرے اور ہمیشہ مروعات میں سمجھا اور تابعین اور من بعد ہم کا اختلاف رہا تو نہ عقوبت پر کوئی تدارک نہ تخت پر دوسرے پر نہ وہ کوئی دوسرے پر اسی طرح علماء نے کہا ہے کہ سنی اور قاضی کو نہیں پہنچتا کہ اپنے مخالف پر اعتراض کرے جب وہ نص یا اجماع یا قیاس غلطی کی مخالفت کرے اور جاں فکرم یہ باب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا بہت ضائع ہو گیا بہت مدت دراز سے اس زمانہ میں جو کچھ ہوتی ہے وہ نہایت کم ہے حالانکہ یہ ایک جلیب تھا جس پر دین کا دار تھا اور جب رائیاں بہت چھین گئی تو عذاب الہی عام ہو گا نیک و بد پر اور جب لوگ عالم کو ظلم سے روکیں گے تو خدا تعالیٰ سب کو عذاب میں مبتلا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فلیعلموا الدین بحالہوں عن امرہ الذیہ یعنی ہمیں وہ لوگ جو مخالفت کرتے ہیں اللہ کے حکم سے پہنچے گا ان کو اللہ یاد رکھو کا عذاب۔

توجہ شخص آخرت کا طالب ہو اور اللہ جل جلالہ کی رضا مندی حاصل کرنا چاہتا ہو اس کو چاہیے کہ اس بات کا خیال رکھے یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا اس لیے کہ اس کا بڑا فائدہ ہے خاص کر اس حالت میں کہ جب وہ موقوف ہو گیا ہے اور اپنی سیت خالص رکھے اور جس شخص کو حکم کرے یا منع اس سے خوف نہ کرے اس خیال سے کہ وہ بڑا آدمی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا البتہ حد مدد کرے گا اس کی جس سے حد کی مدد کی اور فرمایا جو شخص مجرم دہا کرے اللہ پر اس کو سیدھی روٹی اور فرمایا جن لوگوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ہم ان کو پناہ دیں بتل گئے اور فرمایا لوگ خیال کرتے ہیں کہ وہ چھوڑ دیجے جائیں گے اتنی بات پر کہ ہم ایمان لائے اور ان کی آزمائش نہ ہوگی۔ ان سے پہلے جو لوگ گزر گئے ان کو بھی ہم نے کہا تو البتہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جاسے گا جو سچ ہیں اور ان لوگوں کو جو جھوٹے ہیں اور یہ بات خیال کر لینا چاہیے کہ ہمیشہ ثواب امتاعی زیادہ ملتا ہے جتنی تکلیف زیادہ ہو اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر جیسے خوف سے ترک نہ کرنا چاہیے ویسے ہی حق



فَلْيَسْتَأْذِنُوا فَاِنْ لَّمْ يَمْسُطَعْ لِيَقْلِبْهُ وَدَلَّتْ اَضْعَفُ  
 سے اگر تکی طاعت نہ ہو تو رہاں سے اور اگر اتنی بھی طاعت نہ ہو تو  
 دل میں سے کسی (دب میں سے) کو برا جانے اور اس سے بیزار ہو یہ  
 سب سے کم درجے کا ایمان ہے۔

یہ دو جی نور محبت اور سستی کی وجہ سے رک نہ کرنا چاہیے دراپنی سر خوردی اور مرتبہ بڑھانے کے لیے بھی نہیں۔ اس لیے کہ دوستی  
 اور محبت سے تو اس کا حق اس پر ہو گیا اور وہ حق یہ ہے کہ اس کو نصیحت کرے اور آخرت کی بھلائی بتلائے اور مضر اور مہلک باتوں سے  
 بچائے۔ اور آدمی کا دوست اور عزیز وہی ہے جو اس کی آخرت کی بھلائی میں کوشش کرے گرچہ دنیا میں اس کی وجہ سے نقصان واقع ہو  
 اور دشمن وہ ہے جو اس کی آخرت کو تباہ کرے۔ گرچہ دنیا کا فائدہ اس سے حاصل ہو اور شیطان جو ہم لوگوں کا دشمن ہے جانتا ہے وہ اسی وجہ  
 سے۔ جبیر جو مومنوں کے دوست سمجھے جاتے ہیں وہ اسی وجہ سے کہ وہاں کی آخرت کے درست کرنے میں کوشش کرتے ہیں۔ یا اللہ  
 تو ہم کو اور ہمارے دوستوں کو اور سب مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ تیری خوشی حاصل کرنے میں کوشش کریں اور اپنی رحمت و عنایت  
 ہم سب پر عام کر دے اور جو شخص امر بالمعروف اور نہی منکر کرے، اس کو چاہیے کہ نرمی کرے تاکہ اس پر لوگ جلدی  
 عمل کریں۔

امام شافعی نے لکھا جس شخص نے اپنے بھائی کو پوشیدہ نصیحت کی، اس نے اس کو درست کیا اور جس نے کھلم کھلا  
 نصیحت کی اس نے اپنے بھائی کو سوا کیا۔ اس باب میں سے ایک کام وہ ہے جس میں کٹر لوگ سستی کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ ایک آدمی کو  
 عیب دار چیز بیچتے ہوئے دیکھتے ہیں پھر اس کو منع نہیں کرتے اس عیب سے اور یہ ایک بڑی خطا ہے اور علماء نے صاف تصریح کر دی ہے کہ جو  
 شخص اس امر کو چاہتا ہے کہ اس چیز میں یہ عیب ہے تو اس پر واجب ہے کہ بیچنے والے کو منع کرے اور خریدار کو اس عیب سے آگاہ کر دے  
 لیکن طریقہ منع کرنے کا تو وہ خود حضرت نے بتا دیا کہ اس کو (یعنی برے کام کو) ہاتھ سے بگاڑے اگر یہ نہ ہو سکے تو رہاں سے۔ اگر یہ نہ  
 ہو سکے تو دل سے۔ دل سے بگاڑے کا مطلب یہ ہے کہ اس کو برا جانے اور اگرچہ برا جاننا اس کا بگاڑنا نہیں ہو سکتا پر کیا کرنا چاہیے اس کا اختیار  
 اسی قدر ہے اور یہ جو آپ نے فرمایا سب سے کم درجہ کا ایمان یہ ہے یعنی یہ ایک لڑائی شرم ہے، یہاں تک کہ دس سے برے کام کو برا جانے اور  
 اس سے نفرت کرے۔

قاضی عیاض نے کہا کہ یہ حدیث، اصل ہے برے کام کے بگاڑنے میں تو بگاڑے والے پر واجب ہے کہ جس طرح سے ہو سکے  
 بگاڑے قول سے یا فعل سے تو جو حرام کام کے آلات اور اسباب ہوں ان کو ہاتھ سے توڑے اور خراب لار مسکرات کو بھادو سے یا دوسرے سے  
 کے وہ بھادو اور برادستی سے جھینٹی ہوئی چیز چھین کر خود اس کے مالک کو واپس کر دے یا دوسرے کو حکم کرے اور چاہے کہ بگاڑنے میں بری  
 کرے جہاں پر اور اس عالم پر جس سے شر کا خوف ہو مگر یہ جب ہے کہ اس کو اپنی بات چلنے کا خیال ہو جیسے مستحب ہے یہ بات کہ بگاڑنے والا خود  
 صالح اور صاحب فضیلت ہو اور جو شخص اجتہاد پر مگر گمراہ ہو اپنے کام میں اصرار کرتا ہو اس پر سختی بھی کرے جب یہ معلوم ہو کہ اس کی سختی  
 سے فائدہ ہو گا اور خول نہ ہو۔

دوسرے مسئلہ کا اگر اس کو گمان غالب ہو کہ ہاتھ سے بگاڑے میں اور کوئی بڑا فساد ہو گا یعنی کسی کا خون ہو گا خود بگاڑے والے کا یا  
 اور کسی کا تو ہار ہو گا اور صرف رہاں سے نصیحت کرے اور خدا کے عذاب سے ڈرے اور اگر گمان غالب ہو کہ زماں سے کہنے میں بھی اس قسم  
 کا شر ہو گا تو صرف دل سے اس کو برکتیں اور چپ ہو رہے اور یہی قصود ہے حدیث سے اگر خدا نے چاہا اور جو اس کو کوئی بددعا ملے تو اس سے  
 مدد لے کر پر ہتھیار نہ اٹھائے اور لڑائی شروع نہ کرے اور چاہے کہ اطلاع کرے اس کی حاکم کو اگر یہ کام سوا حاکم کے اور کوئی کرتا ہو یا

۱۷۸- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ  
حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ يَسْمَعِيلَ  
بْنِ رَجَاءٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَعَنْ  
فَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي  
سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ فِي بَعْضِ مَرْوَانَ وَحَدِيثِ أَبِي  
سَعِيدٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجُثَلِ  
حَدِيثِ شُعْبَةَ وَشُعْبَانَ

حق صرف دس سے ان کو بر کھے۔ یہی مسئلہ ہے اور یہی تحقیق علماء کے نزدیک مواب ہے اور بعضوں نے کہا کہ ہر حال میں بیان سے کہہ دے  
بہر اکر قتل کیا جائے یا ایذا پہنچے تو میر کرے قاسمی عیاش کا کلام تمام ہوں۔

امام احمد میں نے کہا کہ رعیت میں سے ہر شخص کو یہ حق حاصل ہے کہ کبیرہ گنہگار کے داسے کو ر کے اس گنہگار سے پر لڑائی شروع نہ  
کرے اور ہتھیار نہ اٹھائے اگر وہ سنانے نوادشاہ وقت کو اطلاع کرے پھر اگر بادشاہ بھی ظلم پر مستعد ہو اور شریعت کی مخالفت سے باز نہ آئے  
اور سمجھائے نہ کھے تو سب سلطان جو صاحب الرائے ہوں مل کر اس بادشاہ کو تخت سے اتار دیں اگرچہ اس میں ہتھیار اٹھانے کی ضرورت  
پڑے اور خون ریزی اور لڑائی ہو۔ یہ کلام ہے امام الحرمین کا اور قاضی القضاہ اور دی نے کہا محاسب کو بحث کرنا نہیں چاہیے اس گناہوں سے جو  
ظاہر نہ ہوں پھر اگر گمان غائب ہو کہ بعض لوگ ایسے کاموں کو پوشیدہ کیا کرتے ہیں تو اس میں دو قسمیں ہیں۔

ایک قسم تو یہ ہے کہ جس کا تذکرہ بعد وقوع کے دشوار ہو جیسے کوئی شخص محاسب کو غیر کرے کہ لڑائی محض لڑائی عورت کے  
ساتھ تہائی میں رہا کرنا چاہتا ہے یا قتل کرنا چاہتا ہے تو فور محاسب کو تجسس کرنا چاہیے اور اس واقعہ کا بعد دست کرنا چاہیے۔ اسی طرح اگر  
محاسب کے حوالہ لوگوں کو غیر ہوں ان کو بھی بندہ دست کرنا چاہیے۔

دوسری قسم وہ جو اس سے کم ہے اس میں تجسس اور کھوج چار نہیں جیسے کسی مکان سے ہاتھ بھانے کی آواز آنے تو ہر سے پکار کر منع  
کرے اور گھر کے اندر نہ گھسے اور وردی نے "احکام سلطانہ" کے آخر میں ایک عمدہ باب "مصاب کے باب میں لکھا ہے جو امر بالمعروف اور نہی  
عن المنکر کے قاعدوں پر مشتمل ہے اور ہم نے اس مقام پر اس کے مطالب بیان کر دیے اور کلام کو طول دی اس لیے کہ مفید ہے اور یہ باب  
اسلام کا ایک بڑا باب ہے اور اس کی بہت حاجت پڑتی ہے۔ (نوری)

اسراج الوہاب میں ہے مسلمانوں نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر واجب ہے اور کہا ہے کہ یہ دونوں  
دیں کے بڑے ستون ہیں اور یہ واجب ہیں ہر مسلمان پر القول بالجہل میں ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ادب یہ ہے کہ نرمی اور  
ملاعت کے ساتھ ہو اور ملتی اور شدت بلا شاہوں کو رہا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا جادلہم بالنی ہی احسن بحث کر ان سے اچھے طور سے۔  
وضو اور نماز میں امر بالمعروف کا یہ طریقہ ہے مثلاً کسی کو دیکھے دھواؤں اچھی طرح نہیں دھو تا تو یہ حدیث سنائے خرابی ہے کو چوں کی جہم کے  
غلاب سے یا ناز اچھی طرح نہیں پڑتا تو یہ حدیث سنائے کہ پھر نماز پڑے کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی اور اس اور کلام وغیرہ میں۔ اسی طرح  
لہ تعالیٰ نے فرمایا لکن منکم امة بدھون الی الخیر و یامرون بالمعروف و ینہون عن المنکر و اولئک ہم المصلحون۔ یعنی تم میں  
سے ہونے چاہیں کچھ لوگ جو نیکی کی طرف بلائیں اچھی بات کا حکم کریں اور بری بات سے منع کریں اور وہی لوگ ہیں جو خدا کو پانے والے۔

۱۷۹ - عن عبد الله بن مسعود أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال (( ما من شيء نفعه الله في أمة قلبي إلا كان له من أمتي حواريون وأصحاب يأخذون بسنته ويفعلون بآمره ثم إنها تنف من بعدهم حنوف يقولون ما لا يفعلون ويفعلون ما لا يؤمرون فمن جاهدته بدينه فهو مؤمن ومن جاهدته بغيره فهو مؤمن ومن جاهدته بقلبه فهو مؤمن وليس وراء ذلك من الإيمان حبة

۷۹ - عبد الله بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پہلے کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا جس کے اس کی امت میں سے حواری نہ ہوں اور اصحاب نہ ہوں جو اس کے طریقے پر چلتے ہیں اور اس کے حکم کی پیروی کرتے ہیں پھر ان لوگوں کے بعد ایسے نامائقی لوگ پیدا ہوتے ہیں جو زبان سے کہتے ہیں اور کرتے نہیں اور ان کاموں کو کرتے ہیں جن کا حکم نہیں۔ پھر جو کوئی ان نالائقوں سے لڑے ہاتھ سے وہ موس ہے اور جو کوئی لڑے زبان سے (ان کو برا کہے ان کی باتوں کا رد کرے) وہ بھی مؤمن ہے اور جو کوئی لڑے ان سے دل سے (ان کو برا جانے)

(۱۷۹) جہاں فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پہلے کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا جس کے اس کی امت میں سے حواری نہ ہوں۔ حواری کے معنی کلمہ اور برگزیدہ لوگ جو ہر قسم کے عیب سے پاک ہوں یا مددگار یا جہاد کرنے والے یا پیغمبر کے بعد خلافت کے مستحق ہوں۔

عبد اللہ بن مسعود نے اور قتادہ میں اترے ہوئی نے کہا قتادہ صحیح قاف ایسا ہی ذکر کیا اس کو حمیدی نے کتاب الجمع میں جمع میں اور اکثر نسخوں میں بھی یہی ہے اور مسلم کی اکثر روایت کرنے والوں نے بصرہ روایت کیا ہے قتادہ سے اور قتادہ کہتے ہیں اس میدان کو جو گھر کے سامنے ہوتا ہے۔ یہاں روایت کیا ابو عوف اسو کی سے قاضی عیاض نے کہا سمرقندی کی روایت قتادہ قاف سے ٹھیک ہے اور حمیدی کی روایت قتادہ خطا ہے اور تصحیح۔

صالح بن کیسان نے کہا اسی طرح یہ حدیث اور فتح سے روایت کی گئی ہے یعنی صالح بن کیسان نے کہا کہ یہ حدیث ابورافع سے اس نے رسول اللہ سے روایت کی ہے اور اس میں عبد اللہ بن مسعود کا ذکر نہیں۔ بخاری نے اپنی تاریخ میں اسی طرح یا قتادہ ابورافع سے اس نے رسول اللہ سے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ ابو علی جیلانی نے کہا امام احمد بن حنبل نے کہا یہ حدیث محفوظ نہیں ہے اور یہ کلام ابن مسعود کے کلام سے نہیں ملتا تو یہ روایت کرتے ہیں کہ ایسے وقت میر کر دیہاں تک کہ مجھ سے ملے۔ یہ کلام ہے قاضی عیاض کا اور فتح ابو عمرو نے کہا کہ اس حدیث کا نکار کیا ہے امام احمد نے اور اس کی اسلاف میں حادث بن الفضل انصاری ہے۔

ابو عبد اللہ مدنی بخاری نے کہا وہ ثقہ ہے اور روایت کیا اس سے ایک جماعت ثقافت لے اور ہم نے اس کا ذکر ضعیف کی کتابوں میں نہیں پایا۔ اس کے علاوہ حادث منفرد نہیں ہے اس حدیث کے ساتھ بلکہ متابعت کی ہے اس کی دوسرے نے جیسا کہ صالح بن کیسان کے کلام سے معلوم ہوتا ہے۔ دارقطنی نے کتاب العمل میں کہا کہ یہ حدیث اور طریقوں سے بھی مروی ہے ان میں سے ایک روایت ہے ابو داؤد لیٹی کی ابن مسعود سے انھوں نے رسول اللہ سے اور یہ جو ابن مسعود سے مروی ہے کہ تم صبر کرو یہاں تک کہ مجھ سے ملو تو یہ اس موقع پر ہے جہاں قتل اور خون ریزی اور فتوں کا ذر ہو اور اس حدیث میں جو حکم ہے نالائقوں سے جہاد کرے کا ہاتھ سے اور راہ سے وہ اس موقع پر ہے جہاں کسی فتنے کے اٹھ کھڑے ہوئے کا ذرہ ہو علاوہ اس کے اس حدیث میں، گلی، سونوں کا پیل ہے اور اس امت کا ذکر نہیں ہے۔ امام ابو الکلام ابو عمرو کا اور وہی ہر سے اور امام احمد کا قدر اس حدیث میں بہت عجیب ہے۔ (انہی ما قال ابو داؤد)

السر ابن ابی داؤد میں ہے کہ اگرچہ حدیث میں اس امت کا ذکر نہیں لیکن حضرت نے اشارہ کیا کہ ایسا ہی آپ کی امت میں بھی ہے

وہ بھی ممکن ہے اور اس کے بعد رائی کے دانے برابر بھی ایمان نہیں (یعنی اگر دل سے بھی برائے جانے تو اس میں ذرہ برابر بھی ایمان نہیں) ابورافع (جنہوں نے اس حدیث کو ابن مسعود سے روایت کیا اور نام ان کا اسلم یا ابراہیم یا ہر مز یا ثابت یا یزید تھا مولیٰ تھے رسول اللہ ﷺ کے) نے کہا میں نے یہ حدیث عبد اللہ بن عمر سے روایت کی انہوں نے نہ مانا اور انکار کیا۔ اتفاق سے میرے پاس عبد اللہ بن مسعود آنے اور قنۃ (مدینہ کی دلاہوں میں سے ایک وادی کا نام ہے) میں اترے تو عبد اللہ بن عمر مجھے اپنے ساتھ لے گئے عبد اللہ بن مسعود کی عبادت کو۔ میں ان کے ساتھ گیا۔ جب ہم بیٹھے تو میں نے عبد اللہ بن مسعود سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے اسی طرح بیان کیا جیسے میں نے ابن عمر سے بیان کیا تھا۔ صالح بن کیسان نے کہ یہ حدیث ابورافع سے اسی طرح بیان کی گئی ہے۔

۱۸۰- عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی نبی آیا نہیں گزر جس کے حواری نہ ہوں وہ اس کی (یعنی اپنے نبی کی) راہ پر چلتے ہیں اور اس کی سنت پر عمل کرتے ہیں پھر روایت کو اس طرح بیان کیا جیسے اوپر گزری مگر اس میں ابن مسعود کے آنے کا اور ان سے ابن عمر کے ملنے کا ذکر نہیں۔

خَرَزَل (( قَالَ أَبُو رَافِعٍ حَدَّثْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ فَأَنْكَرَهُ عَلَيَّ فَقَدِمَ ابْنُ مَسْعُودٍ فَسَمِعَ رَسُولَ يَقْنَةَ فَأَسْتَعِي بِإِلَيْهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ يَحْذَرُهُ فَأَنْطَلَقْتُ مَعَهُ فَلَمَّا جَلَسْتُ سَأَلْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ عَنْ هَذَا الْخَدِيثِ فَقَدْ نَسِيتُ كَمَا حَدَّثَنِي ابْنُ عُمَرَ قَالَ صَاحِبٌ وَقَدْ تَخَذْتُ مَخْرَجًا دَلَّتْ عَنْ أَبِي رَافِعٍ

۱۸۰- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (( مَا كَانَ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَقَدْ كَانَ لَهُ حَوَارِيُّونَ يَهْتَدُونَ بِهَدْيِهِ وَيَسْتَنُونَ بِسُنَّتِهِ )) مِمَّنْ حَدَّثَ صَالِحٌ وَلَمْ يَذْكُرْ قَدُومَ ابْنِ مَسْعُودٍ وَاجْتِمَاعِ ابْنِ عُمَرَ مَعَهُ

لہ ہو گا۔ اس قول سے ظہور جہاد ہم یعنی جو کوئی ان سے جہاد کرے تو کوئی وجہ نہیں کہ یہ امت شامل نہ ہو اور اشتہار عموم لفظ کا جو نام ہے دوسرے یہ کہ مطلب اس حدیث کا دوسری حدیثوں میں بھی منقول ہے آپ نے فرمایا غیر العروہ عربی حیر حدیث تک۔ نووی نے کہا اس حدیث کی اسناد میں چار نامی ہیں ایک دوسرے سے روایت کرتا ہے صالح اور حارث اور جعفر اور عبد الرحمن اور یہی ہی ایک اسناد پہلے گزر چکی ہے اور میں نے ایک رسالہ بتایا ہے اسی قسم کی راہی اسنادوں میں اس میں سے بعض اسناد ایسی ہیں جس میں چار صحابی ایک دوسرے سے روایت کرتے ہیں اور چار نامی ایک دوسرے سے۔

## باب تَمَاضِلِ أَهْلِ الْإِيمَانِ فِيهِ وَزُجْجَانِ أَهْلِ الْيَمْنِ فِيهِ

باب: ایمان داروں کا ایک دوسرے سے کم زیادہ ہونا اور یمن کے لوگوں کا ایمان زیادہ ہونا

۱۸۱- عَنْ أَبِي مُسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَشَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِإِصْبِهِ مَعْرُوفَ النَّبِيِّ قَالَ ((أَلِ الْإِيمَانِ هَهُنَا وَإِنَّ الْفَسَادَ وَغَلَطَ الْقُلُوبِ فِي الْعَمَلِينَ جَدُّ أَصُولٍ أَذْنَابُ الْإِبِلِ حَتَّى يَطْعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ فِي رِبْعَةٍ وَمَعْرُوفَ))

۱۸۱- ابو مسعود (عقبہ بن عمرو نصاریٰ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اشارہ کیا اپنے ہاتھ سے یمن کی طرف (جو ایک ملک ہے جزیرہ عرب میں جنوبی مشرقی جانب مدینہ سے اس میں بہت سے شہر اور بستیاں ہیں صحراء وہاں کا مشہور شہر ہے) اور فرمایا خبردار رہو ایمان کو مضر ہے اور کڑا پین اور دونوں کی حتی ان لوگوں میں ہے جو چھایا کرتے ہیں اونٹوں کی دم کی جڑ کے پاس جدھر سے شیطان کے دو سینک نکلتے ہیں یعنی قوم ربیعہ اور معصر۔

۱۸۲- عَنْ أَبِي مُسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((جَاءَ أَهْلُ

۱۸۲- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یمن کے لوگ آئے (خود مسلمان ہونے کو) وہ

(۱۸۱) غنیمت ملاقات میں ہے کہ یمن ظہیم بول اور دوم میں ایک مشہور ملک ہے اور یہ ملک مکہ معظمہ سے دائی طرف واقع ہے۔ اس واسطے اس کو یمن کہتے ہیں کیونکہ کتبہ کو عربوں نے ایک شخص قرار دیا ہے جس کا منہ پورب کی طرف ہے اور پیٹھ اس کی پیچم کی طرف۔ اس حضرت نے یمن کی طرف اشارہ کر کے ان کی تعریف کی اس واسطے کہ وہاں کے لوگ بہت جلد ایمان لائے اور پورب کی طرف اشارہ کیا اور ان کی مذمت کی یعنی قوم ربیعہ اور معصر جن کے پاس بونت بہت تھی اس واسطے کہ وہ اسلام کے بہت قائل رہے۔ شیطان کے دو سینک سے مراد سورج ہے اس واسطے کہ جب آفتاب نکلتا ہے تو شیطان اپنے دونوں سینک (یعنی سر کے دونوں کوسے) اس پر رکھ دیتا ہے کہ کاروں کا بکدہ اسی کو ہو۔ (تختہ الابرار)

نووی نے کہا شیطان کے قرن سے مراد اس کے سر کے دونوں کوسے ہیں اور بعضوں نے کہا اس کی دونوں جھمٹیں جن کو وہ بھیجتا ہے لوگوں کے گمراہ کرنے کے لیے اور بعضوں نے کہا کہ اس کے دونوں گردہ کافروں میں سے اور مقصود اس سے یہ ہے کہ مشرق یعنی پورب کی طرف شیطان کا تسلط زیادہ ہے جیسے دوسری حدیث میں ہے کفر کا سر مشرق کی طرف ہے اور حضرت کے زمانہ میں یہی حال تھا کیونکہ اس وقت پورب کی جنوب جو ملک واقع تھے جیسے ہندوستان اور خود عرب کے ملک میں سے نجد وغیرہ وہاں ایمان بالکل نہ تھا اور نہ کفر ہی کفر تھا اور جس وقت دجال نکلے گا تو وہ بھی مشرق سے نکلے گا اس وقت بھی کفر کا سر مشرق ہی کی طرف ہو گا اور بڑے بڑے فتنے اور فساد اسی طرف سے واقع ہوئے اور یہی جانب ہے جالی وحشی ترکوں کا جو بخارا کے جنگلی اور فساد ہوتے ہیں اور فتنہ ان ترکوں کا "بدکو" کے زمانہ میں عمارت کرنا ان کا بخارا کو اور ختم کر دینا خلافت عباسی کو اور قتل ہونا لاکھوں مسلمانوں کا ان کے ہاتھ سے تاریخ میں مشہور ہے اور یہ ایک ایسا جزا اللہ ہے جس کے حمل اسلام میں بہت کم ہوا ہے پھر فتنہ تیورنگ کا اور ان فتنوں کی دوسری حدیثوں میں بھی حضرت نے خبر دی ہے۔

(۱۸۲) نووی نے کہا یہ جو فرمایا ایمان یمن کا ہے اس کو عطاء نے ظاہر سے پھر ہے اس لیے کہ ایمان کا شروع مکہ سے ہو پھر مدینہ سے۔ ابو عبیدہ مغرب کے نام نے اس باب میں چند قول بیان کیے ہیں ایک تو یہ کہ یمن سے مراد مکہ ہے کیونکہ تمامہ میں ہے اور تمامہ ملک ہے

النَّيْسُ هُمْ أَرْقُ أَفْبِدَةَ الْإِيْمَانِ يَمَانٍ وَانْفَعَهُ  
يَمَانٍ وَانْحَكَمَةُ يَمَانِيَّةٍ))  
یمن کی۔

یمن میں داخل ہے دوسرے یہ کہ یمن سے مراد مکہ اور مدینہ دونوں ہیں اس لیے کہ یہ حدیث آپ نے جو کہ میں کہی اور مکہ اور مدینہ جو کہ اور یمن کے درمیان ہیں تو اشارہ کیا آپ نے یمن کی طرف یعنی یمن کی سمت کی طرف اور مراد آپ کی مکہ اور مدینہ سے تھی۔ اس لیے آپ نے فرمایا ايمان یمن کا ہے کیونکہ اس وقت مکہ اور مدینہ دونوں یمن کی سمت میں تھے اور اس کی نظیر یہ ہے کہ رکن یمانی مکہ میں واقع ہے اور اس کو یمانی کہتے ہیں اس لیے وہ یمن کی جانب واقع ہے۔ تیسرے یہ کہ یمن سے مراد انصار کے لوگ ہیں اس لیے کہ انصار، اصل میں یمن کے رہنے والے تھے پھر ایمان نسبت دیا گیا انصار کی طرف کیونکہ وہ ایمان کے مددگار تھے اور یہ اختیار کیا بہت لوگوں نے اور سب میں یہی قول اچھا ہے۔ شیخ ابو عمرو نے کہا کہ اگر دیوبند اور جو اسکے تابع ہوئے حدیث کے الفاظ کو دیکھتے اور اس میں تامل کرتے تو یہ تاویل نہ کرتے اور ظاہر حدیث کو دیکھتے اور یہی کہتے کہ مراد یمن کے لوگ ہیں اس لیے کہ ایک روایت میں ہے تمہارے پاس یمن کے لوگ آئے۔ اور یہ خطاب ہے انصار کی طرف تو ضرور یمن والوں سے انصار کے سوا اور لوگ مراد ہو گئے۔ اسی طرح اس روایت میں جو ہے کہ یمن کے لوگ آئے تو ظاہر ہے کہ اس وقت انصار نہیں آئے تھے دوسرے یہ کہ حضرت نے پہلے ان کے عمرہ منجات بیان کئے کہ وہ رم دل ہیں پھر اس کے بعد بیان کیا کہ ایمان بھی یمن کا ہے تو یہ اشارہ ہے اس لوگوں کی طرف جو یمن سے آئے تھے مکہ اور مدینہ کی طرف اور حدیث کو ظاہر دیکھتے سے کوئی مانع نہیں ہے اس واسطے کہ جو شخص کسی وصف سے موصوف ہوتا ہے اور اچھی طرح اس پر قائم ہوتا ہے اس کو نسبت دیتے ہیں اس شخص کی طرف اور یمن والوں کا یہی حال تھا اس وقت ایمان میں اور ان لوگوں کا جو رسول اللہ کے پاس آئے تھے یمن والوں میں سے اور آپ کی وفات کے بعد بھی بعض یمن والے ایمان میں ایسے ہی کامل گزرے ہیں جیسے اوّل قرن اور دوسرے مصلح حوالا ہی اللہ عنہا اور ان کے مانند اور لوگ جن کے قلب سہم تھے اور ایمان قوی تھا تو ایمان کی نسبت ان کی طرف اس وجہ سے ہے کہ وہ ایمان میں کامل تھے اور اس سے یہ فرض نہیں ہے کہ ان کے سوا اور لوگ ممکن نہیں ہیں اس صورت میں اس حدیث میں کہ ایمان چار میں ہے مناقات بھی نہ ہوگی پھر مراد اس حدیث میں یمن والوں سے وہی یمن والے ہیں جو اس وقت موجود تھے کہ ہر زمانہ کے یمن والے۔ اس لیے کہ لفظ سے یہ نہیں نکلا اور یہی حق ہے اور ہم اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے ہم کو سیدھی راہ دکھائی۔ اچھی

اسراج الوبان میں ہے کہ لفظ سے نہ نکلتا کچھ یمن والوں سے خاص نہیں بلکہ یہ حکم ہر حدیث میں چل سکتا ہے جس میں کسی ملک والوں کی فضیلت بیان ہوئی ہے لیکن صحیح صحیح روایتیں جو یمن والوں کی فضیلت یا اور کسی ملک کی فضیلت میں آئی ہیں ان روایتوں سے اب تک لوگ اس ملک والوں کی فضیلت نکالتے ہیں اس لیے کہ اصول کی تاجر فرار میں ضرور ہوتی ہے ہر جہزہ سے بھی یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جیسا ایمان اور حکمت اور فقہ یمن میں ہر زمانہ میں رہا ہے ایسا اور کسی ملک میں نہیں رہا جیسے اس کی طرف آئندہ اشارہ ہو گا اور اس قدر کافی ہے حدیث کے مضمون کی صحت کے لیے اور اللہ حاکم کرنا ہے اپنی رحمت سے جن کو چاہتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ حدیث کو خاص کریں ان لوگوں سے جو موجود تھے اس زمانہ میں اور اللہ کی رحمت اس سے زیادہ وسیع ہے۔ اچھی

یہ جو فرمایا کہ فقہ بھی یمن کی ہے تو فقہ سے مراد یہاں دین کی سمجھ بوجھ ہے پھر اصطلاح شرع میں اہل اصول نے فقہ کے یہ معنی قرار دیے کہ وہ علم ہے احکام شرعیہ عملیہ کالان کے دلائل کے ساتھ۔

پھر فرمایا حکمت بھی یمن کی ہے حکمت کے باب میں کئی قول ہیں لیکن عمدہ قول یہ ہے کہ حکمت عبارت ہے اس علم سے جو اللہ کی معرفت پر مشتمل ہے اور اس کی وجہ سے بصیرت کھل جاتی ہے اور نفس درست ہو جاتا ہے اور حق معلوم ہو جاتا ہے اور توفیق عمل کی لپ

۱۸۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا أَبُو أَبِي عَدِيٍّ ح وَحَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ الْقَدِّ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُونُسَ الْأَزْزَقِيُّ كَلَّعُهَا عَنْ أَبِي عَرَبٍ عَنْ مُصَنِّبٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ

۱۸۳- مندرجہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۱۸۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( أَتَأْكُمُ أَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ أَضْعَفُ قُلُوبًا وَأَرْقُ أَفْئِدَةً الْفَقْهُ بِمَا وَانْجَحُمَةُ يَمَانِيَّةٌ ))

۱۸۴- پور پورہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے پاس یمن والے آئے ان کے قلب ضعیف اور نواوزم ہیں فقہ بھی کمزور ہے اور حکمت بھی کمزور ہے۔

۱۸۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( أَتَأْكُمُ أَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ أَضْعَفُ قُلُوبًا وَأَرْقُ أَفْئِدَةً الْفَقْهُ بِمَا وَانْجَحُمَةُ يَمَانِيَّةٌ ))

حق بات یہ ہے اور خواہش فضیلت سے بچاؤ ہوتا ہے اور حکیم وہ ہے جس میں یہ سب باتیں موجود ہوں۔ ابو بکر بن وریق نے کہا جو کلمہ فصاحت کا ہو یا رح کا اور جہالت بہتری کی طرف لے جائے اور برائی سے بچائے وہ حکمت ہے اور وہ کلمہ ہے اور یہی مقصود ہے اس حدیث میں ان میں انشعور بالحکمة یعنی بعض شعر حکمت ہو سکتا ہے۔ کتب قال النووی۔ اور السراج الوہاج میں ہے کہ حکمت رسول اللہ کی حدیث کو کہتے ہیں جو اللہ کے کلام کے بعد ہے اور ایک جماعت سلف نے آیت یعلمہم الکتاب والحکمة کی تفسیر یوں کی ہے اسی طرح اس آیت ادع الی سبیل ربک بالحکمة والمو عظة العساسة کی تفسیر میں بھی ہے کہ حکمت سے حدیث نبوی مراد ہے جس پر حدیث کی کتابیں مشتمل ہیں اور فرمایا کہ بعض شعر حکمت ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شعر حدیث کے موافق ہوتا ہے وہ اچھا اور جو حدیث کے خلاف ہو وہ بُرا ہے اور جو کلمہ اصلاح اور حیرہ نے حکمت کے معنی بیان کیے ہیں وہ فلاسفہ کی تعریف سے ملتے ہیں اور اس سے قریب ہیں اور ایک دلیل اس بات کی کہ حکمت سے مراد حدیث شریف ہے یہ ہے کہ اس کے ساتھ فقہ کو بیان کیا اور یہ حدیث نبوت کی نشانوں میں سے ایک نشان ہے اور اس میں رسول اللہ کی طرف سے یمن اور اہل یمن پر شہادت ہے کہ ان میں ایمان ہے اور حدیث ہے اور حدیث اتنی بڑی فضیلت ہے کہ اس سے بڑھ کر وہ سری فصاحت ہیں اور کئی آیتیں اور حدیثیں اس کی مثال میں اور ان کے ایمان کی صحت میں وارد ہوئی ہیں اس کو علامہ شمس الدین نے اپنی تصانیف میں بیان کیا ہے اور میں نے ان کو سلسلۃ العبد وغیرہ میں ذکر کیا ہے اور یمن اور صنعاء کا بیان کئی کتابوں میں لکھا ہے کہ ان میں سے خلیفۃ القدر اور ریاض مر تاض ہیں اور میں نے یمن والوں میں سے چند علماء کا حال جو کتاب و سنت پر چلنے والے تھے کتاب "اتحاف النبواء" اور "الانجام المکمل" میں ذکر کیا ہے اور شکر ہے خدا کا اس بات پر جو قرآن اور حدیث اور فقہ کے علم میں ہم کو اہل یمن سے تو ملے۔ اچھی۔

(۲۸۳) نواد اور قلب دونوں شہرت کی بنا پر ایک ہیں اور بعضوں نے کہا فہم و مفاخر ہے قلب کے اور یمن ہے قلب کی اور بعضوں نے کہا کہ نواد اصل قلب ہے اور بعضوں نے کہا کہ قلب کا پرہ ہے اور قلب ضعیف ہونے سے یہ مراد ہے کہ اس میں خدا کا خوف اور تواضع ہے اور فصاحت پانے کے قابل ہے اور بخلی اور قسوت سے سہم ہے جیسے اور لوگوں کے دل میں ہے اور وہ معص قلب مراد نہیں جو عیسویوں کے نزدیک برا عیب ہے۔



۸۵- ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کفر کی چوٹی مشرق کی طرف ہے اور بڑائی دشمنی مارنا اور فقر و گھمناؤ کرنا گھوڑے والوں اور اوست والوں میں ہے جو چلاتے ہیں اور وہ والے ہیں اور غریبی اور غری بکری والوں میں ہے۔

۸۶- ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایمان یمن میں ہے اور کفر پررب کی طرف ہے اور غریبی اور اطمینان بکری والوں میں ہے اور گھمناؤ اور دکھاوا شور کرنے والوں میں ہے جو گھوڑے اور اونٹ رکھتے ہیں۔

۸۷- ابوہریرہؓ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ سے فرمایا بڑائی اور گھمناؤ کرنا شور کرنے والوں میں ہے جو اونٹ رکھتے ہیں اور غریبی اور سکنتی بکری والوں میں ہے۔

۸۸- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مراد ہے اتنا اضافہ ہے کہ ایمان یمن والوں میں ہے سکنت یمن والوں میں ہے۔

۸۹- ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ یمن والے آگئے ہیں یہ لوگ نرم دس اور کمزور دل والے ہیں۔ ایمان یمن والوں میں ہے سکنت یمن والوں میں ہے سکنتی بکریاں چرے والے والوں میں ہے اور فقر و غرور اور شور و

۱۸۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ (( رَأْسُ الْكُفْرِ لَحْوُ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَالْخَيْلُ فِي أَهْلِ الْغَيْلِ وَالْأُيُوتُ فِي أَهْلِ الْقُدَادِ فِي الْغَمِّ ))

۱۸۶- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ (( الْإِيمَانُ يَمَانٌ وَالْكَفَرُ قِبَلُ الْمَشْرِقِ وَالسُّكْنَةُ فِي أَهْلِ الْقُدَامِ وَالْفَخْرُ وَالرِّبَا فِي الْقُدَادِ فِي الْغَمِّ وَالْأُيُوتُ ))

۱۸۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ (( الْفَخْرُ وَالْخَيْلُ فِي الْقُدَادِ فِي أَهْلِ الْقُدَامِ ))

۱۸۸- وَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّيْلَمِيُّ أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ الرَّهْزَنِِيِّ بِهِ الْإِسْنَادُ مِثْلَهُ وَرَأَى (( الْإِيمَانُ يَمَانٌ وَالْحُكْمَةُ يَمَانٌ ))

۱۸۹- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ (( جَاءَ أَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ رِقٌّ أَفْضَلُ وَأَضْعَفُ قُلُوبًا لِيَمَانٍ يَمَانٌ وَالْحُكْمَةُ يَمَانٌ السُّكْنَةُ فِي أَهْلِ الْقُدَامِ وَالْفَخْرُ وَالْخَيْلُ فِي ))

(۱۸۵) ☆ حدیث میں حدیث کا لفظ ہے جس کے معنی میں اختلاف ہے ابو عمرو شیبانی نے کہا یہ فدا کی جمع ہے جہد بد دل اور بد اگائے نکل کو کہے ہیں جن سے کھینچی میں کام لیا جاتا ہے اس سے مراد کاشکار اور سینہ دار، نکلی لوگ جس لیس اوروں سے اس کا نکال کیا اور کہا فدا میں تعدید سے ہے جس کے معنی ہیں چلاتا اور شور کرنا اور مراد میں لوگ ہیں جو اوسوں اور گھوڑوں اور کھینچوں میں چلایا کرتے اور حد درجہ کے بد خلق اور تحت ہوتے ہیں۔ یہ سیدہ نے کہا فدا میں سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے پاس بہت اوست ہیں دوسو سے کہ ہر ایک (تووی) تختہ الاحار میں ہے کہ جانوروں کی صحت کی بھی تاثیر ہوتی ہے۔ سانچوں اور شتر پاں کٹر بد خلق ہوتے ہیں اور بکری چرائے والے بکریاں مسکس آدے ہیں سی واسطے غنیمتوں سے بکریوں کو چرایا۔

(اور ابراہیمؑ ہیں) اور کہتے ہیں اونٹ کے بالوں کو لور یہ اونٹ والوں کے پاس ہوں گے نہ کہ گھوڑے والوں کے پاس اور شاہد ام اور دوگ ہیں جن کے پاس گھوڑے اور اونٹ دونوں ہوں۔

الْمَذَابِ فِي أَهْلِ لَوْتٍ قَبْلَ مَطْلَعِ الشَّمْسِ))

۱۹۰- عَنْ نَبِيِّ مُزَيْنَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (( أَتَانَكُمْ أَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ أَلْسِ قُلُوبُنَا وَأَرْقُ أَفْيِدَةُ الْإِيمَانِ يَمَانٍ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَّةٌ رَأْسُ الْكُفْرِ قَبْلُ الْمَشْرِقِ ))

۱۹۱- وَ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا خَبْرٌ عَنْ الْأَعْمَشِ بِهِذَا الْإِسْنَادِ وَ سَمِعْتُ يَدُكُورُ (( رَأْسُ الْكُفْرِ قَبْلُ الْمَشْرِقِ ))

۱۹۲- وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَمَشِ حَدَّثَنَا أَبُو أَبِي عَبْدِ حَ و حَدَّثَنِي يَشْرُفُ بْنُ حَالِدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ الْأَعْمَشِ بِهِذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيثِ خَبْرٍ وَ رَوَاهُ (( وَالْفَخْرُ وَالْخَلَاءُ فِي أَصْحَابِ الْبَيْتِ وَالشَّكْبَةُ وَالْوَقَارُ فِي أَصْحَابِ الشَّاءِ ))

۱۹۳- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ (( غَلِظُ الْقُلُوبِ وَالْخِلَاءُ فِي الْمَشْرِقِ وَالْإِيمَانُ فِي أَهْلِ الْجَعْرِ ))

غوغاؤنٹ چر اسنے والوں میں ہے جو مشرق کی جانب رہتے ہیں۔  
۱۹۰- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے پاس یعنی آئے ہیں یہ بہت نرم دس اور رقیق القلب ہیں حکمت اور ایمان یمن میں ہے اور کفر کاسر چشمہ مشرق میں ہے۔

۱۹۱- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی آئی ہے صرف اس میں یہ الفاظ نہیں ہیں کہ کفر کاسر چشمہ مشرق کی طرف ہے۔

۱۹۲- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

۱۹۳- جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دلوں کی تختی اور کھر کھراپس پورب والوں میں ہے اور ایمان جلا والوں میں۔

(۱۹۳) یہ حدیث سے مشرق کی طرف مضر کے کافر رہتے تھے جو نہایت سخت لوگ تھے اور حضرت کے پاس آنے والے لوگوں کو ستاتے تھے اور فتح عرب کا ایک قلعہ ہے جس میں مکہ اور مدینہ اور حائل واقع ہیں۔

السر ارج الوہاب میں ہے کہ اس حدیث میں مشرق کی مدت اور جلا کی تعریف ہے اور یمن جلا میں داخل ہے اور بعد و سال مشرق میں ہے اور یہ ایک گزشتہ زمانہ کی حکایت ہے پھر اللہ تعالیٰ نے ہندوستان پر اپنا فضل کیا اور اس میں اسلام اور مسلمانوں کو پھیلا یا اور ہند کے بہت سے لوگ اسلام سے مشرب ہوئے اور یہ اللہ کا فضل ہے وہ جس کو چاہے دیتا ہے اور ہندوستان میں بہت بڑے بڑے علماء اور فضلاء گزرے ہیں اور بہت سے محدث جو کتاب اور سنت پر عمل کرتے تھے اور ہند کے رہنے والے وہ بعض بدعتی جو اس حدیث سے بات نکالتے ہیں کہ مشرق سے مراد ہند کے لوگ ہیں اور یہ حدیث بعد والوں پر صادق آتی ہے اور اسی بنا پر تکفیر کرتے ہیں شیخ محمد بن عبد الوہاب فقہ حنفی کی جو نجد سے نکل کر حجاز میں آئے تھے اور انھوں نے توحید کو پھیلا یا تھا اور شرک کو مٹایا تھا تو یہ متہد عین ہند کا قصب اور ہند ہے اس لیے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ کفر کی چوٹی پورب میں ہے اور نجد کو خاص نہیں کیا اور مشرق عام ہے تمام ان ممالک کو شامل ہے جو مدینہ سے پورب کی جانب واقع ہیں ہند ہوا مسند اور شیخ محمد بن عبد الوہاب مسلمان تھے عالم تھے حق بات کی دعوت دیا کرتے تھے۔ وہ نہ کافر تھے نہ اسلام سے خارج تھے۔ پھر وہ اس لیے



۱۹۵۔ عن الأعمش بهذا الإسناد قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم (( والذي بي نفسي بيده لا تدخلون الجنة حتى تؤمنوا ))  
 ۱۹۵۔ دوسری روایت بھی یہی ہے اس میں یہ ہے کہ آنحضرت نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ بہشت میں نہ جاؤ گے جب تک ایمان نہ آگے آخر تک ابو معاویہ اور وکیع کی حدیث کی طرح۔

باب بیان أن الدين النصيحة  
 ۱۹۶۔ عن جهم الدارمي أن النبي صلى الله عليه وسلم قال (( الدين النصيحة )) فسا بن  
 ۱۹۶۔ جہم دارمی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دین خلوص اور خیر خواہی کا نام ہے ہم نے کہا کس کی خیر خواہی؟ آپ

ان حدیث کا سبب ہو گئی ہے۔ اچھی

ترجم کرتا ہے میں نے جن لوگوں کو سلام علیک کرے سے باز رہتا ہوں اور وہ لوگ ہیں جو اپنے آپ کے جہل و وحشی ہیں جن کو یہ بھی معلوم نہیں کہ سلام علیک کے معنی کیا ہیں اگر انہی لوگوں سے کوئی بددعا کہے کہ آپ کو سلامت رکھے جو عین سلام علیک کے معنی ہیں تو حوش ہوتے ہیں۔ پس ایسے جاہلوں کا علاج یہ ہے کہ ان کو سلام علیک کے معنی بتا دیے جائیں اور یہ سمجھا دیا جائے کہ صحابہ کرام رسول اللہ کو جو دین و دنیا دونوں کے ہادی تھے سلام علیک کہا کرتے تھے اور یہ اسلام کا شعار ہے پھر تمہاری حقیقت کیا ہے جو تم رسول اللہ کی سنت سے باز رہتے ہو اور تمہارا دورہ بھی یہاں پر چلتا ہے کہ اس بڑے خیال کو ترک نہ کرو گے تو سلام سے خارج ہو جاؤ گے اور اس عذر اور جہالت کی بدولت وہیں رہنا دوں گے۔

(۹۶) ہادی نے کہا یہ حدیث عظیم الشان ہے اور اس پر اسلام کا دار و مدار ہے اور وہ جو بھولوں سے کہا ہے کہ یہ ان چار حدیثوں میں سے ایک حدیث ہے جو سلام کی تمام باتوں کو جامع ہیں تو صحیح نہیں بلکہ صرف اسی حدیث پر اسلام کا دار ہے اور یہ حدیث مسلم کے اقربوں میں سے ہے اور جہم دارمی سے صحیح بخاری میں کوئی روایت نہیں اور نہ مسلم میں اس کے سوا اور کوئی روایت ہے۔

اس روایت پر امام بوہیمانی خطابی نے کہا نصیحت ایک جامع لفظ ہے جس کے مثل دوسرا لفظ زبان عرب میں بہت کم ہے اور معنی اس کے یہ ہیں کہ سب بھلائیوں کا کٹھا کرنا جس کے لیے نصیحت کی جائے ایسے ہی قلاح کا لفظ ہے عربی زبان میں جو دنیا اور آخرت سب قسم کی بھلائیوں کو جامع ہے۔ انھوں نے کہا نصیحت ماخوذ ہے منصح المرء من نوبہ سے یعنی سیلانے سے کچھ لاپلاہ تو نصیحت کرنے والے کے فعل کو مشابہت دی جیسے پینے سے کچھ "ارست" ہوا ہے ایسے ہی نصیحت سے دوسرے کے فعل رفع ہوتے ہیں اور وہ درست ہوتا ہے اور انھوں نے کہا ماخوذ سے منصح العسل سے یعنی صاف کیا میں نے شہد کو موسم سے تو مشابہت ان صاف بات کو جس میں کھوٹا پتہ نہ ہو اس شہد کے ساتھ جو موسم اور جگہ سے صاف کیا جائے لیکن نصیحت کی تفسیر میں تو خطابی اور علماء نے اس باب میں ایک نہیں کلام کہا ہے اور میں سب کو مد کر محضر طور پر بیان کرنا ہوں اللہ کے لیے نصیحت یہ ہے کہ اس پر ایمان لائے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے سبکی صحت میں بے دینی اختیار نہ کرے جتنے صفات کمال اور جمال کے ہیں وہ سب اس کے لیے ثابت کرے اور اس کو پاک سمجھے تمام عیون اور نقصانات سے اس کی عبادت کے لیے مستعد رہے اس کی نافرمانی سے بچتا رہے اس کے لیے دشمنی جو شخص خدا کا راہبردار ہو اس سے محبت رکھے اور جو شخص خدا کی نافرمانی کرے اس سے دشمنی رکھے جو شخص خدا کا نیکار کرے اس سے جہاد کرے اس کے احسان کا اقرار کرے اس کا شکر گزار رہے تمام کاموں میں سچا اور قلیل رہے ان باتوں کی طرف لوگوں کو بلائے اور ان کی سب لوگوں کو یاجن پر سے قدرت ہے

قَالَ (( لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْآيَةِ )) فرمایا اللہ کی اور اس کی کتاب کی اور اس کے رسول کی اور المسلمین وعامیہم ))

لہ ہے ترغیب دے۔ خطابی نے کہا ان مقامات سے مدد کو صحیح حاصل ہوتا ہے نہ اللہ تعالیٰ کو کیونکہ اللہ ہے پر دل ہے ہر تاصح کی نصیحت سے۔

دوم یہ کہ خدا کی کتاب کے لیے نصیحت یہ ہے کہ اس بات پر یقین کرے کہ وہ اللہ کا کلام ہے اسی نے اتارا ہے کسی مخلوق کا کلام اس کے مثل نہیں ہو سکتا اور نہ کوئی مخلوق اس کے مثل بنا سکتا ہے پھر اس کی بڑائی دل میں رکھے اس کی تلاوت کرے جس طرح تلاوت کا حق ہے اس کو خوش آوازی سے پڑھے اور وقت کے ساتھ اس کے حروف اچھی طرح سے ادا کرے۔ جو لوگ اس میں تحریف کرنا چاہتے ہیں تاویلات سے ان کا رد کرے جو اس پر اعتراض اور طعن کرتے ہیں ان کا جواب دے جو مضمون اس میں ہیں اس کی تفسیر کرے اس کے حکام سے خبردار ہو اس کے علوم اور مثالوں کو سمجھے اس کی نصیحتوں پر غور کرے اس کے حجاب، حرام میں غور و خوض کرے اس میں جو آیتیں حکم ہیں ان پر عمل کرے (یعنی حلال حرام کی آیتیں اور حکام کی آیتیں) اور جو آیتیں تشابہ ہیں (یعنی عقائد کی آیتیں) ان کو تسلیم کرے (یعنی اس کے ظاہر کی معنی پر یقین کرے) اس کی حقیقت کو خدا کے سپرد کرے اس میں تاویل یا تحریف یا انکار نہ کرے اس کے عام اور خاص اور ناخ اور مسطور کر پچھانے اس کے علوم کو پھیلانے اس کی طرف دعوت کرے۔

رسول اللہ کے لیے نصیحت یہ ہے کہ آپ کو خدا کا بھیجا ہوا سمجھے اور اس پر یقین رکھے اور جتنی باتیں آپ سے کر آئے ہیں ان سب پر ایمان لائے آپ کے حکم کو مانے آپ نے جس سے منع کیا اس سے باز رہے آپ کی مدد کرے گو آپ وفات پانچے ہیں (جیسے دندگی میں آپ کی مدد کرنا اگر آپ دنیا میں تشریف رکھتے ہوئے) جو شخص آپ کا دشمن ہو اس سے دشمنی رکھے جو شخص آپ کا دوست ہو اس سے دوستی رکھے آپ کا درجہ بڑا سمجھے آپ کے حق کی توقیر کرے آپ کے طریقے کو رجہ کرے آپ کی سنت کو چلائے آپ کی دعوت کو پھیلانے آپ کی شریعت کو مشہور کرے آپ کی شریعت پر جو کوئی تہمت لگائے اس کی تہمت کو دور کرے آپ کی شریعت کے علم کو پھیلانے آپ کی شریعت کے مصائب میں غور کرے اس کی طرف لوگوں کو بدانے اس کے سینے اور سمجھانے میں کوشش اور نرمی کرے اس کی عظمت اور بزرگی کرے اور اس کو پڑھتے وقت ادب سے پڑھے تقویٰ میں نہ کرے بغیر جائے ہو شیے اس میں متفکر نہ کرے جو لوگ شریعت کا علم رکھتے ہوں ایسی قرآن و حدیث کا ان کی عظمت اور بزرگی کرے آپ کے اخلاق و عادات کو اختیار کرے آپ کے آداب پر چلے آپ کے اہل بیت اور اصحاب سے محبت رکھے جو آپ کی شریعت میں دعوت نکالے اس سے علیحدہ رہے (یعنی اس کا شریک نہ ہو اس کی مدد نہ کرے) جو شخص آپ کے آل یا اصحاب سے بغض رکھے اس سے جدا رہے۔

مسلمان حاکموں کے لیے نصیحت یہ ہے کہ حق بات میں ان کی مدد کرے ان کی اطاعت کرے اور ان کو حق بات کا حکم کرے اور یاد دلائے اور نرمی اور ملامت سے نصیحت کرے اور جس بات سے وہ غافل ہوں ان کو بتائے اور مسلمانوں کے کسی حق کی ان کو خبر نہ ہو تو اس سے مطلع کرے اور ان سے ہولت اور سرکشی نہ کرے اور لوگوں کا دل ان کی اطاعت کی طرف مائل کرے۔

خطابی نے کہا یہ بھی ان کے لیے نصیحت ہے کہ ان کے پیچھے مہل پڑھے ان کے ساتھ کافروں سے جہاد کرے زکوٰۃ ان کو ادا کرے نکو اور ان پر نہ اٹھائے جب وہ کچھ ظلم کریں یا بد خلقی کریں اور جھوٹی حوشاہ سے ان کو مفرود نہ کرے اور ان کے دسٹے نیکی کی دعا کرے اور یہ سب اس صورت میں ہے کہ مسلمانوں کے ہاتھوں سے ظلم و فیر ہو ہو جو مسلمانوں کے کاموں کا انتظام کرتے ہیں حکومت و انوں میں سے اور یہی مشہور ہے اور خطابی نے اسی کو نقل کیا پھر کہنا انہوں سے بھی دین کے علماء مراد لیے جاتے ہیں اور ان کے لیے نصیحت یہ ہے کہ ان کی باتوں کو مانیں جو قرآن اور حدیث کے مطابق ہوں لیکن عام مسلمانوں کے لیے نصیحت وہ بات ہے کہ ان کو وہ بات اٹھائے کہ جس میں ظن

۱۹۷- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُهِبِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ عَطَاءٍ بْنِ يَرِيدٍ الثُّمِيُّ عَنْ نَجِيمِ الدَّارِيِّ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ

۱۹۸- عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَرِيدٍ سَمِعَهُ وَهُوَ يُحَدِّثُ أَبَا صَالِحٍ عَنْ نَجِيمِ الدَّارِيِّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ

۱۹۹- عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ بَايَعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى إِعَادِ الصَّلَاةِ وَإِيمَاءِ الرِّمَكَةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْتَبِ

۱۹۹ جریر بن عبد اللہ کھلی سے روایت ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز پڑھنے پر اور رکوع دینے پر اور ہر مسلمان کی خیر خواہی پر بیعت کی۔

۲۰۰- عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ هِرَاسَانَ بْنِ خَيْرِ خَزَامٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ

۲۰۰- عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى النُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ

انہی اس کی آخرت کا فائدہ ہو اور دنیا کا اور ان کو ایسا کرے اور ان کو دین کی بات سکھائے جو وہ نہیں جانتے اور ایمان سے اور باتوں سے ان کی مدد کرے اور ان کے بچوں کو چھپائے اور ان کے سر کو دور کرے اور ان کی نصیحت کے لئے کوشش کرے اور ان کو نیک بات کا حکم کرے اور بری بات سے بری اور غاصت اور شفقت سے منع کرے اور ان میں جو بزرگ ہو جائے اس کی برتری کرے اور جو بچہ چھوٹا ہو اس پر شفقت اور اس کو ابھی چند نصیحت کرنا ہے اور ان سے فریب نہ کرے اور ان سے حدود نہ کرے اور ان کے واسطے دینی چاہے جزا پے چاہتا ہے اور ان کے لیے بد جانے جو اپنے لیے بر جانتا ہے اور ان کے مال یا عزت کی حفاظت کرے۔ اسی طرح جنسی باتیں ہم نے نصیحت کی بیان کیں ان سب کی ان کو دعوت دے ان کی ہمت کو عداوت کی طرف لگائے اور سلف صالحین میں بعض ایسے بزرگ تھے کہ وہ نصیحت کے لیے اپنی دنیا کا نقصان گوارا کرتے

یہ حدیث ہے اس کا جو بیویں کیا گیا نصیحت کی تفسیر میں۔ ابن بطلان نے کہا اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ نصیحت کو دین اور اسلام کہتے ہیں اور دین کا اطلاق اعمال پر بھی ہوتا ہے جیسے اقوال پر ہوتا ہے اور نصیحت فرض کفایہ ہے اگر بعض کریں گے تو کافی ہے باقی لوگوں کے اوپر مواخذہ نہ رہے گا اور نصیحت اپنی حالت کے موافق لازم ہے جب یہ بات معلوم ہو کہ اس کی نصیحت قبول کی جائے گی اور اس کے حکم کی اطاعت کی جائے گی اور اس کی جان پر کوئی آفت نہ آئے گی اگر کسی معیبت یا آفت کا خوف ہو تو عذر ہے چاہے تو نصیحت چھوڑ دے۔

(۹۹) خاص کیا نماز اور رکوع کو کیونکہ یہ دونوں شہادتین کے بعد دین کے بڑے رکن ہیں اور رد وہ کو ذکر نہیں کیا اس لیے کہ دوسری روایت میں ہے بیعت کی سنے اور ایمان لینے پر اور روزہ اس میں داخل ہے بلکہ دین کے تمام احکام اس میں آگئے۔

۲۰۱- عَنْ جَرِيرٍ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السُّنْعِ رَاطِعَهُ مَنْقُصِي (( فَبِمَا اسْتَغْنَى )) وَالصَّحِّحُ لِكُلِّ مُسْلِمٍ قَارِ يَعْقُوبُ فِي رَوَاتِهِ قَالَ حَدَّثَنَا شَبَّازُ

۲۰۱- جریر سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی سن لینے اور ایمان لینے کی (یعنی جو حکم آپ فرمائیں گے اس کو سنوں گا اور بجاؤں گا) پھر آپ نے مجھے سکھو دیا اتنا اور کہہ جہاں تک مجھے قدرت ہے (یہ آپ کی کمال شفقت تھی اپنی امت پر کہ شاید کوئی حکم دشوار ہو اور نہ ہو سکے تو بیعت میں غلغلہ آوے اس لیے اتنا اور پڑھا دیا کہ جہاں تک مجھ سے ہو سکے) اور اس بات پر میں نے بیعت کی کہ ہر مسلمان کا خیر خواہ رہوں گا۔

بَابُ بَيَانِ تَقْصَانِ الْإِيمَانِ بِالْمَعَاصِي وَتَقِيهِ عَنِ الْمُتَعَبِّسِ بِالْمَعْصِيَةِ عَلَى إِرَادَةِ نَفْسِ كَمَالِهِ

باب گناہوں سے ایمان کے گھٹ جانے اور بوقت گناہ گنہگار سے ایمان کے جدا ہو جانے یعنی گناہ کرتے وقت ایمان کا کمال نہ رہنے کا بیان

۲۰۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ (( لَا يَزِيحِي الزَّكَاةُ حِينَ يَزِيحِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَسْرِقُ السَّارِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرُ حِينَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ ))

۲۰۲- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں زنا کرتا زنا کرنے والے مگر زنا کرتے وقت وہ مومن نہیں ہوتا اور نہ چور چاہے وقت مومن ہوتا ہے اور نہ شراب پیتے والا شراب پیتے وقت مومن ہوتا

(۲۰۱) پھر جریر نے اپنی بیعت پر ایسا عمل کیا کہ ایک بار اپنے غلام کو گھوڑا خریدے کے لیے بھیجا وہ تین سو درہم میں ایک گھوڑا بیچا۔ اس کا مالک بھی دس لینے کے لیے ساتھ آیا جریر نے گھوڑے کے مالک سے کہا تیرا گھوڑا تین سو درہم سے زیادہ کا مال ہے تو چار سو درہم کو بیچ۔ اس نے کہا میں نے تم کو اختیار دیا جو دام مناسب ہے دے دو۔ جریر نے کہا وہ چار سو درہم سے بھی زیادہ کا مال ہے پانچ سو درہم کو بیچ۔ اسی طرح جریر سو درہم بڑھاتے گئے اور مالک کم پر راضی تھا یہاں تک کہ آٹھ سو درہم تک لگائے اور آٹھ سو درہم میں خرید لیا۔ لوگوں نے کہا یہ کیا کیا؟ جریر نے کہا میں نے رسول اللہ سے ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنے پر بیعت کی تھی تو گھوڑا بیچنے والا بھی مسلمان تھا اور یہ بات خیر خواہی کی۔ تھی کہ میں اس کا مال کم قیمت میں خریدوں اور اسے نقصان دوں۔ روایت کہا اس کو طبرانی نے۔

(۲۰۲) ہادی نے کہا علمائے تحقیق نے اس حدیث کے معنی یوں بیان کئے ہیں کہ ان افعال کو کرتے وقت اس کا ایمان کامل نہیں ہو بلکہ اور کمابہت ہے کہ ایک شے کی نفی کرتے ہیں اور مراد اس کے کمال کی نفی ہوتی ہے جیسے یہ کہتے ہیں علم نہیں مگر وہ جو فائدہ دے سال نہیں مگر دونوں بیش نہیں مگر آخرت کا بیش اور ہم نے یہ تادل اس لیے کی کہ ابو ذر و غیرہ کی حدیثوں آتی ہے جس نے لا الہ الا اللہ کہا وہ جنت میں جائے گا اگرچہ رونا بخوردی کرے اور عبادہ بن صامت کی حدیث میں ہے کہ صحابہ نے رسول اللہ سے اس بات پر بیعت کی کہ چوری نہ کریں گے۔ رونا کریں گے نہ اور کوئی گناہ پھر رسول اللہ نے فرمایا جو کوئی تم میں سے اپنی بیعت کو پورا کرے اس کا کوئی ثواب اللہ پر ہے اور جس سے ان خطاؤں میں سے کوئی خطا ہو جائے پھر اس کو دنیا ہی میں سزا مل جائے تو یہی اس کا کفارہ ہے اور جو دنیا میں سزا ملے تو آخرت میں خدا کو اختیار ہے چاہے اس کو معاف کرے چاہے عذاب دے۔ تو یہ دونوں حدیثیں معاً پنے نظائر کے اور اللہ تعالیٰ کے اس قول کے ان اللہ لا یغفر



ہے۔ ابن شہاب نے کہا مجھ سے عبد الملک بن ابی بکر نے بیان کیا کہ ابو بکر بن عبد الرحمن بن حارث اس حدیث کو روایت کرتے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پھر کہتے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس میں تناور ملا دیتے تھے نہ لوٹنے والا ایسی بوٹ جو بڑی ہو (یعنی حقیر چیز نہ ہو) جس کی طرف لوگوں کی نظر اٹھے لوٹتے وقت ممکن ہوتا ہے۔

۲۰۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہیں زنا کرنا زانی باقی حدیث وہی ہے جو گذر چکی ہے اس میں ”ذات شرف“ کے الفاظ استعمال نہیں ہوئے۔

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَانَ يُحَدِّثُهُمْ هَؤُلَاءِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ثُمَّ يَمُوتُ وَكَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يُسَجِّقُ مَعَهُمْ (( وَلَمَّا يَنْتَهِي نَهْيُهُ ذَاتُ شَرَفٍ يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ فِيهَا أَنْصَارُهُمْ حِينَ يَنْتَهِيهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ ))

۲۰۴۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ بَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (( لَا يُزْنِي الزَّانِي )) وَانْقِصَ الْحَدِيثُ بِبَيْتِهِ يَذْكُرُ مَعَ ذِكْرِ النُّهْيِ وَلَمْ يَذْكُرْ ذَاتَ شَرَفٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

اللہ اللہ بشرک بہ وبغیر ماحول ذلک لیس بشاء یعنی اللہ تعالیٰ شرک کر نہیں بخشنے کا اور سوا شرک کے جس کو چاہے گا گناہ بخش دے گا اور اہل حق کا اس بات پر اتفاق ہے کہ رائی اور چور اور قاتل اور ان کے سوا اصحاب کبار جو شرک اور کفر میں مبتلا نہ ہو ممکن ہیں مگر ان کا ایمان ناقص ہے اگر توبہ کریں گے تو گناہ معاف ہو جائے گا اور جو گناہ کرتے کرتے مر جائیں گے تو خدا کے اختیار پر ہے چاہے اس کو بخش دیوے اور جہنم میں لے جائے اور چاہے گنہ کے برابر عذاب دے کر پھر جنت میں لے جائے ہم کو اس حدیث کی تاویل پر لاچار کرتی ہیں اور جو حدیث اس کے مشابہ آئی ہے۔ پھر یہ تاویل ظاہر ہے الفت سے بعید نہیں نہ استعمال سے اور جب دو حدیثیں ایسی وارد ہوں کہ بظاہر اس میں اختلاف ہو تو اس کی تاویل کرنا ضروری ہے اور جمع کرنا واجب ہے اور بعض علماء نے اس حدیث کے معنی میں بیان کیے ہیں کہ جو شخص زنا کرے اس کو حلال جان کر یا چوری کرے اس کو حلال جان کر تو وہ مومن نہیں کیونکہ شرعی حرام کو حلال جانا ناقض طہارت طہارہ ہے۔ اور حسن اور ابو جعفر طبرسی نے کہا مومن نہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ تعریف کے قابل نہیں رہتا کہ مومن اللہ کا دوست ہے وہ کسی اور برے لقب کا مستحق ہوتا ہے جیسے رائی یا چور یا شیر یا شرابی اور ابن عباس سے منقول ہے کہ اس کے دل سے ایمان کا نور جاتا رہتا ہے اور اس باب میں ایک مرفوع حدیث بھی آئی ہے اور مطلب سے کہا اس کی بصیرت اللہ کی عبادت میں جاتی رہتی ہے اور وہ ہر گز نہیں کہ یہ حدیث اور جو حدیثیں اس کے مثل آئی ہیں ان پر ایمان لانا چاہیے اور جس مطلب پر آئی ہیں اس پر دوایں کرنا چاہیے اور اس کے معنی میں زیادہ غور نہ کرنا چاہیے کیونکہ ہمیں اس کے معنی معلوم نہیں اور تمہوں نے کہا کہ جلاؤ ان حدیثوں کو اسی طرح جیسے گلے لوگوں نے ان کو چلایا اور بعضوں نے اس حدیث کے معنی میں اور قول بیان کیے ہیں جو ظاہر ممکن ہیں بلکہ بعض غلط ہیں اس لیے میں نے ان کو نقل نہیں کیا اور یہ اقوال جو یہاں لائے سب ممکن ہیں اور صحیح دینی معنی ہیں جو ہم نے سب سے پہلے بیان کیے۔

امام بخاری نے اپنی تصحیح میں اس حدیث کے معنی بھی بیان کیے ہیں کہ وہ مومن کامل نہیں ہو تا اور اس میں ایمان کا نور نہیں رہتا۔

وَسَلَّمَ بِحَدِيثِ أَبِي بَكْرٍ هَذَا إِلَى النَّبِيِّ

۲۰۳- مذکور بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے اس میں ”نبیہ“ کا ذکر ہے ”ذات شرف“ مذکور نہیں ہے۔

۲۰۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَدِيثِ عَقِيلٍ عَنِ الرَّهْزِيِّ عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَذَكَرَ النَّبِيَّةَ وَلَمْ يَقُلْ ذَاكَ شَرَفًا

۲۰۵- اس سند سے بھی تمام راویوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

۲۰۵- رَحْمَتِي حَسَنُ بْنُ عَبْدِ الْخُلَوَانِيِّ حَدَّثَنَا بِعُقُوبِ بْنِ إِسْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُطَّلِبِ عَنْ سَمُودَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ مَوْلَى يَحْمُومَةَ وَحُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۲۰۶- اس سند سے بھی وہی حدیث روایت کی گئی ہے۔

۲۰۶- وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَفْوَ الْعَمِيرِيُّ يَمِينُ الدُّرَّاءُ وَرَدَّى عَنْ لَعْلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۲۰۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَاءٌ بِمَثَلِ حَدِيثِ الرَّهْزِيِّ عَنِ أَنَّ الْعَمَاءَ وَصَفَوْنَ بَنِي سُلَيْمٍ لَيْسَ فِي حَدِيثِهِمْ (( يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ فِيهَا أَبْصَارُهُمْ وَفِي حَدِيثِ هَمَامٍ يَرْفَعُ إِلَيْهِ الْمُؤْمِنُونَ أَعْيُنُهُمْ فِيهَا وَهُرَجِينَ يَنْتَهَبُهَا مُؤَمَّرٌ وَرَادَ وَلَا يَغْلُ أَخَذَكُمْ حِينَ يَغْلُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ لِأَيَّاكُمْ لَأَيَّاكُمْ ))

۲۰۷- یہ حدیث بھی زہری کی روایت کی طرح ہے فرق صرف اتنا ہے کہ عطاء اور صفوان کی حدیث میں ”يرفع الناس اليه فيها ابصارهم“ کے الفاظ نہیں اور ہمام کی حدیث میں ”يرفع اليه المؤمنون اعينهم“ کے الفاظ ہیں۔ اس میں اضافہ ہے کہ ”ولا“ بغل اس میں تم بچتے رہو تم بچتے رہو۔

۲۰۸- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زنا کرنے والا جس وقت زنا کرتا ہے وہ مومن

۲۰۸- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (( لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي

(۲۰۸) توبہ کے کہا علماء نے اجماع کیا ہے کہ توبہ قبول ہوتی ہے جب تک جان کٹی شروع نہ ہو اور توبہ کے تین رکن ہیں ایک توبہ گناہ سے جدا ہو جائے دوسرے اس کے کرنے پر ترمیم نہ ہو تیسرے قصد کرے کہ پھر کبھی نہ کروں گا۔ پھر اگر توبہ کی ایک گناہ سے اور اس کو دوبارہ کیا تو توبہ باطل نہ ہوگی اور جو ایک گناہ سے توبہ کی پھر دوسری قسم کا گناہ کیا تو پہلی توبہ صحیح ہے۔ بل حق کا یہی مدہب ہے اور سحر نے دونوں مسئلوں میں خلاف کیا ہے۔

وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَسْرِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَشْرِبُ الْخَمْرَ حِينَ يَشْرِبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلِتَوْتُهُ مَغْرُوضَةٌ بَعْدُ))

نہیں ہوتا۔ چور جب چوری کرتا ہے تو وہ مسلمان نہیں ہوتا اور شرابی جب شراب پیتا ہے تو وہ مسلمان نہیں ہوتا اور توبہ اس کے بعد قبول ہوگی۔

۲۰۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا سَعِيدٌ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ ذَكَرَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ قَالَ (( لَا يُؤْمِي النَّاسُ ))

۲۰۹- مہ کورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے چند الفاظ کے اختلاف کے ساتھ۔

مذکر بعض حدیث شعبہ

### بَابُ بَيَانِ حِصَالِ الْمُنَافِقِ

### باب منافق کی خصلتوں کا بیان

۲۱۰- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ (( أَرْبَعٌ مِنْ كُنْ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَمِنْ كُنَّ كَانَتْ فِيهِ حِلَّةٌ مِنْ ))

۲۱۰- عبداللہ بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس میں چار باتیں ہوں گی وہ نورا منافق ہے اور جس میں ان چاروں میں سے ایک خصلت ہوگی تو اس میں نفاق کی ایک ہی خور

تھو قاسمی عیاض نے کہا کہ بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ اس حدیث میں اشارہ ہے تمام گناہوں کی طرف اور فرمایا گیا سب سے توڑنا اشارہ ہے ان تمام گناہوں کی طرف جو حرام ہیں اور حرام کی خلاف ورزی سے اور شراب اشارہ ہے تمام گناہوں کی طرف جو خدا کی یاد سے روکتے ہیں اور اس کے حقوق سے قائل کرتے ہیں اور نفاق اشارہ ہے ان تمام گناہوں کی طرف جس میں اللہ کے بندوں پر ظلم ہوتا ہے اور ان کی بے عزتی ہوتی اور دنیا بجا ہر طریقوں سے انہی کی جاتی ہے۔

(۲۱۰) اور بعض روایتوں میں یہ ہے جب اس کے پاس مال نہ رکھی جائے تو حیانت کرے۔ نووی نے کہا علماء نے اس حدیث کو مشکل کہا ہے کیونکہ اس سے کہ بھی یہ خصلتیں سب مسلمان میں پائی جاتی ہیں جو ارکان ایمان پر یقین رکھتا ہے اور علماء نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ جو شخص دل سے یقین رکھے وہ ایمان سے ایمان کے ارکان کا اقرار کرے پھر یہ چاروں کام کرتا ہو تو وہ کافر نہیں نہ منافق ہے جو ہمیشہ جہنم میں رہے گا اس لیے کہ حضرت یوسف علی نبیہ علیہ السلام کے بھائیوں میں یہ چاروں خصلتیں موجو تھیں تو علماء نے کفایتیں نے یہ کہا ہے کہ وہی کج اور حقار ہے کہ خصلتیں نفاق کی ہیں اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص میں یہ خصلتیں ہوں وہ ان خصلتوں میں اور احدی میں منافقوں کے مثا ہے۔ یہ کیا کہ نفاق یہی ہے کہ ظاہر باطن کے خلاف ہو اور جس شخص میں یہ خصلتیں ہوگی اس کا ظاہر باطن کے خلاف ہو اور نفاق ہی ہو توگوں کے حق میں اثر کرے گا حق سے وہ دھوکہ کرے گا یا گفتگو کرے گا یا عداوت لے گا اور اسلام کے حق میں یہ نفاق شر کرے گا کیونکہ اسلام میں اس کا ظاہر باطن کے خلاف میں نہیں ہے اور رسول اللہ کا یہ مقصود نہیں ہے کہ ان خصلتوں کے رکھنے والا ایمان منافق ہے جو کافر ہوتا ہے جس کی سر ہمیشہ جہنم میں رہتا ہے

اور جو فرمایا کہ وہ منافق ہو گا اس سے فرمایا ہے کہ اس خصلتوں کے سبب سے منافق کے بہت مشابہ ہو گا بعض علماء نے کہا ہے یہ حدیث اس شخص کے باب میں ہے جس سے اسکی خصلتیں عموماً وقوع میں آتی ہوں لیکن جس سے شذوذ اور یہ باتیں ہو جائیں وہ اس میں داخل نہیں ہے اور حدیث کے معنی میں یہی حقار ہے اور اسلام وہ جیسی تردید سے علماء سے اس کے یہ معنی نقل کیے ہیں کہ حدیث سے مراد عمل کا نفاق ہے۔ عقائد کا نفاق اور علماء کی ایک جماعت نے کہا ہے اس حدیث سے وہ منافق مراد ہیں جو رسول اللہ کے رشتہ میں تھے اور لہجہ

ہے یہاں تک کہ اس کو جھوٹ دیوے۔ ایک تو یہ کہ جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔ دوسرے یہ کہ جب اقرار کرے تو اس کے خلاف کرے۔ تیسرا یہ کہ جب وعدہ کرے تو پورا نہ کرے چوتھا یہ کہ جب جھگڑا کرے تو باحق چلے اور طوفان جوڑے۔

۲۱۱- ابی ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا منافق کی نشانیاں تین ہیں جب بات کرے تو جھوٹی جب وعدہ کرے تو خلاف کرے جب لمانت لیاے تو اس میں خیانت کرے۔

۲۱۲- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منافق کی تین نصبتیں ہیں جب بولے جھوٹ بولے وعدہ کرے تو پورا نہ کرے اور جب ائمن بٹایا جائے تو خیانت کرے۔

۲۱۳- لکھ کر دیا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔ اتنا اسلاف

نفاق حتی بدعه اذا حدث كذب و اذا عاهد غنر و اذا وعد اخلف و اذا عاصم فجر (( عیر ان فی حدیث سفیان (( و ان كانت فیہ حفلة منهم كانت فیہ حفلة من النفاق ))

۲۱۱- عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ ﷺ قال (( آتۃ المنافق ثلاث اذا حدث کذب و اذا وعد اخلف و اذا اؤتمن خان ))

۲۱۲- عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ (( من غلعات المنافق ثلاث اذا حدث کذب و اذا وعد اخلف و اذا اؤتمن خان ))

۲۱۳- حدث غفۃ بن شکریم العننی حدث

انہوں نے جھوٹ سوت ہٹا یہاں ظاہر کیا تھا اور دین کی امامت میں خیانت کی مذکور دین کی مذکور وعدہ کیا تھا پھر وعدہ کا خلاف کیا اور نہ ہی حکم سے اس میں باحق ہوئی اور یہی قول ہے سعید بن جبیر اور عطاء بن ابی رباح کا اور رچرچ کیا اسی طرح حسن بصری نے اگرچہ پہلے اس کے خلاف پر تھے اور یہی معقول ہے ائمن بٹایا اور بن مرث سے روایت ہے کہ اس کو رسول لکھتے۔

فاضل عیاض نے کہا ہمارے بہت سے امام اسی قول کی طرف گئے ہیں اور خطابی نے ایک اور قول نقل کیا ہے یہ ہے کہ معصوم اس حدیث سے ذرا اٹھے مسلمانوں کو کہ وہ ان حصلوں کی عادت نہ ڈالیں ورنہ خوف ہے کہ حیف کا منافق ہو جائے گا اور خطابی نے حکایت کی کہ یہ حدیث وارد ہوئی ہے ایک جامع منافق کے باب میں اور حضرت کا قاعدہ تھا کہ آپ صاف بول نہ فرماتے کہ ملاں منافق ہے بلکہ اشارہ کرتے جیسے آپ نے فرمایا کہ حال ہے لوگوں کا ایسا کرتے ہیں۔

مترجم کہتا ہے اللہ جل جلالہ نے مجھے یہاں کیا کہ حدیث میں کوئی اجمال نہیں ہے اور نہ اس میں تاویل کی ضرورت ہے۔ بے شک جس شخص میں یہ چاروں باتیں جمع ہو گئی اور وہ ہمیشہ یہی کہتا ہو کہ ہمت کرنے وقت جھوٹ بولے، عہد کر کے توڑ دے، بڑے وقت باحق چلے، مانت میں خیانت کرے تو وہ پکا منافق ہو گا اس لیے کہ دین کی باتوں میں بھی وہ یہی کہے گا نہ ہاں سے اقرار کرے گا پھر اس میں خلاف ہو گا۔ دین کے احکام میں بھی خیانت کرے گا اس لیے کہ اس کا تو یہ قاعدہ ہو گیا ہے یہ جنس کہ کبھی کبھی اس سے یہ باتیں سر رو ہوں اور وہ ان پر شرمندہ ہو۔ اس صورت میں مواخذہ کذب و غیرہ یہ سب مضبوطی ہو سکے نہ کہ جیسے اور ظاہر ہے کہ ایہ شخص ائمن کا بیٹھ یہ قاعدہ جو ممکن نہیں ہو سکتا۔

تختہ الاخیار میں ہے کہ منافق کی دو قسمیں ہیں ایک یہ کہ دل میں کفر ہو صرف زبان سے اقرار کرے۔ حضرت کے وقت میں جو منافق تھے اسی طرح کے تھے دوسرے یہ کہ دین میں کفر نہیں بلکہ اسلام ہے لیکن سست اعتقاد اور فقی و فاجر میں گرفتار ہوئی حدیث میں دوسری قسم کا منافق مراد ہے۔ یعنی یہاں کے منافق تو یہ تھا کہ آدمی ان بد کاموں سے بچتا پھر جب ان بد کاموں میں گرفتار رہا تو اسلام کا لطف اس میں کچھ ظاہر نہ ہوا اس واسطے کہ منافق فرمایا۔ اجماع

ہے کہ منافق کی تین نشانیاں ہیں اگرچہ دور دورہ رکھتا ہو نماز پڑھتا ہو اور سمجھتا ہو کہ وہ مسلمان ہے۔

يَحْتَسِبُ مَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ قَيْسٍ ثَوْرٌ رَسُوْلٌ قَالَ  
سَمِعْتُ النَّبِيَّ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ يُحَدِّثُ بِهَذَا  
الْبُسَادِ وَمَالَ (( آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ وَإِنْ هَمَّ  
وَصَلَّى وَرَعِمَ أَنَّهُ مُسْلِمٌ ))

۲۱۴- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث روایت کی گئی ہے چند الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ۔

۲۱۴ منْ أَنِي مَرْثِيَّةٌ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ حَكِيمٍ وَنَحْوِ يَحْتَسِبُ مَنْ  
مُحَمَّدٍ غَرِ النَّبِيُّ دَكْرٌ مِثْلُ (( وَإِنْ هَمَّ وَصَلَّى  
وَرَعِمَ أَنَّهُ مُسْلِمٌ ))

باب مسلمان بھائی کو کافر کہنے والے کے  
ایمان کا بیان

باب تیناں حال ایمان من قال لأخيه  
المسلم يا كافر

۲۱۵- عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کسی مرد نے اپنے بھائی کو کافر کہا تو وہ کفر دونوں میں سے کسی پر ضرور چلے گا۔

۲۱۵- عَنْ أَنَسٍ عَنْ أَبِي عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ قَالَ (( إِذَا كَفَرُوا الرَّجُلُ أَخَاهُ فَقَدْ بَاءَ  
بِهَا أَخَذَهُمَا ))

(۲۱۵) یعنی اگر وہ جس کو کافر کہا حقیقت میں کافر ہے تو بجا ہوا اور اگر وہ کافر نہیں تو اس وقت کفر کہنے والے پر پتہ پڑے گا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آدمی اپنی زبان کو روکے رکھے ہر ایک کو یہ دلیل یعنی کافر نہ کہے شاید اسی پر پتہ پڑے اور خدا کے غضب میں گرفتار ہو۔ ہاں یوں کہنا مفاد نہیں کہ فلاں شخص کافروں کے سے کام کرتا ہے اگر اس کے عمل دین کے خلاف ہوں اور اگر کسی کا کفر پر دلیل قطعی ثابت ہو گیا ہو اور ضروریات کا وہ انکار کرے تو اس کو شوق سے کافر کہے تاکہ کوئی اس کی رہا نہ دے۔ چلے اور شریعت محمدیؐ میں ضل نہ پڑے جیسے کہ اس زمانہ میں طغیاء ظہور کرتے ہیں کہ شریعت محمدیؐ پر ہتھ پڑتے ہیں بے شک وہ کافر ہیں۔ ابھی

ترجمہ کیا ہے اور دوسرے میں ایک نیا فرقہ مسلمانوں میں پھریا ہوا ہے جن کو نیچری کہتے ہیں دا کو اپنے تئیں عقل کے تابع کہتے ہیں پر عقل سلیم سے بہرہ نہیں رکھتے وہ تمام ضروریات دین جیسے فرشتوں کا، شیطان کا، وحی کا، معجزات کا انکار کرتے ہیں۔ نماز روزہ کو لغو اور بیکار خیال کرتے ہیں وہ بلاشبہ کافر ہیں اور کافر بھی کیسے سخت کہ اگر کوئی مسلمان ان کے کفر میں شبہ کرے تو میں ڈر ہوں کہیں وہ خود بھی کافر نہ ہو جائے۔

مقام نوویؒ نے فرمایا کہ اس حدیث کو بھی بعض علماء نے مشکلات میں سے خیال کیا ہے۔ اس لیے کہ ظاہری معنی مراد نہیں کیونکہ اہل حق کا وہ سب یہ ہے کہ مسلمان گناہ کرے سے جیسے قتل یا زنا کرنے سے کافر نہیں ہوتا یہی اسی طریقہ ہے بھائی مسلمان کو کافر کہنے سے بھی کافر نہ ہو گا جب تک دین اسلام کے بطلان کا اعتقاد نہ کرے اور جب یہ معلوم ہو تو حدیث کی تاویل کئی صورتوں سے کی گئی ہے ایک یہ کہ سر وہ شخص ہے جو اس بات کو درست جانے کفر پڑنے سے یہ مراد ہو گا کہ وہ کہنے والا خود کافر ہو جائے گا کیونکہ مسلمان کو کافر کہنا اور ست جانتا ہے دوسرے یہ کہ مراد کفر پڑنے سے یہ ہو کہ اس کا گناہ اور عیب کہے واسے پر لوٹ جائے گا فیر سے یہ کہ حدیث ان خوار مج پر محمول ہے جو ظن

۲۱۶- عن ابن عمر يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( أَهْبَا أَهْرَى قَالَ لِأَخِيهِ يَا كَابِرُ فَقَدْ بَاءَ بَهَا أَحَدُهُمَا إِنَّ كَانَ كَمَا قَالَ وَإِنَّا رَجَبْنَا عَلَيْهِ ))

۲۱۶- عہد اللہ بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے بھائی کو کافر کہہ کر پکارے تو دونوں میں سے ایک ہر کفر آجائے گا۔ اگر وہ شخص جس کو اس نے پکارا کافر ہے تو خیر (کفر اس پر رہے گا) ورنہ پکارنے والے پر لوٹ آئے گا۔

باب بیاب حال ایمان من رَجَب عَنْ  
أَيِّهِ وَهُوَ يَعْلَمُ.

باب اپنے باپ کے سوا اور کا بیٹا کہلانے والا  
کافر ہے۔

۲۱۷- عَنْ أَبِي دُرَّانَةَ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ (( لَيْسَ مِنْ رَجُلٍ ادَّعَى لِيَهْرَ أَيِّهِ وَهُوَ يَعْلَمُهُ إِلَّا كَفَرُ وَمَنْ ادَّعَى مَا لَيْسَ لَهُ فَلَيْسَ مِنَّا وَلْيَتَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ وَمَنْ دَعَا رَجُلًا بِالنُّكْرِ أَوْ قَالَ عَدُوَّ اللَّهِ وَلَيْسَ بِكَذِّبِكَ إِلَّا خَدَّ عَلَيْهِ ))

۲۱۷- ابوذر خفاری (جندب بن جنادہ یا بریر) سے روایت ہے انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے تئیں کس اور کا بیٹا کہے اور وہ جانتا ہو کہ اس کا بیٹا نہیں ہے (یعنی جان و جہد کر اپنے باپ کے سوا کسی اور کو باپ بتلائے) وہ کافر ہو گیا اور جس شخص نے اس چیز کا دعویٰ کیا جو اس کی نہیں ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے اور وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بتا لے گا۔ اور جو شخص کسی کو کافر کہہ کر بلا دے یا خدا کا دشمن کہہ کر پھر دے جس کو اس نام سے پکار

۳۱۷- مسلمانوں کی تکفیر کرتے ہیں اور اس تاویل کو خاصی عریضی کے تمام مالک سے نقل کیا ہے اور یہ ضعیف ہے اس لیے کہ اہل حق کے نزدیک خوراج بھی اور اہل بدعت کی طرح کافر نہیں ہیں۔ لیکن یہ سب صحیح اور معتد ہے۔ جو صحیح تاویل ہے کہ مراد پٹنے سے یہ ہے کہ انجام اس کافر ہو گا اس لیے کہ منہا گوئی کفر کا قصد ہے اور جو شخص منہا بہت کرے تو ذرا ہے کہ گناہوں کی نوبت اس کو کفر تک نہ لے جائے اور مؤید ہے اس تاویل کی وہ روایت ہے جو ابو حنیفہ و اسلمی نے اپنی کتاب عرج علی صحیح مسلم میں نکالی کہ پھر اگر وہ شخص جس کو اس نے کافر کہا حقیقت میں کافر نہ تو خیر ورنہ کھوٹ آئے گا اس پر اور ایک روایت میں ہے جب اپنے بھائی کو کافر کہا تو دونوں میں سے ایک پر کفر واجب ہو گیا۔

پاچیس تاویل ہے کہ مراد پٹنے سے اس کی عیبر کا پٹنا ہے یعنی اس سے جو ایک مسلمان کو کافر کہا اور وہ کافر نہیں تو اس سے خود اپنی عقیدہ کی اس لیے کہ مثل اس کے ایک مسلمان ہے۔ یعنی ما قبل النہدی۔

(۳۱۷) جو شخص جان بوجھ کر اپنے باپ کے سوا دوسرے کو اپنا باپ بتائے تو وہ کافر ہو گیا۔ نووی نے کہا اس کی تاویل در طرح ہے ایک تو یہ کہ مراد وہ شخص ہے جو اس دوسرے کو طلال اور چاکر جانے دوسرے یہ کہ کمر سے مراد کفر شرعی نہیں ہے جو سلام کے مقابل ہے بلکہ کفر سے مقصود کفران ہے یعنی ناشکری اور احسان فراموشی اس لیے کہ باپ کا حق اس نے فراموش کر دیا اور غیر کو باپ بتایا اور اس کی نظیر دوسری حدیث میں ہے آپ سے فرمایا اور قول کے بارے میں کہ وہ کفر کرتی ہیں یہی حدیث کی ناشکری کرتی ہیں۔ ابھی

جس شخص نے اس چیز کا دعویٰ کیا جو اس کی نہیں ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے اور وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بتا لے گا یعنی وہ جانتا ہے کہ یہ شے میری نہیں ہے خواہ دوسرے کسی کی ہو یا نہ ہو اس پر دعویٰ کرے کہ میری ہے تو وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ یعنی ہمارے اور اور طریقہ پر نہیں ہے کیونکہ سلام کی شان سے جھوٹا دعویٰ کرنا بہت بعید ہے جیسے باپ بیٹے سے کہتا ہے تو میرا نہیں ہے یہی میری و شیخ و پال لے



ہے ایسا نہ ہو (یعنی کافرت ہو) تو وہ کفر پکارنے والے پر پلٹ آئے گا۔

بَابُ بَيَانِ حَالِ إِيْمَانٍ مَنْ رَجَبَ عَنْ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُ

باب اپنے باپ سے پھر جانے، نفرت کرنے اور دانستہ دوسرے کو باپ بنانے والے کے ایمان کا بیان

۲۱۸- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَا تَوَغَّبُوا عَنْ آبَائِكُمْ لَمَنْ رَجَبَ عَنْ أَبِيهِ فَهُوَ كُفْرٌ))

۲۱۸- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے باپوں سے نفرت مت کرو (یعنی اپنے باپ کو باپ کو دوسرے کو باپ مت بناؤ) جو شخص اپنے باپ سے نفرت کرے وہ کافر ہو گیا (اس کے معنی اور پر گزر چکے ہیں)۔

۲۱۹- عَنْ أَبِي عُمَرَ قَالَ لَمَّا أَدْعَى رِيَادَ نَقِيتُ نَهَا بَكْرَةَ فَقُلْتُ لَهُ مَا هَذَا الَّذِي صَنَعْتُ ابْنِي سَمِعْتُ سَفْهُ ابْنِ أَبِي وَقَّاصٍ يَقُولُ سَمِعَ أَدْنَاهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُولُ ((مَنْ أَدْعَى أَبَا فِيهِ الْإِسْلَامُ غَيْرَ

۲۱۹- ابو عثمان (نہدی عبدالرحمن بن مل) سے روایت ہے جب ریا کا دعویٰ کیا گیا تو میں ابو بکرہ سے علا (ریا دان کا مددگار بھائی تھا) اور میں نے کہا تم نے یہ کیا کیا (یعنی تمہارے بھائی نے) میں نے سعد بن ابی وقاصؓ سے سنا وہ کہتے تھے میرے کانوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے جس

کے پر نہیں ہے در جہنم میں لٹکا دیتے ہیں یہ عرض ہے کہ اس قصور کی سزا جہنم ہے پھر اگر خدا چاہے تو معاف کر دے اور توبہ سے بھی معاف ہو سکتا ہے۔ (نووی)

(۲۱۹) جب ریا کا دعویٰ کیا گیا اصل میں ریا دعویٰ ثقیفی کا بیٹا تھا اور حضرت علیؓ کے یاروں میں سے تھا۔ پھر معاویہؓ نے اس کو اپنے باپ ابو سفیانؓ کا تعلق فرار دیا اور نہاد نے قبول کر لیا اور معاویہؓ کا بھائی بن گیا۔

فریاد جس نے اسلام میں آن کر اپنے باپ کے سوا اور کسی کو باپ نہ کیا تو جنت اس پر حرام ہے اور وہ اس امر کو درست جان کر کرے یا اس فعل کی جزیہ ہے کہ جنت اس پر اس وقت حرام ہوگی جب ایسے لوگ جنت میں داخل ہو گئے پھر خدا چاہے تو یہ جزیہ اس کو دیوے یا معاف کر دے۔ (نووی)

ابو بکرؓ نے کہا میں نے خود رسول اللہؐ سے سنا ہے اور ابو بکرؓ نے اس مسئلہ کی وجہ سے ریا سے ملنا چھوڑ دیا اور قسم کھائی کہ ریا سے کبھی بات نہ کروں گا۔ (نووی)

سراج الاولیاء میں ہے کہ لوگوں نے اس بات میں بڑی ذہیل کی ہے یہاں تک کہ بعض لوگ دوسروں کی اولاد میں بیٹھے اور وہ جانتے ہیں کہ یہاں کی اولاد نہیں اور بادشاہوں اور امیروں اور خاندانوں میں حرام کی نسل بہت بھٹی ہے اور پھر جو اس کے اپنے تئیں نسبت دیتے ہیں بچوں کی طرف حاکم تھے وہی قاطعہ نہیں ہیں اور وہ اس بات کو جانتے ہیں لیکن دنیا کی دجالت اور عزت کے خیال سے یہ طوقان جوڑتے ہیں اور اکثر بے طاقت اور چمکی میں امیر اور مطلق پڑ جاتے ہیں امیر تو اپنی شان بڑھانے کے لیے مور مفسس پوشہ کھاتے کے لیے اور یہ نہیں ہے مگر شیطان کے تسلط سے جس نے ان کی عقلوں کو مٹا دیا ہے اور گر لہ کر دیا ہے۔ خدا نیک دل کی ہدایت کرے۔



أَيُّهُ يَغْلُمُ أَنَّهُ عَزِيزٌ أَيُّهُ فَالْحِجَةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ ((  
عَفَا نَ أَبُو بَكْرَةَ وَأَبَا سَمِيعَةَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۲۲۰- عَنْ سَمْعٍ وَأَبِي بَكْرَةَ كِلَاهُمَا يَقُولُ  
سَمِعْتُهُ أَذْهَبِي وَزَعَاهُ مَلِيحِي مُحَسَّنٌ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ (( عَنْ أَذْعَى إِلَى هَبْرَ أَيُّهُ  
وَهُوَ يَغْلُمُ أَنَّهُ عَزِيزٌ أَيُّهُ فَالْحِجَةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ ))

بَابُ بَيَانِ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ مِيبَابِ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقَالَ كُفْرٌ  
۲۲۱- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ (( مِيبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقَالَ  
كُفْرٌ )) قَالَ رُبَيْدُ بْنُ أَبِي وَائِلٍ أَنْتَ  
سَمِعْتَهُ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ يَرْوِيهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَغْمٌ وَكَيْسٌ فِي  
خَدِيبٍ شُعْبَةٌ تَوَلَّى رُبَيْدُ بْنُ أَبِي وَائِلٍ

۷۲۰) جو ماریہ ہے کہ چنانسی باپ کسی کو بتائے بھی اپنے تئیں اس کے مٹنے سے کہے اور شغلت کی راہ سے دوسرے کو باپ کہہ سکتا ہے  
(۲۲۱) جو نووی نے کہا مسلمانوں کو ناحق برا کہنا باجماع امت حرم ہے اور اس کا مرتکب فاسق ہے لیکن مسلمان سے لانا کفر نہیں ہے الیٰ حق کے  
زدیک جیسے ہم اوپر کی جگہ بیان کر چکے ہیں تو حدیث کی تاویل کئی طرح پر ہے یک یہ ہے کہ طلاق چال کر لڑے دوسرے یہ کہ کفر سے مراد  
ناشکر کی ہے نہ کہ کفر شرعی تیسرے یہ کہ انجام اس کا کفر ہے۔ چوتھے یہ کہ کافروں کا قتل ہے۔

۲۲- سعد اور ابو بکرؓ دونوں سے روایت ہے ہم نے رسول اللہ  
ﷺ سے سنا کہ انہوں نے سنا دوسوں نے یاد رکھا آپ فرماتے تھے جو  
فحش اپنے باپ کے سوا کسی اور کو باپ بتائے تو اس پر جنت حرم  
ہے (یعنی وہ جنت سے روکا جائے گا)۔

باب مسلمان کو گالی دینا برا کہنا گناہ ہے اور اس سے لڑنا  
کفر ہے۔

۲۲- عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کو گالی دینا (یا اس کا قیہب بیاں  
کرنا) فسق ہے (یعنی گناہ ہے اور ایسا کرنے والا فاسق ہو جاتا  
ہے) اور اس سے لڑنا کفر ہے۔ ربیع نے کہا میں نے ابو دائل سے  
پوچھا آپ نے خود عبد اللہ بن مسعود کو یہی سے روایت کرتے  
ہوئے سنا ہے تو انھوں نے کہا ہاں اور نہیں ہے شعبہ کی حدیث  
میں پوچھا ربیع کا ابو دائل سے۔

السر من الوہج میں ہے کہ حدیث دلیل ہے رو فیض کے لفق کی اور جو ان کے مثل الی بدعت اور شرک اور تقلید میں سے ہیں جو  
سحائے اور علو ملک اور اہل حدیث کو برا کہتے ہیں اور دلیل ہے ان لوگوں کے کفر کی جو مسلمانوں سے لڑے ہیں جیسے خوارج اور لوہب اور شیعہ  
اور مقلدین اپنے پنے تدبیر کی عصا میں۔

مترجم کہتا ہے کہ حدیث پر مسلمانوں کو افسات کرنا چاہیے اور دراز راہی بات پر جو وہ مسلمانوں سے لڑائی پر مستعد ہو جاتے ہیں  
تو دیکھنا چاہیے کہ یہ لڑائی ان کا درجہ کہاں تک پہنچاتی ہے۔ ایک مرتتب یا ست کے لیے لڑ کر پنے تئیں کافر بنانا اجتہاد چہ کا جمل اور غلو  
ہے حدیث چاہئے۔

۲۲۷ حدیث ابو بکر بن اُمی مبنیہ رائی ۲۲۲۔ اس سند سے بھی مذکور ہوا، لاجہ حدیث روایت کی گئی ہے۔

الْمُسَيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ  
مَنْصُورٍ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُسَيْرٍ حَدَّثَنَا عَفَاةٌ حَدَّثَنَا  
شُعْبَةُ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ  
عَبْدِ اللَّهِ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَدِيثِهِ

۲۲۳- جریر بن عبد اللہ بخلی سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا حجۃ الوداع میں (یعنی آخری حج میں) وداغ کا حج اس کو س لیے کہتے ہیں کہ آپ نے لوگوں کو رخصت کیا۔ اس حج میں دین کے احکام بتلائے اور دوسرے سال آپ کی وفات ہوئی) چپ کراؤ لوگوں کو (تاکہ وہ اس ضروری بات کو سنیں) پھر فرمایا میرے بعد (میرے س موقوف کے بعد یہ وفات کے بعد) ایک دوسرے کی گردنیں مار کر کافر بن جائیں۔

٢٢٣- عَنْ جَرِيرٍ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ (١) اسْتَنْصَبْتُ الْبَاسَ ثُمَّ قَالَ لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كَفَرًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ (٢)

۲۲۳۔ مذکور بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

٢٢٤- وَ حَدَّثَنَا غُنَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَدٍّ حَدَّثَنَا أَبِي  
حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ زَائِدِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ  
أَبِي عُمَرَ عَنْ أَبِي الثَّيَّابِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ

۲۲۵- عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں ویحکم ۱۰ ویلکم فرمایا،

٢٢٥- عن عبد الله بن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال في حجته الوداع

(۲۳۳) یہ نیکو اتفاق ہے، ہمارے سب مل کر ملاحوں سے لڑنا تاکہ ملاح کی رقی ہو اور جو پھوٹ ڈالو گے اور آپس ہی میں ایک دوسرے کو مارو گے تو خود کالر ہو جائے گے۔

نام لود کی نے کہا اس حدیث کی تفسیر میں سات قوس ہیں ایک یہ کہ مراد وہ لوگ ہیں جو آپس میں لڑنا درست جا میں مباح وہ تو بلاشبہ کافر ہیں وہ مے یہ کہ مراد کفر سے اسلام کے حق کی ناشکری ہے میرے یہ کہ وہ کفر سے قریب ہو جائیں گے اور یہ فعل ال کو کفر تک پہنچانے سے گناہ تھے یہ کہ یہ فعل کافروں کا سا ہے سچا پچیس یہ کہ مراد کفر ہے حقیقہ اور غرض آپ کی یہ ہے کہ میرے بعد کافر نہ ہو جانا اسلام پر قائم رہنا۔ چھٹے وہ جو حکایت کیا سلطان دیر نے کہ مراد کفار سے سلاح پوش ہیں یعنی ہتھیار بند ہو کر ایک دوسرے کی گردن سے مارنا اور کافر مسلح پوش کو بھی کہتے ہیں ساتویں یہ کہ ایک دوسرے کو کافر مت کہنا پھر کفر کے بہانے سے گردنیں مار دو، سب میں غی ہر چہ تھی تاویل ہے اور قاضی صاحب نے دے دی کو اقتصار کیا ہے۔

(۲۲۵) ☆ و یحکم باو یلکم قاضی عیاض نے کہا یہ دونوں مکے عرب کے لوگ تعجب اور درویش استغول کرتے ہیں۔ سیو پتے کے کہا دیں  
س کے لیے کہتے ہیں جو چاہی میں پڑ جائے و مدتہ رحم کے لیے اور مستول ہے ان سے کہ و نجر ہے اس شخص کے لیے جو پاکت کے ہے

((وَنَحْنُكُمْ)) أَوْ قَالَ ((وَنَحْنُكُمْ لَا تَزَجُّوا)) بِغِيٍّ كَفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ)).  
 ۲۲۶- عن أبي عمر عن أبي سفيان رضي الله عنه  
 وسنم بجل حديث شعبة عن زائدة

۲۲۶- او پر والی حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

باب نسب میں طعن کرنے والے اور میت پر چلا کر  
 روتے والے پر کفر کا اطلاق

بَابُ إِطْلَاقِ اسْمِ الْكُفْرِ عَلَى الطَّعْنِ  
 فِي النِّسْبِ وَالنَّيَاحَةِ

۲۲۶- ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگوں  
 میں دو باتیں موجود ہیں اور وہ کفر ہیں ایک نسب میں طعن کرنا،  
 دوسری میت پر چلا کر رونا (اس کے اوصاف بیان کر کے جس کو  
 نوحہ کہتے ہیں)۔

۲۲۷- عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال  
 رسول الله صلى الله عليه وسلم ((اثنان في  
 الناس هما بهن كُفْرُ الطَّعْنِ فِي النِّسْبِ  
 وَالنَّيَاحَةِ عَلَى الْمَيِّتِ))

باب اپنے مولیٰ کے پاس سے بھاگے ہوئے غلام کو کافر  
 کہنے کا بیان

بَابُ تَسْمِيَةِ نَعْبَةِ الْبَقِ كَافِرًا

۲۲۸- منصور بن مہاجر حن (داشل مدانی بصری اس کو احمد بن  
 حنبل اور یحییٰ بن مسکن نے ثقہ کہا اور اس کو ابو حاتم نے ضعیف

۲۲۸- عن منصور بن عتيبة الرضائي عن  
 الشعبي عن جرير أنه سمعه يقول ((أبما عنبو

قریب ہو اور ان گلوں سے بدوا مقصود نہیں ہے نظارہم در نجیب مقصود ہے اور حضرت عمر سے مروی ہے کہ دغ رحمت کا کل ہے اور  
 ہر دغی نے کہا کہ دغ اس شخص کے لیے کہتے ہیں جو آفت میں پڑ جائے اور اس کے سر اور ہوا اور دغ اس کے لیے جو سر اور ہو تو دغ سے رحم  
 مقصود ہوتا ہے اور دغ سے نہیں۔ (ہوری)

(۲۲۷) سب میں طعن کرنا یعنی کسی کی ذات پر دھب لگانا کہ وہ شریف نہیں ہیں یا ان کا خاندان بر ہے یا لونڈی کے بچے ہیں یہ سب کافروں کی  
 تقلید ہے کیونکہ عمر کے کفار رباہ جاہلیت میں اپنے حسب و نسب پر فخر کیا کرتے تھے اور دوسروں کے نسب پر طعن و تضحیک کرتے تھے  
 مسلمانوں کو یہ بات ہرگز مزاوار نہیں اس لیے کہ سب بنی آدمی ہیں اور صلیت و بزرگی علم اور اعمال صادق سے ہے اور قیامت میں ہر شخص کو  
 اس کے عمل کا پتہ آئے گا اور سنت و حدیث کے کام آئے گی جیسے دوسری حدیث میں صاف مخرج ہے۔

میت پر چلا کر دنا بھی اس کے اوصاف بیان کر کے رونا جتنے نوحہ کہتے ہیں۔ (ہوری) یہ کہا ان دونوں کے کفر ہونے سے یہ مروی  
 ہے کہ وہ کافروں کے فعل میں اور جاہلیت کی عادات میں یا وہ کفر کی طرف مڑی ہوئے ہیں یا سرور کفر میں لغت ہے اور ان کاموں کو طعن یا  
 ناشکری جان کر کہنا وہ تو بلاشبہ کفر ہے اور اس حدیث سے وجہ کی اور سب میں طعن کرنے کی بڑی برائی تھی اور ہر ایک کے اب  
 میں مشہور حدیثیں آئی ہیں۔

(۲۲۸) یہ منصور نے حامی لوگوں سے کہہ یا اور مرفوعاً روایت کرنا انھوں نے اس سے یہ کہنا کہ اس زمانہ میں یہ۔ میں خود کافر اور

أَبَقَ مِنْ هَٰؤُلَاءِ فَقَدْ كَفَرُوا حَتَّىٰ يَرْجِعَ إِلَيْهِمْ))  
 قَالَ مَنصُورٌ قَدْ وَاللَّهِ رَوَىٰ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَكِنِّي أَسْأَلُكَ أَنْ تُرَوِّدَ عَنِّي هَهُنَا  
 بِالْمَعْرُوفَةِ

کہا) نے شععی سے سنا انھوں نے جریر سے سنا وہ کہتے تھے جو غلام  
 اپنے مالکوں سے بھاگ جائے وہ کافر ہو گیا (یہاں کفر سے مراد  
 ناشکری ہے کیونکہ اس نے مالک کا حق ادا نہ کیا) جب تک لوٹ کر  
 ان کے پاس نہ آئے منصور نے کہا قسم خدا کی یہ حدیث تو مرفوعاً  
 رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے پر میں نے یہاں مرفوعاً بیان نہیں  
 کی 'جریر کا قول بتایا) لیکن مجھے برا معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث مجھ  
 سے بیان کی جائے اس جگہ بصرہ میں۔

۲۲۹- عَنْ خَبِيرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ  
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( أَهْمًا عَتِيدُ  
 أَبَقَ فَقَدْ بَرَأْتَ مِنْهُ لِلْعَقَا ))

۲۲۹- جریر سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو غلام  
 بھاگ جائے اس سے ذمہ اتر گیا (یعنی اسلام کی پناہ جاتی رہی یا پہلے  
 جو اس کی رعایت ہوتی تھی وہ نہ ہوگی اور مالک کو اختیار دیا جائے گا  
 اس کے ضرب اور جھس کا)۔

۲۳۰- عَنْ خَبِيرِ بْنِ عَتِيدٍ النَّبِيُّ مُحَمَّدٌ عَنْ  
 النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (( إِذَا أَبَقَ  
 الْعَبْدُ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ ))

۲۳۰- جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب غلام بھاگ جائے تو اس کی نماز قبول نہ  
 ہوگی۔

بَابُ تَيَانِ كُفْرٍ مَنْ قَالَ  
 مُطِرْنَا بِالنَّوْءِ

باب: اس شخص کا کافر ہونا جو کہے کہ پانی تاروں کی  
 گردش سے پڑا

۲۳۱- عَنْ رَبِيعِ بْنِ خَالِدٍ الْخَثْعَمِيُّ قَالَ صَلَّى  
 بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةً  
 ثُمَّ قَامَ كَبِيرُهُمْ لَمْ يَكُنْ يَدْرِي مَا يَفْعَلُ فَجَاءَهُ خَدِيجٌ اس حدیث سے منہ نہ پکڑیں اور  
 اوپر نام خوارج کا مذہب اور اس کا بطلان بیان کر چکے ہیں۔ (نوری)

(۲۳۰) امام ملازنی نے اس کی تاویل کی ہے اور قاضی عیاض نے اس کی تردید کی ہے وہ یہ ہے کہ حدیث محمول ہے اس غلام پر جو بھاگے کو  
 حلال سمجھے اس کی نماز قبول نہیں اور قبول نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ نماز درست نہ ہو کیونکہ قبول نہ ہونا سقوط ثواب کا باعث ہے اور صحیح  
 نہ ہونا وجوب نفل کا باعث ہے۔ نوری نے کہا یہ کلام بیشک صحیح ہے اور حارثی نے کہا ہے کہ مقصود گھر میں نماز صحیح ہے مگر ثواب۔  
 ہو گا۔ اور قتادہ بن ابی نصر میں سے دیکھا حارثی کے اصحاب کا یہ قول محفوظ ہے کہ مقصود گھر میں نماز صحیح ہے اور فرض ذمہ سے ساقط ہو جائے  
 گا پر ثواب نہ ہو گا۔ ابو منصور نے کہا کہ خراسان کے علماء نے اس میں اختلاف کیا بعضوں نے کہا نماز صحیح نہ ہوگی۔ انجلی۔

(۲۳۱) نوری نے کہا اختلاف کیا علماء نے اس شخص کے باب میں جو کہے پانی پڑا (بارش ہوئی) تاروں کی حرکت سے۔ بعضوں نے کہا وہ درحقیقت  
 کافر ہو گیا اور اسد م سے نکل گیا اور یہ اس صورت میں ہے کہ تاروں کو قائل اور مؤثر سمجھتا ہو پانی برسائے کے لیے جیسے جاہلیت

قریب مکہ کے) اور رات کو پانی پڑچکا تھا جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا تم جانتے ہو تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا؟ انھوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ آپ نے کہا اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے بندوں میں سے بعضوں کی صبح ایسے پر ہوئی اور بعضوں کی کفر ہوئی۔ تو جس سے کہا پانی پڑا اللہ کے فضل اور رحمت سے وہ ایمان لایا مجھ پر اور کافر ہو تاروں سے اور جس سے کہا پانی پڑا تاروں کی گردش سے وہ کافر ہو میرے ساتھ اور ایمان لایا تاروں پر۔

۲۳۲- ۱۱ ہریٹھ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم نہیں دیکھتے جو فرمایا تمہارے رب نے فرمایا اس نے میں نے کوئی

الصُّبْحَ بِالْحَدِيثِ فِي بَيْتِ الشَّامِ كَأَنَّ مِنْ  
الْأَنْبِيَاءِ مَلَأًا أَنْصَرَفَ أَقْبَنَ عَنِ  
(( هُنَّ تَلَوْنَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ )) قَالُوا اللَّهُ  
وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ (( قَالَ أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي  
مُؤْمِنٌ يَحْيَى وَكَافِرٌ فَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ  
اللَّهِ وَرَحْمَتِهِ فَلَدَتْ مُؤْمِنٌ يَحْيَى كَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ  
وَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِنُورٍ كَذَا وَكَذَا فَلَدَتْ  
كَافِرٌ يَحْيَى مُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ ))

۲۳۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ  
(( أَلَمْ تَرَوْا إِنِّي مَا قَالِ رَبُّكُمْ قَالِ مَا أَنْعَمْتَ

ان کے لوگوں کا اعتقاد تھا اور جو شخص ایسا اعتقاد رکھے اس کے کفر میں کچھ شک نہیں اور اسی قول کی طرف متوجہ رہا۔ ان میں سے ہیں امام شافعی اور ابی حنبلہ ہے حدیث سے اور ان لوگوں نے کہا ہے کہ اگر کوئی کہے تاروں کی گردش سے پانی پڑ گیا اس کا اعتقاد یہ ہو کہ پانی برسائے والا اللہ ہے اور اسی کی رحمت سے پانی پڑتا ہے اور تار اگر کچھ ہو تو ایک نشانی ہے پانی پڑنے کی تو وہ کافر نہ ہو گا کو یہ کہنا ضرور تنزیہی ہے ہر گز نہیں ہے اس میں۔ اور سبب کراہت کا یہ ہے کہ یہ کلمہ مشابہ ہے کافروں کے کلمہ کے اور شعار ہے جاہلیت کا اور بعضوں نے کہا کفر سے مراد ناشکری ہے اور مطلب یہ ہے کہ اس نے ناشکری کی خدائی نہیں یہ اسی صورت میں ہے جب کہنے والا تاروں کو قائل مؤثر نہ جانتا ہو اور مؤثر ہے اس تاروں کی وجہ دوسری روایت میں ہے کہ صبح کی بعضوں نے شکر پر اور بعضوں نے کفر پر روایت میں ہے کہ میں نے کوئی نعمت اپنے بندوں کو نہیں دی پر جیسے ان میں سے صبح کو کافر ہوئے اور ایک روایت میں ہے کہ آسمان سے کوئی برکت اللہ سے نہیں اتاری پر جیسے کافر ہوئے اس کے ساتھ۔ تو مراد اس سے کفر اس صحت ہی ہے اور نہ وہ کافرا جو حدیث میں آیا ہے اس میں بڑی مشکوک ہے۔ علامہ بیان کیا ہے اس کا شیخ ابو عمرو بن الصلاح نے انھوں نے کہا وہ تارے کو نہیں کہتے بلکہ وہ کے معنی ڈر بنایا نکلا ہے اور اصل یہ ہے کہ انھیں تارے کیسے ہیں جس کا نکلنا تمام سال میں معین اور معروف ہے اور وہی انھیں کس سہارل ہیں قمر کی ٹہنی چاند کی ہر نیرہ رات کے بعد ایک تارہ ان میں سے مغرب کی طرف ڈوب جاتا ہے اور دوسرے مقابل اس کے اسی وقت مشرق سے نکلتا ہے تو جاہلیت کے لوگ یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ جب پہلی پر تاروں اس تارے کی طرف نسبت دیتے جو ڈوب جاتا اور اصمعی نے کہا کہ اس تارے کی طرف جو نکلتا ہے مشرق سے۔ ابو عبید نے کہا وہ سے ڈوبنا اسی مقام پر مراد ہے پھر کبھی نوہ خود تارے کو کہتے ہیں۔ رجاء نے کہا جو تارے مغرب میں ڈوبیں ان کو وہ کہتے ہیں اور جو مشرق کی طرف نکلیں ان کو ہارے کہتے ہیں۔ انجی، قائل النور۔

(۲۳۲) یہی تاروں کے پھرے کو اس نعمت کی علت قرار دی اب تک دیا میں ایسے صلیب الاعتقاد سمجھ لوگ موجود ہیں جو ہر شخص کی بھلائی برائی کو اس کے سترے کی طرف منسوب کرتے ہیں اور قمر اور شمس اور سہو سیارہ کی حرکات کو خاص خاص انسان اور آسمان کے یہ معبود اور معجز سمجھتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان بڑے بڑے جسموں کو بیکار پیدا نہیں کیا اور چاند اور سورج کی وجہ سے مجملہ ہر فردوں فائدوں میں سے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ ان سے باتوں اور حیوانات کی پرورش ہوتی ہے یہ تاثیر سب باتوں و حیوانات پر لگ

علی عبادی من یفعلہ الذی اُصنح فریق منہم یفعلہ است نہیں دی اپنے بندوں کو مگر ایک فریق نے اس میں سے صحیح

ظہر عموم ہے جیسے انگاریائی کی تاثیر۔ نگار اور پاں کی طرح آفتاب اور چاند کو بھی سمجھا جائے۔ آفتاب یا چاند اسماں کی طرح عمل نہیں کر سکتے۔ جان کہ بعضوں کو شمع پنچاویں اور بعضوں کو نقصان اور جو ایزام علویہ کو طاقتور اور صاحب قوت خیال کرتے ہوں تو زمین بھاری نے کیا قصور کیا ہے کہ وہ کسی کو قلع اور ضرر نہیں پہنچا سکتی حالانکہ بنا برہنت جدیدہ کے زمین و سیاروں میں کوئی اختیار نہیں ہے۔ اصل یہ ہے کہ لہذا سابق میں جب آلات اور دور نہیں، مگر جس کو لوگوں نے صرف آنکھوں سے کام لیا تھا اور جہاں تک فن کی آنکھوں سے کام کیا وہ یہ تھا کہ انھوں نے سات تار سے سیدے نکالے اور پائی تھیں۔ چاند اور سورج کو بھی ایک ایک سیارہ خیال کیا اس طرح چاند کی سیارے یعنی عطارد اور زہرہ مشتری، مریخ اور زحل اور چوکے یہ جہاں نہایت بلند اور اونچے اور چمکتے ہوئے نظر آتے اور ان کے دورات ہمیشہ مختلف متبادل میں زمین کے گرد پائے گئے اس لیے عوام کیا بہت سے خواص خلافت اور حکماء کو بھی یہ خیال گرو کہ یہ اجسام عقل اور فہم رکھتے ہیں انھوں نے زمین کے مختلف واقعات اور حالات کو جن کے اسباب پوشیدہ تھے ان سیاروں کی طرف منسوب کیا یہ خیال بڑھتے بڑھتے یہاں تک بڑھا کہ حاکمین اور کلدانی اور مصری لوگوں نے چاند اور سورج اور سیاروں کی پرستش شروع کر دی اور شرک میں گرفتار ہوئے اللہ تعالیٰ نے جب اسلام کی روشنی دنیا میں بھیجی تو یہ اعتقاد فنا شروع ہو اور حضرت نے صاف فرمایا تمہیں جھوٹے ہیں۔ بعد اس کے جب نبوت کی مجددہ تحقیقات ہوئی اور جیسے جیسے تلاوت اور درمک ایجاد ہوئی تب سے قوم کی عقائد کی جز کھڑکی کیے تک سوائے سیدوں کے اور کئی سیارے نظام شمسی میں معلوم ہوئے جیسے میرج، لپاس، جو تو کائنات اور پوائس اور آفتاب مرکز عالم ٹھہرا اور زمین بھی فن سیدوں کی طرح ایک سیارہ قرار پائی اور چاند زمین کے تابع قرار پایا پھر سارے کائنات جو ہر ادوں برسی سے انھیں کے قائم کیا تھا اس پست اور چھوٹے ہو گیا اور محال ہے کہ مشتری اور مریخ اور زحل و زہرہ کی تاثیر تو حاصل حاکم آدمیوں پر ہوتی ہو اور میرج و لپاس و میرج کی نہ ہوتی ہو حالانکہ وہ بھی ان کی طرح سیارے ہیں پھر محال ہے کہ زمین جس پر ہم سب رہتے ہیں اور وہ بھی ایک سیارہ ہے اس کی تاثیر ہم پر نہ ہو اور ان سیاروں کی ہر صفت اس قدر بعد کے ہمارے اوپر یہ قدرت اور طاقت ہو اور کے ذہن سہانے میں بچاوی مگر کی سرفی ہے اس کی کوئی قدر اور منزلت نہیں۔ اس کو کھودتے ہیں، کوٹتے ہیں مارتے ہیں اس پر چلتے ہیں، پاؤں سے روندتے ہیں پھر دور کے بندے چمکتے اور لانچے کچھ کر مقدس اور پاکیزہ خیال کئے جاتے ہیں حالانکہ ان سیاروں پر گر جانا ہو سکے تو صاف معلوم ہو جائے کہ ایسے ان میں سے زمین سے بھی بڑے اور کھلے اور بھاری اور ہیں خود چاند میں اور زمین سے بہت بڑے جیسے جیسے معلوم ہوتے ہیں ہر ایک صدمہ میل کی ان کی گہرائی ہے۔ عطارد مقدہ کیسے عجیب اور بڑا ایک ہو گئے۔ اور دور سے چاند کا وہ حسن ہے کہ مشرقوں کے من کو اس سے تشبیہ دیتے ہیں یہی حال ہے انسان کا وہ بغیر عمر اور فکر کے ہونے اور بغیر اپنے فکر کو میرج مقررہ سے جانچے ہوئے ایک خیال کو حوالہ دیتا ہے اور اس کا پھر وہ دہ جاتا ہے۔ خبر یہ تارے تو بڑے بڑے اجسام ہیں اور چمکتے ہوئے روشن ہیں خدا کی مدد ان لوگوں پر جو پتھروں اور دریاؤں اور پہاڑوں اور درختوں اور جانوروں کو پوجتے ہیں اور ان کو اپنا سمور، مالک اور متصرف خیال کرے ہیں بلکہ اپنے ہاتھ سے ایک بے جا ہتک سلی یا تانبے یا چاندی یا سونے کا باکر اس کو پوجتے ہیں خدا کو اپنی خواہش کے موافق کھڑا کرتے ہیں اظہار ہت من القعد باللہ حوفا اور جیسے جو ان کی نسبت اور اعلا قل ہیں وہ دعوں اور جنوں کو پوجتے ہیں اور آئی کی سی بے ثبات اور تباہی دہستی کو معاذ اللہ خدا را دیتے ہیں آدمی کو خدا کا بیٹا محبوب خیال کر کے اس کو مقدس دورانی عبادت کے جانتے ہیں حالانکہ وہ آدمی جب زندہ تھے تو دنیا کی کسی ہمت میں اور آدمیوں سے ممتاز نہ تھے کھاتے دھتے پیتے دھتے حوٹن خرد یہی وہی کو پیش آتی تھیں جیسے اور آدمی مرے وہ بھی سر گئے یا مرے واسطے ہیں پھر ان کو خدا کی سے کیا علاقہ؟ وہ انہی کی طرح ملکہ کی ایک مخلوق ہیں اور اصل یہ ہے کہ ان لوگوں نے اب تک بچے خدا کو نہیں پہچانا اور اس کی عظمت اور بڑائی اور تقدس پر غور نہیں کیا ورنہ ایسی تباہی بہت کہے ہوئے ان کو شرم آتی اور سچے خداوند کی درگاہ میں ایک بے ادبی نہ کرتے خداوند کریم کی عظمت اس کی مخلوقات میں ہے



کافرین یقولون انکواکب وبانکواکب )) کو اس کا انکار کیا اور کہنے لگے تارے تارے۔

مجھ حور کرنے سے معلوم ہوتی ہے۔ زمین اس کی ایک لونی مخلوق سے جس کا محیط چھوڑاں میل اور قطر قریب آٹھ ہزار میل کے ہے پھر مشتری جو ہمارے نظام شمسی میں ایک سیارہ ہے وہ ہمارا اس زمین سے ہزار گنے بڑا ہے اور اس کا قطر لاکھ میل ہے۔ اسی طرح اعلیٰ زمین سے قریب چھ سو درجے کے بڑا ہے اس کا قطر اسی ہزار میل اسی طرح اور سیارے کچھ زمین سے بڑے کچھ چھوٹے کچھ زمین کے برابر ہیں ہماری زمین کو ایک چاند روشنی کے لیے حمایت دے گا وہ بھی اس قدر بڑا ہے کہ اس کا قطر دو ہزار میل سے زیادہ ہے مشتری کو چار چاند اور اعلیٰ کو سات چاند اور یو۔ ایس۔ کو چھ چاند ہوں گے کہ آفتاب سے بہت دور ہیں حمایت دے سکیں۔ پھر آفتاب جو ان سب سیاروں کا مرکز ہے اس کی بڑائی اس قدر ہے کہ اگر ایک ہزار زمین سے برابر لاکھ گنے بڑا ہے اور زمین سے نو کروڑ گنے لاکھ میل دور رکھتا ہے۔ اگر آفتاب کی قدر کو برابر ایک گھڑے کے بھگو تو زمین کی قدر ایک مٹر کے برابر ہوگی اگر آفتاب کے قریب سے قریب چھوڑاں میل کا گولہ زمین تک اس کا گولہ انیس برس میں بھی تک پہنچ سکے گا۔ سب سے سب سیارے اس آفتاب کے گرد بھرتے ہیں اور اس سے گرمی اور روشنی حاصل کرتے ہیں زمین کی حرکت اس قدر تیز ہے کہ ایک سو بیس گنا زیادہ قریب سے گولے سے حرکت کر رہی ہے اور اسی طرح ہزار میل تک گھٹنے میں کرتی ہے اسی طرح اور تارے بھی اپنے اپنے مدار پر بڑی سرعت اور تیزی سے گھوم رہے ہیں پھر آفتاب ان سب بڑے بڑے جسموں کو اپنے ہوتے معلوم نہیں کس کے گرد گھوم رہا ہے۔ سب سو اسی سیاروں کے حور ہمارے نظام میں بڑے بڑے درجہ ہیں جن کی عظمت پر خیال کرنے سے حد کا خوف دل میں آجاتا ہے ایک دم دار تارے کی امویں گرد و میل سے بھی زیادہ لمبی حساب کی گئی ہے اور یہ دم، اور تارے ایسے تیز رو ہیں کہ ان کی تیز روی شیل سے باہر سے یہ آفتاب کے پاس آتے ہیں اور پھر کھاتے ہیں پھر اپنے کچھ دور استوں میں نہایت جلد چلے جاتے ہیں۔ سو اسی میں ایک اور تارہ، سیارہ میں کے نزدیک آگیا تھا کہ چاند اور زمین سے بچ میں ہو گیا تھا اور چاند کو نظر سے چھپا دیا تھا وہ تارہ جو بیس میل غوردار ہو تھا۔ زمین کے ایسا نزدیک آیا کہ زمین کی قوت جاذبہ اس کے چلنے پر اثر کیا تھا اگر وہ تارہ تارہ کی زمین سے گزرا تھا کہ ایک صدمہ پہنچتا تو زمین مع سمندروں اور پہاڑوں کے پانی کی ایک بوند کی طرح کسی کی طرح کسی کی صورت اور بڑے تارے پر جاذبہ تھی لیکن وہ اپنی تیز روی سے مشتری کے چاندوں کے بچ میں سے ہو کر نکل گیا اگر ان چاندوں میں سے کہ وہ آپ نہایت تیز رو ہیں کسی کو اس تیز رو تارہ سے ٹکر لگ جاتی تو ایک یا دو بوں ٹوٹ جاتے پر حد کی نظر پڑتی سب مخلوقات پر ہے اور وہ سب کی گہماہی اور حفاظت کرتا ہے۔ اب یہ سارا ہمارا نظام شمسی مع اپنے سب سیاروں اور وہ تاروں وغیرہ کے خدائی ان مصنوعات کے مقابلے میں جو آسمان پر کثرت معلوم ہوتی ہیں بے قدر ہے اس لئے کہ یہ جو سب تارے صدمہ میل آسمان پر چمکتے نظر آتے ہیں ہر ایک ان میں سے بخیر ایک آفتاب کے سے اور اسی طور پر ہر ایک کو ان میں سے سیارے حمایت ہوئے ہیں پس کیا کیا عجب قدرت اور کی ہے رات کو آسمان کی طرف دیکھ کر حور کر دو کہ جتنے سیارے، زمین سے نظر آتے ہیں وہ آٹھ کروڑ ہیں ان میں سے ایک ایک اس آفتاب کی مانند روشن ہے اور خیال میں ہوں آتا ہے کہ ایک ایک ان میں سے اس آفتاب کے موافق اپنے اپنے جلو میں ساروں کو رکھتا ہے اور ان کو گرمی اور روشنی دیتا ہے۔ اس لئے شہنشاہ ہے پر وہ تارہ مطلق سچ خداوند کی قدرت، انسان کے فہم اور ادراک کو پریشان کرتی ہے کہ وہ بردقت اور ہر لحظہ میں اور وہ تاروں اور سیاروں اور لاکھوں کروڑوں آفتابوں سیاروں کی حفاظت کرتا ہے اور اپنی بے انتہا قدرت اور اختیار سے ان بے شمار عالموں کو اپنی راہوں پر چلنا ہے اور ایک سے دوسرے کو لڑے اور ٹکر کھائے نہیں دیتا پھر ان کو بہت کچھ زمین سے اس قدر دور ہے کہ سمجھ میں نہیں آتا کہ ان کے بعد کا حساب نہیں کر سکتا مگر کہ جس میں جتنی دور قریب کا گولہ جائے گا نزدیک کا ستارہ اس سے بھی زیادہ دور ہے بھولوں سمجھ کر کہ اللہ کی قدرت کیا سکتا ہے اور کون خدا کے کمالات کو دریافت کر سکتا ہے۔ اب ایسے خداوند عظیم الشان کے جلال اور بزرگی کے سامنے انسان کا کیا، جب ہے جو اس کی ایک لونی مخلوق یعنی زمین کا کھڑا ہے اور وہ کس حد سے خدائی کا دعویٰ کرتا ہے



۲۳۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ (( مَا أَتَوَلَّ اللَّهُ مِنَ الشَّيْءِ مِنْ بُوكَةِ الْإِنْسَانِ فَرِيقٌ مِنَ النَّاسِ بَهَا كَالْفَرَسِ بَنُو اللَّهِ أَتُبْتُ فَيَقُولُونَ لَكَوْكَبٌ كَذَا وَكَذَا وَفِي حَدِيثٍ الْفَرَادِيُّ بَكَوْكَبٌ كَذَا وَكَذَا ))

۲۳۳- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں اتاری اللہ نے آسمان سے کوئی برکت مگر صبح کو ایک لڑکا اس کا انکار کر کے لگا۔ اللہ پانی برساتا ہے یہ لوگ کہتے ہیں فلاں فلاں بارہ لکھ دیا وہ اس کی وجہ سے پانی برسا اور مردی کی حدیث میں فلاں تارے فلاں تارے کے سبب سے۔

۲۳۴- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَطَرُ النَّاسِ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فَعَالَ النَّبِيُّ ﷺ (( أَصْبَحَ مِنَ النَّاسِ شَاكِرٌ وَبَيْنَهُمْ كَافِرٌ قَالُوا هَذِهِ رَحْمَةُ اللَّهِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَقَدْ صَدَقَ نَوْءُ كَذَا وَكَذَا )) قَالَ فَتَرَكْتُ هَذِهِ الْآيَةَ هِيَ أَفْسَدُ مَوَاقِعَ النُّجُومِ حَتَّى يَمُوتُوا وَيَسْجُدُوا رُفْعَكُمْ أَنْتُمْ تُكْذِبُونَ

۲۳۴- ابن عباسؓ سے روایت ہے پانی پڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں وہ آپؐ کے فرمان صبح کی بوکوں نے بعضوں نے شکر پر اور بعضوں نے کفر پر تو جنہوں نے شکر پر کی انہوں نے کہا یہ اللہ کی رحمت ہے اور جنہوں نے کفر کیا انہوں نے کہا فلاں تو فلاں نے نوء صبح ہوئے پھر یہ آیت اتری فلاں قسم بمواقع النجوم الخیر تکلم

بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ حُبَّ الْأَنْصَارِ وَغُلْبَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ مِنَ الْإِيمَانِ وَغَلَامَاتِهِ وَبَعْضِهِمْ مِنْ عِلْمَاتِ الْفَاقِ ۲۳۵- عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( آيَةُ الْمُنَافِقِ بُغْضُ الْأَنْصَارِ وَآيَةُ الْمُؤْمِنِ حُبُّ الْأَنْصَارِ ))

باب انصار پر اور حضرت علیؓ سے محبت رکھنا  
ایمان میں داخل ہے در ان سے بغض رکھنا  
نفاق کی نشانی ہے

۲۳۵- انسؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا منافق کی نشانی یہ ہے کہ انصار سے دشمنی رکھے اور مومن کی نشانی یہ ہے کہ انصار سے محبت رکھے۔

تھو یا جھٹ پھا دیو۔ یا یا یا دیو سورج یا آدلی یا جس یا قبر یا دی یا جی کی پرستش کرتا ہے اور اپنے سے خداوند عظیم الشان کی طرف اپنے دلوں کو متوجہ نہیں کرتا۔ اس کو چھوڑ کر اور اس سے مدد چاہتا ہے اور اوروں سے اپنی حاجتیں مانگتا ہے۔ لاسحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ (۱۴۳۳) یہی میں قسم کہتا ہوں تارے۔ یہ کہ ہاتھ کی اور یہ قسم اگر سمجھ تو پڑی قسم ہے اخیر تک یہاں تک فرمایا کہ تم اپنا حصہ بھی لیتے ہو کہ جھٹلاتے ہو۔ صبح (جو غمزدہ نے کہا یہ قصود نہیں کہ سب آئینہ نوء کے باب میں آئیں کیونکہ تفسیر اس کا انکار کرتی ہے بلکہ یہ آیت راجعہ بہ رفقکم انکم تکذبون نوء کے باب میں آئی اور ہنری در باب میں اور ابن عباسؓ سے ایک روایت میں سرب یکی آیت مذکور ہے اور اس آیت کی تفسیر یہ ہے کہ تم اپنا شکر اپنے رفق کا شکر یا اپنا حصہ بھی لیتے ہو خدا کی رحمت سے اور نعمت کرتے ہو روری کی تاداس کی طرف۔

(۲۳۵) یہ کہ انصار وہ لوگ ہیں جنہوں نے رسول اللہؐ کو مدینہ میں لایا پھر ہر طرح سے آپؐ کی مدد کی گویا اسلام کو جہنم سے نکلے اور قائم کرے والے انصار علی ہیں تو ان سے محبت رکھنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔

۲۳۶- عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ دُرَّ (( حُبُّ الْإِنصَارِ آيَةُ الْإِيمَانِ وَبَعْضُهُمْ آيَةُ التَّقَى ))

۲۳۶- اس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انصار سے محبت رکھنا ایمان کی نشانی ہے اور ان سے دشمنی رکھنا نفاق کی نشانی ہے۔

۲۳۷- عَنْ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي نَابِتٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ الْبَرَاءِ يُسَدِّدُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ فِي الْإِنصَارِ (( لَا يُحِبُّهُمْ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضُهُمْ إِلَّا مُنَافِقٌ مَنِ أَحْبَبَهُمْ أَحَبَّهُ اللَّهُ وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ أَبْغَضَهُ اللَّهُ )) قَالَ شُعْبَةُ قُلْتُ لِعَلِّي سَمِعْتُهُ مِنَ الْبَرَاءِ قَالَ إِيَّاي حَدَّثَ

۲۳۷- علی بن ابی نابتہ سے روایت ہے میں نے براء بن عازب سے سنا وہ حدیث بیان کرتے تھے رسول اللہ ﷺ سے آپ فرماتے تھے انصار کے باپ میں کہ ان کا دوست مومن ہے اور ان کا دشمن منافق ہے اور جس نے ان سے محبت کی اللہ اس سے محبت کرے گا اور جس نے ان سے دشمنی کی اللہ اس سے دشمنی کرے گا۔ شعبہ نے کہا میں نے حدیث سے پوچھا تم نے یہ حدیث براء سے سنی؟ انہوں نے کہا براء نے مجھ ہی سے یہ حدیث بیان کی۔

۲۳۸- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (( لَا يُفْضُ الْإِنصَارَ رَجُلٌ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ))

۲۳۸- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انصار سے کبھی دشمنی نہ رکھے گا وہ شخص جو ایمان رکھتا ہے اللہ پر اور قیامت پر۔

۲۳۹- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( لَا يُفْضُ الْإِنصَارَ رَجُلٌ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ))

۲۳۹- ابی سعید نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ انصار کو نہیں نفرت کرے گا۔

۲۴۰- زُرَّعُ بْنُ حَنْشَلٍ (اسدی کوئی جو ایک سو بیس یا تیس یا ستائیس برس کا ہو کر مر اور اس نے جاہلیت کا زمانہ دیکھا تھا) نے کہا حضرت علیؑ نے فرمایا قسم ہے اس کی جس نے دائہ خیر (پھر اس نے گھاس اگائی) اور جان ہائی رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے عہد کیا تھا کہ میں محبت رکھے گا مجھ سے مگر مومن اور غیبی دشمنی نہ رکھے گا مجھ سے مگر منافق۔

۲۴۰- عَنْ زُرَّعٍ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ وَالْبَيْهَقِيُّ الْحَبَّ وَتَرَأْتُ النَّسَمَةَ إِنَّهُ لَعَهْدُ النَّبِيِّ ﷺ عَلَيَّ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيَّ (( أَنْ لَا يُحْبِيَ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضِي إِلَّا مُنَافِقٌ ))

(۲۴۰) حضرت علیؑ آنحضرتؐ کے چچا بھائی اور آپؐ کے داماد تھے اور بچپن ہی سے ایمان لائے تھے اور آپؐ اس سے بہت محبت رکھتے تھے جب بیٹے ہوئے تو بہت عداوت کی کہوں سے آپؐ کی اور لڑکیوں میں جڑی پہنچا دی اور جاں بازی کی اور سب کا عروں کو مارا تو ان کا احسان ہر ایک مسلمان پر ہے اور ہر ایک مسلمان کو اس سے محبت رکھنا ضروری ہے۔

بَابُ بَيَانِ نَقْصَانِ الْإِيمَانِ بِقُصَصِ الطَّاعَاتِ  
وَبَيَانِ إِطْلَاقِ لَفْظِ الْكُفْرِ عَلَى عَرِ  
الْكُفْرِ بِأَلْبِهِ كَكُفْرِ النِّعْمَةِ وَالْحَقُوقِ

باب عبادت کی کمی سے ایمان کا گھٹنا اور ناشکری اور  
احسان فراموشی کو کفر کہنا

۲۴۹- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ (۱) يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ وَأَكْثِرْنَ الْإِسْتِغْفَارَ فَإِنِّي رَأَيْتُكُمْ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ (( فَالَّذِي أَشْرَأَتْهُنَّ سَهْنٌ جَرَلَةٌ وَمَا قَالَا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ قَالَ (۲) تُكْثِرُونَ النِّعْمَ وَتُكْفِرُونَ النِّعْمَ وَمَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتٍ عَقْلٍ وَدِينٍ أَغْلَبَ لَدَيَّ لُبَّ مُكْثَرٍ )) فَالَّذِي يَا رَسُولَ اللَّهِ

۲۴۹- عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے عورتوں کی جماعت تم صدقہ دو اور استغفار کرو کیونکہ میں نے دیکھا جہنم میں اکثر عورتیں ہیں؟ ایک عقل مند عورت بنو بن رسول اللہؐ کیا سبب ہے عورتیں کیوں زیادہ جہنم میں؟ آپ نے فرمایا وہ لعنت بہت کرتی ہیں۔ اور خاوند کی ناشکری کرتی ہیں۔ میں نے عقل اور دین میں کم اور عقل مند کو بے عقل کرنے والی تم سے زیادہ کسی کو نہ دیکھا۔ وہ عورت بولی ہماری عقل اور دین میں کیا کمی ہے؟ آپ نے فرمایا عقل کی کمی تو اس سے معلوم ہوتی ہے کہ

(۲۴) نو دینی نے کہا اس حدیث سے بہت سی باتیں معلوم ہوتی ہیں ایک تو ترغیب صدقہ اور نیک کاموں کی اور استغفار بہت کرنے کی۔ دوسرے یہ کہ عقیقوں سے گناہ مٹ جاتے ہیں جیسے قرآن سے گناہ مٹ جاتے ہیں۔ تیسری یہ کہ خاوند کی ناشکری اور احسان فراموشی بڑا گناہ ہے اور جہنم کا دروازہ اسی گناہ میں ہوتا ہے جو کبیرہ ہو۔ چوتھی یہ کہ لعنت کرنا بھی ایک گناہ ہے مگر کبیرہ نہیں کیونکہ آپ نے فرمایا وہ لعنت بہت کرتی ہیں اور صحیحہ کو بہت کرنا کفر ہے۔ اور رسول اللہؐ نے فرمایا مسلمان پر لعنت کرنا اس کو قتل کرنے کے برابر ہے اور اتفاق کیا ہے علماء نے لعنت کے حرام ہونے پر اور لعنت کہتے ہیں لعنت میں دو چیزیں ہیں اور نکاح۔ یہ تو در شرع میں اللہ کی رحمت سے دور کرنے کو درست نہیں ہے یہ بات کہ دور کرنا اللہ کی رحمت سے کسی کو جب تک اس کا حال اور اس کے حاتمہ کا حال یقیناً معلوم نہ ہو۔ اس لیے علماء نے کہا کہ کسی شخص ماضی پر لعنت کرنا خواہ مسلمان ہو یا کافر درست نہیں یہاں تک کہ چلور پر بھی جب تک نص شرعی سے یہ بات معلوم نہ ہو کہ وہ کفر پر مراء ہے یا کفر پر مراء ہے گا جیسے ابو جہل یا ابیہیں لیکن لعنت کرنا اصناف کے ساتھ تو حرام نہیں ہے خود حدیث میں صحت آئی ہے اس عورت پر جو بال جڑ سے یا جوڑا دے گوشتا گودے یا گد اے، سود کھاے و اے پر کھدے دے، پر تصویر بنانے والوں پر، علی محسوس پر، قاتلوں پر، کافروں پر جو زمین کی نشانی بیٹے ماس پر جو غلام ہے مالک کے سوا اور کسی کو مالک بناوے جو اپنے باپ کے سوا اور کسی کو باپ بناوے جو اسد میں مدعت نکالے و جدی کی مدد کرے وغیرہ وغیرہ بہت لوگوں پر۔ پانچویں یہ کہ کفر کا اطلاق سوا کفر شرعی کے ناشکری اور احسان فراموشی پر بھی ہوتا ہے۔ چھٹی یہ کہ ایمان میں ریائی اور کمی ہوتی ہے۔ ساتویں یہ کہ لیس اور حاکم کو نصیحت کرنا چنی رعایا کو اور انکو لانا گناہوں سے رغبت الانا عبادتوں کی درست ہے۔ آٹھویں یہ کہ شاگرد کو استاد اور رعیت کو امام سے پوچھنا اور سوال کرنا درست ہے جب اس کی سمجھ میں کوئی بات نہ آوے۔ نویں یہ کہ صرف رمضان کا لفظ گناہ درست ہے اور رمضان یا شہر رمضان کہنا ضروری نہیں۔ امام ابو عبد اللہ مازنی نے کہا ہے جو عورتوں کی عقل کی کمی ان کی گواہی سے نکال رہا اشارہ ہے اس حدیث کی طرف اس لیے جمع خیر تک نہیں اگر ایک عورت بھول جاوے تو دوسری یا اس کو پورا دے گی سے معلوم ہوا کہ عورتوں میں ضبط و در حفظ کم ہے اور خلاف کہے لوگوں کے عقل میں۔ بعضوں نے کہا عقل علم کو کہتے ہیں اور بعضوں نے کہا عقل

۴۴۲۔ اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

۲۳۳- اوپر وہی حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

وما نقصان العقل والدين قل (( أما نقصان  
العقل فشهادة امرأتين تعدل شهادة رجل  
فهذا نقصان العقل وتمكث النبالى ما تصلى  
وتعطر في رمضان فهذا نقصان الدين ))

٢٤٦- و حَدَّثَنِي أَبُو الْعَظَّائِرِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ:

عَنْ بَكْرِ بْنِ مُصَرِّفٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «الْإِسْلَامُ جِلَّةٌ»

٢٤٣- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ النَّبِيِّ

صلى الله عليه وسلم ح و حديثنا يحيى بن

أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةَ وَابْنَ حُجْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ

وَهُوَ أَبُو جَعْفَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو عَنْ

الْحَقْبُورِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ

چونکہ بعض علوم ضروریہ کو نور بعضوں نے کہا عقل ایک قوت ہے جس کی وجہ سے تمیز ہوتی ہے معلومات کے حقائق میں اور عقل کی حقیقت اور اس کی اقسام میں بہت اختلاف ہے جو مشہور ہے اور کوئی حاجت اس کے جان کرنے کی اس مقام پر نہیں ہے پھر اختلاف یہاں سے لوگوں نے عقل کی جگہ میں۔ متکلمین نے کہا کہ عقل کی جگہ دل سے نور بعض علماء نے کہا ہے کہ عقل کی جگہ دماغ ہے۔

مترجمہ کہتا ہے کہ حال کے حکیموں نے بہت دلائل سے بات ثابت کی ہے کہ عقل اور تمام قوائے ہر کہ کا ظرف و درجہ ہے اور جس شخص کو یہ مل دیکھنا ہو وہ حکمت کی کتابوں کی طرف رجوع کرے اور مجدد معنی عقل کا یہ ہے کہ ہر وہ مختلف تجارت اور واقعات کے جو قوت ہر کہ کو ایک حالت حاصل ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ تمیز کر رہتا ہے برے اور بھلے صحیح اور فاسد میں۔

پھر امام خودیؒ نے کہا کہ رسول اللہؐ نے جو عورتوں کے دین کی کمی جنس کے دنوں میں نماز نہ پڑھنے اور رورو نہ رکھنے سے عیاں کی اس کو بعض لوگوں نے مشکل سمجھا ہے حالانکہ یہ مسئلہ نہیں کیونکہ عورتیں اور اسلام اور ایمان کا ایک ہی معنی ہے اور عبادت کو ایمان اور دین کہتے ہیں اور جب یہ ثابت ہوا تو جس کی عبادت زیادہ ہے اس کا ایمان اور دین بھی زیادہ ہے اور جس کی عبادت کم ہیں اس کا دین اور ایمان بھی کم ہے پھر نقصان دین کا بھی تو اس طرح ہوتا ہے کہ انسان اس کی وجہ سے گنہگار ہوتا ہے جیسے کوئی نماز یا روزہ ترک کرے بغیر عذر کے اور بھی اس طرح سے ہوتا ہے کہ اس کی وجہ سے گنہگار نہ ہو جیسے کوئی جہاد یا جمعہ ترک کرے یا عذر سے اور بھی اس طرح ہوتا ہے کہ وہ مکلف ہو اس کے ساتھ جیسے حاضہ و روزہ نماز ترک کرے۔ مگر کوئی کہے حاضہ جب معدوم ہے تو چاہئے کہ حیض کی حالت میں اس کو نماز کا ثواب ہو اگرچہ وہ اس کو تقاضا نہیں کرتی جیسے مریض یا مسافر کو وفاق کا جن کو وہ حالت صحت اور اقامت میں ادا کرتے تھے ثواب ہوتا ہے تو جواب اس کا یہ ہے کہ ظاہر حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حاضہ کو ثواب نہ ہو گا اور فرق یہ ہے کہ مریض اور مسافر تو اہل کو بہ نیت و دام لدا کرتے تھے اور وہ ان کے لائق ہیں برخلاف حاضہ کے اور اس کی توفیق بھی یہی ہے کہ حیض کی حالت میں نماز ترک کرے مگر بلکہ عباد کی نیت حیض کی حالت میں حرام ہے تو حاضہ کی نظیر وہ مریض یا مسافر ہے جو بعض وقت نوافل ادا کرتا تھا اور بعض وقت نہیں ایسے مریض یا مسافر کو نوافل کا ثواب نہ ملے گا اپنے مریض یا سفر میں جب وہ ان کو لدا نہ کرے۔ انہی قال اللہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجَنَلٍ مَعْنَى حَدِيثٍ أَنَّهُ عُمَرُ عَنْ  
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَابُ بَيَانِ إِطْلَاقِ اسْمِ الْكُفْرِ عَلَى مَنْ  
تَوَلَّى الصَّلَاةَ

۲۴۴- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے  
فرمایا جب آدمی سجدہ کی آیت پڑھتا ہے پھر سجدہ کرتا ہے تو شیطان  
دوتا ہوا ایک طرف چلا جاتا ہے اور کہتا ہے خرابی ہو اس کی یا میری  
آدمی کو سجدہ کا حکم ہوا اور اس نے سجدہ کیا اب اس کو جنت ملے گی  
اور مجھے سجدہ کا حکم ہوا میں نے انکار کیا یا نافرمانی کی میرے لیے جہنم  
ہے۔

۲۴۵- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے اس میں  
انکار کی بجائے نافرمانی کے الفاظ ہیں۔

۲۴۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( إِذَا قَرَأَ ابْنُ آدَمَ  
السُّجْدَةَ فَسَجَدَ إِغْتَرَلَ الشَّيْطَانُ يَنْكِي يَقُولُ  
يَا وَيْلَهُ وَفِي رِوَايَةٍ أَبِي كُرَيْبٍ يَا وَيْلِي أُمِرَ  
ابْنُ آدَمَ بِالسُّجُودِ فَسَجَدَ فَلَهُ الْجَنَّةُ وَأُمِرْتُ  
بِالسُّجُودِ فَأَبَيْتُ فَلِيَ النَّارُ ))

۲۴۵- حَدَّثَنِي زَيْتُونُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ  
حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِنْهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ  
(( فَقَصَصْتُ فَلِيَ النَّارُ ))

۲۴۶- چابری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے سنا رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے آدمی اور شرک اور کفر

۲۴۶- عَنْ جَابِرٍ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ (( إِنَّ بَيْنَ الْوَجَلِ وَبَيْنِ

(۲۴۳) نووی نے کہا سام مسلم کا مقصود اس حدیث کے ذکر کرے یہ ہے کہ بعض فعال کے ترک سے کفر ہو جاتا ہے یا حقیتاً  
برائے نام اور شیطان کا کفر سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے ماخوذ ہے اس آیت سے وَاقِلْنَا لِمَنْ سَجَدَ وَالْأَدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ ابْنِ  
وَالْمُتَكَبِّرِ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ یعنی یاد کر اس وقت کو جب ہم نے کہا ارشاد توں سے سجدہ کرو آدم کو پھر سجدہ کیا انہوں نے پھر ابلیس نے نہ  
مانا اور غرور کیا اور وہ تھا کافروں سے۔ جمہور علماء نے یہ کہا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں وہ کافر تھا اور بعض نے کہا کان  
بمعنی سارا ہے یعنی ہو گیا کافروں میں سے جیسے وحال بیسھا الموج فکان من المغولیس۔

(۲۴۶) نووی نے کہا حدیث کا معنی یہ ہے کہ کفر سے مانع نماز کا ترک نہ کرنا ہے پھر جب نماز کو ترک کیا تو بندہ اور شرک اور کفر کے بیچ میں  
کوئی روک نہ رہی اور شرک و کفر ایک ہے اور کفر کا معنی یہ ہے کہ کفر عام ہو گا شرک سے اور جو شخص نماز کو ترک  
کرے اس کی فریضت کا انکار کرے وہ تو کافر ہے باجماع اہل اسلام اور ملت اسلام سے خارج ہے لیکن اس صورت میں جب وہ نو مسلم ہو اور اس کا  
اسلام سے واقف نہ ہو تو کافر نہ ہو گا اور جو شخص نماز کو ترک کرے سستی اور کافری سے اس کو فرض جان کر تو اس کے باب میں علماء کا اختلاف ہے  
امام مالک اور شافعی اور جمہور سلف اور خلف کا یہ قول ہے کہ وہ کافر نہ ہو گا بلکہ فاسق ہو گا اس سے توبہ کرائی جائے گی پھر اگر وہ توبہ کرے اور نماز  
پڑھنے لگے تو حیرت نہ اس کو قتل کر دیں گے حدیثی دلی نصوص کو مستحکم کرتے ہیں پر تارک الصلوٰۃ کو تلوار سے قتل کریں گے اور ایک جماعت  
سلف کا یہ قول ہے کہ وہ کافر ہو جاوے گا اور یہی مقول ہے حضرت علیؓ سے اور یہی مروی ہے امام احمدؒ سے اور اسی طرف مکتے میں

الشُّرُوكَ وَالْكُفْرَ تَوَكَّلْ عَلَى الصَّلَاةِ))

کے پنج میں نماز کا ترک ہے۔

۲۴۷- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ سَمِعْتُ

۲۴۷- جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ (( تَيْنِ

میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ آدمی اور کفر و

الْوَجْدِ وَبَيْنَ الشُّرُوكِ وَالْكُفْرِ تَوَكَّلْ عَلَى الصَّلَاةِ ))

شرک کے درمیان فرق نماز کا چھوڑنا ہے۔

بَابُ بَيَانِ كَوْنِ الْإِيمَانِ بِاللَّهِ تَعَالَى

باب اللہ پر ایمان لانے کا سبب کاموں سے

أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ

بڑھ کر ہے

۲۴۸- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ

۲۴۸- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ سے

ﷺ أَنَّهُ أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ قَالَ (( إِيْمَانٌ بِاللَّهِ ))

پوچھا گیا کون سا کام افضل ہے؟ (یعنی سب سے بڑھ کر) آپ نے

قَالَ ثُمَّ مَنَافَا قَانَ (( الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ))

فرمایا اللہ پر یمن مانا پھر پوچھا گیا اس کے بعد کیا ہے؟ آپ نے

قَالَ ثُمَّ سَادَا قَانَ (( حَجٌّ مُتَرَدِّدٌ ))

فرمایا حج مبرور۔

ابو عبد اللہ بن مبارک در اسماعیل بن رہ ہوئے۔ السراج الودیع میں ہے کہ ظاہر حدیث اس میں ہے کہ تاہم کرتی ہے اور اس کو ثابت کیا ہے علمائے حدیث نے، اور علامہ ابن قیم کی ایک جدا کتاب ہے اس باب میں انھوں نے مخالفوں کی سب دیہوں کا جواب دیا ہے اور عام شکائی کے اسلئے الجراح میں اسی کو مختار کیا ہے اور حاصل یہ ہے کہ جو کوئی قصد نماز ترک کرے وہ قتل کے لائق ہو گیا اور مسلمانوں کے حاکم پر واجب ہے اس کو قتل کرنا اور اس سے کہا جاوے گا نماز پڑھ پھر اگر اس سے انکار کیا تو فوراً قتل کیا جائے گا اور کوئی ضرورت نہیں کہ مہلت دی جاوے اس کو تین روز کی بلکہ نگاہ کرتے ہی اس کو قتل کریں گے اور میں نے اس کو تفصیل سے بیان کیا ہے ”ہدایۃ السائل“ میں ابن حجر نے کہا ابو سعیدؓ اور ایک جماعت کا قتل کوئی میں سے یہ قتل ہے کہ وہ کافر نہ ہوگا اور نہ قتل کیا جاوے گا بلکہ اس کو مرادیں گے اور قید کریں گے یہاں تک کہ نماز پڑھے اور جو شخص کفر کا قاتل ہوا اسے اس کی دلیل ظاہر حدیث ہے اور جس نے کہا کہ اس کو قتل نہ کریں اس کی دلیل وہ حدیث ہے کہ ہمیں حلال ہے مسلمان کا خون مگر ایک بات سے میں باتوں میں سے اور اس میں نماز کا ترک نہیں ہے اور جمہور نے جو کہا وہ کافر نہ ہوگا تو دلیل لاتے ہیں اس آیت سے اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْبَاطِلَ وَيَهْدِي الْقَوْمَ الصَّادِقَ اُولَٰئِكَ لَمْ يَسَاءُ لِمَنْ لَمْ يَرْحَمِ اللّٰهُ فَيَكُنْ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيمٌ یعنی اللہ تعالیٰ انہیں نہیں بخشنے گا شرک کو اور بخش دے گا اس کے سوا اس کو چاہے اور اس حدیث سے کہ جس نے لانا لانا اللہ کہوہ جنت میں جاوے گا اور جو شخص مر جاوے گا نہ لانا اللہ پر یقین رکھ کر وہ جنت میں جاوے گا اور اس کو قتل نہ کرنا چاہیے۔ اس کی دلیل یہ آیت ہے اِنَّمَا تَابُوا وَلَهُمْ اَلْحَقُّ اَمَّا الْقَوْمُ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ اَمَّا الْقَوْمُ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ اور نماز پڑھیں اور رکوع میں تو ان کو چھوڑ دو یعنی جاں بخشی کرو اور یہ حدیث ہے کہ مجھے حکم ہوا لوگوں سے لڑنے کا یہاں تک کہ وہ مال اللہ لا اللہ کہیں اور نماز پڑھیں اور رکوع میں پھر جب وہ ایسا کریں تو چالیا انھوں نے پناہوں اور مال اور اس کی تائید یہ کہ کہ بندہ نماز کے ترک سے مستحق ہوگا اس سزا کا جو کافر کو ہوتی ہے یعنی قتل کیا حدیث معلوم ہے اس پر کہ جو نماز کو ترک کرنا اور مستحب ہے تو اس پر حاکم کفر ہے یا اس کا قتل کافروں کا سبب ہے۔ ابن حجر

(۲۴۸) ابن حجر نے کہا حج مبرور وہ ہے جس میں کوئی گناہ نہ ہو اور بعضوں نے کہا حج نبوی ہو جاوے خدا کو یا جو صادق ہو حالانکہ ہو پھر قبول ہونے کی نفاذی یہ ہے کہ حج کے بعد نیک کام کرے اور گناہوں سے بچتا رہے۔

۲۴۹- و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَدُو بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الرَّقْمِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ بِشَيْءٍ

۲۵۰- عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((الْبَيْعَانُ بِاللَّهِ وَالْجِهَادُ فِي سَبِيلِهِ)) قَالَ قُلْتُ نَبِيُّ الرَّقَابِ أَفْضَلُ قَالَ ((أَنْفُسُهَا جُنْدُ أَهْلِهَا وَأَكْثَرُهَا قِتْنًا)) قَالَ قُلْتُ فَإِنْ لَمْ أَفْعَلْ قَالَ ((تَعَيَّنَ صَالِحًا أَوْ تَصَنَّعَ لِأَعْرَقَ)) قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ إِنْ ضَعُفْتُ عَنْ بَعْضِ الْفَعْلِ قَالَ ((تَكُنْ خِرَافَةً عَنِ النَّاسِ فَهِيَ صَدَقَةٌ مِنْكَ))

۳۵۰- ابو ذر سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ سے میں نے پوچھا کہ کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ پر ایمان لانا اور جہاد کرنا اس کی راہ میں۔ میں نے کہا کون سا مردہ آزاد کرنا افضل ہے؟ آپ نے فرمایا جو مردہ اس کے مالک کو عہدہ معلوم ہو اور جس کی قیمت بھاری ہو۔ میں نے کہا اگر میں نہ یہ کر سکوں؟ آپ نے فرمایا تو دودھ کر کسی صالح کی یا مزدوری کر اس کے لیے جو بے ہنر ہو (یعنی کوئی کام اور پیشہ نہ جانتا ہو اور روٹی کا محتاج ہو) میں نے کہا یا رسول اللہ اگر خود میں ناتواں ہوں؟ یعنی کام نہ کر سکوں یا کوئی کسب نہ

۲۵۰- عن أبي ذرٍّ قال قال رسول الله ﷺ ((الْبَيْعَانُ بِاللَّهِ وَالْجِهَادُ فِي سَبِيلِهِ)) قَالَ قُلْتُ نَبِيُّ الرَّقَابِ أَفْضَلُ قَالَ ((أَنْفُسُهَا جُنْدُ أَهْلِهَا وَأَكْثَرُهَا قِتْنًا)) قَالَ قُلْتُ فَإِنْ لَمْ أَفْعَلْ قَالَ ((تَعَيَّنَ صَالِحًا أَوْ تَصَنَّعَ لِأَعْرَقَ)) قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ إِنْ ضَعُفْتُ عَنْ بَعْضِ الْفَعْلِ قَالَ ((تَكُنْ خِرَافَةً عَنِ النَّاسِ فَهِيَ صَدَقَةٌ مِنْكَ))

(۲۵۰) میں نے پوچھا کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا ایمان لانا اور جہاد کرنا اس کے مالک کو عہدہ معلوم ہو۔ یہ جب ہے کہ ایک عیبرہ آزاد کرنا چاہے اور مردہ اس سے ایمان ہے جس کے سبب سے آدمی مسلمان ہوتا ہے اور وہ دل سے یقین کرتا ہے اور زبان سے کہتا ہے شہادتیں کا۔ یقین تو دل کا عمل ہے اور کہنا زبان کا عمل اور یہاں ایمان میں اور ظاہر داخل نہیں ہیں جیسے نماز، روزہ، حج، جہاد وغیرہ کیونکہ ان کو آگے چاہا گیا ہے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان اعمال کو ایمان نہ کہیں۔ (السرارج الوہاج)

پوچھا گیا کہ ساہرہ آزاد کرنا افضل ہے؟ فرمایا وہ جو اس کے مالک کو عہدہ معلوم ہو۔ یہ جب ہے کہ ایک عیبرہ آزاد کرنا چاہے اور مردہ اس کے پاس کچھ روپیہ ہو اور ان کے بدلے مردے سے مل سکتے ہوں پر اہل پردہ ایک ہی آیت ہے دودھ کو لے کر آزاد کرنا افضل ہے ایک عہدہ کے آزاد کرنے سے اور یہ قربانی کے خلاف ہے قربانی میں ایک موٹی ہڈی بکری یا دو بلی بکریوں سے بہتر ہے۔ (السرارج الوہاج)

کہا گیا اگر میں نہ کر سکوں؟ فرمایا تو دودھ کر کسی صالح کی۔ (السرارج الوہاج) میں نے بھائے صالح کے صانع سے یعنی گائے والا اور بھینے شخص میں صانع ہے مگر صحیح صانع ہے صادمہلہ سے جس صورت میں صانع ہو صادمہلہ اور لون سے تو معنی یہ ہو گئے کہ مردہ کر کسی کا دیگر کی جو ہاتھ سے محنت اور مزدوری کرنا ہو جیسے بڑھتی یا بچہ یا مزدوری وغیرہ کیونکہ یہ کمائیاں حلال ہیں اور مردہ پیشہ والا ہے جس کو اس کی کمائی بس نہ ہوتی ہو اور اس کے ہاتھ بچے بہت ہوں جن کی پرورش اس کی کمائی میں دشوار ہو تو اس کی مدد کرتا بڑا ثواب ہے اور جس صورت میں صانع ہو صادمہلہ سے تو وہ ضیاع سے ہے جس کے معنی عیال کے ہیں یعنی جو عیال دار ہو اور مفلس ہو اس کی مدد کرنا جس صورت میں صانع ہو صادمہلہ اور لیکن مجھ سے تو معنی نہیں بنے کیونکہ صانع سونے چاندی کے گلائے والے کو کہیں گے پر اس کی خصوصیت کی کوئی وجہ نہیں ہے اور لام تو دیتی ہے اس مقام پر دوسری لفظوں کو نقل کیا ہے ایک صانع صادمہلہ اور لون سے اور دوسرے صانع صادمہلہ اور لیکن مجھ سے پھر یہ کہا کہ صحیح غلام کے نزدیک صانع صادمہلہ اور لون سے ہے اور قرینہ اس پر ہے کہ مقابلہ کیا اس کا اخرق سے اور اخرق اسے کہتے ہیں جسے کوئی ہنر اور پیشہ نہ آتا ہو اور اس ظاہر نے جمع الجہار میں بھی صرف دو لفظوں کو نقل کیا ہے پھر یہ کہہ ہے کہ بعضوں نے صانع صادمہلہ اور لون سے صحیح کہا ہے تو معلوم نہیں کہ (السرارج الوہاج) میں جبراً لفظ صانع صادمہلہ اور لیکن مجھ سے کہا ہے اس سے نقل کیا ہے اور لفظ



علیٰ نفست))

کر سکوں؟ آپ نے فرمایا تو کسی سے برائی نہ کر بھی تیرا صدقہ ہے اپنے نفس پر۔

۲۵۱- ابوذر سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے۔

۲۵۱- عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنْ فَصِيٍّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحُجُومٍ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ (( لَتَصْنَعَنَّ الصَّائِبُ أَوْ تَصْنَعَنَّ لَأُخْرَى ))

۲۵۲- عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کون سا کام افضل ہے؟ (یعنی سب سے بڑھ کر ہے ثواب میں) آپ نے فرمایا نماز پڑھنا اپنے وقت پر۔ میں نے کہا پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا نیکی کرنا ماں باپ سے (یعنی ان کو خوش اور راضی رکھنا اور ان کے ساتھ احسان کرنا اور ان کے دوستوں کے ساتھ بھی سلوک کرنا) میں نے کہا پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا جہاد کرنا اللہ کی راہ میں۔ پھر میں نے زیادہ پوچھا چھوڑ دیا آپ کی رعایت کر کے (تاکہ آپ پر بار نہ گزرے)۔

۲۵۲- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مسعودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ قَالَ (( الصَّلَاةُ لَوْ قُبِحَ )) قَالَ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ (( بَرُّ الْوَالِدَيْنِ )) قَالَ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ (( الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ )) مَا تَرَكْتُ أُسْرِيذَهُ إِلَّا بِرِغَاءٍ عَلَيْهِ

۲۵۳- عبد اللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ میں نے ہی کرم ﷺ سے سوال کیا کہ لے اللہ کے ہی کون سے اعمال جنت کے قریب کرنے والے ہیں؟ آپ نے فرمایا نماز کو وقت پر ادا کرنا۔ میں نے پوچھا اور کیا؟ آپ نے فرمایا والدین کے ساتھ حسن سلوک۔ میں نے پوچھا اور کیا؟ کہا کہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔

۲۵۳- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مسعودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا سَيِّدَ اللَّهِ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَقْرَبُ إِلَى الْجَنَّةِ قَالَ (( الصَّلَاةُ عَلَى مَوَاقِيتِهَا )) قُلْتُ وَمَتَى يَا سَيِّدَ اللَّهِ قَالَ (( بَرُّ الْوَالِدَيْنِ )) قُلْتُ وَمَتَى يَا سَيِّدَ اللَّهِ قَالَ (( الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ))

۲۵۴- ابو عمرو شیبانی سے روایت ہے مجھ سے بیان کیا اس گھر اے نے اور اشارہ کیا عبد اللہ بن مسعود کے گھر کی طرف کہا پوچھا میں نے رسول اللہ ﷺ سے کون سا کام بہت پسند ہے اللہ تعالیٰ کو؟ اس کے بعد پوری حدیث بیان کی جو اوپر گزری۔

۲۵۴- عَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي صَاحِبُ هَذِهِ الدَّارِ وَأَنْشَرَنِي إِلَى دَارِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۲۵۵- دوسری روایت بھی ایسی ہے اس میں یہ ہے ابو عمرو شیبانی

۲۵۵- عَنْ شُعْبَةَ بْنِ هَذَانَ الْأَسَدِيِّ بِثَلَاثٍ وَرَافِدٍ

نہ شایع یہ صحیح مسلم و اللہ اعلم

یہ جو قرینہ کسی سے برائی نہ کریں تیرا صدقہ بھی ہے اپنے نفس پر یعنی جسے صدقہ دینے سے دوسرے کو فائدہ حاصل ہوتا ہے اسی طرح برائی نہ کرنے سے نفس کو فائدہ حاصل ہوتا ہے دنیا میں آرام ہے اور آخرت میں ثواب ملے گا۔

وَأَشَدُّ إِلَيَّ دَارُ عَبْدِ اللَّهِ وَمَا سِوَاهُ لَا

۲۵۶- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي صَبِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ (( أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ أَوْ الْعَمَلِ الصَّلَاةُ يَوْمَئِذٍ وَبِرُّ الْوَالِدَيْنِ ))

بابُ كَوْنِ الشُّرْكِ أَقْبَحَ الذُّنُوبِ وَبَيَّانِ أَكْثَرِهَا بَعْدَهُ

۲۵۷- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

۲۵۶- عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب کاموں سے بڑھ کر یا سب سے بڑھ کر کام نماز پڑھنا ہے اپنے وقت پر اور نیکی کرنا ہے ماں باپ سے۔

باب - شرک سب گناہوں سے بڑا گناہ ہے اور اس کے بعد کون سا گناہ ہے اس کا بیان

۲۵۷- عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے میں نے رسول اللہ

(۳۵۶) نوٹی لے کہا اس مقام پر ایک اشکال ہے وہ یہ ہے کہ بعض روایتوں میں سب سے افضل ایمان کو قرار دیا پھر جہاد کو پھر حج کو اور بعض میں ایمان اور جہاد کو اور نماز کو پھر ماں باپ سے سوگ کرنے کو پھر جہاد کو اور بعض میں کھانا کھانے اور ہر نیک کو سلام کرنے اور بعض میں قرآن سیکھنے اور سکھانے کو اور اس کے مثل بہت سی صحیح حدیثوں میں مذکور ہے تو اختلاف کیا ہے علماء نے کہ کیونکر جمع ہو گا ان اختلافوں کا عینی نے فقال۔۔۔ شاذی کبیر سے نقل کیا کہ دو طرح سے جمع ہو سکتا ہے ایک تو یہ کہ یہ اختلاف ہاتھ پاؤں اختلاف احوال اور اشخاص کے ہے اور کبھی کہتے ہیں یہ بات سب سے بہتر ہے اور یہ مراد نہیں ہوتی کہ ہر طرح یا ہر شخص کے لیے بہتر ہے اور یہ اس کی یہ ہے کہ ان عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا جس نے حج نہیں کیا اس کے لیے حج چالیس جہاد سے بہتر ہے اور جس نے جہاد نہیں کیا اس کے لیے ایک جہاد چالیس حج سے بہتر ہے۔ دوسری یہ کہ افضل الاعمال سے پہلے من کا لفظ مذکور ہو تو ترجمہ یہ ہو گا کہ افضل کاموں میں سے ایمان ہے اور جہاد ہے اس صورت میں کوئی اشکال نہیں جیسے کہتے ہیں فلاں شخص ان میں سے عاقل ہے یا افضل ہے اور مراد یہ ہوتی ہے کہ ان کے عاقلوں یا افضلوں میں سے ہے اور ایسے ہی قول ہے رسول اللہ کا بہتر تم میں سے وہ ہے جو بہتر ہو اپنے گھر کے لوگوں کے لیے اور معلوم ہے یہ بات کہ گھر والوں کے لیے بہتر ہونے سے سب لوگوں سے بہتر نہیں ہو سکتا اور ایسے ہی لوگ کہتے ہیں سب سے زیادہ عالم سے نفرت کرنے والے اس کے ہمسائے ہوتے ہیں حالانکہ ممکن ہے کہ کوئی شخص اس کے ہمسایہ سے بھی زیادہ اس کی پروا نہ کرنا ہو۔ یہ کلام ہے فقال کا اس صورت میں ایمان سب سے افضل ہو گا اور باقی مثال برابر ہوں گے نصیحت میں پر بعض خاص صورتوں میں یا خاص شخصوں میں ایک عمل دوسرے سے فضیلت رکھے گا اور ثم کا لفظ جو بعضی روایتوں میں ہے اس سے کی ایک عمل کی دوسرے سے نصیحت میں مقصود نہیں بلکہ محض ترتیب ذکر کے لیے ہے جیسے ثم کلام من الدین اھنوا اور تاضی عراض نے جمع کے لیے دو وجہیں بیان کی ہیں ایک تو وہی وجہ جو پہلے مذکور ہوئی انھوں نے کہا کہ جواب میں اختلاف بوجہ اختلاف احوال کے ہے تو بتلایا آپ نے ہر ایک قوم کو وہ کام جو بہت ضروری تھا ان کے لیے یہ جس کو انھوں نے حاصل نہیں کیا تھا یا پہچانا تھا دوسرے یہ کہ آپ نے مقدم کیا جہاد کو حج پر اس لیے کہ جہاد کی بہت ضرورت تھی اس زمانہ میں بوجہ شروع زمانہ اسلام کے اور صاحب فخر نے ایک یہ وجہ بیان کی ہے اور دوسری یہ کہ ثم کلام عرب میں ترتیب کو مقتضی نہیں اور یہ قول مثلاً ہے اہل عربیت اور صوم کے نزدیک پھر صاحب فخر نے کہا صحیح ہے کہ جہاد کو آپ نے مقدم کیا اس واسطے کہ مراد آپ کی وہ زمانہ ہے جب جہاد کی بہت ضرورت ہو اور کاموں کا ہجوم ہو جائے اس وقت تو جہاد سب پر فرض ہو جاتا ہے اور جہاد میں قائد ہے تمام مسلمانوں کا اور حج تو دوسرے وقت میں بھی ہو سکتا ہے۔ اھلہ قال النووی ملخصاً۔

(۲۵۷) یعنی مفلس ہو اور حقے خود اپنی بی بی کے کھانے کی تکلیف ہو تو یہ خیال کر کے کہ ولاد کو کہاں سے کھاؤں گاں کو مار ڈالے گا

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الدِّنْبِ أَكْثَرُ عِنْدَ اللَّهِ  
قَالَ (( أَنْ تَجْعَلَ لِلَّهِ بَدَأَ وَهُوَ خَلَقْتَ )) قَالَ  
قُلْتُ لَهُ إِنَّ ذَلِكَ لَمَعْلُومٌ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ أَيُّ قَالَ  
(( ثُمَّ أَنْ تَقْتُلَ وَلِلَّهِ فَخَافَهُ أَنْ يَطْعَمَ مَعَهُ ))  
قَالَ قُلْتُ ثُمَّ أَيُّ قَالَ (( ثُمَّ أَنْ تُزَايِيَ خَلِيلَةَ  
جَارِكَ ))

صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کون سا گناہ اللہ کے نزدیک بڑا ہے؟  
آپ نے فرمایا یہ کہ تو اللہ کا شریک یا برابر دے کسی اور کو بتادے  
حالانکہ تجھے اللہ نے پیدا کیا (پھر تو اپنے صاحب پیدا کرنے  
والے کو چھوڑ کر دوسرے کو مالک بتادے یہ کتاب بڑا اندھیر ہے اور  
مالک اس کام سے کیسا ناراض ہوگا)۔ میں نے کہا یہ تو بڑا گناہ ہے  
اب اس کے بعد کون سا گناہ ہے؟ آپ نے فرمایا تو اپنی اداوار  
(لڑکا یا لڑکی) کو مار ڈالے اس ڈر سے کہ تیرے ساتھ روٹی  
کھائے گا۔ میں نے کہا پھر کون سا گناہ۔ آپ نے فرمایا تو زنا  
کرے اپنے ہمسائے کی عورت سے۔

۲۵۸- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ  
قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الدِّنْبِ أَكْثَرُ  
عِنْدَ اللَّهِ قَالَ (( أَنْ تَدْعُو لِلَّهِ بَدَأَ وَهُوَ  
خَلَقْتَ )) قَالَ ثُمَّ أَيُّ قَالَ (( أَنْ تَقْتُلَ  
وَلِلَّهِ فَخَافَهُ أَنْ يَطْعَمَ مَعَهُ )) قَالَ ثُمَّ  
أَيُّ قَالَ (( أَنْ تُزَايِيَ خَلِيلَةَ جَارِكَ  
فَأَمْرًا )) اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ تَصْدِيقُهَا وَالَّذِينَ لَا  
يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَكَانَ يُقْتَلُونَ  
النَّعْسَ لِلَّهِ حَرَمَ اللَّهِ بِلَا بِالْحَقِّ وَلَا يَتُوبُونَ  
وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَثَمًا

۲۵۸- عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک شخص  
نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون سا بڑا گناہ ہے اللہ کے  
نزدیک؟ آپ نے فرمایا یہ کہ تو اللہ کا شریک کرے کسی کو حارثہ  
پیدا کیا تجھے اللہ نے۔ اس نے کہا پھر کیا؟ آپ نے فرمایا یہ کہ تو  
قتل کرے اپنی اولاد کو اس ڈر سے کہ وہ کھائے گی تیرے  
ساتھ۔ اس نے کہا پھر کیا؟ آپ نے فرمایا یہ کہ تو زنا کرے اپنے  
ہمسایہ کی عورت سے پھر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اسی کے  
مواثق اتارا والذین لا يدعون مع الله الها اخر احمر تک  
یعنی اللہ تعالیٰ کے خاص بندے وہ ہیں جو نہیں پکارتے اللہ کے  
ساتھ کسی دوسرے خدا کو اور نہیں قتل کرتے اس جان کو جس کا  
قتل کرنا اللہ نے حرام کیا مگر کسی حق کے بدلے اور نہیں رہا  
کرتے اور جو کوئی یہ کام کرے وہ اس کی سزا پاوے گا۔

ظہر تو یہ بڑا گناہ ہے جو شرک کے بعد ہے پر اور سب گناہوں سے بڑھ کر ہے کسی بے گناہ یا بے گناہوں کا دل تو ناحق خون  
کرنا دوسرے خدا کی بہت ہر اعتقاد ہونا جس پر پید کیا ہے اس کا رقی بھی اتنا رہتا ہے تیرے دوسرے کھائے کی جو تجھے بخلی یا پنجویں بے رحمی،  
چھٹے کبیر پنا اور پانچویں لارے ہستی خدا ایجادے اسے حلالوں سے اس کی بی بی یا لونڈی سے ہر چند نام لگتا کسی عورت کے ساتھ ہو بڑا گناہ ہے پر  
ہمسائے کی بی بی کے ساتھ بڑا اور بھی گناہ ہے کیونکہ ہمسایہ کو توقع ہوتی ہے کہ اس کا ہمسایہ اس کی مدد کرے گا اس کے ہاں بچوں کی ضرورت  
کے وقت حفاظت کرے گا پھر ایسے موقع میں ای کی بی بی کے ساتھ راکرنا کسی بڑی بے حیائی اور حیانت ہے خدا بچائے



الْإِشْرَاقُ بِاللَّهِ وَغُفُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَشَهَادَةُ كَبِيرَةٍ كُنَاهُ (دوسرے نافرمانی کرنا ماں باپ کی۔ تیسرے جھوٹی گواہی دینا یا جھوٹ بولنا اور رسول اللہ ﷺ تکلیف لگائے تھے آپ بیٹے

لئے کاموں سے بڑا نقصان ہو تو ظاہر ہے کہ وہ کبیرہ میں اور جو نقصان بہت قلیل ہو تب بھی وہ کبیرہ ہیں تاکہ ان گناہوں کی جرئت ملے اور لوگ بارگاہِ نبویہ شرب کا ایک قطرہ پنا کبیرہ ہے اگرچہ اس سے کوئی لڑا نہیں ہو جاسی طرح ناحق فیصد کرنا بھی کبیرہ ہے کیونکہ جھوٹی گواہی سبب ہے ناحق فیصلہ کی پھر جب جھوٹی گواہی کبیرہ کہلاتی ہے تو فیصلہ اور حکم ناحق کرنا ضرور کبیرہ ہو گا اور بعض علماء نے یہ تعریف کی ہے کہ کبیرہ وہ گناہ ہے جس کے ساتھ کوئی وعید یا حد یا لعنت نہ کر ہو پھر جو گناہ برائی میں ایسے گناہ کے برابر ہو تو وہ بھی کبیرہ ہو گا۔ امام ابو اسحاق رحمہ اللہ نے کہا سبب یہ ہے کہ کبیرہ کی کوئی تعریف نہیں بلکہ بعض گناہوں کو شرعاً نے کبیرہ کہا اور بعضوں کو صغیر اور بعض گناہوں کا ذکر شرعاً نہیں کیا ان میں کبیرہ بھی ہیں اور صغیر بھی اور حکمت جان یہ کہنے کی یہ ہے کہ آدمی ان سب گناہوں سے سزا سے کہیں کبیرہ نہ ہو چکے اور یہ ایسا ہے جیسے شرعاً نے شب قدر کو اور ساعت جمعہ کو چھپا دیا۔ علماء نے کہا کہ صغیرہ گناہ بارگاہِ نبویہ سے کبیرہ ہو جاتا ہے اور حضرت عمر اور ابن عباس سے منقول ہے کہ توبہ اور استغفار کے ساتھ کوئی گناہ نہیں رہتا اور اسرار (یعنی بار بار کرنا) کے ساتھ کوئی گناہ صغیرہ نہیں رہتا مطلب یہ ہے کہ کبیرہ گناہ توبہ اور استغفار سے معاف ہو جاتا ہے اور صغیرہ اسرار سے کبیرہ ہو جاتا ہے ابن عبد السلام نے کہا کہ اسرار کی حد یہ ہے کہ اتنی بار اس گناہ کو کرے جس سے اس کی بہ پرواہی معلوم ہو اسی طرح جب کئی صغیرہ گناہ ہوں کہ وہ سب ملا کر کبیرہ کی برائی کو پہنچ جاویں۔ اسی اصطلاح سے کہا اسرار یہ ہے کہ گناہ کو کر کے اس سے باز نہ آئے کا قصد نہ کرے بلکہ پھر کرنے کا قصد کرے یا پیش میں کو کرنا سے۔ مترجم کہتا ہے کہ اسرار کی تعریف یہی صحیح ہے دورہ بار بار کرنا اسرار نہیں اگر بار بار توبہ یا ندامت ہو۔ ایک حدیث میں ہے کہ جس نے استغفار کیا اس نے اسرار نہیں کیا اگرچہ دن میں ستر بار وہی گناہ کرے حدیث میں حقوق کا لفظ ہے جس کے معنی کا نفاذ کرنا اور حقائق اس کو کہتے ہیں جو اپنے باپ کی اطاعت چھوڑ دے۔ نوائی نے کہا جو حقوق شرع میں حرام ہے اس کی تعریف کم ہو گئی ہے کی ہے۔ شیخ امام عبد اللہ نے کہا میں نے حقوق والدین اور ان کے حقوق میں کوئی قاصدہ نہیں پایا سنیے کہ باتفاق علماء ہر ایک امر اور روئی میں والدین کی طاعت ضروری اور واجب کہیں البتہ جہاد بغیر جازت ماں باپ کے درست نہیں کیونکہ ماں باپ پر جہاد بہت گراں گزرتا ہے وہ ڈرتے ہیں لڑکے کے زخمی ہونے یا مارے جانے سے اور اس سے ان کو بہت رنج ہو جاتا ہے اسی پر ہر ایک سزا کو قیاس کر لینا چاہیے جس میں جان جانے کا یا کسی اور صدمے کا خوف ہو بن اصطلاح سے کہا جو حقوق حرام ہے وہ یہ ہے کہ کوئی کام ایسا کرے جس سے والدین کو رنج ہو اور رنج بھی کیسا سخت بشرطیکہ وہ کام اس پر شرع کی رو سے واجب اور فرض نہ ہو اور بعضوں نے کہا کہ والدین کی اطاعت ہر ایک امر میں واجب ہے بشرطیکہ وہ اس گناہ نہ ہو اور ان کا خلاف کرنا حقوق ہے اور مشیت کا سون میں بھی ان کی اطاعت بعض علماء نے واجب کی ہے اور ہمارے علماء نے جو طلب علم یا تجارت کے لیے سفر جائز رکھا ہے بغیر ماں باپ کی اجازت کے وہ بندے اس کام کے خلاف نہیں ہے جو ہم نے بیان کیا۔ مترجم کہتا ہے کہ والدین کی اطاعت فرض مثل در فراکش کے ہے مگر خدا کی اطاعت ان کی اطاعت پر مقدم ہے تو نہ ترک کیا جاوے فرض خدا کا ان کے کہنے سے اور ترک کیا جاوے مباح اور مسنون اور مستحب کیونکہ فرض کا کرنا مقدم ہے اور جہاد کو جانا فرض میں کہیں ہے اس لیے ہے ماں باپ کی اجازت کے جانا حرام ہے اور طلب علم فرض میں ہے کی طرح کس معیشت واسطے پرورش اہل و عیال کے تو اس میں اجازت ان کی ضروری نہیں پر جہاں تک ہو سکے اگر ان کی خوشی کے ساتھ علم حاصل کرے اور روٹی کماوے تو بہتر ہے۔ نووی نے کہا ہر چند والدین کی ناراضی اور جھوٹی گواہی دونوں کبیرہ گناہ ہیں پر وہ شرک کے برابر نہیں ہو سکتے اس صورت میں تاویل کرنا ہوگی نہ مرورہ جہاد ناگوار ہے جو کافر بھی ہو یا مراد وہ شخص ہے جو اس کام کو درست سمجھ کر کرے یا جس کا لفظ محذوف ہے یعنی یہ چیزیں کبیرہ گناہوں میں سے ہیں اور یہی تیسری جہول ایک ہے اس لیے کہ جھوٹی گواہی کو بیان کرنے سے یہ مقصود ہے کہ لوگ اس سے لطف

گئے اور بار بار یہ فرماتے گئے (تاکہ لوگ خوب آگاہ ہو جائیں اور ان کا منہ سے باز رہیں) ہم نے اپنے دل میں کہا کاش آپ چپ رہیں (تاکہ آپ کو زیادہ رنج نہ ہو ان گناہوں کا خیر کر کے کہ لوگ ان کو کیا کرتے ہیں۔)

صلى الله عنه وسلم مُكِبًا فَمَحَسَ فَمَا رَأَى يُكْرِهَ حَتَّى نَسِيَ نَبِيَّهُ سَكَتَ

۲۶۰- انسؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے لڑیا کیرہ گناہوں کے باب میں وہ شرک کرنا ہے اللہ کے ساتھ اور نافرمانی کرنا مال باپ کی اور خوش کرنا (ناحق) اور جھوٹ بولنا۔

۲۶۰- عن انسٍ عن النبي صلى الله عليه وسلم في الكِبَرِ قَالَ (( الشُّرْكُ بِاللَّهِ وَغُفُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَقَوْلُ الزُّوْرِ ))

۲۶۱- اس میں ناکٹ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا کیرہ گناہوں کا آپ سے پوچھا کسی نے کیرہ گناہوں کو آپ نے فرمایا شرک کرنا اللہ کے ساتھ اور ناحق خون کرنا اور نافرمانی مال باپ کی اور آپ سے فرمایا میں تم کو بتلاؤں سب کہ تم میں کیرہ وہ جھوٹ بولنا ہے یا جھوٹی گواہی دینا۔ شعبہ سے کہا میرا گمان غالب یہ ہے کہ جھوٹی گواہی کو فرمایا۔

۲۶۱- عن انسٍ بن مالك قال ذكر رسول الله ﷺ الكِبَرِ أَوْ مَسْ عَنْ الْكِبَرِ مَعَالِ الشُّرْكِ بِاللَّهِ وَقَتْلِ النَّفْسِ وَغُفُوقِ الْوَالِدَيْنِ وَقَالَ أَمَا أَيْبُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكِبَرِ قَالَ قَوْلُ الزُّوْرِ أَوْ قَانِ شَهَادَةَ الزُّوْرِ (( قَالَ شَعْبَةُ وَأَكْبَرُ طَيِّبٌ أَنَّهُ شَهَادَةُ الزُّوْرِ ))

۲۶۲- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بچہ سات گناہوں سے جو ایمان کو ہلاک کر دیتے ہیں اصحاب نے کہا یا رسول

۲۶۲- عن أبي هريرة رضي الله عنه قال (( اجْتَنِبُوا السَّبْعَ

تھ باز رہیں اور کھم کی برائی کو ہر ایک شخص کو معلوم تھی پھر حدیث کے اطلاق سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جھوٹی گواہی ہر طرح سے کیرہ گناہ ہے خواہ بڑے حق کے لیے ہو یا چھوٹے حق کے لیے۔ اچھی

(۲۶۱) ۱۱ امام نووی سے توفادہ ۱۰ پر نقل ہوا وہ اس مقام سے متعلق ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے جھوٹی گواہی کو شرک سے کٹا کر بڑھایا اور اس کی یہ ہے کہ اس گل پر جھوٹی گواہی سے ڈرنا منظور تھا کیونکہ خوف ہو گا لوگوں کے پڑ جائے گا اس گناہ میں گرجہ جھوٹی گواہی یا جھوٹ بولنا شرک کے برابر نہیں کیونکہ شرک سب سے بڑا گناہ ہے اور ایک بھید یہ بھی ہے کہ شرک در حقیقت ایک قسم سے جھوٹ کی یہ جھوٹی گواہی کی کیونکہ شرک جھوٹی گواہی اللہ پر یا جھوٹ ہے جیسے ایک جھوٹ ہوتا ہے بتوں پر دیے ہی شرک ایک قسم سے جھوٹ ہے نہ پھر جس سے جھوٹ بولنا اور رتھیا جھوٹی گواہی کی وہ شرک کرنے میں بھی پاک نہ کرے گا اور کثیر ایسا معلوم ہوا ہے کہ جھوٹ بولنا جی وہی لوگ دیتے ہیں جس کے دوس میں اللہ کی عظمت مطلق نہیں ہوتی تب تو اس کا نام سے کہ معاذ اللہ جھوٹ بولتے ہیں اور جھوٹی قسم کھاتے ہیں۔ نیزہ کی جمع میں یہاں کھوتے ہیں۔ پس یہ شخص شرک کرنے میں یا شرک کی بات کرنے میں کب رکھیں گے اگر ان کو دیکھیں کہ ان کی طبیعت دلی جاوے۔

(۲۶۲) ۱۲ بروی سے کہیں۔ لیل سے جس کا سہ ماہ سب کی جو صحیح ہو مشورہ ہے کہ جاوہ حرام ہے اور کیرہ گناہ ہے جی جاوہ کا کرنا اور چلانا اور سبھنا اور کھانا سب حرام ہے اور تاہم جس گناہ سے کہا جاوہ کا بیکھنا حرام نہیں ہے بلکہ جائز ہے تاکہ جاوہ کی شناخت ہو اور جاوہ کو لیں

الْمُؤَبَقَاتِ) قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا هُنَّ قَالَ  
(لِشْرَاكَ بِاللَّهِ وَاسْتَحْزَ وَفَنَلِ النَّفْسَ الَّتِي  
حَرَّمَ اللَّهُ إِنَّ بِالْحَقِّ وَأَكْلُ مَا لِيَتِيمٍ وَأَكْلُ  
الرِّبِّ وَالنَّوْصَى يَوْمَ الزُّخْفِ وَقُلْتُ الْمُنْغَصَبَاتِ  
الْمُغَالَلَاتِ اِخْوَصَاتِ)

۲۶۳- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ قَالَ (( مِنْ الْكِبَارِ شَتْمُ الرَّجُلِ  
وَالِدَيْهِ )) قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَهَلْ يَشْتُمُ  
الرَّجُلُ وَالدَّيَّةَ قَالَ (( نَعَمْ يَسُبُّ أَبَا الرَّجُلِ  
فَيَسُبُّ أَبَاهُ وَيَسُبُّ أُمَّهُ فَيَسُبُّ أُمَّهُ ))

۲۶۴- وَ حَدَّثَ أَبُو بَكْرٍ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ  
وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ جَمِيعٌ عَنْ  
مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ ح وَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ  
بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سَعِيدُ  
كَاهِلٌ عَنْ سَعْدِ بْنِ ابْنِ رَافِعٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

اللہ اور لوگوں سے گناہ ہیں؟ آپ نے فرمایا خدا کے ساتھ شریک کرنا  
اور جادو اور سحر جان کو مارنا جس کا مارنا خدا نے حرام کیا ہے لیکن  
حق پر مارنا درست ہے۔ در پیاج کھانا اور یتیم کا مال کھا جانا اور لڑائی  
کے دن کافروں کے سامنے سے بھاگنا اور خداوندی ایمان و ربانیت  
و امن عورتوں کو جو بدکاری سے واقف نہیں عیب لگانا۔

۲۶۳- عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے روایت سے رسول اللہ ﷺ  
نے فرمایا کبیرہ گناہوں میں سے ہے گالی دینا اپنے ماں باپ کو  
لوگوں نے کیا یا رسول اللہ! کیا کوئی گالی دیتا ہے اپنے ماں باپ کو؟  
آپ نے فرمایا ہاں دیتا ہے۔ کوئی گالی دیتا ہے دوسرے کے باپ کو  
بحر وہ گالی دیتا ہے اس کے باپ کو اور یہ گالی دیتا ہے اس کی ماں کو وہ  
گالی دیتا ہے اس کی ماں کو۔

۲۶۴- ابو بکر بن عبد اللہ اس سند سے بھی مروی ہے۔

۱۔ قرآن کے لیے اور چاروں گناہوں کو اللہ سے قہر دینے کے لیے اور ان لوگوں کے نزدیک حدیث محبوب ہے جادو کے چلائے پر بھی اس پر  
تہمت کرنا ناجائز ہے۔ نووی نے کہا اس روایت میں سات گناہ مذکور ہیں ایک روایت میں تین اور ایک روایت میں چار اس سے کہ یہ بڑے سخت  
گناہ ہیں اور کفر واقع ہوتے ہیں۔ حاصل کہ جاہلیت کے زمانے میں یہ گناہ واقع ہوتے تھے اور اس سے بعد کی حدیث میں ایک اور گناہ مذکور ہے  
اپنے ماں باپ کو گالی دینا اور حدیث میں چار حرامی اور پیشاب سے پاکی نہ کرنا مذکور ہے اور مسلم کے سولہ اور کتابوں میں چھوٹی قسم کھانا اور بیت  
اللہ کی حرمت توڑنا بھی آئے ہے اور علامہ نے کہا ہے کہ کبیرہ گناہ ان میں منحصر نہیں بلکہ اور بہت گناہ کبیرہ ہیں اور ان میں کہاں سے منقول ہے ان سے  
کسی سے پوچھ کبیرہ گناہ سات ہیں؟ انھوں نے کہا سات سے ستر تک ہیں بلکہ سات سو تک اور ادب تفصیل کبیرہ کی گزر چکی۔

(۲۶۳) نیز تو جس نے پہلے گالی دی دینی جب ہو اپنے ماں باپ کو گالی کھلانے کا تو گویا اس نے خود گالی دی اپنے ماں باپ کو۔ اسان کی حرمت  
اور عزت خود اس کے ہاتھ میں ہے۔ کسی کو گالی دینا پھر آپ کھانا کتنی بڑی حماقت ہے۔ وہی ہے کہ اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو  
شخص سبب ہو کسی کام کا تو وہ کام اس کی طرف منسوب ہو سکتا ہے اور وہ کام کا جو اور بچہ ہو وہ بھی بد ہے تو شیرہ افور کا بچہ جس شخص کے ہاتھ جو  
کی شراب بنا تا ہے یا پتھیر یا پتھیر اس شخص کے ہاتھ خواہ اگر ماہ ۲۰ ہے ناجائز ہے۔



## باب تخریم الکبر و بیانہ باب کبر (یعنی غرور اور خود پسندی) کی حرمت اور اس

کامیان

۲۶۵ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مسعودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ (( مَا يَدْخُلُ نَجْةً مِنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مَقَالٌ شَوْقٍ مِنْ كِبَرٍ )) قَالَ رَجُلٌ لَا تَوَحُّلَ بَعْدَ أَنْ يَكُونُ مَوْتَهُ حَسْبًا رَغْنَةً ۲۶۵ عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت میں نہ جاوے گا وہ شخص جس کے دل میں رتی برابر بھی غرور اور تکبر ہو گا۔ ایک شخص بولا ہر ایک آدمی چاہتا ہے اس کا جو تاؤ پھو ہو (اور وہ سے) (تو کیا یہ بھی غرور اور تکبر ہے) آپ

(۲۶۵) یعنی اللہ جل جلالہ سب سے زیادہ پاکیزہ اور خوش اور خوب صورت ہے خود پسند کرتا ہے جو صورتی اور پاکیزگی اور سحر و جادو کی برکت سے محروم ہو جاتی ہے۔ قدر حال ہیں اور پسند اور برکت کرتا اور خوشبو لگاتا ہے امر سب شرع کی رو سے حلال بلکہ بہتر ہیں اور یہ چیزیں کبر اور غرور میں داخل ہیں کسی آدمی کو شوق ہو یا اس کا وہ دوسروں سے بہتر کچھ پہننا چاہے یا جو تا پہننا تو یہ برا نہیں بلکہ بہتر اور عمدہ ہے کیونکہ مسخانی اور سحر و جادو کی برکتی اور حسن و جمال یہ سب صفات ہیں اللہ جل جلالہ کی اور اسان کو مطلع یہ امر مرغوب ہیں۔ پس اس کا حاصل کریں اس کا شوق حنا کی طرح برا نہیں ہو سکتا اور ان کا شوق کبر اور غرور نہیں ہو سکتا بلکہ کبر کے وہ معنی ہیں جو آگے بیاں ہوئے۔ نوائی سے کہا یہ جو آپ نے فرمایا کہ جیل سے پتہ کرتا ہے حال کو تو علمائے اس کے معنی میں یہ اختلاف کیا ہے بعضوں نے کہا اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ کی ہر ایک رحمت جمیل۔ اور ہر ایک کام جمیل ہے جتنی عمدہ اور بہتر ہے اور اس کے تمام نام بہتر ہیں اور تمام صفات میں جمال اور کمال موجود ہے۔ اور اس قسم کی سے کہا جیل کے معنی جیل یعنی بزرگ اور بڑھاپے نے نقل کیا کہ جیل کے معنی بزرگی اور روشن یعنی وہ مالک سے رہائی اور تارکی کا۔ بعضوں نے کہا اس کے افعال جمیل ہیں کہ وہ نظر کرتا ہے اپنے بندوں پر رحمت کے ساتھ اور تکلیف دہ سے تھوڑے آسان کاموں میں اور خوب کام بہت اور جمیل اس سے جو صحیح حد میں حد کے لیے تیار ہے یہ حدیث حرم واحد ہے اور اس قسم کی حدیث میں بھی یہ ملاحظہ ہو۔ اس میں شوق سے اور حق یہ ہے کہ اللہ کو جیل بول سکتے ہیں اور بعض حدیث سے اس سے منع کیا ہے۔ امام غزالی نے کہا کہ اللہ جل جلالہ کے جو نام اور صفات شرع میں وارد ہوئے ہیں ہم ان کا اطلاق کریں گے اور جن سے شرعاً منع کیا ہے ان کے اطلاق سے ہر نام میں سے اور جو نام و صفات شرع میں نہیں آئے ان کے جو نام یا صدم جو ان کی قائم حکم۔ نہیں گئے اس سے کہ شرع کے احکام اس سے منع ہوتے ہیں اور ہم جو ان کا علم کر دیں تو ہم نے ایک حکم کیا بغیر حکم شرع کے پھر اطلاق کے جائز ہونے کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وہ میں بیانی ہو (یعنی یہ نہ واحد نہ متواتر) بلکہ وہ دلیل قاطع سے جو موجب ہوتی ہے عمل کو گرچہ علم کو موجب نہ ہو (یعنی خبر واحد کافی ہے) ہر ایک میں داخل نہیں ہو سکتا۔ تمام ہوا کلام امام احمد بن حنبل کا اور ان کا درجہ اور تہذیب جو ایک حکم میں خصوصاً اس میں بھی حکم کلام میں تو انہی درجہ کتب اور یہ جو اصول سے کہا کہ ہم جو ان کا علم جو ان کی قائم حکم نہیں کریں گے جب تک دلیل شرعی نہ ہو تو ہم ان میں سے اس مذہب پر ہے جو ملکہ سے اور صحیح سے متفقین کے نزدیک کہ اصل شیان میں یہ ہے کہ کوئی حکم نہ کیا جاوے جب تک شرعاً وارد نہ ہو نہ حدیث۔ حرمت نہ دامت کا یہ کہ اصل مست سے ہر ایک عام شرع ہے اور ہمارے بعض علماء نے کہا کہ اصل شیان میں اباحہ سے اور بعضوں نے کہا کہ اصل حرمت ہے اور بعضوں نے کہا کہ اصل توقف۔ اور تقدوس ہے جو پہلے مذکور ہو اور اہل سنت نے اختلاف کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر اس کا نام اور صفات کا جو شرع میں وارد نہیں ہوئے اطلاق کیا جاوے۔ یہ چند بے بشر طبع وہ اسلام اور صفات جمال اور جلال اور باری اور حق کے سوا تو بعضوں نے ان کا اطلاق کیا رکھا ہے اور بعضوں نے منع کیا ہے جب تک کوئی دلیل قطعی جیسے آیت یا حدیث متواتر یا جماع نہ ہو اور خبر واحد سے بوجہ

حَسَنَةً قَالَ (( إِنَّ اللَّهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ  
الْكِبْرُ بَطَرٌ الْحَقُّ وَغَضَبُ النَّاسِ ))

نے فرمایا اللہ جمیل ہے دوست رکھتا ہے جمال کو۔ غرور محمدیہ ہے  
کہ انسان حق کو ناحق کرے (یعنی اپنی بات کو سچ یا نفسانیت سے  
ایک بات واقعی ہو اور صحیح ہو اس کو رد کرے لارٹ مانے) اور  
لوگوں کو تحقیر سمجھے۔

۲۶۶- عَنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( لَا يَدْخُلُ  
النَّارَ أَحَدٌ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ خَوْذَلٍ مِنْ إِيْمَانٍ  
وَلَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ أَحَدٌ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ  
خَوْذَلٍ مِنْ كِبْرٍ ))

۲۶۶- عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہنم میں نہ جاوے گا (یعنی ہمیشہ کے  
لپے ہو شخص جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہو  
اور جنت میں نہ جاوے گا وہ شخص جس کے دل میں رائی کے دانے  
کے برابر کھمنڈ اور غرور ہو۔

۲۶۷- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ قَالَ (( لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي  
قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبَرٍ ))

۲۶۷- عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے  
فرمایا جنت میں نہ جاوے گا وہ شخص جس کے دل میں رتی برابر  
غرور ہو۔

اس نام یا صفت ثابت ہو اس کے اطلاق میں اختلاف ہے۔ قاسمی عیاض نے کہا صحیح ہے کہ اس کا اطلاق جائز ہے انجی، قال النورانی، اسمہ ایج  
الوہاب میں ہے کہ اللہ جل جلالہ کے اسماء اور صفات میں وقوف صحیح ہے یعنی جو اسماء اور صفات شرع میں وارد ہوئے ہیں ان ہی کا اطلاق کرنا چاہیے  
اور اپنی طرف سے نئے نام اور صفات نہ شائبہ نہیں گویا کے معنی عمدہ ہوں۔ تمام معنی کی کتاب الاسماء والصفات اس باب میں تہایت عمدہ  
اور جامع کتاب ہے اور اپنے تئیں عالی اور بلند اور معزز خیال کرے یعنی نفس پروری کرے یہ صفت ایسی ہی ہے کہ انسان کو بہت دلیل کرتی ہے۔  
اور لوگ اس سے باز رہنا چاہتے ہیں اور اس کو دشمن جانتے ہیں اس کج خلقیت کی وجہ سے صرف یہی عذاب نہیں کہ جس سے محروم ہو گا  
بلکہ دیا میں بھی بڑی تکلیف اور مصیبت ہوگی۔ جو شخص کھمنڈ کرتا ہے اور دوسرے لوگ اس کی فکر میں رہتے ہیں اور کسی موقع پر اس کو بائیل  
کرتے ہیں کہ اس کا سارا غرور پاک کی رائی نکل جاتا ہے۔ حدیث میں غصط انصاف طاء مملہ سے مروی ہے جس کے سنی ہوگوں کو حقیقہ چنا  
اور صحیح مسلم کے سب فقہوں میں یہ لفظ یوں ملتا ہے اور ابو داؤد نے بھی اس کو کسی طرح نقل کیا ہے لیکن ترمذی نے عمس صاد ہمد سے نقل کیا ہے  
ہے اور معنی اس کا بھی یہی ہے۔

(۲۶۶) نووی نے کہا اس کی تاویل میں علماء کا اختلاف ہے۔ خطابی نے دو وجہیں بیان کی ہیں ایک یہ کہ مراد وہ شخص ہے جو ایمان لا۔  
میں اتنا غرور اس کا بھی غرور کرے اور ایمان نہ لاوے تو وہ جنت میں ہرگز نہ جاوے گا جب اسی حالت میں مرے دوسرے یہ کہ جب لوگ جنت میں  
حادثے میں تو ان کے دلوں میں رائی کے دانے کے برابر بھی غرور نہ ہوگا اس لیے کہ اللہ نے فرمایا ہم نے نکال لیا ہشتیوں کے دلوں میں سے جو  
کچھ کھٹک تھی اس میں اور یہ دونوں تاویلیں بعید ہیں اس لیے کہ حدیث وارد ہوئی ہے کہ کبر کی سماعت میں لوگوں کو نیکوں پر بات سے بچانے  
کے لیے اور ان دونوں تاویلوں کی وجہ سے وہ مطلب فوت ہو جاتا ہے تو ظاہر دوم ہے جو قاضی عیاض اور محققین نے اختیار کیا ہے جس مطلب  
یہ ہے کہ وہ جنت میں نہ جائے گا جب تک اس کو کبر کا پورہ نہ ملے گا۔ اگر اس کو پورہ نہ ملے تو یہی ہد ہے کہ وہ جنت میں نہ جاوے اور بعضوں نے کہا  
ہے کہ وہ پورے جہنم کے ساتھ پہلی بار جنت میں نہ جاوے گا۔

بَابُ مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا  
دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ مَاتَ مُشْرِكًا دَخَلَ  
النَّارَ

باب جو شخص شرک سے پاک ہو اور مرے تو وہ جنت  
میں جاوے گا اور جو شرک کی حالت میں مرے وہ جہنم  
میں جاوے گا

۲۶۸- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ وَسَمِعْتُ  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ ابْنُ  
مَسْرُوقٍ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَقُولُ (( مَنْ مَاتَ يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ  
النَّارَ وَقُلْتُ أَمَا وَمَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا  
دَخَلَ الْجَنَّةَ ))

۲۶۸- عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے  
فرمایا اور ایک روایت میں ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ  
فرماتے تھے جو شخص مر جاوے اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرتا  
ہو تو وہ جہنم میں جاوے گا۔ عبد اللہ بن مسعود نے کہا میں کہتا ہوں  
جو شخص مر جاوے اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو وہ  
جنت میں جاوے گا۔

۲۶۹- عَنْ حَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَمَّا  
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقَالَ بَا  
رَسُولَ اللَّهِ مَا الْمُؤَحِّدَانِ فَقَالَ (( مَنْ مَاتَ  
لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ مَاتَ  
يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ ))

۲۶۹- حابر سے روایت ہے ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس  
آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! وہ دو باتیں کون سی ہیں جو واجب کرتی  
ہیں جنت کو اور جہنم کو؟ آپ نے فرمایا جو شخص مر جاوے اور وہ اللہ  
کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو تو وہ جنت میں جاوے گا اور جو  
شخص مر جاوے اور وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرتا ہو تو وہ  
جہنم میں جاوے گا۔

(۲۶۸) یہاں بھی ہے صحیح مسلم کے اکثر نسخوں میں اور صحیح بخاری میں اور قاضی عیاض نے بھی یہی نقل کیا ہے اور بعض نسخوں میں اس  
کے برعکس ہے یعنی پہلے جملہ کو ابن مسعود کا کلام نقل کیا ہے اور دوسرے حمد کو رسول اللہ کا اور حمید بنی کے کتاب الجمع میں الصحیحین میں  
ایہی نقل کیا ہے اور ابو حاتم نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے اور یہ دونوں جملے مر فوجا جابر سے ثابت ہیں پھر ابن مسعود نے جو ایک جملہ  
حضرت کی طرف نسبت کیا اور ایک اپنی طرف تو اس کی وجہ یہ ہوگی کہ انھوں نے حضرت سے ایک ہی جملہ سنا ہوگا اور دوسرا جملہ قرآن و  
حدیث سے انھوں نے خود نکال مگر اس میں یہ خراب ہوتی ہے کہ ابن مسعود نے جو دوسری روایت میں دونوں جملوں کو حضرت سے نقل کیا تو  
شاید ابن مسعود کو اس روایت کے وقت ایک جملہ یاد رہا ہوا کہ اس سے انھوں نے اپنی طرف سست لیا۔ واللہ اعلم۔

(۲۶۹) یہاں بھی ہے کہ اس پر جہاد ہے مسلمانوں کا لیکن شرک کا جہم میں جانا وہ عموماً ہے وہ جہم میں جاوے گا۔ ہمیشہ اس میں ہی رہے گا  
اور یہودی اور نصرانی اور بت پرست اور سب قسم کے کافروں کا بھی حکم ہے ان میں کوئی فرق نہیں ہے وہ سب ہمیشہ جہنم میں رہیں گے اسی  
طرح جو کافر ہو عہد سے یا بغیر عہد کے یا جو مخالف ہو ملت اسلام کے یا جو اسلام کی طرف منسوب ہو یعنی مسلمان کہلاوے پھر حکم کیا جاتا اس  
کے کفر کا کسی امر کے انکار سے اور جو شرک نہ ہو موجد ہو اس کا جنت میں جانا بھی یقینی ہے پھر اگر اس سے کبیرہ گناہ پر اصرار نہیں ہو اور وہ تو پہلے  
ہی بلہ میں جنت میں جاوے گا اور جو کبیرہ پر اصرار کرے تاہا تو وہ خدا کی مشیت پر ہے چاہے اسے معاف کرے اور سیدھا جنت میں لے جاوے  
اور چاہے چند روز عذاب کر کے پھر جنت میں لے جاوے لیکن وہ ہمیشہ جہنم میں نہ رہے گا۔

٢٢٨- عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ (( مَنْ لَقِيَ اللَّهَ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ لَقِيَ اللَّهَ يُشْرِكُ بِهِ دَخَلَ النَّارَ ))

٢٧١- عن أبي الرقيق عن جابر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال هبثله

٢٧٢- عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: ((أحاديث جبريل عليه السلام فبشروني أنه من مات من أمتك فلا يضره بالله شيئا دخل الجنة قلبا وإن رآني وإن سرق قال وإن ربي وإن سرق))

٢٧٣- عَنْ أَبِي دُرٍّ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ  
يَأْتِيهِ عَلَيْهِ ثَوْبٌ أَبْيَضُ ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَإِذَا هُوَ مَالِكٌ ثُمَّ  
أَتَيْتُهُ وَقَدْ اسْتَقَطَ فَحُلِسَتْ إِلَيْهِ فَقَالَ (( مَا مِنْ  
عَبْدٍ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ثُمَّ مَاتَ عَلَى ذَلِكَ إِلَّا  
دَخَلَ الْجَنَّةَ )) قُلْتُ (( وَإِنْ رَمَى وَإِنْ سَرَفَ ))  
قَالَ (( وَإِنْ رَمَى وَإِنْ سَرَفَ )) قُلْتُ (( وَإِنْ رَمَى ))

۷۷- اِس سند سے بھی مذکور بالا حدیث آتی ہے۔

۲۷۲- ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حضرت جبریلؑ میرے پاس آئے اور مجھ کو خوشخبری دی کہ جو شخص تمہاری امت سے مرے گا اور وہ کسی کو اللہ کے ساتھ شریک نہ کرنا ہو گا تو جنت میں جاوے گا۔ میں نے کہا اگرچہ دوزخا کرے یا چوری کرے انھوں نے کہا اگرچہ دوزخا کرے یا چوری کرے۔

۳۷۲- ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ سورہ ہے تھے ایک سفید کپڑا اوڑھے ہوئے پھر میں آیا تو آپ سورہ ہے تھے پھر میں آیا تو آپ چاگتے تھے۔ میں بیٹھا آپ کے پاس آپ نے فرمایا جولاہا لا اللہ کہے پھر سر جادے اسی اعتقاد پر (یعنی اللہ کی توحید پر) تو وہ جنت میں جادے گا۔ میں نے کہا، مگر چہ وہ دنیا کرے اور چوری کرے؟

(۷۷) تو وی نے کہا کہ جو عیسیٰ مسیح ہے اہل سنت کے مذہب کی کہ کبیرا گناہ کرے وہاں ہمیشہ جہنم میں نہیں رہے گا بلکہ جہنم میں یا تو بالکل نہ جاوے گا اور اگر جاوے گا تو چند روز کے بعد وہاں سے نکل کر پھر سنت میں جاوے گا اور وہ پر اس کا بیان مفصل مکرر چکا ہے۔ سمجھی۔ رتاؤ۔ چوری کو اس لیے حاصل کیا کہ یہ دونوں بڑے کبیرہ گناہ ہیں اور مطلقاً اللہ سے دور چوری حق العباد تو معلوم ہوا کہ جو شخص موصوفہ ہر اور اس گناہ میں مبتلا ہو جو حقوق العباد ہوں تب بھی وہ ہمیشہ جہنم میں نہیں رہے گا بلکہ کبھی نہ کبھی وہاں سے نکل کر آخر کو بہشت میں ضرور جاوے گا۔

(۲۷۳) یعنی ابو ذرؓ کی امت ہو جس سے کہ یہ امر ان کی رائے اور مرضی کے خلاف تھا اور گناہوں سے بڑی نگرانی کر رہے تھے اور گناہگاروں کو اللہ کی رحمت سے دور سمجھتے تھے اور یہ امر ان کے بارہا پوچھنے سے معلوم ہوا کہ زنا اور چوری کرنے پر بھی وہ جنت میں جائے گا کیونکہ ان کو بڑا تعجب ہو کہ اتنے بڑے بڑے گناہ کرنے پر بھی اس کو جنت ملے گی یعنی جو لفظ حضرتؓ نے فرمایا تھا اسی کو کہتے جاتے تھے اور یہ انتہائی محبوب تھی ابو ذرؓ کی رسول اللہؐ کے ساتھ۔

تیں ہار ایسا ہی فرمایا۔ چوتھی بار آپ نے فرمایا اگرچہ بودہ کی ناک میں خاک لگے۔ پھر نکلے بودہ اور وہ کہتے تھے اگرچہ بودہ کی ناک میں خاک لگے۔

باب کافر کو **لا الہ الا اللہ** کہنے کے بعد قتل کرنا حرام ہے

۳۷۴۔ محمد ابن اسود سے روایت ہے انھوں نے کہا یا رسول اللہ! اگر میں ایک کافر سے بھڑوں وہ مجھ سے لڑے اور میرا ایک ہاتھ لکوار سے کاٹ ڈالے پھر مجھ سے جنگ کرے ایک درخت کی آڑ میں اور کہے لگے میں ۳۰ دن ہو گیا اللہ کا کیا میں اس کو قتل کروں جب وہ کہہ چکے؟ آپ نے فرمایا مت قتل کر س کو۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! اس نے میرا ہاتھ کاٹ ڈالا پھر ایسا کہنے لگا کیا میں اس کو قتل کروں؟ آپ نے فرمایا مت قتل کر اس کو (اگرچہ تجھ کو اس سے صدمہ پہنچا اور زخم لگا) مگر تو اس کو قتل کرے گا تو اس کا حال تیرا ہو گا قتل سے پہلے اور میرا حال اس کا سا ہو گا جب تک اس سے یہ

وإن سرق من وإن ربي وإن سرق ثمن من  
في الزبالة (و على رغم أنف أبي ذر) فإن  
مخرج أبو ذر وهو يقول وإن رغم ثمن أبي ذر  
باب تحريم قتل الكافر بعد أن قال لا  
إله إلا الله

۲۷۴۔ عن انس بن مالك قال سمعت رسول الله  
صلى الله عليه وسلم يقول يا رسول الله  
إنك تعلم عاتلي فصرمت بخدي بدية بالسيف  
مطعم ثم لاد مني بشجرة فقال أرسلت لله  
أما والله يا رسول الله بعد أن قالها قال رسول  
الله صلى الله عليه وسلم (لا تقتله) قال فقلت يا رسول الله  
إنه قد قطع بدية ثم قتل دله بعد أن قطعها  
فأقبلت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا  
تقتله فإن قتله فإنه بمصر لثك قبل أن تقتله وإنك

(۳۷۴) ظاہر حدیث کا سنہوہم یہ ہے کہ اگر تو اس کو قتل کرے گا وہ تیری مثل ہو جائے گا۔ یعنی وہ مسلمان ہو گا اور تو اس کے مثل ہو جائے گا۔  
یہی جیسے وہ تھا اسلام لانے سے پہلے یہی کافر ہو جائے گا۔ اس میں یہ اشکال ہے کہ مسلمان جہاد کرنے والا اس گناہ سے کافر نہیں ہو سکتا خصوصاً  
اس صورت میں جب اس کو احتمال ہو کہ یہ دل سے مسلمان نہیں ہو ہے بلکہ جان بچانے کے لیے بہانہ کرتا ہے اور اس سے مسلمان و رومی بھی  
کیا ہو۔ وائی سے کہا اس حدیث کے مطلب میں علامہ نے اختلاف کیا ہے سب سے عمدہ سنی وہ ہے جو امام شافعی اور ابن قسار سے منقول ہے کہ  
جب اس سے لا الہ الا اللہ بھلا اور اسلام قبول کیا وہ تیری مثل ہو گیا یعنی جان کی حرمت اور حفاظت میں جیسے تو قتل کے قتل سے پہلے اور تو نے  
جب اس کو قتل کیا تو تو اس کے مثل ہو گیا یعنی تیری جان کی حرمت نہ رہی اور تیرا خون حلال ہو گیا جیسے اس کا حال تھا اسلام لانے سے پہلے  
قاسمی عیاش نے یہاں کا یہ سنی ہے کہ تو اس کے مثل ہو گیا حق کی حفاظت میں اور گناہوں اور کتاب میں اگرچہ تیری حفاظت اور گناہوں اور اس کی  
حفاظت اور گناہوں میں فرق ہے اس کا گناہ کفر تک پہنچا تھا اور تیرا گناہ قتل تک پہنچے گا پھر علامہ نے خلاف کیا ہے کہ اگر کوئی مسلمان جہاد میں ایسا  
کرے یعنی کسی کافر کو نہ لا اللہ کہنے کے بعد مار ڈالے تو اس کا کیا حکم ہے بعضوں نے کہا اس پر کچھ نہیں کہ قصاص ہے نہ دیت نہ کفارہ نہ تک  
آگے کی حدیث میں آگے کا کہ اسامہ نے یہ فعل کیا تھا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قتل کیا نہ دیت نہ ان سے نہ کفارہ ان پر واجب کیا اور بعضوں  
کے نزدیک کفارہ واجب ہے لیکن قصاص موقوف ہے بوجہ شہ کے کہ تک اس کو کافر سمجھ کر مارا اور یہ جیل کیا کہ وہ کلمہ توحید پڑھنے سے مسلمان  
نہیں ہو سکتا۔ یہی حالت میں اور دیت کے واجب ہوئے میں امام شافعی کے وہ قول ہیں پھر یہ لوگ اسناد کی حدیث کا جواب دیتے ہیں کہ کفارہ  
واجب نہیں اور دیت بھی اس واسطے نہ تھی کہ اسامہ متفق ہوں گے۔



بَعْرَانَهُ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ كَيْفَهُ الَّتِي قَالَ ۝

کلمہ نہیں کہا تھا۔

۲۷۵ عَنْ الزُّهْرِيِّ يَهْدِي الْإِسْنَادُ أَنَّ الْأَوَّلَ رَجُلًا

۲۷۵ دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے اس میں یہ ہے کہ وہاں کے

أَنَّ جُرَيْجَ بْنَ هَبِيٍّ حَدَّثَهُمَا قَالَ سَلَّمْتُ لَهُ

مردم یہاں تک کہ نے در معمر کی روایت میں ہے کہ جب میں

كَمَا قَالَ الْبَيْتُ فِي حَدِيثِهِ وَأَمَّا مَعْمَرٌ فَفِي

جنگوں اس کے قتل کے لیے تودہ کہے لا الہ الا اللہ۔

حَدِيثِهِ عَنْ أَقْرَبِ نَاقَتِهِ قَالَ ۝ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

۲۷۶ عَنْ الْيَقِينِيَّ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْأَسَدِ

۲۷۶ - حقد بن عمرو بن اسود کندی سے روایت ہے وہ حلیف

الْكُفَّارِيِّ وَكَانَ حَلِيفًا لَيْسَ زُفَرًا ۝ كَانَ بَشِيرًا

تھے ہی زہرہ کے (بھی ان کی ماں میں آئے تھے اور ان سے ہمد

شَهِيدًا بِذُرٍّ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کر چکے تھے) اور بدر کی لڑائی میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے

ثُمَّ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ إِنْ لَقِيتُ رَجُلًا

انہوں نے کہا یا رسول اللہ آپ کیا سمجھتے ہیں اگر میں بغزوہ ایک

مِنَ الْكُفَّارِ لَوْ دَخَلْتُ بَيْتًا حَدِيثَ الْبَيْتِ

کافر سے پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گزری

۲۷۷ - عَنْ أَسَمَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

۲۷۷ - اسامہ بن زید سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ہم کو

وَهَذَا حَدِيثُ أَبِي أَبِي شَيْبَةَ قَالَ بَقِيََا رَسُولُ

ایک سریہ میں بھیجا (سریہ کہتے ہیں لشکر کے ایک کڑے کو جس

اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سِرِّيهِ فَصَبَحْنَا

میں چار سو آدمی تک ہوتے ہیں) ہم صبح کو لڑے حرقات سے

الْحَرَقَاتِ مِنْ سَهْمَةٍ فَأَذْرَكْتُ رَجُلًا مَعَالًا ۝

جہنہ میں سے ہے (حرقات بھم حاورشہر ایک قبیلہ ہے) پھر میں

إِلَّا اللَّهُ فَطَعَنَهُ فَوَقَعَ فِي بَيْتِي مِنْ ذَلِكَ

نے ایک شخص کو پایا اس نے لا الہ الا اللہ کہا میں نے بر چھکی سے اس

فَدَكَّرْتُهُ لَيْسَ صَاحِبُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ

کو مار دیا۔ بعد اسکے میرے دل میں وہم ہوا کہ لا الہ الا اللہ کہنے پر مارنا

رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۝ (أَقَالَ لَا

درست نہ تھا میں نے رسول اللہ سے یہاں کیا آپ نے فرمایا کیا اس

إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَقَعْنَاهُ ۝) قَالَ قَبْلَ يَ رَسُولُ

نے دانہ لا الہ الا اللہ کہا تھا اور تو نے اس کو مار ڈالا۔ میں نے عرض کیا یا

اللَّهُ بِمَا فَلَاحَ عَوْنٌ مِنَ السَّلَاحِ قَالَ ۝ أَفَلَا

رسول اللہ اس نے ہتھیار سے ڈر کر کہا تھا۔ آپ نے فرمایا تو نے اس

مَشَقَّقَتْ عَنْ ظَنِّي حَتَّى تَعْلَمَ أَقَالُهَا أَمْ لَا ۝

کا دل خیر کر دیکھا تھا تاکہ تجھے معلوم ہو کہ اس کے دل سے یہ کلمہ

مَا رَأَى يُكْرَهُ عَنِّي حَتَّى تَعْلَمَ أَمْ لَا ۝

کہا تھا نہیں (مطلب یہ ہے کہ دل کا حال تجھے کہاں سے معلوم

سَلَّمْتُ بَوْمَةً قَالَ فَعَلَّ سَعْدٌ وَأَنَا وَاللَّهُ ۝

ہو) پھر آپ ہار پار میں لڑتے رہے یہاں تک کہ میں نے

أَقْتُلُ مَسْلُومًا حَتَّى يَقُولَ ۝ وَالْطَّيْسُ يَنْبِي

آرزو کی کاش میں اسی دن مسلمان ہو جاتا (تو اسلام لانے کے بعد

(۳۷۷) اللہ سے فرمایا سورہ افعال میں لڑو کا قریب سے یہاں تک کہ خدا نہ دے یعنی ان کا رور لوث چلاے اور وہ ایمان میں داخل نہ ڈال سکے اور ہو چلاے سب دین اللہ کا اس شخص کا مطلب اس آیت کے پڑھنے سے یہ تھا کہ مسلمان بھی اگر فساد کریں تو ان سے لڑنا جائز ہے۔ سعد نے اس کو لڑا اور دیا کہ یہ تو نور فساد بڑھا تا ہے پس میں لڑ کر اور جاری لڑائیاں فساد مٹانے کے لیے تھیں۔

یہ گناہ میں مبتلا ہوتا کیونکہ اسام نامہ سے کفر کے اگلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں) سعد بن ابی وقاصؓ نے کہا قسم خدا کی میں کسی مسلمان کو شہادوں کا جب تک اس کو ذوالیطین یعنی اسامہ نہ مارے (یطین تعصیر ہے یطین کی اور یطین کہتے ہیں پیٹ کو۔ اسامہ کو ذوالیطین اس لیے کہتے ہیں کہ ان کا پیٹ بڑا تھا) ایک شخص بولا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لڑا ان سے جب تک کہ فساد نہ رہے اور دین سب اللہ کے لئے ہو جائے۔ سعدؓ نے کہا ہم تو لڑے کافروں سے اس لیے کہ فساد نہ ہو اور تو اور تیرا ساتھی اس لیے لڑتے ہیں کہ فساد ہو۔

۲۷۸- اسامہ بن زیدؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ہم کو حرق کی طرف بھیجا جو ایک قیدی ہے جہیز میں ہے۔ پھر ہم صبح کو وہاں پہنچے اور ان کو فلست دیکھیں اور ایک انصار آدمی نے مل کر ایک شخص کو پکڑا جب اس کو گھیرا تو وہاں لا الہ الا اللہ کہنے لگا۔ انصار نے توبہ سن کر اس سے ہٹ گیا اور میں نے اسے مارا یہاں تک کہ وہ مر گیا۔ جب ہم لوٹ کر آئے توبہ خبر رسول اللہ ﷺ کو پہنچی اور (پہلی روایت میں ہے کہ اسامہؓ نے خود کر کیا تو شاید آپ کو پہلے خبر پہنچ گئی ہوگی پھر اسامہؓ نے بھی ذکر کیا ہوگا) اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اسامہؓ تو نے اس کو مار ڈالا لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد میں نے کہا یا رسول اللہ اس نے اپنے تئیں بچانے کے لیے کہا تھا۔ آپ نے فرمایا تو نے اس کو مار ڈالا لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد پھر آپ پر بارش کی فرماتے رہے یہاں تک کہ میں نے آرو کی کاش میں مسلمان نہ ہو اور اس ان سے پہلے (توبہ گناہ مجھ پر نہ ہوتا)۔

۲۷۹- مصول بن محرز سے روایت ہے کہ جب بن عبد اللہ بکلی نے عسح بن سداد کو کھل بھیجا جب عبد اللہ بن زبیر کا قتل

اسامہ قاتل قال رجل انم بقل الله وقابوهم حتى لا يكون قسمة ويكون النير كلة لله فان سعد قد قاتل حتى لا تكون قسمة وان اصحابك تريدون ان تقاتل حتى تكون قسمة

۲۷۸ عن أسامة بن زيد بن حارثة يُحِبُّتُ قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْخُرَافَةِ مِنْ جُحَيْثٍ فَعَصَبَتْ الْعُومُ عِزْمَانَهُمْ وَنَحَقَتْ أَمَّا وَرَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ وَخَلَا مِنْهُمْ فَلَمَّا عَشِيَةً قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَكَفَّ عَنْهُ الْأَنْصَارِيُّ وَصَعْنَهُ بَرْمُجِي حَتَّى قَبِلْتُهُ قَالَ فَلَمَّا قَبِلْنَا بِمَعَ ذَلِكَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِي (( يَا أَسَامَةُ أَقْبَلْتُهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ )) مَا قُبْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّمَا كُنْتُ مُعَوِّذًا عَالٍ فَقَالَ (( أَقْبَلْتُهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ )) فَإِنْ مَا رَأَيْتُ مُكَرَّرَهَا عَمِّي حَتَّى سَمِعْتُ أَنِّي نَبِيٌّ أَكْبَرُ سَلَّمْتُ قَبْلَ ذَلِكَ الْيَوْمِ

۲۷۹- عن مصول بن محرز أَنَّهُ حَدَّثَنَا جَدُّ بَنَ عَبْدِ اللَّهِ النَّخَعِيُّ بَعَثَ إِلَيَّ

(۲۷۹) صحیح حدیث میں یوں ہے ولا اريد ان حبركم عن محكم من الفقهی ترجمہ یہ ہوتا ہے کہ میرا ارادہ نہ تھا تم سے بیان کرنے کا میرے پیغمبر کی حدیث اور نہ تھا نہیں۔ لہذا نے کہا تمام نسخوں میں یہ عبارت کی طرح ہے اور میں نے بھی جہاں تک نسخے میرے پاس موجود تھے ان میں بھی پایا۔ انہی مطبوعہ مصر اور مطبوعہ دہلی در کلنتہ سب میں ایسا ہی ہے پر مطبوعہ کلکتہ کے حاشیہ میں یہ لکھا ہے کہ



عَتَقَ نَبِيَّ سَامَةَ زَمَنَ هُنَا نَبِيَّ الرَّبِيعَ فَقَالَ  
اجْمَعُ لِي مَقَرًا مِنْ إِخْوَانِي حَتَّى أُحَدِّثَهُمْ  
فَبَعَثَ رَسُولُهُ إِلَيْهِمْ فَلَمَّا اجْتَمَعُوا جَاءَ  
جُنْدَبٌ وَعَلَيْهِ بُرْنَسٌ أَصْفَرُ فَعَالَ تَحَدَّثُوا  
يَسَاءَ كُنْتُمْ بِحَدِيثِي بِهِ حَتَّى دَرَأَ الْحَدِيثُ  
فَمِمَّا ذَكَرَ الْحَدِيثُ إِلَيْهِ حَسْرَةُ النَّبِيِّ عَنْ  
رَأْسِهِ فَقَالَ إِنِّي أَتَيْتُكُمْ وَكَأَيْدِي أَنْ أُحَرِّكَكُمْ  
عَنْ بَيْتِكُمْ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ بَعَثَ بَعَثًا مِنْ الْمُسْلِمِينَ إِلَى قَوْمٍ مِنَ  
الْمُشْرِكِينَ وَهُمْ الْقَوَا مَكَانَ رَجُلٍ مِنْ  
الْمُشْرِكِينَ إِذَا شَاءَ أَنْ يَقْضَى إِلَى رَجُلٍ مِنَ  
الْمُسْلِمِينَ قَضَى لَهُ قَتْلَهُ وَإِنْ رَجُلًا مِنَ  
الْمُسْلِمِينَ قَضَى عَنْقَتَهُ فَإِنْ وَكَّتْ لُحْدَتِ اللَّهُ  
أَسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَهُوَ رَفَعَ عَنْهُ اللَّيْلَ قَالَ  
إِلَهُ إِلَهِ اللَّهِ فَتَنَّهُ فَمَجَّاءَ الْبُحَيْرِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى  
لِلَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ فَأَخْبَرَهُ حَتَّى أَخْبَرَهُ  
خَبَرَ الرَّجُلِ كَيْفَ صَنَعَ فَدَعَاهُ فَأَلَّهُ فَقَالَ  
(لَمْ تَقْتُلْهُ) قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَوُجِّعُ لِي  
الْمُسْلِمِينَ وَتَقْتُلُ مُلَانًا وَمَنَا رَسُولِي لَهُ نَقَرًا  
وَأَنِّي حَمَلْتُ عَلَيْهِ عَلَمًا رَأَى الشَّيْءَ فَإِنْ  
إِلَهُ إِلَهِ اللَّهِ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

ہوا کہ تم اکٹھا کرو میرے لیے اپنے چند بھائیوں کو تاکہ میں ان  
سے باتیں کروں۔ عسس نے لوگوں کو کہل بھیجا وہ اکٹھے ہوئے تو  
جندب آئے ایک زرد برنس اوڑھے تھے (صراح میں ہے برنس وہ  
لوہی جس کو لوگ شروع زمانہ اسلام میں پہنتے تھے اور ادوی نے کہا  
برنس وہ کپڑا ہے جس کا سر کی مثل لگا ہو ہو کرت باجر۔ جوہری نے  
کہا برنس ایک لمبی لوہی تھی جس کو لوگ ابتدائے اسلام میں پہنتے  
تھے) انھوں نے کہا تم ہاتھیں کرو جو کرتے تھے یہاں تک کہ جندب  
کی بارٹی آئی (یعنی اس کو بات سرور کرنا پڑی) تو انھوں نے برنس  
اپنے سر سے ہٹا دیا اور کہا میں تمہارے پاس آیا اس ارادے سے کہ  
نبیوں کروں تم سے حدیث تمہارے پیغمبر کی رسول اللہ ﷺ نے  
مسلمانوں کا ایک لشکر مشرکوں کی ایک قوم پر بھیجا اور وہ دونوں  
میلے (یعنی آمنہ سامنا ہو میدان جنگ میں) تو مشرکوں میں ایک  
شخص تھا وہ جس مسلمان پر چڑھتا اس پر حملہ کرتا اور مار لیتا۔ آخر  
ایک مسلمان نے اس کی غفلت کو تاکا اور لوگوں نے ہم سے کہا وہ  
مسلمان اسماء بن زید تھے پھر جب انھوں نے تم کو اس پر سیدھی  
کی تو اس نے کہا اے اللہ! لیکن انھوں نے مار ڈالا اس کو بعد  
اسکے قاصد خوشخبری لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا آپ سے  
اس سے حال پوچھا اس نے سب حال بیان کیا یہاں تک کہ اس  
شخص کا بھی حال کہا (یعنی اسماء بن زید کا) آپ نے ان کو بلایا  
اور پوچھا تم نے کیوں اس کو مارا اسماء نے کہا یا رسول اللہ! اس نے  
بہت تکلیف دی مسلمانوں کو تو مارا فلا نے اور فلا نے کو تو مارا نام لیا کئی

اور بعض نسخوں میں اے کافروں پر لکھا ہوا ہے یہی پورا ہے لا یدہ ان اخیر حکم عن مہکم اس صورت میں تو مطلب صاف ہے جی میرا ارادہ  
کچھ نہ تھا سو اس کے کہ حدیث بیان کروں تم سے تمہارے پیغمبر کی اور لوگوں کے کلام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی نسخے میں اے کافروں نہیں ہے تو  
تائید مراد اس کی وہ نسخے ہیں جو اس کو دمشق میں دستیاب ہوئے نووی سے کہا یہاں پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ جندب نے خود عسس سے کہا جیسا کہ  
تم لوگوں کو جمع کرو میں ان سے حدیث بیان کروں گا پھر جب آئے تو خود کیسے کیسے گئے کہ میرا ارادہ حدیث بیان کرنے کا تھا اور میں فارغ و  
طرح سے ہو سکتا ہے ایک تو یہ کہ اے کافروں! اند ہوا اس صورت میں رجم وہ ہو گا جو اوپر مذکور ہوا یعنی میں تمہارے پاس آیا میں ارادے سے تھا

آدمیوں کا پھر میں اس پر غائب ہوا جب اس نے کموار کو دیکھا تو مالہ الا اللہ کہنے لگا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے اس کو قتل کر دیا؟ انھوں نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا تم کیا جواب دو گے لا الہ الا اللہ کا جب وہ آوے گا دن قیامت کے۔ انھوں نے کہا یا رسول اللہ دعا کیجئے میرے لئے بخشش کی۔ آپ نے فرمایا تم کیا جواب دو گے مالہ الا اللہ کا جب وہ آوے گا قیامت کے دن پھر آپ نے اس سے زیادہ کچھ نہ کہا اور یہی کہتے رہے ہم کیا جواب دو گے لا الہ الا اللہ کا جب وہ آوے گا قیامت کے روز۔

باب۔ جو شخص مسلمانوں پر ہتھیار اٹھاوے وہ مسلمان نہیں ہے

۲۸۰- عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص ہم پر ہتھیار اٹھاوے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

۲۸۱- سلمہ بن کوخ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہم پر کموار کھینچے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

۲۸۲- ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہم پر ہتھیار اٹھاوے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

وَسَلَّمَ اَنْتَ قُلْ بَعْدَ قُلْ (( كَيْفَ تَصْنَعُ بِلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ إِذَا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ )) قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ سَتَعْمُرُنِي قُلْ (( كَيْفَ تَصْنَعُ بِلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ إِذَا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ )) قَالَ فَحَصِّلْ لِي بِرِيدُهُ عَنِّي أَنْ يَقُولَ (( كَيْفَ تَصْنَعُ بِلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ إِذَا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ))

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السَّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا

۲۸۰- عَنْ أَبِي عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ (( مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السَّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا ))

۲۸۱- عَنْ سَلْمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (( مَنْ سَلَّ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا ))

۲۸۲- عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (( مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السَّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا ))

اللہ سے کہ یہاں کروں میں تم سے حدیث تمہارے پیغمبر کی اور مطلب صاف ہو جائے گا جیسے قرآن میں لا کالفظ لعلہ یعلم اہل الکتاب اور ما منعک ان لا تسجد میں ذات ہے دوسرے یہ کہ لا کالفظ رائد نہ ہو اور مطلب یہ ہو کہ میں تمہارے پاس آیا اور میرا ارادہ حدیث یہاں کرنے کا تھا بلکہ پہل طرف سے ہاتھ کر کے کا پر میں سب اپنے ارادے سے زیادہ حدیث بھی بیان کرنا ہوں اور کہتا ہوں کہ رسول اللہ سے ایک لشکر بھیجا اخیر تک۔ خیر جاری میں سے کہ شاید اسے پہلے حمزہ مستہام معدوف ہو یعنی میں تمہارے پاس آیا اور یہ ہو سکتا ہے کہ میرا ارادہ حدیث بیان کرنے کا نہ ہو (یعنی میرا ارادہ ہے) واللہ اعلم

(۲۸۰) ☆ نووی نے کہا جو شخص مسلمانوں پر ہتھیار اٹھاوے نا حق بغیر کسی قسم کی تاویل کے لیکن اس فعل کو طلاق نہ جانے وہ تو تمہارا ہے اور کافر نہ ہوگا اور جو طلاق جانے وہ کافر ہے اور یہ حدیث محکم ہے طلاق جانے والے پر یا ارادہ ہے کہ (وہ ہمارے عہدہ طہریت پر نہیں ہے)۔ اچھی

باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
مَنْ عَشَّ فَنِيسَ مِتْ

باب جو شخص مسلمانوں کو فریب دیوے وہ ہم سے  
نہیں۔

۲۸۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (( مَنْ حَمَلَ عَثْرَ  
السَّلَاحِ فَنِيسَ مَا وَمِنْ عَشَّاءَ فَنِيسَ مَا ))

۲۸۳- ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو  
شخص ہم پر ہتھیار اٹھاوے وہ ہم میں سے نہیں ہے اور جو شخص ہم  
کو دھوکا دیوے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

۲۸۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَنِ مَثْرَةِ حِصَامٍ مَادَّعِي  
بَنَاتٍ فِيهَا حَالِبٌ أَصَابَهُ بَلَدٌ فَقَالَ (( مَا هَذَا يَا  
صَاحِبَ الطَّعَامِ )) قَالَ أَصَابَنِي السَّمَاءُ فَا  
رَسُولُ اللَّهِ قَالَ (( أَفَمَا جَعَلْتَهُ فَوْقَ الطَّعَامِ كَمَا  
يَرَاهُ النَّاسُ مَنْ عَشَّ فَنِيسَ مَا ))

۲۸۴- ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے دیکھا ایک  
ڈھیر اناج کارہ میں آپ نے اپنا ہاتھ اس کے اندر ڈالا تو انگلیوں پر  
تری آگئی۔ آپ نے پوچھا اے اناج کے مالک یہ کیا ہے؟ وہ ہوا پانی  
پڑ گیا تھا یہ رسول اللہ! آپ نے فرمایا پھر تو نے اس سے بھیکے ہوئے اناج  
کو اوپر کیوں نہ رکھا کہ لوگ دیکھ لیں؟ جو شخص فریب کرے  
دھوکہ دیوے وہ مجھ سے کچھ علاوہ نہیں رکھتا۔

باب تخريم ضرب الحدود وشق  
الجيوب والدعاء بدغوى الجاهلية

باب رخصہ پر مارنا گریبان پھاڑنا اور جاہلیت کی سی  
باتیں کرنا حرام ہے

۲۸۵- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ (( لَيْسَ مَا مِنْ ضَرْبِ  
الْحُدُودِ أَوْ شَقِّ الْجُيُوبِ أَوْ دَعَا بِدَغْوَى  
الْجَاهِلِيَّةِ )) هَذَا حَدِيثٌ يَحْتَوِي وَأَمَّا بَيْنَ نُسُخٍ  
وَأَمَّا تَكْرُرُ فَقَالَ (( وَشَقِّ وَدَعَا )) بِغَيْرِ لُغْوٍ

۲۸۵- عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم میں سے نہیں ہے وہ شخص جو  
گالوں کو پٹے اور گریبانوں کو پھاڑے یا جاہلیہ (کفر) کے زمانے  
کی باتیں کرے اور دوسری روایت میں "او" کے بدلے "و"

۲۸۶- رَحْمَتًا غُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا  
حَرِيرٌ ح وَحَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ أَبِي رَافِعٍ وَغُلَيْبُ بْنُ  
حُسَيْنٍ قَالِ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ حَمِيعًا عَنْ  
الْأَعْمَشِ بِهِ الْإِسْنَادُ وَمَالُ (( وَشَقِّ وَدَعَا ))

۲۸۶- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

(۲۸۵) جی جی جو شخص گالوں کو پٹے گریبانوں کو پھاڑے اور جاہلیت کی سی باتیں کرے (جی مصیبت کے وقت) جاہلی شریعت میں یہ سب  
کام کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو قبول نہ کرے اور صبر کرنا اگر آسوسے اختیار نقل آویں تو خدا اللہ نہیں۔ جاہلیت کی سی باتیں یہ ہیں کہ قد کی  
شکری کرے پکارے چلائے کوحہ کرے اور کوئی بے صبری یا بے لڑائی نہ بات نہ لگے۔

۲۸۷- ابو بردہ بن ابی موسیٰ سے روایت ہے۔ ابو موسیٰ اشعریؓ بیمار ہوئے۔ ان کو شش آگیا۔ ان کا سر یک عورت کی گود میں تھا ان کے گھر والوں میں سے تو ایک عورت چھانی ان کے گھر والوں میں سے۔ ابو موسیٰ کو طاقت نہ ہوئی اس کو منع کرنے کی جب ہوش آیا تو کہا میں بیزار ہوں اس سے جس سے رسول اللہ ﷺ بیزار ہیں آپ بیزار ہوئے ہیں چلانے والی سے (یعنی جو عورت مصیبت میں چلا کر رووے) اور پال منڈانے والی سے (یعنی جو عورت غمی میں پال منڈوائے) اور کپڑا پہانے والی سے۔

۲۸۸- عبدالرحمن بن یزید اور ابی بردہ سے روایت ہے ابو موسیٰ اشعریؓ بے ہوش ہو گئے تو ان کی عورت ام عبد اللہ آئی چٹاری تھی مردہ کو پھر ان کو ہوش ہوا تو کہا کیا تو نہیں جانتی اور حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں بیزار ہوں اس شخص سے جو پال منڈائے اور چلا کر رووے اور کپڑے پہناوے مصیبت میں (کیونکہ یہ کافروں کی رکھیں ہیں)۔

۲۸۹- ابو موسیٰ سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے اس میں یوں ہے ہم میں سے نہیں ہے وہ شخص جو یہ کام کرے اور یہ نہیں کہا کہ پیرا ہوں۔

### باب چغل خوری سخت حرام ہے

۲۹۰- حذیفہ کو خبر پہنچی کہ فلاں شخص بات کا دتا ہے (یعنی چغلی کھاتا ہے) انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ

۲۸۷- عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَجَعَ أَبُو مُوسَى وَجَعًا مُضْطَبًّا عَلَيْهِ رَأْسُهُ فِي حِجْرِ امْرَأَةٍ مِنْ أَهْلِهِ فَصَاحَتْ امْرَأَتُهُ مِنْ أَهْبَاءِ لَهْمٍ يَسْطِغُ أَنْ يَرُدَّ عَلَيْهَا شَبًّا مِمَّا أَتَقَّاهَا (( أَنَا بَرِيَّةٌ مِمَّا بَرِيَ مِنْهُ )) رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرَى مِنَ الْعَالَةِ وَالْحَالِقَةِ وَالشَّاقَةِ

۲۸۸- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ أُمِّي مَوْسَى وَاقِفَةٌ بِامْرَأَتِهِ ثُمَّ عَنِ اللَّهِ تَصِيحُ بَرِيَّةٌ فَلَا نَمَّ أَتَقَّاهَا قَالَ تَقْلِمِي وَكَأَنِّي أَخَذْتُهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَا بَرِيَّةٌ مِمَّنْ خَلَقَ وَسَلَّمَ وَحَرَقَ

۲۸۹- عَنْ أَبِي مَوْسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهَذَا الْحَدِيثِ عَنِ ابْنِ حَبِيبٍ عِيَاصِ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ لَيْسَ بِنَا وَلَمْ يَمَلْ (( بَرِيَّةٌ ))

### باب بَيَانُ غُلْظِ نَهْرِيمِ التَّمِيمَةِ

۲۹۰- عَنْ حُدَيْمَةَ أَنَّ بَلْعَةَ ابْنَ رَجَاءٍ يُمُّ الْحَدِيثِ فَقَالَ حُدَيْمَةُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

(۲۸۷) ابو موسی نے کہا عامر اور مشہور سنی ہیں ہے اور قاضی عیاض نے ابن اعرابی سے نقل کیا کہ صالحہ منہ پینے والی کو کہتے ہیں۔

(۲۹۰) ابو موسی نے کہا چغلی کہتے ہیں لوگوں کی بات دوسروں کو پہنچانا، لڑنے اور فساد کرنے کے لیے۔ امام عراقی نے "ایضاح علوم" میں کہا اکثر چغلی اس کو کہتے ہیں کہ ایک کی بات دوسرے سے لگا دیا یعنی اس شخص سے کہنا کہ فلاں سے تجھے ایسا کہا تھا اور سال تک چغلی کچھ بھی امر نہیں بلند ہر بری بات کا بیان کرنا چغلی ہے خواہ اس سے اس بات کے کہنے والے کو راج ہو یا جس کے لیے کہی جاوے اس کو راج ہو یا اور کسی تیسرے کو راج ہو اور یہ بیان خواہ زبان سے ہو یا اشارے سے سب چغلی میں داخل ہیں تو حقیقت چغلی کی راز کا کھونا ہے اور پردہ افاش کرنا جو کسی کو ناگوار ہو پھر اگر کسی شخص کو دیکھا اچھا دیکھ گڑھے ہوئے اور ذکر کیا اس کا دوسروں سے تو چغلی کی پھر امام عراقی نے کہا اب اس شخص کے لئے

يَقُولُ (( لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِمَّا ))

فرماتے تھے چغل خور جنت میں نہ جاوے گا۔

۲۹۱- عَنْ هِشَامِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَمَلَّصُ الْحَدِيثَ بِأَبِي الْأَمِيرِ فَكَثُرَ جُنُودُ أَبِي الْأَمِيرِ فَقَالَ الْقَوْمُ هَذَا مِمَّا يَنْقُلُ الْحَدِيثَ إِلَى الْأَمِيرِ قَالَ فَجَاءَ حَتَّى جَلَسَ إِلَيْنَا فَقَالَ حَدِيثُهُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ (( لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَاتٌ ))

۲۹۱- ہمام بن حارث سے روایت ہے ایک شخص لوگوں کی باتیں حاکم سے بیان کیا کرتا تھا ایک بار ہم مسجد میں بیٹھے تھے کہ لوگوں نے کہا یہ شخص حاکم تک بات کو پہنچاتا ہے۔ پھر وہ آیا مسجد ہمارے پاس۔ حدیثہ رضی اللہ عنہ سے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جنت میں نہ جاوے گا چغل خور۔

۲۹۲- عَنْ هِشَامِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَمَلَّصُ الْحَدِيثَ بِأَبِي الْأَمِيرِ فَكَثُرَ جُنُودُ أَبِي الْأَمِيرِ فَقَالَ الْقَوْمُ هَذَا مِمَّا يَنْقُلُ الْحَدِيثَ إِلَى الْأَمِيرِ قَالَ فَجَاءَ حَتَّى جَلَسَ إِلَيْنَا فَقَالَ حَدِيثُهُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ (( لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَاتٌ ))

۲۹۲- ہمام بن حارث سے روایت ہے ہم مسجد میں حدیث کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اسے میں ایک شخص آیا اور ہمارے پاس آکر بیٹھ گیا۔ لوگوں نے حدیثہ رضی اللہ عنہ سے کہا یہ باؤشا تک بات لگاتا ہے۔ حدیثہ رضی اللہ عنہ نے اس کو ستانے کی سیٹ سے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جنت میں نہ جاوے گا چغل خور۔

بَابُ بَيَانِ غِلْطِ تَحْرِيمِ اسْبَابِ الْإِزَارِ وَالْمَصِّ بِالْعَطِيَّةِ وَتَنْفِيكِ السِّلْعَةِ بِالْخَلْبِ وَبَيَانِ لُثْلَاةِ لُدَيْسٍ لَا يَكْلَمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ

باب تہہ بد تختوں سے زیادہ نیچے رکھنے کی در حسان کر کے جٹاے کی اور ماں کی جھوٹی قسم کھا کر بیچنے کی سخت حرمت کا بیان اور ان غیس کو دیوں کا بیان جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے

ہم پاس کوئی چغل کھاوے اس کو چھ باتیں سروری ہیں ایک تو یہ کہ اس کی بات سنا کر چغل خور فاسق ہے۔ دوسرے یہ کہ اس کام سے اس کو منع کرے اور برائے اس کو تیسرے یہ کہ اس شخص کو برا جانے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک برا ہے (یعنی چغل کھانے والا) چوتھے یہ کہ اپنے بھائی پر جس کی چغل اس نے کھا لی ہے بدگلی نہ کرے پانچویں یہ کہ اس بہتے کا زیادہ تحس نہ کرے اور اس کو دریاخت نہ کرے ورنہ خود اسی گناہ میں پھسے گا جس سے چغل خور کو منع کرتا تھا۔ مام فودی سے کہا یہ سب اس صورت میں ہے جب اس میں کوئی مصلحت شرعی نہ ہو لیکن اس کے فاش کرنے میں کوئی مصلحت ہو تو منع میں مثلاً کوئی کسی کے قتل یا عزت دینی کا روادہ رکھتا ہو تو اس کو مطلع کر دیجئے یا امام یا حاکم سے کسی شخص کے فساد یا ظلم کو بیان کرے جس میں اور لوگوں کا کائدہ ہو تو یہ حرام نہیں ہے بلکہ بعض صورت میں واجب ہے یا مستحب ہے۔

مترجم کہتا ہے اس بات کو دیکھنا چاہیے کہ اگر اس کے فاش کرنے میں یا امام یا حاکم سے کہیے میں عام کی بھلی اور مصلحت ہے تو ہے شک کہتا چاہیے اور جو کسی کا لائد نہیں صرف اس شخص کا ضرر ہے تو ان کا کہنا سروری نہیں پھر فودی سے کہا یہ جو لائد چغل خور جنت میں نہ جاوے گا تو اس میں دو باتیں ہیں ایک یہ کہ رادہ شخص ہے جو چغل کو حرام سمجھے۔ دوسرے یہ کہ مراد یہ ہے کہ چغل خور اور جیسے جنتیوں کے ساتھ جنت میں نہ جاوے۔



الْقِيَامَةِ وَلَا يُنْظَرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُرَكَّبُ عَلَيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ

دن بات نہ کرے گا اور نہ دیکھے گا طرف ان کے، نہ ان کو پاک کرے گا بلکہ ان کو دکھ کا عذاب ہوگا

۲۹۳- عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال (( ثلاثة لا يكلمهم الله يوم القيامة ولا يُنظر إليهم ولا يُرَكَّبُ عليهم وهم عذاب أليم )) قالوا: من أولئك يا رسول الله؟ صلى الله عليه وسلم: ثلاث مبررات: أبو ذرٍّ غائبٌ، وخسرو من هبة، وسبون الله قال (( المسبل والمُصَنِّف والمُفَقُّ سَلْعَةٌ بِالْحَلْفِ لُكَاذِب ))

۲۹۳- ابو ذر سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ بات نہ کرے گا قیامت کے دن نہ ان کی طرف دیکھے گا رحمت کی نگاہ سے، نہ ان کو پاک کرے گا (گناہوں سے) اور ان کو دکھ کا عذاب ہوگا آپ نے تین بار یہ فرمایا تو ابو ذر نے کہا برباد ہو گئے وہ لوگ اور نقصان میں پڑے وہ کون ہیں یا رسول اللہ؟ آپ نے فرمایا ایک تو لٹکانے والا ازار کا دوسرے احسان کر کے اس کو جتانے، لائیسرے جھوٹ قسم کھا کر اپنے مال کی نکاحی کرنے والا۔

۲۹۴- عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال (( ثلاثة لا يكلمهم الله يوم القيامة المأان لذي لا يعطي شيئاً لاً منه ولمفق سلعته بالحلف الفاجر والمسبل ازاره ))

۲۹۴- ابو ذر سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ بات نہ کرے گا قیامت کے روز ایک احسان جتانے والا جو دے کر احسان خدادے، دوسرے اپنا مال چلاتے والا جھوٹی قسم کھا کر لائیسرے ازار لٹکانے والا۔

۲۹۵- عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال (( ثلاثة لا يكلمهم الله ولا يُنظر إليهم ولا يُرَكَّبُ عليهم ولا يُرَكَّبُ عليهم ))

۲۹۵- اس روایت میں ہے کہ تین آدمیوں سے اللہ بات نہ کرے گا نہ ان کی طرف دیکھے گا نہ ان کو پاک کرے گا اور ان کو دکھ

(۲۹۳) یہی مسجد پچاس کو یا کرتے کو خوش کے نیچے خود اور نکلی راہ سے جیسے دوسری حدیث میں صاف آیا۔ اللہ تعالیٰ نہ دیکھے گا اس شخص کی طرف جو کبڑ پنا لٹکانے خود سے اور یہ غیر کی قید خاص کرتی ہے ازار لٹکانے والے کے عموم کو۔ اس سے یہ بات نکل کہ عید اسی کے لیے ہے جو خود سے لٹکا دے اور خود اس اللہ ہے رحمت دی ہے حضرت ابو بکر نوکیم اللہ نے کی کیونکہ ان کا فعل خود کی راہ سے تھا۔ تاہم یہ جیڑ طبری ہے کہ دوسری روایت میں حضرت نے صرف ازار لٹکانے والے کو بیان کیا اس لیے کہ کچھ برس اس وقت کا ازار ہی تھا اور قمیص کا بھی یہی حکم ہے اور یہ ایک حدیث میں صاف تھا جسے جس کو ابو اود اور سانی اور ابن ماجہ سند حسن مسلم سے روایت کیا انہوں نے پتے پاپ سے کہ رسول اللہ نے فرمایا لٹکانا اور میں سے اور قمیص میں اور مجھے میں اور جو کوئی اس میں کسی کو لٹکاے خود سے یا قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کی طرف نہ دیکھے گا۔ (نووی)

یہ جو فرمایا احسان کر کے اس کو جتانے والا یعنی دچھا مثل مضبوط ہے حد اور دچھے کا احسان۔ اگر اسے جب کسی شخص سے کسی قسم کا سلوک کرے یا احسان ترقتد یہ ہے کہ اس کا کرتہ کرے کسی جلعے میں پنا احسان ہے۔ جتاوے ورنہ نیکی برہاد گناہ دار ہوگا اور مال کو جھوٹی قسم سے بچنا جیسے ہے ایسے تاجروں کی عادت ہوتے ہیں کہ اپنے مال کی حوالہ خود تعریف کرتے ہیں اگرچہ خرید و فروش کی قیمت میں یا خرید میں رہے تو قسم کو جیتنے میں اور خریدار دھوکے میں آکر خرید لیتا ہے۔





کو بیعت کر کے کہ وہ اس کے عہد کے بھراستے رہے اور یہ دیا کی فکر میں تھا عہد کی پرواہ نہ تھی۔

۲۹۸- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۲۹۹- یہ روایت بھی ایسی ہی ہے جس میں یہ ہے جس نے قسم کھائی عصر کی نماز کے بعد ایک مسلمان کے مال پر پھر مار دیا اس کو (یعنی جھوٹی قسم کھا کر)۔

باب خود کشی کی سخت حرمت اور خود کشی کرنے والے کا عذاب جہنم میں اور نہ جانا جنت میں سوا مسلمان کے

۳۰۰- ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے پیچھے آپ لوہے کے اٹھارے مار لیوے تو وہ اٹھارے جہنم کی آگ میں ہمیشہ رہے گا اس کو اپنے پیچھے جہنم کی آگ میں ہمیشہ رہے گا اس میں اور جو شخص رہ رہ کر اپنی جان لوے تو وہ چوسہ کرے گا اسی زہر کو جہنم کی آگ میں ہمیشہ رہے گا اس میں رہے گا اور جو شخص پہاڑ سے گر کر رہے تیس مار ڈالے تو وہ ہمیشہ گرا کر رہے گا جہنم کی آگ میں (سدا اس کا بھی حال رہے گا کہ اسے نیچے مقام سے نیچے گرے گا)۔

۳۰۱- اس سند سے بھی مذکورہ حدیث آتی ہے

۲۹۸- عَنْ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِنْهُ غَيْرُ مَنْ فِي حَدِيثِ حَرِيرٍ (( وَرَجُلٌ مَأْمُومٌ رَحَلًا بِسَلْعَةٍ )) ۲۹۹ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ رَأَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ (( ثَلَاثَةٌ لَا يَكَلِّمُهُمُ اللَّهُ وَلَ يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابُ النَّارِ رَجُلٌ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ بَعْدَ صَلَاةِ الْعَصْرِ عَلَى مَالٍ مُسْلِمٍ لَأَقْطَعَهُ )) وَبِأَبِي حَدِيثَهُ عَنْ الْأَعْمَشِ

يَا بَ غُلْظَ تَحْرِيمِ قَتْلِ الْإِنْسَانِ نَفْسَهُ وَأَنْ مَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ عَذَّبَ بِهِ فِي النَّارِ وَأَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا بِنَفْسٍ مُسْلِمَةٍ

۳۰۰- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( مَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَدِيدَةٍ فَحَدِيدَتُهُ فِي يَدِهِ يَتَوَخَّأُ بِهَا فِي بَطْنِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُحَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا وَمَنْ شَرِبَ سُمًّا لَقَتَلَ نَفْسَهُ فَهُوَ يَتَحَسَّاهُ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُحَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا وَمَنْ تَرَدَّى مِنْ حَبْلٍ فَهَلَكَ نَفْسَهُ فَهُوَ يَرَدَّى فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُحَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا ))

۳۰۱- عَنْ شُعْبَةَ كُنْهَمُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِنْهُ رَجُلٌ رَوَى شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ دَعَاوًا

(۳۰۰) توفی نے کہا اس مقام پر کئی قول ہیں ایک یہ کہ مردودہ شخص ہے جو خود کشی کو حلال جان کر ایسے کاموں سے اپنی جان اڑا دے وہ لوگوں کے ہنگام میں رہے گا اور مردے یہ آہمیت رہنے سے مردہ بہت مدت تک رہتا ہے تیسرے یہ کہ اس کے فعل کا بدلہ بھی تھا کہ ہمیشہ جہنم میں رہے پر حد سے سال کیا اور حکم دیا کہ جس کا خاتمہ اسلام پر ہو گا وہ جہنم میں نہ رہے گا۔

۳۰۲- عَنْ ثَابِتِ بْنِ الصَّخَّالِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ بَاعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ وَأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (( مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ بِمَنْعَةِ الْإِسْلَامِ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ عُدَّتْ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَيْسَ عَلَى رَجُلٍ نَذْرٌ فِي شَيْءٍ لِيَمْلِكُهُ ))

۳۰۲- ثابت بن سخاک سے روایت ہے انھوں نے بیعت کی رسول اللہ ﷺ سے شجرہ رضوان کے تلے اور آپ نے فرمایا جو شخص قسم کھاوے کسی بات پر اسلام کے سوا اور دین کی (یعنی یوں کہے اگر میں ایسا کام کروں تو نصرانی ہوں یا یہودی ہوں یا ہمدون ہوں) جھوٹی قسم تو وہ ایسا ہی ہو گیا جیسا اس نے کہا اور جس سے قتل کیا اسے تینیں کسی چیز سے وہ اسی سے عذاب دیا جائے گا قیامت کے دن اور کسی آدمی پر وہ نذر پوری کرنا واجب نہیں جو اس کے اختیار میں نہیں (جیسے نذر کرے اور کسی کا بردہ سزا کرنے کی)

۳۰۳- عَنْ ثَابِتِ بْنِ الصَّخَّالِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (( لَيْسَ عَلَى رَجُلٍ نَذْرٌ فِيمَا لِي يَمْلِكُ وَلَفَرُ الْيَمِينِ كَقَتْلِهِ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ فِي الدُّنْيَا عُدَّتْ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ ادَّعَى دَعْوَى كَاذِبَةٍ لِيُكْثَرَ بِهَا ثُمَّ يَرُدُّهُ اللَّهُ إِلَى قَتْلِهِ وَمَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ صَبْرًا فَجَوْرًا ))

۳۰۳- ثابت بن سخاک سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی آدمی پر وہ نذر پوری کرنی واجب نہیں جو اس کے ملک میں نہیں اور مسلمان پر لعنت کرنا ایسا ہے جیسے اس کو قتل کرنا اور جو شخص پٹی جاں لیوے دنیا میں کسی چیز سے وہ سی سے عذاب یا جائے گا قیامت کے دن اور جو شخص جھوٹا دعویٰ کرے اپنا مال بڑھانے کے لیے تو خدا اس کا مار اور کم کر دے گا اور جو شخص قسم کھاوے حاکم کے حکم سے جھوٹی۔

۳۰۴- عَنْ ثَابِتِ بْنِ الصَّخَّالِ مَا قَالَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( مَنْ حَلَفَ بِمَنْعَةِ مَبُورِ الْإِسْلَامِ كَاذِبًا مُضْمَعًا فَهُوَ كَمَا قَالَ وَمَنْ قَتَلَ

۳۰۴- ثابت بن سخاک انصاری سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص قسم کھاوے کسی اور دین کی سوائے اسلام کے جھوٹ قصداً تو وہ ایسا ہی ہو گیا اور جو شخص قتل کرے اپنے

(۳۰۴) ☆ یہی کافر ہو گیا یہ زجر اور تعذیب کے طور پر ہے۔ لہذا نے کہا اگر اس کے دل میں اسلام کے سوا اور دین کی غلبہ تو وہ بدشہ کافر ہے اور جو اور دین کی غلبہ نہیں بلکہ اسلام اس کے دل میں رہے تو وہ کافر نہ ہو گا اس صورت میں کفر سے مراد ناخنوں ہے کیونکہ اسلام کا کھنسی یہ تھا کہ ایسی بد قسم نہ کھاؤ۔

(۳۰۴) ☆ یہی کافر ہے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان پر لعنت کرنا درست نہیں سی طرح اس مسلمان پر جو ماس ہو سی طرح کسی معصی کافر پر جو اوہ زجر اور تعذیب ہو گیا ہو مگر اس کافر جس کا کفر پر ماس سے ثابت ہو لعنت کرنا درست ہے جیسے ابولہب اور ابو جہل و میرہ اور لعنت کرنا کافروں کے گروہ پر درست ہے جیسے لعنت اللہ کی کافروں پر یا یہودیوں پر یا نصرانی پر اور ظاہر حدیث یہ ہے کہ لعنت اور قتل دونوں حرمت میں برابر ہیں اگرچہ قتل بہت سخت ہے۔ ایک عقیدہ یہ ہے ماری ہے۔ اس کا مال بھی نہ قتل کی کم کر دے گا تو دینی نے کہا یہاں یہ عبارت مذبذب ہے یا وہ عطف ہے پہلے جیسے کے مبتداء پر اور یہ مطلب دوسری روایت میں پورا آیا ہے جو شخص قسم کھاوے حاکم کے حکم سے کسی مسلمان کا مال دینے کو تو وہ اللہ سے ملے گا اور وہ اس پر غصے ہو گا۔

نَفْسُهُ بِشَيْءٍ عَذِبُهُ اللَّهُ بِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ))  
 حدیث شریفہ رَأَى شَيْئًا مَعْدِيَهُ ثُمَّ  
 رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ (( مَنْ خَلَفَ بِمَلَّةٍ سَوَى  
 الْإِسْلَامِ كَاتِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ وَمَنْ ذَبَحَ بَضْفَةً  
 بِشَيْءٍ ذَبَحَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ))

۳۰۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ  
 شَهِدَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 حَسْبًا فَدَالَ رَجُلٌ مِثْرًا يُدْعَى بِالْإِسْنَامِ (( هَذَا  
 مِنْ أَهْلِ النَّارِ )) فَلَمَّا حَضَرُوا الْقَتْلَ قَالَ  
 الرَّجُلُ هَذَا شِدِيدٌ مُصِيبَةٌ حَرَّاجَةٌ خَفِيلٌ يَا  
 رَسُولَ اللَّهِ الرَّجُلُ الَّذِي قُلْتَ لَهُ إِنَّهُ (( إِنَّهُ مِنْ  
 أَهْلِ النَّارِ )) فَوَيْلٌ لِمَنْ قَاتَلَ الْيَوْمَ بَتَّاءً شَدِيدٌ وَمَدَّ  
 صَاتٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( يَا  
 النَّارِ )) فَكَدَّ بِغَضْرُ السَّمْعَيْنِ أَنْ يَرْتَابَ فَبَيَّنَّا  
 هُمٌ عَلَى ذَلِكَ إِنْ قِيلَ لَهُمْ يَمُوتُ وَلَكِنَّهُ  
 جَرَحًا شَدِيدًا فَبَيَّنَّا كَالْمِنْ أَلْيَلٍ لَهُ بِغَضْرٍ  
 عَنِ الْجَرَاحِ فَقَالَ نَفْسُهُ فَأَخْبَرَ النَّبِيُّ ﷺ  
 بِذَلِكَ صَادِقٌ ( اللَّهُ أَكْبَرُ أَشْهَدُ أَنِّي عَبْدُ اللَّهِ  
 وَرَسُولُهُ )) ثُمَّ أَمَرَ سَائِلًا مَعَادِي فِي النَّاسِ (( إِنَّهُ  
 لَا يَدْخُلُ لُجَّةً إِلَّا نَفْسٌ مُسْتَبِغَةٌ وَإِنَّ اللَّهَ  
 يُؤَيِّدُ هَذَا النَّبِيَّ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ ))

۳۰۶- عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ يَأْتِي

تیس کی چیز سے تو حد اذاب کرے گا اس کو کی چیز سے جہنم کی  
 آگ میں۔ یہ روایت ہے سفیان کی اور شعبہ کی روایت میں ہے جو  
 شخص قسم کھاوے کسی دین کی سوائے اسلام کے جھوٹ تو وہ ایسا ہی  
 ہو گیا جیسے اس نے کہا اور جو شخص دین کرے اپنے تئیں کسی چیز  
 سے تو وہ اس چیز سے ذبح کیا جاوے گا قیامت کے دن۔

۳۰۵- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ  
 تھے جنگ حنین میں (قاضی عیاضؒ نے کہا صحیح بخاری ہے بجائے  
 حنین کے) آپ نے فرمایا ایک شخص کو جو دعویٰ کرتا تھا اسلام کا  
 (یعنی اپنے تئیں مسلمان کہتا تھا) یہ جہنم والوں میں سے ہے۔ جب  
 لڑائی کا وقت آیا تو یہ شخص خوب لڑا اور زخمی ہوا۔ لوگوں نے کہا  
 رسول اللہ! آپ نے جس شخص کو جہنمی فرمایا وہ آج خوب لڑا اور  
 مر گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جہنم میں گیا۔ بعض مسلمانوں کو  
 اس میں شک ہونے کو تھا (کیونکہ ظاہر حال سے اس کا جتنی ہونا چاہیے  
 تھا) اتنے میں خبر تھی کہ وہ مر نہیں رہا ہے لیکن بہت سخت زخمی  
 ہے۔ جب رات ہوئی تو وہ زخموں کی تکلیف برداشت نہ کر سکا اور  
 اس نے اپنے تئیں مار لیا۔ جب رسول اللہ ﷺ کو اس کی خبر پہنچی تو  
 آپ نے فرمایا اللہ بڑا ہے جس کو وہی دیتا ہوں اس بات کی کہ میں  
 اللہ کا بندہ اور اس کا پیغمبر ہوں (اس لیے کہ جو بات آپ نے  
 بتلا دی تھی وہ سچ نکل) پھر آپ نے حکم کیا ہلال کو اس نے منادی  
 کر دی تو لوگوں میں کہ جنت میں نہ جاوے گا کوئی شخص مگر وہی جو  
 مسلمان ہو اور اللہ مدد کرے گا اس دین کی مدد سے۔

۳۰۶- سہل بن سعدؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ اور

(۳۰۵) یہ شخص ساقی تھا ظاہر میں مسلمان دل میں کافر، اگرچہ اسے اسلام کے لیے بہت کوشش کی لڑا زخمی ہو، پھر ایمان نہ ہوئے۔ سے  
 کوئی کوشش اس کی کاسہ نہ آئی معلوم ہوا کہ میرا ایمان کے ساتھ کتنی ہی نیک باتیں کرے مسلمانوں کی مدد کرے اسلام کو عائدہ پہنچائے پر وہ ہمتی  
 نہیں ہو سکتا

(۳۰۶) تو سان کو چاہیے کہ اپنے خیال پر مہر کرے اور مجھ پر ضرر نہ کرے بلکہ خدا سے ڈرتا ہے اور حسن حاتمہ کے لیے دعا کرتا ہے

مشرکوں کا سامنا ہوا جنگ میں توڑے۔ پھر جب آپؐ پہ لشکر کی طرف بچکے اور وہ لوگ اپنے لشکر کی طرف گئے تو آپؐ کے اصحاب میں مکہ شخص تھا (اس کا نام قزمان تھا اور وہ منافقوں میں سے تھا) اکا کا کوہ چھوڑتا بلکہ اس کا پیچھا کر کے تلوار سے مار ڈالتا (یعنی جس کافر سے بھڑتا اس کو قتل کرتا) تو صحابہؓ نے کہا آج ہمارے کام جیسے یہ شخص آیا یا کوئی نہ آیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ جو جہمی ہے ایک شخص ہم میں سے بول میں اس کے ساتھ رہوں گا (اور اس کی خبر رکھوں گا کہ وہ کونسا کام کرتا ہے جہنم میں جانے کا کیونکہ ظاہر میں تو وہ بہت عمدہ کام کر رہا تھا) پھر وہ شخص اس کے ساتھ اٹھ جہاں وہ ٹھہرتا یہ بھی ٹھہر جاتا اور جہاں وہ دڑ کر چلتا یہ بھی اس کے ساتھ دڑ کر جاتا آخر وہ شخص (یعنی قزمان) سخت زخمی ہوا اور (زخموں کی تکلیف پر صبر نہ کر سکا) جلدی مچا چلا اور تلوار کا قبضہ زمین پر رکھا اور نوک اس کی دونوں چھاتیوں کے بیچ میں پھر اس پر زور دیا اور اپنے تئیں مار ڈالا۔ جب وہ شخص (جو اس کے ساتھ گیا تھا) رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ آپ اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا ہوا وہ شخص بولا آپ نے ابھی جس شخص کو جہمی فرمایا تھا اور لوگوں نے اس پر تعجب کیا تھا تو میں نے کہا تھا میں تمہارے واسطے اس کی خبر رکھوں گا پھر میں اس کی حدیث میں نکلا وہ سخت زخمی ہوا اور جلدی مرنے کے لیے اسے تلوار کا قبضہ زمین پر رکھا اور نوک اس کی اپنی دونوں چھاتیوں کے بیچ میں پھر رو رہا اس پر یہاں تک کہ مار ڈالا اپنے تئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا کہ آدمی جنتیوں کے سے کام کرتا ہے لوگوں کے نزدیک اور وہ جہمی ہوتا ہے اور جہیموں کے سے کام کرتا ہے لوگوں کے نزدیک اور وہ جہمی ہوتا ہے۔

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّغَى هُوَ وَالْمُشْرِكُونَ مَقْتُولُونَ قَتَلْنَا مَا رَسُوهُ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عَمَلِكُمْ وَرَمَانِ الْأَمْرُونَ إِلَى عَمَلِكُمْ وَبِهِ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ لَمْ يَدْعُ لَهُمْ شَاهِدًا إِلَّا تَيْمَةً يَضْرِبُهَا سَيْفُهُ مَعَالُونَ تَأْتِرُ مَا الْيَوْمَ أَحَدٌ كَمَا خَرَّ فَلَانِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَمَّا إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ)) فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ أَنَا صَاحِبُ الْبَدَنِ هَذَا مَخْرَجُ نَفْعٍ كُلُّهُ وَقَدْ وَقَعَتْ مَعَهُ وَبِإِذَا تُسْرِعُ تُسْرِعُ مَعَهُ قَالَ مَخْرَجُ الرَّجُلِ جُرْحًا شَدِيدًا فَاسْتَفْعَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ نَصْلَ سَيْفِهِ بِالنَّارِ وَذَبَابُهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ ثُمَّ سَخَمَ عَلَى سَيْفِهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ مَخْرَجُ الرَّجُلِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ قَالَ ((وَمَا ذَلِكَ)) قَالَ الرَّجُلُ الَّذِي دَنَرْتُ مَعَهُ أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَأَعْظَمَ النَّاسُ ذَلِكَ فَقَتَلَ أَنَا لَكُمْ بِهِ مَخْرَجَتْ يَدِي عَنِ مَنِي جُرْحًا شَدِيدًا فَاسْتَفْعَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ نَصْلَ سَيْفِهِ بِالنَّارِ وَذَبَابُهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ ثُمَّ تَحَسَّسَ عَلَيْهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عِنْدَ ذَلِكَ ((إِنَّ الرَّجُلَ لَيَفْعَلُ عَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ لِيَمَّا يَبْذُو لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَفْعَلُ عَمَلِ أَهْلِ النَّارِ لِيَمَّا يَبْذُو لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ))

نہ رہے۔ اس طرح تمہارا کوئی امید نہ ہوتا ہے اللہ کی رحمت سے شاید اس کا خاتمہ عذاب کر دے۔

۳۰۷- عَنْ الْحَسَنِ يَقُولُ (( إِنْ رَجَلًا مَضَى ))  
 كَانَ (( قَلْبُكُمْ خَرَجَتْ بِهِ قُرْحَةٌ فَلَمَّا آذَتْهُ ))  
 انْتَرَعَ سَهْمًا مِنْ كَنَانِهِ فَكَأَنَّهُ قَلَمٌ يَرْقَأُ الدَّمَ  
 حَتَّى مَاتَ قَالَ رَبُّكُمْ قَدْ خَرَفْتُمْ عَلَيْهِ  
 الْجَنَّةَ )) ثُمَّ مَدَّ يَدَهُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَقَالَ إِي  
 وَاللَّهِ لَعْدٌ حَدَّثَنِي بِهَذَا الْحَدِيثِ جُنْدُبٌ عَنْ  
 رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ.

۳۰۷- حسن سے روایت ہے وہ کہنے تھے گلے لوگوں میں ایک  
 شخص کے پھوڑا نکلا۔ اس کو جب بہت تکلیف ہوئی تو اپنے ترکش  
 میں سے ایک تیر نکالا اور پھوڑے کو چیر دیا اس سے پھر خون بند نہ  
 ہوا یہاں تک کہ وہ مر گیا جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے حرام کیا  
 اس پر جنت کو۔ پھر اپنا ہاتھ حسن نے مسجد کی طرف بڑھایا اور کہا  
 قسم خدا کی یہ حدیث مجھ سے جندب نے بیان کی رسول اللہ ﷺ  
 سے اس مسجد میں۔

۳۰۸- عَنْ الْحَسَنِ يَقُولُ جُنْدُبٌ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ  
 الْأَنْصَارِيُّ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ مِمَّا سَمِعَنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ  
 أَنْ يَكُونَ جُنْدُبٌ كَذَبَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( خَرَجَ بَعْضُ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ ))  
 حَوَاجَ عَدُوٍّ نَحْوَهُ ((

۳۰۸- حسن سے روایت ہے کہ ہم سے جندب بن عبد اللہ انصاری  
 نے اس مسجد میں حدیث بیان کی پھر ہم اس کو نہیں بھولے اور نہ  
 ہم کو ڈر ہے کہ جندب رضی اللہ عنہ نے جھوٹ پاندھا ہو رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 تم سے پہلے ایک شخص کے پھوڑا نکلا پھر یہاں کیا قصہ اسی طرح  
 جیسے اوپر گزرا۔

### بَابُ عِلْظِ تَحْرِيمِ الْعُقُولِ وَأَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا الْمُؤْمِنُونَ

۳۰۹- عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ لَمَّا كَانَ  
 يَوْمَ حَيْبَرٍ قَتَلَ بَعْضُ مِنْ صَحَابَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفَرًا، فَأُتِيَ شَهِيدٌ فَأُتِيَ شَهِيدٌ  
 حَتَّى مَرُّوا عَلَى رَجُلٍ فَقَالُوا لِمَ لَمْ يَكُنْ شَهِيدًا فَقَالَ  
 رَسُولُ اللَّهِ ﷺ (( كَذَبْتُ رَأَيْتُهُ فِي النَّارِ  
 فِي بُرْذَةِ غَنَمٍ أَوْ غَنَاءَةٍ )) ثُمَّ قَالَ رَسُولُ  
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( يَا بَنِي الْخَطَّابِ

باب . مال غنیمت چوری کرنا سخت حرام ہے اور جنت  
 میں صرف ایماندار ہی جائیں گے

۳۰۹- حضرت عمر بن خطاب سے روایت ہے جب خیبر کا دن ہوا  
 تو رسول اللہ ﷺ کے کئی صحابہ آئے اور کہنے لگے فلاں شہید ہے  
 اور فلاں شہید ہے یہاں تک گزرے ایک شخص پر تو کہا یہ شہید  
 ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہرگز نہیں میں نے اس کو جہنم میں  
 دیکھا ایک چادر عبا کی چوری میں (یعنی چوری کی وجہ سے) پھر  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے خطاب کے بیٹے اٹھ  
 اور پکارو بے لوگوں میں کہ جنت میں وہی جائیں گے جو ایمان دار

(۳۰۷) میں قاضی عیاض نے کہا شاید یہ شخص حاکمی کو مارا جاتا ہو گا یا مرد یہ ہے کہ اس پر جنت حرام ہے اس وقت جب تجھے اور نیک  
 لوگ جاویں گے یا اس کے حساب میں طور ہو گا یا دھارے کا اثر اب میں۔ تو وہی نے کہا احتمال ہے کہ اس وقت کی شرع میں کبیرہ گناہ کرے والا  
 کافر ہو جاتا ہو اور یہ حدیث محمول ہے اس پر کہ اس نے جلد مرے کے لیے یا بغیر کسی مصلحت کے ایسی حرکت کی اس میں کہ دو اور غلام کے  
 لیے پھوڑا چیرا اور سب سے جب گمان غائب ہو فائدہ نہ رہا۔



اَذْهَبَ فِئَادِ هِيَ النَّاسِ اِنَّهُ لَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا  
اَمْؤِنُونَ قَالَ فَبَخَّوْجَتْ هَادِيَتْ اَلْ اِنَّهُ لَا  
يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا اَلْمُؤْمِنُونَ ))

۳۱۰- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ  
حَرَجَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى  
خَيْبَرَ فَصَحَّ اللَّهُ عَيْنًا فَلَمْ يَمْعَمْ دَهَبًا وَنَا وَرَقًا  
غَيْثَ الْمَتَاعِ وَالطَّعَامِ وَالنَّبَاتِ ثُمَّ انْطَصَفَا إِلَى  
الْوَادِي وَمَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
عِنْدَ لَهُ رَبِّهِ لَهُ رَجُلٌ مِنْ خِدَامٍ يُدْعَى رَقِصَةً  
بْنِ رَمْلٍ مِنْ بَنِي الصُّبَيْرِ فَمَّا مَرَّكَ الْوَادِي قَامَ  
عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ  
رَحْلَهُ مُرَمِّمٍ بَسْتَهُمْ فَكَانَ مِنْهُمْ خُفُّهُ فَقَسَا خَبِيرًا  
لَهُ الشُّهَادَةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( كَلَّا وَالَّذِي نَفْسُ  
فِي حَبْلِ بَيْتِهِ إِنَّ الشُّهْلَةَ لَتَنْتَهَبُ عَلَيْهِ قَارًا  
أَخَذَهَا مِنَ الْغَنَائِمِ يَوْمَ خَيْبَرَ ثُمَّ تُصْنِفُهَا  
اَلْمَقَامِمْ )) قَالَ فَفَرَعَ النَّاسُ فَجَاءَ رَجُلٌ  
بِشِرَاكٍ نَوْ شِرَاكِيْنِ عَفَالٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَصْنَتُ  
يَوْمَ خَيْبَرَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ (( شِرَاكٍ مِنْ

ہیں (اور چور نہ جاویں گے) حضرت عمرؓ نے کہا میں نکلا اور میں نے  
پکار دیا لوگوں میں۔ خبردار ہو جاؤ جنت میں وہی جائیں گے جو  
ایمان دار ہیں۔

۳۱۰- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے  
خیبر کی طرف پھر اللہ نے فحجودی ہم کو تو نہیں لوٹا ہم نے چامری  
اور سونا (یعنی چامری اور سونا ہاتھ نہیں کیا) بلکہ لوٹا ہم نے اسباب  
اور اثاثہ اور کپڑے پھر ہم چلے وادی کی طرف اور رسول اللہ ﷺ  
کے ساتھ آپ کا ایک غلام تھا (جس کا نام مدغم تھا) جو بخشا تھا  
آپ کو ایک شخص نے جذام میں سے جس کا نام رفاہ بن رید تھا  
بنی ضحیب میں سے۔ جب ہم وادی میں اترے تو رسول اللہ ﷺ کا  
غلام کھڑا ہوا آپ کا کجاوہ کھول رہا تھا اتنے میں ایک غنیمی تیراں کو  
لگا جس میں اس کی موت تھی۔ ہم لوگوں نے کہا مبارک ہو وہ شہید  
ہے یا رسول اللہ آپ نے فرمایا ہر گز نہیں قسم اس ذات کی جس  
کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے وہ شہدہ اس پر انگار کی طرح سلگ رہا  
ہے جو اس نے مال غنیمت میں سے خیبر کے دن لے لیا تھا اور اس  
وقت تک غنیمت تقسیم نہیں ہوئی تھی۔ یہ سن کر لوگ ڈر گئے اور  
ایک شخص ایک تسمہ یاد دہشے سے کر آیا اور کہے گا یا رسول اللہ میں  
نے خیبر کے دن ان کو پایا تھا۔ رسول اللہ نے فرمایا یہ تسمہ یا تسمہ نگار  
کے ہیں (یعنی اگر تو ان کو داخل نہ کرتا تو یہ تسمہ انکار ہو کر قیامت

(۳۰) چنانچہ نووی نے کہا ان دونوں حدیثوں سے یہ حکام نکلتے ہیں ایک تو غول یعنی چوری کا حرام ہونا مال غنیمت میں دوسرے کوئی فرق نہ ہونا  
تکلیف اور کثیر میں یہاں تک کہ ایک تسمہ کی چوری بھی حرام ہے۔ تیسرے یہ کہ جس سے علوی کیا اس کو شہید نہ کہیں گے چوتھے یہ کہ جو کھری  
مرے وہ جنت میں جاوے گا اور اس پر جہاد ہے مسلمانوں کا۔ پانچویں یہ کہ بغیر ضرورت کے قسم کھانا درست ہے کیونکہ حضرت نے خود قسم  
کھائی پچھنے یہ کہ جس نے کچھ چوری کی غنیمت کے مال میں تو اس کو وہ چیز پھیر دینا اور داخل کر دینا واجب ہے اور حسبہ پھیر دے تو اس کو ملے  
لیں اور اس کا مال نہ جہاد میں پھیرے یا نہ پھیرے کیونکہ حضرت نے شلے کے چور کا اور تسمے کے چور کا مال نہ جہاد میں جہاد میں واجب ہوتا تو  
آپ ایب کرتے اور وہ حدیث مقول ہے کہ جو شخص غنیمت کے مال میں چوری کرے اس کا اسباب جہاد اور اس کو ہار دیا اس کی گردن ہار دینا  
ضعیف ہے۔ اس کے ضعف کو بن عبد الربؒ نے بیان کیا ہے۔ طحاویؒ نے کہا اگر وہ حدیث صحیح بھی ہو تو منسوخ ہوئی اور یہ اس وقت کا حکم ہے  
جب مالی سراجا تھی (یعنی اب شریعت میں مال سزا دینا بھیجے جرم نہ مضطرب چاہے اور میرہ نہیں رہا)۔

نَرِ أَوْ شَرَاكَانِ مِنْ نَارٍ))

بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ قَاتِلَ نَفْسِهِ لَا يَكْفُرُ

۳۱۱- عَنْ جَابِرٍ أَنَّ الطُّفِيلَ بْنَ عَمْرٍو الدَّزَمِيُّ أَنَّى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: رَسُولُ اللَّهِ هَلْ لَكَ مِنْ حِمِيٍّ خَصِيٍّ وَضَعُوهُ قَالَ: حَضَرْتُ كَانَتْ يَدُوسُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَأَبَى ذَلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ دَخَلَ اللَّهُ بِالنَّاصِرِ مَلَأَ هَاجِرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَدِينَةِ هَاجَرَ ابْنَهُ الطُّفِيلُ بْنُ عَمْرٍو وَهَاجَرَ مَعَهُ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهِ فَاجْرُوا النَّبِيَّةَ فَجَرَّ مَجْرَجٌ فَخَذَ مَشَافِصَ لَهْ فَفَقَّطَعَ بِهَا بِرَاحِمَهُ فَشَحِبَتْ يَدَاهُ حَتَّى مَاتَ مَرَاتَهُ الطُّفِيلُ بْنُ عَمْرٍو فِي مَسَامِهِ مَرَاتَهُ وَهَيْئَتُهُ حَسَنَةٌ وَرَأَاهُ مُعْطًى بِدَبُوهِ فَقَالَ لَهُ مَا صَنَعْتَ بِكَ رَبُّكَ فَقَالَ عَمَرُ بْنُ بَهْجَرٍ: إِنِّي بَيْنَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا لِي أُرَاكَ مُعْطًى يَدَيْتُ قَالَ قِيلَ لِي بِسُطْبُحٍ مِنْكَ مَا أَفْسَدْتَ فَفَضَّهَا الصُّعَيْلُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اللَّهُمَّ وَلِيْدِيهِ فَاعْفُ عَنْهُ)).

کے دن تجھ پر پستلیا تجھے عذاب ہو گا ان تمہوں کی وجہ سے۔)

باب: خود کشی کرنے والا کافر نہ ہو گا

۳۱۱- جابر سے روایت ہے کہ طفیل بن عمرو دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ایک مضبوط قلعہ اور لشکر چاہتے ہیں (اس قلعہ کے لیے کہا جو دوس کا تھا جاہلیت کے زمانے میں) آپ نے قبول نہ کیا اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے انصار کے حصے میں یہ بات لکھ دی تھی (کہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس رہیں ان کی حمایت اور حفاظت میں) تو جب رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو طفیل بن عمرو نے بھی ہجرت کی اور اس کے ساتھ ان کی قوم کے ایک شخص نے بھی ہجرت کی پھر مدینہ کی ہوا ان کو ناسوانی ہوئی (اور ان کے پیٹ میں عارضہ پیدا ہوا) وہ شخص جو طفیل کے ساتھ آیا تھا بیمار ہوا اور تکلیف کے مارے اس نے چوڑی گانسیں لے کر اپنی انگلیوں کے جوڑ کاٹ ڈالے اور خون بہنا شروع ہوا دونوں ہاتھوں سے یہاں تک کہ وہ مر گیا۔ پھر طفیل بن عمرو نے اس کو خواب میں دیکھا اور اس کی شکل اچھی تھی مگر اپنے دونوں ہاتھوں کو چھپائے ہوئے تھا طفیل نے پوچھا تیرے رب نے تیرے ساتھ کیا سوک کیا؟ اس نے کہا بخش دیا مجھ کو اس لیے کہ میں نے ہجرت کی تھی اس کے پیغمبر کی طرف۔ طفیل نے کہا کیا وجہ ہے میں دیکھتا ہوں تو دو ہاتھ اپنے چھپائے ہوئے ہیں۔ وہ شخص بولا کہ مجھے حکم ہوا ہم اس کو نہیں سنواریں گے جس کو تو نے خود بخود بگاڑا۔ پھر یہ خوب طفیل نے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا۔ آپ نے فرمایا اس کے دونوں ہاتھوں

(۳۱۱) ہذا نووی نے کہا اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ جو شخص اپنے تئیں مار ڈالے یا اور کوئی گناہ کرے پھر بغیر توبہ کے مر جاوے تو وہ کافر نہیں ہے اور نہ یہ ضروری ہے کہ وہ جہنم میں جاوے بلکہ وہ خدا کی مشیت پر ہے اور اوپر یہ قاعدہ بیان ہو چکا ہے اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ گنہگاروں کو عذاب ہو گا اور گناہوں سے نقصان پہنچتا ہے اور وہ ہے مریہ کا جو کہے ہیں یہاں کے ساتھ کہنا ہوں سے مراد ہو گا کہ توفیق الایمان میں ہے کہ اس حدیث سے ۶۷ نصیحت ہجرت کی ثابت ہوئی اس شخص کو

کو بھی بخش دے یعنی جیسے تو نے اس کے سارے بدن پر کرم کیا ہے اس کے دونوں ہاتھوں کو بھی درست کر دے۔

باب۔ اس ہوا کا بیان جو قیامت کے قریب چلے گی اور مار دے گی ہر اس شخص کو جس کے دل میں رتی برابر بھی ایمان ہوگا

بابُ فِي الرِّيحِ الَّتِي تَكُونُ قُرْبَ الْقِيَامَةِ تَقْبِضُ مَنْ فِي قَلْبِهِ شَيْءٌ مِنَ الْإِيمَانِ

۳۱۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا البتہ خدا چلاوے گا ایک ہوا یمن کے ملک سے جو ریشم سے بھی زیادہ مدہم ہوگی پھر یہ ہوا نہ چھوڑے گی اس شخص کو جس کے دل میں دانے برابر یا رتی برابر بھی ایمان ہوگا یعنی مار ڈالے گی اس کو۔

۳۱۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِنَّ اللَّهَ يَنْفِثُ رِيحًا مِنَ الْيَمَنِ مِنَ الْحَبَرِ فَلَا يَدْخُلُ أَحَدًا فِي قَلْبِهِ قَالَ أَبُو عَنُفَةَ مِنْهَا حَبَّةٌ وَ قَالَ عِنْدَ الْعَرَبِ مَنْقُلُ ذُرَّةٍ مِنَ الْإِيمَانِ إِنْ أَقْبَضَتْ))

باب نکتے اور فساد پھیلنے سے پہلے نیک اعمال کو جلد بچا لانے کی ترغیب

بَابُ الْحَثِّ عَلَى تَسَادُّرَةِ بَالِغِ أَعْمَالٍ قَبْلَ تَظَاهُرِ الْفِتَنِ

۳۱۳۔ ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جلدی نیک کام کر لو ان نکتوں سے پہلے جو اندھیر کی رات کے حصوں کی طرح ہوتے صبح کو آدمی ایماندار ہوگا اور شام کو کالریا

۳۱۳۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((يَأْتِرُوا بَالِغًا أَعْمَالٍ قَبْلَ كَطْعِ اللَّيْلِ الْمُظْلَمِ يُصْبِحُ

ظہر اپنے مارنے کی نیت نہ ہوگی کہ حرم موت ہوتی اضطراب سے یہ حرکت ہوتی ہوگی یا شاید بدست کی نیت ہو مگر ہجرت کی حرکت اور حضرت کی دعا سے اس کی مغفرت ہوگی

(۳۱۲) تاکوئی بھرت دار دنیا میں پائی نہ رہے گا اس وقت قیامت ہوگی۔ نوٹی نے کہا اس مضمون کی حدیثیں اور بھی آتی ہیں جیسے قیامت قائم نہ ہوگی مگر اس وقت جب کوئی اللہ اللہ کہے والہ بھی نہ رہے گا یا قیامت قائم نہ ہوگی مگر بدترین خلق پر اور یہ سب حدیثیں اپنے ظاہر پر محمول ہیں اور وہ جو دوسری حدیث میں آیا ہے کہ نیک گروہ میری امت کا حق پر قائم رہے گا یا قیامت کے دن تک اس کے مخالف نہیں کیونکہ مراد اس سے یہ ہے کہ وہ گروہ قائم رہے گا یہاں تک کہ یہ ہوا اس کو تمام کرے گی پھر قیامت قائم ہوگی اور یہ جو فرمایا جس کے دل میں دے دے برابر رہے گی ایمان ہوگا تو اس سے وہ مدد بہ ثابت ہو جو صحیح ہے کہ ایمان گھٹا اور بڑھتا ہے اور ریشم سے زیادہ مدہم ہونے سے یہ فرض ہے کہ وہ ہوا نرم اور لطیف ہوگی اور ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ وہ ہوا شام کی طرف سے چلے گی اس کا جواب یہ ہے کہ شاید اس وقت دو ہوائیں چلیں ایک یمن کی طرف سے اور دوسری شام کی طرف سے یا ایک ہی ہوا شروع ہو یمن سے پھر پھیل جاوے شام تک واللہ اعلم

(۳۱۳) یعنی دنیا کی طبع اس وقت تک غالب ہوگی کہ ایمان کی محبت اس میں نہ رہے گی اور سے وہ ہادی قاعدے کے لیے مسلمان ایمان کو چھوڑ دے گا اور کفر اختیار کرے گا۔ یہ بات ہمارے زمانے میں بہت پھیل گئی کہ ایمان کی قدر اور مغزمت بالکل نہ رہی اور جس کو دیکھو دنیا کا لہ

الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَتُفْسِي كَافِرًا أَوْ بَنِي مُؤْمِنًا  
وَيُصْبِحُ كَافِرًا يَبِيعُ دِينَهُ بِعَرَضٍ مِنَ الدُّنْيَا

بَابُ مَخَافَةِ الْمُؤْمِنِ أَنْ يَحْبُطَ عَمَلُهُ

۳۱۴ - عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا رَأَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هَيْبَةَ النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَا تَرْتَعَمُونَ خَضَعُوا لَكُمْ عَوْنُ صَوْبِ النَّبِيِّ إِلَى آخِرِ النَّبِيِّ جَسَسَ نَابِثُ بْنُ قَيْسٍ فِي بَيْتِهِ وَقَالَ أَنَسٌ مِنْ أَهْلِ النَّارِ وَخَتَبَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ (يَا أَيُّهَا عَمْرُو مَا شَأْنُ ثَابِتٍ أَشْكِي) قَالَ سَمِعْتُ إِيَّاهُ لَجَّارِي وَمَا عَيْشَتْ لَهُ بِشَكْوَى قُلْ فَإِنَّهُ سَمِعْتُ مَكْرَهُ فَوْنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ نَابِثٌ أُنْرِلَتْ هَذِهِ النَّبِيُّ وَقَدْ عَلِمْتُ أَنِّي مِنْ أَوْعِيكُمْ صَوْنِ عَمِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَنْهُ وَسَلَّمَ فَإِنَّ مِنْ أَهْلِ النَّارِ مَكْرَهُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (رَبِّنْ هُوَ مِنْ أَهْلِ النَّجَّةِ)

شام کو ایمان دار ہو گا اور صبح کو کافر ہو گا اور اپنے دین کو بیچ ڈالے گا دنیا کے مال کے بدلے۔

باب مومن کو اپنے اعمال مٹ جانے سے ڈرنا چاہیے  
۳۱۴ - انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب یہ آیت اتری یا ایہا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی فیر تک تو ثابت بن قیس بن ثمال اپنے گھر میں بیٹھ رہے اور کہنے لگے میں جہنمی ہوں (کیونکہ ان کی اولاد بہت بند تھی اور وہ حطیب تھے انصار کے اس لیے وہ ڈر گئے) اور نہ آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس۔ آپ نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اسے امانت ثابت رضی اللہ عنہ کا کیا حال ہے کچھ بیمار ہو گیا ہے؟ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا وہ میرا ہمسایہ ہے میں نہیں جانتا کہ وہ بیمار ہے۔ پھر سعد رضی اللہ عنہ ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے یہ بیان کیا کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا یہ آیت اتری اور تم جانتے ہو کہ تم سب میں میری آواز اونچی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تو میں جہنمی ہوں۔ پر سعد رضی اللہ عنہ نے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپ نے فرمایا نہیں وہ جنتی ہے۔

لفظ طلب گار ہے۔ بہت لوگوں کو دیکھا جو پہلے مسلمان و جدار تھے پھر دنیا کے طمع سے بے ایمان ہو گئے اور کفر اختیار کیا کوئی نصرانی بن گیا کوئی مجریہ حد محفوظ رکھے۔ کوئی نے کہا ہر ایسے میں جسے فتنے پے در پے ہو گئے کہ ایمان کا پھانسا مشکل ہو گا ایک ہی دس میں ایسا انقلاب ہو گا کہ صبح کو آدمی مومن ہو تو شام کو کافر ہو گا تحفۃ الاحیاء میں ہے کہ اس حدیث میں اس سادہ کی خبر ہے جو پرید اور سلطنت مروانیہ کے زمانے میں واقع ہوئے۔ اس حدیث میں رشاد ہے کہ فرصت کو آدمی غیبت جاسے اور پریشانی سے پہلے جو نیک عمل ہو سکیں سو کر بیوسے۔  
(۳۱۴) یعنی اسے ایمان والا اور کفری نہ کر دیتی اور ان میں کمی کی اولاد سے لوہا لور نہ ہو تو اس سے دور سے جیسے بوسے ہو ایک دوسرے سے کہیں اکارت نہ ہو جائیں تمہارے عمل اور تم کو خبر نہ ہو تو ذرا ایسا مومن کو بے ادبی سے حضرت کی صحبت میں۔ ایسا نہ ہو کہ بے ادبی تمام نیک عملوں کو مٹا دے کیونکہ وہاں ہند ہونا کچھ برا نہیں بلکہ رسول اللہ کے سامنے بلند ا از سے باتیں کرنا اور چلنا مسخ ہے۔ کوئی نے کہا اس حدیث سے ثابت ہے کہ نیک ہی بڑی نصیحت معلوم ہوئی کیونکہ ان کا حقیقی ہونا ثابت ہوا اور اس سے یہ بات بھی نکلی کہ امام یا سرور کو اپنے لوگوں کا حال پوچھنا چاہیے جو عتاب ہو جائیگی۔

۳۱۵- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَيْسُ بْنُ سَمَاسٍ عَطِيبَ الْأَنْصَارِ فَلَمَّا نَرَسَتْ هَذِهِ الْآيَةَ بِخَوِّ حَدِيثٍ حَسَنٍ وَنَيْسَ فِي حَدِيثِهِ دَكَرَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ

۳۱۶- عَنْ أَنَسِ قَالَ سَأَلَ بَرَكَةُ بْنُ أَبِيهَا النَّدْبِيُّ مَسْرُورًا رَفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ مَوْقُ صَوْتِ النَّبِيِّ وَكَمْ يَذْكُرُ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فِي الْحَدِيثِ

۳۱۷- عَنْ أَنَسِ قَالَ لَمَّا مَرَّتْ هَذِهِ الْآيَةُ وَاقْتَصَرَ الْحَدِيثُ وَلَمْ يَذْكُرْ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ زَوَادَ مَكْنَاهُ مَرَأَةً يَسْتَبِي بَيْنَ أَطْهَرِ رَسُولٍ مِنْ أَهْلِ الْفَحْشَاءِ بَابُ هَلْ يُؤْخَذُ بِأَعْمَالِ الْجَاهِلِيَّةِ

۳۱۸- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ أَنَسُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَوُؤَاخِذُ بِمَا عَمَلْنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ (( رَأَيْتُمْ أَحْسَنَ مِنْكُمْ فِي الْإِسْلَامِ فَلَا يُؤَاخِذُ بِهَا وَمِنْ أَسَاءَةٍ أَخِذَ بِعَمَلِهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَالْإِسْلَامِ ))

۳۱۹- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَوُؤَاخِذُ بِمَا عَمَلْنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ (( مَنْ أَحْسَنَ فِي الْإِسْلَامِ لَمْ يُؤْخَذْ بِمَا عَمِلَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَمِنْ أَسَاءَةٍ فِي الْإِسْلَامِ أَخِذَ

۳۱۵- دوسری روایت میں یوں ہے کہ ثابت بن قیس بن ثمال رضی اللہ عنہ انصار کے خطیب تھے پھر جب یہ آیہ اتری اخیر تک اور اس میں سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں ہے۔

۳۱۶- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

۳۱۷- اس روایت میں بھی سعد بن معاذ کا ذکر نہیں، انتظار یاد ہے کہ جس نے کہا ثابت ہم لوگوں کے بیچ میں چلتے تھے ہم اس کو دیکھتے تھے ایک شخص جنتی ہم میں جا رہا ہے۔

باب جب کوئی مسلمان ہو جاوے تو کیا کفر کے وقت کے اعمال کا مواخذہ ہوگا؟

۳۱۸- عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کچھ لوگوں نے کہا رسول اللہ ﷺ سے یا رسول اللہ! کیا ہم سے پوچھ ہوگی ان کاموں کی جو ہم نے جاہلیت کے زمانے میں کئے ہیں؟ آپ نے فرمایا تم میں سے جو اچھی طرح اسلام لایا (یعنی سچا مسلمان ہوا دل سے) اس سے تو پوچھ نہ ہوگی جاہلیت کے کاموں کی اور جو برا ہے (یعنی صرف ظاہر میں مسلمان ہوا اور دل میں اس کے کفر رہا) اس سے پوچھ ہوگی جاہلیت اور اسلام دونوں وقت کے کاموں کی۔

۳۱۹- عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہم سے مواخذہ ہوگا ان کاموں کا جو جاہلیت کے وقت میں کئے ہیں؟ آپ نے فرمایا جس نے نیکی کی اسلام میں اس سے جاہلیت کے کاموں کا مواخذہ نہ ہوگا اور جس نے برائی کی اسلام

(۳۱۸) کیونکہ وہ کفر قائم رہا اور درحقیقت میں وہ مسلمان ہی نہیں ہوا بلکہ منافق رہا۔ نووی نے کہا دوسری حدیث صحیح میں ہے کہ اسلام کرا رہا ہے بیشتر کے گناہوں کو یعنی کفر کے زمانے کے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں اسلام لانے سے اور اس پر جوع ہے مسلمانوں کا۔

بِأَوَّلِ وَالْآخِرِ ))

میں اس سے مواخذہ ہو گا گلے (یعنی کفر) اور چپھے (یعنی اسلام) دونوں وقت کے کاموں کے۔

۳۲۰- مکرہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۳۲۱- حَدَّثَنَا مُنْجَابُ بْنُ أَنَحَارِثَ التَّمِيمِيُّ أَخْبَرَنَا عَمِلِي بْنُ مُنْهَرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهِدَا الْإِسَاءِ مِنْهُ

بَابُ كَوْنِ الْإِسْلَامِ يَهْدِيهِمْ مَا قَبْلَهُ وَكَذَا الْهَجْرَةُ وَالْحَجُّ

باب اسلام، حج اور ہجرت سے اگلے گناہوں کا معاف ہو جانا

۳۲۱- عَنْ أَنَسِ بْنِ شِمَاسَةَ الْمُهَازِنِيِّ قَالَ حَصَرْنَا عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ وَهُوَ فِي سِيَاقِهِ الْعَمَلِ فِي بَنِي حُلَويْمَا وَرَحُولٍ وَجَنَّةٍ إِلَى الْخَنْزَارِ فَجَعَلَ ابْنُهُ يَقُولُ يَا أَبَتَاهُ مَا بَشَرًا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَكَدَ أَمَا بَشَرًا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَكَدَ قَالَ فَأَقْبَلَ بَوَّاحِيهِ فَقَالَ ابْنُ أَفْضَلٍ مَا يُعَدُّ شَهَادَةً أَنَّ اللَّهَ بَرَأَ إِلَهُهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ إِنِّي كُتِبْتُ عَلَى أَطْطَانِي نَسَبًا لِعَدُوِّ رَأَيْتُكَ وَمَا حَدَّثْتُكَ بَعْضًا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنَى رَأْسَهُ إِلَى الْأَنْكُوبِ هَذَا سَمِعْتُكَ مِنْهُ فَقَسَمْتُ فَلَوْ كُنْتُ عَمِي ثَلَاثَ أَلْحَالٍ لَكُنْتُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ قَسَمًا

۳۲۱- ابن شماسہ (عبدالرحمن بن شماسہ بن ذئب) مہری سے روایت ہے ہم عمرو بن عاصؓ کے پاس گئے اور وہ مرے کے قریب تھے تو روسے بہت دیر تک اور منہ پھیر رہا اپنا دیوار کی طرف منہ کے بیٹے کہنے لگے ہاوا تم کیوں روتے ہو تم کو کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ خوشخبری نہیں دی یہ خوشخبری نہیں دی؟ تب انھوں نے اپنا منہ سامنے کیا اور کہا کہ سب باتوں میں افضل ہم سمجھتے ہیں اس بات کی گواہی دینے کو کہ کوئی سچا معبود نہیں سوا خدا کے اور محمد اس کے پیچھے ہوئے ہیں اور میرے اوپر میں حال گزرے ہیں ایک حال یہ تھا جو میں نے اپنے کو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ سے رپاؤ میں کسی کو برا نہیں جانتا تھا اور مجھے آرزو تھی کہ کسی طرح میں قابو پاؤں اور آپ کو قتل کروں۔ (معاذ اللہ) پھر اگر میں مر جاتا اس حال میں تو جہنمی ہو مگر میرا حال یہ تھا کہ اللہ نے اسلام کی محبت میرے دل

(۳۲۲) یعنی منکر غیر کو کوئی بے گناہ اس حدیث سے کلی باتیں معلوم ہوتی ہیں ایک تو یہ جو مرنے کے قریب ہو اس کو تسلی اور تسکین دینا چاہیے اور امید اور غلط اور خوشی کی باتیں سنانا چاہیے جیسے عمرو بن عاصؓ کے بیٹے نے کہا اور یہ مستحب ہے ہذا اتفاق دوسرے یہ کہ صحابہ رسول اللہ کی کسی قدر عزت اور حرمت کرتے تھے شریعت کے ساتھ روکنے والی اور ہنگامے جتنا منع ہے اور علماء نے اس کو مکرر دہرایا ہے لیکن لوحہ تراویح تو حرام ہے اور آگ لے جانا مکروہ ہے جو دو سری حدیث کے اور سبب کراہت کا یہ ہے کہ وہ علامت ہے جاہلیت کے زمانے کی اور اس میں صیب لگائی نہ کہا کہ سنگ رکھنے میں شگون بد ہے مردہ کے لیے چوتھے یہ کہ مٹی ادا قبر پر مستحب ہے پانچویں یہ کہ قبر پر بیٹھا جیسے چاہیے جیسے بعض ملکوں میں دستور ہے چھٹے یہ کہ قبر میں مردے کا امتحان ہوتا ہے اور لڑتے اس سے سوال کرتے ہیں اور یہی مذہب ہے اہل حق کا ساتویں یہ کہ دلوں کے بعد تم کوئی ریت تک قبر پر ٹھہرنا چاہیے اور یہ مستحب ہے آٹھویں یہ کہ مرد اپنی قبر پر حاضر ہونے لے



حَمَلَ اللَّهُ أَفْسَامَ مِي قَتِي أَثِيثَ النَّسِي صَنِ  
لَهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفُتُّ اِبْطُ يَمِيكَ فَلَا يَمِيكَ  
مِطُ يَمِيهِ دَل فَمِصَّتْ يَدِي دَل (( مَا لَكَ  
بَا عَمْرُو )) قَالِ قُلْتُ أَرَدْتُ أَنْ أَشْطَرُ قَالَ  
تَسْطَرُ سَمَادَ قُلْتُ أَنْ يُعْمَرَ لِي مَا لَ (( مَا  
هِيضَتْ أَنْ الْإِسْلَامَ يَهْدُمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ وَأَنْ  
الْهَجْرَةَ تَهْدُمُ مَا كَانَ قَبْلَهَا وَأَنْ أَخْجِ يَهْدُمُ  
مَا كَانَ قَبْلَهُ )) وَمَا كَانَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ  
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَأَنَّ أَجَلَ مِي  
عَتِي مِي وَمَا كُنْتُ أَطِيقُ أَنْ أَمْلَأَ عَيْنِي مِنْهُ  
بِحَفَالٍ وَلَا وَلَوْ شِئْتُ أَنْ أَصْبِعَهُ مَا أَطْفَعْتُ يَدِي  
لَمْ أَكُنْ أَمْلَأُ عَيْنِي مِنْهُ وَلَوْ مِثُّ عَلَى بَدَنِكَ  
الْحَدَرُ بَرَحُوتُ أَنْ يَكُونَ مِنْ أَهْلِ الْحَقَّةِ ثُمَّ  
وَلِ أُنْشَاءَ مَا أَذْرِي مَا خَلِي فِيهَا عِبَادًا أَمَا  
مِثُّ مَلَا مِصْحَتِي مَاتِحَةً وَلَا بَارَ فَادَ دَقَّتْ مِي  
مِثُّ عَلَى الثَّرَامِ شَأْنُهُ أَلَيْسَ حَوْلَ مِثْرِ  
قَدَرُ مَا تُحَرُّ جُرُورُ وَتَقْسَمُ بِحَمَلِهَا حَتَّى  
أَسْأَلَنَّ بِكُمْ وَأَنْظَرُ عَادَا أُرَاجِعُ بِي رُسُلِ  
رَبِّي

۳۲۶- عَنْ أَبِي عَاسِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا  
عَنْ بَاسِ بْنِ أَهْلِ الشُّرَكِ قَالُوا مَا كَثُرُوا  
دَمُؤُا فَكَتَبُوا ثُمَّ أَمَرُوا مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا إِنَّ إِلَهِي يَقُولُ وَتَدْعُو

میں ڈان اور میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ میں نے کہا اپنا ہاتھ  
ہاتھ بڑھائیے تاکہ میں بیعت کروں آپ سے۔ آپ نے اپنا ہاتھ  
بڑھایا میں نے اس وقت اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے  
فرمایا کیا ہوا تجھ کو اے عمرو! میں نے کہا میں شرط کرنا چاہتا ہوں  
آپ نے فرمایا کیا شرط؟ میں نے کہا یہ شرط کہ میرے گناہ معاف  
ہوں (جواب تک کہتے ہیں)۔ آپ نے فرمایا اے عمرو! تو نہیں  
جانتا کہ اسلام گرا دیتا ہے بیشتر کے گناہوں کو اسی طرح حج گرا دیتا  
ہے بیشتر کے گناہوں کو۔ پھر رسول اللہ ﷺ سے زیادہ مجھ کو کسی کی  
محبت نہ تھی اور نہ میری نگاہ میں آپ سے زیادہ کسی کی شان تھی  
اور میں نہ کچھ بھر کر آپ کو نہ دیکھ سکتا تھا آپ کے جلال کی وجہ سے  
اور اگر کوئی مجھ سے آپ کی صورت کو پوچھے تو میں بیان نہیں  
کر سکتا کیونکہ میں آنکھ بھر کر آپ کو دیکھ نہیں سکتا تھا اور اگر میں  
مر جاتا اس حال میں تو امید تھی کہ جنتی ہوتا۔ بعد اس کے چند اور  
چیزوں میں ہم کو پھنسا پڑا میں نہیں جانتا میرا یہ حال ہو گا ان کی  
وجہ سے تو جب میں مر جاؤں میرے جنازے کے ساتھ کوئی رونے  
چلانے والی نہ ہو اور نہ آگ ہو۔ اور جب مجھے دفن کرنا ہو سٹی ڈال  
دینا مجھ پر اچھی طرح اور میری قبر کے گرد کھڑے رہنا اتنی دیر  
تک کہ تھکی دیر میں اونٹ کاٹا جاتا ہے اور اس کا گوشت بانٹا جاتا ہے  
تاکہ میرا دل پہلے تم سے (اور میں تمہاری میں گھبراتا جاؤں) اور  
دیکھ لوں پروردگار کے دیکھوں کو میں کیا جواب دیتا ہوں۔

۳۲۲- عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے مشرکوں میں چند  
لوگوں نے (شرک کی حالت میں) بہت خون کئے تھے اور بہت زنا  
کیا تھا تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا آپ جو  
فرماتے ہیں اور جس بات کی طرف بلاتے ہیں وہ خوب ہے اور جو

یہ والوں کی آرزو ہے کہ مشرک گوشت کا ہاٹ پنا درست ہے اسی طرح ز میوں جیسے، گھور و غیر ہا و اس میں ہمارے اصحاب کا  
خلاف ہے جو مشہور ہے مانتی مختصراً

لَحْمَنَ وَلَوْ نَحْبَرُكَ أَنَّ لَمَّا عَمِتَ كَقَدْرَةَ  
قَرَبَ وَالْذِّبَرِ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ  
وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ بِالْبَاطِلِ  
وَلَا يَرْبُونَ وَهُمْ يَعْمَلُونَ ذَلِكَ يَلْقَى أَثَمُكَ وَنَزَى  
يَا عِبَادِي الَّذِينَ اسْرَفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لَا  
يُغْنِي عَنْهُمْ كَذَبُهُمْ لَا

آپ ہم کو بتلاویں ہمارے گناہوں کا کفارہ تو ہم اسلام لاویں تب یہ  
آیت اتری والدین لا يدعون مع الله الها اخر۔ آخر تک یعنی جو  
لوگ خدا، تعالیٰ کے ساتھ اور دوسرے معبود کو نہیں پکارتے  
اور جس جان کا مارنا خدا نے حرام کیا ہے اس کو نہیں مارتے مگر کسی  
حق کے بدلے اور زنا نہیں کرتے اور جو کوئی ان کاموں کو (یعنی  
خون اور زنا اور شرک) کرے تو وہ بدلہ پادے گا اور اس کو دردناک  
عذاب ہو گا قیامت کے روز اور ہمیشہ رہے گا عذاب میں ذلت سے  
پر جو کوئی یہاں لایا اور اس نے توبہ کی اور نیک کام کئے تو اس کی  
برائیاں مٹ کر نیکیاں ہو جاویں گی اور اللہ تعالیٰ مہربان ہے بخشنے  
والا (اور خدا نے ان لوگوں کو بتلادیا کہ تم اسلام لاؤ تمہارے گناہ  
سب گناہ شرک کے زماے کے معاف ہو جائیں گے) اور یہ آیت  
اتری بعد اذی الدین اسرفوا علی انفسهم غیر تک یعنی اے بندو  
میرے جنھوں نے گناہ کئے ہیں مت ناامید ہو اللہ کی رحمت سے۔

بَابُ بَيَانِ حُكْمِ عَمَلِ الْكَافِرِ إِذَا أَسْلَمَ  
بَعْدَهُ

باب کافر اگر کفر کی حالت میں نیک کام کرے پھر  
مسلمان ہو جائے

۳۲۲- عَنْ حَكِيمِ بْنِ جَرَامٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ  
لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ أُشْرُوا  
كَتَبْتُ أَنْحَسْتُ بَهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ هَلْ لِي فِيهَا مِنْ

۳۲۲- حکیم بن جرّام رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم سے عرض کیا کیا آپ سمجھتے ہیں جاہلیت کے زمانے میں جو  
میں نے عبادت کے کام کئے (یعنی نیک سمجھ کر گناہ سے نکلنے کے

(۳۲۲) یعنی جب تو مسلمان ہو گیا تو میرے کفر کے زمانے کی نیکیاں بھی بیکار نہ جاویں گی بلکہ اس سب کا ثواب ملے گا اللہ، مگر تو مسلمان نہ  
ہو تا اور کفری پر مہر چاٹا تو میری سب نیکیاں مٹ جائیں۔ یہی مطلب حدیث سے ظاہر ہے اور یہی توبہ ہے، من بطل اور محتقین کا کہ کافر اگر  
مسلمان ہو جاوے تو اس کے وہ نیک کام جو کفر کے زمانے میں کئے ہیں لغو نہ ہونگے اور حد ان پر ثواب دے گا بدلیل اس حدیث کے جس کو  
دار قطنی نے ابو سعید خدری سے روایت کیا کہ رسول اللہ نے فرمایا جب کار مسلمان ہو جاوے پھر اس کا اسلام اچھا ہو اللہ تعالیٰ اس کی ہر نیکی کو  
لکھے گا جو کر چکا ہے اور ہر برائی کو مٹا دے گا جو کر چکا ہے اور اسلام کے بعد جو نیکی کرے گا تو ایک کے بدلے دس کا سات سو تک ثواب ملے گا اور  
برائی کے بدلے ایک ہی برائی لکھی جاوے گی پر جب خدا اس کو بھی معاف کر دے تو ایک بھی نہ لکھی جاوے گی۔ امام ابو عبد اللہ ماری نے کہا  
ظاہر حدیث خلاف ہے اس کا عدلے کے جو مقرر ہو چکا ہے کہ کافر کا تقرب صحیح نہیں پھر اس کو نیکی پر ثواب بھی نہ ہو گا اور ایمان لانا اس  
کا اہل عت ہے نہ تقرب اس لیے کہ تقرب میں شرط ہے کہ جس سے تقرب کرتا ہے اس کو پہچانے اور وہ کفر کی حالت میں حد اکودرا برہر ہے

شيء مفاد له رسول الله صلى الله عليه وسلم (( اسلمت على ما اسلمت من خير ))  
والنحو التبع  
یہ (ان کا کچھ ثواب مجھ کو ملے گا) یعنی کفر کے زانے کے نیک کام بیکار توہ جاویں گے؟ آپ نے فرمایا تو اسلام لایا انگلی ان سب نیکیوں پر جو کر چکا ہے۔

۳۲۴- عن حکیم بن حزام انہ قال  
رسول الله صلى الله عليه وسلم اي رسول  
الله ارايت امورا كنت اتمسك بها في  
۳۲۴- حکیم بن حزام سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یا رسول اللہ! آپ کیا سمجھتے ہیں جو نیک کام میں نے جاہلیت کے زمانے میں کئے ہیں جیسے صدق یا غلام کا آزاد

تھ پہچاننا۔ تو اس سورت میں حدیث کی تاویل کرنا ضروری ہے یعنی مطلب یہ ہے کہ کفر کے زمانے میں جو تو نے نیکیاں کی تھیں ان کی وجہ سے پری طبیعت نیک ہو گئی اور تجھے نیک کام کرنے کی عادت پیدا ہوئی پھر تو اس عادت اور طبیعت سے اسلام میں بھی فائدہ اٹھاوے گا کیونکہ وہ بے جا نہ کی تجھ کو نیک کاموں کی طرف یا یہ مطلب ہے کہ ان نیکیوں کی وجہ سے تو مستحق ہوا تشریف کا جو اسلام کی حالت میں بھی باقی ہے یا یہ مطلب ہے کہ اسلام کی حالت میں تجھ کو نیکیوں کا ثواب اور اس سے زیادہ ملے گا کیونکہ تو پہلے بھی نیک کام کر چکا ہے اور جب کافر کو نیک اعمال کی وجہ سے عذاب میں تخفیف ہوگی تو ثواب کا زیادہ ہر تا بعید نہیں۔ تمام ہوا کام مازری کا۔ قاضی عیاض نے کہا انھوں نے کہا مطلب حدیث کا یہ ہے کہ انگی نیکیوں کی برکت سے خدا سے تجھے سلام کی ہدایت کی اور نیکیاں ادا کر میں دلیل ہیں حسن خاتمہ اور سعادت کی کے اسلام میں تھی۔ لیکن صحیح دینی ہے جو بن بطلان دجیرہ نے کہا کہ حدیث محض ہے ظاہر پر۔ ابن حلال نے کہا اللہ کو اختیار ہے کہ اپنے بندوں پر جتنی چاہے اور جس طرح چاہے عنایت کرے اور کسی کو اس میں عتر میں کی مجال نہیں اور فقہاء نے جو کہا ہے کہ کافر کی عبادت صحیح نہیں اور اگر وہ اسلام لادے تو اس عبادت کا اعتبار نہ ہو گا اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کے احکام کی رو سے اس کی عبادت صحیح نہیں اور آخرت کا ثواب اللہ کے اختیار میں ہے۔ اب اگر کوئی یوں کہنے لگے کہ آخرت میں بھی اس پر ثواب نہ ہو گا تو اس کا قول رد کیا جاوے گا اس صحیح حدیث سے اور کفار کے بعض فقال کا تو دہرایا میں بھی اعتبار ہوتا ہے۔ خود فقہاء نے کہا ہے کہ اگر کافر پر حالت کفر میں کوئی کفارہ جیسے ظہار وغیرہ کا کفارہ واجب ہو پھر وہ اس کو ادا کر دے کفر کی حالت میں تو کافی ہو جاوے گا اور اسلام لانے کے بعد دوبارہ کفارہ پانا لازم نہ ہو گا اور اختلاف کیا ہے شافعی نے کہ اگر حالت کفر میں جسی ہو پھر غسل کرے کفر کی حالت میں بعد اس کے مسلمان ہو تو دوبارہ غسل کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ اور ہمارے بعض صحابہ نے اس میں مبالغہ کیا ہے کہ کافر کی ہر ایک طہارت صحیح ہے غسل ہو یا وضو ہو یا تیمم ہو اور اسلام لانے کے بعد اسی طہارت سے غار پڑھنا ضرور مستحب ہے۔ اگلی، قال النور

مترجم کہتا ہے کہ اسلام لانا ایک ایسی بڑی نعمت ہے خدا کی جس کے مقابلہ میں اور کوئی نعمت نہیں جو جہاں تک اس نعمت کی وجہ سے نفع حاصل ہوں بعید نہیں اور کافر کے نیک اعمال جو مٹ جاتے ہیں تو وہ اسی وجہ سے کہ اس کی موت کفر پر ہوتی ہے اور اعتبار خاتمہ کا ہے پھر جب خاتمہ نیک ہو اور انسان کفر کو چھوڑ کر مسلمان ہو گیا تو اللہ تعالیٰ اس کی نعمت کو ضائع نہ کرے گا اور اس کے نیک کاموں پر ضرور ثواب دے گا دوسرے یہ کہ اگر رسول اللہ کافر کی نیکیوں کو اسلام لانے کے بعد مٹ کر دیتے تو دو گوں کو رنج ہو تا اور اسلام کی طرف رطبت گھٹ جاتی جا کر نیک اصل مقصد آپ کا یہ تھا کہ لوگوں کو اسلام کا شوق پیدا ہو سی وجہ سے آپ نے فرمایا کہ اسلام لانے سے کفر کے گناہ تو سب مٹ گئے اور نیکیاں باقی ہیں وہ ہر گز تلف نہ ہو گی سبحان اللہ خداوند کریم کی عنایت اور محبت اپنے بندوں کے ساتھ کیسی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک بندے کو ایمان کی ہدایت دے اور ہمارے سب مسلمانوں کا خاتمہ بخیر کرے۔ میرے رب تو میرا خاتمہ بھی اچھا کر۔ آمین۔



أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
وَقَالُوا: أَيُّهَا مَا يَطِئُمْ نَفْسُهُ فَعَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( نَبَسٌ هُوَ كَمَا تَطْطُونَ إِنَّمَا  
هُوَ كَمَا قَدْ لُقِّمَانُ بَابِهِ )) يَا نَبِيَّ مَا تُشْرِكُ  
بِاللَّهِ إِنَّ الشُّرُكَ لَطُغْمٌ عَظِيمَةٌ

ایمان لائے پھر انھوں نے اپنے ایمان کے ساتھ ظلم نہیں  
کیا (یعنی گناہ میں نہ پھنسے) ان کو اسن ہے اور وہی ہیں راہ پانے  
وے۔ تو بہت گراں گزری رسول اللہ ﷺ کے اصحاب پر۔  
انھوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم میں سے کونسا ایسا ہے جو ظلم نہیں  
کرتا اپنے نفس پر (یعنی گناہ نہیں کرتا)؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا  
اس آیت کا یہ مطلب نہیں جیسا تم خیال کرتے ہو بلکہ ظلم سے  
مراد وہ ہے جو حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا کہ بیٹے میرے  
مت شرک کر اللہ کے ساتھ بیشک شرک بڑا ظلم ہے۔  
۳۲۸- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۳۲۸- عَنْ الْأَعْمَشِ بِهِدَا الْإِسْنَادِ قَالَ أَبُو  
كَرَيْبٍ قَالَ ابْنُ إِدْرِيسَ حَدَّثَنِي أَبُو ثَمٍّ عَنْ  
أُمِّهِ بْنِ تَعْلَبٍ عَنْ الْأَعْمَشِ ثُمَّ سَمِعْتُهُ مِنْهُ

بَابُ بَيَانِ تَجَاوُزِ اللَّهِ عَنْ حَدِيثِ النَّفْسِ  
وَالْخَوَاطِرِ بِالْقَلْبِ إِذَا لَمْ تَسْتَقِرَّ وَبَيَانِ  
أَنَّهُ سَبْحَانَهُ وَتَعَالَى لَمْ يُكَلَّفْ إِذَا مَا يُطَاقُ  
وَبَيَانِ حُكْمِ الْهَمِّ بِالْحَسَنَةِ وَبِالْيُسْبَةِ

۳۲۹- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا  
رَزَاكَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب - دل میں جو دوسو سے آتے ہیں جب تک وہ جم نہ  
جاویں ان پر مواخذہ نہ ہو گا اور اللہ تعالیٰ نے اتنی ہی  
تکلیف دی ہے جتنی طاقت ہے اور نیکی اور گناہ کا قصد  
کرنا کیا حکم رکھتا ہے

۳۲۹- ابو ہریرہ سے روایت ہے جب رسول اللہ ﷺ پر یہ آیت  
اتری بلکہ ما فی السموات وما فی الارض اخیر تک جیسی اللہ ہی کا

لہ ایک ظلم جو سب سے بڑا ہے یعنی شرک جیسے لقمان نے اپنے بیٹے کو کہا کہ شرک بڑا ظلم ہے۔ خطابی نے کہا صحابہ پر یہ آیت اس وجہ سے  
گراں گزری کہ ظلم کے ظاہری معنی یہ ہیں کہ لوگوں کے حق دبا لینا اور گناہوں میں جملہ ہونا۔ ہوں نے خیال کیا کہ یہ ظاہری معنی مراد  
ہیں اور اصلی معنی ظلم کا یہ ہے کہ ایک چیز کو اس کی جگہ سے ہٹا کر دوسری جگہ میں رکھنا۔ پھر جس شخص نے اللہ کے سوا دوسرے کسی کی پرستش  
کی تو وہ بڑھ گیا ظلم میں سب ظالموں سے۔ اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ جو شرک کے اور گناہ کرنے سے آدمی کافر نہیں ہوتا۔  
اور لقمان ایک بہت بڑے حکیم گزرے ہیں اور اختلاف کیا علماء نے کہ وہ ہی تھے یا نہیں۔ امام ابو اسحق ظہبی نے کہا وہ بالظن حکیم تھے مگر  
عمرہ نے کہا کہ وہ ہی تھے اور کسی نے اس کو ی نہیں کہا اور لقمان کے بیٹے کے نام جن کو انھوں نے یہ نصیحت کی تھی نعم تھا اور بعضوں  
نے کہا مشکم۔ واللہ اعلم (توروی)

(۳۲۹) امام ابو عبد اللہ ترمذی نے کہا یہ آیت ان پر گراں گزری کہ وہ کبھی ہم سے مواخذہ ہو گا اس و سوسو پر جو خود بخود دل میں گزرتے  
ہیں اور ہم کو ان کے دور کرنے کی طاقت نہیں پھر یہ تکلیف مالا یطاق ظہری اور وہ جائز ہے عقل لیکن اختلاف ہے کہ آیا شریعت میں اس کا ثبوت

لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مَنْ فِي الْأَرْضِ أَوْ يُضْلِمُوهُ يَحْشِبْنَاهُ مِنْهُ قِيَعًا مِمَّنْ بِشَاءُ وَيُعْتَبِئُ مِنْ بَشَاءِ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ قَالَ فَاسْتَمْتَدَّ ذَلِكَ غَمِي أَصْحَاب رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَوْا رَسُولَ نَبِيِّ حَتَّى أَتَى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ بَرَكُوا عَلَى الرُّكْبِ فَقَالُوا أَيُّ رَسُولِ اللَّهِ كُنْتُمْ مِنَ الْأَعْمَالِ مَا يُضِيقُ الصَّافَةَ وَالصَّبِيحَ وَالْجَهَادَ وَالصَّدَقَةَ وَقَدْ أَتَيْتُ عَلَيْكَ هَذِهِ الْبَايَةَ وَلَا نُصِيفُهَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( أَتَرِيدُونَ أَنْ تَقُولُوا كَمَا قَالَ أَهْلُ الْكِبَانِ مِنْ قَبْلِكُمْ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا بَلْ قُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَتْ رَبَّنَا وَالْإِيتِ الْمَصِيرُ )) قَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَتْ رَبَّنَا وَالْإِيتِ الْمَصِيرُ قَالُوا لَقَدْ تَرَاهَا لِلْعَوْمِ دَنَتْ بِهَا أَلْسِنُهُمْ فَأَمَرُوا اللَّهَ فِي جُرْأَتِهِمْ أَنْ يَأْتِيَ الرُّسُلَ بِمَا يَأْتُونَ بِهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ كُلُّهُمْ بِاللهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ لَا تَعْرِقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ وَقَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَتْ رَبَّنَا وَالْإِيتِ الْمَصِيرُ قَالُوا فَصَبْرًا ذَلِكَ تَسَخَّرَ اللَّهُ تَعَالَى فَأَمَرَ اللَّهُ

ہے جو کچھ کہ ہے آسمانوں اور زمین میں اور اگر تم کھول دو اپنے دل کی بات کو یا چھپاؤ اس کو اللہ تعالیٰ حساب کرے گا۔ اس کا تم سے پھر بخش دے گا جس کو چاہے گا اور عذاب کرے گا جس کو چاہے گا اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے تو گراں گزری رسول اللہ ﷺ کے اصحاب پر اور دو آئے رسول اللہ کے پاس پھر بیٹھ گئے گھنٹوں پر اور کہنے لگے یا رسول اللہ! ہم کو حکم ہوا اس کا سوس کے کرنے کا جس کی طاقت ہے جیسے نماز، روزہ، جہاد، صدقہ، اب آپ پر یہ آیت اتری اور اس پر عمل کرنے کی ہم میں طاقت نہیں (یعنی آپے دل پر ہمارا رور نہیں چلا کہ ہم سے شیطانی دوسے بالکل۔ آئے پائیں) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم کیا چاہتے ہو کہ یہ کہو جیسے پہلے دونوں کتاب والوں (یہود اور نصاریٰ) نے کہا (جب اللہ کا حکم سنا) سنا ہم نے اور نافرمانی کی (یعنی ہم نے تیرے حکم سنا پر ہم اس پر عمل نہیں کریں گے) بلکہ یوں کہہ سنا ہم نے اور مان لیا۔ بخش دے ہم کو اے ہمارے مالک! تیری ہی طرف ہم کو جانا ہے۔ یہ سن کر صحابہؓ نے کہا سنا ہم نے اور مان لیا بخش دے ہم کو مالک ہمارے۔ تیری ہی طرف ہم کو جانا ہے۔ جب لوگوں نے یہ کہا اور اپنی زبانوں سے نکالا اس کے بعد ہی یہ آیت اتری اس الرسول معاہدہ الیہ من ربہ والموحدون اخیر تک یعنی ایمان لایا رسول اس پر جو اس کی طرف اس کے مالک کے پاس سے اور ایمان لائے مومن بھی سب ایمان لائے اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں

اللہ حکم ہو گیا جس یعنی خداوند کریم نے اپنے فضل سے اپنے عاجز بندوں کی سب دعائیں قبول کیں اور سخت سے سخت احکام جو ان سے نہ ہو سکتے اسلام میں اٹھائے اور دین کو آسان کر دیا اور وہ حکم بھی اٹھایا جو پہلے دیا تھا کہ دل کے خیال پر سواغذہ ہو گا۔ اب اگر کسی کے دل میں گناہ کا خیال آدے تو جب تک اس گناہ کو کرے نہیں وہ گناہ جاوے گا۔ لام ازوری نے کہا وہ ان دعوایہ احکام کے منسوخ ہونے میں۔ اعتراض ہے کہ نسخ وہاں ہوتا ہے جہاں دوسرے حکم میں اور پہلے حکم میں جمع نہ ہو سکے اور یہاں جمع ممکن ہے۔ اس طرح سے کہ پہلی آیت عام ہو ہر ایک قسم کے دوسروں اور خیالوں کو جو اختیار میں ہیں مگر جس صورت میں صحابہؓ پہلی آیت سے ہی خیال سمجھے ہیں جو اختیار میں نہیں اس صورت میں الہتہ دوسری آیت اس کی مانع ہوئی۔ قاضی عیاض نے کہا نسخ سے کوئی امر مائع نہیں جب راوی سے خود نسخ کو نقل کیا ہے بعضوں نے



عَزَّوَجَلَّ لَّا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا وَّ شَيْئًا لِّهَا مَا كَسَبَتْ وَ عَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤْخِذْنَا إِن سَبَبْنَا أَوْ اَعْطَاكَ قَالَ نَعَمْ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْهُ عَالِيَ كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا قَالَ نَعَمْ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْنَا مَا لَكَ طَعْفَةٌ لِّذَا يَوْمَ قَالَ نَعَمْ وَاعْفُ عَنَّا وَاعْفُ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْكِنَا فَاصْرَفْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ فَاَنْ نَعَمْ

پر۔ ہم ایسا نہیں کرتے کہ ایک رسول کو مانیں اور ایک کو نہ مانیں (جیسے یہود اور نصاریٰ نے کیا) اور کہا انھوں نے ہم نے سنا اور مان لیا بخش دے ہم کو اے ہمارے مالک تیرے ہی پاس ہم کو جانا ہے۔ جب انھوں نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل اور کرم سے اس آیت کو (و ان تبدوا ما فی انفسکم) کو منسوخ کر دیا اور یہ آیت اس کی جگہ پر نہیں دیتا مگر اسکی طاقت کے موافق۔ ہر کسی کو اس کی نیکیوں کا کام آدیں گی اور اس پر اس کی برائیوں کا بوجھ ہوگا۔ اے مالک ہمارے مت پکڑ ہم کو اگر ہم بھول یا چوک چادیں۔ مالک نے فرمایا اچھا اے مالک ہمارے مت لا د ہم پر ایسا بوجھ جیسے لاوا تھا تو نے انکوں پر (یہود پر پھر ان سے نہ ہر سکا انھوں نے نافرمانی کی۔ مالک نے فرمایا اچھا اور معاف کر دے ہماری خطائیں اور بخش دے ہم کو اور رحم کر ہم پر تو ہمارا مالک ہے۔ درد کر ہماری ان لوگوں پر جو کافر ہیں۔ پروردگار نے فرمایا اچھا۔

۳۳۰۔ عَنْ اَبِي عَاسِمٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ نَعَمْ رَبَّنَا هَٰذِهِ اٰتَايَةُ وَاِنْ يُبَدَّلُوا مِنْ بَيِّنٍ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْصَوهُ يُحَاسِبُكُمْ بِهِ اللّٰهُ فَاَلْ دَخَلَ قُلُوبَهُمْ مِنْهَا شَيْءٌ لَمْ يَدْخُلْ قُلُوبَهُمْ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( قُولُوا مَنَعْنَا وَاطْمَأْنَنَّا )) دَارِ قَالَتُمُ اللّٰهُ فَاَيُّ اِيْمَانٍ فِي قُلُوبِهِمْ قَالَتُوا اللّٰهُ تَعَالٰى لَّا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا وَّ شَيْئًا لِّهَا مَا كَسَبَتْ وَ عَلَيْهَا مَا كَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤْخِذْنَا إِن سَبَبْنَا أَوْ اَعْطَاكَ قَالَ نَعَمْ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا قَالَ نَعَمْ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْنَا مَا لَكَ طَعْفَةٌ لِّذَا يَوْمَ قَالَ نَعَمْ وَاعْفُ عَنَّا وَاعْفُ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْكِنَا فَاصْرَفْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ فَاَنْ نَعَمْ

۳۳۰۔ عہد اللہ بن عباس سے روایت ہے جب یہ آیت اتری وان تبدوا ما فی انفسکم او مخصوه يحاسبکم به اللہ تو لوگوں کے دلوں میں وہ بات سماگنی جو کسی چیز سے نہ جاتی تھی (یعنی بہت ڈر پیدا ہوا) تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہم نے سنا اور مان لیا اور اطاعت کی پھر اللہ نے ایمان ان کے دلوں میں ڈال دیا اور اتارا اس آیت کو لا یكلف اللہ نفساً الا وسعها اخیر تک یعنی اللہ تکلیف نہیں دیتا کسی کو مگر اس کی طاقت کے موافق جو وہ کرے گا اس کا پاپ اس پر ہوگا اے مالک ہمارے مت پکڑ ہم کو بھول چوک میں۔ مالک نے فرمایا میں ہی ہوں کروں گا۔ اے مالک ہمارے مت لا د ہم پر بوجھ جیسے تو نے لاوا تھا انکوں پر۔

اس سے کہا حج سے یہاں سے روانہ کرنا ہے جو ان کو ہوا تھا پہلی آیت سے اور گراں گزری تھی وہ ان پر اسبہ دوسری آیت سے ان کو طمینان ہو گیا کہ مواخذہ طاقت سے زیادہ نہ ہوگا۔ لہذا وہ حدی نے کہا آیت کے منسوخ ہونے میں اختلاف ہے اور محققین کا قول یہ ہے کہ وہ حکم ہے منسوخ نہیں ہے۔ (ابوہی مختصراً)

انہی من قنہ قال قد فعلت واعتبر بنا  
و رَحِمْنَا أَنْتَ مَوْلَانَا قَدْ فَعَلْتَ  
مالک نے فرمایا ایسا ہی میں کروں گا اور بخش دے ہم کو اور رحم کر ہم پر تو  
اور مالک ہے۔ مالک نے فرمایا میں نے ایسا ہی کیا۔

۳۳۱- عن نبی ہریرہ قال قال رسول اللہ  
(( إِنَّ اللَّهَ تَجَارَزُ لِأَمْنِي مَا حَدَّثْتُ بِهِ ))  
۳۳۱- ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ نے  
در گزر کی میری امت سے ان خیالوں پر گناہ کے جو دل میں آویں

(۳۳۱) اس سراج الودیع میں ہے کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر نیک قسم کا برا خیال اور ارادہ جو دل میں پیدا ہو وہ معاف ہے کیونکہ  
مالک حرف حدیث میں عام ہے ہر ایک خیال اور ارادہ کو برابر ہے کہ وہ خیال اور ارادہ دل میں جم گیا ہو یا نہ جم ہو اور تھوڑی دیر تک رہا یا بہت مدت  
تک ہر طرح سے وہ معاف کیا گیا ہے اس امت کے لیے اور یہ شرف خاص کیا اللہ نے اس امت پر ہر عطا اور انگی مسوں کے کہ ان سے دل کے  
خیال پر بھی موافقہ ہو مگر تو جس قسم کا خیال ہو اور وہ دل ہی میں سے وہ معاف ہے۔ اس خیال کی وجہ سے نہ اس میں تہ ہو گا نہ تنبیہ ہو گا نہ کوئی  
مبادت اس کی وجہ سے باطل ہو گی نہ کوئی علاقائی یا عسکری اس سے پڑے گا نہ اور کسی قسم کا کوئی مواخذہ نالہ ہو گا نہ دل است کرتی ہیں اس پر وہ حدیثیں  
جو اس باب میں آئیں اور ان کے الفاظ بہت ہیں۔ اب جو بعض علماء سے فقہوں ہے کہ خیال دو طرح کے ہیں ایک تو وہ جو دل میں آیا اور چلا گیا اس پر  
مواخذہ نہیں اور دوسری خیال اس حدیث سے مقصود ہے اور ایک وہ خیال جو دل میں جم گیا اور مضبوط ہو گیا اور عقیدہ کے طور پر ہو گیا اس پر مواخذہ  
ہو گا اور وہ مقصود نہیں اس حدیث سے تو اس فرق کی کوئی دلیل نہیں نہ ایسی تاویل کی ضرورت ہے کیونکہ حدیث عام ہے شامل ہے دونوں قسم  
کے خیالوں کو اور اگرچہ خیال دل میں جم جاوے پر آخر وہ خیال ہی رہے گا خارج میں اس کا جو رد اعمال کی طرح نہ ہو گا پھر اس کا مواخذہ کس وجہ  
سے ہو گا وہاں تاویل اور تکلف کی کوئی وجہ نہیں اور کلام نبوی کے خاص کرے کو کوئی علت نہیں اور کوئی ضرورت نہیں کہ اللہ پر وہ بات جوڑیں  
جو اس سے نہیں فرمائی و بدوں پر گناہ لازم کریں اور ان پر مواخذہ رکھیں اس امر سے جو شریعت کی رد سے معاف ہے اور بعض فرق کرے  
والا ہے یہ کہہ کہ جو خیال اس میں جم جائے اس پر تو عمل کیا گیا اب وہ عمل کئے گئے ہیں میں داخل ہو گا جو مقصود ہے اس حدیث سے۔ اور یہ  
قول عمل سے بہت بعید ہے کیونکہ عمل اور تکلم تو خیال نفسی کے معانی ہیں اور یہ دونوں حد ہیں غلو کی اور کوئی عرب کا وہیہ والا ہے مطلب اس  
حدیث سے نہ سمجھے گا جو لوگوں نے سمجھا اور اس سے معلوم ہو گیا کہ جن لوگوں نے یہ فرق کیا ہے ان کا قول باطل ہے اور ان کے پاس کوئی  
دلیل نہیں بلکہ صرف رائے ہے جس کی کوئی ضرورت نہیں اور جب سچے رسول نے ہم سے بیان کر دیا کہ اللہ جل جلالہ کسی خیال پر مواخذہ نہ  
کرے گا جب تک اس پر عمل نہ کرے تو قصد اور عزم اور اعتقاد اور نیت اگر فرض با جاوے کہ خیال سے زیادہ ہیں تب بھی ان پر مواخذہ نہ ہو گا  
کیونکہ یہ چیزیں عمل نہیں اور مواخذہ عمل ہی سے ہوتا ہے اس میں کوئی اہل لسان یا اہل شریعت میں سے غلط نہ کرے گا اور ان حدیثوں سے یہ  
ثابت ہوتا ہے کہ مواخذہ نہیں ہوتا مگر عمل سے اور بلائی دلیل وہ ہے جو ہر عہد کی حدیث میں ہے کہ اگر قصد کرے ایک برائی کا پھر اس کو نہ  
کرے تو اللہ اس کے لیے ایک نیکی لکھے گا اور ابو ہریرہ کی روایت سے کہ اگر برائی کو نہ کرے تو اس کے لیے ایک نیکی لکھو کیونکہ اس سے یہ معلوم  
ہو تا ہے کہ اگر برائی کا قصد کرے اور اس پر عمل نہ کرے تو ایک نیکی کا ثواب ملے گا۔ اور یہ مر معلوم ہے کہ جس نے قصد کیا برائی کا یا عزم کیا  
میت کی بار بار کیا تو اس سے اس برائی پر عمل نہیں کیا پس اس کو ایک نیکی کا ثواب ملے گا چاہے کہ برائی کا مواخذہ ہو۔ اس صورت میں جن لوگوں  
نے ارادہ اور عزم اور نیت وغیرہ میں فرق کیا ہے اس سے کوئی فائدہ نہیں اور بعض اہل کلام سے یہ کہ ہے کہ عزم پر مواخذہ اور عقاب ہو گا۔ مثلاً  
کوئی عزم کرے کسی بغیر کی توہین کیا کسی کتاب آسمانی کی تحقیر کا تو وہ عزم کرتے ہی کا فر ہو جاوے گا اگرچہ کوئی فعل نہ کرے اور کوئی بات دہان  
سے نہ لکائے اور نہ لسان ان کا غلط ہے اس پر کوئی دلیل عقلی یا علمی نہیں کیونکہ وہ عانت جو مواخذہ کے لیے قرار دی گئی ہے عمل کا تقلم ہے اور اس  
عمل کرے دے لے۔ عمل کیا نہ تقلم تو یہ کہنا کہ اس سے مواخذہ ہو گا بلکہ دلیل ہے بلکہ مخالف ہے دلیل صریح اور واضح کے۔ اور ان قول

انہی من قنہ قال قد فعلت واعتبر بنا  
و رَحِمْنَا أَنْتَ مَوْلَانَا قَدْ فَعَلْتَ  
مالک نے فرمایا ایسا ہی میں کروں گا اور بخش دے ہم کو اور رحم کر ہم پر تو  
اور مالک ہے۔ مالک نے فرمایا میں نے ایسا ہی کیا۔

۳۳۱- عن نبی ہریرہ قال قال رسول اللہ  
(( إِنَّ اللَّهَ تَجَارَزُ لِأَمْنِي مَا حَدَّثْتُ بِهِ ))  
۳۳۱- ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ نے  
در گزر کی میری امت سے ان خیالوں پر گناہ کے جو دل میں آویں

(۳۳۱) اس سراج الودیع میں ہے کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک قسم کا برا خیال اور ارادہ جو دل میں پیدا ہو وہ معاف ہے کیونکہ  
مالک حرف حدیث میں عام ہے ہر ایک خیال اور ارادہ کو برابر ہے کہ وہ خیال اور ارادہ دل میں جم گیا ہو یا نہ جم ہو اور تھوڑی دیر تک رہا یا بہت مدت  
تک ہر طرح سے وہ معاف کیا گیا ہے اس امت کے لیے اور یہ شرف خاص کیا اللہ نے اس امت پر ہر عطا اور انگی مسوں کے کہ ان سے دل کے  
خیال پر بھی موافقہ ہو مگر تو جس قسم کا خیال ہو اور وہ دل ہی میں سے وہ معاف ہے۔ اس خیال کی وجہ سے نہ اس میں تہ ہو گا نہ تنبیہ ہو گا نہ کوئی  
مبادت اس کی وجہ سے باطل ہو گی نہ کوئی علاقائی یا عسکری اس سے پڑے گا نہ اور کسی قسم کا کوئی مواخذہ نالہ ہو گا نہ دل است کرتی ہیں اس پر وہ حدیثیں  
جو اس باب میں آئیں اور ان کے الفاظ بہت ہیں۔ اب جو بعض علماء سے فقہوں ہے کہ خیال دو طرح کے ہیں ایک تو وہ جو دل میں آیا اور چلا گیا اس پر  
مواخذہ نہیں اور دوسری خیال اس حدیث سے مقصود ہے اور ایک وہ خیال جو دل میں جم گیا اور مضبوط ہو گیا اور عقیدہ کے طور پر ہو گیا اس پر مواخذہ  
ہو گا اور وہ مقصود نہیں اس حدیث سے تو اس فرق کی کوئی دلیل نہیں نہ ایسی تاویل کی ضرورت ہے کیونکہ حدیث عام ہے شامل ہے دونوں قسم  
کے خیالوں کو اور اگرچہ خیال دل میں جم جاوے پر آخر وہ خیال ہی سے گا خارج میں اس کا جو رد اعمال کی طرح نہ ہو گا پھر اس کا مواخذہ کس وجہ  
سے ہو گا وہ تاویل اور تکلف کی کوئی وجہ نہیں اور کلام نبوی کے خاص کرے کو کوئی علت نہیں اور کوئی ضرورت نہیں کہ اللہ پر وہ بات جوڑیں  
جو اس سے نہیں فرمائی و بدوں پر گناہ لازم کریں اور ان پر مواخذہ رکھیں اس امر سے جو شریعت کی رد سے معاف ہے اور بعض فرق کرے  
والا بے یہ کہہ کہ جو خیال اس میں جم جائے اس پر تو عمل کیا گیا اب وہ عمل کئے گئے ہیں میں داخل ہو گا جو مقصود ہے اس حدیث سے۔ اور یہ  
قول عمل سے بہت بعید ہے کیونکہ عمل اور تکلم تو خیال نفسی کے معانی ہیں اور یہ دونوں حد ہیں غلو کی اور کوئی عرب کا وہی والا ہے مطلب اس  
حدیث سے نہ سمجھے گا جو لوگوں سے سمجھا اور اس سے معلوم ہو گیا کہ جن لوگوں نے یہ فرق کیا ہے ان کا قول باطل ہے اور ان کے پاس کوئی  
دلیل نہیں بلکہ صرف رائے ہے جس کی کوئی ضرورت نہیں اور جب سچے رسول نے ہم سے بیان کر دیا کہ اللہ جل جلالہ کسی خیال پر مواخذہ نہ  
کرے گا جب تک اس پر عمل نہ کرے تو قصد اور عزم اور اعتقاد اور نیت اگر فرض با جاوے کہ خیال سے زیادہ ہیں تب بھی ان پر مواخذہ نہ ہو گا  
کیونکہ یہ چیزیں عمل نہیں اور مواخذہ عمل ہی سے ہوتا ہے اس میں کوئی اہل لسان یا اہل شریعت میں سے غلط نہ کرے گا اور ان حدیثوں سے یہ  
ثابت ہوتا ہے کہ مواخذہ نہیں ہوتا مگر عمل سے اور باقی دلیل وہ ہے جو ہم عہد کرتی حدیث میں ہے کہ اگر قصد کرے ایک برائی کا پھر اس کو نہ  
کرے تو اللہ اس کے لیے ایک نیکی لکھے گا اور ابو ہریرہ کی روایت سے کہ اگر برائی کو نہ کرے تو اس کے لیے ایک نیکی لکھو کیونکہ اس سے یہ معلوم  
ہو جائے کہ اگر برائی کا قصد کرے اور اس پر عمل نہ کرے تو ایک نیکی کا ثواب ملے گا۔ اور یہ مر معلوم ہے کہ جس نے قصد کیا برائی کا یا عزم کیا  
میت کی بار بار کیا تو اس سے اس برائی پر عمل نہیں کیا پس اس کو ایک نیکی کا ثواب ملے گا چاہے کہ برائی کا مواخذہ ہو۔ اس صورت میں جن لوگوں  
نے ارادہ اور عزم اور نیت وغیرہ میں فرق کیا ہے اس سے کوئی فائدہ نہیں اور بعض اہل کلام سے یہ کہہ ہے کہ عزم پر مواخذہ اور عقاب ہو گا۔ مثلاً  
کوئی عزم کرے کسی بغیر کی توہین کیا کسی کتاب آسمانی کی تحقیر کا تو وہ عزم کرتے ہی کا فر ہو جاوے گا اگرچہ کوئی فعل نہ کرے اور کوئی بات دہان  
سے نہ لکائے اور نہ لسان کا غلط ہے اس پر کوئی دلیل عقلی یا علمی نہیں کیونکہ وہ عانت جو مواخذہ کے لیے قرار دی گئی ہے عمل کا تقلم ہے اور اس  
عمل کرے دے لے۔ عمل کیا نہ تقلم تو یہ کہنا کہ اس سے مواخذہ ہو گا بلکہ مخالف ہے دلیل صریح اور واضح کے۔ اور ان قول

انفسہا ما لم يتكلموا أو يفعلوا ۝)) جب تک ان کو زبان سے نہ نکالیں یا اس پر عمل نہ کریں۔

حق لوگوں نے جو ایسا کہا تو ان کو ایک شہ ہوا وہ یہ کہ اس شخص نے عزم کیا اس امر کا جو جائز نہیں اور یہ جب ہے موانعہ کا حالانکہ یہی ان کی غلطی ہے اس لیے کہ اس نے بے شک عزم کیا اس کا جو جائز نہیں لیکن جو جائز نہیں وہ کام ہے جس کا اس نے عزم کیا تھا نہ خود یہ عزم جو ایک شیطان دوسرے ہے اس لیے کہ وہ شریعت کی را سے معاف ہے جب تک اس پر عمل یا تقلم نہ ہو اور صرف عزم فعل ہے نہ تقلم یا تقلم اہل لغت اور اہل شرع اور یہی سنی سمجھے ہیں سلف صالحین سے اس حدیث کے اور رحم کرے اللہ امام شافعی پر کیونکہ بھولنے نے پتی کتاب میں جس کا نام سے لکھا ہے کہ جس خیال کو جان نہ کرے وہوں کا دوسرے ہے جو معاف کیا گیا ہے آدمیوں سے۔ اور جس سے تاویل کی ہے اس میں وہ صواب پر نہیں جیسے احادیث تاویل کرنے والا صواب پر نہیں تو اس سب تقریر سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اس امت کو وہ حرج جو اگلی امتوں پر تھا یعنی اس کے عزم پر ان کو موانعہ ہوتا تھا اور دل کے خیالوں پر خواہ وہ جم گئے ہوں یا نہ تھے اور مدت تک رہیں یہ تھوڑی دیر ہیں یہ سب قسم کے خیالات ہم کو معاف کئے گئے اور انکس پر اس کی جہ سے مراد ہو گا۔ اس مسئلہ میں ہماری تقریر طویل ہو گئی اور پچ کی بحث اس کی کتاب "ذیل العباب علی اسنخ الطائبا" میں جیسی ہے دیکھی کسی دوسرے کی کتابوں میں تھہ کو نہ ملے گی۔ انجی لودی سے کہا تھا ہمارے سے کہا قاضی برکات بنی علیہ السلام کا یہ ہے کہ جو شخص گناہ کا بار دوسرے سے کرے اور اپنے نفس کو اس پر مضبوط اور مستعد کر دے تو گناہ کا بار دوسرے سے کرے اور اس قسم کی دوسری حدیثیں محمول ہیں ان میں حیالوں پر حودل پر گزریں اور چلے جاویں اور جہیں نہیں سی کو ہم کہتے ہیں اور ہم اور عزم میں فرق ہے اور حدیث میں ہم کا فقہاء و روئے یہ مدہب ہے قاضی ابو بکر کا اور مخالف ہیں اس کے کثیر فقہاء اور محدثین اور اس کی دلیل ظاہر ہے۔ قاضی عیاض نے کہا اکثر سلف اور اہل علم فقہاء اور محدثین قاضی ابو بکر کے مذہب کی طرف گئے ہیں کیونکہ دوسری حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ عمال قلب پر موانعہ ہو گا لیکن انھوں نے کہا ہے کہ یہ موانعہ اس برائی پر نہ ہو گا جس کا قصد کیا تھا کیونکہ وہ برائی تو اس سے کی ہی نہیں بلکہ خود اس پر ہو گا اس لیے کہ یہ عزم خود ایک برائی ہے بھرا کر وہ اس برائی کو کرتا تو دوسرا گناہ اور تکلف جانتا ہے اگر برائی کو چھوڑ دے تو ایک نیکی نکلی جاوے گی جیسے حدیث میں وارد ہے کیونکہ اس نے چھوڑ دیا اللہ کے ذمے سے اور مجاہدہ کیا نفس لہار سے اور یہ نیکی ہے لیکن وہ ہم جو معاف ہے اور جس میں برائی نہیں لکھی چلتی ہے وہ دوسرے ہے جو بے اختیار اس میں گزر جاتا ہے۔ اس کا عزم ہو تا ہے نہ نفس میں جتا ہے اور بعض متکلمین سے اس میں اختلاف لکھا ہے کہ اگر اس نے برائی کو چھوڑ دیا تو اس سے شرم کر کے نہ خدا کے خوف سے تو اس کو نیکی کا ثواب نہیں ملے گا کیونکہ اس نے برائی کو چھوڑ دیا ہے نہ خوف خدا سے۔ اور یہ ضعیف ہے اس کی کوئی دلیل نہیں تمام ہوا احکام قاضی عیاض کا۔ امام لودی سے کہا قاضی عیاض کا کلام بہت اچھا ہے کیونکہ شرع کی اور فصوص رالات کرتی ہیں اس پر کہ جو عزم اس میں حمہ جاوے اس پر موانعہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو لوگ پاپتے ہیں برائی پھیلاتا مسلمانوں میں ان کو دکھ کی مار ہے اور فرماتا ہے جو گناہ سے کیونکہ انھیں گناہ گناہ ہوتا ہے اور اس باب میں بہت سی آیات ہیں اور فصوص شریعہ اور اجتماع علماء سے یہ امر مسلم ہے کہ حسد کرنا اور مسلمانوں کو تغیر جانتا اور انکی برائی کا جو ہاں ہوتا حرام ہے حالانکہ یہ سب قلب کے عمال ہیں۔ مترجم کہتا ہے مولانا ابو الطیب کی تحقیق بہت عمدہ ہے اور موافق ظاہر حدیث کے اور ایک جماعت سلف کی اس طرف گئی ہے اور امام نووی اور کثیر متاخرین سے اس کا خلاف کیا ہے یہ سب دوسری آیات اور احادیث کے اور میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کی غلطی اور اہل خیال سے اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ عز وجل تو فیض دے اس مسئلہ میں صواب بیان کرنے کی۔ میرے نزدیک صحیح یہ ہے کہ خیال دو قسم کے ہیں ایک تو حیل اس برائی کا جس کا کہنا زبان سے یا کرتا تھا پلاس سے شرع میں منع ہوا ہے جیسے غیب چوری یا زنا یا شراب حرام۔ ان گناہوں کا اگر کوئی قصد کرے بھر خواہ وہ قصد دل میں تم جاوے یا نہ جے ہر طرح اس سے موانعہ ہو گا جب تک وہ نہ مانعہ کرے اور چونکہ اللہ کے ذمے سے اس سے باز ہے گا تو اس کے لیے ایک نیکی لکھی جاوے گی اور یہی مطلق ہے اب ہر یہ کہ حدیث کا جو آگے آتی ہے اور ایک وہ خیال جو خود شرع میں ہے

جل جلالہ نے فرمایا جب میرا بندہ برائی کا قصد کرے (دل میں) تو مت لکھو اس کو پھر اگر وہ برائی کرے تو ایک برائی لکھ دو اور جو نیکی کا قصد کرے لیکن کرے نہیں تو ایک نیکی اس کے لیے لکھ دو اور اگر کرے تو دس نیکیاں لکھو۔

۳۳۵۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ جل جلالہ نے فرمایا جب میرا بندہ قصد کرتا ہے نیکی کرنے کا پھر کرتا نہیں اس کو تو میں اس کے لیے ایک نیکی لکھتا ہوں اور جو کرتا ہے اس نیکی کو تو ایک کے بدلے دس نیکیوں سے سات سو نیکیوں تک لکھتا ہوں اور جب قصد کرتا ہے برائی کا لیکن کرتا نہیں اس کو تو وہ برائی میں نہیں لکھتا۔ اگر کرتا ہے تو یک برائی لکھتا ہوں۔

۳۳۶۔ ابو ہریرہؓ نے حضرت محمد ﷺ سے کئی حدیثیں بیان کیں ان میں سے ایک یہ تھی کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اللہ جل جلالہ نے فرمایا جب میرا بندہ دل میں نیت کرتا ہے نیک کام کرنے کی تو میں اس کے لیے یک نیکی لکھ لیتا ہوں جب تک اس نے وہ نیکی کی نہیں پھر اگر کہا اس کو تو میں اس کے لیے دس نیکیاں (یک کے بدلے) لکھتا ہوں اور جب دل میں نیت کرتا ہے برائی کرنے کی تو میں اس کو بخش دیتا ہوں جب تک کہ وہ برائی نہ کرے جب کرے تو ایک ہی برائی لکھتا ہوں اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد کرتے ہیں اے پروردگار یہ تیرا بندہ ہے برائی کرنا چاہتا ہے حالانکہ پروردگار ان سے زیادہ دیکھ رہا ہے پنے بندے کو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے دیکھتے رہو اس کو اگر وہ برائی کرے تو ایک برائی دیکھ ہی لکھ لو اور اگر نہ کرے (اور باز آدے اس اور دے سے) تو اس کے لیے ایک نیکی لکھو کیونکہ اس نے چھوڑ دیا برائی کو میرے ڈر سے اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب تم میں کسی کا اسلام بہتر ہوتا ہے (یعنی خالص اور سچا، نفاق سے خاں) پھر وہ جو نیکی کرتا ہے اس کے لیے ایک کے بدلے دس نیکیاں سات سو تک لکھی جاتی ہیں اور جو

﴿ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِذَا هُمْ عِنْدِي سَيِّئَةٌ فَلَا تَكْتُبُوهَا عَلَيْهِ فَإِنْ عَمِلَهَا فَاتُكْتُبُوهَا سَيِّئَةً وَإِذَا هُمْ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَفْعَلْهَا لَا تَكْتُبُوهَا حَسَنَةً فَإِنْ عَمِلَهَا فَاتُكْتُبُوهَا عَشْرًا ﴾

۳۳۵۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ ﴿ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِذَا هُمْ عِنْدِي بِحَسَنَةٍ وَلَمْ يَفْعَلْهَا كَتَبْتُهَا لَهُ حَسَنَةً فَإِنْ عَمِلَهَا كَتَبْتُهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ إِلَى سَبْعِ مِائَةٍ حَتَّى يَرَادَا هُمْ بِسَيِّئَةٍ وَلَمْ يَفْعَلْهَا لَمْ أَكْتُبْهَا عَلَيْهِ فَإِنْ عَمِلَهَا كَتَبْتُهَا سَيِّئَةً وَاحِدَةً ﴾

۳۳۶۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذِكْرِ أَحَادِيثَ مِنْهَا قَالَ فَإِنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِذَا تَحَدَّثَ عَبْدِي بَدَن يَفْعَلُ حَسَنَةً فَلَا أَكْتُبُهَا لَهُ حَسَنَةً مَا لَمْ يَفْعَلْ فَإِذَا عَمِلَهَا فَلَا أَكْتُبُهَا بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا وَإِذَا تَحَدَّثَ بَأَن يَفْعَلُ سَيِّئَةً فَلَا أَغْفِرُهَا لَهُ مَا لَمْ يَفْعَلْهَا فَإِذَا عَمِلَهَا فَلَا أَكْتُبُهَا لَهُ بِحِثْلِهَا ﴾ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ رَبِّ ذَلِكَ عَبْدُكَ يُرِيدُ أَنْ يَفْعَلَ سَيِّئَةً وَهُوَ أَبْصَرُ بِهِ لَفَافٍ ارْتَقَبُوا فَإِنْ عَمِلَهَا فَاتُكْتُبُوهَا لَهُ بِحِثْلِهَا وَإِنْ تَرَكَهَا فَاتُكْتُبُوهَا لَهُ حَسَنَةً إِنَّمَا تَوَكَّلْنَا مِنْ جَزَائِهِ ﴾ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿ إِذَا أَحْسَنَ أَحَدُكُمْ إِسْلَامَهُ فَكُلُّ حَسَنَةٍ يَفْعَلُهَا تُكْتُبُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِ

مَائَةِ حِصْبٍ وَكُلُّ سَبْعَةٍ يَغْمِلُهَا تُكْتَبُ بِمِثْلِهَا حَتَّى يَلْقَى اللَّهَ))۔

۳۲۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( مَنْ هَمَّ بِحَسْبَةٍ فَلَمْ يَفْعَلْهَا كُتِبَتْ لَهُ حَسْبَةٌ وَهُنَّ مِثْلُ بِحَسْبَةٍ فَعَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهُ عَشْرًا إِلَى سَبْعِ مِائَةِ صِغْفَرٍ وَمَنْ هَمَّ بِسَبْعَةٍ فَلَمْ يَفْعَلْهَا لَمْ تُكْتَبْ وَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ ))

۳۲۸- عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بَيْنَمَا يَرُوي عَنْ رَبِّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَالَ (( إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَلِسْتِثْنَاتِ ثُمَّ يَنْسِي ذَلِكَ لِمَنْ هَمَّ بِحَسْبَةٍ فَلَمْ يَفْعَلْهَا كَتَبَهَا اللَّهُ عِنْدَهُ حَسْبَةً كَامِلَةً وَإِنْ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عِنْدَهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ إِلَى سَبْعِ مِائَةِ صِغْفَرٍ إِلَى ضَعْفٍ كَثِيرٍ وَإِنْ هَمَّ بِسَبْعَةٍ فَلَمْ يَفْعَلْهَا كَتَبَهَا اللَّهُ عِنْدَهُ حَسْبَةً كَامِلَةً وَإِنْ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللَّهُ سَبْعَةَ وَاحِدَةٍ ))

۳۲۹- عَنْ الْجَعْفِيِّ أَبِي عُثْمَانَ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ بِمَعْنَى حَدِيثِ عَبْدِ الْوَكِيلِ وَرَأَى (( وَمَعْلَاهَا لَنْهُ وَلَا يَهْلِكُ عَلَى اللَّهِ لَا هَالِكُ ))

برائی کرنا ہے تو ایک ہی برائی لکھی جاتی ہے یہاں تک کہ مل جاتا ہے اللہ جل جلالہ سے۔

۳۳۷- ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص قصد کرے نیکی کا اور نہ کرے اس کو تو اس کے لیے ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور جو شخص قصد کرے نیکی کا اور کرے اس کو تو اس کے لیے دس سے سات سو نیکیوں تک لکھی جاتی ہیں اور جو شخص قصد کرے برائی کا پھر نہ کرے اس کو تو وہ نہیں لکھی جاتی اور جو کرے تو لکھی جاتی ہے۔

۳۳۸- عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اپنے پروردگار سے فرمایا تحقیق اللہ نے لکھ لیا نیکیوں اور برائیوں کو پھر بیان کیا اس کو جو کہ کسی قصد کرے نیکی کا پھر کرے نہیں اس کو تو اللہ اس کے لیے پوری ایک نیکی لکھے گا اگر قصد کرے نیکی کا اور کرے اس کو تو اس کے لیے دس نیکیوں سے سات سو تک اور زیادہ لکھی جاویں گی اور قصد کرے برائی کا پھر اس کو نہ کرے تو اللہ اس کے لیے ایک پوری نیکی لکھے گا اور جو کرے تو اللہ اس کے لیے ایک ہی برائی لکھے گا۔

۳۳۹- دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے جیسے اوپر گزری اتنا زیادہ ہے کہ اگر اس برائی کو کرے تو یک برائی لکھی جاوے گی یا اس کو بھی اللہ تعالیٰ مٹا دے گا اور کوئی تباہ نہ ہو گا خدا کے پاس مگر جس کی قسمت میں جابہی ہے۔

(۳۲۸) ☆ اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ نیکی کے چند ہونے کی کوئی انتہی نہیں سات سو تک اور اس سے زیادہ بھی دو چند ہوتی ہے اور یہی مذہب صحیح اور مختار ہے اور ماوردی نے بعض علماء سے نقل کیا ہے کہ یہ دو چند ہونا سات سو سے زیادہ نہیں بڑھتا اس حدیث سے اس قول کی تفسیر ثابت ہوئی۔ (تووی)



## بَابُ بَيَانِ الْوَسْوََةِ فِي الْإِيمَانِ وَمَا يَقُولُهُ مَنْ رَجَدَهَا

باب وسوسے کا بیان اور جب وسوسہ آوے تو کیا کہے

۳۴۰- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسْأَلُونَ بِمَا يَجِدُ فِي أَنْفُسِهِمْ مَا يَتَغَاطَمُونَ أَحَدُهُمْ أَنْ يَكْتُمَ بِهِ قَالَ (( وَلَقَدْ وَجَدْنَاهُ )) فَأَمَّا نَعَمْ قَالَ (( دَالِقٌ صَرِيحٌ لِيَقَانِ ))

۳۴۰- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کچھ لوگ صحابہ میں سے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے پوچھا کہ ہمارے دلوں میں وہ وہ خیال گزرتے ہیں جن کا بیان کرنا ہم میں سے ہر ایک کو بڑا گناہ معلوم ہوتا ہے (یعنی اس خیال کو کہہ نہیں سکتے کیونکہ معاذ اللہ وہ خیال کفر یا فسق کا خیال ہے جس کا منہ سے نکالنا مشکل معلوم ہوتا ہے آپ نے فرمایا کیا تم کو یہ وسوسے ہوتے ہیں؟ لوگوں نے کہا ہاں آپ نے فرمایا تو میں ایمان ہے۔

۳۴۱- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی آئی ہے۔

۳۴۱- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا الْحَدِيثِ

۳۴۲- عہد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا وسوسے کو آپ نے فرمایا یہ تو نرا ایمان ہے۔

۳۴۲- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ الْوَسْوََةِ قَالَ (( يَلِكُ مَخْضُ لِيَقَانِ ))

۳۴۳- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہمیشہ لوگ پوچھتے رہیں گے یہاں تک کہ کہے کوئی اللہ نے تو سب کو پیدا

۳۴۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ (( لَا يَرَى النَّاسُ بِسَاءَ لَوْ ))

(۳۴۰) یعنی جب تم اس وسوسے کو برا چاہتے ہو اور ایسا برا کہہاں سے اس کا ٹکڑا پھینک نہیں دیتے تو معلوم ہو کہ تمہارا ایمان کامل ہے اور شیطان کا دورہ تم پر نہیں چلا اور تم اس وسوسے کو دل میں بھادیا اور رفتہ رفتہ زبان سے بھی اس کو نکالتے گئے اور شیطان دوسرے اسی کے دہریے میں ڈالتا ہے جس کے گمراہ کرنے سے غامد ہو جاتا ہے اور کار کے دل میں دوسرے ڈالنے کی کیا ضرورت ہے وہ تو اس کے قابو میں ہے جس طرح چاہتا ہے اس سے کہتا ہے۔ تو مطلب حدیث کا یہ ہے کہ وسوسے کا سبب ایمان ہے یا وسوسہ نکالنے کا ایمان کی اور اسی توں کو اختیار کیا ہے قاضی عیاض نے (کوئی)

(۳۴۳) اور دوسری روایت میں ہے بھانپتے اللہ سے اور ہاتھ مطلب یہ ہے کہ اس وسوسہ اور شہ کو دوسرے نکال ڈالے اور اس کا خیال چھوڑ دے اور اللہ سے دعا کرے اس کے دور ہونے کے لیے۔ امام مازنیؒ نے کہا ظاہر حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ ایسے وسوسوں کو دور کر دینے اس کی طرف خیال چھوڑ کر اور اللہ سے بھانپنا کہ وہ یہ ضروری نہیں کہ اس وسوسے کو خور اور فکر و ردیہوں سے باطل کرے، اصل یہ ہے کہ خیالات و دھم کے ہیں ایک تو دوجہوں میں جیسے نہیں، یوں ہی ایک آگے ان کا علاج تو یہی ہے جو حدیث میں مذکور ہوا اور ایسے ہی جن کو وسوسہ کہتے ہیں اور ایک دوجہوں میں تم جہادیں تو دھمچ نہیں ہوتے ہمیر غور اور فکر اور نظر اور اسدراں میں پڑیں تو اور زیادہ وسوسے پیدا ہو جاتے ہیں جن کا دور کرنا اخیر میں محال ہو جاتا ہے اور اس کام کی وہ محض تصدیق کرے گا جس نے اللہ تعالیٰ اور حکمت اور کلام حق

حَتَّى يُقَالَ هَذَا خَلَقَ اللَّهُ الْخَلْقَ فَمَنْ خَلَقَ اللَّهُ  
فَمَنْ وَجَدَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَلْيَقُلْ آمَنَ بِاللَّهِ

۳۴۴- عَنْ هِنْدٍ بِنْتِ عُرْوَةَ بَهْدٍ الْبَاهِدِ أَنَّ  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (( يَا بَنِي  
لَشَيْطَانٍ أَحَدَكُمْ لِيَقُولَ مَنْ خَلَقَ السَّمَاءَ مَنْ

ن کاوا اللہ بھی طمس سے پتھا ہو اور اس کے دلائل اور حقائق میں ایک مدت تک نظر اور غور و خور اور حوش کیا ہو میں سے اپنی عمر کے ایک  
حصہ کو اس میں صرف کیا اور بعد اس سے معلوم ہو کہ جس قدر نظر اور استدلال کو وسعت دو گے اسی قدر حیران و پریشانی زیادہ ہوتی جاتی ہے  
اور کوئی دلیل کسی دعوے پر نقص یا محارصہ سے خالی نہیں ہوتی الا ماشاء اللہ۔ اسی واسطے بڑے بڑے حکمیں کے اماموں نے جیسے امام غزالی، امام  
آدمی، ابن فور کلام فخر الدین رازنی وغیرہم نے اپنی آخر عمر میں رجوع کیا طرف کتابت کے اور اعراف میں کہاں دوسواں اور خیالات عقلی  
سے جس میں شیطان نے پھنسا دیا تھا پھر پیرایا خدا نے جس کو پاپا ہے بندوں میں سے اور اللہ قادر ہے ہر شے پر اور اس کی پادشاہت چاہیے شیطان  
کے شر سے امام فخر الدین رازنی نے کہا کہ انتہا عقل و دانے کی یہ ہے کہ اخیر میں عقل رک جاتی ہے اور اس کو حیرت ہو جاتی ہے اور بہت  
لوگوں نے جو اس میں کوشش کی وہ آخر کرب ہو گئے اب اسی شب کو دیکھو جو حدیث میں مذکور ہو کہ اللہ سے سب کو پیدا کیا پھر اللہ کو معاذ اللہ کس  
نے پیدا کیا یہ کتابت بڑا شہ شیطان کا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ واجب ہے یا ممکن ہے۔ اگر ممکن ہے تو اس کے واسطے بھی ایک مائع ضرور  
ہے اور جو واجب ہے تو اس کے وجوب کو ثابت نہاں ہے اب علماء اور حکمیں کو جو جو نعمتیں خدا کے وجوب اور وحدت کے ثابت کرے میں  
تویش آتی ہیں وہ حکمت اور کلام کی کتابوں کو دیکھنے سے معلوم ہو سکتی ہیں اور جب ان کو دیکھو تو اس میں خوب عور کر دو تو یہی نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ  
کوئی بات دل میں نہیں جسی اور چاروں طرف سے شبہات اور شکوک گھیر لیتے ہیں آخر پھر عہدہ طریقہ میں معلوم ہوتا ہے کہ خداوند کریم کے  
وجوب اور وجود اور وحدت کو ن فطری دل کی سے ثابت کریں جو خدا نے اپنی عنایت سے ہر آدمی کے دل میں رکھی ہیں اور ان بے بنیاد و لائل کو  
جو حکمیں اور عقائد نے قائم کی ہیں ایک قلم پھوڑیں۔ سکھ اور حکمیں کے دلائل ایسے ہیں جیسے مصنوعی پھول کہ ظاہر میں خوشبو پر تاثیر  
پھول کی نہیں موصوف اس تفریح اور بے انتہا خوشی کے جو پھول سو گھنے سے حاصل ہوتی ہے اس مصنوعی پھول سے ایک طرح کی تشویش اور  
حیرت پیدا ہوتی ہے بہت سے فطری دلائل خدا کے پچکانے کے ہیں جن میں اور اسے غور کرنے کے بعد خدا کا یقین ہو جاتا ہے اور اس کی نعمت  
کا ثبوت بھی اچھی طرح سے حاصل ہوتا ہے اور ان دلائل و محارصہ عقلیہ کی احتیاج باقی نہیں رہتی جن کو فلاسفہ اور حکمیں نے قائم کیا ہے اور  
ہم نے ان دلائل میں سے کچھ دسلوں کا بیان دیا ہے کہ وہ خدا ہے تو ہم اس باب میں ایک جداگانہ مفصل رسالہ لکھیں گے بڑی عمدہ دلیل  
خدا کے پچکانے کی یہ ہے کہ کسی کارخانے یا مکان کا عہدہ کیا خوب انتظام بھی بدون ایک منتظم کے نہیں ہوتا پھر اتنی بڑی و عظیم انتظام جس  
میں ہر رول عام مثل ہماری دین کے ہیں اور ان سب کی حرکات اور سکانات اور پیداوار اور میل و نہار کاموں ایک حاکم بردست منتظم کے جو  
کسی کا محتاج نہ ہو کیونکر ہو سکتا ہے اور جو شخص یہ کہتا ہے کہ یہ انتظام خود بخود ہو رہا ہے وہ اپنی عقل اور بصیرت سے کام نہیں لیتا۔ ومن لم  
يجعل الله له نورا افعاله من نور۔

(۳۴۴) اس کہنے سے شیطان مانوس ہو کر چلا جاوے گا کیونکہ اس کے پچکانے سے کچھ نقصان نہیں ہوا اگر یہ شہ دین میں آوے تو اس  
کا ایک علاج اور ہے وہ یہ ہے کہ اس مردود شیطان سے کہے کہ خدا تو سب کا پیر کرنے والا ہے اور خدا ہی کو کہتے ہیں جس کا پیر کرے والا اور  
کوئی نہ ہو پھر حیران ہو چھٹا کہ خدا کو کس نے پیدا کیا بڑی نادانی اور حماقت ہے۔

خَلَقَ تَارِضَ لِيَقُولَ اللَّهُ )) ثُمَّ دَسَّكَ بِشَيْءٍ وَرَأَدَ )) وَرَمَلَهُ ))

کہتا ہے اللہ نے پیدا کیا پھر شیطان کہتا ہے اللہ کو کس نے پیدا کیا؟ جب ایسا شے تم میں سے کسی کو ہو تو کہے میں ایمان آیا اللہ پر اور اس کے رسول پر۔

۳۴۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( يَا أَيُّهَا الشَّيْطَانُ أَحَدُكُمْ لِيَقُولَ مَنْ خَلَقَ كَذَا وَكَذَا حَتَّى يَقُولَ لَهُ مَنْ خَلَقَ رَبُّكَ فَإِذَا بَلَغَ ذَلِكَ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللَّهِ وَرَبِّهِ ))

۳۴۴- ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شیطان تم میں سے ایک کے پاس آتا ہے پھر کہتا ہے کس نے یہ پیدا کیا؟ یہاں تک کہ یوں کہتا ہے کہ اچھا تیرے خدا کو کس نے پیدا کیا؟ جب تم میں سے کسی کو ایسا شے ہو تو پہلا مانگے اللہ کی شیطان سے اور باز رہے ایسے خیال سے۔

۳۴۶- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( يَا أَيُّهَا الْغَبْدُ الشَّيْطَانُ لِيَقُولَ مَنْ خَلَقَ كَذَا وَكَذَا )) بَشَلْ حَدِيثٍ لَيْسَ أَحَدٌ مِنْ شَيْعَتِي

۳۴۶- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شیطان بندے کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے یہ کس نے پیدا کیا؟ یہ کس نے پیدا کیا؟ پھر بیان کیا حدیث کو کسی طرح جس طرح اوپر گزری۔

۳۴۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا (( لَا يُؤَالُ )) النَّاسُ يَسْأَلُونَكَ عَنْ النَّعَمِ حَتَّى يَقُولُوا قَدْ )) اللَّهُ خَلَقَ فَعَنْ خَلَقَ اللَّهُ )) قَالَ وَهُوَ أَحَدٌ بِهَذَا زَجَلٍ فَقَالَ صَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ قَدْ سَأَلَنِي أَثَانٌ وَهَذَا الثَّالِثُ أَوْ قَالَ سَأَلَنِي رَاسِدٌ وَهَذَا النَّاسِي

۳۴۷- ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگ تم سے علم کی باتیں پوچھتے رہیں گے یہاں تک کہ یہ کہیں گے اللہ نے تو ہم کو پیدا کیا پھر اللہ کو کس نے پیدا کیا؟ راوی نے کہا ابو ہریرہ اس حدیث کو بیاں کرتے وقت ایک کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے انھوں نے کہا سچ کہا اللہ اور اس کے رسول نے مجھ سے دو آدمی بکی پوچھ چکے اور یہ تیسرا ہے بیابوں کہ ایک آدمی پوچھ چکا ہے اور یہ دوسرا ہے۔

۳۴۸- عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ مَا يُرَآلُ النَّاسُ بِشَيْءٍ حَدِيثٍ عِنْدَ الْوَارِثِ غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَدَسَّكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْإِسْنَادِ وَلَكِنْ قَدْ قَالُوا فِي الْحَدِيثِ صَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ

۳۴۸- محمد سے یہ حدیث موقوفہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر مروی ہے اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اسناد میں نہیں ہے۔ لیکن اس حدیث میں یہ ہے کہ سچ کہا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

۳۴۹- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ

۳۴۹- ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(۳۴۵) میں یہ خیال پھوڑ دے کہ کسی کام میں معروفا ہو جائے اور سمجھ لے کہ یہ شیطان کا دوسرا ہے اور وہ گمراہ کرنا چاہتا ہے۔ (نوری)

نے مجھ سے فرمایا تھا اے ابو ہریرہ! لوگ تجھ سے پوچھتے رہیں گے (دین کی باتیں) یہاں تک کہ یوں کہیں گے بھلا اللہ تو یہ ہے اب اللہ کو کس نے پیدا کیا۔ ایک بار ہم مسجد میں بیٹھے تھے اتنے میں کچھ لوگ گتوار آئے اور کہے گئے کہ ابو ہریرہ! بھلا اللہ تو یہ ہے اب اللہ کو کس نے پیدا کیا؟ یہ سن کر ابو ہریرہ نے ایک مٹی بھر کنگریاں ان کو دیاں اور کہا اٹھو اٹھو یہ کچھ کہا تھا میرے دوست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

۳۵۰- ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم سے لوگ ہر ایک بات پوچھیں گے یہاں تک کہ یوں کہیں گے کہ اللہ نے تو ہر چیز کو پیدا کیا پھر اللہ کو کس نے پیدا کیا؟

۳۵۱- انس بن مالک سے روایت ہے انھوں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا تیری امت کے لوگ کہتے رہیں گے یہ کیا ہے؟ یہ کیا ہے؟ آخر یہ کہیں گے اللہ نے تو خلق کو پیدا کیا پھر اللہ کو کس نے پیدا کیا۔

۳۵۲- انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اسی طرح جیسے اوپر گزری مگر اس میں یہ نہیں ہے کہ اللہ نے فرمایا تیری امت کے لوگ۔

باب جو شخص جھوٹی قسم کھا کر کسی مسلمان کا حق مار لے اس کی سزا جہنم ہے

۳۵۳- ابو امامہ (یاں بن شجرہ انصاری عاری یا عبد اللہ بن ثعلبہ یا ثعلبہ بن عبد اللہ) سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی مسلمان کا حق (مال ہو یا غیر مال جیسے مردے کی کھال

قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( لَا يَزُولُنَّ يَسْأَلُونَكَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ حَتَّى يَقُولُوا هَذَا لِلَّهِ فَمَنْ خَلَقَ اللَّهُ )) قَالَ قَبْلَ أَنْ مَيَّ فَبَسَجِدُ بِذِي حَنَاقٍ نَاسٍ مِنَ الْأَعْرَابِ فَمَالُوا يَا أَبَا هُرَيْرَةَ هَذَا اللَّهُ فَمَنْ خَلَقَ اللَّهُ قَالَ فَأَعَدَّ حَصِيَّ بِكَيْفِهِ فَرَمَاهُمْ ثُمَّ قَالَ قَوْمُوا قَوْمُوا صَدَقَ خَبِيرِي

۳۵۰- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ (( لَسْأَلَكُمْ النَّاسُ عَنْ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى يَقُولُوا اللَّهُ خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَمَنْ عَمِلَهُ ))

۳۵۱- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ (( قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِنَّ أَهْلَكَ لَا يَزُولُونَ يَقُولُونَ مَا كَلَّا مَا كَلَّا حَتَّى يَقُولُوا هَذَا اللَّهُ خَلَقَ الْخَلْقَ فَمَنْ خَلَقَ اللَّهُ ))

۳۵۲- عَنْ أَنَسٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الْحَبِيثِ عَنْهُ أَنَّ إِسْحَاقَ بْنَ يَسْحَقَ قَالَ (( قَالَ اللَّهُ إِنَّ أَهْلَكَ ))

بَابُ وَعِيدٍ مَنْ اقْطَعَ حَقَّ مُسْلِمٍ يَمِينٍ فَأَجْرَةٌ بِاللَّارِ

۳۵۳- عَنْ أَبِي كَامَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (( مَنْ اقْطَعَ حَقَّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ يَمِينِهِ فَقَدْ أَوْخَبَ اللَّهَ لَهُ لَارَ وَحَرَمَ

(۳۵۳) مسلمانوں کی حق تلفی کرنا بڑا گناہ ہے اور دوسرے جھوٹی قسم کھا کر معاف اللہ اس کی سزا جہنم ہے کہ جنت سے محروم ہوئے اور جہنم میں جاوے اب چاہے یہ حق دار اس کا کیا بہت ہر حال میں یہی سزا ہے کیونکہ اس نے اسلام کے حق کو نہ بچایا اور خدا کے نام کی عظمت بھی نہ کی۔ نووی نے کہا اس حدیث میں اسے دو طرح سے تاویل کرنا چاہیے جو اوپر گزریں ایک تو یہ کہ حدیث محمول ہے اس شخص پر جو اس کام کو حلال چاہا کر کہے پھر مر جائے اسی اعتقاد پر وہ کافر ہے ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ دوسرے یہ کہ جہنم واجب ہونے سے یہ مراد ہے کہ وہ ستمی ہے لہ

عَلَيْهِ الْجَنَّةُ) «مَنْ لَمْ يَزَلْ وَابْنُ كَانَتْ شَيْئًا  
يَسِيرًا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((وَإِنْ قَصِيْنَا مِنْ  
أَرَادَ))  
کو پروغیر ویا اور قسم کے حقوق جیسے حق شفعہ حق شرب حد تذف  
بیوی کے پاس رہنے کی باری (مار لیوے قسم کھا کر تو اللہ نے اس  
کے لیے واجب کر دیا جہنم کو اور حرام کر دیا اس پر حنت کو۔ ایک  
شخص بولایا رسول اللہ ﷺ اگر وہ ذرا سی چیز ہو؟ آپ نے فرمایا  
اگرچہ ایک ٹہنی ہو چیلو کی۔

۳۵۴۔ مذکورہ بالا حدیث اس سلسلہ کے ساتھ بھی آتی ہے

۳۵۴- عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا  
عَدْنَةَ النَّبِيِّ بْنِ كَعْبٍ يُحَدِّثُ أَنَّ النَّبِيَّ  
الْحَارِثِيَّ حَسَنَةً أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ

۳۵۵- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَنْ  
فرمایا جو شخص قسم کھا دے حاکم کے حکم سے ایک مسلمان کا مال

تو جہنم کا پڑھ اس کو معاف کر سکتا ہے اور حنت حرام ہو سکتی ہے عرصہ ہے کہ اس میں جب اور جنتی حنت میں جائیں گے تو اس کو جانا نہ  
ملے گا اور یہ جو قید لگائی کہ مسلمان کا حق مار لیوے تو اس سے یہ عرصہ نہیں کہ کارودی کا مار لینا حرام نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ ایسی سخت و عید  
اس کے حق میں ہے جو مسلمان کا حق مارے اور کارودی کا حق مارنا بھی حرام ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ اس میں اتنا سخت عذاب ہو یہ فقیر اس  
شخص کے مدد میں ہے جو مظلوم مخالف کا قاتل ہے لیکن جو مظلوم مخالف کا قاتل نہیں اس کو تاویل کی احتیاج نہیں در تاحی عیاض سے کہ  
مسلمان کی قید اس لیے لگائی کہ اکثر معاملے مسلمانوں کے مسلمانوں سے ہی ہو کرتے ہیں یہ اس لیے کہ کافر کا حق مارنا درست ہے بلکہ کافر اور  
مسلمان دونوں کے حق کا ایک ہی حکم ہے پھر یہ عذاب اس شخص کے لیے ہے جو مسلمان کا حق مارے اور توبہ سے پہلے مر جاوے لیکن جو توبہ  
کرے اور شرمندہ ہو اپنے گنہگار سے پر اور حق جو اس نے مار لیا تھا پھر دیوے تو اس سے گناہ ساقط ہو جاوے گا اور اس حدیث سے تاویل ہوتی  
ہے، مانگ اور شافعی اور مسہور علماء کے مذہب کی کہ حاکم کا حکم مباح نہیں کرتا اس حق کو جو اس کا نہیں ہے مگر امام ابو حنیفہ کے نزدیک مباح کر دیتا  
ہے (نووی)

نووی نے کہا جس لوگوں نے صحابہ کے حال میں ستائیں لکھی ہیں وہ اکثر کہتے ہیں کہ ابوہریرہ جارتی یعنی اس حدیث کے راوی نے  
وفات پائی جب رسول اللہ ﷺ جنگ احد سے لوٹے پھر آپ نے ان پر غمزدگی کی۔ اس صورت میں مسلم کی روایت منقطع ہوئی کیونکہ عبد اللہ بن  
کعب تائی ہے اور وہ کیونکر سن سکتا ہے اس شخص سے جس نے وفات پائی۔ لیکن یہ نقل ابوالامامہ کی روایت کی تصحیح نہیں کیونکہ  
عبد اللہ بن کعب سے یہ صحت منقول ہے کہ حدیث بیان کی مجھ سے ابوالامامہ نے جیسے خود مسلم نے دوسری روایت میں کیا ہے پھر یہ تصریح ہے  
عبد اللہ بن کعب کے سماع کی ابوالامامہ سے اور اس سے باطل ہو جو کہ کیا کہ ابوالامامہ نے وفات پائی صحیح میں اور اگر یہ تاریخ وفات صحیح ہوتی تو  
مسلم اس غلط نقل نہ کرتے امام ابن الاثیر نے اپنی کتاب "معرفۃ الصحابہ" میں افکار کیا ہے اس تاریخ وفات کا اٹھنا

(۳۵۵) تا نووی نے کہا علامہ نے کہا غصے سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنی رحمت سے دور کرے گا اور اس کو عذاب کرے گا اور اس کے  
کام کو برعکس مانے گا۔ مترجم کہتا ہے کہ یہ تاویل ہے ایک مفت الہی یعنی غضب کی علامہ سلف نے صفات اللہ میں تاویل نہیں کی جاری کیا اس میں

خَلَفَ عَلَى يَمِينِ صَبْرٍ يَقْطَعُ بِهَا مَالِ  
اَمْرِي مُسْلِمٌ هُوَ فِيهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ  
عَلَيْهِ غَضَبَانِ )) قَالَ مَدْحَلُ الْأَشْعَثِ بْنُ  
ثَيْبٍ فَقَالَ مَا يُحَدِّثُكُمْ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ  
قَالُوا كَمَا وَكَّدَ قَالَ صَدَقَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ  
بِمِثْرَتِ كَانَتْ يَمِينِي وَاشْرَحَ رَجُلٌ أَرْضَ بِالْيَمِينِ  
وَحَاصِمَتُهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَقَالَ (( هَلْ لَكَ بَيِّنَةٌ )) فَعَلْتُ لَا قَالَ  
(( لَيْسَ )) لَقْتُ إِذْ يُحْلَفُ فَقَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذَلِكَ (( مَنْ  
خَلَفَ عَلَى يَمِينٍ صَبْرٍ يَقْطَعُ بِهَا مَالِ  
اَمْرِي مُسْلِمٌ هُوَ فِيهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ  
عَلَيْهِ غَضَبَانِ )) قَرَأْتُ إِذْ الْأَمْرُ يَشْتَرُونَ  
بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَمَانِهِمْ نَسًا قِيلًا إِلَى آخِرِ الْآيَةِ

مارنے کے لیے لور وہ جھوٹا ہو تو مے گا اللہ سے اور وہ اس پر غصے  
ہو گا۔ جب عبد اللہ بن مسعودؓ نے یہ حدیث بیان کی تو اشعث بن  
ثیبؓ آئے اور کہا ابو عبد الرحمن (کنیت ہے بن مسعود کی) کیا  
حدیث بیان کرتے ہیں تم سے؟ لوگوں نے کہا ایسی ہی حدیث۔  
اشعثؓ نے کہا وہ سچ کہتے ہیں یہ میرے باپ میں اتری۔ میری اور  
ایک شخص کی شرکت میں زمین تھی یمن میں تو جھگڑا ہوا مجھ سے  
اور اس سے رسول اللہ ﷺ کے پاس آپ نے مجھ سے فرمایا کیا  
تیرے پاس گواہ ہیں؟ میں نے عرض کیا نہیں آپ نے فرمایا اچھا تو  
پھر اس سے قسم لے لے میں نے کہا وہ تو قسم کھالے گا تب رسول  
اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص مجبور ہو کر قسم کھالے مسلمان کا مال  
مارنے کے لیے لور وہ جھوٹا ہو تو وہ اللہ سے ملے گا اور وہ غصے ہو گا۔  
اس پر پھر یہ آیت اتری ان الدین يشترون بعهد الله و  
امانهم نسا قبيلا اخر تک یعنی جو لوگ اللہ کا عہد اور قسم دے  
کر ذرا مال خریدتے ہیں ان کو آخرت میں کچھ حصہ نہیں اور خدا  
ان سے بات نہ کرے گا اور ان کو پاک نہ کرے گا اور ان کی طرف  
نہ دیکھے گا اور انکو دکھ کا عذاب ہو گا۔

۳۵۶۔ فرمایا عبد اللہ بن مسعودؓ نے جو شخص قسم کھالے ایک مال  
مارنے کے لیے لور وہ جھوٹا ہو اس میں تو اللہ جل جلالہ سے ملے گا  
غصے کی حالت میں (یعنی خدا اس پر غصے ہو گا) پھر بیان کیا اسی طرح  
جیسے لو پر گزرا اس میں یوں ہے کہ میرے اور ایک شخص کے سچ  
میں ٹکرا تھی ایک کنویں میں ہم دونوں نے جھگڑا کیا رسول اللہ ﷺ  
کے پاس آپ نے فرمایا تیرے واسطے دو گولہ ہیں یا اس کی قسم ہے۔

۳۵۷۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے  
سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو شخص قسم

۳۵۶۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ مَنْ خَلَفَ عَلَى يَمِينٍ  
يَسْتَحِقُّ بِهَا مَالًا هُوَ فِيهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ  
عَلَيْهِ غَضَبَانِ ثُمَّ ذَكَرَ مَعَهُ حَدِيثُ الْأَعْمَشِ عَنْ  
أَنَّهُ قَالَ كَانَتْ يَمِينِي وَاشْرَحَ رَجُلٌ عَصْرَمَةً مِثْرَ  
فَاصِمَتِنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَقَالَ (( شَاهِدَاكَ أَرْيَبِيَّةٌ ))

۳۵۷۔ عَنْ أَنَسٍ مَسْعُودٍ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ  
اللَّهِ ﷺ يَقُولُ (( مَنْ خَلَفَ عَلَى مَالِ امْرَأَةٍ

حق کو ٹاپر پر اور ہمارے ان کی کیفیت بیان کرنے سے اور بھی روایتیں اور احادیث کی ہے اور تاریل میں بہت خطر ہے۔ پر ہوتی ہے اس  
مقام پر متاخرین محققین کی ہمدردی کی ہے۔



مُسْلِمٌ بِغَيْرِ حَقٍّ فَقَالَ اللَّهُ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضَبًا)) قَالَ عَبْدُ اللَّهِ ثُمَّ قَرَأَ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِصَدَاقِهِ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَدْلِ اللَّهِ وَأَعْمَالِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا إِلَىٰ آخِرِ الْأَيَّامِ

۳۵۸ - عَنْ زَيْلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَ رَجُلٌ مِنْ حَضَرَتَيْنِ وَرَجُلٌ مِنْ كِنْدَةَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الْحَضَرَمِيُّ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ هَذَا فَذَّ عَلَيَّ عَنِّي أَرْضِي بِي كَذَا بَأْسِي فَقَالَ الْكِنْدِيُّ هِيَ أَرْضِي بِي نَبِيَّ أَرْضَعَهَا لَيْسَ نَهْ فِيهَا خَرٌّ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْحَضَرَمِيِّ (( أَلَيْكَ يَسَّةٌ )) قَالَ نَا قَالَ فَكُنْتُ بِمِيسَةٍ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ الرَّجُلَ فَاحِرًا نَا يُتَالِي عَنِّي مَا حَلَفَ عَلَيْهِ وَكَيْسَ يَتَوَرَّعُ مِنْ شَيْءٍ فَقَدْ (( لَيْسَ لَكَ مِنَّا بَأْ ذَلِكَ فَانْطَلِقْ )) لِيَحْبِيفَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا أَتَدْرُ (( أَمَا لَيْسَ خَبِيفٌ عَلَىٰ مَالِهِ لِيَأْكُلَهُ ظُلْمٌ لِيَلْفِيَنَّ اللَّهُ وَهُوَ غَنَىٰ مُغْرَضٌ ))

۳۵۹ - عَنْ زَيْلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَنَاءَ رَجُلَانِ يَخْتَصِمَانِ فِي أَرْضٍ فَقَالَ أَخَذَهُمَا إِنَّ هَذَا انْتَرَىٰ عَنِّي أَرْضِي يَا رَسُولَ اللَّهِ هِيَ الْجَاهِلُ وَهُوَ امْرُؤُ الْفَيْسِ بِنِ

کھاوے کسی مسلمان کے مال پر ناحق توہنے گا اللہ سے اور وہ اس پر غصے ہوگا۔ عبد اللہ نے کہا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصدیق میں یہ آیت پڑھی اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَدْلِ اللّٰهِ وَاعْمَالِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اٰخِرِ الْاَيَّامِ

۳۵۸ - وائل بن حجر سے روایت ہے ایک شخص حضرت موت (ایک ملک کا نام عرب میں) اور ایک شخص کندہ کا رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ حضرت موت والے نے کہا یا رسول اللہ! اس شخص نے میری زمین دہلی ہے جو میرے باپ کی تھی۔ کندہ والے نے کہا وہ میری زمین ہے میرے قبضہ میں ہے میں اس میں کھیتی کرتا ہوں اس کا کچھ حق نہیں اس میں۔ تب رسول اللہ ﷺ نے حضرت موت والے سے کہا تیرے پاس گواہ ہیں؟ وہ بولا نہیں آپ نے فرمایا تو پھر اس سے قسم لے وہ بولا یا رسول اللہ! وہ تو فاجر ہے قسم کھانے میں اس کو پاک نہیں اور وہ پرہیز نہیں کرتا کسی پت سے۔ آپ نے فرمایا تیرا اب کچھ بس اس پر نہیں چلتا سو قسم کے۔ پھر وہ چلا قسم کھائے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اس نے پیٹھ موڑی دیکھو اگر اس نے قسم کھائی دوسرے کا مال اڑا لینے کو ناحق تو وہ خدا سے ملے گا اور خدا اس کی طرف سے عتاب پھیر لے گا۔

۳۵۹ - وائل بن حجر سے روایت ہے میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھا اتنے میں دو شخص آئے لڑتے ہوئے ایک زمین کے لیے ایک بول اس نے میری زمین چھین لی ہے جاہلیت کے زمانے میں اور وہ امراء القیس بن عابس کندی تھا اور اس کا حریف ربیعہ بن

(۳۵۹) یا شامہ سے اور زہیر کی روایت میں باہ موحده سے۔ قاصص میاضے کے صحیح اسحق کی روایت ہے یعنی عبدان یا شامہ سے اور یحییٰ قول ہے دار قطنی اور عبدالمعنی بن سعید اور ابو نصر بن، کولا کا اور ابن یونس نے ہارث بن ابی اسحاق لکھا ہے لیکن ایک جماعت حفاظ نے ان میں سے ہیں حافظ ابو القاسم بن عساکر دمشق اس کو عبدان بکسر بائے موحده اور عین اور تندید وال روایت کیا ہے۔ نووی نے کہا ان حدیثوں سے کئی مسائل معلوم ہوئے ایک تو یہ کہ قاضی زیدہ حنبل سے یہ نسبت غیر قاضی کے دوسرے یہ کہ جب مدنی علیہ منکر اور مدنی کے پاس گواہ نہ ہوں تو مدنی علیہ پر قسم ہے تیسرے یہ کہ وہ مقدم ہیں قبضے پر اور جس کے پاس گواہ ہوں چیز اس کو وادی جاوے گی بغیر قسم کے۔ چوتھے یہ

عبداللہ تھا۔ آپ نے فرمایا میرے پاس گواہ ہیں؟ وہ بولا نہیں آپ نے فرمایا تو پھر اس پر قسم ہے۔ وہ بولا یا رسول اللہ! آپ تو وہ میرا مال بڑا لیا (قسم کھا کر) آپ نے فرمایا بس میں ہو سکتا ہے میرے لیے جب وہ اٹھا قسم کھانے کو تو رسول اللہ نے فرمایا جو شخص کسی کی زمین ظلم سے مارے گا تو خدا اس پر غصے ہو گا جب وہ اس سے ملے۔ اسحاق کی روایت میں ربیعہ بن عبد اللہ ہے۔

باب جو شخص پر ایسا مال ناحق چھیننا چاہے تو اس کا خون اس کے حق میں لغو ہو جائے گا اور مارا جاوے تو جہنم میں جاوے گا اور مال وال اگر اپنا مال بچانے میں مارا جاوے تو وہ شہید ہے

۳۶۰۔ بوہر ریڈ سے روایت ہے ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کیا فرماتے ہیں اگر کوئی شخص آوے میرا مال ناحق لیے کو؟ آپ نے فرمایا ست دے اپنا مال اس کو پھر اس نے کہا اگر وہ لے لے مجھ سے؟ آپ نے فرمایا تو بھی

عَبَسَ الْكِنْدِيُّ وَحَصَصَهُ رِبْعَهُ مِنْ عَيْدَانِ قَالَ (( يَسْتَلْتَن )) قَالَ نَيْسَ مِي نَيْتَةً قَالَ (( يَوْمِيَّة )) قَالَ بَدَنٌ يَذْهَبُ بِهِ قَالَ نَيْسَ لَكَ إِلَّا ذَلِكَ قَانَ فَمَنْ قَامَ لِيُحْلِفَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ (( مَنْ أَقْطَعَ أَرْضًا ظَالِمًا لِقِي اللَّهِ وَهُوَ عَلَيْهِ عَصَبَانٌ )) قَالَ إِسْحَاقُ فِي رَوَاتِهِ رِبْعَةً مِنْ عَيْدَانِ

بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ مَنْ قَصَدَ أَحَدَ مَالٍ غَيْرِهِ بِغَيْرِ حَقٍّ كَانَ الْقَصْدُ مُهْذَرًا لِنَفْسِهِ فِي حَقِّهِ وَإِنْ قُتِلَ كَانَ فِي السَّارِ وَأَنَّ مَنْ قُتِلَ دُونَ مَا بِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ

۳۶۰۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ إِنْ جَاءَ رَجُلٌ يُرِيدُ أَخَذَ مَالِي قَالَ (( فَمَا تَنْطَلِقُ فَتَالَتْ )) قَالَ أَرَأَيْتَ

میں مدعی علیہ اگر قاضی ہو تب بھی، اسکی قسم سبوں ہے اور مطالبہ اس سے ساقط ہو جاوے گا یہ پکریں یہ کہ اگر مدعی یا مدعی علیہ ایک دوسرے کو حصر صیت کے وقت ظالم یا قاطر کہیں تو مواخذہ ہو گا۔ چھپے یہ کہ اگر وارث کسی چیز کا دعویٰ کرے اسے مورث کی طرف سے اور حاکم کو یہ بات معلوم ہو کہ اس کا مورث مر گیا ہے اور سوائے مدعی کے اور کوئی اس کا وارث نہیں ہے تو اس کا قصود کرتا درست ہے اور اس پر کہ مدعی اس کا وارث ہے اور مورث مر گیا ہے گواہ لینا ضروری نہیں اور جو حاکم کو یہ امر معلوم نہ ہو تو پہلے دراشت کے ثبوت پر گواہ لینا چاہیے پھر دعوے کے ثبوت پر۔ اچھی مختصر۔

(۳۶۰) یعنی دو سختی ہو، جہنم کا کیونکہ وہ ظالم تھا پھر اس کو بدلے گا اس ظلم کا اور جہنم میں جلائے گا اللہ معاف کر دے گا۔ اور جو اس فعل کو حلال جانتا ہو گا تو وہ کار ہے وہ توبہ شک جہنم ہی میں جاوے گا اور یہ جو آپ نے فرمایا اگر تم مارا جاوے تو تو شہید ہے یعنی تجھ کو ثواب شہیدوں کا ملے گا اگرچہ دنیا کے احکام میں شہید نہ ہو کا کیونکہ شہید تین قسم کے ہیں ایک تو وہ جو کافروں کے ساتھ جہد میں مارا جاوے کسی سبب سے وہ تو شہید ہے دنیا اور آخرت دونوں کے احکام کی رو سے سچی، تینا میں یہ حکم ہے کہ اس کو قتل نہ دیں گے نہ اس پر نماز پڑھیں گے اور آخرت میں اس کو درجہ شہیدوں کا ملے گا۔ دوسرے وہ جو آخرت کے ثواب کی رو سے شہید ہے دنیا کے احکام میں شہید نہیں جیسے خائفوں سے مارے وں بیٹ کی بیماری سے یا مکان گر کر یا جو اپنے مال کے بچانے میں مارا جاوے جن پر شہید کا لفظ احادیث میں وارد ہو ہے تو ایسے شہید کو غسل دیں گے اور اس پر نماز پڑھیں گے اور آخرت میں اس کو ثواب شہیدوں کا ملے گا یہ ضروری نہیں کہ پہلی قسم کے شہیدوں کو

إِنْ قَاتَلْتَنِي قَالَ (( قَاتِلُهُ )) قَالَ أُرِيتَ إِنْ  
قَاتَلْتَنِي قَالَ (( فَأَنْتَ شَهِيدٌ )) قَالَ أُرِيتَ إِنْ  
خَلَّيْتَنِي قَالَ (( هُوَ فِي الدَّرِّ ))

٢٦٦- عَنْ نَاسِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ  
أَخْبَرَهُ أَنَّهُ لَمَّا كَانَ بَيْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ وَبَيْنَ  
عَبَسَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ مَا كَانَ يَسْرُورًا لِقِتَالِ  
فِرْكَبِ خَالِدِ بْنِ الْوَلَدِ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ  
مَوْعِظَةً خَالِدٌ يَقُولُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ أَمْ  
عَبَسَتْ أَنْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ (( مِنْ أَجْلِ ذُنُوبِ مَا لَمْ يَهْرُ شَيْئًا ))

٢٦٢- عن أبي جريح بهذا الأسناد مثله

اس سے لڑ پھر اس نے کہا اگر وہ مجھ کو مار ڈالے آپ نے فرمایا تو شہید ہے پھر اس نے کہا کہ اگر میں اس کو مارا لوں آپ نے فرمایا وہ جہنم میں جاوے گا۔

۳۶۱- ثابت سے روایت ہے جو مولیٰ تھے عمرو بن عبد الرحمن کے جب عبد اللہ بن عمرو اور عبیدہ بن ابی سفیان میں فساد ہوا تو دونوں مستعد ہوئے لڑنے کو خالد بن الحاکم یہ سن کر سوار ہوئے اور عبد اللہ بن عمرو کے پاس گئے اور ان کو سمجھایا عبد اللہ بن عمرو نے کہا تجھے معلوم نہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص مارا جائے اپنا مال پچھنے کے لیے وہ شہید ہے۔

۳۶۲۔ اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث آئی ہے۔

اللہ کے ہر اہل طہ تیسرے وہ جو دنیا کے احکام کی رو سے شہید ہے پر اس کو شہادت کا ثوب یا پورا ثواب نہ ملے گا جیسے وہ شہید جو غیبت کے مال میں حیات کرے اور مثل اس کے جن کو کہا کہ وہ شہید نہیں ہیں مگر چونکہ اس قسم کا شہید کافروں کی جنگ میں مارا گیا ہے نا حکم دنیا میں شہیدوں کا سا ہو گا نہ اس کو جنت دیں گے نہ اس پر غمزدہ نہیں گئے۔ پر آخرت میں اس کو پورا ثواب ملے گا۔ شہید کو شہید اس لیے کہتے ہیں کہ وہ زندہ ہے اور اس کی روح جنت میں حاضر ہے پر خلاف او موت کے وہ قیامت کے دن جنت میں جاویں گے۔ یہ قول نصر بن فیصل کا ہے۔ ر ابن الاثیر نے کہا اس لیے کہ شہید کے لیے اللہ تعالیٰ اور فرشتوں نے شہادت یعنی گواہی دی ہے جنت کی اور بعضوں نے کہا اس لیے کہ شہید جاں نکلنے وقت اپنے درجے اور مرتبے کو کچھ بیٹتا ہے اور بعضوں نے کہا اس لیے کہ رشتے حاضر ہوتے ہیں اس کی روح سے جانے کو اور بعضوں نے کہا اس لیے کہ اس کے ایمان اور حسن خاتمہ پر لوگ گواہ ہیں ظاہر کی رو سے اور بعضوں نے کہا اس لیے کہ اس کا خون اور رخم اس پر گواہ ہیں کیونکہ وہ اٹھے گا قیامت کے دن اور اس کا زخم تازہ ہو گا خون بہتا ہو گا اور زہری وغیرہ نے ایک اور قول نقل کیا کہ اس کو شہید اس لیے کہتے ہیں کہ وہ گواہ ہو گا قیامت کے دن اور انہوں پر اس صورت میں اس کی تحقیق کی کوئی وجہ نہیں کیونکہ اہل طہ پیمبر کی امت گواہ ہے اور منوں پر انہیں۔ ما قال النبی علیہ الرحمۃ۔

(۳۶) چنانچہ کوئی ظالم ظلم سے اس کا مال مانتا چھیننا چاہے پھر وہ لڑے اس سے اور ہار جائے تو وہ شہید ہے اور اگر اس ظالم کو ہار ڈالے تو وہ جہنم میں جاوے گا جیسے آگلی روایت میں گزردہ ہوئی ہے کہ اہل حدیثوں سے اس شخص کا قتل کرنا درست ہوتا ہے جو مانتا مال چھیننا چاہے اب چاہے ہر مال قسور ہو یا بہت کیونکہ حدیث عام ہے اور بعض مالکیہ نے یہ لکھا ہے کہ تھوڑے مال کے چھیننے میں جیسے کپڑا کھانا قتل و درست نہیں پر یہ مذہب کچھ نہیں کیونکہ حدیث کے خلاف ہے اور ٹھیک وہی ہے جو حدیث سے ثابت ہوتا ہے اور اسی کو اختیار کیا ہے حضور ﷺ نے اور اپنا مال بچانے کے لیے لڑنا جائز ہے و جب نہیں اگر چاہے تو وہ لڑے مال لٹا گاوار کر لے لیکن اپنی بیوی کی عزت بچانا واجب ہے اور اس کے لیے لڑنا ضروری ہے اور اپنی جان بچانے کے لیے اور دوسرے کو مار ڈالنا اس میں اختلاف ہے۔

## بَابُ اسْتِخْقَاقِ الْوَالِي لِعَاشٍ لِرُغَيْبِهِ النَّارِ

۳۶۳- عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَمَّا حَدَّثَهُ اللَّهُ بْنُ رِيَادٍ مَعْقِلٌ بْنُ بَسَارٍ الْأَنْصَرِيُّ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ قَالَ مَعْقِلٌ إِنِّي مُحَدِّثُ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلِمْتُ أَنَّ لِي حَيَاةً مَا حَدَّثْتُكَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ (( مَا مِنْ عَبْدٍ يَسْتَرْعِيهِ اللَّهُ رَغِيَةً يَمُوتُ يَوْمَ يَمُوتُ وَهُوَ غَاشٌّ لِرُغَيْبِهِ إِلَّا حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ ))

۳۶۴- عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ دَخَلَ عُمَيْدُ اللَّهِ بْنُ رِيَادٍ عَلَى مَعْقِلِ بْنِ بَسَارٍ وَهُوَ رَاجِعٌ مَلَأَهُ فَقَالَ إِنِّي مُحَدِّثُكَ حَدِيثًا نَمَّ أَكُنْ حَدَّثْتُكَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (( لَا يَسْتَرْعِي اللَّهُ عَبْدًا رَغِيَةً يَمُوتُ حِينَ يَمُوتُ وَهُوَ غَاشٌّ لَهَا إِلَّا حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ )) قَالَ أَنَا كُنْتُ سَمِعْتَنِي هَذَا قَبْلَ الْيَوْمِ قَالَ مَا حَدَّثْتُكَ زِلْمًا أَكُنْ تَأْسِدُكَ

## باب: جو حاکم اپنی رعیت کے حقوق میں خیانت کرے اس کے لیے جہنم ہے

۳۶۳- حسن سے روایت ہے عبید اللہ بن زیاد معقل بن زیاد کے پوچھنے کو آیا جس بیماری میں وہ مر گئے تو معقل نے کہا میں ایک حدیث بیان کرتا ہوں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے اور اس میں چاہتا کہ ابھی زندہ رہوں گا تو تجھ سے بیان نہ کرتا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے کوئی بندہ ایسا نہیں جس کو اللہ تعالیٰ رعیت دیوے پھر وہ مرے اس حالت میں کہ وہ خیانت کرتا ہو اپنی رعیت کے حقوق میں مگر خدا حرام کر دے گا اس پر جنت کو۔

۳۶۴- حسن سے روایت ہے عبید اللہ بن زیاد معقل بن زیاد کے پاس گیا اور وہ بیمار تھے اس کو معقل نے کہا میں تجھ سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں جو میں نے بیان نہیں کی تھی تجھ سے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کسی بندے کو رعیت نہیں دیتا پھر وہ مرتے وقت ان کے حقوق میں خیانت کرتا ہو امر تا ہے مگر اللہ حرام کر دیتا ہے اس پر جنت کو۔ ابن زیاد نے کہا کیا تم نے مجھ سے یہ حدیث بیان نہیں کی اس سے پہلے؟ معقل نے کہا میں نے بیان نہیں کی تجھ سے یا میں کا ہے کو بھلا تجھ سے بیان کرتا (اور پٹی جان پر مصیبت بیتا لب قوم تا ہوں اب مجھے تیر ڈر نہیں اس واسطے بیان کر دی)

(۳۶۳) یہ حدیث معقل نے عبید اللہ بن زیاد سے مرے وقت بیان کی کیونکہ ان کو معلوم تھا کہ عبید اللہ بن زیاد کو یہ حدیث فائدہ دے گی پھر انہوں نے خیال کیا کہ حدیث کا چسپاں بہتر نہیں اور نیک بات کو نقل دینا ضروری ہے اگرچہ وہ ماننے یا نہ مانے اس وجہ سے انہوں نے اپنی رعیت کی بیان نہ کی کہ ایسا نہ ہو اس حدیث سے کب نہاد پھیلے لوگ عبید اللہ بن زیاد کو برا جاں کر اس کی اطاعت سے بھر جاویں عبید اللہ بن زیاد معقل کو یہ پہنچا دے کیونکہ وہ مردود غلام اور جاہل تھا اور اس نے اہل بیت نبوی کی حرمت کس کی توادر کسی کو اس سے کیا توقع تھی۔ رعیت کے حقوق میں خیانت کرنے سے یہ مراد ہے کہ حاکم کے لیے اپنی رعیت کے دین پروردگاروں کی اصلاح ضروری ہے پھر اگر اس نے لوگوں کا دین خراب کیا اور حدود شرعیہ کو ترک کیا یا ان کی جان اور مال پر ناحق ریاقت کی یا اور کسی قسم کی انصافی کی یا ان کی حق تلفی کی تو اس نے اپنے فرض منصبی میں خیانت کی اب وہ جہنمی ہو اگر اس کام کو حلال جانتا تھا تو ہمیشہ کے لیے جنت سے محروم ہو اور نہ اول ہلہ میں جب نور جنتی جنت میں جاویں گے یہ جانے سے محروم رہے گا۔ (نوی)



الرَّجَالِ ثُمَّ بَوَّلَ الْقُرْآنَ فَعَلِمُوا مِنَ الْقُرْآنِ  
وَعَلِمُوا مِنَ السُّنَّةِ ثُمَّ حَدَّثَ عَنْ رَفِيعِ  
ثَامَنِيَةَ قَالَ بَنَامُ الرَّجُلِ الثَّوْمَةَ فَتَقْبِضُ  
الْأَمَانَةَ مِنْ قَلْبِهِ فَيَظِلُّ أَثَرُهَا مِنْهُ لَوْ سَكَبَ ثُمَّ  
بَنَامَ الثَّوْمَةَ فَتَقْبِضُ الْأَمَانَةَ مِنْ قَلْبِهِ فَيَظِلُّ  
أَثَرُهَا مِنْهُ لَوْ سَكَبَ ثُمَّ خَصَفَ دَخْرَجَتَهُ عَلَى  
رَجْلَيْكَ لَمْ يَبْقَ قَرَأَةٌ مُسْبَرًا وَلَكِنْ يَبْقَى شَيْءٌ  
ثُمَّ أَخَذَ حَصْنِي فَدَخَرَجَهُ عَلَى رَجْلَيْهِ فَيُصْبِحُ

تجربہ کرتا ہے کہ امانت اور ایمان کا مادہ ایک ہے اور شرع میں ایمان اور مروت و طہارت جس کے دل میں ایمان ہے اس کے دل میں امانت بھی ہے اور جس کے دل میں ایمان نہیں ہے اس کے دل میں امانت بھی نہیں اور مروت و طہارت سے یہ ہے کہ دل میں ایک طرح کی پاکیزگی اور صفائی اور سچائی ہو اور انصاف و راستی کوٹ کوٹ کر بھری گئی ہو جو دن رات جاہلیت میں ایسے تھے انھوں نے ہی اسلام کو سمجھ کر قبول کیا اور شرک و کفر کو چھوڑ پھر قرآن و حدیث کے حاصل کرنے سے من پر اور زیادہ نور چڑھ گیا آئینہ صاف تھا اس پر اور صیقل ہوئی اور جس دلوں میں امانت نہ تھی مگر اور خیانت سے ان کا حیر ہو ا تھا اور پھر سے شرک اور کفر کی تاریکی چھائی ہوئی تھی جیسے ابو جہل کا دل جسے دلوں کو قرآن و حدیث سے کچھ فائدہ نہ ہوا وہ ہرگز مسلمان نہ ہوئے بلکہ اپنی شیطنت اور کفر اور خیانت کی وجہ سے اور زیادہ کفر میں مضبوط ہو گئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انکو ہدایت کر دیا۔ اس کے سوا اور کچھ ان کا علاج نہ تھا۔ سونے سے بھی ظاہری معنی مراد میں یا سونے سے یہ مقصود ہے کہ تھوڑی دیر غلہ کی یاد سے غافل ہو گا اور بری صحبت میں بیٹھے گا۔ ایمانوں کے ساتھ یہ تھوڑی دیر تک دنیا کے کام کا بیج کھوج میں مصروف ہو گا یعنی نور اڑ چلاوے گا اور تاریکی رہ جائے گی جیسے ایک عہد رنگ کو دھواؤ تو سیاہ سا دھبہ رہ جاتا ہے۔ حدیث میں وکت کا لفظ ہے جس کے معنی لٹکانا ہے اور بعضوں نے کہا اسکی سیاق اور بعضوں نے کہا وہ رنگ جو پہلے رنگ کے خلاف ہو۔ نواری نے صاحب تخریر سے نقل کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ امانت راز اور اس سے اطمینان شروع ہو گئی جب پہلا حصہ اس کا اٹھ چلاوے گا تو اس کا نور جاتا رہے گا اور ایک سیاہ دھبہ رہ جائے گا چھیکے رنگ کا لگایا پہلے رنگ کے خلاف یہ رنگ پیدا ہو گا پھر جب اور ایک حصہ اٹھے گا تو چھالے کی طرح نشان ہو جائے گا اور یہ ایک مضبوط داغ ہے جو مدت میں جاتا ہے اس میں سیاہی اول سے زیادہ ہو گی تو امانت کے نور جانے کو اور بے ایمانی کی تاریکی کو چھالے سے مٹ بہت دی ایک انگار پاؤں پر چلنے سے کہ آگ کا نور تو چٹ چلا جاتا ہے اور ایک سیاہی کا داغ کھان پر چھوڑ جاتا ہے اور کھڑکی چلا کر، پے اس تشبیہ کو اور واضح کر دیا تاکہ لوگ بخوبی سمجھ جاویں۔ حاصل یہ ہے کہ ایمان کا نور آہستہ آہستہ دل سے اٹھتا چلاوے گا اور کفر کی سیاہی چھاتی چلاوے گی پہلے ایک ہلکا سا دھبہ ہو گا۔ اور زیادہ پیر اور یہاں تک کہ بالکل دل کالا ہو جائے گا اور ایمان کے بدلے کفر چھا جائے گا خدا کی پناہ یعنی اس زمانے میں جیسے ہر شخص امانت دار ہے کوئی کسی کا حق نہیں ادا کر رہا ہے یہ بات بالکل جانی رہے گی اور امانت کا نام و نشان دنیا سے اٹھ جائے گا مگر کہیں کہیں ہزاروں لاکھوں میں ایک آدمی شخص ایمان دار رہا کر رہا ہو جائے گا جو امانت دار ہو گا لوگ اس کو مشہور کریں گے کہ ایک وہ شخص امانت دار ہے ایسا نہ کہ وہ موجود ہے کہ کوئی کسی پر بھروسہ نہیں کرتا جس کو وہ پہچانے وہ اہم کر جاتا ہے امانت کا ادا کرنا تو کیا بلکہ مادی دنیا میں سے ایمانی پھیل چلاوے گی تو ایمان کی قدر اور منزلت بھی دل سے نکل جائے گی تعریف بھی کریں گے تو بے ایمانوں کی۔

کر اپنے پاؤں پر لڑھکائی اور فرمایا لوگ بچ کھوج کریں گے اور میں  
میں سے کوئی ایسا نہ ہو گا جو امانت کو ادا کرے یہاں تک کہ لوگ  
کہیں گے کہ فلاں قوم میں ایک شخص ماتہ رہے اور یہاں تک  
کہ ایک شخص کو کہیں گے وہ کیسا ہوشیار اور خوش مزاج اور عقیدہ  
ہے (یعنی اس کی تعریف کریں گے) اور اس کے دل میں رائی کے  
دانے کے برابر بھی ایمان نہ ہو گا۔ پھر حدیث نے کہا میرے اوپر  
ایک رہنمہ گزر چکا ہے جب میں سے کھٹکے ہر ایک سے معاملہ کرتا  
(یعنی لین دین) اس لیے کہ اگر وہ مسلمان ہوتا تو اس کا دین میں کو  
بے ایمانی سے باز رکھتا اور جو نصرانی یہودی ہوتا تو اس کو سبے  
ایمانی سے باز رکھتا لیکن آج کے دن تو میں تم لوگوں سے کبھی  
معاف نہ کروں گا البتہ فلاں اور فلاں شخص سے کروں گا۔

۳۶۸- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

النَّاسُ بِنَبَائِهِمْ لَا يَنْكَادُ أَحَدٌ يُؤْذِي الْأَمَانَةَ  
حَتَّى يُقَاتِلَ إِنْ فِي نَفْسِ فَلَانٍ رَجُلٌ أَيْ حَتَّى  
يُقَاتِلَ لِلرَّجُلِ مَا أَجْلَدَهُ مَا أَظْرَفَهُ مَا أَغْلَقَهُ  
وَمَا فِي قَلْبِهِ مِنْ ثِقَاتٍ حَبَّةٍ مِنْ عَرْدٍ مِنْ  
إِيمَانٍ (۱) وَلَنْذُ أَتَى عَنِّي دَمَانٌ وَمَا كُنَّا بِأَلِي  
أَيْكُمْ بَابِغُ نَحْنُ كَانُ مُسْلِمًا سَرَدْنُهُ عَلِي  
دِينُهُ وَلَنْزُ كَانُ بَصْرًا لِيَا أَرْ يَهُودِيًّا لِيَرْدَنِي  
حَفِي سَاعِيهِ وَتَمَّا الْيَوْمَ هَمَّ كُنْتُ لِلْأَبَايَعِ  
مِنْكُمْ أَلَا قَدْ أَوْعَا

۳۶۸- عَنْ الْأَعْمَشِ بِهِدِ الْأَشَادِ مِثْلَهُ

نہ میں نے اپنی آنکھوں سے یہ حال حیدر آباد کن دیکھا ہے وہ لوگ جو مومن مسلمان کہلاتے ہیں وہ اذراستہ قاعدے کے واسطے ہیں  
بے ایمان لوگوں کی تعریف کرتے ہیں ان کی خاشاک کرتے ہیں اور جو شخص دین کی تائید کرتا ہے اس کو ان بے ایمانوں کے خرش کرنے کے  
یسے نہ کہتے ہیں۔ رسول والا لولا الا بائد۔ حملی تو خدا کی ماریسے نام کے مسلمانوں پر پڑی ہے کہ وہ علاوہ کافر کے حکومت میں رہنے کے س  
کی نگاہ میں اسے ذلیل اور حور ہو گئے ہیں کہ سو ہاورچی کری خدمت گاری خاشاک کے اور کوئی کام ان سے نہیں پوچھا تا ایک دہائی میں  
مسلمان تمام قوموں کے سر تاج تھے ان کا رعب اور دھاک ایسی تھی کہ کام ان کے نام سے ہوتے تھے۔ ہر ایک مسلمان حد کے حکام پر  
مٹی جان مار کرے کو کھ جانتا تھا۔ ہمیں طاقت راہ اور کہا است تائیکہ۔ چہ کہ امانت اور ایمان نہ ہری کا زمانہ تھا اس لیے مسلمان تو سب امانت دار  
تھے ان سے بے خوف و خطر معاملہ اور لین دین کرتے ماریسے کا توڑ تھا ہی نہیں اور یہی اور نصرانی بھی بے ایمان نہ کرتے ڈر کے مارے اور  
جو کرتے تو ایماندار حاکم موجود ہوتے جس کو سراہتے دوسرے ایمانی سے باز رکھتے اور میر پیر مجھ کو نا جیتے وہ ہر گز نہ دیتا چند دگوں کا  
نام لیا جو ایماندار ہو گئے۔ باقی لوگوں کا بھر دوسرے نہیں اور جب لوگ بے ایمان ہوئے تو حاکم بھی دیسے ہی ہوتے ہیں وہ رشتہ حور اور عالم  
ہونے کے علاوہ حق کو ناحق کرتے ہیں اور عرب و عجم کو ستاتے اور ان کا حق کف کرتے ہیں اس وجہ سے حاکم سے بھی عیب نہیں رہتی کہ  
وہ بے ایمان کو بھی سراہے گا اور حق ڈوبنے نہ دے گا۔ قاسمی عیض نے کہا بعضوں نے مباہلت سے جو حدیث کے قول میں ہے حلفت کی  
بیعت مردی اور یہ خطا ہے کیونکہ یہودی اور نصرانی سے خلافت کی بیعت نہیں ہو سکتی تو مباہلت سے وہی بچ کھوج اور معاملہ اور لین دین  
مرا ہے۔



۳۶۹ عَنْ حَدِيثِ مَالِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ غَيْرِ مَعَالٍ  
 أَنْكُمْ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 يَذْكُرُ الْفَيْسَ فَقَالَ قَوْمٌ سَخِرَ مِنْهُ فَقَالَ  
 لَعَنَكُمْ تَعْمُونَ هَذَا الرَّجُلَ فِي أَهْلِيهِ وَجَارِهِ وَقَالُوا  
 أَخْلَجَ قَالَ بَلَى تَكْفُرُهُ الصَّدَاقَةُ وَالصَّبَابُ  
 وَالصَّدِيقَةُ وَلَكِنْ أَبْكَكُمْ سَخِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ الْفَيْسَ النَّبِيُّ تَمْرُوحُ مَوْجُ السَّحَرِ  
 قَالَ حَبِيبَةُ فَأَسْتَكْتُ الْقَوْمَ فَقُلْتُ أَنْ قَالَ أَنْتَ

۳۶۹- حذیفہ سے روایت ہے ہم امیر المومنین عمرؓ کے پاس بیٹھے  
 تھے انہوں نے کہا تم میں سے کس نے رسول اللہ ﷺ کو فتنوں کا  
 ذکر کرتے ہوئے سنا؟ بعض لوگوں نے کہا ہاں ہم نے سنا ہے  
 حضرت عمرؓ نے کہا شاید تم فتنوں سے وہ فتنے سمجھے ہو جو آدمی کو اس  
 کے گھر بار اور مال اور ہمسائے میں ہوسکتے ہیں، انہوں نے کہا ہاں  
 حضرت عمرؓ نے کہا ان فتنوں کا کفارہ تو نماز اور روزے اور زکوٰۃ سے  
 ہو جاتا ہے لیکن تم میں سے کس نے سنا ہے اس فتنوں کو رسول اللہ  
 ﷺ سے جو دریا کی موجوں کی طرح اسٹنڈ کر آویں گے؟ حذیفہؓ نے

(۳۶۹) فتنہ کے اصل معنی برپائش اور محن ہے پھر عرب میں اس کو کہنے لگے جس سے ایک قسم کی رانی پیدا ہو۔ یورپ نے کہا یوں  
 کہتے ہیں وہ شخص فتنہ میں پڑ گیا جب اس کا حال بدل جائے اور تجھے سے برا ہو جاوے اور فتنہ بال اوسال میں یہ ہے کہ ان کی محبت بہت غائب  
 ہو جاوے اور خدا کے احکام کو فراموش کرے ان کو ایمان لاوے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمہارے مال اور اولاد فتنہ ہیں یا اولاد کا فتنہ یہ ہے کہ ان کی  
 تعلیم اور تربیت نہ کرے اور وہ آوارہ ہو جاویں۔ ایسا ہی فتنہ ہمسایہ کا یہ ہے کہ اس کا حق ادا نہ کرے تو یہ سب فتنے ایک قسم کے گناہ ہیں جن کا  
 کفارہ نیکیوں سے ہو جاتا ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے نیکیاں مٹا دیتی ہیں برائیاں کو۔ حضرت عمرؓ کی مراد فتنوں سے وہ عادات تھے جو آئندہ آپ کی امت  
 میں ظاہر ہوتے۔ ان میں مسلمانوں کا کشت و خون ہو گا یا مگر ان پھیلنے کی حضرت عمرؓ نے کہا تو نے سنا ہے تیرا باپ بہت اچھا تھا بیٹی جس کے فتنے  
 سے کھ سناڑ کا پیدا ہوا۔ حدیث میں لکھا ہوا ہے اور یہ ایک کلمہ ہے درج کا عرب کے لوگوں کی عادت ہے جب کسی کی تربیت کرتے ہیں تو اس کو  
 کہتے ہیں کیونکہ باپ کی بہت خدا کی طرف کرنا اس کی برتری بیان کرنا ہے جیسے کہتے ہیں بیت اللہ اور ناث اللہ۔ صاحب تحریر نے کہا جب لڑکے کی  
 کوئی اچھی بات دیکھتے ہیں تو یہ کلمہ کہتے ہیں یعنی تیرا باپ بہت اچھا تھا جس نے ایسا لڑکا بنا (نودی) حدیث میں کا نصیر عودا عودا ہے۔ اس کو تیس  
 طرح پڑھا ہے ایک عود عود اسم میں دال محمد سے دوسرے عود عود اسم میں دال محمد سے تیسرے عود عود اسم میں دال محمد سے۔ صاحب  
 تحریر نے صرف اول وجہ کو بیان کیا ہے اور قاضی عیاضؒ نے تین وجوہ کو ذکر کیا ہے لیکن اول وجہ کو اختیار کیا ہے اور کہا کہ ہمارے شیخ  
 ابو نعیم میں سراج سے دوسری وجہ کو اختیار کیا ہے اب تینوں وجوہ کا ترجمہ الگ الگ نہ کر رہا ہوتا ہے پہلی وجہ کا ترجمہ یہ ہے کہ فتنے دلوں میں  
 یک کے بعد ایک آتے جاویں گے جیسے پورے کی تہیاں (یعنی کانیاں) ایک کے بعد ایک لگائی جاتی ہیں یعنی پورے جانے والے ایسے پہلے تلے پیتا ہے  
 اس کو بن کر پھر دوسری تلے پیتا ہے اسی طرح یہ فتنے بھی ہوں گے کہ پہلے ایک دل میں جیسے گا پھر دوسرا قاضی عیاضؒ نے کہا کہ میرے  
 نزدیک حدیث کا مطلب یہی ہے اور سیاق اور تشبیہ اس پر دلالت کرتی ہے دوسری وجہ کا ترجمہ یہ ہے کہ فتنے دلوں کی ایک جانب میں ہیں کہ  
 چپک جاویں گے جیسے جو ریاچے دے کے پہلو سے چپک جاتا ہے اور عودا عودا کے یہ معنی ہوتے کہ بار بار وہی فتنے آویں گے۔ تیسری وجہ کا  
 ترجمہ یہ ہے کہ فتنے دلوں پر آویں گے اور چپکیں گے پورے کی طرح خدا کی پناہ ان فتنوں سے یعنی خدا اچھا لے ہم کو ان فتنوں سے (نودی) پھر  
 جس دس میں وہ فتنہ راجع جاوے (یعنی جاوے گا اور ہم جاوے گا) تو اس میں ایک کا لاداغ ہو گا اور جو دل اس کو نہ مانے گا (اور قرآن اور حدیث  
 پر قائم رہے گا) اس میں ایک سفید نورانی وجہ یہاں تک کہ اسی طرح کانے اور سفید وجہ ہوتے ہوتے دو قسم کے دس ہو جاویں گے ایک تو  
 حاکم سفید دل چمکے پھر کی طرح (جس میں کوئی چیز لگ نہیں سکتی یہ تشبیہ ہے اس دل کی صاف چمکے پھر سے جیسا اس قسم کا

فَإِنَّ الْوَلَدَ فَإِنْ خَدِيعَةً سَبَعَتْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ (( تَعْرِضُ الْقَعْرُ عَلَى  
 الْقُتُوبِ كَالْحَصِيرِ عَوْقًا حَوْذَا فَأَيُّ قَسْبٍ  
 أَشْرَبَ بِكَ لِيهِ نَكْثَةٌ سَوْدَاءُ وَأَيُّ قَسْبٍ  
 أَسْكَرَهُ نَكْتٌ لِيهِ نَكْثَةٌ يَنْجَاءُ خَتِي تَعْبِيرٌ عَلَى  
 قُنَيْنٍ عَلَى أَيْضٍ مِثْلِ الصَّفَا فَلَا تَعْرُوهُ قِنَةً مَا  
 دَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ وَالْأَحْوَرُ أَسْوَدُ  
 مُوْتَدَا كَالْكُورِ مُجْتَبَا لَا يَعْرِفُ مَعْرُوفًا وَلَا

کہا یہ سن کر سب لوگ چپ ہو رہے ہیں نے کہا میں نے سنا ہے  
 حضرت عمرؓ نے کہا تو نے سنا ہے تیرا باپ بہت اچھا تھا کہ خدیفہ  
 نے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے قتنے  
 دلوں پر ایسے آدمی کے ایک کے بعد ایک جیسے بورے کی تہیاں  
 ایک کے بعد ایک ہوتی ہیں پھر حس دل میں وہ قتنہ رچ جائے گا تو  
 اس میں ایک کال داغ پیدا ہو گا اور جو اس کو نہ مانے گا اس میں  
 ایک سفید نورانی دھبہ ہو گا یہاں تک کہ اسی طرح کاسے اور سفید  
 دھبے ہوتے ہوتے دو قسم کے دس ہو جائیں گے ایک تو خالص

جو پھر صاف دلوں سے پاک ہو جائے ایسے ہی یہ دل بھی ان فتنوں کی آلائش سے پاک اور صاف ہو گا دوسرے کال سفیدی، نکل (بھی بھورا)  
 دوسرے کورے کی طرح جو نہ کسی اچھی بات کو اچھا سمجھے گا نہ بری کو برا۔ اپنی خواہش کے تابع ہو گا حدیث میں مراد کا لفظ ہے اور بعضوں سے  
 اس کو مریدنا پڑھا ہے۔ روای نے خود اس کی تفسیر آگے بیان کی ہے اور کہا ہے کہ اصول مریدانہ سے یہ مراد ہے کہ سفیدی کا غالب ہو جانا  
 میں۔ قاضی عیاضؒ نے کہا ہمارے بعض مشرک کہتے تھے کہ اس میں فطنی ہوئی ہے یعنی شدۃ البیاض طی سواد میں اور بجائے شدت کے شہ کا  
 لفظ صحیح ہے یعنی سیاہی، نکل سفیدی کے کیونکہ جس سیاہی میں سفیدی غالب ہو اس کو بردہ نہیں کہتے بلکہ بلی کہتے ہیں اگر بدن میں ہو اور آنکھ  
 میں ہو تو حور کہتے ہیں اور بردہ تو ذرا سی سفیدی ہے جو سیاہی میں ملی ہوئی ہے جیسے شتر مرغ کا رنگ ہوتا ہے اسی واسطے اس کو بردہ کہتے ہیں۔  
 ابو عبیدہ نے ابو عمرو سے نقل کیا کہ بردہ وہ رنگ ہے جو سیاہی اور خاکی کے بیچ میں ہوتا ہے امین درید نے کہا بردہ تیرہ رنگ کو کہتے ہیں اور بعضوں  
 نے کہا کہ جس سیاہی میں خمرگی مل جاوے اور صحیحہ کے معنی اور حواس کی تفسیر بھی آگے آئی ہے۔ قاضی عیاضؒ نے کہا مجھ سے ابن سراج  
 نے کہا کالکور صحیحہ یہ اس کی سیاہی کی تنبیہ نہیں ہے بلکہ ایک دوسرے دھبہ کا بیان ہے اس کے دھبہ میں سے یعنی وہ دل اور دھبہ ہو گیا  
 ہے جیسے کورالاندھا ہو جاتا ہے پھر اس میں پانی نہیں رہ سکتا۔ اسی طرح اس دل میں کوئی بھری اور بھلائی اور حکمت کی بات نہ رہے گی اور اس کا  
 بیان کیا کہ کہہ کر نہ دو بھلی بات کو بھلی سمجھے گا نہ بری کو بری۔ قاضی عیاضؒ نے کہا جو دل بھلی بات کو نہ چنے دے اس کو شاہد دی اور دھبہ  
 کوزے سے جس میں پانی نہیں ٹھہرنا صاحب تحریر نے کہا حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب آدمی اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے یا گناہوں کا  
 مرکب ہو جاتا ہے تو ہر ایک گناہ کے کرنے سے اس کے دس میں تاریکی آجاتی ہے پھر وہ جتنے میں پڑ جاتا ہے اور اسلام کا اور بالکل اس کے دل  
 سے رخصت ہو جاتا ہے اور دل مثل اور دھبہ کوزے کے الٹ جاتا ہے یعنی جیسے کوزے کو بوند حادہ تو اس میں جو کچھ ہوتا ہے نکل جاتا ہے  
 پھر کچھ نہیں رہتا اسی طرح اس کے دل سے اسلام کا سدا اور نکل جاتا ہے اور پھر بالکل نہیں رہتا (تودی) یہ جو فرمایا تھے دریا کی موجوں کی طرح  
 اسڈ کر آویں گے تو اب فتنوں کا رسنا ممکن نہ ہو گا اور وہ اسڈ اسڈ کر موجوں کی طرح آنے لگیں گے۔ یہ جو حضرت عمرؓ سے کہا تیرا  
 باپ نہیں یہ ایک کلمہ ہے جو عرب کی زبان میں کسی کام پر مستعد کرنے کو کہتے ہیں یہی تھے کوئی بچا لے لیں اگر خیر تیرا باپ زندہ ہوتا تو وہ  
 سمیت میں حیران رہتا اور تجھے جتنی تکلیف نہ اٹھانی پڑتی پر اب تو تو کیلا ہے پھر کوشش کر اور مستعدی کرائے بچانے میں (تودی) فرمایا  
 تمہارے اور اس فتنے کے بیچ میں ایک دردناک ہے جی یہ دردناک جو ابھی بند ہے اور فتنوں کو روکے ہوئے ہے ایک شخص کی ذات ہے جس کے  
 سب سے تمام خسار کے ہوئے ہیں پھر جب وہ مہاجرا لے گا تو گویا دروازہ ٹوٹ گیا اور فتنوں کی روک جاتی رہی اب دھڑا دھڑا فتنوں کی طغی

سفید دل چکنے پتھر کی طرح جس کو کوئی فتنہ نقصان نہ پہنچائے گا جب تک کہ آسمان وزمین قائم رہیں دوسرے کال سفیدی، کل یا اوندھے کوزے کی طرح جو نہ کسی اچھی بات کو اچھی بات سمجھے گا نہ بری بات کو بری سمجھو ہی جو اس کے دل میں بیٹھ جائے۔ حدیث نے کہا پھر میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی کہ تمہارے اور اس فتنے کے بیچ میں ایک دروازہ ہے جو بند ہے مگر نزدیک ہے کہ وہ ٹوٹ جاوے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ ٹوٹ جاوے گا تیرا باپ نہیں اگر کھل جاتا تو شاید پھر بند ہو جاتا میں نے کہا نہیں ٹوٹ جاوے گا اور میں نے ان سے حدیث بیان کی کہ یہ دروازہ ایک شخص ہے جو بار اچاوے گا یا مر جاوے گا پر یہ حدیث کوئی غلط (دل سے بنائی ہوئی بات) نہ تھی اب حاد نے کہا میں نے سعد بن طارق سے پوچھا (جو اس حدیث کے راوی ہیں) اسود مر بادا سے کیا مراد ہے؟ انھوں نے کہا سفیدی کی شدت سیسی میں میں نے کہا کالکوز محضاً سے کیا مراد ہے؟ انھوں نے کہا کوزہ اوندھا ہوا۔

يُنْكِرُ مُنْكَرًا يَا هَذَا أَشْرَبُ مِنْ هَؤُلَاءِ قَالَ حَدَّثَنِي رَجُلٌ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ أَنَّهُ يَكْفُرُ مَنْ عَمِلَ أَكْثَرَ نَافَا لَدَى قَوْمِهِ أَنَّهُ فُجِعَ بَعْدَهُ كَانَ يَعَادُ قَبْلَ لَيْلٍ يَكْفُرُ وَحَدَّثَنِي أَنَّ ذَلِكَ النَّبِيَّ رَجُلٌ يَقْتُلُ أَوْ يَمُوتُ حَدَّثَنِي لَيْسَ بِإِلَّا غَالِبٌ قَالَ أَبُو خَالِدٍ مَعْلُومٌ بِسَعْدٍ يَا أَبَا مَالِكٍ مَا أَسْوَدُ مُرْبَادًا قَالَ حَدَّثَنِي الْبَاصُ عَمِي سَوَادٍ قَالَ قُلْتُ فَمَا الْكُوزُ مُحْضًا قَالَ مُنْكَرًا

لے مومیں امنہ امز کر آویں گی اور سب لوگ غلطی میں پڑ جاویں گے۔ دوسرا روایت میں ہے کہ روایات سے حضرت عمرؓ کی اور شاید حدیث سے رسول اللہ سے پورے ہی غلطی کے طور پر کہ وہ مرے جاویں گے یا مر جاویں گے یا حدیث یہ جانتے ہوئے کہ حضرت عمرؓ مرے جاویں گے لیکن انھوں نے اس کا صاف بیان کرنا ان کے مدبر و برا سمجھا۔ دوسری روایت میں ہے کہ عمرؓ خود بھی اس دروازے کو جانتے تھے جیسے یہ بات جانتے تھے کہ آج کی رات کل کے دن سے پہلے ہے اور یہ تو حدیث یہ ہے کہ حدیث بخاند تھی یہی دس کی زبانی ہوئی تھی۔ اہل کتب کی کتابوں سے نکالی گئی تھی بلکہ خاص رسول اللہ کی حدیث ہے پھر جو رسول اللہؐ نے فرمائی وہ یہی ہو اور حضرت عمرؓ جو فتنوں کی روک تھے شہید ہوئے اور ان کے بعد سے برابر فتنوں کا دروازہ کھل گیا حضرت عمرؓ کی شہادت، حضرت عثمانؓ کی شہادت، جنگ صفین، قتل خولاد، حضرت علیؓ کی شہادت، حضرت حسنؓ کی وفات واقعہ ہائے کربلا، حسنؓ کی اہل بیتؑ ہوں گی بے حرمی، مختار بن عبید ثقیفی کی جنگ، مصعبؓ کی جنگ بخاند سے، عبداللہ بن ابی مرہ کا قتل، مکہ معظمہ میں اہل مدینہ کی بربادی یرید کے ہاتھ سے، اسی طرح سے ہزاروں خبریں ہیں اور نئے جو اب تک اہل اسلام کے آپس میں واقع ہوئے بھلا اللہ حضرت عمرؓ کی فضیلت اور بزرگی کے لیے غلط روایت کے نزدیک ایک یہ حدیث کافی ہے دوسری حدیثوں کی ضرورت نہیں جس کی روایت محدثین نے فتنوں اور بدادوں کی روک اور اسلام کی پشت پناہ کافروں پر دھاک، مسلمانوں میں انتشار بھی اس ذات کو بخیرے بدذات شر پر کس مذ سے برا کہتے ہیں، اور حدیث اس کے رسولوں سے نہیں شریعت۔

٣٧٠- عَنْ رُحَيْيٍ قَالَ سَمِعْتُ قَدِيمَ حَدِيثَةٍ مِنْ  
عِنْدِ عُمرَ جُلَسَ مَعَهُمَا فَقَالَ إِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ  
أَمْسَ سَمًا جَلَسْتُ (( إِلَيْهِ سَأَلْتُ أَصْحَابَهُ أَتَيْكُمْ  
بِحَفْظِ قَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فِي الْقَتَنِ وَسَاقِ الْحَدِيثِ بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي  
خَالِدٍ وَلَمْ يَذْكُرْ تَفْسِيرَ أَبِي مَالِكٍ لِقَوْلِهِ  
مُرَبَّادًا مُجَنَّبًا ))

٣٧١- عَنْ رَبِيعٍ بْنِ جَرَاهٍ عَنْ حُدَيْفَةَ أَنَّ  
عُمَرَ قَالَ مَنْ يَحْدِثُنَا أَوْ قَالَ أَلَيْكُمْ يَحْدِثُنَا  
وَهُمْ حَذِيفَةُ مَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ فِي الْقَعَةِ قَارِ حُدَيْفَةَ أَنَا بِسَاقِ الْحَدِيثِ  
كَجَحْوَ حَدِيثِ أَبِي مَالِكٍ عَنْ رَبِيعٍ وَقَالَ فِي  
الْحَدِيثِ قَالَ حُدَيْفَةُ حَدَّثْتُهُ حَدِيثَ نَيْسٍ  
بِأَنَّ غَالِيَةً وَقَالَ يَعْصِي أَنَّهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَابُ بَيَانِ أَنَّ الْإِسْلَامَ بَدَأَ غَرِيبًا وَسِعَ عَوْدُ  
غَرِيبًا وَ أَنَّ اللَّهَ يَارِزُ بَيْنَ الْمَسْجِدَيْنِ

٣٧٢- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( بَدَأَ الْإِسْلَامُ عَرَبِيًّا وَسَيُخْرَدُ كَمَا بَدَأَ عَرَبِيًّا فَطُونِي لِلْعَرَبَاءِ ))

۳۷۰۔ ربیع بن حراشؓ سے روایت ہے جب حذیفہؓ حضرت عمرؓ کے پاس سے آئے تو بیٹھے ہم سے حدیثیں بیاں کرتے اٹھوں۔  
 کہا کل امیر المؤمنین نے جب میں ان کے پاس بیٹھا آپ نے لوگوں سے پوچھا تم میں کس کو یاد ہے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد فقہوں کے باب میں؟ پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گزری اس میں مروی ہے اور صحیح کی تفسیر نہیں ہے جیسے اوپر کی روایت میں ہے۔

۳۷۱۔ ربیع بن خراش سے روایت ہے انھوں نے سنا حدیث سے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تم میں سے کون ہم سے حدیث بیان کرتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فتنوں میں؟ وہاں حدیث بھی تھے انھوں نے کہا میں بیان کرتا ہوں پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے وہ پر گزری اس روایت میں یہ ہے کہ حدیث نے کہا میں نے ان سے ایک حدیث بیاں کی جو غلط نہ تھی (یعنی سنی سنائی اور نہ حر کی بات نہ تھی) بلکہ رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی۔

باب ۱۰ اسلام شروع ہوا غربت کے ساتھ اور پھر غریب ہو جاوے گا اور سہٹ آوے گا دونوں مسجدوں کے بیچ میں

۳۷۲۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

اسلام شروع ہوا غربت سے بدینے میں اور پھر ایسے یہ لوگ آوے گا جسے شروع ہوا تھا (مدینہ میں) تو خوشی ہو غریبوں کے لیے۔

(۳۷۰) ☆ اسلام شرع ہوا بعد میں سے یعنی پہلے ان لوگوں سے شروع ہوا جو مدینہ منورہ میں مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے آئے تھے اور وہ عرب مسافر تھے اپنے وطن چھوڑ کر آئے تھے اور پھر ایسا ہی ہو جائے گا۔ یعنی اخیر زمانہ میں اسلام سننے سننے پھر مدینہ میں آجائے گا اور ساری دنیا میں کفر کا زور ہو گا جو مسلمان ہونگے وہ کافروں کے ذریعہ میں بھاگ کر آجائیں گے۔ قاضی عیاضؒ نے کہا مطلب حدیث کا یہ ہے کہ پہلے اسلام شروع ہو چند محدود لوگوں سے پھر آخر زمانہ میں بھی اسی طرح گھٹ کر تھوڑے لوگوں میں رہ جاوے گا اب جو قرآن یا طوطی ہو غریبوں کے لیے تو طوطی کے معنی خوشی نور سرور ہے اور بعضوں نے طوطی سے جنت کو مراد لیا ہے بعضوں نے اس درخت کو جو جنت میں ہے اور یہ سب معنی ہیں۔ (نوی)

۳۷۳- عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: (( إِنَّ الْأَبْطَمَ إِسْلَامَ شُرُوعٍ هُوَ اخِرَتِ فِيهِ اَلْأَرْبَعُ غَرِيبٌ هُوَ جَادِيٌّ كَا جَيْسِي شُرُوعٍ هُوَ اَتَّاهُ اَوْرَدَهُ سَمْتُ كَرْدُونُوں مَسْجِدُوں (کے مدینے) کے بَیج

(۲۷۳) کا منی عیاض نے کہا، اس کا مطلب یہ ہے کہ ایمان اول اور آخر دونوں زمانوں میں اسی حال پر ہو گا کہ اول زمانے میں جو سچا ایمان اور عقائد مدینے میں چلا آیا تو ہجرت کر کے اس کو وطن بنائے کو یا رسول اللہ کی رہادت کو اور آپ سے عہد حاصل کرنے کو یا نبی خلیل کے زمانے میں رہا اور ایسا ہی اس کے بعد جو جو عالم اپنے وقت کے پیشوا و رہنما کرتے ہیں وہ حدیث حاصل کرنے کے لیے مدینے میں آئے اور رہائے رہے۔ تاکہ بھی لوگ وہیں جا کر رہے۔ رسول اللہ کی قبر شریف کی رہادت کے لیے اور وہاں کے اور مشاہد اور آثار سے برکت حاصل کرنے کے لیے تو مدینہ میں نہ آئے گا کہ وہی جو صومن ہو گا احتمالی، السراج الدہاج میں ہے کہ شاید واقعہ یتامت کے قریب ہو گا اور اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اسلام اخیر زمانہ تک رہے گا اور وہ غریب ہو جاوے گا اور حرمین میں سست کر آ جاوے گا اور یہ وقت بھی تک نہیں آیا بد جو اس کے کہ اسلام غریب ہو گیا ہے اور کچھ غریب دوسری روایت میں ہے عمرو بن عوف سے کہ رسول اللہ کے فرمایا دین سست کر جاوے گا جسے سب اپنے مل میں سنا حاصل ہے اور دین قبلہ سے اس طرح بندہ جاوے گا جیسے بکری پہاڑ کی چوٹی سے اور دین شروع ہو اعرس سے اور پھر ایسا ہی ہو جاوے گا جیسے شروع ہوا تھا تو خوشی ہو غم ہار کے لیے اور مرہاد وہ ہیں جو مدھاریں گے میری نسبت کو جب لوگ بگاڑیں گے اس کو۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے۔ سر حاکم میں ہے کہ حجاز عرب کے اس ٹکڑے کا نام ہے جس میں مکہ اور مدینہ ہیں اور اس کے گرد بستیاں ہیں اور یہ بات تو بعضوں سے کہا کہ پائی جاتی ہے اس زمانہ میں اس سے کہ تمام دیا کے شہر بھر گئے ہیں بے دینی سے اور اس وقت میں دین سست گیا ہے حجاز کی طرف اور خاز سے اشارہ ہے اس مبارک ٹکڑے کی طرف جس کو یمن کہتے ہیں کیونکہ یمن سے ایک جماعت پیدا ہوئی اہل حدیث کی جنہوں نے مدھار الان صوں کو رسول اللہ کی جن کو لوگوں نے بگاڑ دیا تھا اور اب تک بعض لوگ ان میں کے یمن میں باقی ہیں یا اللہ تو ہم کو ان میں سے کر اور ہمارا مشران کے ساتھ کر۔

مترجم کہتا ہے کہ مراد رسول اللہ کی اس حدیث سے یہ معلوم ہو کہ اخیر زمانہ میں اسلام کا نزول شروع ہو گا اور چاہے کافر مسلمانوں کے اوپر غالب ہوتے جاویں گے یہاں تک کہ تمام ممالک اور بلاد کافروں کی حکومت میں آ جاویں گے اور سب جگہ کافروں کا دور ہو جاوے گا اور آخر پھر وہی شہر یعنی مکہ اور مدینہ جہاں سے اسلام شروع ہوا تھا مسلمانوں کی پہاڑ کی جگہ ہو گی اور یہ امر کچھ ظاہر ہو چکا ہے اور کچھ باقی ہے۔ سب سے پہلے جو ملک مسلمانوں کے قبضے سے گیا وہ اندلس کا ملک تھا جہاں کی مسجدیں اور عمارتوں کے حوائے ہوئے اب تک یادگار ہیں اور ایک مسجد قرطبہ میں اتنی بڑی ہے کہ وہیں مسجد بنایا میں اور کہیں نہیں پر اندلس ہے کہ نصاریٰ نے غاصب آکر اس مسجد کو گر جا کر دیا ہے اور گزشتہ پچاس سال سے تو اس قدر جد جلد مسلمانوں کا غزل ہو رہا ہے اور ان کی مکوشیں برباد ہوتی جاتی ہیں کہ اگر ایسا ہی رہا بعد خواستہ تو بہت قریب سامنے میں مسلمانوں کی حکومت صرف مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں رہ جاوے گی وہ ملک جہاں صہابہ اس سے مسلمان بنے اور رہے تھے اور کافروں کا نام و نشان نہ کہ نہ تھا اب وہاں پر کافر بادشاہ ہیں اور مسلمان انہیں اور خوار۔ پہلے ہندوستان کی سی بڑی وسیع اور ذریعہ ولایت مسلمانوں کے قبضے سے نکل کر نصاریٰ کے قبضے میں آئی پھر ابھی چند ہی دور گزرے کہ کاشغر کو چین کے بت پرستوں نے چھین لیا اور بخارا اور خیو اور سطیش کے ملک کو روس کے نصاریٰ نے دیا اور بلقان اور یو سییا اور سریا اور جبل اسود جو روم کے سلطان کے زیرِ قلم تھے وہ مختار ہو گئے، سی طرح یونان کا حاکم نصاریٰ بادشاہ جو مختار ہو گیا اب اس وقت میں جب میں اس حدیث کی تفسیر لکھ رہا ہوں مردود ترکمانوں کا ملک روس کے نصاریٰ نے دیا ہے اور اس کی نظر افغانستان پر بھی ہے اور ادھر سے ہندوستان کے نصاریٰ افغانستان پر دھوے کر رہے ہیں اور حق

تِسِّ الْمَسْجِدِیْنِ كَمَا تَأْرِزُ الْحِیَّةُ لِحِیِّ (جُحْرِهَا)) میں آجہوے گا جیسے سانپ سٹ کر اپنے سوراخ میں (مل میں) چلا جاتا ہے۔

۲۷۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (( إِنَّ الْإِيمَانَ لَيَأْرُو إِلَى الْمَدِينَةِ كَمَا تَأْرِزُ الْحِیَّةُ إِلَى جُحْرِهَا )) ۲۷۵- عَنْ أَبِي أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ (( لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى لَا يُقَالَ لِي الْأَرْضُ لِلَّهِ ))

یَابُ ذَهَابِ الْإِيمَانِ آخِرُ الرَّقَدِ باب: اخیر زمانے میں ایمان کا مٹ جانا ۳۷۵- انسؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی جب تک زمین میں اللہ اللہ کہا جاتا ہے۔

تھو روایت مصر کو سلطان روم کے اختیار سے نکال کر وہاں اپنا اقتدار بھارت میں اور جزیرہ عرب کے کئی بڑے درختوں اور سوکن وغیرہ کے اپنے قبضے میں کئے ہیں اب وہ سلطانیں نام کے لیے لاتی ہیں جیسی روم اور ایران کی وہ بھی نصاریٰ سے حائف اور لرزاں ہیں۔ اور ان ہی کی مرضی کے موافق انتظام کرتے ہیں حدود شرعیہ کا نام و نشان نہیں فضل و فہرہ کا علی الاعلان بازار گرم ہے اب وہ وہاں بہت قریب معلوم ہوتا ہے جب نام کے سب سے بھی مسلمانوں کی سلطنت و حکومت نہ رہے گی۔ اور وہ سب نصاریٰ کی رعایا بن کر رہیں گے اور جو سچے مسلمان ہو گئے وہ ان کی حکومت سے بھاگ کر مکہ اور مدینہ میں دم میں گئے اس وقت اس حدیث کا پورے طور سے ظہور ہو جائے گا کہ کوئی کہے کہ مکہ اور مدینہ میں تو اس وقت جو بدعات کا زور ہے اور قرآن و حدیث کی نشر سے وہاں کچھ شیاطین ہیں جو دفع ہوتے ہیں پھر اسلام کے سینے سے مکہ اور مدینہ کی طرف کی مراد ہوگا تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان شیاطین کا زور کہہ اور حدیث میں فی الحال ہے جب کہ سچے اور سچے مسلمان ساری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں پھر جب یہ سب سچے مسلمان کافروں سے ڈر کر مکہ اور مدینہ میں جا کر جمیں گے تو ان شیاطین کی اچھی طرح خبر لیں گے اور اس وقت میں بڑی آراوی کے ساتھ کتاب اور سنت کی پیروی زمین میں رائج ہوگی اور بدعات کی سرکوبی بخوبی ہو جائے گی۔ جو کوئی کہہ رہا ہے گا وہ اس کو دیکھے گا۔ انشاء اللہ۔

(۳۷۵) پھر جب کوئی اللہ کا نام لینے والا نہ رہے گا اس وقت قیامت قائم ہوگی۔ تودی نے کہا مراد یہ ہے کہ قیامت اسی وقت ہوگی جب سب لوگ بدترین رہ چلاویں گے جیسے دوسری روایت میں ہے اور زمین کی طرف سے ایک ہوا آوے گی قیامت کے قریب تو سب مومن مر چلاویں گے اس ہوا سے یہ بات کہ زمین میں کوئی اللہ کا نام لینے والا نہ رہے پہلے جہ کو قیاس سے جہد معلوم ہوتی تھی پر اس زمانے میں تقدیق ہو گئی اور حدیث پر فائل یقین ہو گیا ہمارے زمانے میں اللہ کے منکر بہت بھلے جاتے ہیں اور کوئی اللہ کا نام پوے تو اس پر ہستے ہیں پھر قیامت کے قریب کم بخت اسی قسم کے منکرین یعنی دہر و دنیا خیر رہ جاویں گے اور اللہ کے ماننے والے سب اٹھ چلاویں گے۔

۱۔ پاکستان کے دو اٹکوں سے ہوا گئے ہیں، افغانستان پر روس کا تسلط ہو چکا ہے اور ایران میں روس ہنگامے کر رہا ہے۔ عطار مس اشرف۔ (پرواقفہ بزر) ۲۔ تاج کل (دقیق حرمین شریفین میں جلال، ملک، امام المسلمین سجاد بن عبدالعزیز حفظہ اللہ الودود کا دم نصرت ہے اعلیٰ حضرت کتاب و سنت کی پیروی اور شاعت میں معروف و مشہور ہیں۔ وہاں قرآن و حدیث کا قانون رائج ہے اور شرک و بدعت کی خوب سرکوبی کی جارہی ہے آگے کا بھی عدا حافظ ہے۔ یہ میرا ہوا مشاہدہ ہے۔ فقط عبدالغفار ملکی۔ ۲۶ شعبان ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۹ اپریل ۱۹۵۶ء۔



۳۷۶- انس سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی اس شخص پر جو اللہ اللہ کہتا ہوگا (بلکہ جب وہ مرے گا اس وقت قیامت ہوگی)۔

باب جو شخص ڈرتا ہو اپنی عزت یا جان جانے سے تو وہ اپنے ایمان کو چھپا سکتا ہے

۳۷۷- حدیث سے روایت ہے ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے آپ نے فرمایا گن گنتے دینی اسلام کے قائل ہیں پھر ہم نے کہا یا رسول اللہ! کیا آپ ڈرتے ہیں ہم پر (کوئی آفت آنے سے دشمنوں کی وجہ سے) اور ہم چھ سو آدمیوں سے لے کر سات سو تک ہیں آپ نے فرمایا تم نہیں جانتے شاید بلا میں پڑ جاؤ حدیث نے کہا پھر ایسا ہی ہوا ہم بلا میں پڑ گئے یہاں تک کہ بیٹھے ہم ہیں سے نماز بھی چپکے سے پڑھتے۔

باب جو شخص ضعیف الایمان ہو اس کا دل ملانا اور جب تک ایمان کا یقین نہ ہو کسی شخص کو

۳۷۶- عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( لَا تَقُومُ السَّاعَةُ عَلَى أَحَدٍ يَقُولُ اللَّهُ اللَّهُ ))

بَابُ الْمُسْتَمِرِّ بِالْإِيمَانِ لِلْخَائِفِ

۳۷۷- عَنْ حَدِيثِهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ (( أَحْصُوا لِي كَتَمَ يَنْعَظُ )) لَأَسْلَمَ )) قَالَ عَقَلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنْخَافُ غَنِيًّا وَنَحْنُ مَا بَيْنَ السَّائِ مَاتِهِ إِلَى السَّيِّئِ بِأَلْوَقَاتٍ قَالَ (( إِنَّكُمْ لَا تَدْرُونَ لَعَلَّكُمْ أَنْ تَبْطَلُوا )) قَالَ مَا بَيْنَنَا حَتَّى جَعَلَ الرَّيْضُ جَبًّا لَا يُصْنِي إِلَّا سِرًّا.

بَابُ تَأَلُّبِ قَلْبٍ مَنْ يَخَافُ عَلَى إِيْمَانِهِ لِيُضْعِفِهِ وَالشَّهْوِي عَنْ الْقَطْعِ بِالْإِيمَانِ مِنْ

(۳۷۷) جیسا کہ ہماری تفسیر اس قدر ہے پھر ہم کو دشمنوں سے کیا خوف ہے آپ کیوں ڈرتے ہیں؟ بخاری کی روایت میں ایک ہزار پانچ سو ہیں اور ایک روایت میں پانچ سو ہیں اور اس اختلاف کو یوں رفع کیا ہے کہ حور نہیں بچے سب مل کر ایک ہزار پانچ سو ہو گئے اور سر دھج سومات ہو گئے اور لڑے کے قابل پانچ سو ہو گئے۔ سبحان اللہ صحابہ کرام کے دل ایسے مضبوط تھے کہ صرف چھ سومات سو آدمیوں پر ان کو دشمنوں کا ڈر نہ تھا اور ایک یہ زمانہ ہے کہ عرب ہندوستان میں سات کروڑ مسلمان ہیں اور ساری ریاستیں میں کروڑوں سے کم نہ ہو گئے پھر بھی اپنے دشمنوں سے ایسا ڈرتے ہیں جس کی انتہا نہیں فرماؤ تم نہیں جانتے شاید بلا میں پڑ جاؤ یعنی یہ ان فتنوں میں ہو جو رسول اللہ کی وفات کے بعد ظاہر ہوئے اور مسلمان میں لڑنے لگے پھر ایسی مصیبت آئی کہ ماز پڑھنا شروع ہو گیا ایک کی ایک فکر میں تھا اکٹھے گھر ہی میں پرہیز گارے اور مسجد میں جماعت موقوف ہو گئی ہمارے زمانہ میں بھی مسلمان ایک دوسرے کے ایسے دشمن ہو گئے ہیں کہ ایک جماعت کی مسجد میں دوسری جماعت والا نماز نہیں پڑھ سکتا حالانکہ نماز ایسی عبادت ہے کہ یہود اور نصاریٰ بھی اس سے منع نہیں کرتے اور میں نے ایک یہودی سے پوچھا کہ ہم تمہارے گرجا میں نماز پڑھیں ۱۲ عہدوں نے کہا شوق سے پڑھو کیونکہ اگر چاہنا کہ گھر ہے کسی کی ملک نہیں پھر جو چاہے اس میں حد کو یاد کرے اور اس کی بدگئی کرے افسوس ہے کہ یہودیوں کا تو یہ خیال اور مسلمانوں کی یہ کیفیت کہ اگر ایک مسئلہ میں کوئی ان سے خلاف کرے تو پھر اس کو اپنی مسجد میں آئے نہیں دیتے لا حول ولا قوۃ الا باللہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ سے زیادہ ظالم کو نہ ہے جو اللہ کی مسجدوں میں اللہ کی یاد سے کسی کو روکے تمام اہل قید کو لازم ہے کہ کسی شخص کو خود کتنا ہی مخالف ہو مسجد میں آئے سے اور اس میں نماز پڑھے سے منع نہ کریں یہاں تک کہ شیعہ اور خود کو معتزلہ کو بھی منع کرنا اور نماز سے روکنا درست نہیں ہے۔



## غیر دلیل قطع

## مومن نہ کہنا

۳۷۸- عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسَمًا فَقَسَمْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ تُعْطَى فَلَانٌ بِأَنَّهُ مُؤْمِنٌ فَصَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( وَ مُسْلِمٌ )) أَفَوْنَهَا ثَلَاثًا وَ يُرَدُّعِيْ ثَلَاثًا (( أَوْ مُسْلِمٌ )) ثُمَّ قَالَ (( إِنِّي لَأُعْطِي الرُّجُلَ وَغَيْرَهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْهُ مَعَاذَ أَنْ يَكُونَ اللَّهُ فِي الشَّارِ ))

۳۷۸- سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے کچھ مال بانٹا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! فلا نے کو دیکھتے وہ مومن ہے آپ نے فرمایا مسلمان ہے میں نے تین بار یہی کہا کہ وہ مومن ہے آپ نے ہر بار یہی فرمایا مسلمان ہے۔ پھر آپ نے فرمایا میں ایک شخص کو دیتا ہوں حالانکہ دوسرے کو اس سے زیادہ چاہتا ہوں اس ڈر سے کہ کہیں خدا اس کو اندھے سہ جہنم میں نہ گرا دے۔

۳۷۹- عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ رَهْطٌ رَسَعَتْ حَابِلِسَ مِنْهُمْ قَالَ سَعْدٌ فَكَرَرْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ مَنْ

۳۷۹- سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے کچھ لوگوں کو مال دیا اور میں وہیں بیٹھا تھا تو آپ نے انھیں کو نہیں دیا حالانکہ وہ میرے نزدیک ان سب میں بہتر تھے میں نے

(۳۷۸) یعنی تو اس کو یقیناً مومن کیسے کہتا ہے شاید مسلم ہو تو یوں کہ وہ مومن ہے یا مسلم ہے (اس سے اس کے ایمان کا انکار نہیں بلکہ منع کیا آپ نے اس کو یقیناً مومن کہے سے اس وجہ سے کہ اس کا ایمان دلیل یقینی سے ثابت نہ ہوا اور دوسرے یہ کہ ایمان ایک فعل قلبی ہے اس کا حال اللہ ہی خوب جانتا ہے برخلاف اسلام کے کہ وہ ظاہر ہے زبان سے قرار کرنے سے۔ صاحب تحریر نے کہا کہ اس میں اشارہ ہے اس شخص کے مومن نہ ہونے کا حالانکہ اس میں اشارہ ہے اس کے مومن ہونے کا کیونکہ آگے آپ نے فرمایا کہ بعضے شخص کو میں زیادہ چاہتا ہوں پر دینا اور کو ہوں ایسا نہ ہو وہ جہنم میں اور نہ ہا کر آیا جاوے اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ایمان اور اسلام میں فرق ہے اور اس مسئلہ میں بڑا اختلاف ہے اور کچھ بیان اس کا اور پر گزرجاتا ہے اور اس میں اشارہ ہے اس دہب کی طرف جو حق ہے کہ فقہرہاں سے اقرار کر لینا کافی نہیں جب تک دل سے یقین نہ ہو اور کہ نصیہ اور بعضے مر جیہ یہ کہتے ہیں کہ صرف زبان سے اقرار کر لینا کافی ہے حالانکہ یہ صاف ظلمی ہے اور خلاف ہے مسلمانوں کے اجماع کے اور خلاف ہے آیات اور احادیث کے جن سے منافقوں کا کفر ثابت ہوتا ہے حالانکہ منافقوں کا بھی یہی حال تھا کہ وہ اس سے یقین نہ رکھتے تھے پر رہاں سے اقرار کرتے تھے۔ (نوٹ) آپ نے فرمایا میں ایک شخص کو دیتا ہوں حالانکہ دوسرے کو اس سے زیادہ چاہتا ہوں یعنی بعض آدمی صیغہ ایمان ہوتا ہے اور میں اس کو دیتا ہوں حالانکہ میں اس کو زیادہ چاہتا ہوں چاہتا ہوں دوسرے کو ہوں جس کا ایمان تو یہ ہے پر ضعیف الایمان کو اس کا ایمان پچانے کے لیے دیتا ہوں ایسا نہ ہو کہ وہ ایمان نہ ملے سے تھا ہو جاوے اور اسلام سے پھر جاوے پھر جہنم میں اور نہ سے گئے اور جس کا ایمان قوی ہے اس کو اتنی ضرورت مال دے کی نہیں کیونکہ وہ ایمان سے پھرے والا نہیں۔ نوٹ) سنے کہا اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ حاکم سے سفارش کرنا درست ہے جائز کام میں اور بار بار یہی بات کہنا بھی جائز ہے اور مقصود فاضل کو وہ بات تا ملکا ہے جس کی کوئی مصدق ہو اور کسی کو یقیناً مومن نہیں کہا جاسیے جب تک دلیل یقینی نہ ہو اور امام اپنی رائے کے موافق مال کو صرف کر سکتا ہے ضروری کام میں پھر جو اس کے بعد ضروری ہو اسی طرح اور کسی کے جنت میں جانے کا یقین نہیں مگر جن کے لیے نص آگئی جیسے عشرہ مبشرہ و غیر ہم اور اس پر اجماع ہے دل سنت کا۔

لَمْ يُعْطُوا وَمَا أَعْجَبَهُمْ إِلَيَّ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا لَكَ عَنْ قُلُوبِ قَوْمٍ أَنِّي نَازِلُهُ مُؤْمِنًا هَٰذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَوْ مُلْحِمًا)) مَا فَسَدَتْ قَلِيلًا ثُمَّ عَنِّي مَا أَقْلَمُ مِنْهُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا لَكَ عَنْ قُلُوبِ قَوْمٍ أَنِّي نَازِلُهُ مُؤْمِنًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ مُسْتَبِطٌ قَالَ فَسَدَتْ قَلِيلًا ثُمَّ عَنِّي مَا عَلِمْتُ مِنْهُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا لَكَ عَنْ قُلُوبِ قَوْمٍ أَنِّي نَازِلُهُ مُؤْمِنًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَوْ مُسْلِمًا إِلَيَّ)) لَا أُعْطِي الرَّجُلَ وَغَيْرُهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْهُ غَشِيَةٌ أَنْ يَكْتُبَ فِي لَدُنِّي عَلَى وَجْهِهِ))

۳۸۰- عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي سَعْدٍ قَالَ قَالَ أُعْطِيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَهْطًا وَأَنَا جَالِسٌ فِيهِمْ يَخْبِئُ حَدِيثَ أَبِي أُبَيٍّ أَبِي شَيْهَابٍ عَنْ عُمَرَ وَرَأَى مَقْعَتَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ فَسَارَرْتُهُ فَقُلْتُ مَا لَكَ عَنْ قُلُوبِ ۳۸۱- عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ يُحَدِّثُ هَذَا فَقَالَ بِي حَدِيثِهِ فَضَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ عَنِّي وَتَكَبَّيْتُ ثُمَّ قَالَ ((إِنَّمَا أَنَا سَعْدُ بْنُ أَبِي سَعْدٍ لَأُعْطِيَ الرَّجُلَ))

بَابُ زِيَادَةِ طُمَأْنِينَةِ الْقَلْبِ بِتَطَاهُرِ النَّادِلَةِ

۳۸۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((نَحْنُ

کہا یا رسول اللہ ﷺ۔ آپ نے فلاںے کو نہیں دیا میں تو قسم خدا کی اس کو مومن جانتا ہوں آپ نے فرمایا مسلم۔ پھر تھوڑی دیر تک میں چپکارا بعد اس کے اسی خیال نے زور کیا اور میں نے کہا یا رسول اللہ! آپ نے فلاںے کو کیوں نہیں دیا؟ قسم خدا کی میں اس کو مومن جانتا ہوں۔ آپ نے فرمایا مسلم۔ پھر تھوڑی دیر میں چپ ہو رہا بعد اس کے اسی خیال نے زور کیا اور میں نے کہا یا رسول اللہ! آپ نے فلاںے کو کیوں نہیں دیا؟ قسم خدا کی میں اس کو مومن جانتا ہوں۔ آپ نے فرمایا مسلم۔ میں دیتا ہوں ایک شخص کو اور مجھے دوسرے سے زیادہ محبت ہوتی ہے اس ڈر سے کہ کہیں اللہ مجھے جہنم میں نہ کرے۔

۳۸۰- سعد سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے کچھ لوگوں کو دیا۔ میں بیٹھا تھا پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گزری رہا زیادہ ہے آخر میں اٹھا اور میں نے چپکے سے کہا یا رسول اللہ! آپ نے فلاںے کو کیوں چھوڑ دیا؟

۳۸۱- محمد بن سعد سے یہی حدیث روایت کی گئی ہے اس میں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ میری گردن اور موٹھے کے بیچ میں مارا اور فرمایا کیا کرتا ہے اے سعد! میں دیتا ہوں ایک آدمی کو (آخر تک)۔

باب جب دلیلیں خوب پہنچ جائیں تو دل کو زیادہ اطمینان حاصل ہوتا ہے

۳۸۲ ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم کو شک کیوں نہ ہو جب حضرت ابراہیم کو شک ہوا، انھوں نے کہا

(۳۸۳) یہودی نے کہا علامہ نے احادیث کے مطلب میں کہ ہم کو شک کیوں نہ ہو کہ جب حضرت ابراہیم کو ہو کئی اقوال پر سب سے بہتر اور صحیح وہ ہے جو امام ابوالبرہم مزنی اور ایک جماعت علماء نے بیان کیا ہے یہی مطلب اس کا ہے کہ حضرت ابراہیم کو شک ہونا محال تھا اور جو ان کو شک ہوتا باوجود پیغمبر ہونے کے تو اور پیغمبروں کو بھی شک ہوتا حالانکہ تم جانتے ہو کہ مجھ کو شک نہیں تو حضرت علی

اسق بالشك من ابراهيم صلی اللہ علیہ  
وسلم اذ قال رب اوبی کف نجی المونی  
قال او (( یم تؤمن قال )) بنی ولكن لیطمین  
قلبی (( ویرحم اللہ لوطا لقد کان

حضرت ابراہیمؑ کو بھی شک نہ تھا وہ یہ آپؐ سے اس لیے فرمایا کہ جب یہ آیت اتری لو اذ قال ابراہیم رب اوبی کف نجی المونی الا یہ تو بعض لوگوں نے حضرت ابراہیمؑ پر غلط گمان کیا اور یہ کہا کہ ان کو شک ہو امردوں کے جی اٹھنے میں اور ہمارے پیغمبر کو شک نہیں ہوا تب آپؐ نے ان کا گمان غلط کرنے کے لیے فرمایا کہ حضرت ابراہیمؑ پیغمبر تھے اور پیغمبر بھی کیسے خلیل اللہ پھر اگر ان کو شک ہو تا تو مجھ کو بھی ضرور شک ہوتا۔ حضرت ابراہیمؑ کو آپؐ نے اپنے اہل عقد میں یہ طریق تواضع اور ادب کے اور شاید اس وقت تک آپؐ کو معلوم نہ ہوا ہو گا کہ آپؐ سب پیغمبروں سے درجے میں زیادہ ہیں۔ پھر اختلاف کیا ہے خدا سے کہ جب حضرت ابراہیمؑ کو شک نہ تھا تو انھوں نے خدا سے درخواست کیوں کی کہ مجھ کو دکھلا دے تو کیوں کر خدا سے گامردوں کو بیان کیا ہے کئی وجہوں کو لیکن ظاہر ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کو مردوں کے جی اٹھنے پر یقین تھا یہ انھوں نے چاہا کہ اور یاد دل کو طمینان ہو جاوے اور یہ اس طرح ہے کہ پہلے حضرت ابراہیمؑ کو دلائل سے علم حاصل ہو چکا تھا کہ اللہ مردوں کو دکھلا دے گا لیکن انھوں نے اپنی آنکھوں سے اس امر کو نہ دیکھا تھا اس واسطے انھوں نے چاہا کہ علم استدلالی سے بڑھ کر یقین حاصل ہو اور وہ مشاہدہ سے ہوتا ہے کیونکہ علم استدلالی میں شک و ہمت باقی رہتے ہیں مگر مشاہدہ سے وہ سب شک و ہمت مٹ جاتے ہیں۔ یہ درجہ ہے امام ابو منصور ازہری کا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے آپؐ کو خدا کے پاس کرنا چاہا کہ خدا ان کا درخواست قبول کرتا ہے یا نہیں اور اس صورت میں اولہ المؤمن کے یہ معنی ہوں گے کہ یہ تھے کو یقین نہیں اس بات کا کہ تو میرا دوست ہے اور تیرا مرتبہ اور درجہ میرے نزدیک بڑا ہے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے یقین کو بڑھانا چاہا اگرچہ پہلے بھی ان کو یقین تھا اور شک بالکل نہ تھا چہ وہ علم یقین تھا انھوں نے چاہا کہ اس سے بڑھ کر علم یقین کا درجہ حاصل ہو۔ چوتھی وجہ یہ ہے کہ جب انھوں نے مشرکوں پر دلیل قائم کی کہ میرا پروردگار خدا ہے اور وہ خدا ہے تو خدا سے چاہا کہ اس امر کو دکھلا دے تاکہ ان کی دلیل صاف ثابت ہو جاوے اور انھوں نے اور وجہیں بیان کی ہیں پر وہ ظاہر نہیں ہیں۔ امام ابوالحسن دہلوی نے کہا اختلاف کیا ہے لوگوں نے کہ حضرت ابراہیمؑ نے یہ سوال کیوں کیا تو اکثر لوگوں نے کہا ہے کہ انھوں نے ایک مردار جانور دریا کے کنارے دیکھا جس کو درندے اور پرندے اور درندے کے جانور کھا رہے تھے اس کو یہ خیال آیا کہ اس جانور کے ٹکڑے کیونکر کھائے ہو گئے اور ان کے دل کو شوق ہو کہ مردے کا جی اٹھنا دیکھیں ان کو شک نہ تھا لیکن انھوں نے یہ بات چاہی کہ اس کو دیکھ میں جیسے سو نہیں چاہتے ہیں کہ رسول اللہؐ اور جنت کو دیکھیں اور خدا کے دیدار کے طالب ہیں مالا فلا ان کو یقین ہے ان سب کا اور شک نہیں ہے ان میں ابھی۔ فرمایا رحم کرے اللہ تعالیٰ حضرت لوطؑ پر وہ پناہ پاتے تھے یعنی جب فرشتے اللہ کا عذاب لے کر حضرت لوطؑ کے پاس آئے تو خواہصودت لڑکوں کے ہمیں میں آئے تھے حضرت لوطؑ نے ان کو مہمان سمجھ کر ان کی مہمانی کرنا چاہی پر ان کی قوم کے لوگ جو لو املت اور لوثے بازی میں جلتا تھے منع ہو کر آئے اور ان مہمانوں کو مستاجرا حضرت لوطؑ نے کوئی دقیقہ ان مہمانوں کی خاطر داری اور دی ہوئی نہیں نہ چھوڑا۔ دہائی قوم کے لوگوں سے کہا خدا سے ڈرو اور کہہ دو مہمانوں کے رو برو کر تم کو ایسی ہی خواہش ہے تو ہماری دہائیاں حاضر ہیں اس پر بھی انھوں نے نہ ملنا تب حضرت لوطؑ نے فرمایا کاش مجھے زور ہوتا تو تم کو روک دیتا پناہ دیتا کسی مضبوط تخت کی یعنی میرے کنبے والے ہوتے تو ان کی پناہ دیتا اور جو انھوں نے اپنی قوت کا اور اپنے کنبے والوں کی پناہ کا ذکر کیا تو اس وجہ سے تھا کہ وہ خدا سے غافل تھے بلکہ انھوں نے اپنے مہمانوں کے دل کو خراب کرنا چاہا کہ میرا بس جہاں تک چلا میں تم کو بچانا اور شاید اس وقت ربیع میں اللہ تعالیٰ کی پناہ دینا بھول گئے تو حضرتؑ نے

حضرت یوسفؑ پر وہ بٹا چاہتے تھے مضبوط سخت کی اور اگر میں قید خانے میں اتنے دنوں رہتا جتنے دن حضرت یوسفؑ رہے تو فوراً بلائے والے کے ساتھ چلا جاتا۔

يَاوِي إِلَى رُحْمَىٰ شَدِيدٍ وَلَوْ لَبِثْتُ فِي السَّجْنِ طَوِيلَ لَيْثٍ يُوسُفُ لَا جَنَّتِ الدَّاعِي

۳۸۲- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۳۸۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَلِّ حَدِيثَ يَوْسَ عَنْ الرَّهْرَبِيِّ وَهُوَ حَدِيثُ مَالِكٍ (( لَكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قُلُوبِي )) قَالَ ثُمَّ قَرَأَ هَذِهِ آيَاتَهُ حَتَّى خَرَفَ

۳۸۴- مذکورہ بالا حدیث اس سند کے ساتھ بھی آئی ہے۔

۳۸۴- عَنْ الرَّهْرَبِيِّ كَرَوَاتِهِ مَالِكٍ بِسَنَدِهِ وَقَدْ قَرَأَ هَذِهِ آيَاتِهِ حَتَّى أَخْرَفَ

باب ہمارے پیغمبر محمدؐ کی پیغمبری کا یقین کرنا اور تمام شریعتوں کو آپؐ کی شریعت سے منسوخ سمجھنا واجب ہے

بَابُ وَجُوبِ الْإِيمَانِ بِرِسَايَةِ نَبِيِّ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى جَمِيعِ النَّاسِ وَنَسْخِ الْمَلَلِ بِمَلِهِ

۳۸۵- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر ایک پیغمبر کو وہی معجزے ملے ہیں جو اس سے پہلے دوسرے پیغمبر کو

۳۸۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (( مَا مِنْ

لہے فرمایا کہ ان پر دم کرے فرمایا اگر میں قید خانے میں اتنے دن رہتا جتنے دن حضرت یوسفؑ رہے میں تو فوراً بلائے والے کے ساتھ چلا جاتا یعنی جب ریل گاڑی تھمت سے حضرت یوسفؑ قید ہوئے تو مدت تک ایسی کئی برس تک قید خانے میں رہے آخر عزیز مصر کی طرف ایک بلائے والا آیا کہ چل کر اس کے حوب کی تعمیر پیاں کریں مگر حضرت یوسفؑ نے نہ مانا اور فرمایا جب تک عورتوں کے مکر کی دریافت نہ ہوگی اور میری سنان، نکل نہ ہو جاوے گی اس وقت تک میں نہ آؤں گا تو ہمارے پیغمبر نے حضرت یوسفؑ کی عظمت بیان کی کہ ان میں کس قدر صبر اور استقلال تھا کہ ایسا دوسرے میں ہونا مشکل ہے ورنہ انسان جب مصیبت میں گرفتار ہو تاہے تو جس طرح اس سے چھوٹنے میں جلدی کرتا ہے۔

(۳۸۵) یعنی میرا معجزہ قرآن ایسا کھل معجزہ ہے جو پہلے کسی پیغمبر کو نہیں ملا اس لیے میرے تابع زیادہ ہوں گے یا قرآن ایسا معجزہ ہے جس میں بحر وغیرہ کا شہ نہیں ہو سکتا بحلاف در معجزوں کے کہ ان میں بحر وغیرہ کا شہ ہو سکتا تھا اس لیے میری پیروی کرنے والے زیادہ ہونگے یا اور پیغمبروں کے معجزے گزر گئے جیسے ن کارمانہ گزرا گیا اور میرا معجزہ جو قرآن ہے یا سب تک آتی ہے اور وہ معجزہ اس واسطے ہے کہ قرآن کے طریقہ پیاں اور اس کی فصاحت اور بلاغت اور لہجہ کے حالات سے سب آدمیوں کو عاجز کر دیا کہ کوئی اس کی مثل ایک سورت بھی بنا سکے اگر وہ سب جمع ہوں تب بھی نہیں ہو سکتا اور آج میرا سو برس گزرے ہزاروں قرن کے مخالفین ہوئے پر کسی سے یہ نہ ہو سکا کہ اس کے مقابلے کی تک سورت بنانا ہمارے زمانے میں بعض عقل کے دشمن ہندی بھائی ایسے نکلے ہیں جو قرآن کی عربیت کو فصیح نہیں جانتے اور اس میں لہ

ل چکے تھے پھر ایمان لائے اس پر تویٰ لیکس مجھ کو جو معجزہ ملا وہ قرآن ہے جو اللہ نے بھیجا میرے پاس (ایک معجزہ کسی تنقیر کو نہیں ملا) اس لیے میں امید کرتا ہوں کہ میری پیروی کرے (اسے سب سے زیادہ ہوں گے قیامت کے دن)۔

اَلَا نَسِيْدُ مِنْ سَيِّئَاتِنَا قَدْ غَطٰى مِنْ اَلَاٰتِیَاتِنَا مِثْلَهُ اَمْ عَلَیْهِ الْبَشَرُ وَاِنَّمَا كَانَ اَلَدِیْ اَوْحٰی وَحٰیًا اَوْحٰی اِلَیَّ فَاَرْجُوْ اَنْ اَسْخُوْنَ اَسْخُوْهُمْ تَابِعًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ ))

۳۸۶- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں عہد کی جان ہے اس زمانے کا (یعنی میرے وقت اور میرے بعد قیامت تک) کوئی یہودی یا نصرانی (یا

۳۸۶ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اَنَّهُ قَالَ (( وَاللّٰہِ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بَیْہُ مَا یَسْمَعُ مِنْ اَحَدٍ مِنْ ہٰذِہِ الْاُمَمِ یَہُوْدِیٍّ

یہ عزائم کرتے ہیں۔ کوئی ان سے پوچھے تم سے عربی زبان میں کیا ایفیت پیدا کی ہے اور صرف، خود بھی جانتے ہو یا نہیں تو جواب ملا ہے کہ نہیں یہاں اللہ میٹھی کو بھی رکام ہوا بڑے بڑے عرب کے اہل زبان تو قرآن کو سن کر حیران ہو گئے اور ایمان لائے اور حج تک اس کی فصاحت اور بلاغت اور طرز بیان بے مثل ہونے کا اقرار کرتے ہیں پر یہ کل کے ٹوٹے اور ہندی بولنے کو سوت جن کی کوئی مسلمانوں کی حکومت میں کچھ پوچھے مسلمانوں کے مصلحت من کر بیٹھے ہیں اور یہ اصلاح کرتے ہیں کہ حدیث اور قرآن کو ختم کرتے ہیں لاجس ولا قوت الا باللہ پھر جو رسول مقبولؐ نے اس حدیث میں فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ میری پیروی کرے (اسے زیادہ ہوں گے قیامت کے دن) یہ بھی سچ کا ایک معجزہ ہے کیونکہ آپؐ کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسلام کو ایسی روتی بخشی کہ مغرب سے مشرق تک پھیل گیا اور بڑی بڑی دلائیہ مسلمانوں نے فتح کیں اور جیسی امید آپؐ نے کی تھی ویسی ہی اللہ تعالیٰ نے کر دکھا یا خدا کا شکر ہے اس کی نعمتوں پر جو بہ انتہا ہیں اسے خدا جیسے تو نے پہلے سلام کو ترقی بخشی تھی اور مخالفین کو ریر کیا تھا دیسے ہی اس زمانے میں بھی اسلام کی مدد کر اور اپنے پیچھے رہیں اور پے لعل و کرم سے مسلمانوں کے دلوں کو مصبوب کر تاکہ وہ پھر تیرے دین کی ترقی میں مصروف ہوں اور وہ یا میں ایک مائی اور عزت اور آخرت میں ثواب اور حسرت حاصل کریں۔ آمین یا رب العالمین۔

(۳۸۶) بنو نودی نے کہا اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگلی شریعتیں سب منسوخ ہو گئیں ہمارے تنقیر کی شریعت سے اور یہ بات ٹکلی کہ جس کو اسلام کی دعوت۔ چٹکی وہ معذور ہے کیونکہ یہ قاعدہ اصول میں ثابت ہو چکا ہے کہ شریعت آنے سے پیشتر کوئی حکم سدا پر نہیں ہوتا تھا اگرچہ اس زمانے میں مسلمان ہر ایک ملک اور ولایت میں پھیل گئے پر وہ سب کے سب اپنے دین کے کاموں میں مصروف ہیں اور دین کو تقویٰ سے ہارنے خالق و کوا ہے ما شاء اللہ۔ دین کی دعوت کافروں کو تو کیا وہ عام مسلمانوں کو بھی دین کے حکام نہیں ملتے یہاں تک کہ اکثر مسلمان شریعت کے حکام سے بالکل ناواقف ہو گئے ہیں اور صرف ہم کے لیے مسلمان کہے جاتے ہیں یہ دعوت دین کی ایسی ضروری چیز ہے کہ ہر ایک تنقیر نے اپنی ساری عمر اس میں مصروف کی ہے اور اس کا فائدہ بے حد اور بے شمار ہے جب حضرت عیسیٰؑ خدا تعالیٰ کے پاس تشریف لے گئے تو ان کے حواریوں نے دین کی دعوت پہلا شروع کی اور باوجودیکہ ان کے مخالف دور آور اور دنیا کے حاکم تھے پر آخر اس دعوت نے رفیعہ رفیعہ ایسا اثر کیا کہ مخالفین کی قوت ٹوٹ گئی اور ہزاروں انھوں اس میں سے میلانی ہو گئے اور جیسا نبیوں کی قوت یہاں تک بڑھی کہ ساری دنیا میں ان کا دین پھیل گیا چنانچہ ہمارے زمانے تک اس دعوت کا اثر باقی ہے اور اب تک عیسوی عالم دعوت کو نہیں چھوڑے اور رات دن تحریر اور تقریر سے عیسوی مذہب کو تائید اور مدد دیتے ہیں اور جس ملک کے لوگوں کو سختے ہیں کہ وہ دین عیسوی سے واقف ہیں وہاں فوراً جیسے ہو سکتا ہے پہنچتے ہیں اس کام میں چاہے جان جاوے چاہے عزت سب تنوں ہے وہ پناہ دین پھیلاتے کے لیے سب گوارا کر لیتے ہیں۔ بڑا نفوس ہے کہ ظہ

وَلَا تَمْرَأَتِي ثُمَّ يَمُوتُ وَلَمْ يُؤْمَرْ بِالْمَدِي  
أَرْسِلَتْ بِهِ إِنَّا نَحْنُ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ))

۳۸۷- عَنْ الشَّعْبِيِّ قَالَ رَأَيْتُ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ  
عُرْسَانَ سَأَلَ الشَّعْبِيَّ فَقَالَ يَا أَبَا عَمِيرٍ إِنَّا مِنْ  
قَبَلًا مِنْ أَهْلِ عُرْسَانَ يَتَقَوَّنُونَ بِي الرَّجُلِ بِدَا  
أَخْصَ أَصْنُ ثُمَّ تَرَوُجَهَا مَهْرَ كَالرَّكَبِ بَدَنَهُ  
فَقَالَ الشَّعْبِيُّ حَدَّثَنِي أَبُو بُرْدَةَ بْنُ أَبِي مُوسَى  
عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
قَالَ (( فَلَدَاةٌ يُؤْتُونَ أَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ وَرَجُلٌ مِنْ  
أَهْلِ الْكِتَابِ آمَنَ بِنَبِيِّهِ وَأَنزَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمْسَ بِهِ وَاتَّبَعَهُ وَصَدَّقَهُ فَلَهُ

اور کوئی دین والا) میرا حال سنے پھر ایمان نہ دے اس پر جس کو  
میں دے کر بھیجا گیا ہوں (یعنی قرآن) تو جہنم میں جاوے گا۔

۳۸۷- ایک شخص نے جو عرسان کا رہنے والا تھا شعبی سے پوچھا  
کہ ہمارے ملک کے لوگ کہتے ہیں جو شخص اپنی بوڑھی کو آرا  
کرے پھر اس سے نکاح کر لے تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی  
ہڈی کے جانور پر سواری کرے۔ شعبی نے کہا مجھ سے بیان کیا  
ابو بردہ بن ابی موسیٰ نے انھوں نے ابو موسیٰ اشعریؓ اپنے ماپ  
سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین آدمیوں کو دہراؤ بے گنا  
ایک تو اس شخص کو جو اہل کتاب میں سے ہو (یعنی یہودی یا  
نصرانی) ایمان لایا ہو اپنے پیغمبر پر پھر میرا زمانہ پادے اور مجھ پر  
بھی ایمان لادے اور میری پیروی کرے اور مجھ کو سچا جانے تو اس

لے مسلمان اس سے بالکل غافل ہیں اور ان کے علاوہ مولوی اور درویش سوائے آرام سے روٹیاں کھانے کے دین کا کوئی کام نہیں کرتے نہ سفر  
کرتے ہیں نہ اور ملک کے اقوام کی رہائشیں کیے ہیں نہ اور رہائشوں میں اسلام کی کتابوں کا اور قرآن کا ترجمہ پھیلاتے ہیں۔ ہائے نصاریٰ نے اپنی  
و قیامت کے واسطے قرآن کا ترجمہ انگریزی اور فرانسیسی اور جرمنی زبانوں میں کیا ہے مسلمانوں کو یہ توفیق نہیں کہ وہ قرآن کا اور عربی کی کتابوں  
کا ترجمہ غیر زبانوں میں خصوصاً کافروں کی زبانوں میں کر کے اس کے لاکھوں ہزار روپے نئے کامروں میں پھیلا دیں تاکہ وہ سچے دین شریعت  
سے دُشمن ہوں۔ نصاریٰ نے اپنا دین ایسا خراب کر دیا ہے کہ حاکم آدمی اگر دریا بھی اپنی عقل سے کام لے تو اس کو یہ دین تو معلوم ہوتا  
ہے۔ میں خدا کا ایک خدا اور ایک کے تین کی واقعی بات ہے جو کسی کے دہان میں نہیں آتی پھر یہ کہتا کہ جو عیسیٰ خدا کے بیٹے ہیں ہاؤ دیکھ  
عیسیٰ کھاتے تھے اور پیتے تھے اور مچھتے تھے اور موتے تھے اس سے بھی زیادہ خلاف قیاس اور بعد از عقل ہے تو وہ دعوت کے رد سے کم عقلوں  
اور بے وقوفوں میں سے پھیلا جائے اسلام کا تو دین ایسا صاف اور کھلے اور بے لوث ہے جس میں سوائے ایک سچے خدا کے برحق کے جس نے  
ہم کو اور آج کل اور میں اور سب مخلوقات کو پیدا کیا کسی اور کی پرستش نہیں اور اس دین میں کوئی بات عقل کے خلاف نہیں جیسے درویشوں  
میں پائی جاتی ہے پھر یقین ہے کہ اگر مسلمان نصاریٰ کی نسبت اپنے پیارے دین کے پھیلائے میں مشر مشر بھی کوشش کریں تو اس کا اثر  
نصاریٰ کی کوشش سے کہیں زیادہ ہو گا اور چونکہ اس زمانے میں لوگوں کا دماغ علم کی طرف زیادہ ہے پس اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ سب  
دینوں میں اسلام کو ترجیح دیں گے اور شرک و کفر کو چھوڑ کر خدا کے برحق کی توحید کے قائل ہوں گے جو سب سے اعلیٰ رکن اسلام کا ہے اب یہ  
دعوت مختلف طور پر ہو سکتی ہے کچھ لوگ قرآن و حدیث کا ترجمہ کافروں کی زبانوں میں کریں کچھ سلام کی حقیقت کے دلائل بتا دیں اور  
مذہب کے مہاجرت صاف طور سے لکھ کر ہر ایک قوم کے کامروں میں پھیلا دیں کچھ کافروں کی زبان سے کہہ کر ان کے ملک میں جا کر رہائی  
پیدا کیجئے اور دعوت کریں بکمال

(۳۸۷) یہ شخص نے اس واسطے کہا کہ قرآنی کو حدیث کی قدر ہو اور وہ اس کو یاد رکھے۔ سبحان اللہ اگلے لوگوں نے دین کے واسطے کسی  
کسی بے انتہی کوشش کی ہیں کہ ایک ایک حدیث سننے کے واسطے مسزوں کا سفر اور تکلیفیں اٹھائیں۔ اللہ ان کو جزائے خیر دے جو بے تمام

أَجْرَانِ وَعَنْدَ مَلُوكٍ أَدَى حَقِّ اللَّهِ تَعَالَى وَحَقِّ سَيِّدِهِ فَلَهُ أَجْرَانِ وَرَجُلٌ كَانَتْ لَهُ أَمَةٌ فَفَضَّلَهَا فَخَسَّنَ عِلَاقَتَهَا ثُمَّ أَذْبَهَا فَخَسَّنَ أَذْبَهَا ثُمَّ اغْتَفَهَا وَتَزَوَّجَهَا فَلَهُ أَجْرَانِ ۝ ثُمَّ قَالَ الشَّعْبِيُّ لِفَخْرِ اسْتَبِي عُنْدَ هَذَا الْحَدِيثِ بِغَيْرِ شَيْءٍ فَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يَرْجُلُ بَيْنَا ذَوْنِ هَذَا بِلَى الْمَدِينَةِ

کو دو ہر اثواب ہے اور ایک اس غلام کو جو اللہ کا حق ادا کرے اور اپنے میاں کا بھی اس کو دو ہر اثواب ہے اور ایک اس شخص کو جس کے پاس ایک لونڈی ہو اچھی طرح اس کو کھلاوے اور پلاوے بعد اس کے اچھی طرح تعلیم اور تربیت کرے پر اس کو آزاد کرے اور اس سے نکاح کر لے تو اس کو بھی دو ہر اثواب ہے۔ پھر فقہی کے حراسانی سے کہا تو یہ حدیث لے لے بے محنت کئے۔ نہیں تو یک شخص اس سے بھولی حدیث کے لیے دینے تک سفر کیا کرتا تھا

۳۸۸- عَنْ صَالِحِ بْنِ صَالِحٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ سَحْوَةً بَابُ نَزُولِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ خَاكُمَا بِشَرِيعَةِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ ﷺ

۳۸۸- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔ باب حضرت عیسیٰ کے نازل ہونے اور ان کے شریعت محمدی کے موافق چلنے کا بیان

۳۸۹- عَنْ أَبِي مُرَّةٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۝ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُوشِكُنَّ أَنْ يَنْزِلَ بَيْنَكُمْ ابْنُ مَرْيَمَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاكُمَا

۳۸۹- ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے البتہ قریب ہے جب اتریں گے عیسیٰ مریم کے بیٹے تم لوگوں میں اور حکم کریں گے موافق اس شریعت کے اور انصاف کریں گے اور توڑ ڈالیں گے

یہ مسلمانوں کی طرف سے اس لیے کہ ان کا احسان سب مسلمانوں پر ہے۔ نووی نے کہا اس حدیث سے بڑی تسلیت نقل اس بل کتاب کی جو مسلمان ہو جائے اور اس غلام کی جو خدا کے اور میاں کے دونوں کے حقوق ادا کرے اور اس شخص کی جو اپنی لونڈی کو آزاد کرے اس سے نکاح کر لے۔

(۳۸۹) نووی نے کہا حضرت عیسیٰ توڑ ڈالیں گے سوئی کو اس سے یہ (۱) ہے کہ منکرات اور لہو و لعب اور باطل کے آلات جیسے باجے اور تصادیر وغیرہ توڑ ڈالنا چاہیے اور سور کا ہڈا وغیرہ بھی اسی قسم میں سے ہے اور اس میں دلیل ہے اس مذہب کی جو عقیدہ ہے کہ سور کو ہم چہاں پادیں اگرچہ در الکفر میں ہو اور ہم قادر ہوں اس کے قتل پر تو نقل کریں اس کو اور یہ قول شاذ ہے کہ اس کو چھوڑ دیں۔ اور یہ جو رسول اللہ سے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ موقوف کر دیں گے جزیہ کو۔ یک صحیح معنی ہے حدیث کا یعنی اس زمانہ میں کافروں کو حکم ہو گا یا مسلمان ہوں یا قتل کئے جائیں جزیہ لینا موقوف کیا جاوے گا ایسا ہی کہا ہے امام ابو سلیمان خطابی نے اور قاضی عیاض نے نقل کیا بعض علماء سے کہ حضرت عیسیٰ جزیہ مقرر کریں گے سب کافروں پر اور اسی وجہ سے مال کی زیادتی ہو گی پر یہ صحیح نہیں ہے اور ٹھیک معنی دیتی ہے جو خطابی نے کہا اور اسی طرف گئے ہیں جمہور علماء مگر اس صورت میں یہ اعتراض ہوتا ہے کہ یہ حکم تو خلاف شریعت محمدی ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ حضرت عیسیٰ موافق شریعت محمدی کے حکم کریں گے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حکم شریعت محمدی کے خلاف نہیں ہے اس لیے جزیہ لینے کا حکم اسی وقت تک ہے جب تک حضرت عیسیٰ اتریں اور جب یہ امر حدیث میں صریح ہے تو یہ حکم ہماری شریعت محمدی کا وہاں عیسیٰ علیہ السلام کا اور یہ جو فرمایا بہت دیر کے مال کو تو حق



سولی کو (جو نصاریٰ نے مار رکھی ہے اور اس کی پرستش کرتے ہیں) اور مار ڈالیں گے سور کو اور موقوف کر دیں گے جزیہ کو اور بہت دیں گے مال کو یہاں تک کہ کوئی نہ لے گا اس کو۔

۳۹۰- رہبری سے دوسری روایتیں بھی ایسی ہی ہیں ابن عیینہ کی روایت میں ہے کہ حضرت عیسیٰؑ امام ہو گئے انصاف کرنے والے اور حاکم ہو گئے عدل کرنے والے اور یونسؑ کی روایت میں ہے کہ حاکم ہو گئے عدل کرنے والے اور اس میں یہ نہیں ہے کہ امام ہو گئے انصاف کرنے والے جیسے لیث کی روایت میں ہے اس میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ اتنا مال پہاویں گے کہ ایک جبدہ اس زمانے میں ساری دنیا سے بہتر ہو گا پھر ابوہریرہؓ کہتے تھے کہ اگر تمہارا جی چاہے تو یہ آیت پڑھو کوئی دینا نہیں اہل کتاب میں سے جو ایسا نہ لے دے عیسیٰؑ پر ان کے مرنے سے پہلے۔

مَقْسُطًا فَيُكْسِرُ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلُ الْخَنَزِيرَ وَيَضَعُ الْجُزْيَةَ وَيَهْبِضُ أُمَامًا حَتَّى لَا يَبْقِيَ أَحَدٌ ۝

۳۹۰- عَنْ الزُّهْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَهُدَى نُسَادٌ وَبِهِ رَوَاهُ ابْنُ عُيَيْنَةَ (( إِمَامًا مَقْسُطًا وَحَكَمًا عَدْلًا )) زَيْدِي رَوَاهُ يُونُسُ حَكَمًا عَدْلًا وَسَمِ يَذْكُرُ (( إِمَامًا مَقْسُطًا )) وَبِهِ حَدِيثٌ صَالِحٌ حَكَمًا مَقْسُطًا كَمَا قَدْ أَلَيْتُ وَبِهِ حَدِيثُهُ مِنَ الزِّيَادَةِ وَ (( حَتَّى تَكُونَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرًا مِنْ لَدُنْيَا وَمَا فِيهَا )) ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ أَفَرَأَيْتُمْ إِنْ شِئْتُمْ وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لِيُؤْمِنُوا بِهِ قَبْلَ مَوْتِي الْآيَةُ

لہ مطلب یہ ہے کہ عدل اور انصاف کی وجہ سے برکت بہت ہو گی اور مال بڑھ جائے گا یا ر میں اپنے خزانے نکال دے گی جیسے دوسری حدیث میں آیا ہے یا لوگوں کی رخصت مال کی طرف نہ ہو گی بوجہ قرب و قیامت کے اس وجہ سے مال بہت بڑھے گا اور اللہ خوب جانتا ہے اصل حال کو۔

(۳۹۰) یعنی لوگوں کی رخصت اس زمانے میں عبادت کی طرف زیادہ ہو گی بوجہ قرب قیامت کے اور مال سے نفرت ہو گی تو ایک عہدہ نکلے نزدیک دیا و فیہ سے بہتر ہو گا اور قاضی عیاضؒ نے کہا ایک جبدہ کا ثواب اس زمانے میں ساری دنیا کا مال تصدق کرنے سے زیادہ ہو گا کیونکہ مال کی اس وقت احتیاج نہ ہو گی پہ سب کثرت کے اور جبدہ سے مراد یہی ظاہری معنی ہے جبدہ کا یا ہمارا مقصود ہے یعنی عیسیٰؑ جب اتریں گے تو ان کے زمانے میں جو اہل کتاب ہو گئے وہ ایمان لادیں گے ان پر اور یقین کریں گے اپنی غلطی کا اور جانیں گے کہ وہ اللہ کے بندے ہیں اور اس کی بوسطی کے نیچے ہیں اس سے مظلوم ہوتا ہے کہ ابوہریرہؓ کا مذہب یہی تھا کہ قرآن میں جو قبل موتہ کی صحیح ہے وہ حضرت عیسیٰؑ کی طرف پھرتی ہے اور یہی فوس ہے ایک جماعت مفسرین کا اور اکثر مفسرین کا یہ قول ہے کہ وہ ضمیر اہل کتاب کی طرف پھرتی ہے اور معنی آیت کا یہ ہے کہ کوئی اہل کتاب میں سے ایسا نہیں جو اپنے مرنے سے پہلے عیسیٰؑ پر ایمان نہ لے لے یعنی جان نکلنے کے وقت اس کو حق بات کھل جاتی ہے کہ میں جو عیسیٰؑ کو معاذ اللہ حد کا مینا جانتا تھا یہ لفظ ہے پر اس وقت کا ایمان فائدہ دے اس واسطے کہ وہ حالت نزول اور سکرات ہے اور ایسی حالت میں قول اور فعل کسی کا اعتبار نہیں اور ایسی حالت میں نہ اسلام صحیح ہے نہ کفر نہ وصیت نہ لقا نہ عاقبت نہ اور کسی قسم کا عقد کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان لوگوں کی توبہ قبول نہیں جو یرائی کیا کرتے ہیں جب موت آن پڑتی ہے تو کہتے یہاں سب ہم نے توبہ کی اور یہ مذہب زیادہ ظاہر ہے کیونکہ پہلے مذہب کے موافق آیت خاص ہو جاتی ہے اس کتاب سے جو حضرت عیسیٰؑ کے زمانے میں ہو گا اور دوسرے مذہب کے موافق ہر ایک کتاب کے لیے عام رہتی ہے اور مزید ہے اس کی قرأت قبل موتہ کی اور معصوموں سے یہ نہا کہ بعد کی ضمیر ہمارے پیغمبر کی طرف پھرتی ہے اور موتہ کی کتاب کی طرف اور معنی آیت کا یہ ہے کہ ہر ایک کتابی ایمان دے گا ہمارے پیغمبر پر اپنے مرنے سے پہلے۔ واللہ اعلم (نودی)

۳۹۱- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( وَاللَّهِ لَيُزِيلَنَّ ابْنُ مَرْثِمٍ حُكْمًا عَادِلًا فَلْيُكْسِرُوا الصَّيْبَ وَلْيَقْتُلُوا الْجَزِيرَ وَلْيَضَعُوا الْعَجْرَةَ وَلْيَسْرِكُوا الْقَلَامُ لِمَا يُسْتَعَىٰ عَلَيْهَا وَلْيَذْهَبُوا الشُّحَاءُ وَالشَّاعُصُ وَالشَّحَابُ وَلْيَذْغُوزُوا إِلَى الْمَدَالِ فَلَا يَقْبَلُهُ أَحَدٌ ))

۳۹۱- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم خدا کی مریخ کے بیٹے اتریں گے آسمان سے اور وہ حاکم ہو گئے عدل کریں گے تو توڑ ڈالیں گے صیب کو اور مار ڈالیں گے سور کو اور موقوف کر دیں گے جزیرہ کو اور چھوڑ دیں گے جو ان اونٹ کو پھر کوئی محنت نہ کرے گا اس پر اور لوگوں کے دلوں میں سے کینہ اور دشمنی اور چلن جاتی رہے گی اور بڑویں گے وہ لوگوں کو مال رہنے کے لیے لیکن کوئی قبول نہ کرے گا (اس وجہ سے کہ حاجت نہ ہوگی اور مال کثرت سے ہر ایک کے پاس ہوگا)۔

۳۹۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْثِمٍ فِيكُمْ وَأَمَّاكُمْ مِنْكُمْ ))

۳۹۲- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیسے ہو گے تم جب مریخ کا بیٹا اترے گا تم لوگوں میں اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔

۳۹۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْثِمٍ فِيكُمْ وَأَمَّاكُمْ ))

۳۹۳- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارا کیا حال ہوگا جب مریخ کے بیٹے اتریں گے تم میں اور امامت کریں گے تمہاری۔

۳۹۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (( كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْثِمٍ فَأَمَّاكُمْ مِنْكُمْ )) صَلَّتْ سَائِرُ أَبِي ذَنْبٍ

۳۹۴- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارا کیا حال ہوگا جب مریخ کے بیٹے اتریں گے تم لوگوں میں پھر امامت کریں گے تمہاری تم ہی میں سے (ولید بن مسلم نے کہا) میں نے ابن ابی ذئب سے کہا مجھ سے اور اسی نے حدیث بیان کی رہی سے

(۳۹۱) ☆ معنی کوئی اس کے ہوا نہ کرے گاندہ اس کی حد مت کرے گا اس وجہ سے کہ دیا کے مال بے حد چرے ہو گئے لوگوں کو حاجت نہ ہوگی اور دوسرے قیامت قریب ہوگی لوگ جلدی جلدی اپنے عقیم کی فکر کریں گے۔ قاضی میاں نے اور صاحب مطالع نے کہا لا یسعی علیہا کے معنی یہ ہیں کہ اس کی زکوٰۃ نہ نکلیں گے اس وجہ سے کہ رکڑا دیتے وہ کوئی نہ ہو گا اور یہ تاویل باطل ہے کئی وجہ سے اور صوبہ دہلی ہے جو مسیحی قوم نے بیان کئے۔ (نودی)

(۳۹۳) ☆ یعنی تابع ہو گئے شریعت محمدی کے اور پیروی کریں گے قرآن اور حدیث کی تو حضرت عیسیٰؑ گرچہ پیغمبر ہیں پر ان کی پیغمبری کا زمانہ پیغمبر کے ظہور پر ختم ہو گیا اب جو وہ دنیا میں آویں گے تو ہمارے پیغمبر کی امت میں شریک ہو کر قرآن و حدیث کے موافق عمل کریں گے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عیسیٰ خود مجتہد مطلق ہوں گے اور قرآن و حدیث سے احکام نکالیں گے اور کسی مجتہد کے تابع نہ ہو گئے اور یہ بات بعید از عقل ہے کہ پیغمبر ایک مجتہد کا مقلد ہو اور باطل ہے وہ خیال حبیب کا کہ عیسیٰ ام ابو حنیفہ کے مذہب پر چلیں گے بلکہ ایسے خیال میں تو ہیں حضرت عیسیٰ کی شکل ہے اور جن حنفیہ نے ایسا خیال کیا ہے ان کا علماء متقیین نے رد کیا ہے اور جو حنفی مذہب کے علماء سے تھے

انہوں نے واقع سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے اس میں یہ ہے کہ امام تمہارا قیام ہی میں سے ہوگا ابن ابی ذئبؓ نے کہا تو جانتا ہے اس کا مطلب کیا ہے امامت کریں گے تمہاری قوم ہی میں سے؟ میں نے کہا تلاذ انہوں نے کہا امامت کریں گے حضرت عیسیٰ تمہاری تمہارے پیغمبر کی سنت سے۔

۳۹۵- جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے آپ فرماتے تھے ہمیشہ ایک گروہ میری امت کا لڑتا رہے گا (کافروں اور کافروں سے) حق پر قیامت کے دن تک وہ غالب رہے گا پھر عیسیٰ بن مریمؑ اتریں گے اور اس گروہ کا امام کہے گا آئیے نماز پڑھائیے (حضرت عیسیٰؑ سے کہے گا) وہ کہیں گے نہیں تم میں سے ایک دوسروں پر حاکم رہیں یہ وہ بزرگی ہے جو اللہ تعالیٰ عنایت فرمادے گا اس امت کو۔

باب اس زمانے کا بیان جب ایمان مقبول نہ ہوگا  
۳۹۶- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی جب تک آفتاب پچھتم سے نہ نکلے

ابو زائب عنی حدثنا عن الزهري عن سماع عن أبي هريرة (( وإمامتكم منكم )) قال ابن أبي ذئب تدرى ما أمكم منكم قلت بخری قال فأمكم بكتاب ربكم بنار وتعالى وستيبيكم صلى الله عليه وسلم

۳۹۵- عن جابر بن عبد الله يقول سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول (( لا تزال طائفة من أمتي يقتاتلون على الحق ظاهرين إلى يوم القيامة قال فيقول عيسى ابن مريم صلى الله عليه وسلم فيقول أميرهم فقال صل لنا فيقول لا إننا نفضلكم على بعض أمتاء نكرمهم لله هذه الأمة ))

باب بيان الزمن الذي لا يقبل فيه الإيمان  
۳۹۶- عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا تقوم الساعة حتى يطعن

جہ اس کو باطل قرار دیا ہے اسی طرح یہ قول کہ امام مہدی ابو حنیفہ کے مقلد ہو گئے یا حضرت حضرت ابو حنیفہ کے شاگرد تھے یہ سب خرافات ہیں جن پر ایک ویل بھی کتاب و سنت یا عقل سلیم سے نہیں اور تعجب ہے ان علماء سے جنہوں نے بے سمجھے ہوئے ایسی وہابی باتوں کو اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے اور چاہل ان باتوں پر فریفت ہو جاتے ہیں۔ اللہ جل جلالہ سے امید ہے کہ حضرت مہدی اور حضرت عیسیٰ دونوں قرآن وحدیث کے پیرو اور تابع ہو گئے اور اہل حدیث کے مدد اور معاون ہو گئے اور مجتہدین کے حقائق بالکل اٹھادیں گے اور جو متعصب مقلدان کا تہانہ مائیں گے وہ وہ ذلیل و خوار ہو گئے جو زندہ رہے گا وہ اللہ تعالیٰ ہمارے اس کلام کی تصدیق کرے گا اور ہمارا اسلام ان دونوں حضرات کی خدمت میں پہنچا دے گا اور ہماری سعی اور کوشش ان کی رعایہ سے آخرت میں نیک ثمرہ نکلا دے گی اور جہاں بھروسہ تو بالکل ہمارے خداوند پر ہے جو ہمارا مالک ہے نہ کسی اور سوت کے بعد اور ہم کو اس کی غلامی اور بندگی پر نخر ہے نہ نیا اور آخرت میں۔ اے ہمارے صاحب مالک، خداوند کریم ہم کو اپنی عذبی میں قبول فرما اور ہمارا دل اپنی یاد میں لگا دے اور ہم کو فخر دے اپنے عشق و محبت میں۔ آمین یا رب العالمین۔

(۳۹۵) کہ اتنے بڑے پیغمبر روح اللہ مسلمانوں کے امام کی اطاعت قبول فرمائیں گے اور ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے سبحان اللہ حضرت عیسیٰ ہمارے پیغمبر کی پیروی کریں گے ہمارے پیغمبر نے بھی ایک بار عبد الرحمن بن عوفؓ کے پیچھے نماز پڑھی ہے دوسرے یہ کہ اس زمانے کے امام مہدی ہو گئے جو قائم مقام ہو گئے رسول اللہ کے اور بڑی مصہبت اور بزرگی دے ہو گئے۔ (راوی ابو عبد اللہ ان سے)

(۳۹۶) اس لیے کہ خدا تو اس ایمان کو منظور کرتا ہے جو عیب پر ہو اور جب نشانیاں مکمل گئیں اور قیامت آگئی اس وقت تو کافر

الشمس من مغربہا لولا طبعہا من مغربہا امن یخرجہا آفتاب یختم سے نکلے اس وقت سب آدمی ایمان لادیں  
الناس کتھم أختفون یؤمنید ل یبلغ مصنا کے (خدا پر اتنی بڑی نشانی دیکھ کر) لیکن اس دن کایمان قائم نہ

ہے اور مومن سب ہی کو خدا پر یقین ہو جائے گا۔ غرضی عرض نے کہا یہ حدیث اپنے ظاہر پر محمول ہے اہل حدیث اور فقہاء اور متکلمین  
اہلحدیث کے نزدیک مگر باطنیہ سے (باطنیہ ایک فرقہ ہے صوفیہ میں سے جرماری آیتوں اور حدیثوں کو ظاہری معنی سے پھیر کر ایک دوسرا  
ی معنی نکالتا ہے درحالیف ہے صحابہ اور تابعین اور محدثین کا اور یہ لہجہ چھوٹا ہے نیچری اور غلیس اور دہریہ سیکوں کا) اس میں تاویل  
کی ہے۔

حرم کہتا ہے کہ میں سے اہل باطن کی تاویلات پر ایک مدت تک غور کیا اور میں کے غلط اور اسباب کو دیکھا تو اکثر تاویلات کرنے  
والوں کے لیے مفید نہ ہوئیں بلکہ جو قرآن مجید لے لیے وہ ہم سے ظاہری معنی میں خیال کئے تھے اس سے دو چند زیادہ معامد تاویل معنی میں  
پیدا ہو گئے ہاں جو اس کے وہ لوگ اپنی تاویل ہی پر اڑے رہے اور یہ ایک دوسرے سے شیطان کا خدا اس سے پناہ میں رکھے۔ اسی قسم کی ہے تاویل  
استواء کے ساتھ استواء کے اور تاویل زول کے ساتھ نزول رحب کے اور تاویل مع اور لہجہ وغیرہ معات اللہ کی اور بعض تاویلات کی  
دیکھیں کہ ان میں علت تاویل موافق عقیدہ صاحب تاویل کے معلوم نہیں ہوتی اسباب اس تاویل کا کہ تاویل احمد سے خالی نہیں ہو تو وہ حقیقت اس  
عقیدے پر نہیں جس کو وہ ظاہر کرتا ہے بلکہ وہ عقیدہ ہے جس کی دلیل اور رسوا کر کے ہے یا اس آیت سے نیچے کے ہے اس نے صرف  
رہاں سے اپنی طرف منسوب کیا بدیدہ و دانشمند و سماعت میں جلتا ہے کہ تاویل ضروری نہ ہونے کی صورت میں بھی تاویل کرتا ہے۔

اس حدیث میں جو یہ آیا ہے کہ قیامت قائم ہوگی جب تک آفتاب یختم سے نہ نکلے قرآن سنت لے اس کو پے ظاہری معنی پر  
محمول کیا ہے کیونکہ آفتاب کا یختم سے نکلنا محال ہے۔ خلاف عقل نہ خداوند کریم کی قدرت کا کہ سے کچھ بعید ہے اس لیے کہ جس نے زمین  
کو مغرب سے مشرق کی طرف متحرک رکھا وہ یا کے ختم کرتے وقت، مگر اس کو مشرق سے مغرب کی طرف کر دیا تو کیا مشکل ہے اب  
باطنیہ نے جو اس حدیث میں تاویل کی تو وہ حال سے خالی نہیں بلکہ وہ باطنیہ میں جوہر حقیقت دہریہ اور طبعی اور نیچری اور خداوند کریم کے  
انکار کرنے والے ہیں اس صورت میں تو اہل تاویل کی ضرورت ہے پر جو معاذ اللہ اس قسم کا جادو اعتقاد ہو کہ خداوند کریم یا اس کی صفات کا کہ جیسے  
علم اور قدرت وغیرہ کا منکر ہو تو اس کی ضرورت ہی کیا ہے کہ پہلے قرآن اور حدیث کو تسلیم کر لے اور بعد اس کے تاویل کے درپے ہو اس کے  
ردیک تو اس اور امت کوئی چیز ہی نہیں اور اس سے تو جہالت اور (معاذ اللہ) خدا کی اور پیغمبری کی بھر ایسے لوگوں سے جب آیات باحدیث میں  
تاویلات مسوع ہوتی ہیں تو اور یاد آتی حمایت اور نادانی کا ثبوت ہوتا ہے۔ سی قبیل سے ہے وہ جو بعض باطنیہ اہل اللہ سے بھدے رہنے میں  
تجزت اور دلی اور شر و شر و غیرہ میں تاویل کی ہے اور فرشتوں اور شیاطین اور جنوں کا انکار کیا ہے یا یہ وہ طغیہ ہیں جو خداوند کریم اور اس کی  
صفات کا کہ اور اصول دین کے قائل اور معترف ہیں پھر ایسے لوگوں کو کون سی ضرورت آتی پڑی ہے جو اس حدیث میں تاویل کریں اور یہ امر  
یعنی آفتاب کا یختم سے نکلنا ایسا ہی ہے جیسے آفتاب کا پورب سے نکلنے میں کسی قسم کا استبعاد نہیں اسی طرح سے یختم سے نکلنے میں بھی کوئی استبعاد  
نہیں اور پورب اور یختم اور شمال اور جنوب یہ چاروں جهتیں اعتبار میں ہیں اور ہر ایک ملک اور قطعہ زمین کے لحاظ سے ان میں تبدل اور تغیر ہوتا  
رہتا ہے۔ عرض تمہیں میں نہ مشرق ہے نہ مغرب بلکہ آفتاب چھ مہینے تک حق کے قریب اس کے اوپر رہتا ہے اور چھ مہینے تک اس کے نیچے۔  
ظاہر اس کے طلوع اور غروب آفتاب کو اگر موافق قواعد فلسفہ نہ ہم کے دیکھیں تو زمین کے ایک ذرا سی حرکت پھر سمجھوں سے جو شائے عالم  
کے وقت قیاس سے بعید نہیں نقطہ مشرق مغرب اور نقطہ مغرب مشرق ہو سکتا ہے اور اگر موافق فلسفہ جدید کے دیکھیں تو زمین کی حرکت ذاتی  
جو اپنے محور پر ہے اور حرکت مداری جو کہ آفتاب کے ہے دونوں سطول ہیں جذبہ اور کشش آفتاب اور ثقل ذاتی زمین کی پھر جب حق

دے گا اس شخص کو جو پہلے ایمان نہیں لایا یا اس نے ایمان کے ساتھ جلی نہیں کی۔

۳۹۷- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۳۹۸- ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین باتیں جب ظاہر ہو جاویں تو اس وقت کسی کو ایمان لانے سے فائدہ نہ ہو گا اس کو جو پہلے سے ایمان نہ لایا ہو یا نیک کام نہیں کیا ایک تو لکنا آفتاب کا چدر سے ڈرتا ہے دوسرے دجال کا لکنا تیسرے دسہ مارے کا لکنا۔

۳۹۹- ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہؓ سے ایک دن فرمایا تم جانے ہو کہ یہ سورج کہاں جاتا ہے؟ انھوں نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسولؐ خوب جانتا ہے فرمایا یہ چلا جاتا ہے یہاں تک کہ اپنے ٹھہرنے کی جگہ پر عرش کے تلے آتا ہے وہاں سجدہ میں گرتا ہے (اس سجدہ کا مفہوم اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے) پھر اسی حال میں رہتا ہے یہاں تک کہ اس کو حکم ہو تا ہے اٹھ جاو اور جا جہاں سے آیا ہے وہ لوٹ آتا ہے اور اپنے ٹھکانے کی جگہ سے نکلتا ہے

إِيمَانُهُ ثُمَّ يَكُونُ آمَنًا مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا غَيْرًا

۳۹۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَرْحِ حَدِيثِ لُقْمَاءَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۹۸- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((ثَلَاثٌ إِذَا خَرَجَتْ لَأَوْ يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنًا مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا غَيْرًا طُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَاللَّحْخَانُ وَذَابَةُ الْأَرْضِ))

۳۹۹- عَنْ أَبِي دُرٍّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمًا ((أَتَذَرُونَ أَنِّي تَنْهَبُ هَدْيَ الشَّمْسِ قَالُوا لِلَّهِ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ إِنَّ هَدْيَهُ تَجْرِي حَتَّى تَتَّهِيَ إِلَى مُسْتَقَرِّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَجُوزُ سَاجِدَةً فَلَا تَرَى كَدْلَكَ حَتَّى يَقَالَ لَهَا ارْقُصِي أَوْجِصِي مِنْ حَيْثُ جِئْتِ فَتَرْجِعُ فَتَصْبَحُ طَابَعَةً مِنْ مَطْلَعِهَا ثُمَّ تَجْرِي

حق قارئ عالم کے قریب اس نظام شمسی کے تمام نہیوں اور حالتوں میں تغیر پیدا ہو تو بدلتا نقطہ مشرق اور مغرب کا کیا بعید ہے۔ دوسرے یہ کہ اگر نظام شمسی اپنی حالت پر باقی رہے تب بھی حرکت ذاتی زمین کی دونوں طرف سے ہاڑاؤ تو رہے جیسے ایک گولی کو اوپر سے اوجھ پھر ادیں یا اوپر سے اوپر اور حالت میں اپنے محور پر پھرے گی اور یہ کچھ بعید از عقل نہیں۔

(۳۹۸) یعنی زمین میں سے نیک جاو اور پیدا ہو گا جو مومنوں اور کافروں میں نیز کر دے گا۔

(۳۹۹) ظاہر حدیث سے ثابت ہوتی ہے فلسفہ قدیم کے خیال کی کہ زمین ساکن ہے اور آفتاب حرکت کرتا ہے مگر درحقیقت ایب نہیں کیونکہ مروجہاں آفتاب کے جانے سے روزمرہ کا طلوع اور غروب نہیں جو زمین کی حرکت سے پیدا ہوتا ہے بلکہ مقصور وہ حرکت ہے آفتاب کی جو اس کے منازل میں ہے جیسے کلب سے مٹھوں ہے اور قنارہ اور متاعل نے کہا کہ آفتاب چل جا رہا ہے ایک مہلہ مہین تک۔ واحدی نے کہا پھر اس کا ٹھہرنا اسی وقت ہو گا جب نہ ختم ہوگی پر اس صورت میں حدیث کا مطلب خوب ان نقیض نہیں ہو تا کیونکہ حدیث سے ہر روز تحت العرش چلا اور سجدہ کرتا ثابت ہوتا ہے۔ نووی نے کہا ایک جماعت مفسرین ظاہر حدیث کی طرف گئی ہے۔ واحدی نے کہا اس صورت میں ہر روز جب آفتاب ڈالتا ہے تو تحت العرش ٹھہرتا ہے یہاں تک کہ وہ طلوع کرے گا مغرب سے مگر اس میں یہ مشکل ہے کہ آفتاب کا غروب تو ظہر

حَتَّى تَنْهَى إِلَى مُسْتَقَرِّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ فَخَيْرٌ  
مَسَاجِدَ وَلَا تَرَانِ كَذَلِكَ حَتَّى يُقَالَ لَهَا  
ارْتَفَعِي اِرْجِعِي مِنْ حَيْثُ جِئْتِ فَتَرْجِعِ  
فَتَصْبِحُ طَالِعَةً مِنْ مَطْلَعِهَا ثُمَّ تَجُوزِي مَا  
يَسْتَكْبِرُ النَّاسُ مِنْهَا شَيْئًا حَتَّى تَقْبَلُوا إِلَى  
مُسْتَقَرِّهَا ذَلِكَ تَحْتَ الْعَرْشِ فَيُقَالَ لَهَا ارْتَفَعِي  
اصْبَحِي طَالِعَةً مِنْ مَغْرِبِكَ فَتَصْبِحُ طَالِعَةً مِنْ  
مَغْرِبِهَا (( فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ (( أَلَمْ تَرَوْا مَتَى ذَاكُمْ )) ذَلِكَ حِينَ لَا  
يَبْقَى نَفْسٌ لَهَا لَمْ تَكُنْ أَمْسُ مِنْ قَبْلِ نُؤُ  
كَتَبْتُ فِي بَيْتِهَا خَيْرًا

۴۰۰ عن أبي ذرٍّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ ( أَلَمْ تَرَوْا أَنِّي تَذْهَبُ هَذِهِ  
الشَّمْسُ بِمِثْلِ مَعْنَى حَدِيثِ نِسْ غَلِيَّةُ ) .

۴۰۱ - عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ  
وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فَمِنَا  
غَدَاةُ الشَّمْسِ قَالَ (( يَا أَبَا ذَرٍّ هَلْ تَذْهَبُ أَيْنَ  
تَذْهَبُ هَذِهِ )) قَالَ قُلْتُ اللَّهُ رَسُولُهُ أَعْلَمُ  
وَبِ ( أَلَمْ تَرَوْا تَذْهَبُ فَتَسْتَأْذِنُ فِي السُّجُودِ  
فَيُؤْذَنُ لَهَا وَكَأَنَّهُمَا قَدْ قِيلَ لَهَا اِرْجِعِي مِنْ  
حَيْثُ جِئْتِ فَتَطْلُعُ مِنْ مَغْرِبِهَا )) قَالَ ثُمَّ قَرَأَ  
مِ بَرَاءَةَ عَبْدِ اللَّهِ وَذَلِكَ مُسْتَقَرُّهَا

پھر چلا رہتا ہے یہاں تک کہ اپنے ٹھہرنے کی جگہ پر عرشِ تلے آتا  
ہے اور مجدد کرتا ہے پھر اسی حال میں رہتا ہے یہاں تک کہ اس  
سے کہا جاتا ہے اونچا ہو جا اور لوٹ جا جہاں سے آیا ہے وہ نکلتا ہے  
اپنے نکلنے کی جگہ سے پھر چلتا ہے اسی طرح ایک بار اسی طرح چلے  
گا اور لوگوں کو کوئی فرق اس کی چاں میں معلوم نہ ہو گا یہاں تک  
کہ اپنے ٹھہرنے کی جگہ پر آوے گا عرش کے تلے اس وقت اس  
سے کہا جاوے گا اونچا ہو جا اور نکل جا چٹھم کی طرف سے جدھر تو  
ڈوبنا ہے وہ نکلے گا چٹھم کی طرف سے پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا  
تم جانتے ہو یہ کب ہو گا (یعنی آفتاب کا چٹھم کی طرف سے نکلتا)؟  
یہ اس وقت ہو گا جب کسی کو ایمان لانا کا اندہ نہ دے گا جو پہلے سے  
ایمان نہ لایا ہو یا اس نے ٹیک کا منہ کئے ہو اپنے ایمان میں۔

۴۰۰ - ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی  
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ یہ سورج کہاں جاتا ہے؟  
باقی حدیث وہی ہے۔

۴۰۱ - ابو ذر سے روایت ہے میں مسجد میں گیا اور رسول اللہ ﷺ  
بیٹھے ہوئے تھے جب آفتاب ڈوب گیا تو آپ نے فرمایا اے ابو ذر!  
تو جانتا ہے یہ آفتاب کہاں جاتا ہے؟ میں نے کہا اللہ اور اس کا  
رسول خوب جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا وہ جاتا ہے اور اجازت مانگتا  
ہے بعد کی پھر اس کو اجازت ملتی ہے ایک بار اس سے کہا  
جاوے گا لوٹ جا جہاں سے آیا ہے تو وہ نکل آوے گا مغرب کی  
طرف سے۔ پھر عبد اللہ کی قرأت کے موافق یوں پڑھا وَذَلِكَ  
مُسْتَقَرُّ لَهَا یعنی وہ مقام ٹھہرے کا ہے آفتاب کے۔

یہ ہر ساعت اور ہر لمحہ جاری ہے اس لیے کہ زمین شکل کر رہی ہے اور اس کے طرف اور جزائے کے رہنے والوں کے لحاظ سے ہر ایک وقت مختلف  
ہے۔ پھر غروب ہوتا ہے ایک قوم پر اور طلوع ہوتا ہے دوسری قوم پر اور ایک جگہ غروب ہوتا ہے اور دوسری جگہ نہیں ہو جاوے اگر اقل سے  
مختلف مرلا ہو جس کی وجہ سے زمین کے ہر دو حصے ہو جاتے ہیں ایک تو قلی اور ایک تھان تو یہ شکل رعب ہو جاوے گا۔ واللہ اعلم بحوالہ  
رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

۴۰۲- عن ابي هريرة قال سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم عن قول الله تعالى واشمئس نجرى ليمسقر لها قال (( فمسقرها تحت العرش ))

۴۰۲- ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اس آیت کو آفتاب چلا جا رہا ہے اسے ٹھہرنے کی جگہ پر جانے کے لیے آپ نے فرمایا اس کے ٹھہرنے کی جگہ عرش کے تلے ہے۔

باب فداء الوحي إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم

باب: اس بات کا بیان کہ رسول اللہ ﷺ پر وحی (یعنی اللہ کا پیغام) اترنا کیونکر شروع ہوا

۴۰۳- عن عائشة زوج النبي صلى الله عليه وسلم أنها قالت كان نون ما ندى به رسول الله صلى الله عليه وسلم من الوحي الرؤيا الصادقة في النوم فكان لا يرى رؤيا إلا جاءت مثل فلق الصبح ثم حبب إليه الخلاء فكان يخلو بغار حراء يستحب فيه وهو يتعبد الليالي وتسب العديد قبل أن يرجع إلى أهله ويزود بدينك ثم يرجع إلى

۴۰۳- ام امین عائشہ سے روایت ہے انھوں نے کہا پہلے جو وحی رسول اللہ ﷺ پر شروع ہوئی وہ یہ تھی کہ آپ کا خواب سچا ہوئے لگا تو آپ جب کوئی خواب دیکھتے وہ صبح کی روشنی کی طرح نمودار ہوتا پھر آپ کو تنہائی کا شوق ہوتا آپ حراء کے غار میں کیلے تشریف رکھتے وہاں عبادت کیا کرتے کئی راتوں تک اور گھر میں نہ آتے اپنا توشہ ساتھ لے جاتے۔ پھر حضرت ام امینین خدیجہ کے پاس لوٹ کر آتے وہ اور توشہ اتنا ہی تیار کر دیتیں یہاں تک کہ اچانک آپ پر وحی ہوتی اور آپ کو وحی کی توقع نہ تھی۔

(۴۰۲) یہ آفتاب کا چلا جانا ایک دفعہ میں جو بے حدود مسیح ہے اور جس کی مقدار کو سو خدا کے کوئی نہیں جانتا قلندہ جدید کے موافق ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ آفتاب جو ہمارے نظام کا مرکز ہے مج اپنے سب سید اس کے ایک حرکت قدرتی کر رہا ہے ایک نقطے کی طرف جس کے بعد کو سواہ اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا اور جب یہ حرکت ختم ہوگی تو ضرور ایک انقلاب عظیم اس نظام شمسی میں واقع ہو گا اور شاید وہی انقلاب لسان شرع میں قیامت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(۴۰۳) اسی اس کی تعبیر بھی ہوتی صاب اور کھلی کھلی کسی قسم کا شبہ اس میں نہ رہتا۔ علماء نے کہا ہے کہ یہ حالت چھ مہینے تک مدتی نبوت سے پہلے اس کے بعد علامہ حضرت جبریل آپ کے پاس تشریف لائے اور عید اس میں یہ تھا کہ اگر وہ پہلے ہی سے حضرت جبریل آپ کے پاس آجاتے تو شاید آپ تعبیر اجاتے اور بشریت کی وجہ سے اچانک ہوت کا ہوا اٹھ نہ سکتا یہ حدیث صحابہ کے مراسیل میں سے ہے کیونکہ حضرت عائشہ کی عمر تھی نہ تھی کہ انھوں نے خود یہ قصہ دیکھا ہو بلکہ ضرور خود رسول اللہ کسی صحابی سے سنا ہو گا اور صحابی کی منزل رویت باتفاق علماء جمہور ہے اور ہمیں حلاف کیا اس میں کسی نے سوا ابو اسحاق اسراجی کے۔ آپ کو تنہائی کا شوق ہوا یعنی خلوت اور عزت کا اور یہ وہ امر ہے جو ہمارے انسانی ترقیاتی کا اور وظیفہ ہے ہر ایک انسان اور حیوان اور حکیم اور غیور کا۔ کوئی شخص دنیا میں اعلیٰ درجہ کا نہیں کرے جس نے خلوت اور عزت کو اختیار نہ کیا ہو اور ایک مدت تک تنہا رہ کر غم اور حلقہ نہ کیا ہو اور وجہ اس کی یہ ہے کہ تنہائی میں فکر خوب ہوتا ہے کیونکہ دل حالی ہوتا ہے مشاغل سے تو اس کو موقع ملتا ہے ایک مطلب کی طرف بخوبی حوجہ ہونے اور مبتدی کو حالت استغراق پیدا کرنے کے لیے اول تنہائی ضروری ہے پھر جب یہ قوت حاصل ہو جاتی ہے اور اس کو ملکہ ہو جاتا ہے تو تنہائی کی ضرورت نہیں رہتی وہ لوگوں میں بیٹھ کر بھی لے



آپ اسی حر کے غار میں تھے کہ فرشتے آپ کے پاس آیا اور اس نے کہا پڑھو۔ آپ نے فرمایا میں پڑھا ہوں نہیں آپ سے فرمایا اس فرشتے نے مجھے پکڑ کر دیو چا تھا کہ وہ تھک گیا یا میں تھک گیا پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا پڑھ میں نے کہا میں پڑھا ہوا نہیں۔ اس نے پھر مجھے پکڑا اور دیو چا یہاں تک کہ تھک گیا پھر چھوڑ دیا اور کہا پڑھ میں نے کہا میں پڑھا ہوا نہیں۔ اس نے پھر مجھ کو پکڑا اور دیو چا یہاں تک کہ تھک گیا پھر چھوڑ دیا اور کہا اقرأ باسم ربك الذي خلق اخیر تک یعنی پڑھ اپنے مالک کا نام لے کر جس نے پیدا کیا پید کیا

عَلَيْهِمَا يَتَرَدُّدًا لِّبَيْنِهَا حَتَّىٰ فَجِئَهُ الْحَقُّ وَهُوَ فِي غَارٍ حَرِيٍّ فَجَاءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ اقْرَأْ قَالَ (( مَا أَنَا بِقَارِئٍ )) قَالَ فَأَخَذَنِي فَعَظَمَنِي حَتَّىٰ بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدَ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ اقْرَأْ قَالَ فَكُنْتُ مَا أَنَا بِقَارِئٍ وَابْنُ أَخِي فَقَظَمَنِي فَعَظَمَنِي الثَّانِيَةَ حَتَّىٰ بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدَ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ اقْرَأْ فَقُلْتُ (( مَا أَنَا بِقَارِئٍ )) فَأَخَذَنِي فَعَظَمَنِي الثَّالِثَةَ حَتَّىٰ بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدَ ثُمَّ

تو ایک ہی مطلب کی طرف اپنے دل کو پوری طرح لگا سکتا ہے اسی لیے بعد از نبوت کے ارے عجم کو چھائی کی ضرورت نہ تھی۔ حری یا حرام بکسر ہائے حقی ایک پہاڑ ہے کہ سے تیس میل پر جو شخص مکہ سے مکئی کو جائے تو پائیں ہاتھ پر پڑتا ہے اب وہاں ایک قہر بنا ہوا ہے اور اس پہاڑ کو جبل نور کہتے ہیں یعنی خوب ہی دیو چا در سے اور ظاہر ہے کہ حضرت تھک گئے ہو گئے کیونکہ فرشتوں کو خداوند تعالیٰ نے بہت طاقت دی ہے اور وہ تھکتے نہیں۔ علامہ نے اختلاف کیا ہے کہ یہ فرشتہ کون تھا اکثر یہ کہتے ہیں کہ حضرت جبرئیل تھے کیونکہ وہی کا کام نبی کے سپرد ہے اور بعضوں نے کہا اسرائیل تھے اور یہ جو حضرت نے فرمایا میں پڑھا ہوا نہیں اس سے یہ فرض ہے کہ میں نے کوئی کتاب نہیں پڑھی یا میں ابھی طرح پڑھ نہیں سکتا کیونکہ اسی ہو اور دوسرے کے پڑھانے سے پڑھنے کا مانع نہیں اور بعضوں نے کہا کہ اس فرشتے نے ایک صحیفہ حریر کا آپ کے ہاتھ میں دیا تھا جب آپ نے یہ فرمایا۔ اس دیو چنے سے یہ مقصود تھا کہ نور ملکی آنحضرت کے تمام جسم شریف میں سرایت کرے اور آپ کا دل خوب متوجہ ہو اور اسی وجہ سے ہمارے اسرار کیا اس حدیث سے صاف معلوم ہو کہ سب سے پہلے جو سورت قرآن کی اتاری وہ یہی سورت ہے اور یہی صحیح ہے اور اتفاق ہے اس پر جمہور سلف اور خلف کا اور بعضوں نے کہا کہ سب سے پہلے سورہ فرقان اتاری ہے پر وہ قول صحیح نہیں ہے اور بعضوں نے اس حدیث سے یہ دلیل لی ہے کہ اسم اللہ سورۃ کا جزو نہیں کیونکہ یہاں اسم اللہ کو ذکر نہیں کیا اس کا جواب یہ ہے کہ شاید اسم اللہ بعد کو اتاری ہو جیسے ہاتی سورۃ بعد کو اتاری۔ (نوری)

خاصی صحن میں نے کہا یہ فرمانا آپ کا اس وجہ سے نہ تھا کہ آپ کو شک تھا اللہ کے پیغام میں بلکہ آپ ارے کہ شاید تاجا دیو چہ آپ سے۔ اللہ کے اور چہاں نکل جائے کیونکہ وہی کی تخی سے بہت مشقت ہوتی ہے یا یہ خیال اس وقت تک ہو جب تک خوب میں نبوت کی آثار تھیں ہوئیں اور فرشتے کی آواز آپ نے سنی پر اس سے ملاقات میں کی تو آپ کو خوف ہوا شیطان کا جب فرشتے سے ملاقات ہو گئی اس وقت تو کسی طرح کا شک نہیں رہ سکتا اور نہ شیطان کے غلے کا اور نہ سکتا ہے۔ نوری نے کہا دوسری تاویل ضعیف ہے کیونکہ حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے یہ فرشتے کی ملاقات کے بعد فرمایا اچھا میں اس لیے کہ جو آفتیں ناحق کی وجہ سے آئیں جیسے کوئی فضول خرچی سے مفسد ہو جائے یا ظلم کرے اور بلا میں پھنس جائے تو اس کی مدد کرنا ضروری نہیں۔ سبحان اللہ بی بی ہو تو ایسی جیسے حضرت خدیجہ کبریٰؓ تھیں جو اپنے خاوند کو مصیبت کے وقت میں تسلی اور تسکینی دے اور ہر ایک معاملہ میں صلاح نیک دے۔ حضرت خدیجہ کی احمندی اور ایمانی اور ریافت اور سحر او کے ثبوت کے لیے صرف یہی ایک حدیث کافی ہے مطلب ان کی گفتگو کا یہ ہے کہ آپ کے اخلاق اور علامات اور خصائل تو نہایت عمدہ ہیں جن کی وجہ سے خدا بھی آپ سے خوش ہے اور خلق خدا بھی راضی ہے پھر آپ پر آفت آنا عقل کے خلاف ہے۔ ظاہر ہے کہ

آدمی کو خوش کی پہنکی ہے۔ چڑھ اور تیرا ملک بڑی عزت والا ہے جس نے سکھایا قلم سے سکھایا آدمی کو وہ جو نہیں جانتا تھا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کوٹے اور آپ کے ساتھ سے چوٹکے یہ وہی کا پہلا مرحلہ تھا اور آپ کو عادت نہ تھی اس واسطے ہیبت چھا گئی یہاں تک کہ پچھلے حضرت خدیجہ کے پاس اور آپ نے فرمایا مجھے ڈانپ دو ڈانپ دو (پکڑوں سے)۔ انھوں نے ڈانپ دیا یہاں تک کہ آپ کا ڈانپ اور اس وقت اپنی بی بی خدیجہ سے فرمایا اسے خدیجہ مجھے کیا ہو گیا اور سب حال بیان کیا کہ مجھے پٹی جاں کا ڈر ہے۔ خدیجہ نے کہا ہرگز نہیں آپ خوش ہو جائیے قسم اللہ کی اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی رونا نہ کرے گا یا کبھی رنجیدہ نہ کرے گا۔ آپ اللہ کی قسم تاتے کر

أَرْسَنِي فَقَالَ أَفَرَأَيْتَ رِبِّيَ الَّذِي عَقَّقَ عَقَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عِلْقٍ أَفَرَأَيْتَ الْكَرَّمَ الَّذِي عَنَّمَهُ بِالْعَقْمِ عَنَّمَهُ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ مَرَجِعُ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَجَعُ بَوَادِرُهُ حَتَّى دَخَلَ عَلَى خَدِيجَةَ فَقَالَ (( زَعْلَوِي وَمَلُونِي )) فَرَشَرَهُ حَتَّى دَعَا عَنْهُ الرُّوْعَ ثُمَّ قَالَ لَخَدِيجَةَ (( أَيُّ خَدِيجَةَ مَا لِي )) وَأَخْبَرَهَا الْخَبَرَ قَالَتْ (( لَقَدْ خَشِيتُ عَلَى نَفْسِي )) قَالَتْ لَهُ خَدِيجَةُ كَلَّا أَبَشَرُ مِنَ اللَّهِ دَ يُخَوِّبُكَ اللَّهُ أَبَدًا وَلِلَّهِ بَنَدُكَ لَتَصِلُ الرَّحْمَ وَمَصْنُوعُ الْخَدِثِ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ

کہ کہاری شریعت میں اور یہ گلی شریعتوں میں جب غور و محمل کرو تو معلوم ہوتا ہے کہ کنہ اور قسم کے ہیں ایک قسم بوجہ جو غش سے تعلق نہیں رکھتے صرف خدا سے تعلق رکھتے ہیں جیسے شرک کرنا کفر کا اعتقاد کتنا دوسرے اور علق سے تعلق رکھتے ہیں جن کی وجہ سے خدا کی مخلوق کو تکلیف ہوتی ہے رنج پہنچتا ہے تقریباً اکثر گناہ بلکہ سارے ہی قسم کے ہیں جیسے زنا اور چوری اور ظلم اور سود خوری۔ غیبت اور حسد اور غلامی بخلی وغیرہ پھر جو شخص دونوں قسم کے گناہوں سے پرہیز کرنا اور بوجہ اس کے وہ غلیاں کرنا جو جن سے خدا خوش ہوتا ہے اور خدا کی مخلوق بھی خوش ہوتی ہو وہاں کا قسم کو صحبت میں پہنچنے اس کی تردد و تردد خوشی پر حتیٰ جائے گی اور وہ ہمیشہ ایسے اعمال کے اثر سے اور ان کے تصور سے چور ہوا گنہگار ہے گا۔ خود حقیقت ہر ایک گناہ ایک رنج ہے جو انسان کی زندگی کو خراب کر دیتا ہے اور عیش کو کرار اور تلخ بنا دیتا ہے، اسی واسطے تمام شریعتوں سے بلا غفلت گناہ سے منع کیا ہے مثلاً جو شخص بخلی کرے گا اور اپنے جوہر و بچوں اور تاتے والوں دوستوں کے حق میں طرح طرح کرے گا تو سب کے سب اس کے دشمن بن جائیں گے اور جہاں تک ہو سکے گا اس کے جان اور مال کو نقصان پہنچائیں گے۔ جو شخص حسد کرے گا وہ اپنے ہاتھ سے اپنے تئیں نقصان پہنچائے گا جو ظلم کرے گا تو اس کے دشمن ہو کر اس سے بددلیں گے اسی طرح سارے گناہوں کا حال ہے کہ انجام ان کا وہ وہ اور رنج ہے پھر جو شخص گناہ کو لذت سمجھ کر بیٹھا ہے وہ احاطہ میں اور ہار یک میں نہیں ہے۔ اگر وہ خوب فکر کرے تو اس کو بات معلوم ہو جاتی ہے کہ یہ گمراہی بھری لذت اس بے اعتدال تکلیف کے سامنے جو آگے آنے والا ہے کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔ نہ اس کے وقت جو ایک آدمی لطف لذت ہوتی ہے اس کی کیا موازہ اللہ ان آفتوں کے سامنے جو بنا کرے والے کو آگے چل کر پیش آتی ہیں۔ کوئی شریف آدمی اس کے آنے کا اپنے گھر میں رواں نہیں ہوتا کوئی اس کے ہمسایہ ہے کو پسند نہیں کرتا جس سے دنیا کی اس عورت کا اگر شوہر ہے تو وہ اس کے خوں کا پیاسا بن جاتا ہے اور جب موقع پاتا ہے اس کو قتل کرتا ہے اور جو شوہر نہیں تو اس کے اور عزیز اور اقارب تاتے اور رشتے والے دشمن ہوتے ہیں اس کے مارنے کی فکر میں رہتے ہیں اور اگر فراموش کریں کہ وہ عورت خود زنیہ ہو اور اس سے تاتے رشتے والے ہی نہ ہوں یا ان پر یہ سہا میں تب بھی یہ نقصان ہے کہ اس شخص کو دنیا کی عادت پڑ جاتی ہے پھر ہر یک عورت سے اس فعل کے کرنے پر مستعد ہوتا ہے اور نقصان پاتا ہے دوسرے اس کی بی بی اور بی بی کے عزیز و اقارب سب اس کے دشمن بن جاتے ہیں اور اکثر ایسے بدکردار خاندان اپنی بی بی کے

جوڑتے ہیں بچ بستے ہیں بوجھ اٹھاتے ہیں (یعنی عیال اور اطفال اور یتیم اور مسکین کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہیں ان کا بار اٹھاتے ہیں) اور تاوار کے لیے کمائی کرتے ہیں اور خاطر واری کرتے ہیں مہمان کی اور بھی آفتوں میں (جیسے کوئی قرضدار ہو گیا یا مفلس ہو گیا یا اور کوئی تباہی آئی) مدد کرتے ہو لوگوں کی۔ پھر حدیچہ آپ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں اور وہ حدیچہ کے چچا زاد بھائی تھے۔ کیونکہ ورقہ، نوفل کے بیٹے تھے اور نوفل اسد کے اور حدیچہ خویلد کی بیٹی تھیں اور خویلد اسد کے بیٹے تھے تو ورقہ اور حدیچہ کے باپ بھائی بھائی تھے) اور جاہلیت کے زمانے میں وہ نصرانی ہو گئے تھے اور عربی لکھا جانتے تھے تو انجیل کو عربی میں لکھتے تھے جتنا اللہ کو منظور تھا اور بہت بوڑھے تھے ان کی بیٹائی جاتی رہی تھی (بیٹھا پنے کی وجہ سے)۔ حدیچہ نے ان سے کہا اے چچا! (وہ چچا کے بیٹے تھے پر بزرگی کے لیے ان کو چچا کہا اور ایک روایت میں چچا کے بیٹے ہیں) اپنے بیٹے کی سنو ورقہ نے کہا اے بیٹے میرے اتم کیا دیکھتے ہو؟ رسول

وَنَكَسِبَ الْمُعْتَمِرُ وَتَقَرَّى الصَّبَفُ وَتَعَيَّنَ عَمِي نَوَاصِبُ الْحَقِّ فَانْطَقَتْ بِهِ خَدِيجَةُ حَتَّى أَتَتْهُ بِوَرَقَةٍ مِنْ نَوْفَلِ بْنِ أَسَدٍ بْنِ عَبْدِ الْغَفَرِيِّ وَهُوَ ابْنُ عَمِّ خَدِيجَةَ أَحَبِّي أَيْهَا وَكَانَ امْرَأً تَصَرَّ فِي الْأَحَابِيلِ وَكَانَ نَكَسِبَ الْكِتَابَ الْعَرَبِيَّ وَنَكَسِبَ مِنَ الْإِنْسَانِ بِالْعَرَبِيَّةِ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَكْتَسِبَ وَكَانَ شَيْخًا كَبِيرًا قَدْ عَمِيَ فَقَالَتْ لَهُ خَدِيجَةُ أَيْهَا عَمِّ اسْمِعْ مِنْ أَيْسِ أَحَبِّكَ مَا لَ وَرَقَةٍ مِنْ نَوْفَلِ بْنِ أَيْسِ أَحَبِّي مَاذَا نَرَى فَأَحْبَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَبَرَ مَا رَأَاهُ فَقَالَ لَهُ وَرَقَةُ هَذَا النَّامُوسُ الَّذِي أَقْرَأَ عَلَيَّ مُوسَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا لَيْتَنِي فِيهَا جَدْعًا يَا لَيْتَنِي أَتَكُونُ حَيْثُ حِينَ يَخْرِجُكَ فَوَمَنْتَ قَالَ رَسُولُ

جن دو تھوڑا جان دیتے ہیں اور اگر یہ بھی نہ ہو تو اسے عورتوں کے ساتھ بر اکام کرنے سے انسان کو طرح طرح کی بیماریاں جیسے آتشک، سوزاک، جذام وغیرہ امراض خبیثہ لاحق ہوتے ہیں جن کا اثر کئی پشت تک ادا دہیں بھی چلا جاتا ہے اور جس کو یہ بیماریاں لاحق ہوتی ہیں اس کی توفیر کی سے موت بہتر معلوم ہوتی ہے۔ حوالہ اللہ ایک آن کے مزے کے لیے جو طحال طور سے بھی ممکن ہے ساری عمر کے لیے ایسا سخت تکلیف خانا عاقل کام نہیں۔ اب اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ گناہ سے بچنے کا نام نہ صرف دنیا کی زندگی ہی میں ہے کئی جگہ آخرت کے فائدے سے اس کے سوا ہیں اور جو دنیا اور پر ہم نے کیا اس وجہ سے یہ فرض ہے کہ بعض لوگ جن کی پوری سمجھ نہیں وہ خیال کرتے ہیں کہ گناہوں سے بچنا دنیا میں کوئی معیار نہیں بلکہ اس میں صرف آخرت ہی کا فائدہ ہے حالانکہ یہ حیلہ رسی حقیقت اور سفاهت کا خیال ہے شریعت اور مذہب پر چلنا اور بری باتوں سے بچنا اور ایک کاموں کو کرنا اور بد اور آخرت دونوں کو درست کرنا ہے اور جیسے مذہب اور شریعت پر چلنے سے انسان آخرت کے عذابوں سے بچنے کا ایسے ہی دنیا کی آفتوں و نجوم سے بھی محفوظ رہے گا اگر کوئی یہ کہے کہ دنیا میں ایسے آدمیوں پر بھی بڑی بڑی مصیبتیں اور تکلیفیں ہوتی ہیں اور بہت بدکاروں نے ساری عمر چلن لڑا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ چلن اور مصیبت ظاہر جینوں کی نظر میں ہے در حقیقت بدکاروں کو کوئی چلن نہیں ہے اور نیکیوں کو کوئی رنگ نہیں۔ نیک شخص پر کیسے ہی آفت آئے پر اس کا دل اپنی بے قصوری اور ہپاکی کا تصور کر کے خوش ہے اور انجام اس آفت کا راحت ہے اور بدکار کا دل ہر وقت قلق میں ہے کیسے ہی عیش کے سداں اس کے پاس تیار ہوں پر جب دل میں طمینان اور سکون نہیں گناہوں کی فکر، سناغذہ کا خوف لگا ہے تو یہ سداں سب بچا ہے۔ ہلا ما الھمی دیی عرو و جل والھمل للھل صغی بخدی میں ہے کہ میری لکھا جاتے تھے اور، انجیل کو میری میں لکھا جاتے تھے اور انجیل کو میری میں لکھتے تھے۔ دینی نے کہا دونوں صحیح ہیں اور حاصل یہ ہے کہ

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (( اَوْ مُخْرِجِي  
هُمْ )) قَالَ وَرَقَةُ نَعَمْ لَمْ يَأْبَ رَجُلٌ قَطُّ بَمَا  
جِئْتُ بِهِ إِلَّا غَوِي وَإِنْ يُدْرِكُنِي يَوْمَئِذٍ  
أَنْصُرَكَ نَصْرًا مَوْرَرًا

اللہ ﷺ نے جو کچھ کیفیت دیکھی تھی سب بیاں کی۔ ورقہ سے کہا  
یہ تو وہ ناموس ہے جو حضرت موسیٰ پر اتاری تھی کاش میں اس زمانہ  
میں جوان ہو تا کاش میں زندہ رہتا اس وقت تک جب تمہاری قوم  
تم کو نکال دے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا وہ مجھے نکال دیں  
گے؟ ورقہ نے کہا ہاں جب کوئی شخص دیا میں وہ لے کر آیا جس کو  
تم لائے ہو (یعنی شریعت اور دیں) تو لوگ اس کے دشمن ہو گئے  
اور جو میں اس دن کو پاؤں گا تو بھی طرح تمہاری مدد کروں گا۔

۴۰۴- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا  
قَالَتْ أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ رِسَالُ الْخَبِيثَاتِ بِمِثْلِ  
حَدِيثِ يُوسُفَ عَمْرٍأَ أَنَّهُ قَالَ قَوْلَهُ لَا يُخْرِئُكَ  
اللَّهُ أَبَدًا وَقَالَ قَالَتْ حَدِيثُهُ أَيُّ ابْنِ عَمٍّ  
سَمِعَ مِنْ ابْنِ أُبَيٍّ

۴۰۴- ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے دوسری روایت بھی  
یسی ہی ہے اس میں اتنا فرق ہے کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا قسم  
اللہ کی اللہ تم کو کبھی رنجیدہ نہ کرے گا (اور اگلی روایت میں یوں تھا  
رسول نہ کرے گا) اور خدیجہ نے کہا ورقہ سے کہا اے چچا کے بیٹے  
میں اپنے بھتیجے کی بات (اور اگلی روایت میں یوں تھا اے چچا میں  
اپنے بھتیجے کی بات)۔

۴۰۵- عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الرُّمَيْثِ يَقُولُ قَالَتْ عَائِشَةُ  
رَوْحُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَجَعَ إِلَى  
عَدِيَّةَ بِنْتِ جَحْلٍ قَوْلَهُ وَاتَّصَرَ الْخَبِيثَاتُ بِمِثْلِ  
حَدِيثِ يُوسُفَ عَمْرٍأَ رَأَيْتُ يَذْكُرُ أَوَّلَ حَدِيثِهِمَا  
مِنْ قَوْلِهِ أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ وَتَابَعُ  
يُوسُفَ عَلَى قَوْلِهِ قَوْلَهُ لَا يُخْرِئُكَ اللَّهُ أَبَدًا  
وَذَكَرَ قَوْلَ عَدِيَّةَ أَيُّ ابْنِ عَمٍّ سَمِعَ مِنْ ابْنِ  
أُمَيَّةَ.

۴۰۵- اس روایت میں یوں ہے کہ آپ لو نے خدیجہ رضی اللہ  
عنہا کی طرف اور آپ کا دل کانپ رہا تھا اور اس میں یہ ذکر نہیں  
کہ سب سے پہلے جو وحی آپ پر شروع ہوئی وہ سچا خوب تھا اور  
پہلی روایت کی طرح اس میں یہ ہے کہ قسم اللہ کی اللہ آپ کو کبھی  
رنجیدہ نہ کرے گا اور خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ورقہ سے کہا کہ اے  
چچا کے بیٹے میں اپنے بھتیجے کی۔

لہذا کہ وہ نصاریٰ کے دین سے خوب واقف تھے اور انجیل کو خوب سمجھتے تھے کبھی اس کو عبران میں لکھتے تھے کبھی عربی میں۔ ناموس سے مراد  
جر تکن ہیں اور اصل معنی ناموس کے بدل بات بچانے والا ہے جاسوس بری بات بچانے والا جر تکن کو ناموس اس سے کہتے ہیں کہ وہ  
اللہ تعالیٰ کے راستہ کو بند نہ کر سکتے ہیں۔ پر افسوس ورقہ کی زندگی نے وقار کی دور رسوں اللہ کو مشرکوں نے کئے سے نکال دیا  
جیسے ورقہ نے کہا تھا۔

۴۰۶- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ  
وَكُنَّا فِي أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ كَانَتْ بَحْثُتُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا بَحْثُتُ عَنْ قُرْآنِ الْوَحْيِ قَالَ  
فِي حَدِيثِهِ (( قَبِيْنَا أَنَا أَمْشِي سَمِعْتُ صَوْتًا مِنْ  
السَّمَاءِ فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِي جَاءَنِي  
بِجَرَاءِ جَالِسًا عَلَى كُرْسِيِّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجِئْتُ  
مِنْهُ لَوْفًا فَرَجَعْتُ فَقُلْتُ زَعْلَوِي وَهَلْ لَوِي  
فَذَرَوِي فَأَتَوَلَّى اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى )) يَا أَيُّهَا  
الْمُسْتَعْتَرُ قُمْ فَأَنْبِذْ وَرَيْثُكَ مَكْبَرٌ وَتَبَابُثٌ فَطَهَّرْ  
وَالرُّجُحُ فَاغْتَحَرَّ وَهِيَ الْأَوْتَانُ قَالَ ثُمَّ تَتَابَعُ الْوَحْيُ  
۴۰۷- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ (( ثُمَّ قَرَأَ الْوَحْيُ  
عَنِّي قُرْآنَ قَبِيْنَا أَنَا أَمْشِي )) ثُمَّ دَكَرَ عَنْ حَدِيثِ  
يُوسُفَ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ (( فَجِئْتُ مِنْهُ لَوْفًا حَتَّى  
هَوَيْتُ إِلَى الْأَرْضِ قَالَ )) وَ مَا أَهْوَى سَنَةً  
وَالرُّجُحُ الْأَوْتَانُ قَالُوا - - - - - الْوَحْيُ بَعْدَ وَتَتَابَعُ  
۴۰۸- عَنْ الرَّحْمَنِ بْنِ يُونُسَ الْبَاسِطِ عَنْ حَدِيثِ  
يُوسُفَ وَهَانَ فَأَتَوَلَّى اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَا أَيُّهَا  
الْمُسْتَعْتَرُ إِنِّي قَوْلِي وَالرُّجُحُ مَا غَشَرَ قَبْلَ أَنْ تُعْرَضَ  
الصَّلَاةُ وَهِيَ الْأَوْتَانُ وَقَالَ (( فَجِئْتُ مِنْهُ ))

۴۰۶- جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت ہے کہ وہ صحابہ میں  
سے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمایا رسول اللہ  
ﷺ نے اور آپ ذکر کرتے تھے وحی موقوف ہو جانے کا ایک  
بار میں جا رہا تھا میں نے آسمان سے آواز سنی تو میں نے سر اٹھایا  
دیکھ تو وہی فرشتہ جو حراء میں میرے پاس آیا ایک کرسی پر بیٹھ  
ہے آسمان اور زمین کے بیچ میں۔ یہ دیکھ کر میں سہم گیا ڈر کے  
بارے اور سوٹ کر گھر میں آیا میں نے کہا مجھے کپڑا اوڑھا دو مجھے  
کپڑا اوڑھا دو انھوں نے کپڑا اوڑھا دیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے یہ  
سورت اتاری یا ایہا المدثر اخیر تک یعنی اے کپڑا اوڑھنے  
والے اٹھ اور ڈر الوگوں کو ڈر اور اپنے مالک کی بڑائی کر اور اپنے  
کپڑوں کو پاک کر اور پلیدی کو چھوڑ دے۔ پلیدی سے مراد بہت  
ہیں پھر وحی برابر آنے لگی۔

۴۰۷- ابو جابر نے حدیث اس سند سے بھی مروی ہے

۴۰۸- زہری سے روایت ہے اسی سند کے ساتھ یونس کی  
حدیث کی طرح اور کہا اس نے تو نازل کیا اللہ تعالیٰ نے سورہ مدثر کو  
اے کپڑا اوڑھنے والے اور پلیدی چھوڑ دے پہلے اس سے فرض کی  
جائے نماز اور پلیدی وہ بیت ہیں اور کہا اس نے فجئت منه جیسے کہا

(۴۰۶) ☆ سب سے پہلے آپ پر وہ آیتیں اتریں جو ہر کی حدیث میں بیان ہوئیں یعنی اقرا باسم ربك الذي خلق خلق الانسان من  
علق اقرا وربك الاكرم الذي علم بالقلم علم الانسان ما لم يعلم بعد اس کے ایک مدت تک جس کی تعیین میں اختلاف ہے وحی  
موقوف رہی پھر یہ آیتیں اتریں سورہ مدثر کے شروع کی۔ بعد اس کے وحی کا سلسلہ بند ہوا اور برآئے گئے۔ نووی نے کہا اب جو بعض لوگ  
کہتے ہیں سب سے پہلے سورہ مدثر اتری یہ ضیف بلکہ باطل ہے اسی طرح جو لوگ کہتے ہیں سب سے پہلے سورہ فاتحہ اتری۔

کتاب قال عقیل

عقیل نے۔

۴۰۹۔ عن یحییٰ یقول سألت أبا مسلمة أمي  
لقرآن أنزل قبل قال يا أبا المثنى فقلت أو  
قرأ فقال سألت جابر بن عبد الله أمي القرآن  
أنزل قبل قال يا أبا المثنى فقلت أو قرأ قال  
جابر أخذتكم ما حدثنا رسول الله صلى الله  
عليه وسلم قال (( جاوزت بجزء شهرًا فلما  
قضيت جواردي نزلت فاستبطنت بطن  
الوادي فوديت فنظرت أمامي وعلمني وعن  
يعقبي وعن شعالي فلم أر أحدًا ثم نوديت  
فنظرت فلم أر أحدًا ثم نوديت فرمعت  
رأسي فإذا هو على العرش في الهواء يعني  
جنود عليه السمام فأخذني رجفة شديدة  
فأنتيت خديجة فقلت ذكروني فذكروني فقصوا  
عليّ ما قالوا اللهم عز وجل )) يا أبا  
المثنى قم فأبصر وربك فكبر وربك فصور

۴۰۹۔ عیسیٰ سے روایت ہے میں نے ابو مسلمہ سے پوچھا سب سے  
پہلے قرآن میں سے کیا اترا؟ انھوں نے کہا یا ابیہا المدثر میں نے  
کہا اقواء انھوں نے کہا میں نے جابر بن عبد اللہ سے پوچھا قرآن  
میں سے پہلے کیا اترا انھوں نے کہا یا ابیہا المدثر میں نے کہا اقواء  
جابر نے کہا میں تم سے وہ حدیث بیان کرتا ہوں جو رسول اللہ ﷺ  
نے ہم سے بیان کی تھی آپ نے فرمایا میں حرامیں ایک مہینے تک  
رہا جب میری مدت رہنے کی پوری ہو گئی تو میں اترا اور دلائی کے  
اندر چلا۔ کسی نے مجھے آواز دی میں نے سامنے اور پیچھے اور داہنے  
اور بائیں دیکھا کوئی نظر نہ آیا پھر کسی نے مجھے آواز دی میں نے  
دیکھا کسی کو نہ پید پھر کسی نے مجھے آواز دی تو میں نے سر اوپر اٹھایا  
دیکھا تو وہ ہوا میں ایک تخت پر ہیں یعنی جبرئیلؑ مجھے یہ دیکھ کر لرزہ  
چڑھ آیا تخت (حبیب کے مارے) تب میں خدیجہ کے پاس آیا اور  
میں نے کہا مجھے کپڑا اڑھا دو انھوں نے کپڑا اڑھا دو اور پانی اوپر  
میرے ڈال۔ رستہ دور کرنے کے لیے۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ  
آیتیں اتاریں یا ابیہا المدثر قم فانظر وربك فكبر و ثابث  
فطهر (ان کا ترجمہ اوپر گزرا)۔

۴۱۰۔ مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۴۱۰۔ عن یحییٰ بن ابی کثیر بهذا الإسناد  
وقال (( فإذا و جالس على عرشه بين  
السما والارض ))۔

باب: رسول اللہ ﷺ کا آسمانوں پر تشریف لے جانا  
(یعنی معراج) اور نمازوں کا فرض ہونا

باب: البشراء برسول الله ﷺ إلى  
السموات وفرض الصلوات

۱۔ روایت ہے کہ یہ بہت بڑا باب ہے اور میں اس باب میں مختصر مختصر مطالب اپنے اپنے مواقع پر بیان کروں گا اور قاضی عیاضؒ نے معراج  
کے بارے میں چند فقرے بہت عمدہ لکھے ہیں انھوں نے کہا کہ لوگوں نے اختلاف کیا ہے کہ یہ معراج کس حالت میں تھی تو بعضوں نے کہا یہ  
سب خواب تھا اور جو حق ہے اور کثیر سلف اور متاخرین نے اس کو اختیار کیا ہے فقہاء اور محدثین اور متکلمین میں سے وہ یہ ہے کہ معراج بیداری  
ن حالت میں تھی اور آپ اپنے جسم کے ساتھ تشریف لے گئے تھے اور حدیثیں اس امر پر دلائل کرتی ہیں اور طاہر سے مدلول کہ سنے اللہ



کے لیے کوئی وجہ نہیں ہوتی۔ یہ جہاں ہے تاکہ جہاں کی احتیاج ہو اور شریک نے معراج کی روایت میں کئی جگہ واضح کیا ہے جس پر شک کیا ہے علامہ نے اور امام مسلم نے اس پر سمجھ کر کہا کہ شریک نے اس روایت میں تقدیم اور تاخیر اور کمی اور بیشی کی ہے ایک میں سے ہے کہ وہ معراج کو نبوت سے پہلے نقل کرتا ہے حالانکہ یہ غلط ہے۔ معراج کم از کم نبوت سے چند مہینے کے بعد واقع ہوئی اور حربی نے کہا معراج ستائیسویں شب کو واقع اشل میں ہمت سے ایک سال پہلے ہوئی اور ہری نے کہا معراج نبوت کے پانچ برس بعد ہوئی اور ابن اسحاق نے کہا معراج اس وقت ہوئی جب اسلام مکہ میں پھیل گیا حالانکہ اب کے قیوں میں ہمارے ان سب قولوں میں ہری اور ابن اسحاق کا قول زیادہ ٹھیک ہے اس لیے کہ سب نے اتفاق کیا ہے کہ حضرت خدیجہ نے حضرت کے ساتھ مدینہ پہنچی تھیں اور وہاں سے ہونے کے بعد اور اس بات میں اختلاف نہیں کہ حضرت خدیجہ ہجرت سے تین سال پہلے گزر گئیں اور بعضوں نے کہا پانچ سال پہلے اور سے یہ کہ علامہ نے اتفاق کیا ہے اس بارے کہ علامہ معراج کی رات کو فرض ہوئی پھر معراج نبوت سے پہلے کی ہو سکتی ہے اور یہ جو شریک کی روایت میں ہے آپ سارے تھے اور دوسری روایت میں ہے کہ میں سونے اور جاگنے کے بیچ میں تھا اور کہنے کے پاس تو اس سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ معراج خواب میں تھی کیونکہ یہ حالت اس وقت کی ہے جب آپ کے پاس لڑتے آیا اور حدیث میں اس کا کہنا ذکر ہے کہ سداقتہ جواب میں گزرو تمام ہوا کلام قاصی عیاض کا۔ دوتی نے کہا شریک کے ہوا معراج کی حدیث کو اور حافظوں اور مفسرین نے روایت کیا ہے جیسے ابن شہب اور ثابت بن ابی نضر اور انہوں نے اس سے علاوہ انہوں نے شریک کی باتیں بیان کیں اور شریک اصل حدیث کے نزدیک حافظ نہیں ہے۔ معراج کہتا ہے کہ جس لوگوں نے معراج کا حال بیان کیا ہے ان کے جسم کے ساتھ انکار کیا ہے ان کا انکار دودھ سے ہے۔ ایک تو یہ کہ اس قدر بڑا حرکت قیاس میں نہیں آتی کہ لاکھوں کروڑوں برس کا فاصلہ ایک جسم خود سے دھارے میں سے کرے اور پھر اس کے اجزاء میں اتصال قائم رہے دوسری یہ کہ آسمان ٹل گیا کے ٹکڑوں کے ایک پر ت دوسرے پر ت سے ملے ہوئے ہیں اور وہ پہنچنے اور جڑنے کے قابل نہیں ہیں اور شہبہ تو صرف بطور سنی تھی کہ یہ اور کہا تھا کہ اگر اسے تو آسمان ٹھوس اور سخت ایک سے ایک ملے ہوئے ٹکڑے اور اس کا ٹکڑا ہوا نظام مسلمانوں نے عربی زبان میں نقل کیا اور وہی مسلمانوں میں شائع ہوا حالانکہ خود حکماء ہی نے اس نظام کو باطل کر دیا اور آسمانوں کا جسم ایسا سخت کہ جس میں کوئی چیز چرنا نہ سکے غلط ہوا اور ثابت ہوا ہے ہر کہ ہر ہا ہمارے اور اجسام ان آسمانوں میں جو ان کی طرح معلوم ہوتا ہے پھر کرتے ہیں اور اگر یہ امر مان لیا جائے کہ آسمان ٹھوس اور سخت اجسام ہیں تو کہاں سے معلوم ہوا کہ ان میں درود ہے اور رائے نہیں ہیں اور چہرے بھی فرض کیا جائے تو یہ کہاں سے ثابت ہو کہ وہ پہنچنے اور جڑنے کے قابل نہیں ہیں چہرے لکے علماء سے کہتا ہے کہ پہنچنے پر قائم کی ہے وہ کی جگہ سے خدائے ہر اس کے مقدمات منوع ہیں۔ سب ہر سلا اس تو اس کا جواب یہ ہے کہ صرف قیاس میں نہ آنے سے کوئی امر قابل نہیں ہو سکتا اور میں کی حرکت کو دیکھو کہ اس پر ہر میل ایک گھنٹے میں سے کرتی ہے یعنی توپ کی گولی سے ایک سو تین گن طرہ حدیثی ہے ہر میں کے اجزاء میں تفریق ہوتی ہے اور ہر کوئی قسم کی پریشانی ملتی ہے۔ سب سے حاصل ہوتی ہے اور جس لوگوں کے نزدیک آفتاب متحرک ہے اور میں ساکن ہے تو آفتاب زمین سے دس کروڑ زمین کے فاصلہ پر ہونے سے اس کا دور ساٹھ کروڑ میل کا ہوا اور ساٹھ کروڑ پر تقسیم ہو تو ہر ایک ساعت میں آسمانی کروڑ میل آفتاب کی حرکت ہوتی حالانکہ اس قدر تیز حرکت سے بھی نہ آفتاب کا جرم پھٹتا ہے نہ اس کے اجزاء میں تفریق ہوتی ہے سب اس سے بھی دیدار بڑا حرکت کو دیکھو روشنی جو آفتاب سے ہم تک آتی ہے اس کی حرکت ایک فائدہ یعنی منٹ میں ایک کروڑ میں لاکھ میل ہے اگر کوئی کہے کہ روشنی ایک عرض ہے جو دوسرے جسم سے قائم ہے اور کلام جو ہر کی حرکت میں ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ جہاں نظر ہے کہ روشنی عرض ہے بلکہ روشنی ایک جسم ہے جو چھوٹے چھوٹے اجزاء سے مرکب ہے اور وہ اجزاء نہایت تیزی کے ساتھ روشنی جسم سے سب طرف پھیلے جاتے ہیں پھر جب جس کی تیزی کی کوئی انتہاء نہ ملے اور نہ جسم کی تیزی کی اس صورت میں مدد نہ کریم قادر مطلق کا ہے کہ کچھ عید نہیں ہے کہ وہ ایک جسم کو چھٹا چاہے سے تیز دن نہایت جلد سے گویا ہر سے تیزی اور حرارت سے بعد ہوا ہے جس سے اسے ہی قیاس سے معراج کو عید سمجھ کر اس کا انکار یا اور حضرت صدیق سے عقل سلیم سے کام لیا اور معراج کی تفسیر میں کی و دانك فصل اللہ یرید من شد



۴۹۹- عن أنس بن مالك رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال (( أبيت بالبراق وهو دابة آتية طويلاً فوق الجمال ومون البهائم يصعُ خافرة جند منتهى طرفه قال فركبته حتى أتيت بيت المقدس قال فربعت بالحلقة التي يربط به الأنبياء قال ثم دخلت المسجد فصليت فيه ركعتين ثم خرجت فجاءني جبريل عليه السلام ينادي من حفر وإناء من ثياب فاحتوت الثياب فقال جبريل صلى الله عليه وسلم اخترب الفطرة ثم عرج بنا إلى السماء فاستفتح جبريل فقيل من أنت قال جبريل قيل ومن معك قال محمد قيل وقد

۴۰۱- انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے سامنے براق لایا گیا اور وہ ایک چالور ہے سفید رنگ کا لمبا گدھے سے اونچا اور بچر سے چھوٹا اپنے سم وہاں رکھتا ہے جہاں تک اس کی نگاہ پہنچتی ہے (تو ایک لمحہ میں آسمان تک جاسکتا ہے)۔ میں اس پر سوار ہوا اور بیت المقدس تک آیا وہاں اس چالور کو اس حلقہ سے باندھ دیا جس سے اور پیغمبر اپنے اپنے چالوروں کو باندھا کرتے تھے (یہ حلقہ مسجد کے دروازے پر ہے اور باندھ دیے سے یہ معلوم ہوا کہ انسان کو اپنی چیزوں کی احتیاط اور حفاظت ضروری ہے اور یہ توکل کے خلاف نہیں) پھر میں مسجد کے اندر گیا اور دو رکعتیں نماز کی پڑھیں بعد اس کے باہر نکلا تو حضرت جبریلؑ او برتن لے کر آئے ایک میں شراب تھا اور ایک میں دودھ۔ میں نے دودھ پسند کیا حضرت جبریلؑ ہمارے ساتھ آسمان پر چڑھے۔ (جب وہاں پہنچے) تو فرشتوں سے کہا دروازہ کھولنے کے لیے

(۳۱۱) براق بھسم یا اس چالور کا نام ہے جس پر رسول اللہؐ سمرقانی رات کو سوار ہوئے تھے۔ ربیعہ اور صاحب تحریر نے کہا کہ براق وہ چالور ہے جس پر تمام پیغمبروں نے سواری کی پر اور پیغمبروں کا سواری کرنا اس پر دلیل چاہتا ہے۔ ابن درید نے کہا براق براق سے نکلا ہے براق کہتے ہیں بکلی کو اس چالور کا نام براق ہوا اس لیے کہ اس کی چال بکلی کی طرح تیر تھمی اور بعضوں نے کہا اس لیے کہ وہ بکلی کی طرح صاف اور سحر اور چمکدور تھا اور بعضوں نے کہا اس لیے کہ وہ سفید تھا۔ تاحی عیاضؒ نے کہا احتمال ہے کہ اس چالور میں دو رنگ ہوں کیونکہ یہ تمام اس بکری کو کہے ہیں جس کی سفیدی میں سیاہ دھاریاں ہوں اور حدیث میں خود موجود ہے کہ وہ چالور سفید رنگ کا تھا تو براق بھی سفید رنگ میں داخل ہے۔ (ابو دؤد) کہ جس نے یسئیس یسئیس دونوں صحیح ہیں اور مشہور معنی اس کے یہ ہیں پانی کا گھر وہاں انسان گناہوں سے پاک ہوتا ہے یا وہ مکان خود پاک سے بتوں کی نجاست سے۔ ابودؤد نے کہا اس روایت میں، قصداً ہے اور مراد یہ ہے کہ جبریلؑ نے آپ کو اختیار دیا کہ ان دونوں برتنوں میں سے جس کو چاہیں اختیار کریں آپ نے دودھ پسند کیا جیسے دوسری روایت میں ابو ہریرہؓ کی صاف موجود ہے کہ آپ کو الہام ہوا دودھ کے اختیار کرنے کا اور فطرت سے مراد اسلام اور استقامت ہے اور مطلب یہ ہے کہ تم نے اسلام کی علامت کو اور اس پر استقامت کو اختیار کیا اور دودھ اسلام کی علامت اس وجہ سے ہوا کہ ہرگز نہ جو شکار ایک انجام ہے اور شراب تو سب ناپاکیوں کی جڑ ہے اور حال اور حال دونوں میں برائیاں پیدا کرنے والی ہیں۔ تمنا۔

حرجم کہتا ہے کہ ممکن ہے کہ فطرت سے مراد یہاں لغوی معنی فطرت کا ہو یعنی پیدا نش اور آخر نش اور مقصود یہ ہے کہ دودھ فطری غذا ہے انسان کی جب آدمی پیدا ہوتا ہے تو اس کی پرورش بغیر دودھ کے مشکل ہے اور دودھ وہ غذا ہے جو نہایت مقوی سرخ اللحم، اعصاب کو بڑھانے والا، جسم کو پرورش کرنے والا اور اس میں غذائیت اور بانییت دونوں موجود ہیں اور وہ فطری یعنی پیدا نشی ہے خداوند کریم ﷺ

انھوں نے پوچھا کون ہے؟ جبریل نے کہا جبریل ہے۔ انھوں نے کہا تمہارے ساتھ دوسرا کون ہے؟ جبریل نے کہا محمد ہیں فرشتوں نے پوچھا کیا وہ بلائے گئے تھے؟ جبریل نے کہا ہاں بلائے گئے ہیں پھر دروازہ کھولا گیا اہل گھر کے لیے اور ہم نے آدم کو دیکھا انھوں نے مرحبا کہا اور میرے لیے دعا کی بہتری کی پھر جبریل ہمارے ساتھ چلے دوسرے آسمان پر پور دروازہ کھلویا فرشتوں نے پوچھا کون ہے؟ انھوں نے کہا جبریل فرشتوں نے پوچھا تمہارے ساتھ دوسرا کون شخص ہے؟ انھوں نے کہا محمد ہیں۔ فرشتوں نے کہا کیا ان کو حکم

بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا بَابُهَا  
أَنَا بِأَخْبَرُ فَرَحِبًا بِهِ وَدَعَا لِي بِحَبْرٍ لَمْ عَزَجْ  
بِنَا إِلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ عَلَيْنَا  
السَّلَامَ فَقِيلَ مَنْ أَنْتَ قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ  
مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ  
قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا بَابُهَا أَنَا بِأَخْبَرُ  
عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَتَعْقَى نَبِيَّ رُكُوبًا  
صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِمَا فَرَحِبًا رَدَعُوا لِي

حق نے اس کو پہلا انسان کی مشیت کو اس میں داخل نہیں بلکہ خلاف شراب کے کہ اس میں تقدیریت ہے جو انسان کے جسم کی پرورش کے لیے کان ہو۔ وہ بطریقی ہے بلکہ انسان کی ترکیب اور مشیت سے تیار ہوا ہے اور جس قدر مشیت اس سے حاصل ہوتی ہے اس سے زیادہ ضرر اور نقصان پیدا ہوتا ہے۔ نووی نے کہا یہاں سے کئی باتیں معلوم ہو گئیں ایک یہ کہ جب مکان والا اندر سے پوچھے کون ہے تو اس کے جواب میں اپنا نام بیان کرے۔ یہ کہ "میں" کہے کیونکہ اس کی ممانعت آئی ہے اور "میں" لکھنا ہے فائدہ ہے۔ دوسرے یہ کہ آسمان میں دروازے ہیں تیسرے یہ کہ دروازوں پر محافظ اور پھرکے دار ہیں۔ مرحبا کہ لفظ ہے جس کو عرب کے لوگ مہماں آئے کے وقت بولتے ہیں یعنی تم اچھی فرما اور کشادہ جگہ میں آئے اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص ملاقات کو آئے اس کی خاطر درباری کرنا اور کشادہ پیشانی سے ملنا اور اس کی تعریف کرنا بشروطیکہ وہ مفرد و رست ہے اور یہ طریقہ ہے ایما و یک بیت العور ایک پھر ہے کہ جس کی طرف آسمانوں کے اوپر اس کو معذور اس لیے کہتے ہیں کہ وہ ہمیشہ آہو رہتا ہے ہر روز نئے ستر پہناتا فرشتے وہاں عبادت کے لیے آتے ہیں جو پھر کبھی نہیں آتے اس سے معلوم کرنا چاہیے کہ فرشتے کتنے بے حساب ہیں۔ سدرۃ منقحی ایک درخت ہے ہر کاساتوں آسمانوں کے اوپر وہاں ہے فرشتوں کے جانے کی وجہ سے اس کے علم کی اس سے آگے کاظم سو خدا تعالیٰ کے کسی کو نہیں ہے۔ ابن عباس نے کہا اس کا نام سدرۃ منقحی اس لیے ہوا کہ ملائکہ کاظم وہاں تک نہم ہو گیا اور اس سے آگے کوئی نہیں بڑھا سو اس لیے کہ اور عبد اللہ بن مسعود سے منقول ہے کہ اس کو منقحی اس لیے کہتے ہیں کہ جو اوپر سے اترتا ہے وہاں ہنر ظہر جاتا ہے اور جو نیچے سے اترتا ہے وہاں رک جاتا ہے یعنی خدا کا علم یعنی جب اللہ جل جلالہ کی خاطر منقحی اس درخت پر ہوتی تو اس کا رنگ روپ ہی بدل گیا اور حسن و جمال اس کا ہے نظیر ہو گیا جس کی تعریف بیان ہو سکتی ہے مطلقاً ہی ہے مخلوق کی کیا مجال جو اپنے خالق و اربابوں کی تعریف کر سکے۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ عقیدہ صف امت کا کہ خدا تعالیٰ اپنے عرش پر آسمانوں کے اوپر ہے ورنہ لوٹ جانے کے کیا معنی ہونگے۔ نووی نے اس مقام پر یہ تاویل کی ہے کہ میں لوٹ گیا اس مقام پر جہاں میں نے خداوند کریم سے باتیں کی تھیں اور پھر عرض کیا وہاں اور نقل کیا اس کو مولانا ابوالطیب نے اسراج الوہج میں اور میں رد کیا اس تاویل کو حالانکہ یہ تاویل مردود ہے اور نووی نے متاخرین متکلمین کی تقلید کر کے یہ تاویل کی جو حدیث کریم کو جہت اور مکان سے منظر خیال کرتے ہیں اور علماء حدیث اور مفسرین حدیث کے مذہب پر اس حدیث میں کوئی تاویل کی ضرورت نہیں اس لیے کہ ان کے نزدیک خدا کا مکان عرش ہے اور وہ جہت فوق میں ہے جس مطلب حدیث کا صاف ہے کہ میں خداوند کریم کے پاس پھر گیا اور جن لوگوں نے یہ خیال کیا ہے خداوند خدا کی ذات ہر جگہ ہے اور عرش سے رت کو کوئی خصوصیت نہیں ان کے طریقہ پر معراج کی فضیلت نہیں نکلتی ہے اور نہ اتنی تکلیف کی کوئی ضرورت معلوم ہوتی ہے کہ رات کے وقت ساتوں آسمانوں کا

ہوا تھا بد نے کا؟ جبریل ے کہا ہاں اس کو حکم ہوا ہے پھر دروازہ کھلا تو میں نے دونوں خالہ زاد بھائیوں کو دیکھا یعنی حضرت عیسیٰ بن مریم اور یحییٰ بن زکریا کو ان دونوں نے مرحبا کہا اور میرے لیے بہتری کی دعا کی پھر جبرئیل ہمارے ساتھ تیسرے آسمان پر چڑھے اور دروازہ کھلویا فرشتوں نے کہا کون ہے؟ جبرئیل نے کہا جبرئیل فرشتوں نے کہا دوسرے تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبرئیل نے کہا محمد ہیں۔ فرشتوں نے کہا کیا ان کو پیغام کیا گیا تھا بد نے کے لیے؟ جبرئیل نے کہا ہاں ان کو پیغام کیا گیا تھا پھر دروازہ کھلا تو میں نے حضرت یوسف کو دیکھا اللہ نے حسن (خوبصورتی) کا آدھا حصہ ان کو دیا تھا انھوں نے مرحبا کہا مجھ کو اور نیک دعا کی پھر جبرئیل ہم کو لے کر چوتھے آسمان پر چڑھے اور دروازہ کھلویا فرشتوں نے پوچھا کون ہے؟ کہا جبرئیل پوچھا تمہارے ساتھ دوسرا کون ہے؟ کہا محمد ہیں فرشتوں نے کہا کیا بلوائے گئے ہیں؟ جبرئیل نے کہا ہاں جو سب گئے ہیں پھر دروازہ کھلا تو میں نے لاریس کو دیکھا انھوں نے مرحبا کہا اور انھیں دعا دی مجھ کو۔ اللہ جل جلالہ نے فرمایا ہم نے ٹھایا اور یساکرا اونچی جگہ پر (تو اونچی جگہ سے یہی چوتھا آسمان مراد ہے) پھر جبرئیل علیہ السلام ہمارے ساتھ پانچویں آسمان پر چڑھے انھوں نے دروازہ کھلویا فرشتوں نے پوچھا کون؟ کہا جبرئیل پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟ کہا محمد ہیں فرشتوں نے کہا کیا وہ بلوائے گئے ہیں؟ جبرئیل نے کہا ہاں بلوائے گئے ہیں پھر دروازہ کھلا تو میں نے حضرت ہارون کو دیکھا انھوں نے مرحبا کہا اور مجھے نیک دعا دی۔ پھر جبرئیل علیہ السلام ہمارے ساتھ چھٹے آسمان پر

يَخْبِرُنَا عَنْ عَرَجٍ بِإِلَى السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ لَقِيْلَ مَنْ أَنْتَ قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالِ لَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا قِيَادًا أَنْ يُؤَسِّفَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا هُوَ قَدْ أُعْطِيَ مَطَرُ الْخُسْفِ فَرَحَّبَ وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ ثُمَّ عَرَجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ الرَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قِيلَ مَنْ هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قَالَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ لَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا قِيَادًا أَنْ يَأْذِرَ مِنْ فَوْحِهَا وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ قَالِ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ (( وَرِعَاةٌ مَكَانًا عِبَّ )) ثُمَّ عَرَجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ الْخَامِسَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ قِيلَ مَنْ هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا قِيَادًا أَنْ يَهَارُونَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَحَّبَ وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ ثُمَّ عَرَجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ السَّادَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قِيلَ مَنْ هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ لَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا قِيَادًا أَنْ يَمْوَسِي

تیسرا سر آپ کو درپیش ہو کیونکہ ان کے نزدیک لوح و قلم پر بھی ذات سے موجود ہے پھر ساتویں آسمانوں کے اوپر بلا سے کیا مقصود تھا لاکھوں و لاکھوں الہیہ یہ کم بخت عقیدہ جم بن عقوان سے پھیلا جس نے جبریلوں مسلمانوں کو گمراہ کیا اور اب تک گمراہی اس کی قائم ہے اور نبوت ہی اللہ جل جلالہ نے اس شیطان کے شر سے علامہ حدیث اور سلف صالحین کو اور جنہوں نے ان کی راہ اختیار کی اللہ تعالیٰ ہم کو سلف کی پیروی نصیب فرماے اور ہمارا حشر انہی کے ساتھ کرے۔ آمین یا رب العالمین۔ اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے پیغمبر ص

پچھنے اور دروازہ کھلویا فرشتوں نے پوچھا کون ہے؟ کہا جبرئیل پوچھا اور کون ہے تمہارے ساتھ؟ انھوں نے کہا محمدؐ ہیں فرشتوں نے کہا کیا خدا نے ان کو پیام بھیجا آملنے کے لیے؟ جبرئیل نے کہا ہاں بھیجا پھر دروازہ کھلا تو میں نے حضرت موسیٰؑ کو دیکھا انھوں نے کہا مرحبا اور چھی دعاوی مجھ کو پھر جبرئیل ہمارے ساتھ ساتویں آسمان پر چڑھے اور دروازہ کھلویا فرشتوں نے پوچھا کون ہے؟ کہا جبرئیل پوچھا تمہارے ساتھ اور کون ہے؟ کہا محمدؐ ہیں فرشتوں نے پوچھا کیا وہ بلوائے گئے ہیں؟ انھوں نے کہا ہاں بلوائے گئے ہیں پھر دروازہ کھلا تو میں نے حضرت ابراہیمؑ کو دیکھا وہ نکیہ لگائے ہوئے تھے پٹی پیٹھ کا بیت المعمور کی طرف (اس سے یہ معلوم ہوا کہ قبل کی طرف بیٹھ کر کے بیٹھنا درست ہے) اور اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے جاتے ہیں جو پھر کبھی نہیں آتے پھر جبرئیل مجھ کو سدرہ مٹھی کے پاس لے گئے اس کے پتے اتنے بڑے تھے جیسے ہاتھ کے کان اور اس کے پیر جیسے قلد (ایک بڑا گھڑا جس میں دو سٹک یا زیادہ پانی آتا ہے) پھر جب اس درخت کو اللہ کے حکم نے ڈھانکا تو اس کا حال ایسا ہو گیا کہ کوئی مخلوق اس کی خوبصورتی بیان نہیں کر سکتا پھر اللہ جل جلالہ نے ڈانا میرے دل میں جو کچھ ڈال اور پچاس نمازیں ہر رات اور دن میں مجھ پر فرض کیں جب میں وہاں سے اترتا اور حضرت موسیٰؑ تک پہنچتا تو انھوں نے پوچھا تمہارے پروردگار نے کیا فرض کیا امت پر تمہاری امت میں نے کہا پچاس نمازیں فرض کیں انھوں نے کہا پھر لوٹ جاؤ اپنے پروردگار کے پاس اور تخفیف چاہو کیونکہ تمہاری امت کو اتنی طاقت نہ ہوگی اور میں نے بنی اسرائیل کو آزمایا ہے اور ان کا امتحان لیا ہے میں

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجِبَ وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ ثُمَّ عَرَجَ إِلَى السَّمَاءِ اسْتِثْبَاهًا فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ فَقِيلَ مَنْ هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا قَابًا أَنَا يَا إِبْرَاهِيمَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ ظَهَرَهُ إِلَى الثَّيْتِ الْمَعْمُورِ وَإِذَا هُوَ بِذِخْلِهِ كُلُّ يَوْمٍ مَبْعُوثُونَ أَلْفَ مَلَكٍ لَا يَبْعُدُونَ إِلَيْهِ ثُمَّ ذَهَبَ بِي إِلَى السَّنَةِ الْمُتَهَيَّ وَإِذَا وَرَقُهَا كَأَدَانِ الْفَيْلَةِ وَإِذَا تَمَرُّهَا كَالْفَيْلِ قَالَ فَلَمَّا عَشِيهَا مِنْ أَمْرِ اللَّهِ مَا عَشِي تَغَيَّرَتْ فَمَا أَخَذَ مِنْ خَلْقِ اللَّهِ يَسْتَطِيعُ أَنْ يَنْعَتَهَا مِنْ خَسَنَهَا فَارْجِعْ إِلَى اللَّهِ إِلَهِي مَا أَوْحَى لِقَرْنٍ عَلَيَّ حَمْسِينَ صَلَاةً فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ فَرَأَيْتُ إِلَى مُوسَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا لِرَبِّكَ رَيْتُ عَلَى أُمِّكَ قُلْتَ حَمْسِينَ صَلَاةً قَالَ ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ فَإِنَّ أَمْرَكَ لَا يُطِيقُونَ ذَلِكَ فَإِنِّي قَدْ بَلَوْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَخَبَرْتُهُمْ قَالَ فَرَجَعْتُ إِلَى رَبِّي فَقُلْتُ يَا رَبِّ عَقِّفْ عَلَيَّ أُمِّي فَحَطَّ عَنِّي حَمْسًا فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقُلْتُ حَطَّ عَنِّي حَمْسًا قَالَ إِنَّ أَمْرَكَ لَا يُطِيقُونَ ذَلِكَ فَارْجِعْ إِلَيَّ

لہ نے اللہ جل جلالہ سے بلا واسطہ کلام کیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو جواب دیا اب وہ لوگ جو کہتے ہیں معاذ اللہ حد بات نہیں کرتا اس کی بات میں آواز اور حروف ہیں وہ گویا یہ شیوں اور آئینوں کا رد کرتے ہیں جن سے صائب اللہ تعالیٰ کا بات کرنا اور اس میں آواز ہو ۳۹ بات ہے جس پر بار فرض کرنے سے اور تخفیف پانچ سے اب مجھ کو شرم آگئی اب نہیں جاسکتا کہ آپ کو یہ خیال ہو کہ میری امت ان پانچ نمازوں کو لے

رَبَّنَا فَسَأَلْنَا التَّخْفِيفَ قَالَ فَلَمْ أَرْجِعْ  
بِهِ رَبِّي تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَتَبَّ مُوسَى عَلَيْهِ  
السَّلَامُ حَتَّى قَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّهُمْ خَمْسُ  
صَلَوَاتٍ كُلُّ يَوْمٍ وَثِيْقَةٌ لِكُلِّ صَلَاةٍ عَشْرُ  
فَلَدَلْتُ خَمْسُونَ صَلَاةً وَمَنْ هُمْ بِخَسْبَةٍ فَلَمْ  
يَعْمَلْهَا كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةٌ فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ  
لَهُ عَشْرًا وَمَنْ هُمْ سِتَّةٌ فَلَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ  
تُكْتَبْ لَهُ فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ سِتَّةٌ وَاحِدَةٌ  
فَإِنْ صَلَوْتُ حَتَّى انْتَهَيْتُ إِلَى مُوسَى صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ ارْجِعْ إِلَى  
رَبِّكَ فَسَأَلْنَا التَّخْفِيفَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُتِلَ قَدْ رَحِمْتُ  
إِلَى رَبِّي حَتَّى سَخَّيْتُ مِنْهُ

لوٹ گیا آپ پروردگار کے پاس اور عرض کیا اے پروردگار! تخفیف کر میری امت پر۔ اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں گھنٹوں میں لوٹ کر حضرت موسیٰ کے پاس آیا اور کہا کہ پانچ نمازیں اللہ تعالیٰ نے مجھے معاف کر دیں۔ انھوں نے کہا تمہاری امت کو اتنی طاقت نہ ہوگی تم پھر جاؤ اپنے رب کے پاس اور تخفیف کرو آپ نے فرمایا میں اس طرح برابر اپنے پروردگار اور حضرت موسیٰ کے درمیان آتا جاتا رہا یہاں تک کہ اللہ جل جلالہ نے فرمایا اے محمد! وہ پانچ نمازیں جس ہر دن اور ہر رات میں اور ہر ایک نماز میں دس نماز کا ثواب ہے تو وہی پچاس نمازیں ہوئیں (بھان اللہ مالک کی کسی عنایت اپنے غلاموں پر ہے کہ پڑھیں پانچ نمازیں اور ثواب ملے پچاس کا) اور جو کوئی شخص نیت کرے کام کرنے کی نیک پھر اس کو نہ کرے تو اس کو ایک نیکی کا ثواب ملے گا اور جو کرے تو دس نیکیوں کا اور جو شخص نیت کرے برائی کی پھر اس کو نہ کرے تو کچھ نہ نکھا جائے گا اور اگر کرے تو ایک ہی برائی لکھی جائے گی آپ نے فرمایا پھر میں اترا اور حضرت موسیٰ کے پاس آیا۔ انھوں نے کہا پھر جاؤ اپنے پروردگار کے پاس اور تخفیف چاہو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اپنے پروردگار کے پاس پھر پھر کر گیا یہاں تک کہ میں شرمایا اس سے۔

۴۱۲ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَيُّكُمْ لَا يَطْلُقُوا بِي إِلَى زَنْمٍ لَشَرْخٍ عَنْ صَدْرِي ثُمَّ عَسَلِ

۴۱۳ انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے پاس فرشتے آئے اور مجھے بے گئے زم زم کے پاس بھر چرا گیا سینہ میرا اور دھویا گیا زم زم کے پانی سے بھر چھوڑ دیا گیا میں اپنی

نہ بھی پروردگار کر کے گی پر جو منظور لکھی تھا وہ ہوا یہ جو ہمارا تخفیف ہوئی تو علامہ اختار کیا ہے اس میں کہ آیا پہلے پچاس نمازوں کا جو حکم تھا اور جوئی تھا اور جوئی۔ خطاب سے کہا کہ وہ حکم غیر و جوئی تھا اور۔ تخفیف کیسے ہوتی اور صحیح ہے کہ وہ حکم و جوئی تھا کیونکہ اگر غیر و جوئی ہو تو تخفیف چاہئے ضرورت نہ پڑتی۔ اب یہ تخفیف صحیح ہے قبل اس کے اور وہ جاز ہے۔

(۳۱۲) یعنی اس جگہ جہاں سے بے گئے تھے یہ معنی اس صورت میں ہے جب حدیث میں ازالت بسم تا صید واحد حکم مجہول ہو اور جو بسم تا صید واحد موٹ مجہول تو اس صورت میں اس کا معنی مالم بسم قاطعہ مذکور ہو گا اور وہ مذکور ہے برائی کی روایت میں اس کا

بماء زمزم ثم أنزلت»

جگہ پر۔

۴۱۳- عن أنس بن مالك رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أتاه جبريل صلى الله عليه وسلم وهو يبعث مع العلماء فأخذ فصرعه فشق عن قلبه فاستخرج القلب فاستخرج منه علقة فقال هذا حظ الشيطان منك ثم غسله في طست من ذهب بماء زمزم ثم لأمه ثم أعاده في مكانه وجاء العلماء يسعون إلى لمة يضيء ظفره فقالوا إن محمداً قد قُتل فاستقبلوه وهو منتبج النون قال أنس وقد كنت أرى أنزل دلت المحيط في صدره

۴۱۳- انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ کے پاس جبرئیل آئے اور آپ لڑکوں کے ساتھ کھیل رہے تھے انھوں نے آپ کو پکڑا اور پچھاڑا اور دل کو چیر کر نکالا پھر اس میں سے ایک بچکی جدا کر ڈالی اور کہا کہ اتنا حصہ شیطان کا تھا تم میں پھر اس دل کو دھویا سونے کے حشت میں زمزم کے پانی سے (اس سے یہ نہیں نکھا کہ ہم کو سونے کے برتن کا استعمال درست ہے کیونکہ یہ فرشتوں کا فعل تھا اور ممکن ہے کہ ان کی شریعت ہماری شریعت کے مغائر ہو۔ دوسرے یہ کہ اس وقت تک سونے کا استعمال حرام نہیں ہوا تھا) پھر جوڑا اس کو اور اپنی جگہ میں رکھا اور لڑکے دوڑے ہوئے آپ کی ماں کے پاس آئے یعنی آنحضرت کی انا کے پاس اور کہا کہ محمد مار ڈالے گئے یہ سن کر لوگ دوڑے دیکھا تو آپ صحیح و سالم ہیں اور آپ کا رنگ بدل گیا ہے (ڈر خوف سے)۔ انس نے کہا میں اس سدا کی (جو حضرت جبرئیل نے کی تھی) آپ کا سینہ پر نشان دکھاتا تھا۔

۴۱۴- عن شريك بن عبد الله بن أبي نمر قال سمعت أنس بن مالك يحدثنا عن ليلة أُسريَ برَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَسْجِدِ الْكَعْبَةِ أَنَّهُ جَاءَهُ ثَلَاثَةٌ مِمَّنْ قَبْلَ أَنْ يُوحَى إِلَيْهِ وَهُوَ مَائِمٌ مِمَّنْ فَتَسْتَحْدِ الْأَحْرَامَ وَسَاقِ الْخَبَرِ بِقَصْبِهِ نَحْوَ حَدِيثِ ثَابِتِ الْبَيْهَقِيِّ وَقَدْ تَمَّ فِيهِ شَيْئًا وَاعْتَرِ وَرَأَى وَنَقَصَ

۴۱۴- شریک بن عبد اللہ سے روایت ہے میں نے سنا انس بن مالک سے وہ بیان کرتے تھے کہ اس رات کا جس میں معراج ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کی مسجد سے۔ آپ کے پاس تین فرشتے آئے وحی آنے سے پہلے اور آپ مسجد میں سو رہے تھے پھر یہاں کیا حدیث کو اسی طرح جیسے ثابت نے روایت کیا انس سے لیکن آگے بیان کیا بعض باتوں کو اور پیچھے بیان کیا بعض باتوں کو اور زیادہ کیا اور کم کیا۔

۴۱۵- عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال

۴۱۵- انس بن مالک سے روایت ہے کہ ابوذر غفاریؓ حدیث

یہ طرح ثم انزلت علی طست من ذهب معلونہ سکتہ جی پھر اتارا گیا کچھ پر ایک طست سونے کا جس میں سکت بھری ہوئی تھی۔ (۴۱۵) یہ سید جبرائیل اور دوں کو دھوا اور صاف کرنا کچھ خلاف قیاس نہیں بلکہ محال ہے خداوند کریم کی قدرت سے یہ ہر بالکل بے معطوم نہیں ہوتا بلکہ رہنہ حال میں خود اسان سے جراتی میں اسکی ترقی کی ہے کہ اگلے زمانے میں لوگ اس کو خلاف قیاس سمجھتے اور طست میں ہم

کان ثبو درُ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (إِذَا فُزِحَ مَقْعُ بَيْتِي وَأُتِيَ بِشُكْلَةِ فَنَزَلَ جَبْرِئِيلُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَحَ صَدْرِي ثُمَّ غَسَلَهُ مِنْ مَاءٍ وَغَرَمَ ثُمَّ حَاءَ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ فَمُتَلِّئِي حِكْمَةً وَإِعَانًا فَأَلْفَرَعَهَا فِي صَدْرِي ثُمَّ أَطْلَقَهُ ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِي فَفَتَحَ بِي إِلَى السَّمَاءِ فَقَدِمَا جَنَّا السَّمَاءِ الثَّانِيَا قَالَ جَبْرِئِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَخَارِجِ السَّمَاءِ الذُّنْيَا افْتَحْ قَالَ مَنْ هَذَا قَالَ هَذَا جَبْرِئِيلُ قَالَ مَنْ مَعَكَ أَحَدٌ قَالَ نَعَمْ مَعِيَ مُحَمَّدٌ ﷺ قَالَ فَأَرْسِلْ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ فَفَتَحَ قَالَ فَلَمَّا عَلَوْنَا السَّمَاءَ الثَّانِيَا إِذَا رَجُلٌ عَنْ يَمِينِهِ أَسْوَدَةٌ وَعَنْ يَسَارِهِ أَسْوَدَةٌ قَالَ فَبَازَا نَظَرَ قَبْلَ يَمِينِهِ ضَحْكَ وَإِذَا نَظَرَ قَبْلَ شِمَالِهِ بَكَى قَالَ فَقَالَ مُرَحَّبًا بِالسَّيِّئِ لِمَصَالِحٍ وَالْمُبْتَغِي لِمَصَالِحٍ قَالَ فَنُتِ يَا جَبْرِئِيلُ مَنْ هَذَا قَالَ هَذَا آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالْأَسْوَدَةُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ سَمُ بَيْبِهِ فَأَهْلُ

یوں کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا توڑا گی چھت میرے مکان کا اور میں نے کہا میں تو جبرئیل اترے انھوں نے میرے سینہ پر چڑھا اور اس کو دھویا و حرم کے پانی سے پھر ایک عشت لائے سونے کا جس میں حکمت اور ایمان بھرا ہوا تھا اور اٹھل دیا اس کو میرے سینہ میں بعد اس کے ملا دیا سینے کو و در میر ہاتھ پکڑا اور آسمان پر پہنچے تو جبرئیل نے وہاں کے کلید بردار سے کہا کہوں اس نے پوچھا کون ہے؟ جبرئیل نے کہا جبرئیل پوچھا اور بھی کوئی تیرے ساتھ ہے؟ جبرئیل نے کہا ہاں محمد ہیں پوچھا کیا وہ بتائے گئے ہیں؟ کہا ہاں تب اس نے دروازہ کھولا جب ہم آسمان کے اوپر گئے تو ایک شخص کو دیکھا جس کی داہنی طرف بھی جہنم تھی (روحوں کی) اور بائیں طرف جہنم تھی وہ جب داہنی طرف دیکھتے تو جہنم اور جب بائیں طرف دیکھتے تو روتے۔ اس نے مجھے دیکھ کر کہا مرحبا اے نیک بخت تُو اور نیک بخت بیٹے میں نے جبرئیل سے پوچھا یہ کون ہے؟ انھوں نے کہا یہ آدم ہے اور یہ جو لوگوں کے جہنم ان کے دلہنے اور بائیں ہیں یہ ان کی اولاد ہے تو داہنی طرف وہ لوگ ہیں جو جنت میں جائیں گے اور بائیں طرف وہ لوگ ہیں جو جہنم

لہ ایمان اور حکمت لہرنے کے یہ معنی ہیں کہ اس طشت میں کوئی ایسی چیز بھری تھی جس کے دل میں ڈالتے سے دل روشن ہو گیا اور بھر گیا ایمان اور حکمت سے۔ یہ جبرئیل مودتی سے کی ہے اور میرے نزدیک اس تاویل کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ عشت بھی جنت کا تھا اور جنت کے طشت میں ایمان اور حکمت کا بھرا ہوا بیج نہیں اس لیے کہ جنت عالم آخرت میں ہے اور عالم آخرت کے احکام اور چیزیں وہاں بہت سی چیزیں جن کو ہم یہاں جسمانی اور موجد ہالذات خیال نہیں کر سکتے جسمانی اور موجد ہالذات ہوں گی۔ اسی قبیل سے ہے اعمال کا فوہ جانا، موت کا رخ کیا جانا، قرآن کی سورتوں کا شقاوت کرنا اور اہم۔ قاصی عیاض نے کہا اس مقام پر یہ احتمال ہو سکتا ہے کہ کافروں کی رو میں تو جہنم میں رہتی ہیں جو ساتویں زمین میں ہے یا اس کے نیچے ہے یا قید میں رہتی ہیں اور مومنوں کی رو میں جنت میں ہے اس پانی میں پھر یہ رو میں آدم کے پاس کیے مگر جمع تھیں اور اس کا جواب یہ ہے کہ شاید حضرت آدم کے پاس ان روحوں کے پاس ہوئے کا ایک وقت ہو اور رسول اللہ ﷺ اتفاق سے اسی وقت وہاں پہنچے تو ان کی روحوں کو دیکھا اور یہ بھی احتمال ہے کہ کافر اور جہنم میں اور مومن ارواح کا جنت میں رہنا ہمیشہ ہو بلکہ خاص ایک وقت میں ہوتا ہو جیسے قرآن میں ہے۔ مسند شام جہنم کے سامنے وہ کئے جائیں گے اور حدیث میں ہے مومن کے سامنے اس کا لھانا قبر میں پیش کیا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا کہ تیرا یہ لھانا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ پہنچائے تھ کہ اس جگہ اور یہ بھی احتمال ہے کہ جنت حضرت آدم کی داہنی طرف ہو اور جہنم بائیں طرف۔ اللہ تعالیٰ اعلم۔



میں جائیں گے اس لیے جب وہ اپنی طرف دیکھتے ہیں تو (حوشی کے مارے) ہنس دیتے ہیں اور جب بائیں طرف دیکھتے ہیں تو (رُنج کے مارے) رو دیتے ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا جبرئیل مجھ کو لے کر چڑھے یہاں تک کہ دوسرے آسمان پر پہنچے اور اس کے چوکیدار سے کہا درود رکھو اس نے بھی یہی کہا جیسے پہلے آسمان کے چوکیدار سے کہا درود رکھو انس بن مالک نے کہا رسول اللہ ﷺ نے آسمانوں پر حضرت آدم اور نوح اور عیسیٰ اور موسیٰ اور ابراہیم سے ملاقات کی اور یہ بیویاں نہیں کیا کہ اس میں سے ہر ایک کوں سے آسمان پر مل پر رُخا کہا کہ آدم سے پہلے آسمان پر ملاقات ہوئی اور ابراہیم سے چھ آسمان میں جب جبرئیل اور آپ حضرت اور میں کے پاس سے گزرے تو انہوں نے کہا مرحبا ہے نبی صالح اور بھائی صالح آپ نے پوچھا یہ کون ہیں؟ جبرئیل نے کہا یہ اور میں ہیں۔ میں حضرت موسیٰ پر سے گزر رہا ہوں نے کہا مرحبا ہے نبی صالح اور بھائی صالح میں سے پوچھا یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا یہ عیسیٰ ہیں مریم کے بیٹے پھر میں حضرت ابراہیم پر سے گزرا انہوں نے کہا مرحبا ہے نبی صالح اور میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا یہ حضرت ابراہیم

الہمیں اهل الجنة والامونة التي عن شماله اهل النار فاذا نظر قين بنيه ضحك واذا نظر قين شماله بكى قال ثم عرج بي جبرئيل حتى اتى السماء الثانية فقال لغارمها الفتح قال ففان به حارمها مثل ما قال حارم السماء الدنيا ففتح فقال انس بن مالك قد ذكر انه وجد في السماوات دم واذريس وعيسى وموسى واذراهيم صواب الله عليهم اجمعين ولهم ثيابا ككف منارهم غير انه ذكر انه قد وجد ادم عليه السلام في السماء الذهب واذراهيم في السماء السابعة قال فلما مر جبرئيل ورسول الله ﷺ باذريس صلوات الله عليه قال مرحبا بالنبي الصالح والاخ الصالح قال ثم مر ضئ من هب فقال هذا اذريس قال سمع من موسى عليه السلام فقال مرحبا بالنبي الصالح والاخ الصالح فان قلت من هذا قال هذا موسى قال ثم مر رب عيسى فقال مرحبا بالنبي الصالح والاخ الصالح

اللہ نوئی نے کہا اس روایت میں جو ابراہیم کی ملاقات چھ آسمان پر مذکور ہے تو اگر معراج دوبارہ ادا اس صورت میں کوئی مشکل نہیں اس لیے کہ ایک بار چھ آسمان پر مل کر پھر ساتویں پر بھی آپ کے ساتھ چلے گئے ہوں واللہ اعلم۔ آواز جوشنوں کے لکھنے سے نفی تھی اور یہ گستاخوں کا یا تو اللہ کے احکام اور وحی کو تنہا و لوح کفوف سے نقل کرتے تھے۔ قاصی عیاض نے کہا یہ دلیل ہے اہل سنت کے منصب کی کہ وحی اور مقام پر سب اللہ کی کتاب لوح محفوظ میں لکھے جاتے ہیں قلموں سے اور وحی جانتا ہے اس کی بیحد۔ کو جو آیات اور احادیث صحیحہ میں وارد ہے۔ وہ اپنے ظاہر پر محمول ہے پر اس کی کیفیت اور صورت اور جہں کو خود ہی خوب جانتا ہے یا وہ شخص جانتا ہے جس کو خود بتلے اپنے فرشتوں اور پیغمبروں میں سے اور جو لوگ اس قسم کی آیتوں یا حدیثوں کی تاویل کرتے ہیں اور ظاہر سے ان کو بھرتے ہیں وہ ضعیف النظر ہیں اور ضعیف الایمان اس لیے کہ جب شریعت مقدمہ میں ہے امور وارد ہیں اور عقلا محال نہیں ہیں تو ان میں تاویل کی کیا ضرورت ہے اور اللہ تعالیٰ کرتا ہے جو چاہتا ہے اور حکم کرتا ہے جیسے چاہتا ہے اور یہ لکھنا ایک حکمت الہی ہے جس سے وہ غیب کی باتیں اپنے بندوں کو بتاتا چاہتا ہے ورنہ خود سے پردہ ہے کتابوں سے اور اس کو یاد رکھنے کے لیے لکھنے کی ضرورت نہیں۔ قاصی عیاض نے کہا ہمارے پیغمبر کا اس مقام تک جانا اور سارے پیغمبروں کے مقاموں سے آگے بڑھ جانا یہ دلیل ہے ہمارے پیغمبر کی عصمت کی اور پیغمبروں پر اور ہمارے ایک روایت حضرت علی سے حرج صحیح

(( قُلْتُ مَنْ هَذَا )) قَالَ هَذَا عِمْرَانُ بْنُ حُرَيْمٍ  
قَالَ ثُمَّ مَرَرْتُ بِإِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَدْ مَرَّحَنِي  
بِإِسْمِ الصَّالِحِ وَالْبَانِ الصَّالِحِ قَالَ قُلْتُ مَنْ هَذَا  
قَالَ هَذَا إِبْرَاهِيمُ قَالَ إِبْنُ شِهَابٍ وَأَسْبَغِي إِبْنُ  
حُرَيْمٍ أَنَّ إِبْنَ عَسَامٍ وَأَبَا حَتَّةَ الْأَنْصَارِيِّ كَانَا  
يَقُولَانِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ (( ثُمَّ عَرَجَ بِي حَتَّى  
ظَهَرْتُ لِمُسْتَوَى أَسْتَعِ فِيهِ صَرِيفُ الْقَدَمِ ))  
قَالَ إِبْنُ حُرَيْمٍ وَأَنْسَى بَنُ مَالِكٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
ﷺ (( فَفَرَضَ اللَّهُ عَلَيَّ أَتَمِّي خَمْسِينَ صَلَاةً  
قَالَ فَرَجَعْتُ بِذَلِكَ حَتَّى أَمَرَ بِمُوسَى فَقَالَ  
مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ مَاذَا فَرَضَ رَبُّكَ عَلَيَّ أَتَمَّتْ  
قَالَ قُلْتُ فَرَضَ عَلَيْهِ خَمْسِينَ صَلَاةً قَالَ لِي  
مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَرَا جِعَ رَبُّكَ فَإِنْ أَتَمَّتْ لَكَ  
تَطْلُقُ ذَلِكَ قَالَ فَرَا جِعْتُ رَبِّي فَوَضَعَ شَطْرَهَا  
قَالَ فَرَجَعْتُ لِي مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَأَخْبَرْتُهُ  
قَالَ رَا جِعَ رَبُّكَ فَإِنْ أَتَمَّتْ لَكَ تَطْلُقُ ذَلِكَ قَالَ  
فَرَا جِعْتُ رَبِّي فَقَالَ هِيَ خَمْسُونَ وَهِيَ خَمْسُونَ لَا  
يُسْأَلُ الْقَوْلُ لَدُنِّي قَالَ فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقَالَ  
رَا جِعَ رَبُّكَ فَقُلْتُ قَدْ اسْتَحَبَّتُ مِنْ رَبِّي قَالَ ثُمَّ  
اسْطَلَّ بِي جَبْرِيلُ حَتَّى نَازَيْ سِدْرَةَ الْمُسْتَهْيِ فَقَعْنِيهَا  
أَلَوَانِ لَا أَنْزِي مَا هِيَ قَالَ ثُمَّ أَذْخَلْتُ نَجَّةً فَإِذَا

ہیں۔ بن شہاب نے کہا مجھ سے بن حرم نے بیان کیا کہ ابن  
عسما ابو حیدر انصاری (عامریا مالک یا ثابت) دونوں کہتے تھے کہ  
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پھر میں چڑھایا گیا ایک ہموار بلند مقام پر  
وہاں میں منگھٹا قدموں کی آواز۔ ابن حرم اور انس بن مالک نے  
کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پھر اللہ تعالیٰ نے میری امت پر پچاس  
نمازیں فرض کیں میں لوٹ کر آیا جب موسیٰ کے پاس پہنچا تو  
انھوں نے پوچھا اللہ نے کیا فرض کیا تمہاری امت پر میں نے کہا  
پچاس نمازیں ان پر فرض کیں موسیٰ نے کہا تم پھر لوٹ جاؤ اپنے  
رب کے پاس کیوں کہ تمہاری امت میں اس قدر طاقت نہیں  
میں لوٹ کر گیا اپنے پروردگار کے پاس اس نے ایک حصہ معاف  
کر دیا پھر میں لوٹ کر حضرت موسیٰ کے پاس آیا اور ان سے بیان  
کیا انھوں نے کہا لوٹ جاؤ اپنے پروردگار کے پاس کیونکہ تمہاری  
امت کو اتنی طاقت نہیں۔ میں پھر لوٹ گیا اپنے پروردگار کے  
پاس اس نے فرمایا پانچ نمازیں ہیں اور وہ پچاس کے برابر ہیں  
میرے یہاں بات نہیں بدلتی آپ نے لڑایا میں پھر لوٹ کر آیا  
موسیٰ علیہ السلام کے پاس انھوں نے کہا پھر جاؤ اپنے پروردگار  
کے پاس میں نے کہا مجھے شرم آئی اپنے پروردگار سے (بار بار  
عرض کرنے سے) پھر جبریلؑ مجھ کو لے کر چلے سدرۃ المنتہی  
کے پاس اس پر ایسے رنگ چڑھ گئے جن کو میں نہیں سمجھتا وہ کیا  
تھے پھر مجھے جنت میں لے گئے وہاں موتیوں کے گنبد تھے اور مٹی  
اس کی شک تھی۔

لہذا میں چاہتی ہوں کہ اس میں یہ ہے کہ جبریلؑ آپ کے ساتھ چلے یہاں تک کہ پردے کے پاس پہنچے وہاں سے ایک رشتہ نکلا جبریلؑ نے کہا قسم  
اس کی جس نے تجھے سچا بتایا کر کے سمجھا ہے میں جب سے یہاں ہوا میں نے اس رشتے کو نہیں دیکھا حالانکہ میں سب عقول غالب میں خدا سے زیادہ  
بزرگ ہوں اور دوسری روایت میں ہے کہ پھر جبریلؑ مجھ سے جدا ہو گئے اور آدھریں سب موقوف ہو گئیں تمام ہوا کام قاضی عیاض کا۔  
حدیث میں شطر کا لفظ وارد ہے جس کے معنی نصف کے ہیں مجھے نمازیں سنا کر دیں اس صورت میں یہ قائل نہ ہو گا پہلی روایت کے جن  
میں پانچ پانچ نمازوں کا معاف ہونا مذکور ہے کیونکہ شطر کے معاف ہونے سے یہ غرض نہیں کہ ایک ہی بار میں شطر سنا ہو گیا ہو

يَهِيَ جَذِيذُ اللَّؤْلُؤِ وَإِذَا تَوَاتَبَهَا الْمَسْكُ»

۴۱۶- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
قَالَ قَالَ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْقَةَ رَجُلٍ مِنْ قَوْمِهِ  
قَالَ قَالَ نَبِيُّ الْوَسْطَى اللَّهُ عَلَيْهِ رَسْمٌ (( يَتَنَا  
أَنَا عِنْدَ النَّبِيِّ بَيْنَ النَّاسِ وَالْمَقْطَانِ إِذَا مَضَعْتُ  
لَنَا يَقُولُ أَحَدُ الْقَتْلَانِ بَيْنَ الرَّحْلَيْنِ فَأَتَيْتُ  
فَانْطَلِقُ بِهِ فَأَتَيْتُ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ فِيهَا مِنْ  
مَاءٍ زَمْزَمٍ فَشَرَحَ صَنْدُوقِي لِي كَذَا وَكَذَا قَالَ  
فَنَادَا فَقُلْتُ لِلَّذِي مَعِيَ مَا يَغْنِي قَالَ أَلِي  
أَبْصَرُ بَطْنِي فَاسْتَخْرِجْ قَلْبِي فَفُصِّلَ بِمَاءِ زَمْزَمٍ  
ثُمَّ أُعِيدَ )) مَكَانَهُ ثُمَّ خُشِنَ يَدَا وَجُكُنَتْ ثُمَّ  
أُتِيَتْ بِدَائِيَةِ أَيْمَنِ يُقَالُ لَهُ الْبَرَأَقُ فَوُكِيَ الْجِمَارِ  
وَذُوْنُ الْبَعْلِ يَتَّبِعُ حَطَرُهُ عِنْدَ أَفْصَى طَرَفِهِ  
فَحُمِلَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ (( انْطَلَفَا حَتَّى آتَيْنَا السَّمَاءَ  
الدُّنْيَا فَاسْتَفْتَحَ جَبْرَيْلُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَقِيلَ مَنْ هَذَا قَالَ جَبْرَيْلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ  
مُحَمَّدُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ

۴۱۶- انس بن مالک سے روایت ہے، انھوں نے شاید سنا مالک بن  
صعقہ سے جو ایک شخص تھے ان کی قوم سے کہ فرمایا رسول اللہ  
ﷺ نے میں خند کعبہ کے پاس تھا اور میری حالت خواب اور  
بیداری کے بیچ میں تھی اتنے میں میں نے سنا ایک شخص کو جو کہتا تھا  
کہ ہم دونوں میں بیچ تیسرے یہ ہیں یعنی رسول اللہ ﷺ پھر  
میرے پاس آئے اور مجھ کو ملے گئے پھر میرے پاس ایک طشت لایا  
گیا سونے کا اس میں پانی تھا مزم کا اور میرا بید چیرا گیا یہاں تک  
اور یہاں تک کہ قرہ نے کہا جو راوی ہے اس حدیث کا میں نے  
اپنے ساتھی سے پوچھا اس سے مراد کیا ہے انھوں نے کہا جتنی چیرا  
گیا پیٹ کے نیچے تک اور دل نکالا گیا اس میں سے پھر دھویا گیا مزم  
کے پانی سے پھر رکھا گیا اپنی جگہ پر پھر بھر دیا گیا ایماں اور حکمت  
سے پھر ایک جانور کو لائے جس کا رنگ سفید تھا اس کو براق کہتے  
تھے گدھے سے اونچا اور ٹچر سے نچاوا اپنا قدم وہاں رکھتا تھا جہاں  
تک اس کی نگاہ پہنچتی تھی مجھ کو اس پر سوار کیا پھر ہم چلے یہاں تک  
کہ پہلے آسمان پر آئے جبریلؑ نے دروازہ کھول دیا فرشتوں نے پوچھا  
کون ہے؟ کہا جبریلؑ کہا تمہارے ساتھ کون ہے؟ کہا محمدؐ۔ کہا

تو بلکہ کئی بار میں معاف ہوا اور قاضی حیاؒ نے کہا کہ خطر سے ایک حصہ مراد ہے بیس پنج نمازیں اور نصف مراد کھن ہے اور یہ بھی ہو سکتا  
ہے پر اس کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ حدیث مختصر ہے اس میں کئی بدلے کو بیان نہیں کیا۔ واللہ اعلم۔

(۳۱۶) جنانیل، ایک دریا ہے ملک افریقہ میں جس کا طوں تین ہزار میل کے قریب ہے اور قاہرہ پائے تخت مصر اسی دریا کے کنارے واقع ہے  
ملک مصر کی شاہی اور سرسبز اسی دریا سے ہے جب یہ دریا بہتا ہے اور پانی اس کا پڑتا ہے تو تمام ملک میر سب ہو جاتا ہے اور فرات و دریا ہے  
جو عراق عرب میں واقع ہے شہر کوفہ جو اب بالکل بھرا ہے اسی دریا کے کنارے واقع تھا اور واقعہ کہ بلا اسی دریا کے کنارے واقع تھا

۱۔ جنانیل، ایک دریا ہے ملک افریقہ میں جس کا طوں تین ہزار میل کے قریب ہے اور قاہرہ پائے تخت مصر اسی دریا کے کنارے واقع ہے  
ملک مصر کی شاہی اور سرسبز اسی دریا سے ہے جب یہ دریا بہتا ہے اور پانی اس کا پڑتا ہے تو تمام ملک میر سب ہو جاتا ہے اور فرات و دریا ہے  
جو عراق عرب میں واقع ہے شہر کوفہ جو اب بالکل بھرا ہے اسی دریا کے کنارے واقع تھا اور واقعہ کہ بلا اسی دریا کے کنارے واقع تھا

إِنَّهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ لَفَتَحَ لَنَا وَقَالَ مَرَحِبًا بِهِ  
وَلَقَدْ أَلْمَحِينَا جَاءَ قَالَ فَاتَيْنَا عَلَى آدَمَ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ( رِسْقُ الْحَدِيثِ نَقَصَتْ  
وَذَكَرَ أَنَّهُ لَقِيَ فِي السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ عِيسَى وَتَحَنَّنَى  
عَمَّا السَّامِ وَفِي الثَّالِثَةِ يُوسُفَ وَفِي الرَّابِعَةِ  
زَكَرِيَّا وَفِي الْخَامِسَةِ هَارُونَ صَوَاتُ اللَّهِ  
عَلَيْهِمْ قَالَ (( ثُمَّ انْطَلَقَا حَتَّى أَتَاهُمَا إِلَى  
السَّمَاءِ السَّادِسَةِ فَاتَتْ عَلَى مُوسَى عَلَيْهِ  
السَّلَامُ فَسَمِعَتْ عَلَيْهِ لَقَاءَ مَرَحِبًا بِالْأَخِ  
الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ فَلَمَّا جَوَزَتْهُ بَكَى  
فَنَادَى مَا يَكْبِتُ قَالَ رَبِّ هَذَا غُلَامٌ يُعَذِّبُ  
بِعَذَابِي يَدْخُلُ مِنْ أُمِّيهِ لَجْنَةً أَكْثَرُ مِنْهَا يَدْخُلُ  
مِنْ أُمِّي قَالَ ثُمَّ انْطَلَقَا حَتَّى أَتَاهُمَا إِلَى  
السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَاتَتْ عَلَى إِبْرَاهِيمَ (( وَمَا  
فِي الْحَدِيثِ وَحَدَّثَ سَيِّدُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ أَنَّهُ رَأَى أَرْبَعَةَ أَهْلٍ يُخْرَجُ مِنْ أَصْهَارِ  
مِهْرَانَ ضَاهِرِينَ وَبَهْرَانَ بَاطِنًا (( فَقُلْتُ يَا جَبْرِيلُ  
مَا هَذِهِ الْأَهْلَاءُ قَالَ أَمَّا الْبَهْرَانُ الْبَاطِنَانِ فَهَرَانُ  
فِي الْجَنَّةِ وَأَمَّا الظَّاهِرَانِ فَالْبَيْتُ وَالْقُرْبُ ثُمَّ رُفِعَ  
لِي الْبَيْتُ لَمَعْمُورٌ فَقُلْتُ يَا جَبْرِيلُ مَا هَذَا قَالَ  
هَذَا الْبَيْتُ الْمَعْمُورُ يَدْخُلُهُ كُلُّ يَوْمٍ مَبْعُودٌ  
أَلْفَ مَلَكٍ إِذَا خَرَجُوا مِنْهُ لَمْ يَعُودُوا لِيهِ آخِرُ  
مَا عَلَيْهِمْ ثُمَّ أُنِيتُ بِأَنَاءَتِهِ أَحَدَهُمْ حَمْرًا وَالْآخَرُ  
لَبَنٌ لَعْرَضًا عَلَيَّ فَاخْتَرْتُ اللَّبَنَ فَفِيلُ أَصْبَتْ

انہوں نے کیا جواب دے گئے ہیں وہ؟ جبریل نے کہا ہاں چھ دروازے کھلے  
اور فرشتوں نے کہا مرحبا مبارک ہو آپ کا تشریف لانا پھر ہم  
آئے آدمؑ کے پاس اور بیان کیا حدیث کا پورا قصہ اور ذکر کیا کہ  
آپؐ سے دوسرے آسمان پر ملاقات کی جتنی سے اور جتنی سے  
اور تیسرے آسمان پر یوسفؑ سے اور چوتھے آسمان پر ابراہیمؑ سے  
اور پانچویں آسمان پر ہارونؑ سے پھر کہا کہ ہم چلے یہاں تک کہ چھٹے  
آسمان پر پہنچے وہاں حضرت موسیٰؑ سے ملے ان کو میں نے سلام کیا  
انہوں نے کہا مرحبا تک بھائی اور تک نبی کو۔ جب میں آگے بڑھا  
تو وہ رونے لگے آواز آئی اے موسیٰ کیوں روتے ہو؟ انہوں نے  
کہا اے پروردگار اس لڑکے کو تو نے میرے بعد پیغمبر کیا اور اس کی  
امت میں سے جنت میں زیادہ لوگ جائیں گے میری امت سے  
(تو حضرت موسیٰؑ کو رنج ہوا اپنی قوم پر حالانکہ اس کی تعداد بہت  
تھی پر جتنی اس میں کم تھے ہمارے پیغمبر کی امت سے کم پھر آپؐ  
نے فرمایا ہم چلے یہاں تک کہ ساتویں آسمان پر پہنچے وہاں میں نے  
ابراہیمؑ کو دیکھا اور بیان کیا اس حدیث میں کہ رسول اللہ ﷺ نے  
فرمایا میں نے چار نہریں دیکھیں جو سدرة کی جڑ سے نکلی تھیں دو  
نہریں کھلی تھیں اور دو نہریں ڈھپی تھیں میں نے کہا اے جبریل  
یہ نہریں کیسی ہیں؟ انہوں نے کہا ڈھپی ہوئی دو نہریں تو جنت میں  
گئی ہیں اور کھلی ہوئی نسل و فرات ہیں پھر اٹھایا گیا میرے لیے بیت  
السمور میں نے کہا اے جبریل میں نے کیا ہے؟ انہوں نے کہا یہ بیت  
السمور ہے اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے جاتے ہیں جو پھر کبھی  
اس میں نہیں آتے پس یہی ان کا اخیر آنا ہے پھر میرے پاس دو  
برتن لائے گئے ایک میں شراب تھا اور ایک میں دودھ دووں  
میرے سامنے کئے گئے میں نے دودھ کو پسند کیا۔ "اور آئی ٹھیک کیا

یہ ہو تھا پانی اس کا نہایت شیریں اور صاف اور ہاضم ہے۔ کاظمی حیاؒ نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سدرة المنتہی کی جڑ زمین  
میں ہے کچھ نکل اور فرات اس کی جڑ سے نکلے ہیں۔ نووی نے کہا یہ کچھ ضروری نہیں اس لیے احکام ہے کہ سدرة المنتہی کی جڑ سے یہ نکل

أَصَابَ اللَّهُ بِكَ أَفْئُتَكَ عَلَى لَهْفَةٍ ثُمَّ فَرَضَتْ  
عَلَيْ كُلِّ يَوْمٍ خَمْسُونَ صَلَاةً ۝ ثُمَّ دَكَرَ قِصَّتَهَا  
إِلَى خَيْرِ الْحَدِيثِ

۴۱۷- عَنْ مَالِكِ بْنِ صَفْصَعَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَذْكُورُ بَخْوَةٍ وَرَادٍ بِهِ  
(۱) فَأَنْبِئْتُ بِطَسْتٍ مِنْ دَهَبٍ مُنْتَلِي جُكْمَةً  
وَأَتَيْنَا شَيْئًا مِنَ الشَّجَرِ إِلَى مَرَاثِ الْبَطْرِ  
فَغَسَلَ بِمَاءٍ زَفْرَمٍ ثُمَّ مَلَأَ جُكْمَةً وَابْتَدَأَ ۝

۴۱۸- عَنْ قِادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْعَالِيَةِ يَقُولُ  
حَدَّثَنِي أَبُو عَمْرٍاءُ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ  
دَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِوْنًا أُسْرِي  
بِهِ فَقَالَ (۲) مُوسَى آدَمُ طَوَّالٌ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ  
شَنْوَةَ ۝ وَقَالَ (۳) عِيسَى جَعْدٌ مَوْثُوغٌ ۝ وَدَكَرَ  
مَالِكٌ عَزَّارَ جَهَنَّمَ وَدَكَرَ الشَّجَالَ

۴۱۹- عَنْ قِادَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ حَدَّثَنَا أَبُو  
عَمْرٍاءُ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ عُبَّاسَ قَالَ  
مَا لَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ (۴) فَرَوْتُ لَيْلَةَ أُسْرِي يَبِي  
عَلَى مُوسَى بْنِ عِصْرَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَجُلَّ  
آدَمُ طَوَّالٌ جَعْدٌ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنْوَةَ

م نے خدا تمہیں لٹیکہ راستے پر لایا اور تمہاری امت بھی تمہارے  
راستے پر چلے گی پھر میرے اوپر پچاس نمازیں فرض ہوئیں ہر روز  
پھر بیان کیا سارا قصہ احمر تک۔

۳- مالک بن صفصعہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا  
وہی حدیث جو اوپر گزری اتنا زیادہ ہے کہ میرے پاس ایک طشت  
لایا گیا سونے کا جو بھرا ہوا تھا حکمت اور ایمان سے پھر چیر گیا سینے  
سے لے کر پیٹ کے نیچے تک اور دھویا گیا زمزم کے پانی سے اور  
بھرا گیا حکمت اور ایمان سے۔

۴۱۸- قیادہ سے روایت ہے میں نے ابو عالیہ سے سنا وہ کہتے تھے  
مجھے حدیث بیان کی تمہارے مؤرخین علیہ السلام کے چچا ابو بھائی نے یعنی  
عبداللہ بن عباسؓ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے دکر کیا معراج کا تو  
فرمایا موسیٰ گندی رنگ کے ایک لمبے آدمی تھے گویا شنوہ (ایک  
قبیلہ ہے عرب میں) کے آدمی اور عیسیٰ کو گھوگر ہال والے میاں  
قد کے اور بیان کیا مالک کا جو اروغہ جہنم کا دورہ کر گیا دجال کا۔

۴۱۹- قیادہ سے روایت ہے اس نے سنا ابو عالیہ سے انھوں نے  
کہ حدیث بیان کی ہم سے تمہارے نبیؐ کے چچا کے بیٹے ابن عباسؓ  
نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس رات مجھے معراج ہو میں  
موسیٰ بن عیزان پر گزرا وہ ایک گندی رنگ کے لمبے آدمی تھے  
گھوگر ہال والے جیسے شنوہ کے آدمی ہوتے ہیں اور میں نے دیکھا

حق دونوں دریا نکلے ہوں پھر چلے گئے جہاں تک کہ اللہ نے چاہا اور میں پر شہود ہونے والوں اور یہ امر نہ خلاف شرع ہے نہ خلاف عقل ہے اور  
ظاہر حدیث سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے تو اسی کی طرف جانا چاہیے۔

(۴۱۹) سید کے مقلد سید سے اور صاحب جس میں حمید گئی نہ ہو اور اوپر کی روایت میں ہے کہ ان کے ہاں گھوگر تھے تو خوب اس کا یہ ہے کہ  
گھوگر دقت میں ہیں ایک تو حق گھوگر جیسے جی لوگوں کے ہاں ہونے ہیں اس کو حربی میں لفظ بولتے ہیں اور ایک جگہ گھوگر جو سید سے اور صاحب  
ہوتے ہیں اور صرف کناروں سے ذرا فائدہ یہی ہوں کو سہل کہتے ہیں اور بعضوں نے کہا کہ ایسی حدیث میں بعد کے لفظ سے گھوگر ہاں مراد  
نہیں ہیں بلکہ جھوٹ جسم سے مشتق ہے یعنی بدن کا گٹھا اور سخت اور نفوس ہوتا اور دلیل اس کی یہ ہے کہ حضرت موسیٰ کی صفت میں ایک  
روایت میں جھوٹ کا لفظ آیا ہے حالانکہ دوسری روایت میں ہے کہ ان کے ہاں سید سے صاف تھے یہ مستحکم ہے آپ کریمہ فلاں کی مریہ میں  
لھان سے جس کی تفسیر قیادہ نے یہی کی ہے کہ رسول اللہ حضرت موسیٰ سے بے شک میں ہیں اور یہی اختیار کیا ہے ایک جماعت نے جو

ورایتا عیسیٰ ابن مریم مرتبوع الخلق ابی  
انحصرۃ راتیس مبط المراس (( وأری نایکا  
عادن النار والدجنان فی آیاتہ أراهن النار إیثہ  
فما مکن فی مرتبہ من لقابہ قال کان فتادہ  
یُسْرَها أن نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مد  
لقی موسی علیہ السلام.

یحییٰ بن مریم کو وہ میدان قد تھے اور رنگ ان کا سرخ اور سفید تھا  
اور بال ان کے سبز چھٹے ہوئے تھے اور کھلائے گئے آپ کو مالک  
جہنم کے داروغہ اور دجال ان تباہوں میں جو اللہ سے دکھلائیں تو  
مت شک کر آپ کی ملاقات میں موسیٰ سے۔ راوی نے کہا کہ  
قنادہ اس آیت کی یہی تفسیر کرتے ہیں کہ بی نے موسیٰ سے  
ملاقات کی۔

۴۶۰- عن ابی عباس أن رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم مرّ برادی الأرقی فقول (( أیہ  
وہ ہذا )) فقالوا ہذا وادی الأرقی قال  
(( کأنی أنظر إلی موسی علیہ السلام حابطا  
من الثبیۃ ولہ جواز إلی اللہ بدلیۃ )) ثم  
أتی علی نبیہ مرثی فقال أی نبیہ ہذہ قالوا  
نبیہ مرثی قال (( کأنی أنظر إلی یونس بن  
مثنی علیہ السلام علی ناقۃ حمرۃ جعدۃ علیہ

۴۶۰- عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ وادی  
الارقی میں گزرے تو پوچھا یہ کون سی وادی ہے؟ لوگوں نے کہا  
وادی الارقی آپ نے فرمایا گویا میں موسیٰ کو دیکھ رہا ہوں وہ اتر رہے  
ہیں چوٹی سے اور آواز سے لپک پکار رہے ہیں پھر آپ ہرشاک  
چوٹی (نکری) پر آئے (وہ ایک پہاڑ ہے شام اور مدینے کے راستے  
پر چھ کے قریب آپ سے پوچھا یہ کونسی نکری ہے؟ لوگوں نے کہا  
یہ ہرشاک نکری ہے آپ نے فرمایا گویا میں دیکھ رہا ہوں یونس بن  
مثنیٰ کو وہ ایک سرخ اونٹنی تھئی ہوئی پر سوار ہیں اور ایک چمہ پہنے

تھیں جیسے کاجہ نور بھی اور رسول وغیرہ تو آیت کے سنی ان کے لہب پر یہ ہو گئے کہ شک مت کرتو اپنی ملاقات میں موسیٰ سے اور صہرہ غلام  
کے نزدیک آیت کے یہ مثنیٰ ہیں کہ مت شک کر موسیٰ کو کتاب ملے میں اور یہی مدہب ہے ابن عباس اور مقاتل اور زہاج کا یہ آیت سورۃ  
سہرہ پارہ ۲۴ میں ہے اور شرح میں اس آیت کا یہ ہے ولقد اتینا موسیٰ الکتاب اخیر تک۔

(۴۶۰) حضرت عیسیٰ رضی اللہ عنہ سے کہا اکثر راویوں سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ نے ان خبروں کو معراج کی رات دیکھا اور یہ امر فروع کے  
مناہجہ ابو الخالیہ کی روایت میں ابن عباس سے موجود ہے اور ابن مسیب کی روایت میں ابو ہریرہ سے مگر اس میں ایک کہنے کا ذکر نہیں ہے۔ اب  
اگر کوئی کہے کہ یہ قطبیر تو مر گئے اور وہ آخرت میں مجھے ایک کیسے کہتے ہیں اور حج کیسے کہتے ہیں وہ تو عمل کرنے کا مقام نہیں تو ہمارے مشیخ  
اور ہم نے اس کے کئی جواب نکالے ہیں۔ ایک تو یہ کہ قطبیر شہید اس کی شکل میں بلکہ ان سے بھی افضل ہیں اور شہید رحمہ ہیں اپنے پروردگار کے  
پاس تو کیا بعید ہے کہ وہاں کریں یا فرما پڑھیں جیسے دوسری حدیث میں وارد ہے اور جہاں تک ان سے ہو سکے خدا سے اور خود کی حاصل کریں اور  
گو اور گئے پر بھی تک دیا ہی میں ہیں جو عمل کا مقام ہے اللہ جب قیامت ہو جائے گی اور دنیا کی مینا مسم ہو جائے گی اس وقت عمل ختم ہو جائے  
گا دوسرے یہ کہ سخت کا عمل ذکر اور دعا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے دعوہم فیہا سبحانک اللہم وتحبہم فیہا السلام۔ تیسرے یہ کہ شاید  
یہ خواب ہو کسی اور رات میں سوا معراج کی رات کے جیسے ابن عمر کی روایت میں ہے میں سورا تھا کہ میں نے اپنے تئیں دیکھا کیسے کا طواف کرتے  
ہوئے اور بیان کیا قصہ عیسیٰ علیہ السلام کا۔ چوتھی یہ کہ رسول اللہ کو ان خبروں کی وعدگی کا حال دکھایا گیا بطور تمثیل کے کہ ان کا حج کیا تھا  
اور ایک کیو غرقھی اس لیے کہ خود آپ نے فرمایا کہ گویا میں دیکھ رہا ہوں موسیٰ کو اور گویا میں دیکھ رہا ہوں یونس کو اور گویا میں دیکھ رہا ہوں



ہیں بالوں کا ان کی اونٹنی کی ٹکیل غلبہ کی ہے اور وہ لبیک کہہ رہے ہیں۔ ابن حنبلؒ نے اپنی حدیث میں بیان کیا ہے کہ ہشتم نے کہا غلبہ سے مراد لبف ہے (یعنی کھجور کے درخت کی چھال)۔

۴۲۱- عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلے مکہ اور مدینہ کے بیچ میں ایک وادی پر گزرے آپ نے پوچھا یہ کون سی وادی ہے؟ لوگوں نے کہا وادی ازرق آپ نے فرمایا گویا میں دیکھ رہا ہوں موسیٰ کو پھر بیاں کیا ان کا رنگ اور بالوں کا حال جو یاد نہ رہا داؤد بن ابی ہند کو (جو راوی ہے اس حدیث کا) اور انگلیاں اپنے کانوں میں رکھی ہیں اور خدا کو پکار رہے ہیں آواز سے لبیک کہہ کر اس وادی میں سے جا رہے ہیں۔ عبد اللہ نے کہا پھر ہم چلے یہاں تک کہ ایک ٹکری پر آئے آپ نے فرمایا یہ کون سی ٹکری ہے؟ لوگوں نے کہا ہر شا کا یا ملت کا۔ آپ نے فرمایا گویا میں دیکھ رہا ہوں یونسؑ کو ایک سرخ اونٹنی پر ایک جبہ صوف کا پہنے ہوئے اور ان کی اونٹنی کی ٹکیل کھجور کے چھال کی ہے اس وادی میں لبیک کہتے ہوئے جا رہے ہیں۔

۴۲۲- مجاہد سے روایت ہے ہم عبد اللہ بن عباسؓ کے پاس بیٹھے تھے لوگوں نے ذکر کیا دجال کا اور کہا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے بیچ میں کافر کا لفظ لکھا ہو گا ابن عباسؓ نے کہا یہ تو میں نے نہیں سنا لیکن آپ نے فرمایا ابراہیمؑ تو ایسے ہیں جیسے تم اپنے صاحب کو دیکھتے ہو (یعنی میری مشابہ ہیں صورت میں) پھر موسیٰ ایک شخص ہیں گندم رنگ گھونگر والے یا گٹھے ہوئے بدن کے سرخ اونٹ پر سوار ہیں جس کی ٹکیل کھجور کی چھال کی ہے گویا میں ان کو دیکھ رہا ہوں جب اترتے ہیں وادی میں تو لبیک کہتے ہیں۔

۴۲۳- مجاہد سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے

جُبَّةٌ مِنْ صُوفٍ عِطَافٌ نَافِقُهُ عُنَّةٌ وَهُوَ يَلْبِسُ)) قَالَ ابْنُ حَبْلٍ فِي حَدِيثِهِ قَالَ هَشِيمٌ بَغْيِي لِبَعْدِ.

۴۲۱- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبِينَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةَ مَعْرُوثًا بِوَادٍ فَقَالَ أَيُّ وَادٍ هَذَا فَقَالُوا وَادِي الْأَزْرَقِ فَقَالَ ((كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى مُوسَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ مِنْ لَوْبِهِ وَشَعْرِهِ شَيْئًا ثُمَّ يَحْفَظُهُ دَاوُدُ وَاصْبِقًا بِصَبْغِهِ فِي أَذُنِهِ ثُمَّ جَوَّازًا إِلَى اللَّهِ بِالتَّبْيَةِ مَارًا بِهَذَا الْوَادِي قَالَ ثُمَّ سِرْنَا حَتَّى آتَيْنَا عَلَى نَبِيٍّ فَقَالَ أَيُّ نَبِيٍّ هَذِهِ)) قَالُوا هِرْشَنِي أَوْ بَعَثَ فَقَالَ ((كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى يُونُسَ عَلَى نَافِقَةٍ حُمْرَاءَ عَلَيْهِ جُبَّةٌ صُوفٍ عِطَافٌ نَافِقُهُ لِبَعْدِ عُنَّةٌ مَارًا بِهَذَا الْوَادِي فَلَبِسَا))

۴۲۲- عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ مَذْكُورًا الدَّجَالَ فَقَالَ إِنَّهُ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ قَالَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَمْ أَشْعُرْ قَانَ ذَلِكَ وَلَكِنَّهُ قَالَ ((أَمَّا إِبْرَاهِيمُ فَاَنْظُرُوا إِلَى صَاحِبِكُمْ وَأَمَّا مُوسَى فَرَجُلٌ آذَنٌ جَعْدٌ عَلَى جَنْبِ أَحْمَرَ مَحْطُومٍ بِخَلْبَةٍ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ إِذَا احْتَضَرَ فِي الْوَادِي يَلْبِسُ))

۴۲۳- عَنْ حَافِيزٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ

لو ہوں یونسؑ کو۔ یا چھال یہ کہ آپ نے بیان کیا اس بات کو جو وہی کی گئی تھ کہ طرف ان غفروں کی کیفیت اور حالت سے اگرچہ آپ نے جی آنکھ سے اس کو نہ دیکھا ہو۔ تمام ہوا کلام کا ضعیف معائنہ کا۔ (نوری)



۱) غرض علیؑ لآبء فادا موسى ضرب من الرجال كأنه من رجال شنوءة ورأيت عيسى ابن مريم عليه السلام فادا أقرب من رأيت به شيئا عروة بن مسعود ورأيت إبراهيم صوات الله عليه فادا أقرب من رأيت به شيئا صاحبكم يعني نفسه ورأيت جنبريل عليه السلام فادا أقرب من رأيت به شيئا ذخبة))  
وفى رواية ابن رُمح (( ذخبة بن خليفة ))

۲۴- عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال النبي صلى الله عليه وسلم (( حين أُنزلني نبيُّ نبيِّ موسى عليه السلام ففزعته النبيُّ صلى الله عليه وسلم فادا رجلٌ خبيثه لال مضطرب رجلٌ الرأس كأنه من رجال شنوءة قال ولقيت عيسى ففزعته النبيُّ صلى الله عليه وسلم فادا ربةً أخمر كأنها خرج من ديباس )) يعني حمًا ما كان ورأيت إبراهيم صلوات الله عليه وأنا أخيه وأبيه به قال فأتيت بيابانين هي أحدهما لبي وحي الآخر حمز ففعل

سامنے، اے گئے پیغمبر تو موسیٰ تو بیچ بیچ کے آدمی تھے (یعنی نہ بہت موٹے نہ بہت دبے گوں بدن کے تھے یا بلکے بدن کے کم گوشت) جیسے شنوہ (ایک قبیلہ ہے) کے لوگ ہوتے ہیں اور میں نے دیکھا عیسیٰ بن مریم کو جس سب سے زیادہ ان کے مشابہ عروہ بن مسعود کو پاتا ہوں اور میں نے دیکھا ابراہیم کو سب سے زیادہ ان کے مشابہ تمہارے صاحب ہیں (آپ نے اپنے تئیں فرمایا) اور میں نے دیکھا جنبریل کو (آدمی کی صورت میں) سب سے زیادہ مشابہ ان کے وجہ ہیں اور ابن رُمح کی روایت میں ہے وجہ ابن خلیفہ۔

۳۳۳ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب آپ کو معراج ہوا کہ میں موسیٰ سے ملا پھر آپ نے ان کی صورت بیان کی میں خیال کرتا ہوں آپ نے یوں فرمایا (یہ شک ہے) راوی کو وہ لمبے کم گوشت اور سیاہ بال والے تھے جیسے شنوہ کے لوگ ہوتے ہیں اور فرمایا کہ میں عیسیٰ سے ملا پھر آپ نے ان کی صورت بیان کی وہ مہند قامت تھے سرخ رنگ جیسے ابھی کوئی حمام سے نکلا (یعنی ایسے تروتازہ اور خوش رنگ تھے) اور آپ نے فرمایا میں ابراہیم سے ملا تو میں ان کی اولاد میں سب سے زیادہ ان سے مشابہ ہوں آپ نے فرمایا پھر میرے پاس دو برتن آئے گئے ایک میں دودھ تھا اور ایک میں شراب اور مجھ سے کہا گیا جس کو چاہو پسند

(۳۲۳) ایک روایت میں موسیٰ کی بہت ضرب کا لفظ آیا ہے یعنی چ گوشت اور دوسری روایت میں مضطرب کا یعنی کم گوشت تو دونوں میں تعارض ہو گا مگر علامہ نے کہا کہ مضطرب کی روایت میں ردوی کو شک ہے تو صحیح وہی ضرب کی روایت ہے اور ردوی نے کہا تعارض نہیں اس لیے کہ ضرب کے معنی لغت میں لمبے کم گوشت کے بھی آتے ہیں۔ اپنے حق ابن سکیت اور صاحب مجلس اور زبیری اور جوہری سے کہا ہے اور عیسیٰ کی نسبت اس روایت میں ہے کہ ان کا رنگ سرخ تھا اور ابن عمر کی روایت میں ہے کہ گندم گوں تھے اور بخاری نے ابن عمر سے نقل کیا کہ انہوں نے سر کا رنگ کا انکار کیا بلکہ قسم کھائی کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عیسیٰ کو سر کا رنگ نہیں فرمایا اور یہ راوی کا شبہ ہے تو شاید احمر کے لفظ سے آدمی (گندم گوں) مراد ہو اور گندی صرف نہ ہو بلکہ گندی اور سرخ کے بیچ میں ہو اور جو حدیث میں ہے جیسے حمام سے ابھی کوئی نکلا تو دیباس کے لفظ کا ترجمہ ہے اور دیباس دمس سے مشتق ہے جس کے معنی خاک میں پھپھانا اور یہاں یا حمام مراد ہے یا غار اور نہ خانہ اور مطلب یہ ہے کہ ان کا رنگ روپ ایسا تھا جیسے ابھی کسی چیز کو عرصے سے نکالیں جس پر دھوپ نہ پڑی اور گرد و غبار نہ لگا ہو اور گراہ ہو گی تھ

لِي خُذْ أَكْثَرَهُمَا شَبَقًا فَاحْبِذْ الثَّيْبَ مِنْهُمَا  
مُحِبِّتِ الْعِطْرَةَ أَوْ أَصْبَتِ الْعِطْرَةَ أَمَّا يَنْتَ لَوْ  
أَحْبَذْتَ الْخَمْرَ عَوَبُ امْتَنَتْ

کربو میں نے دودھ کا برتن لے لیا اور دودھ پیا اس نے کہا (یعنی  
میں مر رہے تھے جو یہ دونوں برتن لے کر آیا تھا) تم کو راہی فطرت  
کی یا تم بچ گئے فطرت کو (اس کی تفسیر اوپر گزر چکی ہے) اور جو تم  
شراب کو اختیار کرتے تو تمہاری امت مگر وہ ہو جاتی۔

## بَابُ ذِكْرِ الْمَسِيحِ ابْنِ مَرْيَمَ وَالْمَسِيحِ الدُّجَالِ

باب۔ مسیح بن مریم اور مسیح دجال کا ذکر

۴۲۵- عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا  
مجھ کو ایک راست دکھائی دیا کہ میں کیسے کے پاس ہوں میں نے ایک  
آدمی کو دیکھا گیہوں رنگ جیسے کہ تم نے بہت بھی گیہوں رنگ  
کے آدمی دیکھے ہوں اس کے کندھوں تک بال ہیں جیسے تو نے  
بہت اچھے کندھوں تک کے بال دیکھے ہوں اور بالوں میں کنگھی کی  
ہے ان میں سے پانی ٹپک رہا (یعنی ان میں تری اور تازگی اس کی ہے

۴۲۵- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
قَالَ ((أُرَآيْ لِمَ عِنْدَ الْكُفَّةِ فَرَأَيْتُ رَجُلًا  
آدَمَ كَأَخْسَبٍ مَا أَنْتَ رَأَى مِنْ آدَمِ الرِّجَالِ  
لَهُ لِمَّةٌ كَأَخْسَبٍ مَا أَنْتَ رَأَى مِنْ النَّعَمِ لَذَ  
رَجُلٍ فِيهِ تَقَطَّرَ مَاءٌ فَكُنَّا شَلَى رَجُلَيْنِ

نہی ساری امت جیسے یہود و نصاریٰ سب کے سب گمراہ ہو گئے۔ اب صدی کا یہ حال ہے کہ ال میں بہت مڑتے ہیں پر جو فرقہ سب میں  
اچھا خیال کیا جا رہا ہے یعنی یہ دو تصوف بھی حماقت میں گرفتار ہے اور دین کی کمال اصل یعنی توحید حق کو نہیں سمجھ سکتا تو اس میں اگرچہ بہت  
گمراہ فرماتے ہیں اور ہزاروں لاکھوں ان میں نصاریٰ کی طرح بچی توحید پر قائم نہیں شرک میں گرفتار ہیں پر ایک فرقہ ان کا توحید اور تہذیب سنت  
میں نہایت مضبوط ہے اور وہ ایسے قائم ہے حق پر اگرچہ دین کے، جس اس فرقہ کے بھی دشمن ہیں پر حد ان کا مددگار ہے۔

(۱۳۲۵ھ) کا اصل عیسیٰؑ نے کہا اگر یہ قصہ بیداری کا ہے تو کوئی بھی اٹھل نہیں اس لیے کہ حضرت عیسیٰؑ درجہ دوم سلامت ہیں پھر طواف  
کرنے میں کیا سبھا ہے اور اگر یہ خواب کا قصہ ہے جیسے ابن عمرؓ کی روایت سے مظلوم ہوتا ہے تو اس میں وہی ادبالات ہیں جو اوپر  
گزریں اور ظاہر یہی ہے کہ یہ خواب کا قصہ ہے اس لیے کہ اس میں دجال کا طواف کرنا بھی مذکور ہے حالانکہ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ دجال  
نکے اور مدینے نہیں جائے گا اور مالک کی روایت میں دجال کے طواف کا ذکر نہیں اور شاید کہ حرمت مکہ اور مدینہ کی دجال کی اس رہانے کے  
ساتھ خاص ہو جب وہ نماز کرے گا اور مسیح حضرت عیسیٰؑ کو بھی کہتے ہیں اور دجال کو بھی نہیں حضرت عیسیٰؑ کو مسیح کہنے کی وجہ میں علماء کے  
اختلاف ہیں واحدی نے کہا ابوعبید اور یسوع نے کہا کہ مسیح کی اصل عبرانی زبان میں مسیحا ہے پھر عربوں نے اس کو بدل کر مسیح کر یا جیسے سنی کے  
اصل اس کی عبرانی زبان میں موسیٰ یا عیسا ہے اس صورت میں یہ لفظ مشتق ہو گا لیکن جمہور کے نزدیک مشتق ہے ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ  
ان کو مسیح اس لیے کہتے تھے کہ جب وہ کسی بیار پر مسیح کرتے یعنی ہاتھ پھیرتے تو وہ تندرست ہو جاتا اور امرا اکہم اور ابن اعرابی نے کہا مسیح کہتے  
ہیں صلیبی کو اور بعضوں نے کہا اس لیے کہ ان کے کھوسے دونوں پاؤں کے مابین اور برابر سے مسیح میں گہرا تھکا اور بعضوں نے کہا اس لیے کہ وہ اپنی  
ماں کے پیٹ سے تیل لگے ہوئے پیدا ہوئے تھے اور بعضوں نے کہا کہ اس لیے کہ برکت اس پر پھیری گئی تھی جب وہ پیدا ہوئے تھے اور  
بعضوں نے کہا کہ اس لیے کہ اللہ نے ان پر ہاتھ پھیرا تھا یعنی خوبصورت پیدا کیا تھا اور اس کے سوا اور دھڑل میں بھی بیان نہیں ہیں اور یہ

أَوْ عَلَى غَوَابِی زَجَلَسِ یَطُوفُ بِالنِّبْتِ  
فَسَأَلْتُ مَنْ هَذَا فَقِيلَ هَذَا الْمَسِيحُ ابْنُ  
مَرْيَمَ ثُمَّ إِذَا آتَا بِرَجُلٍ جَعَدَ قَطَطٍ أَغْوَرِ  
الْغُبَى الْيُمْنَى كَأَنَّهَا عَيْنٌ طَافِيَةٌ فَسَأَلْتُ مَنْ  
هَذَا فَقِيلَ هَذَا الْمَسِيحُ الذَّجَالُ ۝

جیسے ان بالوں میں ہوتی ہے جو پانی بھرے ہوں یا در حقیقت اس  
میں سے پانی ٹپکتا ہے) اور نگلیہ دیجئے ہے دو آدمیوں پر یا دو  
آدمیوں کے کندھوں پر اور طواف کر رہا ہے کعبہ کا۔ میں نے پوچھا  
یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ مسیح ہیں بیٹے مریم کے پھر میں نے  
ایک شخص کو دیکھا گھوگر ہال والا بہت گھوگر رہتی آنکھ کا کاٹا اس کی  
کافی آنکھ جیسے پھولا گھوگر میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے  
کہا یہ مسیح دجال ہے (خدا اس کے شر سے ہر مسلمان کو بچائے)۔

۴۲۶- عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ایک  
دن لوگوں کے بیچ میں مسیح دجال کا ذکر کیا تو فرمایا اللہ جل جلالہ کا  
نہیں ہے اور مسیح دجال کاٹا ہے داہنی آنکھ کا اس کی کافی آنکھ جیسے  
پھولا گھوگر (پس یہی ایک کھل نشانی ہے اس بات کی کہ وہ مردور  
جھوٹا ہے خدائی کے دعویٰ میں) آپ نے فرمایا ایک رات خواب  
میں میں نے اپنے آپ کو کعبے کے پاس دیکھا ایک شخص گھوگر  
رنگ جیسے بہت اچھا کوئی گھوگر رنگ کا آدمی اس کے پٹھے  
موٹھوں تک تھے اور بالوں میں کنگھی کی ہوئی تھی سر میں سے پانی  
ٹپک رہا تھا اور اپنے دونوں ہاتھ دو آدمیوں کے موٹھوں پر رکھے  
ہوئے طواف کر رہا تھا کعبہ کا میں نے پوچھا یہ شخص کون ہے؟  
لوگوں نے کہا یہ مسیح ہیں مریم کے بیٹے عیسیٰ السلام اور ان کے پیچھے  
میں نے اور ایک شخص کو دیکھا جو سخت گھوگر ہال والا داہنی آنکھ کا  
کاٹا تھا میں نے جو لوگ دیکھے ہیں ان سب میں ابن قطن اس سے  
زیادہ مشابہ ہے وہ بھی اپنے دونوں ہاتھ دو آدمیوں کے موٹھوں  
پر رکھے ہوئے طواف کر رہا تھا میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں  
نے کہا کہ یہ مسیح دجال ہے۔

۴۲۶- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ ذَكَرَ رَسُولُ  
اللَّهِ ﷺ يَوْمَ بَيِّنَ طَهْرَانِي النَّاسِ الْمَسِيحَ  
الذَّجَالَ فَقَالَ (( إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَيَسْ  
بِأَعْوَرَ آلِ إِبْنِ الْمَسِيحِ الذَّجَالِ أَغْوَرُ عَيْنِ  
الْيُمْنَى كَأَنَّ عَيْنَهُ طَافِيَةٌ فَإِنَّ وَقَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ  
اللَّيْنَةَ فِي السَّمَاءِ عِنْدَ الْكُفَّةِ لَوْدَا وَجَلَّ أَدَمُ  
كَأَخْسَ مَا تَرَى مِنْ أَدَمِ الرُّحَالِ نَضْرِبُ  
لِمَتَهُ بَيْنَ مَكْبَتَيْهِ رَجُلٌ لَشَعْرٌ يَقْطُرُ رَأْسُهُ  
فَاءً وَاصِيغًا يَدْيِهِ عَلَى مَنْكِبَيْهِ زَجَلَسِ وَهُوَ  
يُشْهُمَا يَطُوفُ بِالنِّبْتِ فَقُلْتُ مَنْ هَذَا فَقَالُوا  
الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَرَأَيْتُ وَرَأَاهُ رَجُلًا  
جَعَدًا قَطَطًا أَغْوَرُ عَيْنِ الْيُمْنَى كَأَنَّهَا  
رَأَيْتُ مَنْ النَّاسِ يَأْتِي قَطَنَ رَاحِيغًا يَدْيِهِ  
عَلَى مَنْكِبَيْهِ زَجَلَسِ يَطُوفُ بِالنِّبْتِ فَقُلْتُ  
مَنْ هَذَا قَالُوا هَذَا الْمَسِيحُ الذَّجَالُ ۝

اللہ دجال کو اس سے مسیح کہتے ہیں کہ اس کی آنکھیں ملٹی گئی ہیں یا اس سے کہ وہ کاٹا ہے اور کانے کو بھی مسیح کہتے ہیں یا اس سے کہ دوسری زبان پر  
پھر سے گاسپٹے نکلنے کے وقت میں۔ (نووی)

(۴۲۶) بخاری معارف اللہ اللہ تعالیٰ کی تو آنکھیں مسیح اور سالم ہیں ہر طرح کے عیب اور نقص سے اور وہ پاک ہے ہر طرح کے خلل اور نقصان سے۔

۴۲۷- عَنْ أَبِي عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((وَأَمَّا عِنْدَ الْكَعْبَةِ رَجُلًا آذَمَ مَسْطَ الرَّاسِ وَأَصِيفًا يَدْتِيهِ عَلَى رَجُلَيْنِ يَسْكُبُ رَأْسُهُ أَوْ يَقْطُرُ رَأْسُهُ فَمَسَّالَتْ مِنْ هَذَا فَقَالُوا عَيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ أَوْ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ لَمْ تَذَرِي أَيُّ ذَلِكَ قَانَ وَرَأَيْتُ وَرَأَاةُ رَجُلًا أَحْمَرَ جَفَتِ الرُّاسُ أَغْوَرَ الْقَيْنِ الْيَمْنَى أَشْبَهُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ ابْنُ قَطَنِ فَمَسَّالَتْ مِنْ هَذَا فَقَالُوا الْمَسِيحُ الذَّجَانِ ))

۴۲۸- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَمَّا كُنْتُ فِي قُرَيْشٍ قُمْتُ فِي الْحَجَرِ فَبَعَثَ اللَّهُ لِي بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَطَعَنْتُ أَخْبَرَهُمْ عَنْ آيَاتِهِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ ))

۴۲۹- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَانَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((بَيْنَمَا أَنَا قَائِمٌ وَأَيْتِي أَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ فَإِذَا رَجُلٌ آذَمَ سَيْطَ الشَّعْرِ بَيْنَ رَجُلَيْنِ يَنْطَلِعُ رَأْسُهُ مَاءً أَوْ يُهْرَاقُ رَأْسُهُ مَاءً فَلَمَّا مِنْ هَذَا قَالُوا هَذَا ابْنُ مَرْيَمَ ثُمَّ ذَهَبَتْ أَلْتَمَتْ فَإِذَا رَجُلٌ أَحْمَرُ جَسِيمٌ جَفَتِ الرُّاسُ أَغْوَرَ الْقَيْنِ كَانَ عَيْنُهُ عَيْنَ طَائِيَّةٍ فَلَمْتُ مِنْ هَذَا قَالُوا الذَّجَانُ أَقْرَبُ النَّاسِ بِهِ شَبَهًا ابْنِ قَطَنِ ))

۴۳۰- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَقَدْ

۳۲۷- عہد اللہ میں عمر سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے کعبہ کے پاس ایک شخص کو دیکھا جو گندم رنگ کا تھا اس کے ہاں لکھے ہوئے تھے دونوں ہاتھ دو آدمیوں کے مونڈھوں پر رکھے تھا اور اس کے سر میں سے پانی بہہ رہا تھا میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ عیسیٰ ہیں مریم کے بیٹے مایوں کہا مسیح ہیں مریم کے بیٹے معلوم نہیں کون سا لفظ کہا پھر ان کے پیچھے میں نے ایک اور شخص دیکھا سرخ رنگ کھونکر ہاں و لار ہئی آنکھ کا کا سب سے زیادہ مشابہ اس سے قطن کا بیٹا ہے میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ انھوں نے کہا یہ مسیح دجال ہے۔

۳۲۸- جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب قریش کے لوگوں نے مجھے جھٹلایا تو میں حطیم میں کھڑا ہوا اور اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے کر دیا بیت المقدس کو میں نے اس کی نشانیاں قریش کو بتلائی شروع کیں اور میں دیکھ رہا تھا اس کو (یعنی بیت المقدس کو)۔

۳۲۹- عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے آپ فرماتے تھے میں سو رہا تھا اتنے میں میں نے اپنے تئیں دیکھا طواف کر رہا ہوں خاک کعبہ کا اور ایک شخص کو دیکھا جو گندم رنگ تھا اس کے بال چھٹے ہوئے تھے سر سے پانی ٹپک رہا تھا یا بہہ رہا تھا میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ مریم کے بیٹے ہیں پھر میں چلا اور طرف دیکھنے لگا تو ایک شخص کو دیکھا سرخ رنگ سوٹا دھڑی آنکھ کا کا ناگو پاس کی آنکھ پھولا ناگور ہے میں نے کہا یہ کون ہے انھوں نے کہا یہ دجال ہے سب دوگوں میں اس سے زیادہ مشابہ ابن قطن ہے۔

۳۳۰- ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے اپنے تئیں دیکھا حطیم میں اور قریش مجھ سے میری سیر کا حال

(۳۳۰) ☆ خاص عیاض نے کہا ان خبروں کی نماز میں جو گفتگو تھی اس کو براہیم بیان کر چکے ہیں اور ابھی نماز سے ذکر اور دعا

رَأَيْتِي فِي لُجْجَرٍ وَقُرَيْشٍ تَأْتِي عَنْ  
مُسَوَّيٍ لِسَانِي عَنْ أَشْيَاءٍ مِنْ بَيْتٍ مُقَدَّسٍ  
لَمْ أَتِهَا فَكُنْتُ كَرْبَةً مَا كُرِبَ مِثْلُهُ قَطُّ  
قَالَ فَوَلَعَهُ اللَّهُ لِي أَنْظُرَ إِلَيْهِ مَا يَسْأَلُونِي عَنْ  
شَيْءٍ إِلَّا أَنَا أَنُتَهِمُ بِهِ وَقَدْ رَأَيْتِي فِي جُمَاعَةٍ مِنْ  
لَأَيَّيْنِ لِهَادَا مُوسَى قَانِمٌ يُصَلِّي فَبَدَا رَجُلٌ  
صَرَبٌ سَعْدٌ كَأَنَّهُ مِنْ رَحَالِ ضَوْءَةٍ وَإِذَا  
عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَانِمٌ يُصَلِّي  
أَقْرَبُ النَّاسِ بِهِ شَيْئًا غُرُوبُ بْنُ مَسْعُودٍ  
لَقِيتُهُ وَإِذَا إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَانِمٌ يُصَلِّي  
أَشْبَهَ النَّاسَ بِهِ صَاحِبِكُمْ يَغْنِي نَفْسَهُ فَحَاسَتِ  
الصُّلَّةُ فَأَمْسَتْهُمْ فَمِمَّا لَرَعْتُ مِنَ الصُّلَّةِ قَالَ  
قَدِيلٌ يَا مُحَمَّدُ هَذَا مَالَتِ صَاحِبُ النَّارِ لَسَلَّمَ  
عَلَيْهِ فَأَلْعَتُ إِلَيْهِ فَبَدَأَنِي بِالسَّلَامِ ))

پوچھ رہے تھے (یعنی معراج کا) تو انھوں نے بیت المقدس کی کئی چیزیں پوچھیں جس کو میں بیان نہ کر سکا مجھے بزار نے جو ایسا درج کھی نہیں ہوا تھا پھر اللہ نے بیت المقدس کو اٹھ کر میرے سامنے کر دیا میں اس کو دیکھنے لگا اب جو بات وہ پوچھتے تھے میں بتا دیتا تھا اور میں نے اپنے تئیں پیغمبروں کی حرمت میں پیلا دیکھا تو موسیٰ کھڑے ہوئے مہار پڑھ رہے ہیں وہ ایک شخص ہیں مہار تہ و توش کے نور گئیے ہوئے جسم کے جیسے شہوہ کے لوگ ہوتے ہیں اور دیکھا عیسیٰ بن مریم کو وہ بھی کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں سب سے زیادہ مشابہ ان کے میں عروہ ابن مسعود ثقفی کو پاتا ہوں اور دیکھا تو حضرت ابراہیم کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں سب سے زیادہ مشابہ ان کے تمہارے صاحب ہیں آپ نے اپنے تئیں فریاد پھر نماز کا وقت آیا تو میں نے امامت کی اور سب پیغمبروں نے میرے پیچھے نماز پڑھی جب میں نماز سے فارغ ہوا تو ایک بولنے والا بول اے محمد! یہ مالک ہے جہنم کا (داروغہ) اس کو سلام کر۔ میں نے اس کی طرف دیکھا تو اس نے خود پہلے سلام کیا۔

۴۳۱- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَمَّا أُسْرِي بِرَسُولِ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَنَّهُ بِهِ إِلَى مَدْرَةٍ  
لُحْمَتِي وَهِيَ فِي السَّمَاءِ الْمُدَامَةِ إِلَيْهَا يَتَمَي  
مَا يُفْرَحُ بِهِ مِنْ الْأَرْضِ فَيُقْبَضُ مِنْهَا رِالَهَا

۴۳۳- عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے جب رسول اللہ ﷺ کو معراج ہو تو آپ مدورۃ النہدی تک پہنچے اور وہ چھنے آسمان میں ہے زمین سے جو چڑھتا ہے وہ پہنچ آں کر ٹھہر جاتا ہے پھر لے لیا جاتا ہے اور جو اوپر سے اترتا ہے وہ بھی یہیں ٹھہر جاتا ہے پھر لے

لہ مراد ہوتی ہے باوجود کون کہے کہ آنحضرتؐ سے حضرت موسیٰ کو قہر میں نماز پڑھتے دیکھا پھر بیت المقدس میں اس کیسے تھا نماز پڑھی پھر آسمان پر اس سے ملے یہ کیسے ہو سکتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے قبر میں جو آپؐ سے دیکھا کہ تو معراج سے پہلے تھا اور بیت المقدس میں اس کے ساتھ نماز پڑھی معراج کی رات میں پھر حضرت موسیٰ آپؐ سے پہلے آسمان پر چلے گئے یہ لہذا آسمان سے اُسنے کے بعد پڑھی۔ واللہ اعلم۔

(۴۳۳) ہادی نے کہا سب نسوں میں یوں ہی ہے کہ مدورۃ النہدی چھنے آسمان میں ہے لیکن اوپر گر کر اس کی روایات میں کہ مدورۃ النہدی آسمان کے اوپر ہے کاشی میاض سے کہا یہی صحیح ہے اور اکثر کا قول یہی ہے اور ممکن ہے جن کرنا ان دونوں روایتوں میں اس طرح کہ مدورۃ النہدی کی جڑ چھنے آسمان میں ہو اور ایسا اس کی ساتویں آناں کے اوپر ہوں۔ یہ کہ وہ کہا بیت بڑا رشت ہے اور غلیل نے کہا مدورۃ النہدی ایک درخت ہے ساتویں آناں میں جو سایہ کیا ہوا ہے۔ ساتویں پر اور درخت بڑے کبیرہ گناہوں کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اس امت میں سے ہے اور دوشک میں۔ خداوند ہو تو وہ ہمیشہ جسم میں رہے گا بلکہ کھی۔ کھی ضرور بخش جائے گا اور یہ مراد نہیں ہے

لیا جاتا ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جب سورۃ النبی کو ڈھانچی تھیں وہ چیزیں جو ڈھانچی تھیں عبد اللہ نے کہا میں چنگے سوے کے پھر رسول اللہ ﷺ کو وہاں تین چیزیں دی گئیں ایک تو پانچ ماریں دوسری سورۃ بقرہ کی آخر آیتیں تیسرے اللہ نے بخش دیا آپ کی امت میں سے اس شخص کو جو شرک نہ کرے اللہ کے ساتھ باقی تمام تہا کرنے والے گناہوں کو۔

يَسْهَى مَا يَهْتَطُّ بِهِ مِنْ فَوَاقِهَا يُفْصَلُ مِنْهَا قَالَ  
إِذَا يُعْشَى السَّنْدَرَةُ مَا يُعْشَى قَالَ فَرَسٌ مِنْ  
ذَهَبٍ فَإِنْ فَأَعْطَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ ثَلَاثًا أُعْطِيَ الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ وَأُعْطِيَ  
خَوَاصُّهُ سُورَةُ الْبَقَرَةِ وَعُورَةُ بَنِي نَمِرٍ يُشْرَدُ بِاللَّهِ  
مِنْ أُمَّتِهِ شَيْئًا الْمُفْحَمَتُ.

باب اس باب میں یہ بیان ہے کہ ولہد راہ نزولہ  
اخروی سے کیا مراد ہے اور رسول اللہ ﷺ نے حق تعالیٰ  
جل جلالہ کو معراج کی رات میں دیکھا تھا یا نہیں

بَابُ مَعْنَى قَوْلِ اللَّهِ غَوْ وَجَلُّ وَلَقَدْ رَأَى  
نُورَهُ أُخْرَى وَهَلْ رَأَى نَبِيُّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّهُ لَيْلَةَ الْإِسْرَاءِ

یہ ہے کہ اس کو عذاب نہ ہو گا کیونکہ اور نصوح شرمیہ اور جماع مست سے یہ سر تاب ہو چکا ہے کہ بعض سو حدیث کو جو تم گار ہو تھے عذاب  
دیا جائے گا اور قتال ہے آ یہاں بھی خاص لوگ مراد ہوں جن کے سب گناہ بخش دیے جائیں گے اور انکو بلکل عذاب نہ ہو گا یا اللہ تو اپنے  
عزائیت اور کرم سے ہم کو ان لوگوں میں کر دے اور ہمارے گناہوں کو بخش دے اور جب کہ اب تک ہم کو شرک سے پہلو دے دیا ہی حاتم  
بھی ہمارا توحید پر کر اور مت جلا کر ہم کو شرک میں ہے شک تو سب اختیار رکھتا ہے۔

۱۔ قاضی عیاض نے کہا سلف اور خلف نے اختلاف کیا ہے اس امر میں کہ ہمارے پیغمبر نے حق تعالیٰ جل شانہ کو معراج کی رات میں دیکھا تھا یا  
نہیں تو حضرت عائشہ نے انکار کیا دیکھنے کا جیسے خود اس کتاب میں ان سے روایت ہے اور ایسا ہی منقول ہے ابو ہریرہ اور ایک جماعت صحابہ سے  
دوروی مشہور ہے ابن مسعود سے اور اسی طرف گئی ہے ایک جماعت محدثین کی اور متکلمین کی اور ابن عباس سے یوں روایت ہے کہ آپ نے  
لہ تعالیٰ کو اپنی آنکھ سے دیکھا اور یہاں منقول ہے ابو ہریرہ اور کعبہ سے اور حسن بصری اس بات کی قسم کھاتے تھے وہاں ہی مروی ہے ابن  
مسعود ابو ہریرہ امام احمد بن حنبل سے اور اصحاب مقامات نے امام ابوالحسن اشعری اور اس کے اصحاب سے نقل کیا ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کو  
دیکھا اور ہمارے بھی مشائخ نے اس مسئلہ میں توقف کیا ہے اور کہا ہے کہ دیکھے ہر کوئی صاف دلیل نہیں لیکن دیکھنا جائز ہے کیونکہ اللہ کا دیدار  
وہاں ممکن ہے اور موسیٰ کا در خواست کرنا یہ کہ لیے یہی دلیل ہے امکان کی اس لیے کہ نبی اس امر کی درخواست کیسے کرے گا جو اللہ کی  
نسبت محال ہو اور اختلاف کیا ہے علماء نے کہ حضرت موسیٰ نے حق تعالیٰ کو دیکھا نہیں اور قاضی ابوبکر نے کہا کہ حضرت موسیٰ اور ہمارے پیغمبر  
علیہ السلام دونوں نے حق تعالیٰ کو دیکھا ہے اسی طرح علماء نے اختلاف کیا ہے اس مسئلہ میں کہ ہمارے پیغمبر نے حق تعالیٰ سے کلام کیا ہے معراج  
کی رات کو بلا واسطہ یا نہیں۔ سوا اشعری اور ایک جماعت متکلمین کے نزدیک کلام کیا ہے اور بعضوں نے اس قول کی مست دی جعفر بن محمد ثورانی  
مسعود ثورانی ابن عباس کی طرف اسی طرح علماء نے اختلاف کیا ہے اس آیت کے معنوں میں ہم دعا فصلیٰ یعنی پھر زدیک ہو اور ہر آیت اور بعض  
نے کہا یہ زدیک ہونا جبریل سے ہے یا سدرۃ مستنی سے اور ابن عباس اور محمد بن کعب اور جعفر بن محمد میر ہم سے منقول ہے کہ زدیک ہونا  
رسول اللہ کا خدا نے عروج میں سے ہے۔ اس صورت میں زدیک ہونے کی تاویل کرنا پڑے گی اور مرا قرب سے یہ ہوگی کہ خدا کی بزرگی آپ پر  
ظاہر ہوئی اور الوار معرفت کمال گئے اور غیب کے اسرار معلوم ہو گئے اور نکال قاب تو میں اور ان کی بھی تاویل کی اور اس کی تاویل

لئے نہ جائے گی اس حدیث میں کہ جو شخص ایک ہالٹ مجھ سے نزدیک ہو تا ہے میں ایک ہاتھ اس سے نزدیک ہوتا ہوں۔ تمام ہواکام قاص  
عباس کا۔ لیکن صاحب تحریر نے تو یہی اختیار کیا ہے کہ رسول اللہ نے حد امروہ جل کو دیکھا اور کہا کہ اس امر پر بہت سی دلیلیں ہیں چہ بہانہ کی سے  
جنت لاتے ہیں جو قوی ہیں ایک حدیث ہے ابن عباس کی انھوں نے کہا کیا تم قہج کرتے ہو اس بات سے کہ غلتہ ابراہیم کو ملی ہو اور کلام موسیٰ  
کو دیدار محمد کو اور عکرمہ سے روایت ہے ابن عباس سے سوال ہوا کیا تم نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔ انھوں نے کہا ہاں ہاں اور شعبہ سے بانو  
مفقود ہے انھوں نے قتادہ سے انھوں نے اس سے کہا کہ محمد نے اپنے رب کو دیکھا ہے اور اصل اس باب میں حدیث ہے ابن عباس کی اور ابن  
عباس عالم ہیں اس امت کے اور مشکل مسائل میں لوگ اس کی طرف رجوع کرتے تھے۔ ابن عمر نے اس مسئلہ میں انہی کی طرف رجوع کیا اور  
ان سے پوچھا ابھی کیا محمد نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ انھوں نے کہا ہاں دیکھا ہے اور حدیث حضرت عائشہ کی ضرور نہیں کرنی کہ تک حضرت عائشہ  
نے یوں نہیں کہا کہ میں نے رسول اللہ سے سنا آپ فرماتے تھے میں نے نہیں دیکھا اپنے پروردگار کو بلکہ انھوں نے اپنی رائے بیان کی ان آیتوں  
پر خیال کر کے وما کان بشر الا یکلّمہ اللہ الا وحیا اور من وراہ حجاب اور یوصل دسولا اور آیت لا یدرکہ الابصار۔ اور صحابی  
جب کوئی بات کہے اور دوسرے صحابہ اس کے مخالف ہوں تو اس کا قوس جنت نہیں ہے اور جب صحیح ہو گئیں روایتیں ابن عباس سے دیدار کے  
اثبات میں قوض و ہے ثابت کرنا اس قول کا اس لیے کہ یہ امر مشکل سے نہیں معلوم ہو سکتا بلکہ سروری ہے سنا شریع سے اور یہ کوئی نہ سمجھے کہ  
ابن عباس نے بھی اپنی رائے یا اجتہاد سے دیدار کا ثبوت کیا مگر ابن عباس نے کہا جب مختلف بیان کیا گیا حضرت عائشہ اور ابن عباس کا روایت  
انہی میں تو ہمارے نزدیک حضرت عائشہ ابن عباس سے عمل میں راہ وہ نہیں ہیں اور اس عین ثابت کرتے ہیں ایک امر کو جس کی نفی کی لوہوں  
نے اور ثابت کر کے دلائل مقدم ہے نفی کر کے دالے پر۔ تمام ہواکام صاحب تحریر کا اور حاصل یہ ہے کہ کفر علماء کے نزدیک ترجیح ہی کہ ہے کہ  
رسول اللہ نے اپنے رب کو ملی ہو انوں آنگھوں سے دیکھا معمران کی رات اور دین اس کی دینی حدیث ہے ابن عباس وغیرہ کی اور یہ ثابت ہے کہ  
ابن عباس نے رسول اللہ سے سن کر یہ کہا ہو گا اس میں کوئی شک نہیں پھر حضرت عائشہ نے جو اس کی نفی کی تو وہ کسی حدیث سے نہیں کی اور اگر  
انکے پاس کوئی حدیث ہوتی تو وہ جہاں کرتیں بلکہ انھوں نے، تشریح کی آیات سے اور ابن کا مطلب ہم آگے بیان کریں گے یہ جو حضرت عائشہ  
وسیل لائیں اس آیت سے لا تدرکہ الابصار کا جواب تو ظاہر ہے کیونکہ اور اک کہتے ہیں احاطہ کو اور اللہ تعالیٰ کا احاطہ کوئی نہیں کر سکتا اور جب  
نفس سے احاطہ کی نفی نکل تو اس سے اس روایت کی نفی نہیں نکلتی جو بغیر احاطہ کے ہو اور لوگوں نے اور بھی جواب دئے ہیں اس آیت سے مگر ان  
کے بیان کر کے کی ضرورت نہیں ہے جو صاحب مختصر اور عمدہ ہے جو ہم نے بیان کیا اور دوسری دلیل ان کی اس آیت سے وما کان لبشر ان  
یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراہ حجاب اس کا جواب ان کی طرف سے ہے ایک تو یہ کہ روایت کے وقت کلام کا ہونا ضروری نہیں تو جائز ہے  
روایت بغیر کلام کے ہو دوسرے یہ کہ اس عام میں سے ہمارے تفسیر عام کے لئے ہیں تیسرے یہ کہ وحی سے مراد کلام ہے بغیر وسیلے کے گرچہ  
موجود ہوں کہتے ہیں کہ وحی سے اس جگہ الہام یا خواب مراد ہے اور حجاب کے یہ معنی ہیں کہ حد تعالیٰ صاف کھلم کھلا بات نہیں کرتا بلکہ وہ خدا کا  
کلام سنتے ہیں اور اس کو دیکھتے نہیں حجاب سے یہ عرض نہیں کہ وہاں کوئی پردہ ہے جو جدا کرتا ہے ایک مقام کو دوسرے مقام سے اتنی مثال  
الہودئی۔ مختصر مولا نا برطیب نے السراج الہام میں لکھا ہے کہ مجھے جو اس مقام میں معلوم ہوا وہ یہ ہے کہ اس مسئلہ میں خاموشی بہتر ہے اور  
مردوحض کرنا چھ نہیں اس لیے کہ قرآن کی آیتیں شمل ہیں اور جب اہمال ہو تو استدلال نہیں ہو سکتا اور جس نے روایت کو ثابت کیا ہے وہ  
قرآن سے ثابت کرتا ہے حالانکہ قرآن کا حال یہ ہے کہ وہ جمل ہے اور ابن عباس کوئی مرفوع حدیث اس باب میں نہیں لائے بلکہ انھوں نے  
استدلال کیا آیات سے تو یہ بھی ان کا اجتہاد ہو اور اجتہاد کی کاجتہد نہیں جب تک اس پر دلیل نہ ہو اور حضرت عائشہ بھی دلیل لائیں



۴۳۲- سلیمان شیبانی سے روایت ہے میں نے قرآن مجید میں سے  
پڑھا اس آیت کو فکان قاب قوسین او ادنی یعنی پھر وہ گیا  
فرق دو کمان کا یا اس سے بھی نزدیک انھوں نے کہا مجھ سے عبد اللہ  
ابن مسعود نے بیٹا کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبریل کو  
دیکھا ان کے چہ سو بازو تھے۔

۴۳۳- عبد اللہ بن مسعود نے کہا جو حق تعالیٰ نے فرمایا کذب  
العواد ما راہی یحی جھوٹ نہ دیکھا دس لے جو دیکھا مراد اس سے  
جبریل کا رکھتا ہے آپ نے دیکھا ان کو ان کے چہ سو پنکھ تھے۔  
۴۳۴- عبد اللہ بن مسعود نے کہا یہ جو حق تعالیٰ نے فرمایا لقد  
راہا من امات ربہ الکبریٰ شک ویکھیں اپنے رب کی بڑی  
نشانیں مراد اس سے یہ ہے کہ آپ نے دیکھا جبریل کو ان کی  
اصلی صورت میں چہ سو بازو تھے ان کے۔

۴۳۲- عن الثیبی قال سألت رر بن  
تیبی عن قول اللہ عز وجل فکان قاب  
قوسین او ادنی قال أخبرنی ابن مسعود ان  
النبی صلی اللہ علیہ وسلم راہی جبریل لہ  
ست مائة جناح

۴۳۳- عن عبد اللہ رصی اللہ عنہ قال ما  
کذب العواد ما راہی فان راہی جبریل علیہ  
السلام لہ ست مائة جناح

۴۳۴- عن عبد اللہ قال لقد راہی من آتات  
ربہ الکبریٰ قال راہی جبریل ہی صورتہ لہ  
ست مائة جناح

حق جہاد سے دوران کا استدلال زیادہ واضح ہے اور ایک روایت میں سر اسٹایہ امر ثابت ہے سروق سے کہ حضرت عائشہ نے کہا میں نے سب  
سے پہلے اس آیت کو رسول اللہ سے پڑھا آپ سے فرمایا مراد اس سے جبریل ہیں اور اس سے صاف معلوم ہوا کہ رسول اللہ نے اس آیت کی  
تفسیر ساتھ جبریل کے کی تو اب اس سے پھر نے کے لیے کوئی دلیل چاہیے اس لیے ٹھیک یہی ہے کہ توقف کیا جائے جب تک دلیل قائم نہ  
ہو اور میں یہ نہیں کہتا کہ وہ ار لئی حائر نہیں بلکہ کلام اس میں ہے کہ یہاں پر ہوا یا نہیں اور حدیث سوقوف اس باب میں جہت نہیں ہو سکتی  
جب اس کے خلاف دوسری حدیث موقوف ہو اور یہ مسئلہ عقل اور اجتہاد سے معلوم نہیں ہو سکتا بلکہ عام چاہیے رسول اللہ سے اور یہاں پر  
کوئی سماع مرفوع نہیں ہے۔ ابھی مقرر۔

(۴۳۲) یعنی ان کی اصل صورت پر دیکھا اور شکوں سے تو اس کو اکثر آپ دیکھا کرتے تھے عبد اللہ بن مسعود بھی جہاں حدیث کے  
راوی ہیں بڑے عالم ہیں اس امت کے اور معارف سے ان کا قول عبد اللہ بن عباس کے قول کے نوری نے کہا عبد اللہ بن مسعود کا کہنا نہ سب ہے  
کہ مراد اس آیت سے جبریل ہیں لیکن اکثر مفسرین اس طرف گئے ہیں کہ مراد یکتے سے دیکھا حق سبحانہ تعالیٰ کا ہے پھر ان لوگوں نے اختلاف  
کیا ہے بعضوں نے کہا اپنے پروردگار کو اپنے دل کی آنکھ سے دیکھا اور بعضوں نے کہا ظاہر کی دونوں آنکھوں سے دیکھا۔ ہاں ابو الحسن واحدی نے  
کہا یہ خیال ہے رسول اللہ کے دیدار الہی کا معراج کی رات میں۔ ابن عباس اور ابو ذر اور امیر انجم نجی سے کہا کہ آپ نے خدا تعالیٰ کو اپنے دس  
سے دیکھا اور دیکھا اور حقیقت سچا دیکھا تھا اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے ایک آنکھ آپ کے دل میں پیدا کر دی یہ دیکھنے کی قوت دل میں داخل دی اور  
آپ نے دیکھ لیا جیسے آنکھ سے دیکھتے ہیں اور ایک جماعت مصرین کی اس طرف گئی ہے کہ آپ نے انھیں ظاہر کی آنکھوں سے خدا تعالیٰ کو  
دیکھا اور یہی قول ہے اس اور عکرمہ اور حسن اور کلاک (لوئی)

- ۴۳۵- عن أبي هريرة رضي الله عنه ولفظ رآه نوله أخرى قال رأى جبريل
- ۴۳۶- عن عبد المطلب عن عطاء عن أبي عبيس قال رآه بقميص
- ۴۳۷- عن أبي عبيس قال ما كذب العواد ما رأى ولفظ رآه نوله أخرى قال رآه بقميص
- ۴۳۸- حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة حدثنا خنيس بن عياض عن الأشعث حدثنا أبو جهمه بهذا الإسناد
- ۴۳۹- مروق سے روایت ہے میں نکیہ لگائے ہوئے تھا حضرت عائشہ کے پاس انھوں نے کہا اے ابوعائشہ (یہ کنیت ہے مروق کی) کہ تین باتیں ہیں جو کوئی ان کا قائل ہو اس سے بڑا جھوٹ باندھا خدا پر میں نے کہا وہ تین باتیں کونسی ہیں؟ انھوں نے کہا (ایک یہ ہے) جو کوئی سمجھے کہ حضرت محمدؐ نے اپنے رب کو دیکھا اس نے بڑا جھوٹ باندھا اللہ پر۔ مروق نے کہا میں نکیہ لگائے تھا یہ سن کر میں بیٹھ گیا اور میں نے کہا اے ام المومنین! اور اچھے بات

(۴۳۵) جیم ٹووی نے کہا کہ عبد اللہ بن مسعود اور ابو ہریرہؓ نے کہا۔ ایسا ہی منقول ہے بہت سلف سے اور کیا روایت ہے کہ ابن عباسؓ اور ابن زید اور محمد بن کعب اور قتادہؓ میں خیال سے اور شحاک سے کہا کہ اے ابوعائشہ! کاذب ہے اور بعضوں نے کہا کہ رفہ رفہ مہر کا اور واحدی نے کہا کہ کثر علماء نے کہا کہ رسول اللہؐ نے حضرت جبریلؑ کو اس کی اصل صورت میں دیکھا اور یہی مراد ہے آیت سے۔

(۴۳۷) نیز قرآن میں عباسؓ کا یہ قول ہے کہ مراد ان آیتوں میں وہ اراکین ہیں اور اگر اس کی تفصیل گر رہی ہے۔

(۴۳۹) یہ پہلی آیت سورہ اسراء میں ہے (۱۳) کہ کوئی میں ترجمہ اس کا یہ ہے اس کو نہیں پا سکتی آنکھیں اور وہاں سکا ہے۔ گھوڑوں کو وہ مجھ جانتا ہے خبر دار ہے اور دوسری آیت سورہ شوریٰ (۵) کہ کوئی میں ہے ترجمہ پوری آیت کا یہ ہے اور کسی آدمی کی طاقت نہیں کہ اس سے بائیں کرے اللہ مگر شاکہ یا پردے کے پیچھے سے یا پیچھے کوئی پیغام لائے۔ الا پھر پہنچا دے وہ اس کے حکم سے جو چاہے وہ سب سے اوپر ہے عتوں والا۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یوں کہنا درست ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور طرف میں عبد اللہؐ نے ایسا کہا مکر وہ جانتا ہے اور کہا ہے یوں کہو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور مست کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پر طرف کا یہ قول مخالف ہے صحابہ اور تابعین کے فعل کے اور صحیح اور مفہوم یہ ہے کہ

کرنے دو اور جلدی مت کر دیکھ اللہ تعالیٰ نے ہمیں فرمایا ولقد راہ بالافق العیسى ولقد راہ نولة اخرى حضرت عائشہ نے کہا اس امت میں سب سے پہلے میں نے ان آیتوں کو رسول اللہ ﷺ سے پوچھا آپ نے فرمایا مراہ ان آیتوں میں حضرت جبریل ہیں میں نے ان کو ان کی اصلی صورت پر نہیں دیکھا سوا دو بار کے جن کا ذکر ان آیتوں میں ہے میں نے دیکھا ان کو دو اتر رہے تھے آسمان سے اور ان کے تن و توش کی بڑائی نے آسمان سے زمین تک دوک دیا تھا پھر حضرت عائشہ نے کہا کیا تو نے نہیں سنا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لا تدركه الابصار وهو يدرك الابصار وهو اللطيف الخبير کیا تو نے نہیں سنا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وما كان لبشر ان يكلمه الله الا وحيا او من وراء حجاب او يرسل رسولا به عليٰ حكيمة قالت ومن رغب ان رسول الله صلى الله عليه وسلم ستم ستم شيئا من كتاب الله فقد أعظم على الله الفرية والله يقول يا ايها الرسول بلغ ما أنزل إليك من ربك وإن لم تفعل فما بلغت رسالته قالت ومن رغب ان يعجز بما يكون في عذر فقد أعظم على الله الفرية والله يقول قل يا بلغ من بي السموات والأرض الغيب إلى الله

وخل ولقد راہ بالافق العيسى ولقد راہ نولة اخرى حضرت عائشہ نے کہا اس امت میں سب سے پہلے میں نے ان آیتوں کو رسول اللہ ﷺ سے پوچھا آپ نے فرمایا مراہ ان آیتوں میں حضرت جبریل ہیں میں نے ان کو ان کی اصلی صورت پر نہیں دیکھا سوا دو بار کے جن کا ذکر ان آیتوں میں ہے میں نے دیکھا ان کو دو اتر رہے تھے آسمان سے اور ان کے تن و توش کی بڑائی نے آسمان سے زمین تک دوک دیا تھا پھر حضرت عائشہ نے کہا کیا تو نے نہیں سنا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لا تدركه الابصار وهو يدرك الابصار وهو اللطيف الخبير کیا تو نے نہیں سنا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وما كان لبشر ان يكلمه الله الا وحيا او من وراء حجاب او يرسل رسولا به عليٰ حكيمة قالت ومن رغب ان رسول الله صلى الله عليه وسلم ستم ستم شيئا من كتاب الله فقد أعظم على الله الفرية والله يقول يا ايها الرسول بلغ ما أنزل إليك من ربك وإن لم تفعل فما بلغت رسالته قالت ومن رغب ان يعجز بما يكون في عذر فقد أعظم على الله الفرية والله يقول قل يا بلغ من بي السموات والأرض الغيب إلى الله

لہ کہ دونوں طرح کہا درست ہے اور یہی قول ہے ائمہ سلف اور خلف کا اور خود قرآن میں موجود ہے واللہ یقول الحق وهو یہدی السبیل اور صحیح مسلم میں بوزر سے روایت سے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے من جاء بالحسنة فله عشر امثالها اور جس نے اس کا انکار کیا اس کے پاس کوئی ریل نہیں ہے۔ (نووی) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غیب کا علم حدیثی سے خاص ہے اور سوا حد کے کسی اور کو غیب کا علم نہیں ہے پھر ہوا فرشتہ یا ولی یا صالح یا سلطان یا عارف اور خود اللہ سے اپنی کتاب حد سے پتھر کی زبان سے بیان کیا ولو كنت اعلم الغيب لاستكثرت من الخير وما مسمى السوء ان انا الا نادير وبخير لقوم يؤمنون یعنی اگر مجھے غیب کا علم ہوتا تو بڑا بھلائی حاصل کر لیتا اور مجھے دکھ نہ پہنچتا میں تو ایک کھلا دار ہوں اور جب اللہ اور رسول کے بیان سے معلوم ہو گیا کہ غیب کا علم سوا خدا کے کسی اور

نہیں جاسا سوائے اللہ کے۔

۳۳۰- واؤد نے اسی حدیث کو روایت کیا جیسے اوپر گزری اتنا زیادہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھپانے والے ہوتے تو چھپائے اس آیت کو واؤد نقول للہی انعم اللہ علیہ خیر تک۔

۴۴۰- عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْإِسْمَاعِيلِ عَنْ حَبِيبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ كَانَتْ لَهُ حَقٌّ عَلَى النَّاسِ مِنْ مَالٍ أَوْ نَسَبٍ أَوْ دَمٍ فَلْيَسِّرْهُ لِمَنْ يَحْتَاجُ إِلَيْهِ وَلَا يَصْنَعْ عِلَةً لَهُمْ»

۳۳۱- مسروق سے روایت ہے میں نے ام، موخین عائشہ سے پوچھا کہ محمدؐ نے اپنے رب کو دیکھا؟ انھوں نے کہا سبحان اللہ میرے روئیں کھڑے ہو گئے (اس بات کے سننے سے) اور بیان کیا حدیث کہ اسی طرح لیکن روایت داؤد کی (جو اوپر گزری) بڑی اور پوری ہے۔

۴۴۱- عَنْ مَسْرُوقٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ هَلْ رَأَى مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّهُ فَقَالَتْ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: «قَدْ شَفَعَنِي لِمَا قُتِلَ رَسَائِقُ الْخَدِيثِ بِقَصْبِهِ وَخَلْبَتُ دَاوُدَ أَتَمَّ وَأَطْوَلُ»

۳۳۲- مسروق سے روایت ہے میں نے حضرت عائشہ سے کہا

۴۴۲- عَنْ مَسْرُوقٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ

جو کو نہیں اسب دوسرے کے بیان کی کیا حاجت ہے اللہ تعالیٰ ہدایت کرے ان بد عیبوں کو جو نبی کا علم رسول اللہ یا اور اویہ اور مشرک کے لیے ثابت کرے ہیں اور اس پر کوئی دلیل نہیں بلکہ دلیل اس کے خلاف موجود ہے خدا جانے ان کی عقلوں پر کس کی ار پڑی ہے اور شیطان ان کو کہل ادا حاکرانا ہے خدا تعالیٰ ہم کو اور ہمارے طریقہ کے لوگوں کو ایسے خالوں سے بچائے۔ (السرور الوہاب)

(۳۳۰) یہ آیت سورہ احزاب کے پانچویں میں ہے ترجمہ اس کا یہ ہے اور جب تو کہنے لگا اس شخص کو جس پر اللہ نے احسان کیا اور تو نے حیا کی رہتے دے اپنے پاس اپنی جو راہ اور ذواللہ سے اور تو چھپانا تھا اپنے دل میں، ایک چیز، اللہ اس کو کھولنا چاہتا ہے اور تو ڈرتا تھا لوگوں سے اور چاہیے اللہ سے اور ناچر جب زید تمام کر چکا اس عورت سے اپنی غرض ہم سے وہ تیرے نکاح میں دی اس لیے کہ مسلمانوں پر حرج نہ ہو اپنے سے پالگوں کی جو روس سے نکاح کرنے میں جب وہ تمام کریں ان سے اپنی غرض اور ہے اللہ کا حکم کیا ہو اس شخص سے یہ منہ حاش ہے جو لے پالکھے رسول اللہ کے ان کی بی بی زینب انھیں جو آپ کی پھوپھی کی بیٹی تھیں جب یہ سے ان کی بیٹی تو پہلے آپ نے رب کو نصیحت کی پردہ میں آپ کے یہ خیال تھا کہ اگر زیادہ ان کو چھوڑتے گا تو میں ان سے نکاح کروں گا آپ نے یہ خیال اپنے دہن میں رکھا اس لیے کہ کا فر اور منافق بد گوئی نہ کریں کہ محمدؐ اپنی بیوی سے نکاح کرنے کی فکر میں ہیں اللہ نے اس ارادے کو ظاہر کر دیا اور نکاح زینب کا آپ سے کروا دیا اور کافروں کی طعن و تشنیع کو لغو کر دیا اور فرمایا کہ بے پالکدراصل بیبا نہیں ہے جو اس کی جو روپائے پر حرام ہو اس آیت میں چونکہ حضرت کو اللہ تعالیٰ نے نصیحت کی اور الزام دیا کہ تو لوگوں سے ڈرتا ہے حالانکہ اللہ سے زیادہ ڈرتا چاہیے اور آپ کے دل کی بات کو جس کو آپ چھپانا چاہتے تھے ظاہر کر دیا پس اگر آپ کوئی آیت چھپاتے تو مہار اللہ اس کو چھپاتے۔

(۳۳۲) اس صورت میں آیت کے معنی یہ ہو گئے کہ پھر نزدیک ہو اجبر نکل اور قریب بھیجا محمدؐ کے اور رہ گیا حاصد دو کمانوں سے

(تم تو کہتی ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب کو نہیں دیکھا) پھر اللہ تعالیٰ کا یہ قول کیسے ہے ہم دینی فتلی فکان قاب لموسى او ادعى فارصى الى عبده ما اوحى انهم نے کہا اس آیت سے تو جبریل مر ملا میں ہمیشہ آپ کے پاس مردوں کی صورت میں آتے تھے اور اس مرتبہ خاص اپنی صورت میں آئے تو سدا کنارہ آسمان کا بھر گیا تھا۔

باب اس قول کے بارے میں کہ وہ تو نور ہے اس کو میں کیسے دیکھ سکتا ہوں نور یہ قول کہ میں نے نور دیکھا ہے ۳۳۳- ابو ذر سے روایت ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کیا آپ نے اپنے پروردگار کو دیکھا؟ آپ نے فرمایا وہ تو نور ہے میں اس کو کیسے دیکھ

۳۳۳- عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے میں نے ابو ذر سے کہا اگر میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھتا تو آپ سے کچھ پوچھتا ابو ذر سے کہا تو کیا پوچھتا؟ عبد اللہ نے کہا میں یہ پوچھتا آپ نے اپنے پروردگار

بَعَثْنَا قَائِمًا بُولَهُ ثُمَّ دَا فَتَدَلَّى مَكَانَ فَاثِ  
مُوسَى وَ اَذْمَى فَاَوْحَى اِلَى عَبْدِهِ مَا اَوْحَى  
مَالَتْ بِمَنَا عَاكَ جَبْرِيلُ صَلَّى اِلَيْهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
كَتَبَ يَاتِيهِ فِي صُورَةِ الرَّحَالِ وَاِنَّهُ تَنَاهَى فِي عَهْدِ  
الْعَرَبِ فِي صُورَةِ الْبَنِي فِي صُورَةِ فَسَدَ اَفَقِ  
السَّمَاءِ

بَابُ فِي قَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ نُورٌ اَنَّى  
اَزَاةٌ وَفِي قَوْلِهِ رَأَيْتُ نُورًا  
۴۴۳- عَنْ بِيْ حَرْ قَالَتْ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللهِ  
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ رَأَيْتَ رُشْدًا قَالَتْ  
(نُورٌ اَنَّى اَزَاةٌ).

۴۴۴- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ لَمَّا بِي  
دُرُّ لَوْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
لَسَأَلْتُهُ مَعَانِ عَنْ اَنْبِيَاءٍ كُنْتُ نَسَاْنُهُ قَالَتْ

اللہ کا یا اس سے روایک اور بعضوں نے نور سے اور مروی ہے تو معنی یہ ہو گا وہ گیا فاسد رہا تھا کا یا اس سے بھی کم یعنی آپ میں اور جبریل میں اتنا قرب ہو گیا بعد اس کے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کی طرف وحی کی جو وحی کی۔

(۳۳۳) ابو ذر نے کہا یعنی تمام اس کا نور ہے اور معنی یہ ہے کہ نور کی وجہ سے میں اس کو دیکھ نہ سکا کیونکہ جب نور بہت ہوتا ہے تو آنکھ چکا چودہ ہو جاتی ہے اور کچھ دکھائی نہیں دیتا عرفاء کے نزدیک اس حدیث کے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نور ہے اور ظہور ہے یعنی اسی وجہ سے سب کی ہستی اور مائش ہے جسے قرآن میں ہے اللہ نور اسوات و درر فی اگر یہ نور نہ ہو نوری نیستی نیستی ہو اور کسی چیز کا وجود نہ ہو پھر جیسے نور کی وجہ سے نور چیزیں دکھائی دیتی ہیں اسی طرح اللہ جل شانہ کی قلوکات کو ہم دیکھتے ہیں پر اس کا دیکھنا دشوار ہے اس لیے کہ ہم مادے اور جسم کی کثافت سے بھرے ہوئے ہیں لہذا اللہ تعالیٰ جب اپنے پاک بندوں کو ان علاقے جسمانی سے صاف کر کے ان کو نورانی کرے گا اس وقت اپنا نور ان کو دکھائے گا۔ واللہ اعلم

(۳۳۳) یعنی صرف ایک نور مجھے دکھائی دیا اور کچھ میں نے نہیں دیکھا قاضی عیاض نے کہا یہ بات محال ہے کہ اللہ کی ذات نور ہو کیونکہ نور ایک جسم ہے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ پاک ہے جسمیت سے کیونکہ جب ہے تمام ناموں کا اور یہ جو اللہ نے فرمایا اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا اور حدیث میں نور کا اطلاق ذات الہی پر کیا ہے تو اس سے مراد یہ ہے کہ وہ نور کا حائق ہے اور صاحب ہے نور کا یا ہادی ہے تمام آسمان اور زمین کے لوگوں کا یا نورانی کرنے والا ہے مومنوں کے دلوں کو۔

كُنْتُ أَسْأَلُهُ هَلْ رَأَيْتَ رَبَّنَا مَا أَفْوَرُ قَدْ سَأَلْتُ فَقَالَ (( رَأَيْتُ نُورًا ))  
 کو دیکھایا نہیں؟ ابو ذرؓ نے کہا میں نے یہ پوچھا تھا رسول اللہ ﷺ سے آپ نے فرمایا میں نے ایک نور دیکھا۔

بَابُ فِي قَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنَّ اللَّهَ لَا يَنَامُ وَلَفِي قَوْلِهِ حِجَابُهُ النُّورُ لَوْ كَشَفَهُ لَأَحْرَقَ مَسُحَاتُ وَجْهِهِ مَا أَتَتْهُ إِلَّا بِبَصَرَةٍ مِنْ خَلْقِهِ  
 باب۔ اس قول کے بارے میں کہ اللہ تعالیٰ سوتا نہیں اور یہ قول کہ اس کا حجاب نور ہے اگر وہ اس کو کھول دے تو جہاں تک اس کی نگاہ پہنچے اس کے چہرے کی شعاعیں اس کی مخلوق کو جلاڑا دیں

۴۴۵- عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَامَ بِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحُضْنِ كِلَابٍ فَقَالَ (( إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَنَامُ وَلَا يَنُصِبُ لَهُ أَنْ يَنَامَ يَحْفَظُ الْقَسْطَ وَيَرْفَعُهُ يُرْفِعُ إِلَيْهِ عَمَلُ النَّاسِ قَبْلَ عَمَلِ النَّهَارِ وَعَمَلُ النَّهَارِ قَبْلَ عَمَلِ اللَّيْلِ حِجَابُهُ النُّورُ وَلَفِي رَوَايَةِ أَبِي  
 ۴۴۵- ابو موسیؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ہم کو کھڑے ہو کر پانچ باتیں سنائیں آپ نے فرمایا اللہ جل جلالہ نہیں سوتا اور سوتا اس کے لائق نہیں (کیونکہ سونا اعضا اور عھائے بدن کی تمکات سے ہوتا ہے اور خدائے تعالیٰ پاک ہے متکبر سے دوسرے یہ کہ سونا غفلت ہے اور مثل موت کے ہے اور حق تعالیٰ پاک ہے اس سے) جھکا تا ہے ترار کو اور اونچی کرتا ہے اس کو اٹھاتا

ترجمہ کرتا ہے قاسمی عیاض کی یہ تقریر مسلم نہیں اور نہ سلف کی چال ہے بلکہ اللہ تعالیٰ حقیقہ نور ہے اور نور کا لفظ متعدد معنوں میں اس پر وارد ہے پھر اس میں تاویل کرنے کی ضرورت نہیں اب رہا جسم کا اطلاق تو وہ پر نہ کیا جائے گا کس لیے کہ شریعت میں یہ لفظ خدا کے واسطے نہیں آیا اسی طرح جسم سے حذر یہ اس کی بھی کوئی اصل نہیں۔

(۴۴۵) جن بندوں کے اعمال اور ارتقا کے تسلسلے میں کوئی نہ کہا یہ تمثیل ہے خدا کے ترار سے تولد کے ساتھ۔ اس سراج الہیہ میں ہے کہ یہ تمثیل نہیں بلکہ حقیقہ خدائے تعالیٰ ایسا ہی کرتا ہے اور یہی ہے مذہب سلف کا اس قسم کی آیات اور حدیث میں اور تمثیل کے قائل پچھلے لوگ ہوئے ہیں جن کی بات کا کچھ اعتبار نہیں یعنی رات میں جو اس کے بندے نیک کام کرتے ہیں وہ رات گزرنے سے پہلے شام ہی کو خدا ان کے پاس سے جاتے ہیں اس حدیث سے صاف یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ خدائے تعالیٰ بہت فوق میں ہے اور یہی مذہب ہے ائمہ سلف کا کہ منی اللہ عنہم۔ کوئی نے کہا پردہ نعت میں آڑ اور رکاوٹ کو کہتے ہیں اور یہ شال ہے ان اجسام کی جو محدود ہیں اور خدائے تعالیٰ پاک ہے جسمیت اور تحدید سے اس صورت میں پردے سے مراد دیکھنے والا ہے اس کے دیدار سے بھی نور اس کے دیکھنے کا منبع ہے کس لیے کہ نور سے کچھ چکا چوند ہو جاتی ہے اس سراج الہیہ میں ہے کہ اس تاویل کی ضرورت نہیں بلکہ سلف کا قول ہے کہ جو کچھ شریعت میں آیا ہے اس کو چلانا اسی طرح جیسے آیا اور اس کی کیفیت جان۔ کہ ان اس میں تاویل اور تعطیل اور تمثیل اور تشبیہ کرنا۔

مترجم کہتا ہے کہ متاخرین جیسے نووی اور سیوطی اور ابن حجر عسقلانی اور ملا علی قاری اور شیخ عبدالحق دہلوی نے پچھلے متکلمین کی تقلید کر کے اس قسم کی آیات اور حدیث میں اکثر ایسی تاویلات کی ہیں جو سلف کے طریقے کے خلاف ہیں اسی حدیث میں دیکھتے حسب کی جو تاویل کی ہے وہ اس بنا پر کہ حجاب شان ہے اجسام کی حال نکدہ ایسی تک یہ امر کی شریعت سے ثابت نہیں ہوا کہ خدا تعالیٰ جسمیت سے پاک ہے پھر اور آڑ اور لوازم جسمیت کا کیا ذکر ہے اس کی نگاہ تو تمام مخلوق تک پہنچتی ہے پھر اگر وہ پنا حجاب اٹھائے تو اس کے روئے مہر کی جگہ کے لئے

بَكَرَ النَّارُ نَوَ كَشَفَتْ لَأَشْرَقَتْ سُبْحَاتُ وَجْهِهِ  
مَا أَتَتْهُ بِإِنِّهِ بَصْرَةٌ مِنْ خَلْقِهِ (( دہی روایت  
أَبِي بَكْرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ وَنَمْ يَقُلْ حَدَّثَنَا

جاتا ہے اس کی طرف رات کا عمل دن کے عمل سے پہلے اور دن کا  
عمل رات کے عمل سے پہلے اس کا پردہ نور ہے۔ ابو بکر رضی اللہ  
عنه کی روایت میں ہے کہ پردہ اس کا آگ ہے اگر وہ کھول دے اس  
پردے کو البتہ اس کے منہ کی شعائیں جلائیں مخلوق کو جہاں تک  
اس کی نگاہ پہنچتی ہے۔

۴۴۶- عَنْ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ قَالَ قَامَ يَنَا  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ  
ثُمَّ دَكَرَ بِمَثَلِ حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ  
مِنْ عَنَيْهِ وَقَالَ حِجَابُهُ الْبُورُ

۴۴۶- اعمش سے اسی طرح دوسری روایت ہے مگر اس میں پانچ  
باتوں کے بدلے چار باتیں ہیں اور مخلوق کا ذکر نہیں اور کہا کہ  
حجاب اس کا نور ہے۔

۴۴۷- عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَامَ  
يَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَرْبَعِ  
(( إِنَّ اللَّهَ لَا يَنَامُ وَلَا يَسْهُي لَهُ أَنْ يَنَامَ يَرْفَعُ  
الْقَبْضُ وَيَخْفِضُهُ وَيَرْفَعُ إِلَيْهِ عَمَلُ النَّهَارِ  
بِاللَّيْلِ وَعَمَلُ اللَّيْلِ بِالنَّهَارِ ))

۴۴۷- ابو موسیٰ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے ہم میں کھڑے ہو کر چار باتیں بیان کیں یہ کہ اللہ تعالیٰ نہیں  
سوتا اور نہ اس کے لائق ہے سونا اٹھاتا ہے ترازو کو اور بھٹاتا ہے  
اٹھایا جاتا ہے اس کی طرف دن کا عمل رات کو اور رات کا عمل  
دن کو۔

ہم سب سے کچھ نہ ٹھہرے اور سب جل کر خاک ہو جائیں۔ خودی نے اس مقام پر چھپنے کی تھک سے وجہ کی تاویل دات سے کی ہے اور یہ  
نقطہ ہے حق تعالیٰ کے لیے وجہ اور یہ اور عین قدم وغیرہ تھک ثابت نہیں آیات اور احادیث سے اور سلف نے اس میں کسی قسم کی تاویل نہیں کی نہ  
تحریف بلکہ تاویل طریقہ سے ہمیں اور مہتمم اور معتزل کا حملہم اللہ تعالیٰ اور بعض علمائے اہل سنت خدا ان پر رحم کرے اس مگر اسی میں  
پہنچ گئے وہ بھی لگے تاویل کرنے اور سلف کے طریقہ کو بھول گئے اللہ تعالیٰ اس کی خطا معاف کرے۔

جیسا خدا ہے ویسا ہی اس کا ہاتھ۔ باقی سب معاف بھی دیے ہی ہیں جیسا وہ خود ہے۔ خدا تعالیٰ



## بَابُ اثْبَاتِ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِينَ فِي الْآخِرَةِ رَنَّهُمْ مُبْتَحَاةً وَنَعَالَى

## باب اللہ تعالیٰ کا دیدار مومنوں کو آخرت میں ہو گا

۴۴۸ عن عبد الله بن قيس رضي الله عنه  
عن النبي صلى الله عليه وسلم قال (( جَنَّاتُ  
مِنْ لُصْنَةِ آيَتِهِمَا وَمَا فِيهِمَا وَجَنَّاتُ مِنْ ذَهَبٍ  
آيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ أَنْ

۴۴۸- عبد اللہ بن قیس (یو سنی اشعری) سے روایت ہے  
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو جنتیں چاندی کی ہوگی اس کے برتن  
اور سب چیزیں چاندی کی ہوگی اور دو جنتیں سونے کی ہوگی اس  
کے برتن اور سب چیزیں سونے کی ہوگی اور لوگوں کو اپنے

(۴۴۸) پھر جب خدائے تعالیٰ اس چادر کو اپنے منہ سے نکالے گا تو سب مومن اس کے دوسے مدارک کو دیکھیں گے اور اس دیدار سے کسی  
حوشی حاصل ہوگی جس کی حد نہیں اس کا بیان ہو سکتا ہے لہذا نے کہا تمام اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کا پکنا ممکن ہے حال  
ہیں ہے اور انہوں نے اتفاق کیا ہے اس پر کہ آخرت میں مومنین کو دیکھیں گے اور انہوں نے اتفاق کیا ہے کہ وہ معتزلہ اور  
خوارج و بعض مہذبہ سے یہ گمان کیا ہے کہ خدا کو اس کی مخلوق میں سے کوئی نہ دیکھے گا بلکہ خدا کا دیکھنا محال ہے اور یہ ایک خطائے صریح اور  
جہل قبیح ہے کتاب اور سنت اور جماع صحابہ اور سلف امت سے یہ امر ثابت ہے کہ سنت میں مومنوں کو خدا کا دیدار حاصل ہو گا اور اس حدیث کو  
قریب میں صحابہ نے رسول اللہ سے روایت کیا ہے اور قرآن کی آیتیں اس باب میں مشہور ہیں اور بدعتوں نے جو ان پر اعتراض کئے ہیں وہ بھی  
اہل سنت کی کلام کی کتابوں میں ان کے جراح مہذبہ مذکور ہیں اور ہم کو ان کے یہاں کرنے کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی لیکن دنیا میں اللہ تعالیٰ  
کا دیکھنا تو ہم بیان کر چکے کہ وہ ممکن ہے پر جمہور سلف اور خلف کا یہ قول ہے کہ یہ دنیا میں واقع ہو گا اور امام ابو القاسم قشیری نے ابو عمر بن قریب  
سے نقل کیا ہے کہ اس مسئلے میں امام ابو اسحق اشعری کے دو قول ہیں ایک تو یہ کہ وہاں میں خدا کا دیدار واقع ہوا دوسرے یہ کہ اس کا وقوع  
نہیں ہوا پھر اہل حق کا مذہب یہ ہے کہ رویت انہی (خدا کا دیدار) ایک قوت ہے جس کو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں پیدا کر دے گا اور اس کے لیے  
اتصال اور مقابله دیر ضروری نہیں اور ہمارے دیکھے میں یہ باتیں اتفاق پاتی جاتی ہیں نہ یہ کہ دیکھنے کی شرط ہیں اور حکمکین نے اس کے لیے  
در اعلیٰ حجب بیان کئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے دیدار سے یہ لازم نہیں آتا کہ خدا تعالیٰ ایک جہت میں ہو بلکہ مومنین اس کو دیکھیں گے بغیر جہت  
کے جیسے ان کو جانتے ہیں بے جہت، یعنی مولانا غلامی علیہ السلام نے اس راوی کا بیان میں لکھا ہے کہ بدعتیوں نے جو کچھ شیعہ حد کی  
روایت میں کئے ہیں ان سب کے جواہر دو تین ماسوں کی تصانیف میں موجود ہیں (یعنی امام حافظ شیخ اہل اسلام ابن تیمیہ اور امام حنفی شیخ اہل اسلام  
ابن قیم قدس ہما کی تصانیف) اور ہم نے بھی انہی بعض کتابوں میں بیان کیا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا دیدار دنیا میں تو وہ ممکن ہے پر واقع نہیں ہوا  
یعنی پیر مری میں ہلہ خواب میں واقع ہوا ہے جیسے ریاض المر نام اور مکتھا میں ایک جماعت علماء اور شیعہ سے نقل کیا ہے یا اللہ تو ہم کو مشرب کر  
اپنے دیدار سے اور یہ جو نووی نے کہا کہ خدا کا دیدار بغیر جہت کے ہو گا جیسے اس کا علم ہے جہت کے ہے یہ حکمکین کا طریق ہے اور اہل حق کا یہ  
مسئلہ نہیں ان کے نزدیک تو کسی قسم کے تصور کو ظاہر معنی پر رکھنا چاہیے بغیر تاویل اور قطعیں کے اور حدیث صحیح میں یہ امر موجود ہے کہ  
خدا کہاں ہے آپ نے پوچھا ہے لوئی سے اس کا ایک حدیث میں ہے کہ آپ نے اشارہ کیا انگلی سے آسمان کی طرف اسی طرف تہ باب میں بہت  
آیات اور احادیث ہیں جن سے خدا کا علوم اور نوبت علی العرش اور آسمان میں ہونا ہوا جائے پھر یہ قول نووی کا ان سے کہا مناسب رکھتا ہے اللہ  
تعالیٰ رحم کرے اس آدمی پر جو اصناف کرے اور تاویل اور تکلف کے در پے نہ ہو

مترجم کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کو بے جہت خیال کرنا یہ جہمہ اور مبتدعہ اور معتزلہ کا عقیدہ ہے در نہ سلف علماء اور اہل حدیث سب مل

پروردگار کے دیکھنے میں کوئی آئینہ ہوگی جنت الہدن میں سوا ایک بزرگی کی چادر کے جو خدا کے منہ پر ہوگی۔

۳۴۹- صحیح سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب جنتی جنت میں جائیں گے اس وقت اللہ تعالیٰ فرمادے گا تم اور کچھ زیادہ چاہتے ہو؟ وہ کہیں گے کیا تو نے منہ ۱۲ ارے سفید نہ کئے ہم کو جنت دی جہنم سے نہ بچایا (اب اور کیا چاہیے) پھر پردہ اٹھ جائے گا اس وقت جنسیوں کو کوئی چیز اس سے بھلی معلوم نہ ہوگی یعنی اپنے پروردگار کی طرف دیکھنے سے۔

۳۵۰- حماد بن سلمہ سے اسی اسناد سے یہی حدیث مروی ہے اتنا زیادہ ہے کہ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی یعنی نیکوں کے واسطے نکلے ہے اور زیادہ (زیادہ سے مراد دیدار الہی ہے جو سب نعمتوں سے بڑھ کر لذت دے گا)۔

### باب اللہ کے دیدار کی کیفیت کا بیان

۳۵۱- ابو ہریرہ سے روایت ہے کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کیا ہم اپنے پروردگار کو دیکھیں گے قیامت کے روز؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم ایک دوسرے کو تکلیف دیتے ہو چودھویں رات کا چاند دیکھتے تھے؟ (یعنی ازרחام اور اجوم کی وجہ سے) یا تم کو

يَنْظُرُوا إِلَى رَبِّهِمْ إِلَّا وَدَاءُ الْكَافِرِينَ عَلَى وَجْهِهِ فِي جَنَّةٍ عَذَبٍ

۴۴۹- عَنْ صُهَيْبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ (( إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ لَجْنَةً قَالُوا يَقُولُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى تَرِيدُونَ شَيْئًا أَرِيدُكُمْ لَقِيْقُوا لَوْ أَنَّ تَبِيْعَهُمْ رُجُوْقُهُمْ لَمْ نَدْخُلْ الْجَنَّةَ وَتَبِيْعُهُمْ مِنَ النَّارِ قَالَ فَيُكْشَفُ الْجَحَابُ فَمَا أُغْصُوا شَيْئًا أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِنَ النَّظَرِ إِلَى رَبِّهِمْ عَزَّ وَجَلَّ ))

۴۵۰- عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَرَوَاهُ ثُمَّ تَكَثَّرَ عَنْهُ الْآخَرُونَ يُقِيْمُونَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَى وَرِيَادَةُ

### بَابُ مَعْرِفَةِ طَرِيقِ ارْؤِيَةِ

۴۵۱- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ نَاسًا قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّيْ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ نَرَى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّيْ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( هَلْ

خدا کو جہت فوق میں سمجھتے رہے اور حالہ رحمہم اللہ کا جب کہ توں سے پھر جب خدائے تعالیٰ ایک جہت میں ہوا تو اس کی رؤیت بھی ایک جہت میں ہو سکتی ہے اور متکلمین نے جو ایک رؤیت بلا جہت بلا مکان بیان کی ہے یہ درحقیقت نقلی روایت ہے اور ان کے عقیدے میں خود کرنے سے کچھ فرق نہیں لگتا کیونکہ مگر یہ رؤیت ہے ہی رؤیت کی نقلی ہے جو ظاہر و متعارف ہے یعنی ایک چیز کے سامنے ہونا ایک مقام میں ہونا ہی اور مری میں ایک طرح کی نسبت مقابہ تاویلات کی ہونا مری کا ایک جہت ہونا رائی سے یہ اس رؤیت کی جس کو متکلمین نے اختراع کیا ہے ہر متکلمین سے بہت سے مسائل میں اسی قسم کی تاویلات ہیں جو درحقیقت انکار ہیں خصوصاً کہ خدا ان لوگوں کی خطا معاف کرے اور ہم نے ان میں سے مسئلہ متواتر کو بہت تفصیل سے اپنی کتاب الاستہدائی الاسماء میں بیان کیا ہے۔

(۴۵۱) یہ تشبیہ ہے دیکھنے کی سورج کہ خدا کے دیکھنے کے ساتھ نہ تشبیہ سورج کی خدا کے ساتھ کیونکہ سورج ایک مخلوق ہے کسی بات میں خالق کی مثل نہیں ہو سکتی لہذا اللہ تعالیٰ نے لیس کمفہ شعی وهو السمع البصیر اس کے جوڑ کی کوئی چیز نہیں اور وہ سنتا ہے دیکھتا ہے اور مقصود یہ ہے کہ خدا کے دیدار میں کسی طرح کا اجوم معلوم نہ ہو گا نہ دیکھنے والے ایک پر ایک کر کر صدمہ پہنچائیں گے بلکہ ہر ایک اپنی جگہ کمال مراعت اور رحمت کے ساتھ خدا کو دیکھے گا جیسے دنیا میں چودھویں رات کے چاند کو دیکھنے میں یا سورج کے دیکھنے میں کوئی تکلیف ہے

تَصَارُونَ فِي رُؤْيَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ ))  
قَالُوا لَا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَإِنْ (( مِنْ تَصَارُوتِ  
فِي الشَّمْسِ نَيْسَ ذَوْنَهَا سَحَابٌ )) قَالُوا  
يَا رَسُولَ اللَّهِ فَإِنْ (( فَإِنَّكُمْ تَرَوْنَهُ  
كَذَلِكَ يَجْمَعُ اللَّهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ  
فَيَقُولُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ شَيْئًا فَلْيَتَّبِعْهُ فَيَتَّبِعْ  
مَنْ كَانَ يَعْبُدُ شَمْسَ الشَّمْسِ وَيَتَّبِعْ مَنْ  
كَانَ يَعْبُدُ الْقَمَرَ الْقَمَرَ وَيَتَّبِعْ مَنْ كَانَ  
يَعْبُدُ الطُّغْيَا الطُّغْيَا وَيَتَّبِعْ مَنْ كَانَ  
يَعْبُدُ شَيْئًا مِمَّا فُتِنَ بِهِمْ اللَّهُ تَبَارَكَ

کچھ تکلیف ہوتی ہے چودھویں رات کے چاند دیکھنے میں؟ لوگوں  
نے کہا نہیں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا بعد تم کو کچھ مشقت ہوتی  
ہے یا ایک دوسرے کو صدمہ پہنچاتے ہو سورج کے دیکھنے میں جس  
وقت کہ ہادل نہ ہو اور آسمان صاف ہو؟ لوگوں نے کہا نہیں آپ  
نے فرمایا پھر اسی طرح (یعنی بغیر تکلیف اور مشقت اور زحمت اور  
ازدحام کے) تم اپنے پروردگار کو دیکھو گے حق تعالیٰ لوگوں کو  
قیامت کے دن جمع کرے گا تو فرما دے گا جو کوئی جس کو پوجتا تھا  
اس کے ساتھ ہو جائے پھر جو شخص آفتاب کو پوجتا تھا وہ سورج  
کے ساتھ ہو گا اور جو چاند کو پوجتا تھا وہ چاند کے ساتھ اور جو  
طاغوت کو پوجتا تھا وہ طاغوت کے ساتھ اور یہ امت محمدیہ باقی رہ

تھی نہیں ہوئی طاغوت کہنے ہیں میں چیر کو جس چیز کی پوجا کی جائے سواحد کے یہی قول ہے یہی اور ابو عبیدہ اور کسائی اور حمزہ اور اہل لغت کا اور اس  
عہد میں اور مقاتل اور کلبی و غیر ہم نے کہا کہ طاغوت شیطان کو کہتے ہیں اور بعضوں نے کہا بت کو (نوری) اس سراجِ اہلبان میں ہے کہ پہلا سنی اچھا  
سے اور وہ شامل ہے ولیہ اور جہاد کی قبر پر ہے والوں کو اور درویشوں اور عالموں کی تقلید کرنے والوں کو (جو ان کی تقلید حد اور رسول کے ارشاد  
پر عمل نہ کریں) اور تمام مشرکین اور مبتدعین کو منافق مومنین میں چھپائے ہوئے تو وہاں بھی مومنوں کے ساتھ ملے رہیں گے اور ان کے  
ساتھ چلیں گے اس کی روشنی سے فائدہ نہ لیں گے یہاں تک کہ ان کے اور مومنوں کے بیچ میں نیک و بد ہو جائے گی اس کے اندر رحمت  
ہوگی اور سارے سے عذاب معلوم ہو گا اب منافق عیبہ ہو جائیں گے اور مومنوں کی روشنی ان سے جاتی رہے گی اور بعضوں نے کہا یہ لوگ عرض پر  
بائک دیے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا دور ہو دور ہو (نوری) یہ معرفت حق سبحانہ تعالیٰ کی یا تو اس طرح سے ہوگی کہ خدائے تعالیٰ اپنی  
قدرت کا نام سے ہر مومن کے دل میں اپنا جمال اس طرح ظاہر فرمائیں کہ وہ پہلی صورت کو خدا کی صورت سے متاثر اور مبہم سمجھیں  
گے یا یہ معرفت الٰہی صحت کی وجہ سے ہوگی جو خدا سے بڑے ہیں ان کی شکل نہیں اس کے جوڑ کا کوئی نہیں وہ پاک ہے ہر  
جانب سے پھر جب پہلی صورت صحت ہوئی تو وہ الٰہی صحت سے حال ہوگی اس لیے مومنین اس کو خدا نہ سمجھیں گے۔ جب خدا اپنی اصلی صورت  
میں ظاہر ہو گا تو وہ تمام صحت مقدسہ پر مشتمل ہوگی اور مومنین اس کو پہچان کر اپنا خدا میں گئے اور اس کے ساتھ ہو گئے اس حدیث میں خدا  
کے لیے کئی باتیں ثابت کی ہیں ایک تو صورت دوسرے آقا میرے بننا چوتھے ہاتھ کرنا اور علم الٰہی سنت کے اس قسم کی باتوں اور حدیثوں میں  
دعا ہے ہر ایک حق ہے اور ایک خطا۔ حق وہ ہے جو اکثر سلف کا قول ہے بلکہ کل کا کہ ان کے معنوں میں زیادہ گفتگو نہ کرنا چاہیے بلکہ ان پر  
ایمان آجانیے اور ان کے ظاہر معنی کو قبول کرنا چاہیے اور جس طرح یہ آیتیں اور حدیثیں آئی ہیں ان کو چلانا چاہیے اور ایسا اعتقاد رکھنا چاہیے جو  
خدا کی برتری اور جمال کے لائق ہے اور یہ سمجھنا چاہیے کہ خدا کے مثل کوئی شے نہیں ہے اور یہی قول ہے ایک جماعت متکلمین کا بھی چھ گفتگو  
میں اور اس میں سلامتی ہے ہر ایک وقت سے اور اسی پر چلتے رہے تمام امت کے سلف اور امام اور اس باب میں بڑی عمدہ کتاب کتاب الجواز و  
اصولات ہے سید ابو خیر طیب قزوینی کی۔ شیخ محمد بن حسن عطار نے کتاب تزیین الدعات والصلوات میں خدا کے آنے کی بحث میں لکھا ہے کہ فرمایا  
اللہ سے اور مشرکوں میں خدا کے سے کے امر کے سامنے میں اور فرمایا آیا تیرا رب یا آئے تیرا رب در صحت کے باب میں ہمارا قول یہ ہے کہ اللہ

جائے گی اس میں منافق لوگ بھی ہوں گے پھر اللہ تعالیٰ ان کے پاس آئے گا اسکی صورت میں جس کو وہ نہ پہچانیں گے اور کہے گا میں تمہارا پروردگار ہوں وہ کہیں گے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں ہم تجھ سے اور ہم اسی جگہ ٹھہرے ہیں یہاں تک کہ ہمارا پروردگار آئے گا تو ہم اس کو پہچان لیں گے پھر اللہ تعالیٰ ان کے پاس آئے گا اور کہے گا میں تمہارا رب ہوں وہ کہیں گے تو ہمارا رب ہے پھر اس کے ساتھ ہو جائیں گے اور دوزخ کے پشت پر مل رکھ جائے گا تو میں اور میری امت سب سے پہلے پار ہوں گے اور سوائے پیغمبروں کے اور کوئی اس دن بات نہ کر سکے گا اور پیغمبروں کا ہوں اس وقت یہ ہو گا یا اللہ ہی یو (یہ شققت کی راہ سے کہیں گے اور خلق پر) اور دوزخ میں آکرے میں (لوہے کے جن کا سر ٹیڑھا ہو تا ہے اور تور میں گوشت جب ڈالتے ہیں تو آنکڑوں میں لگا کر ڈالتے ہیں) جیسے سعدان کے کانٹے (سعدان ایک جھاڑ ہے کانٹوں والا) حضرت نے فرمایا صحابہ سے تم نے سعدان کو دیکھا ہے انھوں نے کہا ہاں دیکھا ہے یا رسول اللہ آپ نے فرمایا پس وہ آنکڑے سعدان کے کانٹوں کی وضع پر ہونگے۔ (یعنی سرخ) پر یہ کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے کہ وہ آنکڑے کتنے بڑے بڑے ہونگے وہ

وَتَعَالَى فِي صُورَةٍ غَيْرِ صُورَتِهِ الَّتِي يَعْرِفُونَ فَيَقُولُ أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُولُونَ نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْكَ هَذَا مَكَانًا حَتَّى يَأْتِيَا رَبَّنَا فَإِذَا جَاءَ رَبَّنَا عَرَفْنَاهُ فَيَلْبِسُهُمُ اللَّهُ تَعَالَى فِي صُورَتِهِ الَّتِي يَعْرِفُونَ لِيَقُولَ أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُولُونَ أَأَنْتَ رَبُّنَا فَيُشْعَوْنَ وَيَضْرِبُ الصَّرَاطُ بَيْنَ ظَهْرِي جَهَنَّمَ لَأَكُونَنَّ أَنَا وَأُمِّي أَوَّلَ مَنْ يُجْزَى وَلَا يَتَكَلَّمُ يَوْمَئِذٍ إِلَّا الرُّسُلُ وَذَعْوَى الرُّسُلِ يَوْمَئِذٍ اللَّهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ وَفِي جَهَنَّمَ كَلَابٌ مِثْلُ شَوْكِ السَّغْدَانِ هَلْ رَأَيْتُمُ السَّغْدَانِ (( قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالِ (( فَإِنَّهَا مِثْلُ شَوْكِ السَّغْدَانِ غَيْرَ أَنَّهُ لَا يَغْنَمُ مَا قَدَرُ عِظْمِهَا إِلَّا اللَّهُ تَخَطَّفُ النَّاسُ بِأَعْمَالِهِمْ فَمِنْهُمْ الْمُؤْمِنُ بَقِيَ بِعَمَلِهِ وَمِنْهُمْ الْمُتَجَارِي حَتَّى يُسْحَى حَتَّى إِذَا لَوَّحَ اللَّهُ مِنَ الْقَضَاءِ بَيْنَ الْعِبَادِ وَأَرَادَ أَنْ يُخْرِجَ

ایمان لانے ہیں ان پر اور ان کے وجود کو سمجھتے ہیں اور کسی قدر ان کو جانتے ہیں پر نہ ان کی کیفیت جانتے ہیں نہ مثال نہ مشابہت دیتے ہیں۔ اس کو بیکار کرتے ہیں اور سلف کی طرح یہ کہتے ہیں ایمان لانے ہم اللہ پر بندگی مراد کے موافق اور اس کی مثال کوئی چیز نہیں پھر ایمان کیا ہے ایک صفت کا جیسے استوداد اور علو اور وجہ اور زمین اور کعبہ اور یہ اور اصبح اور شمال اور قدم اور رطل اور نزل اور کلام اور قول اور راہیت اور کشف سابق اور نفس اور عین اور فوق اور حقو کا اور دلیل لانے ان پر آیات اور احادیث سے اور قوی کیا سلف کے مذہب کو اور رد کیا اس تاویل کو جو متکلمین نے کی ہے اور جس پر پچھلے لوگ چلے میں اور فساد ہے جو کثر متکلمین کا مذہب ہے یعنی ان کی تاویل کرنا چاہیے ہر ایک موقع کے موافق جیسے وہ اس حدیث میں کہتے ہیں کہ اے سے مراد یہ ہے کہ مومن اس کو دیکھیں گے اور یہ کہنے کے معنی محاذی ہیں یا اس سے فرشتوں کا آنا مقصود ہے۔ قاضی میاں نے کہا ہمارے مذہب یہ معنی بہتر ہے حالانکہ یہ معنی حد ہے اہل حق کے نزدیک اور حاصل یہ ہے کہ یہ سہ مہینے کا اخیر امتحان ہو گا پھر جب وہاں سے لیے گا میں تمہارا رب ہوں تو یہ نکار کریں گے اور اس سے پناہ مانگیں گے پھر اللہ جل جلالہ اپنی اس صورت پر نقل کرے گا جس طرح ہے مہینے ان کو جاسے میں اور جس صفت سے اس کو پہچانتے ہیں مگر چہ پیشتر حد کو پس دیکھا ہو گا کہ اس کی صفات سے اس کو پہچان لیں گے کہ یہ ہمارا رب ہے اور کہیں گے تو خدا رب ہے۔ خطابی نے کہا شاید پناہ مانگنا خاص منافقوں کا فعل ہو اور قاضی میاں

لوگوں کو دوزخ میں دھرمکشیں گے (یعنی فرشتے ان آنکروں سے کھینچیں گے دوزخیوں کو) ان کے بد عملوں کی وجہ سے اب بعضے ان میں مومن ہو گئے جو بیچ جائیں گے پے عمل کے سبب سے اور بعضے ان میں سے بد دیے جائیں گے اپنے عمل کا یہاں تک کہ جب اللہ تعالیٰ بندوں کے فیصلے سے فراغت پائے گا اور چاہے گا کہ نکالے دوزخ والوں میں سے اپنی رحمت سے جس کو چاہے تو فرشتوں کو حکم کرے گا نکالیں دوزخ سے اس کو جس نے خدا کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کیا ہو جس پر خدا نے رحمت کرنا چاہا ہو جو کہ لا الہ الا اللہ کہتا ہو تو فرشتے دوزخ میں ایسے لوگوں کو بیچیں گے ان کو بیچائیں گے سجدہ کے نشاں سے آگ آدی کو جلا ڈالے گی مگر سجدے کے نشان کو کہ خدا تعالیٰ نے اس کا جلا نا آگ پر حرام کیا ہے پھر دوزخ سے نکالے جائیں گے جسے بننے جب ان پر آب حیات چھڑکا جائیگا وہ تازہ ہو کر ایسے مٹھیں گے جیسے دہنہ کچرے کے بہاؤ میں جم ٹھکے (پانی جہاں پر کوڑا کچرا مٹی بہا کر لاتا ہے وہاں دہنہ خوب آگتا ہے اور جلد شاداب اور سرسبز ہو جاتا ہے اسی طرح وہ جہنمی بھی آب حیات ڈالتے ہی تازہ ہو جائیں گے اور جلن کے نشان بالکل جاتے رہیں گے) بعد اس کے اللہ تعالیٰ بندوں کے فیصلے سے فراغت کرے گا اور ایک مرد

برختمہ من اراد من ہدی نشر امر الملائکۃ ان یخرجوا من النار من کان لا یشرک باسمہ شیئاً ممن اراد اللہ تعالیٰ ان یرحمہ ممن یقول یا اللہ لا اللہ فیعرفونہم فی النار یعرفونہم بانور السجود تاكل النار من ابن آدم الا امر السجود حرمة اللہ علی النار ان تاكل نور السجود فیخرجون من النار وقد متحشو فصب علیہم ماء الحیاة فیسون وہ کما تنبت الحبة فی حمیل تبیل ثم یفرغ اللہ نعاسی من القضاء بین العباد ویبقى رخل فقیل یوحہ علی النار وهو آخر اقصی الجنة ذوقوا الجنة فیقول ای رب اصرف وخبی عن النار فانه قد فشیسی ریحها وأخرفی ذکاؤھا فیذعو اللہ ما شاء اللہ ان یذعوہ ثم یقول اللہ تبارک وتعالی قل عسیت ان فعلت ذلک ان تسأل غیرہ فیقول لا

تبارک وتعالیٰ کی باتوں کا حق یہ کہ کاظمی عارف کا قول صحیح ہے اور عابد مدیٹ سے یہی نکلا ہے یعنی یہ کہ انکار منافقین سے خاص نہیں ہو گا اور اس کے ساتھ ہو جائے گا۔ غرض اس کے حکم کی پیروی کریں گے اور جنت میں جائیں گے اس کے فرشتوں کے ساتھ جو رحمت میں جائیں گے اور یہ بھی ایک قسم کی تاویل ہے جس کی کوئی ضرورت نہیں (السران المودع) جس کو لوگ پل سر پہ کہتے ہیں اور اصل حق اس کو تبارک کیا ہے اور سلف نے اس پر تصریح کیا ہے اور وہ پہلا ہو گا جہنم کی پشت پر سب لوگوں کو اس کے اوپر سے گزرنا ہو گا تو مومن اپنے اپنے درجہ کے موافق اس پر سے گزریں گے اور کافر اس پر سے گزر کر جہنم چلے جائیں گے اللہ تعالیٰ ہم کو بچائے اور ہمارے اصحاب سلف سے منقول ہے کہ یہ ہیں ہاں سے زیادہ باریک اور نکور سے زیادہ حیر ہو گا جیسے ابو سعید خدری سے روایت ہے اور پیغمبروں کا کہنا یعنی پل سے گزرتے وقت بوجہ بول اور خوف کے کہ قیامت کے دن اگر وقت تو لوگ باتیں کریں گے اور مرید ہے مرشدوں سے لڑیں گے (نودوی) حدیث میں اس سے قسمیں العوس یقی بعمہ اس کا ترجمہ یہی ہے جو بیان ہوا اور بعض نسخوں میں یوں ہے الموق بعمہ یعنی بعض ان میں کا حکم ہوا ہے چاہے عمل کی وجہ سے در بعض نسخوں میں یوں ہے الموق بعمہ یعنی بعض ان میں کا حکم ہوا ہے چاہے عمل سے اور بعض نسخوں میں

أَسْأَلُكَ غَيْرَهُ وَتُعْطِي رِثَةً مِنْ غُھُودٍ وَمَوَالِيقَ مَا شَاءَ اللَّهُ قَبْضُوفُ اللَّهِ وَجْهَةٌ عَنِ الشَّرِّ فَإِذَا أَقْبَلَ عَلَى الْحُجَّةِ وَرَأَى مَا سَكَتَ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَسْكُتَ ثُمَّ يَقُولُ أَيُّ رَبِّ قَدْ نَسِيتُ إِلَى بَابِ الْحُجَّةِ فَيَقُولُ اللَّهُ لَهُ أَلَيْسَ قَدْ أُعْطِيتَ غُھُودَكَ وَمَوَالِيقَكَ لَا تَسْأَلُنِي غَيْرَ الَّذِي أُعْطِيتُكَ وَتَبْتَ يَا ابْنَ آدَمَ مَا أَعْدَدْتُكَ لِقَوْمٍ أَيْ رَبِّ وَيَدْعُو اللَّهُ حَتَّى يَقُولَ لَهُ لَهْفَنَ عَسَيْتَ إِذْ أُعْطِيتَ ذَلِكَ أَنْ تَسْأَلَ غَيْرَهُ فَيَقُولُ لَا رِعْزَنْتُ قَبْضُوفُ رِثَةٍ مَا شَاءَ اللَّهُ مِنْ غُھُودٍ وَمَوَالِيقَ فَيَقْدُمُهُ إِلَى بَابِ الْحُجَّةِ فَبِذَا قَامَ عَلَى بَابِ الْحُجَّةِ انْفَهَفَتْ لَهُ الْحُجَّةُ فَرَأَى مَا فِيهَا مِنَ الْخَيْرِ وَالسُّرُورِ فَيَسْكُتُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَسْكُتَ ثُمَّ يَقُولُ أَيُّ رَبِّ أَذْخَلَنِي الْحُجَّةَ فَيَقُولُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَهُ أَلَيْسَ قَدْ أُعْطِيتَ غُھُودَكَ وَمَوَالِيقَكَ لَا تَسْأَلَ غَيْرَ مَا أُعْطِيتَ وَتِلْكَ يَا ابْنَ آدَمَ مَا أَعْدَدْتُكَ فَيَقُولُ أَيُّ رَبِّ لَا أَكُونُ أَشْقَى

باقی رہ جائے گا جس کا منہ دوزخ کی طرف ہو گا اور یہ بہشت والوں میں جائے گا وہ کہے گا اے رب میرا منہ جہنم کی طرف سے پھر دے اس کی لپٹ نے مجھے چلا اے پھر خدا سے کیا کیا کرے گا جب تک خدا تعالیٰ کو منظور ہو گا بعد اس کے اللہ تعالیٰ فرمادے گا اگر میں یہ تیرا سوال پورا کروں تو تو اور سوال کرے گا وہ کہے گا نہیں میں پھر کچھ سوال نہ کروں گا اور جیسے خدا کو منظور سے وہ قول اقرار کرے گا تب اللہ تعالیٰ اس کا منہ دوزخ کی طرف سے پھیر دے گا (جنت کی طرف) جب جنت کی طرف اس کا منہ ہو گا تو چپ رہے گا جب تک خدا کو منظور ہو گا پھر کہے گا اے رب ا مجھے جنت کے دروازے تک پہنچا دے اللہ تعالیٰ فرمادے گا تو کیا کیا قول اور اقرار کر چکا تھا کہ میں پھر دوسرا سوال نہ کروں گا براہِ خیر اے آدمی کیسے دعا بار ہے وہ کہے گا اے رب اور دعا کرے گا یہاں تک کہ پروردگار فرمادے گا اچھا اگر میں تیرا یہ سوال پورا کروں تو پھر تو اور کچھ نہ مانگے گا وہ کہے گا نہیں قسم تیری عزت کی اور کیا کیا قول اور اقرار کرے گا جیسے اللہ کو منظور ہو گا۔ آخر اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے دروازے تک پہنچا دے گا جب وہاں کھڑا ہو گا تو ساری بہشت اس کو دکھائی دے گی اور جو کچھ اس میں نعمت یا خوشی اور فرحت ہے وہ سب پھر ایک مدت تک جب تک خدا کو منظور ہو گا وہ چپ رہے گا بعد اس کے عرض کرے گا اے رب ا مجھے جنت کے اندر لے جا اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے کیا اقرار کیا تھا تو بولا تھا کہ اب میں کچھ

اللہ میں ہوں ہے فہمہم للہموس یعنی ہمہ یعنی ہمیں اس میں سے مومن ہو گئے جو باقی رہ جائیں گے (اور مٹ گئے)۔ اپنے عمل کی وجہ سے۔ سووی نے کہا ہمارے شہر میں اکثر ستموں میں ایسا ہی ہے یہ ترجمہ ہے مجازی کا جیسے حدیث میں گمراہ اور بعض ستموں میں غمزدگی سے بھی کہا جائے گا اس کا گوشت یا گریا جائے گا اور بعض نسوں میں مجرول ہے یعنی قریب ہلاکت کے۔ سووی نے کہا ظاہر حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ جہنم کی آگ بچہ کے ساتوں اعضاء کو نہ جلائے گی جن کو لگا کر آدمی بچہ کرتا ہے یعنی منہ اور دونوں ہاتھ اور دونوں گھٹنے اور دونوں پیریں۔ یہ نئی کہانی ہے بعض ملاحی اور قاضی عیاض نے اس کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ بچہ کے نشان سے صرف پیشانی مراد ہے لیکن اس قول مجتہد سے اب اگر کوئی کہے کہ مسلم نے آگے خود روایت کی ہے کہ بعض لوگ جہنم سے ٹکلیں کے بالکل جھے ہوئے ہوانہ کے قوت کا خواہش سے لے



سوال نہ کروں گا براہو تیرا ہے آدم کے بیٹے اکیسا سکار ہے وہ عرض کرے گا ہے میرے رب! میں میری مخلوق میں سب سے زیادہ بد نصیب نہیں ہوں اور دعا کہہ رہا ہے گاہاں تک کہ اللہ جل شانہ اس دے گا اور جب خدائے تعالیٰ کو ہنسی آجائے گی تو فرمائے گا اچھا جہنم میں جب وہ جنت کے اندر جائے گا تو خدائے تعالیٰ اس سے فرمائے گا اب تو کوئی آرزو کرو کرو کرے گا اور مانگے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو یاد دوائے گا فلائی چیز مانگ فلائی چیز مانگ۔ جب اس کی آرزوئیں ختم ہو جائیں گی تو حق تعالیٰ فرمائے گا ہم نے یہ سب تجھے دیں اور ان کے ساتھ اتنی ہی اور دیں (یعنی تیری خواہشوں سے دو چند ہے۔ یہاں اللہ کیا کرم اور رحمت ہے اللہ تعالیٰ کی آپس بندوں پر اور جو وہ کرم نہ کرے تو اور کون کرے وہی مالک ہے وہی خالق ہے وہی رازق ہے وہی پالنے والا ہے۔ عطاء میں بڑیدنے کہا جو اس حدیث کا راوی ہے کہ ابو سعید خدریؓ بھی اس حدیث کی روایت کرنے میں ابو ہریرہؓ کے موافق تھے کہیں خلاف نہ تھے پر جب ابو ہریرہؓ نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا ہم نے یہ سب تجھے دیں اور اتنی ہی اور دیں تو ابو سعیدؓ نے کہا دس حصے زیادہ دیں ابو ہریرہؓ نے کہا کہ مجھے تو یہی بات یاد ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوں فرمایا ہم نے یہ سب تجھے دیں اور دس حصے زیادہ دیں۔ ابو ہریرہؓ نے کہا یہ

خَفِيفٌ لِّمَا يَرَانِ يَدْعُو اللَّهَ حَتَّى يَضْحَكَ لِلَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى مِنْهُ فَاِذَا صَلَّيْتُ اللَّهَ مِنْهُ قَالَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ فَاِذَا دَخَلَهَا قَالَ اللَّهُ لَهُ تَمَتَّ فَيَسْأَلُ رَثَةً وَيَنْصَحِي حَتَّى يَنْقَضَتْ بِهِ الْأَمَاسِيُّ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى ذَلِكَ لَكَ وَمَعْنَاهُ مَعَهُ قَالَ عَصَاءُ بْنُ بَرِيدٍ وَأَبُو سَعِيدٍ الْخَدْرِيُّ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ لَا يَرُؤُا عَلَيْهِ مِنْ حَدِيثِهِ شَيْئًا حَتَّى يَذَّحُّ حَدَّثَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّ اللَّهَ حِينَ لَبِثَتْ الرُّجُحُ وَمَعْنَاهُ مَعَهُ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ وَعَشْرُهُ أَكْثَلُهُ مَعَهُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ مَا حَفِظْتُ إِلَّا قَوْلَهُ ذَلِكَ لَكَ وَمَعْنَاهُ مَعَهُ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ اسْتَهْدُ أَنِّي حَفِظْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلَهُ ذَلِكَ لَكَ وَعَشْرُهُ أَكْثَرُهُ أَكْثَرُهُ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَذَلِكَ الرُّجُحُ خَيْرٌ أَهْلُ الْجَنَّةِ دُخِرُوا الْجَنَّةَ

تھ کہ یہ کچھ خاص لوگ ہوں گے۔ اور لیکن سوال کے سبب غصہ ہونے کے سبب ان کے بظن عموم اس حدیث کے اور وہ حدیث خاص ہے انہی لوگوں سے تھی۔ تو دیکھو کہ یہاں بھی ایسی ہی ہے اس کا اصرار ہوتا ہے اور اپنی محنت کا ظاہر کرتا اور یہ تاویل طلب ہے اور خود ہی سے بچنے کی فکر میں کی فکر ہے اس کو لکھ رہا ہے اصل یہ ہے کہ جیسے صحیح اور بصر اور کلام وغیرہ اللہ بھانہ کی معاف ہیں اور وہ محمول ہیں آپے حقیقی معنوں پر اسی طرح تنگ بھی ہوتا ہے اس کی ایک صفت ہے اور جیسے حد کا سنا اور دیکھنا اور بات کرنا مخلوق کے دیکھنے اور سننے اور بات کرنے کی طرح نہیں ہے ایسے ہی ان کا جتنا بھی مخلوق کے خشن کی طرح نہیں ہے اور وہ پاک ہے اپنی دست اور صفت میں مخلوق کی مشابہت سے یہی اعتقاد ہے صحابہؓ اور تابعین اور سلف مراد علماء کا جیسا کہ بارہا پتہ چرچا۔



وہ شخص ہے جو سب سے آخر میں حنت میں جائے گا (تو اور جنتیوں کو معلوم نہیں کیا یہ نعمتیں ملیں گی)

۴۵۲- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے ہی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھیں گے باقی حدیث وہی ہے جو اوپر گزر چکی

۴۵۳- امام بن مہرہ سے روایت ہے یہ وہ حدیثیں ہیں جو بیان کیں ہم سے ابوہریرہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے اور بیان کیا کئی حدیثوں کو ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے سب سے کم درجے کا جنتی تم میں سے جو ہو گا اس سے کہا جائے گا آرزو کرو وہ آرزو کرے گا اور آرزو کرے گا پھر اس سے کہا جائے گا آرزو کر چکا وہ کہے گا ہاں پھر اللہ تعالیٰ اس سے لڑائے گا تجھے یہ سب آرزوئیں دیں اور اتنی ہی اور۔

۴۵۴- ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں کہا یا رسول اللہ! کیا ہم دیکھیں گے اپنے پروردگار کو قیامت کے دن آپ نے فرمایا ہاں دیکھو گے تم کو کچھ تکلیف ہوتی ہے سورج کے دیکھنے میں دوپہر کے وقت جب کھڑا ہو اور اندر نہ ہو؟ تم کو کچھ تکلیف ہوتی ہے چاند کے دیکھنے میں چودھویں رات کو جب کھڑا ہوا اور اندر نہ ہو؟ انھوں نے کہا نہیں آپ نے فرمایا بس تم کو اتنی ہی تکلیف ہو گی اللہ تعالیٰ کے دیکھنے

۴۵۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أُنْخِرَهُمَا أَنَّ النَّاسَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلَيْنَا وَنَسَمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ نَرَى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَسَاقُ الْحَدِيثِ بِحَسْبِ شَعْنِي حَدِيثُ ابْنِ أَبِي نَجْمٍ

۴۵۳- عَنْ مَعْمَرِ بْنِ مُسَبِّحٍ قَالَ مَدَّ مَاتَ حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدَكَرَ حَدِيثَ مِنْهُ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( إِنْ أَذْنِي مَقْعِدُ أَحَدِكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ أَنْ يَقُولَ لَهُ تَمَنِّ فَيَتَمَنَّى وَيَتَمَنَّى فَيَقُولَ لَهُ هَلْ تَمَنَّيْتُ فَيَقُولَ مَعَهُ فَيَقُولَ لَهُ فَإِنْ لَكَ مَا تَمَنَّيْتُ وَمِثْلَهُ مَعَهُ ))

۴۵۴- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ أَنَّ مَاتَ فِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ نَرَى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( نَعَمْ )) قَالَ (( هَلْ تُضَارُّونَ فِي رُؤْيَا الشَّمْسِ بِالظُّهْرِ صَحْوًا لَيْسَ مَعَهَا سَحَابًا وَهَلْ تُضَارُّونَ فِي رُؤْيَا الْقَمَرِ ))

(۴۵۳) یہی اللہ کو دیکھنے میں جو وہ اور ازاد حاکم کی تکلیف نہ ہو گی آفتاب اور مہتاب کے دیکھنے میں کسی قسم کی تکلیف نہ ہو گی اور ازاد حاکم کی نہیں ہوتی اور لڑکوں بطریق مہابہ کے ہے یعنی اگر بہ فرض محال کچھ تکلیف ہو تو اتنی ہی ہو گی۔ ہم علماء نے کہا کہ یہ روایت معارضے میں روایت کے جو خاص مومنین کو حنت میں ہو گی اور یہ روایت امتحان اور قیام کے لیے ہو گی اور یہاں مومنین اور مشرکین کے۔ (طی)

سب کہتے ہیں اس رسی کی زمین کو جو دور سے دیکھ کے وقت گرمی میں پانی کی طرح کھائی دیتی ہے جب پاس جاتا تو پانی نہیں ہوتا اور پیاسا ہوتا مل کر رہ جاتا ہے ایسا ہی حال ان جہنمیوں کا ہو گا کہ پیاس کی شدت میں جہنم کو جو مہاب کی طرح معلوم ہو گا پانی سمجھ کر اس میں گھس جائیں گے مگر اکی پلایہ بود اور نصاریٰ کا اصلی دین عہدہ اور اچھا تھا اور خدا کی طرف سے آیا تھا جیسے اسلام کا یہاں پہلے آیا تھا یہاں پہلے نہ تھا

میں قیامت کے دن جتنی چاند اور سورج کے دیکھنے میں ہوتی ہے جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک پکارنے والی پکارے گا ہر ایک گروہ ساتھ ہو جائے اپنے اپنے معبود کے پھر جتنے لوگ سوا خدا کے اور کسی کو پوجتے تھے جیسے بتوں کو اور تمثالوں کو ان میں سے کوئی نہ بچے گا سب کے سب ہنگ میں کریں گے اور رہتی رہ جائیں گے وہی لوگ جو اللہ کو پوجتے تھے نیک ہوں یا بد مسلمانوں میں سے اور کچھ اہل کتاب میں سے پھر یہودی بلائے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا تم کس کو پوجتے تھے؟ وہ کہیں گے ہم پوجتے تھے حضرت عزیر کو جو اللہ کے بیٹے ہیں ان کو جواب ملے گا تم جھوٹے تھے اللہ جل جلالہ نے نہ کوئی بی بی کی نہ اس کا بیٹا ہو اب تم کیا چاہتے ہو؟ وہ کہیں گے رب ہمارے ہم بیٹا سے ہیں ہم کو اپنی پلا حکم ہوگا چاہو پھر وہ ہانک دے جائیں گے جہنم کی طرف ان کو ایسا معلوم ہوگا جیسے سراب اور وہ شعلے ایسے مار رہا ہوگا گویا اسی کو ایک حارہ رہا ہے وہ سب گر پڑیں گے آگ میں بعد اس کے صاعری بلائے جائیں گے اور ان سے سوال ہوگا تم کس کو پوجتے تھے؟ وہ کہیں گے

لَبَدَةُ الْبَدْرِ صَحْوًا تَبَسَ فِيهَا صَحَابَةُ ۖ  
قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ قُلْ (۱) مَا تُصَارُونَ  
فِي رُؤْيَا اللَّهِ بِرُؤْيَاكُمْ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ  
إِنَّا كَمَا تُصَارُونَ فِي رُؤْيَاكُمْ أَخَذَهُمَا إِذَا  
كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَذْنَا مُؤَذِّنًا يُنَادِي كُلَّ  
أُمَّةٍ مَا كَانَتْ تَعْبُدُ لَكَ يَنْفِي أَحَدًا كَانَ  
يَعْبُدُ غَيْرَ اللَّهِ مَتَحَالَةً مِنَ الْأَصْنَامِ  
وَالْأَنْصَابِ إِنَّا نَتَصَالَطُونَ فِي الدَّرَجَاتِ حَتَّى  
إِذَا لَمْ يَبْقَ إِلَّا مَنْ كَانَتْ يَعْبُدُ اللَّهُ مِنْ بَرٍّ  
وَفَاحِرٍ وَعَبْدٍ أَهْلِ الْكُتُبِ فَيُذْغِي الْيَهُودَ  
فَيَقُولُ لَهُمْ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ قَالُوا كُنَّا  
نَعْبُدُ غَيْرَ اللَّهِ إِنَّا لَنُفَقِّرُ كَدُّنَا مَا  
اتَّخَذَ اللَّهُ مِنْ صَاحِبَةٍ وَلَا وَلَدٍ فَمَاذَا  
تَبْعُونَ قَالُوا غَيْبَتِ يَا رَبَّنَا فَاسْقِ فَيَسْأَلُ  
إِلَيْهِمْ أَلَا تَرُدُّونَ فَيَحْضَرُونَ إِلَى النَّارِ

اللہ کے ناموں اور پیدائش اور بے عقلی سے انکی ہمت میں شریک کر لیں جو سراسر عقل کے خلاف ہیں اور انھوں نے یہ سمجھ کر ہم اپنے اپنے معبودوں کو خدا کا بیٹا بنانے کے لئے لوگوں کو ہمارے عقیدے میں شریک ہونے کے لئے قیامت تک یہ دین اور جہنم کے آگے سے منسوب نہ ہوگا حالانکہ اگر ان لوگوں میں ذرا بک عقل ہوتی اور کچھ بھی سمجھ رکھتے اور غور کرتے تو وہ ایسی لغو اور بیہودہ باتوں کو دین میں شریک کر کے اپنے دین کو بدنام نہ کرے یہود کا حال جو اس پر قوتی کے طفیل ہوا ظاہر ہے کہ تمام دنیا میں ان کی تعداد نہایت ہی قلیل رہ گئی اور ان کی سب شوکت اور حشمت خاک میں مل گئی اور نصاریٰ کے بھی قرون کو عربوں نے اسلام کے دور سے متاثر کیا ہے اس زمانے میں گو نصاریٰ و یادی علوم اور فنون کی وجہ سے مسلمانوں پر غالب ہو گئے ہیں اور بظاہر بہت کچھ قوم نام رکھتے ہیں پر ان کے دین اور مذہب کو اسلام سے دین اور مذہب پر ہرگز غلبہ نہیں ہے بلکہ یہ مذہب ایسا ہے جس میں علوم عقیدہ کی روز بروز ترقی ہو رہی ہے اور لوگ سمجھتے جاتے ہیں کہ نصاریٰ کا یہ بے دلیل دعویٰ کہ حضرت مسیح خدا کے بیٹے تھے کتنی وقت رکھتا ہے اسوس اصداسوس مگر نصاریٰ اس وقت بھی اپنی عقل سے کام لیں اور جیسے دیا کے کاموں میں غور و فکر کر رہے ہیں اسی طرح اپنے دین کے اصول کو بھی جانیں تو یہ سب طمع کاہلی اور غا ہانہ جہان کے بچھے پادریوں نے کی ہے لہذا پر کمال جانے وہ بھی مسلمانوں کی طرف ہی توحید کے نور سے مشرف ہوں اگر نصاریٰ اس لغو اور بیہودہ اور خلاف عقل بات یعنی مسیح کو چھوڑ کر توحید پر آجائیں تو میرا ان میں اور مسلمانوں میں بہت ہی تھوڑا فرق رہ جائے گا لہذا یہ دونوں قومیں مل جل کر دنیا میں زندگی بسر کرنے لگیں اور کشت اور خون کا دریا نہ بہہ ہو جائے بلکہ کیا عجب ہے کہ چند روز میں اور باقی قومیں بھی ان کی صحیح ہو جائیں اور یوں اتفاق اور اختلاف اور قتال

ہم پوجتے تھے حضرت سح کو جو اللہ کے بیٹے ہیں ان کو جواب دے گا تم بھولے تھے اللہ جل جلالہ کی نہ کوئی جورو ہے نہ اس کا کوئی بیٹا ہے پھر ان سے کہا جائے گا ب تم کیا پوجتے ہو؟ وہ کہیں گے اے رب! ہم جیسے ہیں ہم کو پانی پلا حکم ہو گا جاؤ پھر وہ سب ہانگے جائیں گے جہنم کی طرف گویا وہ سراب ہو گا اور لپٹ کے مارے وہ آپ ہی آپ ایک ایک کو کھاتا ہو گا پھر وہ سب گر پڑیں گے جہنم میں یہاں تک کہ جب کوئی باقی نہ رہے گا سوال لوگوں کے جو اللہ کو پوجتے تھے نیک ہوں یا بد اس وقت مالک سارے جہاں کا ان کے پاس آئے گا ایک ایسی صورت میں جو مشابہ نہ ہوگی اس صورت سے جس کو وہ جانتے ہیں اور فرمائے گا تم کس بات کے خطر ہو ہر ایک گروہ ساتھ ہو گیا اپنے اپنے مسجد کے وہ کہیں گے اے ہمارے رب! ہم نے تو دنیا میں اس لوگوں کا ساتھ نہ دیا (یعنی مشرکوں کا) جب ہم ان کے بہت محتاج تھے نہ ان کی صحبت میں رہے پھر وہ فرمائے گا میں تمہارا رب ہوں وہ کہیں گے ہم اللہ کی پناہ لگاتے ہیں تجھ سے اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے دو یا تمہاری ہر ایک کہیں گے یہاں تک کہ ان میں سے بعض لاگ پھر

كَانَهَا سَرَابٌ يَخْتَصِمُ بِغَضَا فَيَسْأَلُونَ فِي النَّارِ ثُمَّ يُدْعَى النَّصَارَى فَيَقَالُ لَهُمْ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ قَالُوا كُنَّا نَعْبُدُ الْمَسِيحَ ابْنَ اللَّهِ قِيلَ لَهُمْ كَذَّبْتُمْ مَا اتَّخَذَ اللَّهُ مِنْ حَاجِبَةٍ وَلَا وَلَدٍ لِيُقَالَ لَهُمْ عَادًا تَغْفِرُونَ فَيَقُولُونَ عَطَيْنَا يَا رَبَّنَا فَاسْمَعْ قَالِ فَيَسْأَلُ بِهِمْ آتَا تَوَدُّونَ فَيُخْشَرُونَ إِلَى جَهَنَّمَ كَانَهَا سَرَابٌ يَخْتَصِمُ بِغَضَا فَيَسْأَلُونَ فِي النَّارِ حَتَّى إِذَا لَمْ يَبْقَ إِلَّا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللَّهَ تَعَالَى مِنْ بَرٍّ وَفَاجِرٍ أَلَا لَهُمْ رَبُّ الْعَالَمِينَ سَبَّحَانَهُ وَتَعَالَى فِي أَذْنَى صُورَةٍ مِنَ النَّبِيِّ رَأَوْا فِيهَا قَالِ فَمَا تَتَّبِعُونَ تَبِيعُ كُلُّ أُمَّةٍ مَا كَانَتْ تَعْبُدُ قَالُوا يَا رَبَّنَا قَدَرْنَا النَّاسَ فِي الدُّنْيَا أَفْقَرًا مَا كُنَّا بِهِمْ وَلَمْ نُنْصَحِهِمْ فَيَقُولُ آتَا رَبُّكُمْ فَيَقُولُونَ نَعُوذُ

اللہ کے اشیاء اور احماد اور امن و ایمان پیدا ہو کر یہ سب حد کی سرحد پر موقوف ہے پھر وہ مسلمان جو اپنے تئیں مسلمان کہتے ہیں اور مشرکوں کی طرح سوا خدا کے بیروں حجج و برکات کی غرور دیکھتے ہیں مصیبت کے وقت ان کو پکارتے ہیں ان سے دعا کرتے ہیں ہر امر پر ان کو تکلید اور متصرف خیال کرتے ہیں وہ در حقیقت نصاریٰ سے بھی بدتر ہیں۔ ناک چرے ان کی عقلوں پر خوب نے صنادیدی کو احماد حق کی جگہ دے رکھی ہے۔ اس کی صحت سے جو اس سے بیان کی ہیں اس کو پہچانتے ہیں اس میں ایک مفت یہ بھی ہے کہ وہ دیکھتے ہیں کہ غلوں کے مشابہ نہیں ہے نہ کسی کے جوڑ کا ہے پاک ہے ہر عیب اور نقص سے یعنی ایسا نہیں جب ہم کو اپنی معاش کے واسطے ان لوگوں سے ملنے کی اور دوستی کرنے کی ضرورت تھی اس وقت تو ہم نے نہیں ان کا ساتھ دیا بلکہ غرور و فاقہ قبول کیا اور ان کی مخالفت کرتے رہے اور ان کا رد کرتے رہے پھر اراج جب ہم کو ان کی کچھ حدیثیں نہیں ہے ہم ان کے ساتھ کیونکر جائیں اور غرض یہ ہے کہ مومنین حق تعالیٰ سے عاجزی اور دعا کریں کہ اس مشکل میں ہماری مدد کریں مہاجرین اور انصار کا دنیا میں یہی حال ہوا کہ انھوں نے قرابت اور عزیز و درمی کا بھی خیال نہ کیا اور مشرکوں سے علیحدہ ہو گئے اور مصیبت کو دور کی اور یہی حال رہا ہے مجاہدوں کا برتھانے میں جنھوں نے مشرکوں کے ہاتھ سے نکلیں اشیاء۔ راضی ہو اللہ تعالیٰ ان سے اور مہاجرین کے ساتھ کرے آمین یا رب العالمین۔ قرآن میں ہے یوم یکشف عن ساقی یعنی جس دن کھولا جائے گا ساق سے ساق کہتے ہیں پٹلی کہ۔ کوئی نے کہا میں مہاجر اور اکثر اہل لغت نے ساق کے معنی یہاں شدت اور زور کے لیے ہیں یعنی ایک ہر ناک اسر ہو گا اور یہ شکل ہے جس کو عرب لوگ کھاتے ہیں۔ کہتے ہیں لڑائی جو



قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا الْحَسَنُ قَالَ  
(1) دَخَضَ مَرَّةً فِيهِ خَطَاطِيفُهَا وَكَذَلِكَ  
وَحَسَنُكَ تَكُونُ بِحَبْدٍ لَهَا مِثْلُكَ يَقَالُ  
لَهَا السَّعْدَانُ لِمِثْرِ الْمُؤْمِنُونَ كَطَرْفِ  
الْعَيْنِ وَكَالْبَرْقِ وَكَالزَّبْحِ وَكَالطَّيْرِ  
وَكَاخْبِرِيكَ الْخَيْلِ وَالْوَكَابِ فَنَاجٍ مُسَلِّمٌ  
وَمَخْذُومٌ مُرْسَلٌ وَمَكْذُومٌ فِي نَارِ  
جَهَنَّمَ حَتَّى إِذَا خَلَصَ الْمُؤْمِنُونَ مِنَ النَّارِ  
فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ  
بِأَشَدَّ مُشَاهِدَةً لِلَّهِ فِي اسْتِيفَاءِ الْحَقِّ مِنْ  
الْمُؤْمِنِينَ لِلَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِإِخْوَانِهِمُ الَّذِينَ  
فِي النَّارِ يَقُولُونَ رَبَّنَا كَانُوا يَصُومُونَ مَعَنَا  
وَيُصَلُّونَ وَيُخْرِجُونَ لِقَالٍ لَهُمْ أُخْرِجُوا  
مِنْ عَرْفَتِهِمْ فَتَحَرَّمَ صُورُهُمْ عَلَى النَّارِ  
فَيُخْرِجُونَ خَلْقًا كَثِيرًا قَدْ أَخَذَتِ النَّارُ  
إِلَى بَصَرِ سَاقِيهِ وَإِلَى رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ يَقُولُونَ  
رَبَّنَا مَا بَقِيَ فِيهَا أَحَدٌ مِمَّنْ أَمَرْنَا بِهِ  
فَيَقُولُ ارْجِعُوا فَعَمَّ وَجَدْنَاهُ فِي قَسْبِهِ  
مُنْقَالٍ دِيَارٍ مِنْ غَيْرِ فَأُخْرِجُوا  
فَيُخْرِجُونَ خَلْقًا كَثِيرًا ثُمَّ يَقُولُونَ رَبَّنَا لَمْ

کیسا ہوگا؟ آپ نے فرمایا! ایک جھٹے کا مقام ہوگا وہاں آنکڑے  
ہو گئے اور کانٹے جیسے نجد کے ملک میں ایک کانٹا ہوتا ہے جس کو  
سعدان کہتے ہیں یعنی (ٹیڑھے سردانا) موسم اس پر سے پار  
ہو گئے بعضے پل مارنے میں بعضے بجلی کی طرح بعضے پردہ کی طرح  
بعضے تیز گھوڑوں کی طرح بعضے اونٹوں کی طرح اور بعضے بالکل  
جہنم سے بچ کر پار ہو جائیں گے (یعنی ان کو کسی قسم کا صدمہ نہیں  
پہنچے گا) اور بعضے کچھ صدمہ اٹھائیں گے لیکن پار ہو جائیں گے اور  
بعضے صدمہ اٹھا کر جہنم میں گر جائیں گے جب مومنوں کو جہنم سے  
بچھڑا کر ہوگا تو قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کوئی تم  
میں سے اپنے حق کے لیے اتنا جھگڑنے والا نہیں ہے جتنے وہ  
جھگڑنے والے ہو گئے خدا سے قیامت کے دن اپنے ان بھائیوں  
کے لیے جو جہنم میں ہو گئے۔ (خدا سے جھگڑنے والے یعنی خدا  
سے بار بار عرض کرنے والے اپنے بھائیوں کے چھڑانے کے  
لیے) وہ کہیں گے اے رب ہمارے! وہ لوگ (جو اب جہنم میں  
ہیں) روزہ رکھتے تھے ہمارے ساتھ اور نماز پڑھتے تھے اور حج  
کرتے تھے حکم ہو گا اچھا ہوا اور نکال کر جہنم سے جن کو تم پہچانو پھر  
ان کی صورتیں جہنم پر حرام ہو جائیں گی (یعنی جہنم کی آگ ان کی  
صورت کو بدل نہ سکے گی اور چہرہ ان کا محفوظ رہے گا تاکہ مومنین  
ان کو پہچان سکیں) اور مومنین بہت سے آدمیوں کو جہنم سے نکالیں  
گے۔ ان میں سے بعضوں کو آگ نے آرمی پڈلیوں تک کھایا

اور دیکھیں گے۔ ابن خورک نے کہا ایک گروہ اسی طرح گیا حالانکہ یہ غلط ہے بلکہ مسلمانوں کے علماء کے اجماع سے یہ امر ثابت ہے کہ منافقوں  
کو حد کا دیوار نہ ہوگا اور حد سے یہ بات کہاں نکلتی ہے کہ منافق بھی خدا کو دیکھیں گے بلکہ اس جماعت کا دیکھنا نکلتا ہے جس میں منافق اور  
سومن سب ہو گئے اور جماعت کے دیکھنے سے یہ بات لازم نہیں آتی کہ ہر ایک شخص ان میں کا دیکھے اور کتاب اور سنت سے بہت دیکھیں ہیں  
اس امر پر کہ سائق کو اللہ تعالیٰ کا دیدار نہ ہوگا۔ قاضی عیاضؒ نے کہا بھلائی سے مراد یہاں یقین ہے اور صحیح یہ ہے کہ بھلائی وہ شے ہے جو یہاں  
کے علاوہ ہے اس لیے کہ ایمان کے حصے نہیں ہو سکتے بلکہ یہ حصے اس شے کے ہیں جو ایمان پر رائد ہو جیسے نیک عمل یا ذکر غلط یا اور کوئی دل کا  
عمل جیسے شفقت مسکینوں پر یا خوف الہی یا نیت صادقہ وغیرہ اور روایت کرتی ہے اس پر دوسری حدیث کہ جہنم سے نکلے گا وہ شخص بھی اللہ

ہوگا بعضوں کو گھنٹوں تک پھر دہ کہیں گے اے رب ہمارے اب تو جہنم میں کوئی باقی نہیں رہا اس آدمیوں میں سے جس کے نکالنے کا تو نے حکم دیا تھا (یعنی زورہ، نر ز اور ج کرنے والوں میں سے اب کوئی نہیں رہا) حکم ہوگا پھر جاؤ اور جس کے دل میں ایک دینار برابر بھلائی پاؤ اس کو بھی نکال لاؤ پھر وہ نکالیں گے بہت سے آدمیوں کو اور کہیں گے اے رب ہمارے، ہم نے نہیں چھوڑا کسی کو ان لوگوں میں سے جن کے نکالنے کا تو نے حکم دیا تھا حکم ہوگا پھر جاؤ اور جس کے دل میں آدھے دینار برابر بھی بھلائی پاؤ اس کو بھی نکال لاؤ وہ پھر بہت سے آدمیوں کو نکالیں گے اور کہیں گے اے پروردگار اب تو اس میں کوئی باقی نہیں رہا ان لوگوں میں سے جن کے نکالنے کا تو نے حکم دیا تھا حکم ہوگا پھر جاؤ اور جس کے دل میں ایک ذرہ برابر بھلائی ہو اس کو بھی نکال لاؤ پھر وہ نکالیں گے بہت سے آدمیوں کو اور کہیں گے اے رب ہمارے اب تو اس میں کوئی نہیں رہا جس میں ذرا بھی بھلائی تھی (بلکہ اب سب اسی قسم کے لوگ ہیں جو بدکار اور کافر تھے اور رہتی برابر بھی بھلائی ان میں نہ تھی) اب سعید خدری جب اس حدیث کو بیان کرتے تھے تو کہتے تھے اگر تم مجھ کو سچا نہ جانو اس حدیث میں تو پڑھو اس آیت کو کہ ان الله لا يظلم مثقال ذرة احرى ان الله تعالى ظلم نہیں کرے گا رتی برابر اور جو نیکی ہو تو اس کو دوٹا کرے گا اور اپنے پاس سے بہت کچھ ثواب دے گا پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا فرشتے سفارش کر چکے اور بغیر سفارش کر چکے اور مومنین سفارش کر چکے اب کوئی باقی نہیں رہا پر وہ باقی ہے جو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ (قرآن اس کی ذات مقدس کے) پھر

تَدْرُ فِيهَا أَحَدًا مِّنْ أَمْرَتَا نَا ثُمَّ يَقُولُ اٰرْجِعُوْا فَمَنْ وَّجَدْتُمْ فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرٍ فَاَخْرِجُوْهُ فَيُخْرِجُوْنَ عِلْقًا كَثِيْرًا ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا نَا ثُمَّ يَقُوْلُ اٰرْجِعُوْا فَمِنْ أَمْرَتَا نَا أَحَدًا ثُمَّ يَقُولُ اٰرْجِعُوْا فَمَنْ وَّجَدْتُمْ فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرٍ فَاَخْرِجُوْهُ فَيُخْرِجُوْنَ عِلْقًا كَثِيْرًا ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا نَا ثُمَّ تَدْرُ فِيْهَا خَيْرًا )) وَكَانَ أَبُو سَعِيْدٍ الْخُدْرِيُّ يَقُوْلُ اِنْ لَمْ نَصَلِّقُوْا بِهَذِهِ الْحَدِيْثِ فَاَقْرَبُوْا اِنْ شِئْتُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَاِنْ نَكُنْ حَسَنًا يُّصَاعِفْهَا وَثِقَاتٍ مِّنْ لَّدُنْهُ اَحْزًا عَظِيْمًا )) يَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ هَرَّ رَجُلٌ شَفَعْتَ الْمَلَائِكَةَ وَشَفَعَ الشَّيْطٰنُ وَشَفَعَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَلَمْ يَنْتَقِ اِلَّا اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ فَيَقْبِضُ قَبْضَةً مِّنَ النَّارِ فَيُخْرِجُ مِنْهَا نُوْرًا ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ خَيْرًا فَقَدْ لَدَّ عَاذُوا حُصْنًا فَلْيَقْبِضْ فِيْ نَهْرِ فِيْ اَقْوَامٍ اَلْحَبَّةُ يَقَالُ لَدَّ نَهْرُ الْحَبَاةِ فَيُخْرِجُوْنَ كَمَا تَخْرُجُ الْحَبَّةُ فِيْ حَمَلِ الشَّيْءِ اِلَّا تَرَوْنَهَا تَكُوْنُ اِلَيَّ اَلْخَضِرُ اَوْ اِلَيَّ الشَّجَرُ مَا يَكُوْنُ اِلَيَّ الشَّيْءِ اَصْبَحُ وَاَحْيَيْتُ وَمَا يَكُوْنُ مِنْهَا اِلَّا الظِّلُّ يَكُوْنُ اَبْيَضُ )) فَعَالُوْا يَا رُسُوْلَ اللّٰهِ كَاَنْتُمْ كُنْتُمْ

جس سے لا الہ الا اللہ کہا ہوگا اور اس کے دس میں ایک رتی برابر بھلائی ہوگی (کوئی) جن کی تعداد کو کوئی نہیں جانتا سوئے خدا کریم کے اور خدا تعالیٰ کی مٹھی میں قدر بڑی ہے کہ ساری زمین اس کی ایک مٹھی میں آجائے گی۔ قیامت کے دن مبارک ہیں وہ لوگ جو اپنے مالک کی خاص مٹھی سے نکالے جائیں گے ورنہ کسی کا احساں نہ ہوگا سوئے خدا کریم کے پر صرف خدا کی توحید پر یقین رکھتے تھے ان کی علی



تَرَعَىٰ بِالنَّارِ قَالَ (( فَيَخْرُجُونَ كَالَّذِينَ فِي رِقَابِهِمُ الْحَوَاتِمُ يَعْرِفُهُمْ أَهْلُ لُجَّةٍ هَؤُلَاءِ نَعْتَقُ اللَّهُ الَّذِينَ أَدْخَلْنَاهُمُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حَمَلٍ عَمِلُوهُ وَلَا خَيْرَ لِّمَنْ فَعَلَهُ ثُمَّ يَقُولُ ادْخُلُوا لُجَّةً فَمَا رَأَيْتُمُوهُ فَهُوَ لَكُمْ فَيَقُولُونَ رَبَّنَا أَعْطَيْنَا مَا نَمْ نَحْنُ أَهْلًا مِنَ الْعَالَمِينَ فَيَقُولُ لَكُمْ جَنَدِي أَفْضَلُ مِنْ هَذَا فَيَقُولُونَ يَا رَبَّنَا أَيُّ شَيْءٍ أَفْضَلُ مِنْ هَذَا فَيَقُولُ رِضَائِي فَلَا أَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهُ أَبَدًا ))

ایک مٹی آدمیوں کی جہنم سے نکالے گا۔ اور اس میں وہ لوگ ہونگے جنہوں نے کوئی بھلائی کی نہیں کبھی کہ وہ جل کر کوئلہ ہو گئے ہونگے پھر خدا نے تعالیٰ ان لوگوں کو ایک نہر میں ڈال دے گا جو جنت کے دروازوں پر ہوگی جس کا نام نہر الحیات ہے وہ اس میں اب جلد تر و تازہ ہونگے جیسے دانہ پانی کے بہاؤ میں کوڑے کچرے کی جگہ پر گ آتا ہے (رور سے بھیگ کر) تم دیکھتے ہو وہ راتہ کبھی پتھر کے پاس ہوتا ہے کبھی درخت کے پاس اور جو آفتاب کے رخ پر ہوتا ہے وہ زرد و یا سبز آتا ہے اور جو سائے میں ہوتا ہے وہ سفید رہتا ہے لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! آپ تو گویا جنگل میں جانوروں کو چہا یا کرتے ہیں (کہ وہاں کا سب حال جانتے ہیں) پھر آپ نے فرمایا وہ لوگ اس نہر سے موتی کی طرح چمکتے ہوئے نکلیں گے ان کے گلوں میں پٹے ہونگے جنہ والے انکو پہچان لیں گے اور کہیں گے یہ اللہ تعالیٰ کے آزاد کئے ہوئے ہیں ان کو خدا نے جنت دی بغیر کسی عمل یا بھلائی کے۔ پھر فرمائے گا جنت میں جاؤ اور جس چیز کو دیکھو وہ تمہاری ہے۔۔۔۔۔ وہ کہیں گے اے رب ہمارے! تو نے ہم کو اتنا کچھ دیا کہ اتنا کسی کو نہیں دیا سارے جہان والوں میں اللہ تعالیٰ فرمائے گا ابھی میرے پاس تمہارے لیے اس سے بڑھ کر ہے وہ کہیں گے اے رب ہمارے! اب اس سے بڑھ کر کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میری رضامندی اب میں تم پر کبھی قصہ نہ ہوں گا۔

۴۵۵- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ تَرَىٰ رَبَّنَا فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ (( قُلْ تُصَادُّونَ فِي رُؤْيَا الشَّمْسِ إِذَا كَانَ

۴۵۵- دوسری روایت بھی ابو سعید خدری سے ایسی ہی ہے اس میں یہ ہے کہ ہم نے کہا یا رسول اللہ! کیا ہم اپنے مالک کو دیکھیں گے؟ آپ نے فرمایا تم کو کچھ حرج ہوتا ہے سورج کے

اور ساری کرے والا کوئی فرشتہ یا غیر مومن نہ ہو گا آخر اللہ خود اپنے مبارک ہاتھ سے ان کو نکالے گا۔ سبحان اللہ مالک کی رضامندی اتنی بڑی جنت ہے کہ بہشت کی سب نعمتیں اس کے سامنے بے حقیقت ہیں۔ جو اس مردہ کی ہے جو اپنے مالک کی رضامندی کا طلب گار اور ہر حال میں اس کا شکر گزار ہے۔



دیکھئے میں جب صاف دن ہو؟ ہم نے کہا نہیں اور بیان کیا حدیث کو، خیر تک اتنا زیادہ ہے اس عبارت کے بعد ان کو خدا نے جنت دی بغیر کسی عمل یا بھلائی کے ان سے کہا جائے گا جو تم دیکھو وہ تمہارا ہے اور اتنا اور ہے۔ یوسیفؑ نے کہا مجھے یہ حدیث پیش کی کہ ہاں سے زیادہ ہار یک ہو گا اور تم کو اس سے زیادہ تیز ہو گا اور سیٹ کی روایت میں یہ نہیں ہے کہ وہ کہیں گے اے رب ہمارے تو نے ہم کو وہ دیا جو سارے جہاں والوں میں کسی کو نہیں دیا اور جو اس کے بعد ہے۔

۳۵۶- ایک اور روایت اسی سلسلے سے کچھ کی بیشی کے ساتھ روایت کی گئی ہے۔

يَوْمَ صَحْوَ) مَا نَا وَسُفُّ الْحَبِثِ حَتَّى انْقَضَى شَعْرُهُ وَهُوَ سَحْرٌ حَبِثٌ حَفْصٌ بِيْ شَيْئَرَةٍ وَرَادَ بَعْدَ بَوْلِهِ بِغَيْرِ عَمَلٍ غَمْرُهُ وَبَا قَدَمٍ قَدْ مَوَّهَ (( فَيَقَالُ لَهُمْ لَكُمْ مَا رَأَيْتُمْ وَبِطَلَّةٍ مَعَهُ )) قَالُوا سَجِلٌ بِمَعْنَى أَنَّ الْحَسْرَ أَذَقُ مِنَ الشَّعْرَةِ وَحَدُّ مِنَ الشَّيْءِ وَتَيْسٌ هِيَ حَدِيثُ الشَّيْءِ (( فَيَقُولُونَ رَبَّنَا اغْضُضْنَا مَا لَمْ نَغْطِ أَحَدًا مِنْ الْعَالَمِينَ وَمَا بَعْدُ )) فَأَقْرَبُ بِيْ عَيْسَى بِيْ حَمْدِهِ.

۴۵۶- عَنْ رَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ بِإِسْنَادِهِمَا سَحْرٌ حَبِثٌ حَفْصٌ بِيْ شَيْئَرَةٍ إِلَى أَمِيرِهِ وَكَذَلِكَ رَدَّ وَنَقَضَ شَيْئًا

## باب شفاعت کا ثبوت اور موحّدوں کا جہنم سے نکالا جانا

## بَابُ اثْبَاتِ الشَّفَاعَةِ وَإِخْرَاجِ الْمُؤَحِّدِينَ مِنَ النَّارِ

۴۵۷- عَنْ أَبِي سَجْدَةَ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۳۵۷- ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

اے نبیؐ! میں نے کہا اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ شفاعت حلقاً جائز ہے اور شرعاً اس کا ثبوت اس آیت سے ہے یَوْمَ لَا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الْوَحْشُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا اور اس آیت سے وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنْ ارْضَاهُ اور حدیثیں شفاعت کے باب میں بہت آئی ہیں اور آثار صحابہؓ بھی بہت ہیں ان سب کو ملانے سے شفاعت کا ثبوت متواتر ہو جاتا ہے گناہگار مومن کے واسطے اور لعل کیا ہے سلف اور خلف اور تمام اہل سنت نے شفاعت کے ثبوت پر اور انکار کیا ہے خوارج اور بعض معتزلہ نے شفاعت کا اور ان کے نزدیک گناہگار ہمیشہ جہنم میں رہیں گے دلیل انکی یہ آیت ہے فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ اور یہ آیت وَمَا لِنُظْمِنَ مِنْ حَمِيمٍ وَلَا شَفِيعٍ بَطَّاعٍ حَالًا غَرَبَ آئِتِيں کافروں کے حق میں ہیں اور انھوں نے جو شفاعت کی آیتوں کی تاویل کی ہے کہ مراد اس سے درجوں کی نیادہی ہے تو یہ باطل ہے اور حدیث کے الفاظ سے صاف ان کی تاویل باطل ہوتی ہے کیونکہ حدیث میں یہ ہے کہ جہنمی شفاعت کی وجہ سے جہنم سے نکلے جائیں گے لیکن شفاعت پانچ قسم کی ہے ایک تو وہ جو خاص ہے ہمارے پیغمبرؐ سے اور وہ تسکین دینا ہے میدانِ حشر کے ہوس سے اور حساب و کتاب جلدی شروع کر دینا جیسا کہ بیان آگے آئے گا دوسرے ہمے لوگوں کو بغیر حساب و کتاب کے جنت میں لے جائیے بھی ہمارے پیغمبرؐ کے پیچھے ہے تیسرے شفاعت ان لوگوں کے پیچھے جو مستحق ہو گئے ہوں جہم کے ان کی شفاعت ہمارے پیغمبرؐ اور لوگ کریں گے چوتھی شفاعت ان لوگوں کی جو جہنم میں جا چکے ہوں گناہگاروں میں سے اور ان کا نکالا جانا ہمارے پیغمبرؐ اور فرشتوں اور مومنین کی شفاعت سے ثابت ہے جیسے ایک حدیث میں ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ نکلے گا جہنم سے ہر ایک لا الہ الا اللہ کہے دے گا اور صرف کالراں میں رہ جائیں گے۔ پانچویں وہ شفاعت جو جنت میں درجہ بڑھانے کے لیے ہو اس شفاعت کا معجزہ بھی انکار نہیں کرتے نہ پہلی شفاعت کا۔ قاضی عیاضؒ نے کہا مشہور روایتوں سے سلف صالحین کا شفاعت کے

عَنْهُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (( يَدْخِلُ اللَّهُ أَهْلَ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ يَدْخِلُ مَنْ يَشَاءُ بِرَحْمَتِهِ وَيَدْخِلُ أَهْلَ النَّارِ النَّارَ ثُمَّ يَقُولُ انظُرُوا مَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ عِثْقًا حَبِيَّةً مِنْ عَزْدٍ مِنْ يَمِينٍ فَأَخْرِجُوهُ فَيُخْرِجُونَ مِنْهَا خَبِيمًا قَدْ امْتَحَشُوا لِقُلُوبِهِمْ فِي نَهْرِ الْحَيَاةِ أَوْ النَّارِ لِيَبْتَلُوا فِيهِ كَمَا تَنْتَبِهُ الْجَنَّةُ إِلَى جَانِبِ السَّبِيلِ أَلَمْ تَرَوْهَا كَيْفَ تَخْرُجُ حَفْرَةً مُتَوَيَّةً ))

اللہ جنت والوں کو جنت میں لے جائے گا جس کو چاہے گا اپنی رحمت سے اور دوزخ والوں کو دوزخ میں لے جائے گا پھر فرمائے گا دیکھو جس کے دل میں رائی کے دانے برابر بھی ایمان ہو اس کو دوزخ سے نکال لو۔ وہ لوگ نکلیں گے کوئلہ کی طرح جیسے ہوئے پھر ڈالے جائیں گے نہرِ حیات یا نہرِ حیات میں (یہ شک ہے امام مالک کا جو راوی ہیں اس حدیث کے اور اوروں کی روایت میں نہرِ حیات ہے بغیر شک کے) اور ایسا آگس گے جیسے دندہ بھیا (بھاؤ) کے طرف آگ آتا ہے کیا تم نے اس کو نہیں دیکھا کیا زرد پٹن ہوا آتا ہے۔

۳۵۸- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے مگر اس میں دانے کی بجائے کوڑا کرکٹ لگنے کا ذکر ہے۔

۴۵۸- عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ يَتَقَوَّنُ فِي نَهْرِ يُقَالُ لَهُ لِحْيَةٌ وَلَمْ يَشْكُرْ رَمِي حَبِيبًا خَالِدًا كَمَا تَنْتَبِهُ الْعُتَاةُ فِي حَبِيبِ السَّبِيلِ رَمِي خَلِيفَةً وَحَبِيبًا كَمَا تَنْتَبِهُ الْجَنَّةُ فِي حَوْثٍ أَوْ حَمِيلَةِ السَّبِيلِ

۳۵۹- ابو سعید سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ لوگ جو جہنم والے ہیں (یعنی ہمیشہ وہاں رہنے کے لیے ہیں جیسے کافر اور مشرک وہ تونہ مرے گئے نہ جیسے گئے لیکن کچھ لوگ جو گناہوں کی وجہ سے دوزخ میں جائیں گے آگ ان کو مار کر کوئلہ بنا دے گی۔ پھر اجازت ہوگی شفاعت ہوگی اور یہ لوگ لائے جائیں گے گردہ

۴۵۹- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( أَمَّا أَهْلُ النَّارِ الَّذِينَ هُمْ أَهْلُهَا فَإِنَّهُمْ لَا يَخْرُجُونَ فِيهَا وَلَا يَحْيَوْنَ وَلَكِنْ نَأْسٌ أَصَابَتْهُمْ النَّارُ بِذُنُوبِهِمْ أَوْ قَالَ بِخَطَايَاهُمْ فَأَمَاتَتْهُمْ إِمَاتَةً

تھ لیے دعا کرتا ثابت ہوا ہے اس سورت میں جو کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ہمارے ظہر کی شفاعت، گناہ گردہ ہے اس کی بات کی طرف خیال نہ کرنا چاہیے اس لیے کہ شفاعت آپ کی کچھ گناہگاروں سے مخصوص نہیں ہے بلکہ تخفیف حساب اور رہا دہی درجات کے لیے بھی ہوگی اور ہر ایک عاقل کو ڈر لگا ہوا ہے کہ کہیں وہ گناہگاروں میں سے نہ ہو جائے اپنے عمل پر بھروسہ نہیں ہے اور جس شخص نے اس کو گردہ سمجھا ہے چاہیے کہ وہ منظرِ حیات اور بخشش کے لیے بھی دعا نہ کرے اور یہ خلاف ہے ملف اور علق کے طریقے کے تمام ہوا کلام قاضی عیاض (۲)۔ (نودی)

(۳۵۹) لودھی نے کہا معنی حدیث کا یہ ہے کہ جو لوگ کافر ہیں اور جہنم میں ہمیشہ رہنے کے مستحق ہیں وہ تونہ مرے گئے نہ جیسے گئے یعنی کسی طرح ان کو عذاب سے چھٹکارا نہ ہوگا ورنہ اس معاملہ میں ہوگی جیسے اللہ نے ایمان کا کچھ فضلہ نہ ہوگا کہ مر جائیں اور نہ عذاب ہلاک

گرد اور پھیلائے جائیں گے جنت کی نہروں پر اور حکم ہو گا اے جنت کے لوگو! ان پر پانی ڈالو جب وہ اس طرح سے نہیں کے پیسے داند اس مٹی میں جمتا ہے جس کو پانی بہا کر لاتا ہے ایک شخص بول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معلوم ہوتا ہے جنگل میں رہے ہیں (جب تو آپ کو یہ معلوم ہے کہ بہاؤ میں جو سنی جمع ہوتی ہے اس میں داند خوب آکتا ہے)۔

۳۶۰۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے مندرجہ بالا روایت کی طرح داند لگنے تک گاڑ کر ہے بعد کا نہیں۔

حَتَّىٰ إِذَا كَانُوا فَخْمًا أُدِنَ بِالشَّفَاعَةِ فَجِيءَ بِهِمْ صَبَائِرٌ صَبَّارَةٌ فَلَبَّوْا عِيسَىٰ أَتَاهِ الْجَنَّةُ ثُمَّ قِيلَ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ أَفِيضُوا عَلَيْهِمْ فَيَسْتَوْنَ نَبَاتَ الْجَنَّةِ تَكُونُ فِي حَمِيلِ السَّمَلِ (مَنْ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ كَانَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَانَ بِالْبَادِيَةِ

۴۶۰۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ إِلَى قَوْلِهِ فِي حَمِيلِ السَّمَلِ وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ

باب: سب سے آخر میں نکلنے والے دوزخی کا بیان

۳۶۱۔ عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں جاتا ہوں اس شخص کو جو سب کے بعد جنت میں جائے گا یہ وہ شخص ہے جو جہنم سے گھنوں کے بل ٹھٹھا ہوا نکلے گا اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا جا اور دخل ہو بہشت میں۔ کہا (آپ نے) پس آئے گا وہ بہشت میں یا قریب اس کے پس ڈال جائے گا اس کے خیال میں کہ تحقیق بہشت بھری ہوئی ہے۔ پس لوٹ آئے گا اور

بَابُ آخِرِ أَهْلِ النَّارِ خُرُوجًا

۴۶۱۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (إِنِّي لَأَعْلَمُ آخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوجًا مِنْهَا وَآخِرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولًا الْجَنَّةَ رَجُلٌ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ حَبْرًا فَيَقُولُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَكَ اذْهَبْ فَادْخُلْ لِحِجَّةٍ فَيَأْتِيهَا لِحْيَتٌ إِلَيْهِ أَمَّا

ظن ہو گا اور جیسے فرمایا پھر نہ اس میں سرے گانہ بننے کا اور اہل حق کا وہب تک ہے کہ جنت کا آرام اور جہنم کا عذاب دونوں ہی جہنم کے لیے ہوں گے اور یہ لوگ جو گناہگار ہو کر جہنم میں جائیں گے یہ وہ لوگ ہیں جو سو من تھے پر گناہوں میں جٹا ہو گئے تھے اللہ تعالیٰ انکو جہنم کی آگ سے باہر کر کوئلہ کر دے گا ایک مدت تک عذاب دینے کے بعد اور یہ مرنا چھیننا ہو گا یعنی احساس جاتا رہے گا پھر جہنم سے نکالے جائیں گے مردہ کو تلک کی طرح۔

(۳۶۱) ✽ مسطورہ ٹک میں ٹک ہے راوی کو اور ٹک دوسری روایت میں بھی وارد ہے اور وہ عیب نہیں ہے نہ نقص پھر ٹک خدا کی صفت ہونے میں کوئی مانع نہیں اور وہ اصل اور صفات الہی کے مشابہ نہیں مخلوق کی صفات کے۔ نووی نے کہا ٹھٹھا کرنے کے معنوں میں اختلاف ہے اور اس میں کئی قول ہیں ایک یہ کہ جو اہل مہارتی سے منقوس ہے کہ یہ بطریق مقابلہ کے ہے اس لئے کہ اس نے اللہ تعالیٰ سے کئی بار عہد کیا اب کچھ مانگوں گا پر اپنے اقرار کے خلاف کیا اور لگاتار تکیہ تو یہ مثل ٹھٹھے کے ہوا اب وہ شخص یہ سمجھا کہ اللہ کا یہ فرمان تو جنت میں جا اور تیرے لیے یہ نعمتیں ہیں ایک قسم کا ٹھٹھا ہے یعنی اس کے ٹھٹھے کا بدلہ ہے تو ٹھٹھے کے بدلے کو مجازاً ٹھٹھا کہلا کر مطلب یہ ہے کہ کیا تو بدہ رفتا ہے میرے ٹھٹھے کا بدلہ شاد ہو کہ دوسرے قول یہ ہے کہ مر اس سے نفی ہے یعنی میں جانتا ہوں کہ تو ٹھٹھا نہ کرے گا ہادشا ہو کہ لیکن تعجب یہ ہے کہ مجھ تالک کو اتنی بڑی بڑی نعمتیں تیرے قول یہ ہے کہ اس شخص کی رہبان قابو میں نہ رہی اور وہ خوشی میں اسے بھول گیا کہ لگا رہا

کہے گا اے میرے رب اپنا میں نے اس کو بھرا ہوا پس فرمائے گا اللہ تعالیٰ اس کو جا پس داخل ہو جنت میں کہا (آپ نے) پھر داخل ہوگا جنت میں پھر لا جائے گا اس کے خیال میں کہ تحقیق وہ بھری ہوئی ہے پھر لوٹ آئے گا اور کہے گا اے رب میرے پاپا میں نے اس کو بھرا ہوا پھر فرمائے گا اللہ تعالیٰ جنت میں تیرے لیے دنیا اور دس گنا دنیا کے برابر جگہ ہے یا دس دنیا کے برابر۔ وہ کہے گا تو مجھ سے ٹھنڈا کرتا ہے یا ہنسی کرتا ہے بادشاہ ہو سر عبد اللہ بن مسعود نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ نے یہاں تک کہ آپ کے دانت مبارک کھل گئے اور آپ سے فرمایا یہ سب سے کم درجے کا جنتی ہوگا۔

۳۶۲- عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں پہچانتا ہوں اس شخص کو جو سب سے آخر جہنم سے نکلے گا وہ ایک شخص ہوگا جو کھٹکتا ہوا کولھوں کے بل دوزخ سے نکلے گا اس سے کہا جائے گا جنت میں جا۔ وہ جائے گا دیکھے گا تو سب مکانوں میں جنتی ہیں (اور کوئی مکان خالی نہیں چھوٹا بھی)۔ اس سے کہا جائے گا تجھے یاد ہے وہ زمانہ جس میں تو تھا (یعنی وہ دوزخ کی تکلیف اور عقل) وہ کہے گا ہاں یاد ہے پھر اس سے کہا جائے گا اچھا اب کوئی اور آرزو کر وہ کہے گا حکم ہو گا یہ ہے اور دس دنیا کے برابر لے اور وہ کہے گا اے باری تعالیٰ کیا تو مجھ سے ہنسی ٹھنڈا کرتا ہے بادشاہ ہو کر (یعنی دس دنیا کے برابر مجھ کو دیتا ہے) اور وہاں تو ایک چھوٹا سا مکان بھی خالی نہیں)۔ راوی نے کہا میں نے رسول

مَنَای فَيَرْجِعُ فَيَقُولُ يَا رَبِّ وَجَدْتُهَا مَنَای فَيَقُولُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَهُ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ قَالَ فَيَأْتِيهَا فَيُخَيَّلُ لَهُ أَنَّهُ مَنَای فَيَرْجِعُ فَيَقُولُ يَا رَبِّ وَجَدْتُهَا مَنَای فَيَقُولُ اللَّهُ لَهُ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَإِنَّ لَكَ فِيهَا مِثْلَ الْمُدِّ ثَمَرًا مِثْلَ الْمِثْلِ أَوْ إِنَّ لَكَ عَشْرَةَ أَضْغَالٍ الْمُدِّ ثَمَرًا فَيَقُولُ أَنَسَحَرُ بِي أَوْ أَنَصْحَكَ بِي وَأَنْتَ أَمْبِلُكَ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَحِيحًا حَتَّى يَذُتْ بِوَاحِدَةٍ قَالَ مَكَانُ يُقَالُ ذَاكَ أَذَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَرَّةً

۴۶۶- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((بِئْسَ مَا أَتَى مِنْهُمُ الْآخِرُ أَهْلُ النَّارِ خُرُوجًا مِنْ نَارٍ رَجُلٌ يَخْرُجُ مِنْهَا زَحْفًا يَقَالُ لَهُ انْطَلِقْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ قَالَ فَيَذْهَبُ فَيَدْخُلُ لُجَّةً فَيَجِدُ النَّاسَ قَدْ أَخَذُوا الْمَنَارِلَ يَقَالُ لَهُ أَتَذْكُرُ الرُّمَانَ لَبِي كُنْتُ لِيهِ فَيَقُولُ نَعَمْ يَقَالُ لَهُ تَمُرٌ فَيَسْتَسِي لِيَقَالُ لَهُ ذَلِكَ الَّذِي تَمَنَيْتَ وَعَشْرَةَ أَضْغَالٍ الْمُدِّ ثَمَرًا فَيَقُولُ أَنَسَحَرُ بِي وَأَنْتَ أَمْبِلُكَ)) قَالَ مَلَقْتُ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَحِيحًا حَتَّى يَذُتْ بِوَاحِدَةٍ

ہوئی کرتے جیسے دنیا میں ایسے محل میں کرتا تھا اور خدا کی طرف غصے کی مست کرنے اور یہ سب ہے جیسے آپ نے دوسرے شخص کے حق میں فرمایا کہ وہ خوشی کے مارے اپنے نہیں روکے۔ سکا اور کہنے لگا تو میرا بند ہے اور میں تیرا رب ہوں اور چاہے قہر یہ کہنا کہ میں میرا بند ہوں اور تو میرا رب ہے اور خوشی کے وقت سب اختیار میں کٹر ایسی ہی ہے موقع اور لفظ باتیں زبان سے نکل جاتی ہیں۔ انہی۔ (۳۶۲) حدیث میں تواجد کا لفظ ہے اور تواجد الازاد محسوس کو کہتے ہیں جو سب کے آخر میں نکلتے ہیں جن کو عوام عقل کے دانستہ کہتے ہیں اور یہ دانستہ اسی وقت کہتے ہیں جب آدمی رور سے ہے۔

اللہ ﷻ کو دیکھا آپ جیسے یہاں تک کہ آپ کے دانت کھل گئے۔  
 ۴۶۳- عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب سے آخر جو جنت میں جائے گا وہ ایک شخص ہو گا جو چھ گام پھر اندھا کرے گا اور جہنم کی آگ اس کو جلاتی جائے گی جب روزِ آخر سے پار ہو جائے گا تو پیٹھ موڑ کر اس کو دیکھے گا اور کہے گا بڑی برکت والا ہے وہ صاحب جس نے نجات دی مجھ کو تجھ سے بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے اتنا دیا کہ ویسا کسی کو نہیں دیا نہ انگوں میں نہ پچھلوں میں۔ پھر اس کو ایک درخت دکھائی دے گا وہ کہے گا اے رب مجھ کو نزدیک کر دے اس درخت سے میں اس کے تلے سایہ میں رہوں اور اس کا پانی پیوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے آدمؑ کے بیٹے اگر میں تیرا یہ سوال پورا کروں تو تو اور سوال کرے گا وہ کہے گا نہیں اے میرے رب اور عہد کرے گا کہ پھر میں کوئی سوال نہ کروں گا اور اللہ تعالیٰ اس کا حذر قبول کرے گا اس لیے کہ وہ ایسی نعمت کو دیکھے گا جس پر اس سے صبر نہیں ہو سکتا (یعنی انسان بے صبر ہے وہ جب تکلیف میں مبتلا ہو اور عیش کی بات دیکھے تو بے اختیار اس کی خواہش کرتا ہے) آخر اللہ تعالیٰ اس کو اس درخت کے نزدیک کر دے گا وہ اس کے سایہ میں رہے گا اور وہاں کا پانی پئے گا پھر اس کو ایک درخت دکھائی دے گا جو اس سے بھی اچھا ہو گا وہ کہے گا اے پروردگار مجھ کو اس درخت کے نزدیک پہنچا دے تاکہ میں اس کا پانی پیوں اور میں اور کچھ سوال نہ کروں گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے آدمؑ کے بیٹے کیا تو نے عہد نہیں کیا تھا کہ میں پھر سوال نہ کروں گا اور جو میں تجھے اس درخت تک پہنچا دوں تو تو

۴۶۳- عَنْ أَبِي عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((أَخْرَجَ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ رَجُلٌ فَهُوَ يَنْتَهِبُ مِرَّةً وَيَكْبُو مِرَّةً وَتَسْتَفَعُ النَّارُ مِرَّةً فَإِذَا مَا جَارَتْهَا انْقَسَمَتْ إِلَيْهَا فَقَالَ تَبَارَكَ الَّذِي نَجَّيَنِي مِنْكَ لَقَدْ أَعْطَانِي اللَّهُ شَيْئًا مَا أُعْطَاهُ أَحَدًا مِنَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ فَنُفِخَ لَهُ شَجَرَةٌ فَيَقُولُ أَيُّ رَبِّ أَدْبِي مِنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ فَلْيَأْمَسْطِلْ بِظِلِّهَا وَاشْرَبْ مِنْ مَائِهَا فَيَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ((يَا ابْنَ دَمٍ لَعَنِي إِنْ أَعْطَيْتُكَهَا سَأَلْتَنِي عَنْهَا)) فَيَقُولُ لَا يَا رَبِّ وَتُعَاهِدُهُ أَنْ لَا يَسْأَلَهُ عَنْهَا وَرَبُّهُ يَعْتَدُّهُ لِأَنَّهُ يَرَى مَا لَا صَبْرَ لَهُ عَلَيْهِ فَيَذْنِبُ مِنْهَا فَلْيَسْتَظِلْ بِظِلِّهَا وَاشْرَبْ مِنْ مَائِهَا ثُمَّ تُرْفَعُ لَهُ شَجَرَةٌ هِيَ أَحْسَنُ مِنَ الْأَوَّلَى فَيَقُولُ أَيُّ رَبِّ أَدْبِي مِنْ هَذِهِ لِأَشْرَبْ مِنْ مَائِهَا وَآمَسْتَظِلْ بِظِلِّهَا لَا أَسْأَلُكَ عَنْهَا فَيَقُولُ يَا ابْنَ آدَمَ أَلَمْ تُعَاهِدْنِي أَنْ لَا تَسْأَلَنِي عَنْهَا فَيَقُولُ لَعَنِي إِنْ أَذْنَيْتُكَ مِنْهَا تَسْأَلَنِي عَنْهَا فَيُعَاهِدُهُ أَنْ لَا يَسْأَلَهُ عَنْهَا وَرَبُّهُ يَعْتَدُّهُ لِأَنَّهُ يَرَى مَا لَا صَبْرَ لَهُ عَلَيْهِ فَيَذْنِبُ مِنْهَا فَلْيَسْتَظِلْ بِظِلِّهَا وَاشْرَبْ مِنْ مَائِهَا ثُمَّ تُرْفَعُ لَهُ

(۴۶۳) پھر رو دیا کے برابر دینا کوس سا مشکل کام ہے جس پر تو نے تعجب کیا اور اس کو ٹہنی اور بے اقل سمجھا۔ وہ خدا سے کریم ایسا قادر مطلق ہے کہ لاکھوں کروڑوں دنیا کے مثل ایک دم میں بنا سکتا ہے بلکہ اب ہر آدمی لاکھوں دنیا بھاری دین کے برابر اور اس سے لاکھوں سے بڑی اس کی سلطنت میں موجود ہیں۔ یہ حدیث اگرچہ جستیوں کے حال میں وارد ہے پر دینا میں اس حدیث پر غور کرنے سے بڑے بڑے فائدے حاصل ہو سکتے ہیں۔ ان میں سے ایک فائدہ یہ ہے کہ طمع اور حرص اور بے صبری کی کوئی انتہاء نہیں۔ اگر خزانہ قارون بھی انسان کو مل جائے تو

شِعْرَةً عِنْدَ بَابِ الْجَنَّةِ هِيَ أَحْسَنُ مِنْ  
الْأَوَّلَى فَيَقُولُ أَيُّ رَبِّ أَذْنِبِي مِنْ هَذِهِ  
لَأَسْتَظِلَّ بِظِلِّهَا وَأَشْرَبُ مِنْ مَائِهَا يَا أَسْأَلُكَ  
غَيْرَهَا لَيَقُولَ يَا ابْنَ آدَمَ أَلَمْ تَعَاهِدْنِي أَنْ لَا  
تَسْأَلَنِي غَيْرَهَا قَالَ بَلَى يَا رَبِّ هَذِهِ لَأَسْأَلُكَ  
غَيْرَهَا وَرَبُّهُ يَقْدِرُهُ لَأَنَّهُ يَرَى مَا لَا حِصْرَ لَهُ  
عَيْنُهَا لِقَائِهِ مِنْهَا فَيُؤَادُ أَذْنَاهُ مِنْهَا فَيَسْمَعُ  
أَصْوَاتَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَقُولُ أَيُّ رَبِّ أَذْعَلِيهَا  
فَيَقُولُ يَا ابْنَ آدَمَ مَا يَنْصُرِي بِكَ أَكُونُ بِكَ  
أَنْ أَغْضِيكَ الدُّنْيَا وَمِثْلُهَا مَعَهَا قَالَ يَا رَبِّ  
أَسْتَهْزِئُ بِمَنِي وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ))  
فَصَحَبُكَ أَنْ مَسْغُودٌ فَقَالَ أَلَا تَسْأَلُونِي مِنْ  
أَمْرِكُمْ فَقَالُوا بِمَ نَصَحْتُكَ قَانَ مَكَدَ مَسْجِدَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا بِمَ  
نَصَحْتُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ (( مِنْ عِبَادَتِكَ رَبُّ  
الْعَالَمِينَ حِينَ قَالَ أَسْتَهْزِئُ بِمَنِي وَأَنْتَ رَبُّ  
الْعَالَمِينَ فَيَقُولُ إِنِّي لَا أَسْتَهْزِئُ بِكَ وَلَكِنِّي  
عَلَى مَا أَشَاءُ قَائِدٌ ))

اور سوال کرے گا وہ اقرار کرے گا کہ نہیں پھر میں اور کچھ سوال نہ  
کروں گا اور اللہ تعالیٰ اس کو معذور رکھے گا اس لیے کہ اس کو صبر  
نہیں اس نعمت پر جو دیکھتا ہے جب اللہ تعالیٰ اس کو اس درخت کے  
نزدیک کر دے گا۔ وہ اس کے سائے میں رہے گا اور وہاں کاپانی پئے  
گا پھر اس کو ایک درخت دکھائی دے گا جو جنت کے دروازے پر  
ہو گا اور وہ پہلے کے دونوں درختوں سے بہتر ہو گا وہ کہے گا اے  
رب میرے مجھ کو اس درخت کے پاس پہنچا دے تاکہ میں اس  
کے سایہ تلے رہوں اور وہاں کاپانی پیوں اب میں اور کچھ سوال  
نہیں کروں گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے آدمؑ کے بیٹے کیا تو اقرار  
نہیں کر چکا تھا کہ اب میں اور کچھ سوال نہ کروں گا؟ وہ کہے گا بیشک  
میں اقرار کر چکا تھا لیکن اب میرا یہ سوال پورا کر دے پھر میں اور  
کچھ سوال نہ کروں گا اور اللہ تعالیٰ اس کو معذور رکھے گا اس لیے کہ  
وہ دیکھے گا ان نعمتوں کو جن پر صبر نہیں کر سکتا۔ آخر اللہ تعالیٰ اس  
کو اس درخت کے پاس کر دے گا؟ جب وہ اس درخت کے پاس  
جائے گا تو جنت والوں کی آوازیں سنے گا اور کہے گا اے رب میرے  
مجھ کو جنت کے اندر پہنچا دے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے آدمؑ کے  
بیٹے! تیرے سوال کو کون چیر تمام کرے گی (یعنی تیری خواہش کب  
موقوف ہوگی اور یہ بار بار سوال کرنا کیوں کر بند ہوگا) بھلا تو اس پر  
راضی ہے کہ میں تجھے ساری دنیا کے برابر دوں اور اخلاق اور  
دوں؟ وہ کہے گا اے رب میرے تو مجھ سے ٹھنھا کرتا ہے سارے  
جہاں کا مالک ہو کر پھر عبد اللہ بن مسعودؓ نے لکے اور لوگوں سے  
کہا تم چوتھے نہیں مجھ سے میں کیوں ہستا ہوں لوگوں نے پوچھا  
کیوں ہستے ہو تم انھوں نے کہا رسول اللہ ﷺ بھی اسی طرح (اس

تھ یا ملت کشور کی سلطنت بھی پا جائے تب بھی اس سے زیادہ کی حرص رہے گی اس لیے اسان کو لازم ہے کہ ادنیٰ سے طمع اور حرص کی جز  
نات دے اور جس قدر خدا دے اسی کو بہت خیال کر کے اس میں خوشی اور تمکین رہے ورنہ مفت زندگی برباد ہوگی اور ساری عمر رنج اور تکلیف میں  
گزر رہے گا۔

حدیث کو بیان کر کے (میں نے) لوگوں نے پوچھا آپ کیوں ہنستے ہیں یا رسول اللہ؟ آپ نے فرمایا رب العالمین کے ہنسنے سے میں بھی ہنستا ہوں جب وہ بندہ یہ کہے گا کہ تو مجھ سے ٹھنٹھا کرتا ہے سارے جہان کا مالک ہو کر پھر درگاہ میں دے گا (اس کی نادانی اور بے قوتی پر) اور فرمائے گا میں ٹھنٹھا نہیں کرتا (ٹھنٹھا اور مذاق میرے لائق نہیں وہ بندوں کے لائق ہے) بلکہ میں جو چاہتا ہوں کر سکتا ہوں۔

باب: سب سے اونچی درجہ کے جنتی کا بیان

۴۶۴- ابو سعید خدری سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب سے کم درجے کا جنتی وہ ہے جس کا منہ اللہ تعالیٰ جہنم کی طرف سے پھیر کر جنت کی طرف کر دے گا اور اس کو ایک درخت دکھائے گا سایہ دار وہ کہے گا اے رب میرے! مجھے اس درخت کے پاس لے جائیں اس کے سایہ میں رہوں گا اور بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے عبد اللہ بن مسعود نے بیان کیا مگر اس میں یہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے آدم کے بیٹے اتیرے سوا کسی کو کون چہرہ تمام کرے گی آخر تک۔ اتنا زیادہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو یاد دلائے گا فلاں فلاں چیز کی آرزو کر یہاں تک کہ جب اس کی سب آرزوئیں ختم ہو جائیں گی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو یہ سب لے اور اس جیسے ان سے زیادہ ہے پھر وہ اپنے گھر میں جائے گا اور حوروں میں سے دونوں یہاں اس کے پاس آئیں گی اور کہیں گی شکر خدا کا جس نے تجھ کو جلدیا ہمارے لیے اور ہم کو جلدیا تیرے لیے پھر وہ کہے گا کسی کو اللہ نے اتنا زیادہ نہیں دیا جتنا مجھ کو دیا۔

۴۶۵- مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت موسیٰ نے اپنے پروردگار سے پوچھا سب سے کم درجہ والا جنتی کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ شخص ہے جو آئے گا سب جنتیوں کے جنت میں جانے کے بعد۔ اس سے کہا جائے گا جہنم میں جاؤ کہے گا اے رب

بَابُ أَذْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنَزَلَةً فِيهَا

۴۶۴- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (( إِنْ أَذْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنَزَلَةٌ رَجُلٌ صَرَفَ اللَّهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ قَبْلَ الْجَنَّةِ وَمِثْلُ لَهْ شَجَرَةٍ ذَاتِ ظِلٍّ فَقَالَ أَيُّ رَبِّ قُلْتُ بِي إِلَى هَذِهِ الشَّجَرَةِ أَكُونُ فِي ظِلِّهَا )) وَسَاقَ الْحَدِيثَ يَخْبِرُ حَدِيثُ أَبِي مَسْعُودٍ وَتَمَّ بِذِكْرِهِ (( لَيَقُولَنَّ يَا ابْنَ آدَمَ مَا يَصْرِيحُ بِكَ )) إِلَى آخِرِ الْحَدِيثِ وَرَأَى بِهِ (( وَتَذَكَّرُوا اللَّهَ سَلِّ كَمَا وَكَّدَ لَهَا )) انْقَطَعَتْ بِهِ الْأُمَامِيُّ قَالَ اللَّهُ هُوَ لَكَ وَعَشْرَةٌ أَشْكَالِهِ فَإِنْ نَمَّ بِدَخُلْ يَنْتَهَ فَتَدْخُلْ عَلَيْهِ رَوْجَتَاءُ مِنَ الْخُورِ الْعَبِي فَتَقُولُ الْحَمْدُ لِلَّهِ لَدَيْ أَحْيَاكَ لَنَا وَأَحْيَا لَكَ قَالَ فَيَقُولُ مَا أُعْطِيَ حَدَّثَ بِشَلِّ مَا أُعْطِيَ ))

۴۶۵- عَنِ الْمَغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ عَلَى الْعَمْرِ بِرُمُعَةَ ابْنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَحَدَّثَنِي بِشَرُّ بَنِي الْحَكَمِ وَالْقَطُوفُ لَهُ حَدَّثَنَا سَمِيانُ بْنُ عَمِيَّةٍ حَدَّثَنَا مُطَرِّفٌ وَابْنُ أَبِي جَرْرَافٍ مَجْعَعًا الشَّعْبِيُّ يَقُولُ



سَمِعْتُ الشَّعْبَةَ بِنْتُ شُعْبَةَ يُحْبِزُ بِهِ النَّاسَ عَنِ  
الْعَمِيرِ قَدْ سَفِيَتْ رَمْعُهُ أُحْدِثَتْهُمُ أَرَادَ نَبِيَّ الْأَحْزَرِ  
قَالَ (( سَأَلَنَ مُوسَى رَبَّهُ مَا أُذْنِي أَهْلُ الْجَنَّةِ  
مِرْوَلَةٌ قَالَ هُوَ رَجُلٌ يَجِيءُ بَعْدَ مَا أُذْخِلَ أَهْلُ  
الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ فَيَقَالُ لَهُ اذْخُلِ الْجَنَّةَ فَيَقُولُ أَيُّ  
رَبِّ كَيْفَ وَقَدْ نَزَلَ لِنَاسٍ هَادِلُهُمْ وَأَخْدُوا  
أَحْدَاتِهِمْ فَيَقَالُ لَهُ أَتَرْضَى أَنْ يَكُونَ لَكَ مِثْلُ  
مُلْكِكَ مِثْلُكَ مِنْ مُلْكِكَ الدُّنْيَا فَيَقُولُ رَضِيتُ وَرَبِّ  
فَيَقُولُ لَكَ ذَلِكَ وَمِثْلُهُ وَمِثْلُهُ وَمِثْلُهُ فَيَقَالُ  
فِي الْخَاصِيَةِ رَضِيتُ رَبِّ فَيَقُولُ هَذَا لَكَ  
وَصِشْرَةٌ أَمْثَالُهُ وَلَكَ مَا أَطْعَمْتَ نَفْسَكَ وَبَدَتْ  
عَيْنُكَ فَيَقُولُ رَضِيتُ رَبِّ قَالَ رَبِّ فَأَعْلَاهُمْ  
مِرْوَلَةٌ قَالَ أُرِيتُكَ الْيَدَيْنِ أَرَدْتَ غَرَسْتَ  
كَرَامَتَهُمْ بِنَدِي وَحَفَّتْ عَلَيْهَا فَلَمْ تَوْعِثْ وَنَمْ  
تَسْمِعُ أَدْنَ وَنَمْ يَحْطَرُّ عَلَى قَلْبِ يَشْرُ )) قَالَ  
وَبِمُصَدِّقَةٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ تَعْنَمُ  
مَعْنَى مَا أُحْبِزُ لَهُمْ مِنْ قُرَّةٍ أَعْيُنَ النَّاسِ

۴۶۶- عن الشَّعْبَةَ بِنْتُ شُعْبَةَ يَقُولُ عَنِ النَّسْرِ بْنِ  
مُوسَى عَنِ الشَّامِ سَأَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَنْ أَحْسَنِ  
أَهْلِ الْجَنَّةِ مِمَّنْهَا حَقًّا وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمَنْحُوهِ  
۴۶۷- عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ  
(( إِنِّي لَأَعْلَمُ آخِرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولَ الْجَنَّةِ  
وَأَخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوجَ مِنْهَا رَجُلٌ يَأْتِي بِهِ  
يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقَالُ اغْرِبْضُوا عَلَيْهِ صَفَارَ دُؤْبِهِ  
وَاوْلَعُوا عَنْهُ كِبَارَهَا فَتُفْرَضُ عَلَيْهِ صِدْرُ  
دُؤْبِهِ فَيَقَالُ عَجَلْ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا كَذَا

میرے! کیسے جاؤں؟ وہاں تو سب لوگوں نے اپنے اپنے ٹھکانے  
کر لیے اور اپنی جگہیں بنائیں اس سے کہا جائے گا کیا تو راضی ہے  
اس بات پر کہ تجھے اتنا ملک ملے جتنا دنیا کے ایک یا شاہ کے پاس تھا  
وہ کہے گا میں راضی ہوں اے رب میرے۔ حکم ہو گا جاتا ملک ہم  
نے تجھے دیا اور اتنا ہی اور اور اتنا ہی اور اور اتنا ہی اور اور اتنا ہی اور  
پانچویں بار میں وہ کہے گا میں راضی ہوں اے رب میرے رب اللہ تعالیٰ  
فرمائے گا تو یہ بھی لے اور دس جیسے اس سے زیادہ لے اور جو تیرا  
حق چاہے اور جو تجھے بھلا لگے دیکھنے میں وہ لے وہ کہے گا میں راضی  
ہو گیا اے رب میرے پھر حضرت موسیٰ نے پوچھا سب سے بڑے  
درجے والے جنتی کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ تو وہ لوگ ہیں جن  
کو میں نے خود چنا اور ان کی بزرگی اور عزت کو میں نے اپنے ہاتھ  
سے جمایا اور اس پر مہر کر دی۔ کسی آنکھ نے نہیں دیکھا نہ کسی کان  
نے سنا نہ کسی کے دل پر گزر (جو ان کے لئے تیار ہے) اور اس کی  
تصدیق کرتا ہے وہ جو کلام اللہ میں ہے فلا نعلم نفس ما احصی  
لہم من قوۃ اعمال الیہ یعنی کوئی نہیں جانتا جو چھپ کر رکھا گیا ہے  
ان کے لئے ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک اخیر تک۔

۴۶۶- مغیرہ بن شعبہ مہر پر کہتے حضرت موسیٰ نے اللہ تعالیٰ سے  
پوچھا سب سے کم درجے کا جنتی کون ہے؟ پھر یہاں کیا حدیث کو  
اسی طرح جیسے لو پر گزری۔

۴۶۷- ابو ذر سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں جانتا  
ہوں اس شخص کو جو سب کے بعد حست میں جائے گا اور سب کے  
بعد دوزخ سے نکلے گا وہ ایک شخص ہو گا جو یہاں جائے گا قیامت کے  
دن پھر حکم ہو گا پیش کر داس کے ہلکے گناہ اور مت پیش کر داس  
کے بھاری گناہ تو پیش کئے جائیں گے اس پر ہلکے گناہ اس کے  
اور کہا جائے گا فلا نے روز تو نے ایسا کام کیا اور فلاں روز یہ کام کیا۔

وَكَلَدَا وَعَمِلَتْ يَوْمَ كَلَدٍ وَكَلَدٌ كَلْدٌ وَكَلْدٌ  
قَبُولٌ نَعْمٌ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يُكَبِّرَ وَهُوَ مُشْتَلِقٌ  
مِنْ كِبَارِ ذُنُوبِهِ أَنْ تُعْرَضَ عَلَيْهِ فَيَقَالَ لَهُ فَإِنَّ  
لَكَ مَكَانَ كُلِّ سَنَةٍ حَسَنَةً فَيَقُولُ رَبِّ قَدْ  
عَمِلْتُ شَيْئًا لَا أَرَاهَا هَاهُنَا « فَتَقْدَرُ رَأَيْتُ  
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَحَابَتُ حَتَّى يَدْتَ بَوَاجِبِهِ

۱۶۸ عَنْ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ.

۱۶۹ - عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ  
اللَّهِ يَسْتَأْذِنُ عَنِ الْوُزُودِ فَقَالَ نَجِيءُ نَحْنُ يَوْمَ  
الْبَيْتَةِ عَنْ كَلَدٍ وَكَلْدٍ أَنْظِرْ أَيْ دَلِّكَ فَوَقَى  
النَّاسَ قَالِ فَتَدْنِي النَّاسُ بِأَوْتَانِهَا وَمَا كَلَدَتْ  
تَعْبُدُ النَّارُ قَالُوا لَوْ ثُمَّ يَأْتِي رُبَّمَا بَعْدَ ذَلِكَ  
فَيَقُولُ مَنْ تَنْصُرُونَ فَيَقُولُونَ نَنْصُرُ رَبَّنَا فَيَقُولُ لَنَا  
رَبُّكُمْ فَيَقُولُونَ حَتَّى نَنْظُرَ إِلَيْكَ فَيَحْلِي لَهُمْ  
بِصَحْبِهِ قَالِ فَيُطْلِقُ بِهِمْ وَيَسْمَعُونَ وَيُحْطَى كُلُّ  
بَشَرٍ مِنْهُمْ مُطَافٍ أَوْ مُؤَمَّرٍ يَوْمًا ثُمَّ يَسْمَعُونَ  
وَعَنِ جَسْرٍ جَهَنَّمَ كَتَابِلُ وَحَدَّثَ بِأَحَدٍ مِنْ  
شَاءَ النَّاسِ ثُمَّ يُطْعَمُ نَوْرُ الْمُتَّقِينَ ثُمَّ يَسْمَعُونَ

وہ قبول کرے گا انکار نہ کر سکے گا اور ڈرے گا اپنے بھاری گناہوں  
سے کہیں وہ پیش نہ ہوں حکم ہو گا ہم نے تجھے ہر ایک گناہ کے  
برے ایک نکل دی۔ وہ کہے گا مالک میرے میں نے اور بھی کچھ کام  
کئے ہیں گناہ کے جن کو میں یہاں نہیں پاتا۔ راوی نے کہا میں نے  
دیکھ رسول اللہ ﷺ کو آپ مجھے یہاں تک کہ آپ کی ڈاڑھیں  
کل گئیں۔

۳۶۸ - مذکورہ بالا حدیث ایک اور سند سے بھی مروی ہے۔

۳۶۹ - ابو الزبیر نے سنا جابر بن عبد اللہ انصارؓ سے ان سے  
پوچھا گیا لوگوں کے آنے کا حال قیامت کے دن انھوں نے کہا ہم  
تمہیں گے قیامت کے دن اس طرح سے دیکھ یعنی یہ اوپر سب  
آدمیوں کے پھر جلائی جائیں گی امتیں اپنے اپنے بتوں اور  
معبودوں کے ساتھ پہلی امت پھر دوسری امت بعد اس کے ہمارا  
پروردگار آئے گا اور فرمائے گا تم کس کو دیکھ رہے ہو؟ (یعنی امت  
محمدیؐ سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمائے گا) وہ کہیں گے ہم اپنے  
پروردگار کو دیکھ رہے ہیں (یعنی اس کے منتظر ہیں)۔ پروردگار  
فرمائے گا میں تمہارا مالک ہوں وہ کہیں گے ہم تجھ کو دیکھیں (تو  
معلوم ہو) پھر دکھائی دے گا پروردگار ان کو ہستا ہوا اور ان کے  
ساتھ چلے گا اور لوگ سب اس کے پیچھے ہو گئے اور ہر ایک آدمی

(۳۶۹) یہ روایت موقوف ہے جابرؓ اور مسلم کی شرط یہ نہیں مگر انھوں نے بیان کیا اس کو اس لئے کہ وہ سند مروی ہے دوسرے طریقے  
سے اور خود امام مسلم نے اس کے رتبہ پر غیبیہ کی ہے ابن ابی شیبہ کی روایت سے اور بیان کیا ہے اس کی اسناد اور علیؓ رسول اللہؐ سے۔ نووی نے کہا  
ان مقام پر راوی سے غلطی اور تحریف اور غلط کیا ہے اس پر حقد میں اور متاخرین نے یہ غلطی ہے لکھنے والے کی۔ قاضی عیاضؒ  
نے کہا حدیث کی عبارت تمام نسخوں میں یہی ہے یعنی جس حدیث میں اس کا ترجمہ بیان ہوا لیکن مطلب معلوم  
میں ہوتا اور صحیح عبارت یوں ہے علیؓ حکوم ایسا ہی روایت کیا ہے بعض اہل حدیث نے اور ابن ابی شیبہ کی کتاب میں کعب بن مالک سے مروی  
ہے بعشر الناس یوم القيمة علی ابن وسمی علی دل یعنی جمع کئے جائیں گے تو گے قیامت کے دن ایک نیلے پر اور دوسری امت ایک نیلے پر  
ہوئی اور کوم بھی نیلے کو کہے ہیں اونچی زمین کو جو نکلے کی طرف ہوتی ہے۔ طبری نے اپنی تفسیر میں ابن عمرؓ کی روایت سے بیان کیا کہ پھر چڑھیں  
گے محمدؐ اور آپ کی امت ایک نیلے پر سب لوگوں کے اوپر۔ قاضی عیاضؒ نے کہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ راوی سے کوم کا لفظ بڑھانے گیا یا مٹ  
گیا تو اس نے کہہ دیا کہ اس کے بدلے کعب پھر اس کی تفسیر کی ای فو فی الناس سے اور انظر کا لفظ صحیح کے لیے رہا لکھ دیا۔ اب نقل ہے

الْمُؤْمِنُونَ فَخُذُوا أَوْلَىٰ رُتْرُوهُ وَخُذْتُهُمْ كَالْعَمْرِ  
بِلَهُ الْبَيْتِ سَمِعُونَ أَلَّا لَا يُخَاسِبُونَ سَمِ الدِّينِ  
يَوْمَهُمْ كَأَصْنَوْا نَعْمَ بِي السَّمَاءِ ثُمَّ كَذَلْتُ ثُمَّ  
سَجَلُ الشَّعَاعَةِ وَبَشَعُونَ حَتَّىٰ يُخْرِجَ مِنَ النَّارِ  
مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ  
مَا يَرُونَ شَعِيرَةً فَيَجْعَلُونَ بِنَاءَ الْحَقِّ وَيَجْعَلُ  
أَهْلَ الْحَقِّ يَرْشُونَ عَلَيْهِمُ الْمَاءَ حَتَّىٰ يَبْتَوِ  
بَابَ الشَّيْءِ فِي السَّيْلِ وَيَنْهَبُ خُرَافَةً ثُمَّ  
يَسْأَلُ حَتَّىٰ تَحْمَلَ لَهُ الدُّنْيَا وَعَشْرَةَ لِحَالِهَا  
مَعَهَا

کو خود ۱۰ منافق ہو یا مومن ایک نور ملے گا لوگ اس کے ساتھ  
ہو گئے۔ اور جہنم کے پل پر آگڑے اور کانٹے ہو گئے وہ پکڑیں گے  
جن کو خدا چاہے گا بعد اس کے منافقوں کا نور بجھ جائے گا  
اور مومن نجات پائیں گے تو پہلا گروہ مومنوں کا ان کے منہ  
چودھویں رات کے چاند کے سے ہو گئے جو ستر ہزار آدمیوں کا  
ہو گا جن سے نہ حساب ہو گا نہ کتاب ان کے بعد کا گروہ خوب چمکتے  
ہندے کی طرح ہوں گا۔ پھر ان کے بعد کا ان سے اتر کر یہاں تک  
شفاعت کا وقت آئے گا اور لوگ شفاعت کریں گے اور جہنم سے  
نکال پائے گا وہ شخص بھی جس نے لا الہ الا اللہ کہا تھا اور اس کے دل  
میں ایک جو برابر بھی نیکی اور بہتری تھی یہ لوگ جنت کے آنگن  
میں ڈال دیے جائیں گے اور جنتی لوگ اس پر پانی چھڑکیں گے وہ  
اس طرح چھیں گے جیسے جھاڑ پانی کے بہاؤ میں بہتا ہے اور ان کی  
سوزش و جھکن بالکل جاتی رہے گی پھر وہ سواں کریں گے خدا سے  
اور ہر ایک کو اتنا ملے گا جیسے ساری دنیا بلکہ دس دیا کے برابر۔

۴۷۰- عَنْ جَابِرٍ يَقُولُ سَمِعْتُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ (( إِنْ اللَّهَ يُخْرِجُ  
نَاصَا مِنَ النَّارِ فَيَذِلُّهُمْ الْجَنَّةِ ))

۴۷۰- جابر سے روایت ہے انھوں نے سنا اپنے کانوں سے رسول  
اللہ ﷺ فرماتے تھے بیشک اللہ تعالیٰ چند لوگوں کو دوزخ سے نکال  
کر جنت میں لے جائے گا۔

۴۷۱- عَنْ حَمَّادِ بْنِ رَافٍ قَالَ قُلْتُ لِعَمْرٍو بْنِ  
رَبِيعٍ أَسَمِعْتَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ تَحَدَّثُ عَنْ  
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( إِنْ اللَّهَ  
يُخْرِجُ قَوْمًا مِنَ النَّارِ بِالشَّفَاعَةِ )) قَالَ نَعَمْ

۴۷۱- حماد بن زید سے روایت ہے کہ میں نے عمرو بن دینار سے  
پوچھا کیا تم نے سنا ہے جابر بن عبد اللہ کو حدیث بیان کرتے  
ہوئے رسول اللہ ﷺ سے کہ اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں کو جہنم سے  
نکالے گا شفاعت کی وجہ سے؟ انھوں نے کہا ہاں سنا ہے۔

۴۷۲- عَنْ جَدِّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( إِنْ قَوْمًا يُخْرِجُونَ

۴۷۲- جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ لوگ جہنم میں چل کر وہاں سے

نکلنے والوں کے پیش اس عبارت کو نقل کر دیا اور انظر کو بھی حدیث میں شریک کر دیا۔ واللہ اعلم۔ اور وہاں پوچھ پچھ کے دست میں داخل  
ہو گئے۔ بخاری کی روایت میں ہے کہ یہ وہ لوگ ہوں گے جو نہ ستر کرتے ہیں اور نہ بد قال لیتے ہیں۔ اپنے پروردگار پر بھروسہ کرتے ہیں۔  
(۴۷۲) نیز کیونکہ منہ سے کلمہ کہا جاتا ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ تمام اعضاء کلمہ کے انکاروں سے بچ جائیں گے جیسے اوپر گزرو

مِنْ النَّارِ يَخْرُقُونَ فِيهَا أَلَا دَارَاتُ خُورُجِهِمْ  
حَتَّى يَدْخُلُوا الْجَنَّةَ ))

۴۷۳- عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ كُنْتُ قَدْ شَفَعْتُ  
رَأَى مِنْ رَأْيِ الْخَوَارِجِ فَخَرَجْنَا فِي عَصَابَةِ  
دِرْيَعٍ عَذْرَاءُ يُرِيدُ أَنْ مَخْجُ ثُمَّ مَخْرُجٌ عَلَى النَّاسِ  
قَالَ فَمَرَرْنَا عَلَى الْمَدِينَةِ هَذَا خَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ  
يُحَدِّثُ الْقَوْمَ جَالِسًا إِلَى سَارِبٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَذَا هُوَ ذَا دَكْرَ  
الْمُحْتَمِلِينَ قَالَ قُلْتُ لَهُ يَا صَاحِبَ رَسُولِ اللَّهِ  
مَا هَذَا الَّذِي تُحَدِّثُونَ وَاللَّهُ يَقُولُ إِنَّهُ مَنْ  
تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أُعْزِزَتْهُ وَكُلُّهُ أَرَادُوا أَنْ  
يَخْرُجُوا مِنْهَا أُعِزُّوا فِيهَا فَمَا هَذَا الَّذِي  
تَقُولُونَ قَالَ هَذَا أَتَقْرَأُ الْقُرْآنَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ  
مَهْلِكٌ سَمِعْتُ بِمَقَامٍ مُحْتَمِلٍ عَلَيْهِ السَّامُ يَعْنِي  
الَّذِي يَتَعَنُّهُ اللَّهُ فِيهِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَوَيْلٌ لِمَنْ  
مُحْتَمِلٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُحْتَمِلُ الَّذِي  
يُخْرِجُ اللَّهُ بِهِ مَنْ يُخْرِجُ قَالَ ثُمَّ نَعْتُ وَضَعُ  
الصُّرَاطِ وَمَرَّ النَّاسُ عَلَيْهِ عَالٍ وَأَعْفَافُ أَنْ نَا  
أَكْرَبُ أَشْعَطُ ذَلِكَ قَالَ غَيْرَ أَنَّهُ يَدْ رَعِمُ أَنْ فَوَيْلٌ  
بَخْرُجُونَ مِنْ النَّارِ بَعْدَ أَنْ يَكُونُوا فِيهَا قَالَ  
يَعْنِي فَيَخْرُجُونَ كَمَا نَهَمُ عَيْنَانِ السَّمَاسِيمِ قَالَ  
عِيْدُخْلُونَ نَهْرًا مِنْ أَنْهَارِ الْجَنَّةِ فَيَحْسَبُونَ فِيهِ  
فَيَخْرُجُونَ كَمَا نَهَمُ الْقُرَاطِيسُ فَرَجَعْنَا قَلْبًا

نکلنے کے اور جنت میں جائیں گے ان کا سب بدن جل گیا ہو گا سوا  
منہ کے بچ کر کے۔

۴۷۳- یزید بن صہیب ابو عثمان فقیر سے روایت ہے میرے دل  
میں خار جیوں کی ایک بات کھب گئی تھی (وہ یہ کہ کبیرہ گناہ کرنے  
والا ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا اور جو جہنم میں جائے گا وہ پھر وہاں  
سے نہ نکلے گا) تو ہم نکلے، ایک بڑی جماعت کے ساتھ اس ارلوسے  
سے کہ حج کریں پھر خار جیوں کا مذہب پھیلائیں۔ جب ہم مدینے  
میں پہنچے دیکھا تو جابر بن عبد اللہ ایک ستون کے پاس بیٹھے ہوئے  
لوگوں کو حدیثیں سنارہے ہیں رسول اللہ ﷺ کی انھوں نے کہا ایک  
ذکر کیا دور خیوں کا۔ میں نے کہا اے صحابی رسول خدا ﷺ کے ہم کیا  
حدیث بیان کرتے ہو؟ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے اے رب ہمارے تو  
جس کو جہنم میں لے گیا تو نے اس کو رسوا کیا اور فرمایا ہے جہنم کے  
لوگ جب وہیں سے نکلنا چاہیں گے تو پھر اسی میں ڈال دئے جائیں  
گے۔ اب تم کیا کہتے ہو؟ انھوں نے کہا تو نے قرآن پڑھا ہے؟  
میں نے کہا ہاں انھوں نے پھر کہا تو نے حضرت کا مقام سنا ہے؟  
یعنی وہ مقام جو اللہ ان کو قیامت کے روز عایت فرمائے گا (جس کا  
بیان اس آیت میں ہے عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ) میں نے کہا ہاں میں  
نے سنا ہے انھوں نے کہا پھر وہی مقام محمود ہے جس کی وجہ سے  
اللہ تعالیٰ نکالے گا جہنم سے اس لوگوں کو جس کو چاہے گا پھر بیان کیا  
انھوں نے بل سرط کا حال اور لوگوں کے گزرنے کا اس پہا پر سے  
اور مجھے ڈر ہے یاد نہ رہا ہو یہ مگر انھوں نے یہ کہا کہ کچھ لوگ  
دور رخ سے نکالے جائیں گے اس میں جانے کے بعد اور اس طرح  
سے نکلنے کے جیسے بنوس کی لکڑیاں (سیاہ جل کھن کر) پھر جنت

(۴۷۳) یہ دونوں آیتیں خار جیوں کی دلیل ہیں جو کہتے ہیں دور رخ میں جا کر پھر کون وہاں سے نہ نکلے گا حالانکہ یہ آیتیں ان کا مردوں  
اور شرکوں کے باب میں ہیں جو ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔ حدیث میں سام کا لفظ ہے جو جمع ہے قسم کی اور قسم کہتے ہیں حل کو اس کی لکڑیاں  
بھی دھوپ میں رکھنے سے کان ہو جاتی ہیں اور بعضوں نے کہا حل میں یہ لفظ سام تھا اس میں تحریف ہو کر سام ہو گیا اور سام ہے

کی ایک نہر میں حائیں گے اور وہاں غسل کریں گے اور کاغذ کی طرح سفید ہو کر نکلیں گے یہ سن کر ہم لوہے اور کہا ہم سے خراب ہو تمہاری کیا یہ بوڑھا جھوٹ باندھتا ہے رسول اللہ ﷺ پر (یعنی) ہر گر جھوٹ نہیں بولتا پھر تمہارا مذہب غلط نکلا اور ہم سب پھر گئے اپنے مذہب سے مگر ایک شخص مذہب پھرایا ہی کہا ابو نعیم فضل بن دکین نے۔

۴۷۴۔ انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ سے چار آدمی نکالے جائیں گے تو خدا کے سامنے کئے جائیں گے ان میں سے ایک جہنم کی طرف دیکھ کر کہے گا اے مالک میرے! جب تو نے مجھ کو نجات دی اس سے تو اب پھر مت لے جا اس میں۔ اللہ تعالیٰ اس کو نجات دے گا جہنم سے۔

۴۷۵۔ انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو اکٹھا کرے گا پھر وہ کو مشل کریں گے اس مصیبت کو دور کرنے کی یا کئے دل میں خدا اس کا فکر ڈالے گا وہ کہیں گے اگر ہم کسی کی سفارش کر دائیں اپنے مالک کے پاس یہاں سے آ رہے ہیں تو بہتر ہے اور ہمیں گے حضرت آدم کے پاس اور کہیں گے تم سب آدمیوں کے باپ ہو اللہ تعالیٰ نے

وَتَحْكُمُ الْقُرُونُ لِلشَّيْخِ بِكَذِبٍ عَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَجَعْنَا فَلَا وَاللَّهِ مَا حَرَحَ مِنَّا عَيْرُ رَجُلٍ وَاحِدٍ نَزَّكَ قَالَ أَبُو سُلَيْمٍ

۴۷۴۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((يَخْرُجُ مِنْ الْقَبْرِ أَرْبَعَةٌ لَيُفْرَضُونَ عَلَى اللَّهِ لَيَنْتَبِهُ أَحْنَهُمْ لَيَقُولُ أَيُّ رَبِّ إِذَا أُخْرِجَ مِنْهَا فَلَا تُعَذِّبُ فِيهَا فَيُجِيبُ اللَّهُ مِنْهَا))

۴۷۵۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((يَجْمَعُ اللَّهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَهْتُمُونَ لِبَذَلِكَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَيَهْتُمُونَ لِبَذَلِكَ فَيَقُولُونَ نَزَّكَ اسْتَنْفَعْنَا عَلَى رَبِّ حَتَّى نَرِيحًا مِنْ مَكَانِنَا هَذَا قَالَ لَيَأْتُونَ أَذَمَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُونَ أَنْتَ أَحَقُّ

اسیہ لکڑی کو مثل آجوس کے اور بعضوں نے کہا نام کہتے ہیں آجوس کو (نوری فقیر) شاید سام سے سیم ہو گیا لیکن ہے یہ لکڑی دہی ہو جس کو عام طور پر ارد میں شیشم کہا جاتا ہے۔ (ترجمہ)

(۴۷۵) چند چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص ہاتھ مبارک سے بلا ہے ان کو بزرگی دینے کے لیے یک ان میں سے حضرت آدم ہیں اور سرے قیامت کو غلبوں پر اپنے ہاتھ سے لکھا تھا۔ میرے خدا اللہ میں درخت اپنے ہاتھ سے لگائے ہوں تو سب چیزیں خدا کے علم سے پیدا ہوئیں پر ان چیزوں کو خدا نے اپنے خاص ہاتھ سے بنایا جیسے حدیث میں وارد ہے پر خدا کا ہاتھ دیکھنا مقدس اور بے شہ اور بے نظیر ہے جیسے اس کی ذات مقدس جل شانہ وہ گنا کیا تھا اس درخت میں سے کھانا جس سے اللہ تعالیٰ نے ان کو منع کیا تھا۔ نوٹی نے کہا علماء نے اختلاف کیا ہے کہ ظہر وں سے گنا صادر ہوتے ہیں یا کہیں اور قاصی عیاض۔ بحث میں ایک مختصر تقریر کی ہے وہ یہ ہے کہ بوت کے بعد ان سے کفر سرد نہیں ہو سکا بلکہ وہ معصوم ہیں کفر سے لیکن نبوت سے پہلے تو اس میں اختلاف ہے اور گنا یہ ہے کہ نبوت سے پہلے بھی وہ کفر سے معصوم ہوتے ہیں لہذا وہ کفر سے کم ہیں تو کفر کہنا سے بالفاظ وہ معصوم ہیں اور اسی طرح ان ظہر وں سے جو تبلیغ رسالت میں ہوں تو لایا بظاہر مذہب ہے استاد ابو منتظر سراجی کا ہمارے ائمہ خراسان سے اور مثلاً صوفیہ کا اور بعضوں کے نزدیک یہ ظہر وں ہو سکتی ہے کہ لہ

تم کو اپنے ہاتھ سے بنایا اور پٹی ہے اکی ہوئی روح تم میں پھونکی اور فرشتوں کو حکم کیا تو انھوں نے تم کو سجدہ کیا تو تم سجدہ ہو گئیں کی سفارش کرو اللہ تعالیٰ کے پاس وہ آرام دے ہم کو اس جگہ کی تکلیف سے۔ وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں اور آپے گناہ کو یاد کر کے اللہ تعالیٰ سے شرمائیں گے۔ لیکن تم جاؤ نوح کے پاس وہ پہلے پیغمبر ہیں جن کو بھیجا اللہ تعالیٰ نے وہ کہیں گے نوح کے پاس تو نوح کہیں گے میں اس لائق نہیں اور اپنی خطا کو جو دنیا میں ان سے ہوئی تھی یاد کریں گے اور شرمائیں گے اپنے پروردگار سے اور

أَبُو الْخَلْقِ خَلَقَكَ اللَّهُ بِيَدِهِ وَتَفَجَّ بِكَ مِنْ رُوحِهِ وَأَمَرَ الْمَلَائِكَةَ لَسْجُدُوا لَكَ فَسَجَدُوا لَكَ عَنْ دَبْكٍ حَتَّى يُرِيحْنَا مِنْ مَكَانِهِ هَذَا فَيَقُولُ لَنَا هَذَا هَذَا فَيَذْكُرُ حَبِيبَتَهُ الَّتِي أَصَابَ فَيَسْتَحْيِي رِثَةً مِنْهَا وَلَكِنْ اتَّوَا نُوحًا أَوَّلَ رَسُولٍ بَعَثَ اللَّهُ قَالَ لِيَأْتِيُونِ نُوحًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُ لَنَا هَذَا هَذَا فَيَذْكُرُ حَبِيبَتَهُ لِيُصَابَ فَيَسْتَحْيِي رِثَةً مِنْهَا وَلَكِنْ

ان جیسے ہمارے پیغمبر کو سجدہ ہوا اور میں لیکن ضروری ہے کہ وہ مظلوم ہو جائیں جن کی غلطی سے یا کسی وقت یا اوقات سے پہلے اور یہی مذہب ہے جمہور علماء اور کثیر محققین کا۔ اب رہے صغیرہ گناہ تو جو صغیرہ گناہ اس قسم کے ہیں کہ ان سے دناست اور محبت اور کینہ پن نکلتا ہے ان سے بالاتفاق مسموم ہوتے ہیں اور باقی صغیرہ گناہ میں اختلاف ہے کثر مقہور اور محدثین طرف اس طرف گتے ہیں کہ اس قسم کے صغیرہ گناہ ان سے ہو سکتے ہیں اور دلیل ان کی قرآن کی آیتیں اور حدیثیں ہیں اور ایک جماعت محققین کی فقہاء اور حنفیہ میں سے اس طرف گئی ہے کہ وہ پاک ہیں صغائر سے بھی جیسے کہا ہے پاک ہیں اور نبوت کا منصب مانع ہے ایسے گناہوں کے کرنے سے اور قصد اعدا کی مخالفت کرنے سے اور جو آیات اور احادیث اس قسم کی وارد ہوئی ہیں جن سے پیغمبروں کا گناہ گوارہ ہو جاتا ہے وہ تاویل کی گئی ہیں یا محمول ہیں مسجد یا اللہ کا اذن تھا بعضی چیزوں میں لیکن انکو وہ ان میں مواخذے کا بعض چیزیں ایسی ہیں جو نبوت سے پہلے ان سے مرد ہو گئیں اور یہی مذہب حق ہے اس لیے کہ عیاض کے قول اور افعال کی پیروی کرنا لازم ہے پھر اگر وہ خطا دار ہوں تو بہت سے افعال میں ان کی پیروی لازم نہ ہو۔ قاضی عیاض نے کہا ہم نے اس مطلب کو اپنی کتاب میں خوب بیان کیا ہے کہ وہ دوسری کتابوں میں نہیں ملتا اور اس بات سے مستدل کہ یہ مذہب مستحب ہے طوائف اور معتزروں اور معتزلہ کے گروہوں کی طرف اس لیے کہ ان کا مطلب اس مذہب سے دوسرے مذہب ہے کہ کیا صغیرہ گناہ سے کافر ہو جانا اور ہم پاک ہیں اس خیال سے اور یہ جو خطا میں انبیاء کی جان کی گنہیں ہیں جیسے آدم کا بھول کر اس درخت میں سے کھانا اور نوح کا بے عا کرنا کافروں پر اور قتل کرنا موسیٰ کا ایک کافر کو اور پھانسا ہوا ایم کا پچھتیں کافروں کے شر سے یک بات کہہ کر جو ایک طرف سے سچ ہو سکتی تھی اور حقیقت اوروں کے حق میں گناہ کہیں ہیں مگر نتیجہ پر قتال ہو یا وہ ڈر سے ان باتوں سے بھی بوجہ قرب اور منزلت کے تمام ہو اگلا س قاضی عیاض کا۔ امام ابو عبد اللہ ہاروی نے کہا سورہ صحن نے لکھا ہے کہ حضرت اور یس نوح کے دادا تھے پھر اگر یہ ثابت ہو کہ اور یس پیغمبر تھے تو سورہ صحن کا یہ قول صحیح نہیں کہ وہ نوح کے دادا تھے اس لیے کہ حدیث سے صاف یہ امر نکلتا ہے کہ نوح سب سے پہلے پیغمبر ہیں جو دنیا میں آئے اور بعضوں نے کہا کہ حدیث میں رسول کا لفظ ہے اور شاید اور یس نبی ہوں رسول نہ ہوں۔ قاضی عیاض نے کہا بعضوں نے کہا کہ اور یس الیاس کو کہتے ہیں اور وہ پیغمبر تھے نبی اسرائیل کے یا شمع بن لون نے ساتھ اس صورت میں کوئی اعتراض نہ ہو گا اسی طرح یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ آدم و شیث دونوں پیغمبر تھے وہ نوح سے پہلے تھے کیونکہ آدم کو اپنی اولاد کی تعلیم کا حکم ہوا تھا اور وہ کافر نہ تھے اسی طرح شیث کے وہ غلط تھے آدم کے۔ کافروں کی ہدایت کے لیے بھیجا جاتا تو یہ امر سب سے پہلے نوح کے لیے ہوتا قاضی عیاض نے کہا ابو الحسن بن بطات کا مذہب یہ ہے کہ آدم رسول نہ تھے تاکہ یہ اعتراض وارد نہ ہو حالانکہ ابوود کی طویل حدیث نص صریح ہے کہ آدم اور یس دونوں رسول تھے۔

کہیں گے تم جاؤ ابراہیمؑ کے پاس جس کو اللہ تعالیٰ نے پناہ دے کر دیا تھا۔ وہ سب لوگ ابراہیمؑ کے پاس آئیں گے وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں اور اپنی خطا کو جو ان سے ہوئی تھی یاد کر کے خدا سے شرمائیں گے لیکن تم جاؤ موسیٰؑ کے پاس جن سے اللہ تعالیٰ نے بات کی اور ان کو تورات شریف عطا کی۔ وہ سب موسیٰؑ کے پاس آئیں گے وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں اور اپنی خطا کو جو ان سے ہوئی تھی یاد کر کے خدا سے شرمائیں گے لیکن تم جاؤ عیسیٰؑ کے پاس جو اللہ کی روح ہیں اور اس کے علم سے پیدا ہوئے ہیں وہ آئیں گے عیسیٰؑ روح اللہ کے پاس۔ وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں لیکن تم جاؤ محمدؐ کے پاس وہ ایسے بندے ہیں اللہ کے جن کے اگلے اور

اثنو ابراہیم صلی اللہ علیہ وسلم لیدی  
انحدہ اللہ خلینا فیاتون ابراہیم صلی اللہ  
علیہ وسلم لیقول لست ہماکم وتذکر  
خطیبتہ الی اصاب فیستغی ربہ منها ولکن  
اثوا موسی صلی اللہ علیہ وسلم الیدی  
تکلمہ اللہ وأعطاه التوراة قال فیاتون موسی  
صلی اللہ علیہ وسلم فیقول لست ہماکم  
وتذکر خطیبتہ الی اصاب فیستغی ربہ  
منہا ولکن اثوا عیسی روح اللہ وکلمتہ  
فیاتون عیسی روح اللہ وکلمتہ فیقول

لہودی یعنی ظلیل قاضی مریض نے کہا غلط کے اصل میں معنی خاص کر لیا اور جس سے صاف کر لیا ہے اور بعضوں نے کہا غلط کا معنی قطع کرنا اور ابراہیمؑ کو ظلیل کہا اس لیے کہ انہوں نے قطع کیا اپنی ماعتوں کو سب مخلوقات سے اور چھوڑ دیا ان کو اپنے رب پر اور بعضوں نے کہا غلط کے معنی ہنسی اور صاف دوسری جو باعث ہوتی ہے اسر مردود موز کے تخلص کی جیسی عیہدوں کے آنے کی اور بعضوں نے کہا غلط کے معنی محبت ہے تمام ہوا کلام قاضی مریض کا۔ المن ابدا لی نے کہا ظلیل کہتے ہیں دوست کو جس کی دوستی اور محبت پوری ہو اور محبوب اس کو جس کی محبت میں کوئی نقص اور غلط نہ ہو۔ واحدی نے کہا یہی قوس عقاب ہے کیونکہ اللہ ظلیل ہے ابراہیمؑ کا اور برہیم ظلیل ہیں اللہ کے اور جس صورت میں غلط کے معنی قطع حاجت کے ہو گئے تو اللہ تعالیٰ کو ابراہیمؑ کا ظلیل نہیں کہہ سکتے (لہودی) موسیٰؑ سے اللہ نے بات کی اس پر اجماع کیا اہل سنت نے کہ یہ کلام اپنے ظاہر پر محمول ہے اور اللہ نے حدیث حضرت موسیٰؑ سے کلام کیا جس کو حضرت موسیٰؑ نے سنا بلا واسطہ اور کلام اللہ کی ایک صفت ہے جو مخلوق کے کلام کے مشابہ نہیں۔ مراد اگلے گناہوں سے وہ گناہ جو بہت سے پہلے ہوئے اور پچھلوں سے جو بعد نبوت کے ہوئے اور بعضوں نے کہا کہ مراد ان گناہوں سے وہ بھروسہ جو کہ ہے جو آپ سے ہوئی اور بعضوں نے کہا کہ مراد اگلے گناہوں سے آدمؑ کی خطا ہے جیسے اسے اس کے گناہ اور بعضوں نے کہ یہ بر تقدیر قرض ہے معنی اگر تمہارا کچھ گناہ ہوں تو وہ سب معاف اور مغفور ہیں اور بعضوں نے کہا کہ مقصود اس سے پاکی ہے آپ کی گناہوں سے۔ (لہودی) انصاریؒ اس آیت سے لیفقروا لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر ہمارے پیغمبر پر اعتراض کرتے ہیں کہ جب وہ خود گناہگار تھے تو اوروں کو گناہوں سے کیوں کر پاک کریں گے ان کا جواب یہ ہے کہ اگلی کتب ۱۲۱ سے اور پیغمبروں کا بھی گناہوں میں مبتلا ہونا نکلا ہے پھر جو جواب ان کی طرف سے دیا جائے گا وہی جواب ہمارے پیغمبر کی طرف سے بھی ہو سکتا ہے۔ دوسرے یہ کہ گناہ اور تقصیر عام بندوں کے اور ہیں اور عام بندوں کے اور دنیاوی بھی یہ مسئلہ مسلم ہے کہ عام لوگوں سے بہت سی باتوں کی شکایت نہیں ہوتی جو عام بندوں کے لیے بڑی تقصیریں بھی جاتی ہیں اسی طرح پیغمبروں اور مقربوں کے گناہ ایسے ہیں جو ہمارے حق میں گناہ ہی نہیں لیکن تقرب کی وجہ سے وہ گناہ کچھ جلتے ہیں اور چونکہ انبیاء بشر ہیں اور محال ہے کہ بشر لوازم بشریت سے پاک ہو اس لیے حواہ تواتر ہوئی تقصیر غفلت کسی وقت میں ان سے وقع ہو جاتی ہے پھر مالک اپنے کسی بندے کی ایسی تقصیروں کو بھی یک قلم معاف کر دے تو یہ اس کی کمال محبت ہے اس بندے کے ساتھ اور اس میں عظمت اور برتری ہے اس بندے کی اور بندوں پر تو یہ آیت در حقیقت ایک شرف ہے ہمارے پیغمبر کے لیے اور



بچھے سب گناہ بخش دیے گئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پھر وہ سب لوگ میرے پاس آئیں گے میں اپنے پروردگار سے اجازت چاہوں گا (باریاب ہونے کی) مجھ کو اجازت دے گی جب میں اس کو دیکھوں گا ترجمہ میں گر پڑوں گا پھر وہ مجھے رہنے دے گا سجدے میں جب تک چاہے گا اور بعد اس کے کہا جائے گا اے محمد! اٹھا اپنے سر کو اور کہہ جو کہتا ہے سنا جائے گا اور مانگ جو مانگا ہے دیا جائے گا اور شفاعت کر تیری شفاعت قبول کی جائے گی۔ پھر میں سر اٹھاؤں گا اور اپنے پروردگار کی تعریف کروں گا اس طرح سے جیسے وہ مجھ کو سکھائے گا پھر سفارش کروں گا تو ایک حد میرے لیے مقرر کی جائے گی میں اس حد کے موافق لوگوں کو دوزخ سے نکالوں گا اور

لَسْتُ هَاكُمْ وَلَكِنْ اَنْتَوْنَ مُجَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدًا قَدْ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ )) قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( لَيْسَ لِي فَاخِرٌ فَاَسْتَاذُنْ عَلٰی رَبِّیْ فَاِذَا اَنَا رَاَيْتُهُ وَقَعْتُ سَاجِدًا قَدِغِي مَا شَاءَ اللّٰهُ فَيَقَالَ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ فَقَدْ تَسَمِعَ مِنْ تَغْفِیَةِ اَمْنَعُ تَسْمَعُ قَارِضُ رَأْسِیْ فَاَحْمَدُ رَبِّیْ بِتَخْوِیْدٍ یُعَلِّمُیْهِ رَبِّیْ ثُمَّ اَنْقَعُ لِيْ عِندًا فَاَخْرِجُهُمْ مِنْ النَّارِ وَاَدْخُلُهُمْ الْجَنَّةَ ثُمَّ اَعُوْذُ فَاَقْعُ سَاجِدًا

ظہر نہ نقصان جیسا مخالفین خیال کرتے ہیں خدا ان کو بد امت کر سب البتہ ان کا اعتراض اس صورت میں درست ہو تا کہ ہم اپنے پیغمبر کو معاذ اللہ بندگی سے جوہر خدا تک پہنچا دیتے جیسے انھوں نے اپنے پیغمبر کے ساتھ کیا ہے۔ یہ ایسی بد قول اور بے عقلی کی بات ہے کہ تمام مذہب والے نصاریٰ کے اس خیال پر قہر لگاتے ہیں اور اس خیال کی وجہ سے ان کا سرانہ جب عقائد کے نزدیک ضروری ہو گیا ہے لا حول و لا قوۃ الا باللہ یعنی جب اور سب پیغمبر ان کو جواب دے دیں گے اور کہیں گے کہ ہم اتنے بڑے کام کے ناقد نہیں تو وہ میرے پاس آئیں گے کاغذی حیاض نے کہا اور پیغمبروں کا یہ کہنا برا تو ضح اور انگار ہو گا اور شاید اشارہ ہو اس بات کا کہ یہ درجہ یعنی شفاعت کبریٰ میرا درجہ نہیں بلکہ اس کے بعد والے کا ہے اور شاید اس کو معلوم ہو کہ یہ درجہ ہمارے پیغمبر کا ہے لیکن ہر ایک نے اپنے بعد والے پر حوالہ کیا تاکہ آہستہ آہستہ یہ مسئلہ ہمارے پیغمبر تک پہنچے اور آپ کی فضیلت سب پیغمبروں پر ظاہر ہوئے اس حدیث سے یہ بات بھی نکلتی ہے کہ بڑے بڑے کاموں میں پہلے مسن اور بزرگ لوگوں کی طرف رجوع کرنا چاہیے اور ہمارے پیغمبر جو اس کام سے انکار نہ کریں گے اور مستعد ہو جائیں گے وہ اس وجہ سے کہ آپ جانتے ہوں گے کہ یہ میرا حق کام ہے اور یہ عزت عطا دینے میرے لیے حق رکھی ہے لہذا اللہ تعالیٰ جو اس لوگوں کے دل میں اے گا کہ پہلے آدم کے پاس جائیں گے پھر نوح کے پاس پھر ابراہیم کے پاس اسی طرح اخیر تک اس میں یہ حکمت ہے کہ ہمارے پیغمبر کی فضیلت سب پیغمبروں پر معلوم ہو جائے کیونکہ اگر پہلے ہی سے وہ آپ کے پاس آجاتے تو اس بات کا خیال رہتا کہ اور پیغمبروں سے بھی یہ کام ممکن تھا لیکن جب وہ سب سے سوال کر چکے اور کسی نے قبول نہ کیا اور آپ کی بزرگی سب پر ظاہر ہوئی اور جناب الوہیت سے آپ کا کمال قرب ظاہر ہوا اس حدیث سے رسول اللہ کی فضیلت تمام مخلوقات پر خود وہ پیغمبر ہوں آدمی ہوں یا جن یا مرثیے ظاہر ہوتی ہے کیونکہ اتنا بڑا کام یعنی شفاعت عظمیٰ کسی اور سے نہ ہو سکے گا اور آپ اس کو قبول کریں گے یا اللہ تو ہم کو اور سب مسلمان بھائیوں کو آپ کی شفاعت نصیب کر آئین پادرب العالین۔ اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ شفاعت کا اذن آپ کے لیے قیامت کے روز ہو گا اگرچہ یہ درجہ اللہ تعالیٰ نے خاص آپ کیلئے رکھا ہے پر اس کی اجازت قیامت کو دے گا اب جو لوگ خیال کرتے ہیں کہ شفاعت کا اذن آپ کو دے چکا ہے، نکاحیال فلو ہے اور مخالف ہے قرآن کے۔ قرآن میں موجود ہے کہ وہاں کسی کی شفاعت کا ذکر نہ ہوگی مگر جس کو خدا اذن دے گا اب یہ شفاعت بھی اس ہی لوگوں کے لیے ہوگی جس کا ہات دینے والا اور عذاب سے بچانے والا سزا خدا کے کوئی نہیں پر ظاہر میں پیغمبروں کا رجحان ہے کہ بے اور ان کو خوش کرنے کے لیے اس لیے

قَدْ غُفِيَ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَدْغِيَ ثُمَّ يُقَالُ ارْفَعْ  
رَأْسَكَ يَا فَخْمَةُ قُلْ تُسْمَعُ سَلْ تُعْطَى اسْتَفْعُ  
تُسْتَفْعُ فَأَرْفَعْ رَأْسِي فَأُخْمَذَ رَتِي بِتَحْمِيدِ  
يُعْلَمُ بِهِ ثُمَّ اسْتَفْعُ فَيُخْمَذُ لِي حَدًّا فَأُخْرِجُهُمْ  
مِنَ النَّارِ وَأَدْخِلُهُمْ لُحْنَةً قَالَ فَلَا أَذْرِي لِي  
الْثَّالِثَةُ أَوْ فِي الرَّابِعَةِ قَالَ فَأَقُولُ يَا رَبِّ مَا  
بَقِيَ فِي النَّارِ إِلَّا مِنْ حَبَّةِ الْقُرْآنِ أَيْ وَجِبَ  
عَلَيْهِ الْخُلُودُ )) قَالَ أَبُو عُبَيْدٍ فِي رَوَاتِهِ قَالَ  
مِثْلَهُ أَيْ وَجِبَ عَلَيْهِ الْخُلُودُ

جنت میں لے جاؤں گا اور دوبارہ اپنے پروردگار کے پاس  
آکر سجدے میں گر دوں گا وہ مجھے رہنے دے گا سجدے میں جب  
تک اس کو منظور ہو گا پھر حکم ہو گا اے محمد! اپنے سر کو اٹھاؤ اور کہو  
سنا جائے گا مانگو دیا جائے گا سفارش کرو قبروں کی جائے گی میں اپنے  
سر کو ٹھانوں گا اور اپنے مالک کی تعریف کروں گا جس طرح وہ مجھ  
کو سکھائے گا پھر سفارش کروں گا تو یک دم ہائے حیات کی میں  
اس حد کے موفق لوگوں کو ورنہ سے نکالوں گا اور جنت میں  
داخل کروں گا۔ راوی نے کہا مجھے یاد نہیں آپ نے تیسری ہار یا  
چوتھی بار میں فرمایا میں کہوں گا اے مالک میرے! اب تو کوئی  
دورخ میں نہیں رہا مگر وہ جو قرآن کے بموجب ہمیشہ دورخ میں  
رہنے کے لائق ہے۔ قتادہ نے کہا یعنی جس کا ہمیشہ رہنا وہاں ضرور  
ہے۔

۴۷۶۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ  
(يَجْتَمِعُ الْمُؤْمِنُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُهْمُونَ بِذَلِكَ  
أَوْ يَنْهَمُونَ ذَلِكَ) بِسَلِّ حَدِيثِ أَبِي عَوَانَةَ وَقَالَ  
فِي الْحَدِيثِ (( ثُمَّ آيَةُ الرَّابِعَةِ أَوْ أَعُوذُ الرَّابِعَةَ  
فَأَقُولُ يَا رَبِّ مَا بَقِيَ إِلَّا مِنْ حَبَّةِ الْقُرْآنِ ))  
۴۷۷۔ عَنْ أَنَسٍ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ  
قَالَ (( يَجْتَمِعُ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ  
فَيُهْمُونَ بِذَلِكَ بِسَلِّ حَدِيثَهُمَا وَذَكَرَ لِي  
الرَّابِعَةَ فَأَقُولُ يَا رَبِّ مَا بَقِيَ فِي النَّارِ إِلَّا مِنْ

۴۷۶۔ حضرت انسؓ سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے اس  
میں یہ ہے کہ میں اپنے پروردگار کے پاس چوتھی مرتبہ آؤں گا اور  
عرض کروں گا اے پروردگار اب تو دورخ میں کوئی باقی نہیں رہا  
مگر جس کو قرآن لے روک رکھا (یعنی قرآن کے بموجب وہ  
ہمیشہ دورخ میں رہنے کا سزاوار ہے)

۴۷۷۔ انس بن مالکؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا  
اللہ تعالیٰ اکٹھا کرے گا مومنوں کو قیامت کے دن ان کو خیاں آئے  
گا اخیر تک جیسے اوپر حدیث گزری اس میں یہ ہے کہ آپ چوتھی  
بار عرض کریں گے اے پروردگار اب تو جہنم میں کوئی نہ رہا مگر جو

ہم سے سفارش کر دے گا اور اس کی سفارش قبول کرے گا یوں نہ سمجھنا چاہیے کہ یہ تخیل خدا کی درگاہ میں کسی قسم کا معاذ اللہ زور یا دباؤ رکھتے  
ہوئے کہ خدا نے تعالیٰ اس وجہ سے اس کی سفارش مان لے گا کیونکہ خدا نے تعالیٰ کی نشان دہی ہے کہ اس پر رتی برابر کسی کا زور یا دباؤ نہیں اور بڑے  
بڑے پیغمبر اور مقرب بندے بھی ہر ایک حالت اس سے یوں ہی ملتے جیسے بندہ اپنے مالک سے اور غلام اپنے صاحب سے، تنگ ہے یعنی کافر  
اور مشرک جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اللہ ہمیں بخشے گا شرک اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر بے حق کا جس پر اجماع کیا سلف نے کہ جو شخص  
توحید پر مرنے کا ہمیشہ کے لیے جہنم میں نہیں رہے گا۔

حَسْبُ الْقُرْآنِ أَمِيٌّ وَحِبُّ عَلَيْهِ الْخُلُودُ ))

۱۷۸- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (( يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَبُورُ شَعِيرَةً ثُمَّ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَبُورُ بُرَّةً ثُمَّ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَبُورُ ذَرَّةً )) رَأَى أَنَسٌ مُهَلَّجًا فِي رِوَايَتِهِ قَالَ بَرِيذٌ مَلِيقْتُ شُعْبَةَ حَدَّثَتْهُ بِأَلْحَدِيثِ فَقَالَ شُعْبَةُ حَدَّثَتْهُ بِهَذَا عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِالْحَدِيثِ إِنَّا أَنْ شُعْبَةَ جَعَلَ مَكَانَ الذَّرَّةِ ذَرَّةً قَالَ بَرِيذٌ ضَحُفَ فِيهَا ثَوْبٌ يَنْتَظِمُ

۱۷۹- عَنْ مَعْقِدِ بْنِ هِشَامٍ الْغُبَرِيِّ قَالَ انْطَلَقْتُ إِلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَتَشَقَّقْتُ بِثَابِتٍ فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ يُصَلِّي الصُّحَى مَا شَأْنُكَ لَنَا ثَابِتٌ فَخَبَّرَنَا عَلَيْهِ وَأَجْلَسَ ثَابِتًا مَعَهُ عَلَى سَرِيرِهِ فَقَالَ لَهُ يَا أُمَا حَضْرَةُ إِنْ يَسْأَلُونَكَ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ يَسْأَلُونَكَ أَنْ تُحَدِّثَهُمْ حَدِيثَ الشَّعَاعَةِ قَالَ حَدَّثْتُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (( إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَاجَ النَّاسُ بِغَضَبِهِمْ لِي بَغْضِي فَيَقُولُونَ آدَمُ فَهَقُّوْهُ لَهْ أَشْفَعُ لِدَرَجَتِكَ لَقِيْلَهُمْ لَسْتُ لَهَا وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِإِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِنَّهُ خَلِيلُ اللَّهِ

قرآن کے حکم سے رکا ہوا ہے یعنی جو ہمیشہ رہنے کا مستحق ہے۔  
۸۷۳- انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نکلے گادوزخ سے وہ شخص جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہو گا اور اس کے دل میں ایک جو برابر بھلائی ہوگی پھر نکلے گادوزخ سے۔ وہ شخص جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہو گا اور اس کے دل میں ایک گہیوں برابر بھلائی ہوگی۔ پھر نکلے گادوزخ سے وہ شخص جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہو گا اور اس کے دل میں چوٹی برابر بھلائی ہوگی۔ شعبہ نے اس حدیث میں تعقیف کی اور بجائے ذرہ کے (جس کے معنی چوٹی کے ہیں) انھوں نے ذرہ روایت کیا (جو ایک لٹا ہے جس کو پوچھا کہتے ہیں)۔

۸۷۹- معبد بن ہشام غزالی سے روایت ہے کہ ہم انس بن مالک کے پاس گئے اور ثابت کی سفارش چاہی (ان سے ملنے کے لیے) آخر ہم ان تک پہنچے وہ چاشت کی نماز پڑھ رہے تھے ثابت نے ہمارے لیے اجازت مانگی اور آنے کی ہم اندر گئے انھوں نے ثابت کو اپنے ساتھ بٹھلایا تخت پر ثابت نے کہا اے ابو حمزہ (یہ کنیت ہے انس کی) تمہارے بھائی بصرہ والے چاہتے ہیں تم ان کو شفاعت کی حدیث سناؤ انھوں نے کہا ہم سے بیان کیا حضرت محمد ﷺ نے جب قیامت کا دن ہو گا تو لوگ گھبرا کر ایک دوسرے کے پاس جائیں گے پہلے حضرت آدم کے پاس آئیں گے کہیں گے تم اپنی اولاد کی سفارش کرو (خدا کے پاس تاکہ وہ نجات دے اس آفت سے) وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں لیکن تم حضرت ابراہیم کے پاس جاؤ وہ اللہ کے دوست ہیں۔ لوگ ان کے پاس

جائیں گے وہ کہیں گے میں اس قابل نہیں لیکن تم حضرت موسیٰ کے پاس جاؤ وہ کلیم اللہ ہیں (یعنی اللہ نے ان سے کلام کہاں واسطہ) لوگ ان کے پاس جائیں گے وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں لیکن تم حضرت عیسیٰ کے پاس جاؤ وہ روح اللہ ہیں اور اس کا کلمہ ہیں (یعنی بن باپ کے اللہ کے حکم سے پیدا ہوئے ہیں) لوگ ان کے پاس جائیں گے وہ کہیں گے میں اس مائق نہیں لیکن تم حضرت محمد کے پاس جاؤ۔ وہ سب لوگ میرے پاس آئیں گے میں کیوں گا اچھا یہ میرا کام ہے اور میں چلوں گا اور خدائے تعالیٰ سے اجازت مانگوں گا (بارگاہ ہوئے کی) مجھے اجازت ملے گی میں اس کے سامنے کھڑا ہوں گا اور یہی ایسی تعریفیں اس کی بیان کروں گا جو اب میں نہیں بیان کر سکتا اس وقت اللہ میرے دل میں ڈال دے گا بعد اس کے کھدے میں گر پڑوں گا آخر حکم ہو گا اے محمد! اپنا سر اٹھا اور کہہ ہم سنیں گے اور مانگ ہم دیں گے سفارش کر ہم قبول کریں گے میں عرض کروں گا مالک میرے امت میری امت میری حکم ہو گا چاہو جس کے دل میں گہوں یا جو کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو اس کو نکال لے روزخ سے میں ایسے سب لوگوں کو نکال لوں گا اور پھر اپنے مالک کے پاس آں کر وہی ہی تعریفیں کروں گا پھر بعد میں گر پڑوں گا حکم ہو گا اے محمد! اپنا سر اٹھا اور کہہ جو کہتا ہے تیری بات سنی جائے گی مانگ جو نکلتا ہے ملے گا سفارش کر تیری سفارش قبول ہوگی۔ میں عرض کروں گا مالک میرے امت میری امت میری (یعنی اپنی امت کی بخشش چاہتا ہوں) حکم ہو گا چاہو جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو اس کو جہنم سے نکال لے میں ایسا ہی کروں گا اور پھر سوٹ کر اپنے پروردگار کے پاس آؤں گا اور ایسی ہی تعریفیں کروں گا اور بعد میں گر پڑوں گا حکم ہو گا اے محمد! اپنا سر اٹھا اور کہہ ہم سنیں گے مانگ ہم دیں گے سفارش کر ہم قبول کریں گے۔ میں

قَالُوا إِنْ زَعِمْتَ فَيَقُولُ لَسْتُ نَهًا وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِنَّهُ كَلَّمَ اللَّهَ فَيَقُولُ مُوسَى فَيَقُولُ لَسْتُ نَهًا وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِعِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِنَّهُ رُوحُ اللَّهِ وَكَلَّمْتُهُ فَيَقُولُ عِيسَى فَيَقُولُ لَسْتُ نَهًا وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقُولُ آتِ بِهِ فَأَنْطَلِقُ فَأَسْتَأْذِنُ عَلَى رَبِّي فَيُؤْذِنُنِي فَيَقُولُ لِي قَالُوا نَبِيٌّ يَدْعُهُ فَأَخَذَهُ بِمُحَمَّدٍ لَا أَقْبِرُ عَلَيْهِ الْآنَ يُنْهَضِيهِ اللَّهُ ثُمَّ أَخْرَجَهُ لَهُ سَاجِدًا فَيَقُولُ لِي يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ يُسْمِعُ لَكَ وَسَلْ تُعْطَى وَاشْفَعْ تُشْفَعُ فَأَقُولُ رَبِّ أُمَّتِي أُمَّتِي فَيَقُولُ أَنْطَلِقْ فَمَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِنْقَالٌ حَبَّةٌ مِنْ بُرَّةٍ أَوْ شَعِيرَةٍ مِنْ إِيْمَانٍ فَأَخْرِجْهُ مِنْهَا فَأَنْطَلِقُ فَأَفْعَلُ ثُمَّ أَرْجِعُ إِلَى رَبِّي فَأُخَذَهُ بِثَلَاثِ الْمَحَامِدِ ثُمَّ أَخْرَجَهُ لَهُ سَاجِدًا فَيَقُولُ لِي يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ يُسْمِعُ لَكَ وَسَلْ تُعْطَى وَاشْفَعْ تُشْفَعُ فَأَقُولُ أُمَّتِي فَيَقُولُ لِي أَنْطَلِقْ فَمَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِنْقَالٌ حَبَّةٌ مِنْ خِرْدٍ مِنْ إِيْمَانٍ فَأَخْرِجْهُ مِنْهَا فَأَنْطَلِقُ فَأَفْعَلُ ثُمَّ أَعُوذُ إِلَى رَبِّي فَأُخَذَهُ بِثَلَاثِ الْمَحَامِدِ ثُمَّ أَخْرَجَهُ لَهُ سَاجِدًا فَيَقُولُ لِي يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ يُسْمِعُ لَكَ وَسَلْ تُعْطَى وَاشْفَعْ تُشْفَعُ فَأَقُولُ يَا رَبِّ أُمَّتِي أُمَّتِي فَيَقُولُ لِي أَنْطَلِقْ فَمَنْ كَانَ فِي

قَلْبِهِ أَذْنَى أَذْنَى مِنْ مِثْقَالِ حَبَّةٍ مِنْ  
عَرْدَلٍ مِنْ إِيْمَانٍ فَأَخْرَجَهُ مِنَ النَّارِ  
فَأَنْطَلِقُ فَأَفْعَلُ)) هَذَا حَدِيثُ أَنَسٍ الَّذِي  
أَبَاْنَا بِهِ فَخَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِ فَلَمَّا كُنَّا بِظَهْرِ  
الْحِجَابِ قُلْنَا لَوْ بَلَغَ إِلَى الْحَسَنِ فَسَلَّمْنَا  
عَلَيْهِ وَهُوَ مُسْتَخْفٍ فِي دَارِ أَبِي عُلَيْعَةَ قَالَ  
وَدَعَلْنَا عَلَيْهِ فَسَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَقُلْنَا يَا أبا  
سَعِيدٍ جِئْتَ مِنْ عِنْدِ أَحَبِّتِ أَبِي حَضْرَةَ قَسَمَ  
سَمِعَ مِثْلَ حَدِيثِ حَدَّثَنَا فِي الشَّعَاعَةِ  
قَالَ فِيهِ فَحَدَّثَنَا الْحَدِيثَ فَقَالَ هُوَ قُلْنَا  
مَا رَأَيْنَا قُلْنَا قَدْ حَدَّثَنَا بِهِ مُدَّ عَشْرِينَ سَنَةً  
وَهُوَ يُؤْمِنُ بِجَمِيعٍ وَكَفَى تَرَكْنَا شَيْئًا مَا  
أَذْرَى أَنَسِي الشَّيْخُ أَوْ سَمِعَهُ أَنْ يُحَدِّثَكُمْ  
فَتَكَلَّمُوا قُلْنَا لَهُ حَدَّثَنَا مَصْحُوكٌ وَقَدْ خَلَقَ  
الْإِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ مَا ذَكَرْتُ لَكُمْ هَذَا إِلَّا  
وَأَنْ أُرِيدُ أَنْ أَخَذْتُكُمْ هُوَ (( ثُمَّ أَرْجِعْ إِلَى  
رَبِّي فِي الرَّابِعَةِ فَأَحْمَدُهُ بِبَيْتِكَ الْمَخَامِيدِ  
ثُمَّ أَجِزْ لَهُ سَاجِدًا قُلْنَا لِي يَا مُحَمَّدُ  
ارْزُقْ رَأْسَكَ وَقُلْ نَسْمَعُ لَكَ وَنَسْأَلُكَ تَعَطُّ  
وَأَشْفَعُ نَسْمَعُ فَأَقُولُ يَا رَبُّ إِنَّكَ لِي  
بِهِمْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قَالَ لَيْسَ ذَلِكَ  
لَكَ أَوْ قَالَ لَيْسَ ذَلِكَ إِلَيْكَ وَلَكِنْ  
وَعِزِّي وَكِبْرِيَّاي وَعَظَمَتِي وَجَبْرِيَّاي  
لَأُخْرِجَنَّ مِنْ قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ)) قَالَ  
مَا شَهِدْتُ عَلَى الْحَسَنِ أَنَّهُ حَدَّثَنَا بِهِ أَنَّهُ  
سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ أَرَاهُ قَالَ قُلْتُ عَشْرِينَ

عرض کروں گا مالک میرے امیری امت میری امت عظم ہوگا  
جا اور جس کے دل میں رائی کے دانے سے بھی کم بہت کم بہت ہی  
کم بیان ہو اس کو جہنم سے نکال لے۔ میں جا کر ایسا ہی کروں گا۔  
محبہ بن ہلال نے کہا یہ انس کی حدیث ہے جو انھوں نے ہم سے  
ہاں کی پھر ہم ان کے پاس سے نکلے جب جہان (قبرستان) کی  
بلندی پر پہنچے تو ہم نے کہا کاش ہم حسن (بصری) کی طرف چلیں اور  
ران کو سلام کریں اور وہ ابو خلیفہ کے گھر میں چھپے ہوئے  
تھے (حجاج بن یوسف ظالم کے ذریعے) خیر ہم ان کے پاس گئے  
اور ان کو سلام کیا ہم نے کہا اے ابو سعید ہم تمہارے بھائی  
ابو حمزہ (انس) کے پاس سے آرہے ہیں انھوں نے شفاعت کے  
باب میں ایک حدیث ہم سے بیان کی وہی حدیث ہم نے نہیں  
سنی۔ انھوں نے کہا ہاں بیان کرو ہم نے وہ حدیث ان سے بیان کی  
انھوں نے کہا اور بیان کرو ہم نے کہا بس اس سے زیادہ انھوں نے  
ہاں نہیں کی انھوں نے کہا یہ حدیث تو انھوں نے ہم سے جس  
برس پہلے بیان کی تھی جب وہ ناٹھے تھے (یعنی تھے بوڑھے نہ تھے  
جیسے اب ہیں) اب انھوں نے کچھ چھوڑ دیا میں نہیں جانتا وہ بھول  
گئے یا تم سے بیان کرنا مناسب نہ جانتا ایسا نہ ہو تم بھروسہ کر بیٹھو  
(اور نیک اعمال میں سستی کرنے لگو) ہم نے ان سے کہا وہ کیا ہے؟  
ہم سے بیان کرو۔ یہ سن کر بیٹھے اور کہا انسان کی پیدائش میں جلدی  
ہے میں نے تم سے یہ قصہ اس لیے ذکر کیا تھا کہ میں تم سے بیان  
کروں اس نکلے کو (جو انس نے چھوڑ دیا یعنی تم جلدی کر کے  
درخواست کر بیٹھے بیان کرنے کی اگر درحواست نہ کرتے تب بھی  
میں بیان کرتا) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں پھر لوٹوں گا اپنے  
پروردگار کے پاس چوتھی بار اور اسی طرح تعریف و توصیف کروں  
گا پھر سجدے میں کروں گا مجھ کو عظم ہوگا اے محمد اسرار اٹھاؤ اور کہو ہم  
سنیں گے مانگو ہم دیں گے سفارش کرو ہم قبول کریں گے اس

سے وہو یومئذ حییج

وقت میں عرض کروں گا مالک میرے مجھ کو اجازت دے اس شخص کو بھی جہنم سے نکالنے کی جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہو (یعنی صرف توحید پر یقین رکھتا ہو)۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ تمہارا کام نہیں لیکن قسم ہے میری عزت اور بزرگی اور جاہ و جلال کی میں جہنم سے نکالوں گا اس شخص کو جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہو۔ معبد نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ حسن نے یہ حدیث ہم سے بیان کی کہا کہ انہوں نے اس کو اس سے سنا ہے میں سمجھتا ہوں یوں کہ نہیں برس سے پہلے جب وہ رور دہا تھے (یعنی اس کا حافظہ اچھا تھا بدن میں طاقت تھی)۔

۳۸۰- ابو ہریرہ سے روایت ہے ایک دن رسول اللہ ﷺ کے پاس گوشت لایا گیا تو دسٹی کا گوشت آپ کو دیا گیا اور دسٹی کا گوشت آپ کو بہت پسند تھا آپ نے دانٹوں سے اسے نوچا پھر فرمایا میں سردار ہو گا سب آدمیوں کا قیامت کے دن اور تم جانتے ہو کس وجہ سے اللہ تعالیٰ اکٹھا کرے گا قیامت کے دن انگوں اور پچھلوں کو ایک ہی میدان میں یہاں تک کہ پکارنے والے کی آواز ان سب کو سنائی دے گی اور دیکھنے والے کی نگاہ ان سب پر پہنچے گی اور آفتاب نزدیک ہو جائے گا اور لوگوں پر وہ مصیبت اور سختی ہوگی کہ اس کو سہ نہ سکیں گے آخر آپس میں ایک دوسرے سے

۴۸۰- عَنْ أَنَسٍ مِّنْ خِزْمَةِ رَسُولِ اللَّهِ عَمَّا قَالَ أَنَسِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمًا يَلْحَمُ مَرْبِيعُ بِلَاقَةِ السَّرَاغِ وَكَانَتْ نَفْعَةٌ مِّمَّا مَسَّ مِنْهَا بَهْسَةٌ فَقَالَ ((أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهَلْ تَنْزُونَ بِي ذَلِكَ يَجْمَعُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ فَيَنْفَعُهُمُ الدَّاعِي وَيَفْضَحُهُمُ الْبَصَرُ وَتَذَوُّ الشَّمْسُ فَيُلْغِي النَّاسَ مِنَ الْقَهْمِ وَالْكَرْبِ مَا لَا يُعْلِفُونَ وَمَا لَا يَحْتَبِلُونَ فَيَقُولُ بَعْضُ النَّاسِ لِبَعْضٍ

(۳۸۰) اس لیے کہ دست کا گوشت بے ریشہ ہوتا ہے اور جلدی گل جاتا ہے اور اس کا ذائقہ بھی عمدہ ہوتا ہے۔ ترمذی نے حضرت عائشہ سے روایت کی کہ دست کا گوشت آپ کو بہت پسند تھا بلکہ آپ کو گوشت کی دن کے بعد ملا تو آپ دست لیتے تاکہ جلدی پک جائے۔ آپ نے فرمایا اللہ کا احسان ظاہر کرنے کے لیے اور اس کا حکم ہو آپ کو ہذا کہ اتنا لے کے لیے ہمارے قاندے کے لیے قاضی میاں نے کہا ہمارا وہ ہے جو سب لوگوں سے درجہ میں زیادہ ہو اور جس کی طرف لوگ تعلق کے وقت پہنچیں اور رسول اللہ تو سردار ہیں آدمیوں کے دنیا اور آخرت دونوں میں پر آپ نے خاص کیا قیامت کو اس لیے کہ وہاں کی سرداری عمدہ ہے اور یہاں سب لوگ گلے اور بچھلے کٹھا ہوں گے اور آدم اور ان کی ہوا سب آپ کے جھنڈے کے تلے ہوں گے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس دن کس کی سلطنت ہوگی اللہ کی جو اکیلا ہے رب و دست اللہ کی سلطنت دنیا میں بھی ہے پر قیامت کے دن پوری سلطنت ہوگی۔ کس لیے کہ ہر کوئی دعویٰ کرنے والا نہیں رہے گا (نورانی) یعنی وہ میدان ایسا صاف اور ہموار ہوگا کہ دیکھنے میں ٹھہر سب پر جائے گی۔ برخلاف دنیا کے یہاں زمین کی گورانی کی وجہ سے ٹھہر سب پر نہیں جاسکتی بعضوں نے کہا مراد خدا کی نگاہ ہے پر خدا کی نگاہ تو ہر طرح سب پر ہی پہنچتی ہے خواہ میدان ہموار ہو یا نہ ہو۔ نورانی نے کہا فیصہ سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے

آل تَرَوْنَ مَا أَنْتُمْ فِيهِ آلَا تَرَوْنَ مَا قَدْ بَلَغَكُمْ  
آلَا تَنْظُرُونَ مَنْ يَنْشَعُ لَكُمْ إِلَهِي رَبُّكُمْ فَيَقُولُ  
مَعْصُ النَّاسِ لِيُغْضِبَ أَتَمَّ فَإِن تَوْنِ آدَمَ  
فَيَقُولُونَ يَا آدَمُ أَنْتَ أَبُو الْبَشَرِ خُذْكَ اللَّهُ  
بِإِذْنِهِ وَصَحَّ فَبَكَ مِنْ رُوحِهِ وَأَمَرَ الْمَلَائِكَةَ  
فَسَجَدُوا لَكَ أَطِيعُوا مَا إِلَهِي رَبُّكَ آلَا تَرَى  
إِلَهِي مَا مَخُنَ فِيهِ آلَا تَرَى إِلَهِي مَا قَدْ بَلَغَنَا  
فَيَقُولُونَ دَعُوا رَبَّنَا غَضَبَ الْيَوْمِ غَضَبًا سَمًّا  
بِغَضَبِ قَبْلَةٍ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضِبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ  
وَأَنَّهُ يَهْدِي عَنِ الشَّجَرَةِ لَعَصْنَتُهُ نَفْسِي  
نَفْسِي أَذْهَبُوا إِلَيَّ غَيْرِي أَذْهَبُوا إِلَيَّ نُوحٍ  
فَيَقُولُونَ نُوحَا فَيَقُولُونَ يَا نُوحُ أَنْتَ أَوَّلُ  
الرُّمْلِ إِلَى الْأَرْضِ وَسَمَّاكَ اللَّهُ غَضَا  
شُكُورًا أَطِيعُوا لِي رَبُّكَ آلَا تَرَى مَا مَخُنَ  
فِيهِ آلَا تَرَى مَا قَدْ بَلَغَنَا فَيَقُولُونَ لَهُمْ إِنَّ رَبَّنَا  
قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضِبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ  
وَلَنْ يَغْضِبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ رَأَيْنَا قَدْ كَانَتْ لِي ذَعْوَةٌ  
دَعَوْتُ بِهَا غَضِي لَوْ مَنِي نَفْسِي نَفْسِي أَذْهَبُوا  
إِلَيَّ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَقُولُونَ

کہیں گے چلو آدم کے پاس اور ان کے پاس جائیں گے اور کہیں  
گے اے آدم! تم سب آدمیوں کے باپ ہو اللہ تعالیٰ نے تم کو  
اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اپنی روح تم میں پھونکی اور فرشتوں کو حکم  
کیا انھوں نے سجدہ کیا تم کو ہماری سفارش کرو اپنے پروردگار سے  
کیا تم نہیں دیکھتے ہم کس حال میں ہیں کیا تم نہیں دیکھتے جو ہم پر  
معصیت ہے۔ آدم کہیں گے آج میرا پروردگار غصہ میں ہے اور ایسا  
غصہ میں ہے کہ کبھی ایسا غصہ نہیں ہو تھا نہ ہوگا اور اس نے مجھے  
منع کیا تھا اور سخت سے لیکن میں نے اس کی نافرمانی کی (اور درخت  
میں سے کھایا) اب مجھے خود اپنی فکر ہے تم اور کسی کے پاس جاؤ  
نوح کے پاس جاؤ پھر وہ سب لوگ نوح کے پاس جائیں گے اور  
کہیں گے اے نوح! تم سب پیغمبروں سے پہلے زمین پر آئے اور اللہ  
تعالیٰ نے تمہیں شکر گزار بندہ کہا تم ہماری سفارش کرو اپنے رب  
کے پاس کیا تم نہیں دیکھتے ہم جس حال میں ہیں اور جو معصیت ہم  
پر آئی ہے۔ وہ کہیں گے میرا رب آج ایسا غصہ میں ہے کہ دیں گے  
نہیں ہوا تھا نہ ہوگا اور میں نے اپنی قوم پر بددعا کی تھی اس لیے  
مجھے خود اپنی فکر ہے تم ابراہیم کے پاس جاؤ۔ پھر وہ سب مل کر  
ابراہیم کے پاس جائیں گے اور کہیں گے اے ابراہیم! تم اللہ کے نبی  
ہو اور اس کے دوست ہو زمین والوں میں سے تم ہماری سفارش  
کرو اپنے پروردگار کے پاس۔ کیا تم نہیں دیکھتے ہم جس حال میں

ہیں۔ جو کافر اہل ان کے اور اس کا خدا بن گئے اور جو مشرکوں کو ہو گئے اور یہ بائیس۔ پہلے  
ہوئی ہیں اور آئندہ ہوگی۔ تو اللہ کے غضب سے یہی مراد ہے اس واسطے کہ محال ہے تغیر اس کے حق میں غضب سے بڑھ جائے۔ اسراج  
الواجب میں سے کہ ہادی سے اس مقام پر اللہ کی ایک صفت کی تاویل کی ہے اور وہ یہ بات گریہ کی کہ سلف کا وہ جب صفات میں یہ ہے کہ جو  
صفت کتاب و سنت میں وارد ہیں ان کو روایت کرنا ان پر یقین کرنا ظاہر پر ہواں کرنا بغیر تاویل اور تحریف اور تعطیل اور تشبیہ کے اور جو امر  
ہادی سے بیان کیا ہے غایت سے غضب کی حد اس کا معنی نفی نہیں۔ یہاں سے بغیر اور بغیروں کا درجہ پہچان لینا چاہیے وہ سب نفسی نفسی کہیں گے  
اور یہ حال کی فکر میں سرگرداں ہو گئے اور ہمارے پیغمبر عام کی بھلائی کیلئے خواہاں اور امت کے چمڑے کے جویاں ہو گئے۔ سبحان اللہ! اس پر یہ  
آیت صادق ہے وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ آپ کی ذات رحمت اور کرم ہے تمام دنیا کے لیے دہا اور آخرت میں اس سے بڑھ کر  
کو سارے ہے اور اس سے راہ کو نہ درج ہے یہی فرق ہے مرے کا اس شخص میں جو دنیا میں اپنی بھلائی چاہتا ہے اور اس شخص میں جو حق



أَنْتَ نَبِيُّ اللَّهِ وَحِيلَهُ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ أَلَا تَرَى إِلَى مَا قَدْ بَلَغْنَا فَيَقُولُ لَهُمْ إِبْرَاهِيمُ إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَا يَغْضَبُ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَذَكَرَ كَذِبَاتِهِ نَفْسِي نَفْسِي اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي اذْهَبُوا إِلَى مُوسَى فَإِذَا تَوَلَّى مُوسَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُونَ يَا مُوسَى أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ فَضَلَّكَ اللَّهُ بِرِسَالَتِهِ وَبِعَظَمِيَّتِهِ عَلَى النَّاسِ اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ أَلَا تَرَى إِلَى مَا قَدْ بَلَغْنَا فَيَقُولُ لَهُمْ مُوسَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَإِنِّي قَتَلْتُ نَفْسًا لَمْ أَوْمَرَ بِقَتْلِهَا نَفْسِي نَفْسِي اذْهَبُوا إِلَى عِيسَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا تَوَلَّى عِيسَى فَيَقُولُونَ يَا عِيسَى أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَتَلْتَ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَلِمَةً مِنْهُ أَلْقَاهَا إِلَى هَرِيمٍ وَزُوْجٌ مِنْهُ فَاشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ أَلَا تَرَى إِلَى مَا قَدْ بَلَغْنَا فَيَقُولُ لَهُمْ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ لَهُ ذَنْبًا نَفْسِي نَفْسِي اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي اذْهَبُوا إِلَى

ہیں اور جو مصیبت ہم پر پڑی ہے۔ وہ کہیں گے میرا پروردگار آج اتنا غصہ میں ہے کہ ویسا کبھی نہیں ہوا تھا نہ ہوگا اور اپنی جھوٹ باتوں کو بیان کریں گے (یعنی دنیا میں جو انھوں نے تین بار جھوٹ بولا تھا) اس لیے مجھے خود اپنی فکر ہے تم اور کسی کے پاس جاؤ۔ موسیٰ کے پاس جاؤ وہ لوگ موسیٰ کے پاس جائیں گے اور کہیں گے اے موسیٰ تم اللہ کے رسول ہو اللہ سے تمہیں بزرگی دی اپنے پیغمبروں سے اور اپنے کلام سے سب لوگوں پر تم ہماری سفارش کرو اپنے پروردگار کے پاس۔ کیا تم نہیں دیکھتے ہم جس حال میں ہیں اور جو مصیبت ہم پر پڑی ہے۔ موسیٰ کہیں گے میرا پروردگار آج ایسے غصے میں ہے کہ اتنا کبھی غصہ نہیں ہوا تھا نہ ہوگا اور میں نے دنیا میں ایک خون کیا تھا جس کا مجھے حکم نہ تھا اس لیے مجھے خود اپنی فکر ہے تم عیسیٰ کے پاس جاؤ۔ وہ سب لوگ عیسیٰ کے پاس آئیں گے اور کہیں گے اے عیسیٰ تم اللہ کے رسول ہو تم نے لوگوں سے بات کی ماں کی گود میں (جھوٹے میں دودھ پیتے وقت) تم اللہ کی ایک بات ہو جو اس نے ڈال دی مہم میں اور اس کی روح ہو تو سفارش کرو ہماری اپنے رب کے پاس کیا تم نہیں دیکھتے ہم جس حال میں ہیں اور جو مصیبت ہم پر پڑی ہے۔ عیسیٰ کہیں گے میرا پروردگار آج اس قدر غصے ہے کہ اتنا غصے کبھی نہیں تھا اور نہ کبھی ہوگا اور کوئی گناہ ان کا بیان نہیں کیا (جیسے اور پیغمبروں کی خطائیں بیان کیں کیونکہ حضرت عیسیٰ کا کوئی گناہ مقول نہیں) تو مجھے اپنی فکر ہے پنی فکر ہے تم اور کسی کے پاس جاؤ۔ محمد کے پاس جاؤ وہ سب میرے پاس آئیں گے اور کہیں گے اے محمد تم اللہ کے رسول ہو خاتم الانبیاء ہو اللہ نے تمہارے اگلے کچلے سب گناہ بخش دیے ہیں تم سفارش

لہ عام لوگوں کی بھلائی چاہتا ہے اول کوئی سے کچھ نسبت نہیں ہے جو نفس عام مسلمانوں کی فائدہ رسانی کا کام کرے جیسے در سر مائے سر کے خواجے مسلمانوں کے دیں یا حکومت کی مدد کرے ایسا کام کرے جس سے حاکم اور ذلت سے بچیں دین کی کتاب یا دین کی تعلیم پہنچانے تجارت یا صنعت یا حرب کے آلات و اسباب شائع کرے اس کا درجہ اس مسلمان سے کہیں فائق ہے جو صرف بے نفس کو پہچانے لہ

مُحَمَّدٌ ﷺ فَيَقُولُونَ يَا مُحَمَّدُ أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتِمُ الْأَنْبِيَاءِ وَغَفَرَ اللَّهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ ائْتَمَعَ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَا تَرَى مَا نَحْنُ فِيهِ أَلَا تَرَى مَا قَدْ بَلَغْنَا فَأَنْطَلِقُ فَاتِي تَحْتَ الْعَرْشِ فَأَنْفَعُ سَاحِدًا يَرْثِي ثُمَّ يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَيَّ وَيُلْهِمُنِي مِنْ مَخَاصِيدهِ وَحُسْنِ الْأَدَاءِ عَلَيْهِ شَيْءٌ لَمْ يَتَّخِذْهُ لِأَخِي قَبْلِي ثُمَّ يَقُولُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ سَلْ تُعْطَى ائْتَمَعَ تُشْفَعُ فَأَرْفَعُ رَأْسِي فَأَقُولُ يَا رَبِّ أُمِّئِي أُمِّئِي فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ أَذْخِلِ الْحِجَّةَ مِنْ أُمَّتِكَ مَنْ لَا حِسَابَ عَلَيْهِ مِنَ الْأَبْوَابِ الْأَتْبَعِ مِنْ أَبْوَابِ الْحِجَّةِ وَهُمْ شُرَكَاءُ النَّاسِ فِيمَا سِوَى ذَلِكَ مِنَ الْأَبْوَابِ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ إِنْ مَا بَيْنَ الْمَبْصَرَاتَيْنِ مِنْ مَصَارِيحِ الْحِجَّةِ لَكُمْ تَبِينَ مَكَّةَ وَهَجَرَ أَوْ كَمَا تَبِينَ مَكَّةَ وَتَبْصُرِي

کہ وہ ہماری اپنے رب کے پاس۔ کیا تم ہمارا حال نہیں دیکھتے ہم سب سعیت میں ہیں یہ سن کر میں چلوں گا اور عرش کے تلے آکر اپنے پروردگار کو سجدہ کروں گا پھر اللہ تعالیٰ میرے دل کو گول دے گا اور وہ وہ ترغیبات اپنی مجھے بتلائے گا جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں بتلائیں (میں اس کی خوب تعریف اور حمد کروں گا) پھر فرمائے گا اے محمد! اپنا سر اٹھا مانگ جو نکلنا ہے دیا جائے گا سحارش کر قبول کی جائے گی میں سر اٹھاؤں گا اور کہوں گا امت میری امت میری حکم ہو گا اے محمد! اپنی امت میں سے لوگوں کو جن سے حساب کتاب نہ ہو گا ان میں سے جنت میں داخل کر دو اور وہ لوگوں کے شریک ہیں باقی دروازوں میں جنت کے (یعنی ان میں سے بھی جاسکتے ہیں پر یہ دروازہ ان کے لیے مخصوص ہے) قسم اس کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے جنت کے دروازے کے دونوں پاروں میں اتنا فاصلہ ہے جیسے مکہ اور ہجر (ایک شہر ہے بحرین میں) یا جیسے مکہ اور بصرہ میں (بصرہ ایک شہر ہے دمشق سے تین منزل پر)۔

۴۸۹- عَنْ أَبِي مُرَّةٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ وَصِيفَتْ نَيْنٌ يَذِي رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَصْتَمَةٌ مِنْ مُرِيدٍ وَلِحْمٌ فَتَوَلَّى لِدَرَاغٍ وَكَانَتْ أَحَبُّ الشَّيْءِ إِلَيْهِ مِنْهُنَّ مَهْمَةٌ عَذَابٌ (( أَنَا مَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ )) ثُمَّ نَهَسَ أُخْرَى فَقَالَ (( أَنَا مَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ )) فَتَنَا رَأَى أَمْتَحَابَهُ نَى يَسْأَلُونَهُ قَالَ (( أَلَا تَقُولُونَ كَيْفَةً )) فَأَنْزَلَ كَيْفَةً يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ (( يَقُومُ النَّاسُ لِزُبِّ الْعَالَمِينَ )) وَسَأَلَنِي الْحَدِيثَ بِمَعْنَى حَدِيثِ أَبِي

۴۸۹- ابوہریرہؓ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک پیالہ رکھا شریہ کا (شریہ ایک کھانا ہے جو روٹی اور شوربہ ملا کر بناتے ہیں) اور گوشت آپ نے دست کا گوشت لیا اور وہ بہت پسند تھا آپ کو سہادی کہی میں آپ نے ایک بار منہ سے اس کو ٹوچا پھر فرمایا میں لوگوں کا سردار ہوں گا قیامت کے دن پھر دوبارہ ٹوچا اور فرمایا میں لوگوں کا سردار ہو گا قیامت کے دن۔ جب آپ نے دیکھا آپ کے یار کچھ نہیں پوچھتے تو خود ہی فرمایا تم یہ نہیں پوچھتے کہ کیوں کر؟ انھوں نے کہا کیوں کر یا رسول اللہ آپ نے فرمایا لوگ سب کھڑے ہو گئے خدا کے سامنے اور بیان کیا

ظن کے لیے عبادت میں مصروف رہے۔ ہر شہر کہ سے ایک سیے کی رہا رہے توجہ کا پھانگ اس قدر بڑا ہے کہ چمکٹ کا ایک کوا دوسرے کو نے سے تمام اسات رکھتا ہے۔ اللہ اکبر! عمل اللہ اس سے قیاس کر لینا چاہیے کہ جنت کتنی بڑی ہے۔

حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گزری حضرت ابراہیمؑ کے قصے میں اتنا زیادہ ہے کہ انھوں نے بیان کیا (ان جھوٹ باتوں کو جو دنیا میں کہیں تھیں) ستارے کو کہا تھا یہ میرا رب ہے (اگرچہ حضرت ابراہیمؑ کا یہ اعتقاد نہ تھا کیونکہ بتغیروں سے شرک صادر نہیں ہوتا پر کافروں کے الزام دینے کے لئے پہلے ہمارے کو خدا قرار دیا پھر چاند کو پھر سورج کو جب وہ ڈوب گئے تو کہا یہ خدا نہیں ہو سکتے خدا وہ ہے جس نے ان سب کو پیدا کیا) بتوں کو آپ نے توڑا تھا اور کہا تھا بڑے بت نے توڑا ہمارا بت تھے اور کہا تھا میں بتا رہا ہوں۔ قسم اس کی جس کے ہاتھ میں اللہ کی جان ہے جنت کے دونوں پسوں میں دروازوں کی چمکٹ تک اتنا فاصلہ ہے جتنا کہ دور بھر کے درمیان ہے یا یوں کہا جتنا بھر اور کہ کے درمیان ہے مجھے یاد نہیں کیوں کر کہا (یعنی بھر کو پہلے کہا پھر کئے کو)۔

۴۸۲- ابوہریرہؓ اور حذیفہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو جمع کرے گا مسلمان کھڑے رہیں گے یہاں تک کہ جنت ان کے پاس جائے گی پھر وہ آدم کے پاس آئیں گے اور کہیں گے ہاؤ امارے جنت کو کھول دو ہمارے لیے۔ وہ کہیں گے جنت سے تم کو نکالا کس نے میرے بی گناہانے تو نکالا اب مجھ سے یہ کام نہیں ہو سکا البتہ تم میرے بیٹے ابراہیمؑ کے پاس جاؤ۔ ابراہیمؑ کہیں گے مجھ سے یہ کام نہیں ہو سکا میں اللہ کا دوست تھا لیکن پرے پرے (یعنی مجھے اللہ جل جلالہ سے اتنی نزدیکی نہیں ہوئی کہ کوئی آڑ نہ رہے بلکہ دو حجاب تھے نہ میں نے اس سے بات کی بلا واسطہ نہ اس کو دیکھا) تم جاؤ موسیٰؑ کے پاس جن سے اللہ تعالیٰ نے بات کی۔ وہ موسیٰؑ کے پاس آئیں گے وہ کہیں

حَبِيبٌ عَنْ أَبِي رَزَافَةَ وَرَأَى فِي صَبَةِ إِدْرِيسَ فَقَالَ وَذَكَرَ قَوْلَهُ فِي الْكُتُبِ هَذَا رَفَعِي وَقَوْلَهُ بِاللَّهِمْ تِلْكَ مَعَلَّةٌ كَبِيرُهُمْ خَدَّاءُ رَفَعِي بِأَنِّي سَمِعْتُهُ قَالَ ((وَاللَّهِ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بَيْنِي وَإِنَّمَا يَتَى الْخَضِرَاءُ مِنْ فَصَارِيعِ الْحَيَّةِ إِلَى حَبْشَاتِهَا النَّبِيُّ لَكُمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَهَجَرَ أَوْ هَجَرَ وَمَكَّةَ)) قَالَ لَا أَذْهَبُ إِلَى ذَلِكَ قَانَ.

۴۸۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبُو مَالِكٍ عَنْ رَفَعِي أَبِي جَرَسٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((يَجْمَعُ اللَّهُ قَبُولَ وَتَعَالَى النَّاسِ فَيَقُومُ الْمُؤْمِنُونَ حَتَّى تُرْلَفَ لَهُمْ لُجَّةٌ فَيَأْتُونَ آدَمَ فَيَقُولُونَ يَا أَبَانَا اسْتَفْجِ لَنَا الْجَنَّةَ فَيَقُولُ وَعَلَى أُخْرِجَكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ بِأَنَّ خَطِيئَةَ آدَمَ لَمْ تَكُنْ بِصَاحِبِ ذَلِكَ ادْخُلُوا إِلَى ابْنِي إِبْرَاهِيمَ حَلِيلٍ لِلَّهِ قَالَ لَيَقُولَنَّ إِبْرَاهِيمُ لَمْ تَكُنْ بِصَاحِبِ ذَلِكَ إِنَّمَا كُنْتُ حَلِيلًا مِنْ وَرَاءَ وَرَاءَ ادْخُلُوا إِلَى مُوسَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي كَلَّمَهُ

(۴۸۲) کیونکہ یہ دونوں بڑے کام ہیں جس کا خیال مومن کو ہمیشہ رکھنا چاہیے مانت یعنی علوم اور سچائی صداقت اور راست ہادی بات چیت اور ہر کام کا ج میں اور نانا یعنی رشتہ داروں سے جو محتاج ہوں سلوک کرنا ان کی جبر لہذا یعنی ہر کوئی چیز اس میں گرے تو ستر برس تک نہ پکے گی۔ سطر اللہ۔

کے میں اس لائق نہیں تم عیسیٰ کے پاس جاؤ جو اللہ کا کلمہ ہیں اور اس کی روح ہیں عیسیٰ کہیں گے میرا یہ کام نہیں پھر وہ سب محمدؐ کے پاس آئیں گے سب کھڑے ہونگے اور آپ کو اجازت ملے گی (جنت کھولنے کی) اور نائنت اور نائے کو بھیج دیا جائے گا وہاں صراط کے دسٹے اور پائیں کھڑے ہو جائیں گے تم میں سے پہلا شخص ہل صراط سے اس طرح پار ہو گا جیسے بکلی۔ انھوں نے کہا آپ پر ہمارے ماں باپ مدتے ہوں بکلی کی طرح کوئی چیز گزرتی ہے آپ نے فرمایا تم نے بکلی کو نہیں دیکھا وہ کیسی گزر جاتی ہے اور پھر لوٹ آتی ہے ہل مارنے میں پھر جیسے آ جاتی ہے پھر جیسے پر بندھاؤ تا ہے پھر جیسے آوی دوڑتا ہے اپنے اعمال کے موافق اور تمہارے پیچھے پڑے ہوئے وہ کہیں گے واللہ پابا اللہ بھی یہاں تک کہ اعمال کا زور گھٹ جائے گا (بھی عمرہ اعمال والے نکل جائیں گے اور وہ لوگ رہ جائیں گے جن کے نیک عمل کم ہیں) (ان کو پار ہو گا دھواں ہو گا) اور ایک شخص آئے گا وہ چل نہ سکے گا مگر گھسٹتا ہو اور اس ہل کے دونوں طرف آکڑے ہونگے لٹکتے ہوئے جس کو حکم ہو گا اس کو پکڑ لیں گے پھر بعض آدمی چھل چلا کر محبت پاجائے گا اور بعض آدمی الٹ پلٹ کر جہنم میں گر پڑے گا۔ قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں ابو ہریرہؓ کی جاں ہے جہنم کی گہرا ستر برس کی دھبہ۔

باب: نبی اکرمؐ کا یہ بیان کہ میں جنت میں سب سے پہلے سفارش کروں گا اور سب نبیوں سے زیادہ میرے پیروکار ہوں گے

۴۸۳- انس بن مالکؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں سب سے پہلے جنت میں شفاعت کروں گا اور سب پیغمبروں سے زیادہ میرے تابع لوگ ہوں گے قیامت کے دن۔

اللَّهُ تَكْلِيمًا فَيَأْتُونَ مُوسَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُونَ لَسْنَا بِصَاحِبِ ذَلِكَ أَذْهَبُوا إِلَى عِيسَى كَلِمَةَ اللَّهِ وَرُوحَهُ يَقُولُونَ عِيسَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَسْنَا بِصَاحِبِ ذَلِكَ فَيَأْتُونَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُونَ فَيُؤَدِّدُهُ وَتَوَسَّلُ الْأَمَانَةَ وَالرَّحْمَةَ فَتَقُومَانِ جَنَّتِي الصِّرَاطُ بَيْنَنَا وَحَمَلْنَا لَيْسَ أَوْلَكُمْ كَالْبَرَقِ (( قَالَ قُلْتُ بَابِي أَنْتَ وَأُمِّي أَيْ شَيْءٍ كَحَمَلِ الْبَرَقِ ذَا )) (أَمْ تَرَوْنِي لِي لَبَرَقٍ كَيْفَ يَمُرُّ وَيَرْجِعُ لِي طَرَفًا غَيْرَ ثُمَّ كَحَمَلِ لَوْبِحٍ ثُمَّ كَحَمَلِ الطَّيْرِ وَشَدَّ الرَّجُلُ تَجْرِي بِهِمْ أَعْمَالُهُمْ وَبَيَّكُمُ فَإِنَّهُ عَلَى الصِّرَاطِ يَقُولُ رَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ حَتَّى تَعْبُرَ أَغْصَانُ الْعِبَادِ حَتَّى يَجِيءَ الرَّجُلُ فَلَا يَسْتَطِيعُ السَّيْرَ إِلَّا رَحْمَةً قَالَ وَقَبِي خَالِفِي الصِّرَاطِ كَلَالِبِ مَعْلُفَةٍ نَامُورَةٍ بِأَخَذٍ مِنْ أُمْرَةٍ بِهِ لَمَحْذُوشٌ مَاجٍ وَمَكْدُوسٌ فِي السَّوْدِ )) (الَّذِي مَعْنَى أَبِي هُرَيْرَةَ يَبِيهَ إِنَّ قَمَرَهُمْ لَسَتُّونَ خَرِيْبًا

باب فی قول النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَا أَوَّلُ النَّاسِ يَشْفَعُ فِي الْجَنَّةِ وَأَنَا أَكْثَرُ الْأَنْبِيَاءِ تَبَعًا

۴۸۳- عن انس بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم (( اَنَا أَوَّلُ النَّاسِ يَشْفَعُ فِي الْجَنَّةِ وَأَنَا أَكْثَرُ الْأَنْبِيَاءِ تَبَعًا ))

۴۸۴- عَنْ أَنَسٍ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ (( أَنَا أَسْكُرُ الْأَنْبِيَاءَ نَبِيًّا يَوْمَ بِيَأْتِيهِ وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ يَفْرَحُ بِبَابِ الْجَنَّةِ ))

۴۸۵- عَنْ أَنَسٍ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ (( أَنَا أَوَّلُ ذَمِيْعٍ فِي الْجَنَّةِ مِمَّنْ يُصَدِّقُ نَبِيًّا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ مَا صَدَّقْتُ وَإِنَّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ نَبِيًّا مَا يُصَدِّقُهُ مِنْ أَهْلِهِ إِنَّا رَجُلٌ وَاحِدٌ ))

۴۸۶- عَنْ أَنَسٍ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( أَهْمِي بِبَابِ نَجْمَةِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَاسْتَفْتِحْ فَيَقُولَ الْخَارُونَ مِنْ أَتْبَاقٍ قَالُوا مُحَمَّدٌ فَيَقُولُ بَلْكَ أَمَرْتُ لَا الْفَتْحَ بِأَحَدٍ قَبْلَكَ ))

بَابُ احْتِبَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْوَةَ الشَّفَاعَةِ لِأَهْلِهِ

۴۸۸- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (( لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ يَدْعُوها فَايْذَنْ أَنِ احْتَبِي دَعْوَتِي شَفَاعَةً لَأَهْلِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ ))

۴۸۸- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ وَأَرَدْتُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ أَنْ احْتَبِي دَعْوَتِي شَفَاعَةً لَأَهْلِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ ))

۴۸۴- انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب پیغمبروں سے زیادہ میرے تابع ہوں گے قیامت کے روز اور میں سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھکھٹاؤں گا (یعنی کھلاؤں گا)۔

۴۸۵- انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں سب سے پہلے جنت میں شفاعت کروں گا اور کسی پیغمبر کو اسے لوگوں نے نہیں مانا جتنے لوگوں نے مجھ کو مانا اور بعض پیغمبر تو ایسے ہیں کہ اس کا سننے والا ایک ہی شخص ہے۔

۴۸۶- انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں قیامت کے دن جنت کے دروازے پر آؤں گا اور دروازہ کھلاؤں گا جو کیدار پر مجھے کا تم کون ہو؟ میں کہوں گا محمدؐ وہ کہے گا آپ اہل کے واسطے مجھے حکم ہوا تھا کہ آپ سے پہلے کسی کے لیے دروازہ نہ کھولتا۔

بَابُ نَبِيِّ كَرِيمٍ ﷺ كَايْتِي امْتِ كَيْ دَعَائِي شَفَاعَتِ كُوْمُوْخَرُ كُكْهَا

۴۸۷- ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر نبی کی ایک دعا ہوتی ہے جس کو خداوند تعالیٰ ضرور قبول کرتا ہے اور باقی دعائیں قبول بھی ہوتی ہیں اور نہیں بھی ہوتیں تو میں چاہتا ہوں کہ اپنی دعا کو چھپا رکھوں قیامت کے دن تک اپنی امت کی شفاعت کے لیے۔

۴۸۸- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر نبی کی ایک دعا ضرور قبول ہوتی ہے تو میرا ارادہ ہے اگر خدا چاہے تو اپنی دعا کو اٹھ رکھوں اور قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کروں۔

(۴۸۷) یعنی دنیا میں اس دعا کو سب لوگوں بلکہ آخرت کے لیے اللہ رکھوں اور اپنی امت کی نجات کے لیے صرف کروں۔ بھلا اللہ ہمارے پیغمبر کو اپنی امت سے کبھی محبت تھی اور اللہ کہ باپ کو بیٹے سے کی اللہ نہیں ہوتی اور یہی وجہ ہے کہ آپ اپنی امت کی اس وقت و دہریں کے جب آپ اپنے سے خاندان جو دوسے جو دہاندہ سے ہر ایک عہد اپنے عزیز سے بڑا ہو گا اور سب کو اپنی اپنی جان ہی نے کی مگر ہو گی۔

۴۸۹- حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَغُنْدَرُ بْنُ حَسِيدٍ قَالِ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَمْرُوتٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ حَارِثَةَ النَّصْمِيِّ مِثْلَ قَدِّحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۸۹- مذکورہ بالا حدیث ابی ہریرہ سے بھی مروی ہے۔

۴۹۰- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ يَكْفِي الْأَخْبَرَ بْنَ سَبْيٍ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (( لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ يَدْعُوهَا فَإِنِ أُرِيدَ أَنْ يَخْتَبِيَ دَعْوَتِي شَاعَةً لَأُنْتَبِىَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ )) فَقَالَ كَفَبَ بَأبي هُرَيْرَةَ أَنْتَ سَمِعْتَ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ بَعَنَ

۴۹۰- ابو ہریرہؓ نے کعب احبار سے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر نبی کے لیے ایک دعا ہوتی ہے جس کو وہ مانگتا ہے۔ میرا ارادہ ہے بشرطیکہ خدا چاہے میں اس دعا کو چھپا رکھوں اپنی امت کی شفاعت کے لیے قیامت کے دن کعب نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا تم نے یہ سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے؟ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں۔

۴۹۱- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ يَدْعُوهَا فَإِنِ أُرِيدَ أَنْ يَخْتَبِيَ دَعْوَتِي شَاعَةً لَأُنْتَبِىَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ )) فَقَالَ كَفَبَ بَأبي هُرَيْرَةَ أَنْتَ سَمِعْتَ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ بَعَنَ

۴۹۱- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر نبی کی ایک دعا ہے جو مرد و قبول ہوتی ہے تو ہر ایک نبی نے جلدی کر کے وہ دعا مانگ لی (یا علی میں)۔ اور میں اپنی دعا کو چھپا رکھتا ہوں قیامت کے دن کے واسطے اپنی امت کی شفاعت کے لیے اور خدا چاہے تو میری شفاعت ہر ایک امتی کے لیے ہوگی بشرطیکہ وہ شرک پر نہ مرا ہو۔

۴۹۱- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ يَدْعُوهَا فَإِنِ أُرِيدَ أَنْ يَخْتَبِيَ دَعْوَتِي شَاعَةً لَأُنْتَبِىَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ )) فَقَالَ كَفَبَ بَأبي هُرَيْرَةَ أَنْتَ سَمِعْتَ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ بَعَنَ

(۳۹) یعنی خاتمہ کے وقت وہ شرک نہ مرا ہو گرچہ کتنا گناہگار ہو۔ نووی نے کہا اس حدیث سے اہل حق کا دھم بھت ہو تا ہے کہ جو شخص مر جاوے شرک سے پاک ہو کہ وہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں نہیں رہے گا اگرچہ کبیرہ گناہ کرنا ہو اور اس کے دماغ میں اور پانچ سو بچے۔ اس سراج ادیان میں ہے کہ شرک عام ہے جو دوسر کوئی خدا گات کرے یا اس کی کسی صفت کو اس کی کسی مخلوق کے لیے خواہ وہ کوئی ہو ثابت کرے اور شرک ایک جگہ ہے اور ایک جگہ نہیں ہے پچانہا بعد شواہد اس واسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اکثر لوگ اللہ پر ایمان لائے ہیں لیکن وہ شرک میں ہیں اور یہ آیت صادق ہے ان مقلدوں پر جنہوں نے اپنے عالموں اور مجتہدوں کو خدا بنا رکھا ہے اور ان لوگوں پر جو قبروں پر دو کتے ہیں جو خالص ہیں اللہ سے اور کانتے ہیں جاہل راہ کو اللہ کے اور ان کے نام پر وہ سب شرک ہیں اور یاد جو اس کے امیر رکھتے ہیں بی کی شفاعت کی بلکہ اپنے بزرگوں کی شفاعت کی حالانکہ شفاعت اسی کے ہے جو اللہ کے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کرے نہ کھانا چھپا اور جو شرک کرے اس کی شفاعت نہ ہوگی بلکہ وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا خواہ کوئی ہو کیسے ہو۔

۴۹۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ (( لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ يَدْعُو بِهَا لِيُسْتَجَابَ لَهُ فَيُؤْتَاهَا وَإِنِّي اخْتِئْتُ دَعْوَتِي شِعَارَةً لَأُتَمَنَّى يَوْمَ الْقِيَامَةِ ))

۴۹۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ (( لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ دَعَا بِهَا فِي أُمَّتِهِ لَا تُسْتَجِيبُ لَهُ وَإِنِّي أُرِيدُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ أَنْ أُوْخَرُ دَعْوَتِي شِعَارَةً لَأُتَمَنَّى يَوْمَ الْقِيَامَةِ ))

۴۹۴- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (( لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ دَعَا بِأُمَّتِهِ وَإِنِّي اخْتِئْتُ دَعْوَتِي شِعَارَةً لَأُتَمَنَّى يَوْمَ الْقِيَامَةِ ))

۴۹۵- رَحْنَبِيْهُ رُوِيَتْ عَنْ حَرْبٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا رُوْحٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح

۴۹۶- رَحْنَبِيْهُ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سُلَيْمٍ السُّجَمِيُّ رُوِيَتْ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَبُو سَامَةَ جَمِيْعًا عَنْ مُسْنَدٍ عَنْ قَتَادَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ وَكِيعٍ قَالَ قَالَ عُطَيٍّ وَفِي حَدِيثِ أَبِي سَامَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۹۷- عَنْ أَنَسِ بْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمْ تَكُنْ مَخْرُجًا حَدِيثَ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ

۴۹۸- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ قَدْ دَعَا بِهَا فِي أُمَّتِهِ وَجَاءَتْ دَعْوَتِي شِعَارَةً لَأُتَمَنَّى يَوْمَ الْقِيَامَةِ ))

۴۹۲- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر پیغمبر کی ایک دعا ہوتی ہے قبول ہونے والی ہے جس کو وہ مانگتا ہے اور قبول ہوتی ہے اور وہی حاتی ہے اور میں نے اپنی دعا اٹھارکھی ہے اپنی امت کی شفاعت کے لیے قیامت کے دن۔

۴۹۳- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر پیغمبر کی ایک دعا ہے جو اس نے مانگی اپنی امت کے لیے اور میں نے اپنی دعا چھپا رکھی ہے اپنی امت کی شفاعت کے لیے قیامت کے دن۔

۴۹۴- انس بن مالکؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر پیغمبر کی ایک دعا ہے جو اس نے مانگی اپنی امت کے لیے اور میں نے اپنی دعا چھپا رکھی ہے اپنی امت کی شفاعت کے لیے قیامت کے دن۔

۴۹۵- مذکور بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۴۹۶- مذکور بالا اور سند سے بھی حدیث آئی ہے۔

۴۹۷- مذکور بالا حدیث اس سند سے بھی مقبول ہے۔

۴۹۸- جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر پیغمبر کی ایک دعا ہے جس کو اس نے مانگا اپنی امت کے حق میں اور میں نے اپنی دعا کو اٹھا رکھا ہے قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لیے۔



بَابُ دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأُمَّتِهِ وَبِكَانِهِ شَفَقَةً عَلَيْهِمْ

باب رسول اللہ ﷺ کا دعا کرنا اپنی امت کے لیے اور  
رونانان کے حال پر شفقت سے

۴۹۹- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ النَّعَّاسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَلَا قَوْلَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فِي الْإِسْرَاءِ: «يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَصْلَلْتُ لَكُمْ كَثِيرًا مِمَّنْ فَتَنَّا مِنْ بَنِي آدَمَ لَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُكُمْ عِيسَى عَنِ الْإِسْلَامِ إِنَّكُمْ لَعَذَابُكُمْ عَذَابُهُ وَإِنَّ تَغْيِيرَ نَحْوِكُمْ لَأَثَرُ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ» مَرَّعَ بَدَنُهُ وَقَالَ: «اللَّهُمَّ أُمَّتِي أُمَّتِي» وَرَكَعِي صَلَاةَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ يَا جِبْرِيلُ ذَهَبْ إِلَى مُحَمَّدٍ وَرَبِّكَ أَعْلَمُ مَا يُكَلِّمُكَ هَاهُنَا جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَأُخْبِرُهُ رَسُولًا لِلَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَالَ: «خُذْ عَنْهُمْ فَقَالَ اللَّهُ يَا جِبْرِيلُ اذْهَبْ إِلَى مُحَمَّدٍ فَقُلْ يَا مُحَمَّدُ صَبْرُكَ هِيَ أُمَّتِي وَلَوْ سَوَّاهُ

۴۹۹- عہد نقیب بن عمرو بن عاص سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی جس میں حضرت ابراہیم کا قول ہے: «یہ رب! انھوں نے بہکا یا (مجھی توں نے) بہت لوگوں کو سو جو کوئی میری رلا پر چلا وہ تو میرا ہے اور جس نے میرا نہ مانا سو تو بخشے و نہ مہرباں ہے اور یہ آیت جس میں حضرت عیسیٰ کا قول ہے اگر تو ان کو عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور جو تو ان کو بخش دے تو تو مالک ہے حکمت والا۔ پھر آپ و دونوں ہاتھ اٹھائے اور کہا اے پروردگار میرے امت میری امت میری اور رونے لگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے جبریل تم محمدؐ کے پاس جاؤ اور رب تیرا خوب جانتا ہے میں تم جا کر ان سے پوچھو وہ کیوں روتے ہیں؟ جبریلؑ آپ کے پاس آئے اور پوچھا آپ کیوں روتے ہیں؟ آپ نے سب حال بیان کیا۔ جبریلؑ نے اللہ تعالیٰ سے جا کر عرض کیا حالانکہ وہ خوب جانتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے جبریلؑ محمدؐ کے پاس جا اور کہہ ہم تم کو خوش کر دیں گے تمہاری امت میں ورنہ ناراض نہیں کریں گے۔

(۴۹۹) کوئی بے گناہ نہیں تھا اس حدیث میں کسی گناہ سے ہیں ایک تو یہ کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنی امت پر بہت شفقت اور مہربانی تھی دوسرا یہ کہ دعا میں ہاتھ اٹھانا مستحب ہے تیسرا پشت پر عظیم ہے اس امت کے لیے اور وہ اور زیادہ ہو گئی خدا اللہ کریم کے وعدے سے جو اس نے کیا کہ ہم تم کو راضی کر دیں گے تمہاری امت میں اور ناراض نہ کریں گے اور یہ حدیث بڑی امید ہے امت کے لوگوں کے لیے۔ چوتھا بیان ہے رسول اللہ کی کمال بزرگی اور علو رتبت کا اور اللہ تعالیٰ کی جو عنایت آپ پر تھی اس کا اور جبریلؑ کے بھیجے میں یہی حکمت تھی کہ رسول اللہ کی بزرگی محل چاہے تو معلوم ہو جائے کہ آپ کا رتبہ بہت عاں ہے اور خدا تعالیٰ آپ کی راضی مندی چاہتا ہے اور یہ حدیث مطابق ہے اس آیت کے وَلَوْ لَوْ بَعْطَلِكُمْ دَلَّتْ فَتَنَاضِي يَسِي اللہ تم کو دے گا پھر تم راضی ہو جاؤ گے اور یہ جو فرمایا ہم تم کو ناراض نہیں کریں گے اس سے بڑی امید نکلتی ہے اس لیے کہ رسالہ مدی حب بھی ہو جاتی کہ اللہ تعالیٰ معصوم کو معاف کرنا اور بعض کو جہنم میں لے جانا مگر آپ کو رنج و ہتائیں و مگوں کا جو جہنم میں پاتے تو ہم میں تم کو رنج پہل دوں گا بلکہ سب لوگوں کو تمہاری امت کے نجات دل گا

بَابُ تَيَانِ أَنَّ مَنْ مَاتَ عَلَى الْكُفْرِ  
فَهُوَ فِي آسَارٍ وَنَا تَمَالُهُ شِعَاعَةٌ وَنَا  
نَفْعُهُ قَرَابَةُ الْمُفْرَيْنِ

۵۰۰- عَنْ أَبِي صَبِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا مَاتَ  
بِأَرْسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ أُمِّيَ أَبِي  
فَالِ (( فِي النَّارِ )) مَتَى مَتَى دَعَا مَعَالِ (( إِنَّ  
أَبِي وَأَبَاكَ فِي النَّارِ ))

بَابُ فِي قَوْلِهِ لَعَالَى وَأَلْبَرِ عَشِيرَتِكَ  
الْمُفْرَيْنِ

۵۰۱- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ  
الْآيَةُ وَأَلْبَرِ عَشِيرَتِكَ الْمُفْرَيْنِ دَعَا رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرَيْشًا مَحْشَمُو فَنَمَّ  
وَحَصْرُ مَعَالِ (( يَا بَنِي كَنْبِ بْنِ لُؤْيٍ نَقِلُوا  
أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِي مُرَّةِ بْنِ كَنْبِ أَنْقِلُوا  
أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ أَنْقِلُوا  
أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِي عَبْدِ مَنَاظٍ أَنْقِلُوا  
أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِي هَاشِمٍ أَنْقِلُوا  
أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنْقِلُوا  
أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا فَاطِمَةُ أَنْقِلِي نَفْسَكَ مِنَ

بَابُ جَوْشَنُ كُفْرٍ مَرَّ بِهِ وَهُوَ جَنَّمَ فِي جَانِّ كَاوَرِ اس  
كِي شَقْعَتِ نَهْ هُوَ كِي اَوَرِ بَزَرْگوں كِي بَرَرگی اس كے كچھ  
كَا مَنہ آوے گی

۵۰۰- اِس رَضِيَ اللہ عنہ سے روایت ہے كہ ايك شخص نے پوچھا  
یا رسول اللہ ﷺ میرا باپ کہاں ہے؟ آپ نے فرمایا دوزخ میں۔  
جب وہ اپنے موز كے چلا تو آپ نے اس كو بلو یا اور فرمایا كہ میرا باپ  
اور تیرا باپ دونوں جہنم میں ہیں۔

بَابُ اللّٰهُ تَعَالٰی كَا یہ فرمان كہ اپنے قریبی رشتہ داروں كو  
ڈرائیں

۵۰۱- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب یہ آیت اتری  
ڈرا تو اپنے كنبہ والوں كو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
قریش كے لوگوں كو بل بھیجا وہ سب كٹھے ہوئے آپ نے عام  
سب كو ڈرا پھر خاص كرا اور فرمایا اے كعب بن لوی كے بیٹو  
پھر اداپے تیں جہنم سے۔ اے مرہ بن كعب كے بیٹو پھر اداپے  
تیں جہنم سے۔ اے عبد شمس كے بیٹو پھر اداپے تیں جہنم سے۔  
اے ہاشم كے بیٹو پھر اداپے تیں جہنم سے۔ اے عبد المطلب كے  
بیٹو پھر اداپے تیں جہنم سے۔ اے فاطمہ كے بیٹو پھر اداپے  
تیں جہنم سے۔ اس سے كہ اللہ خدا كے سامنے كچھ اختیار نہیں ركھتا (یعنی  
اگر وہ عذاب كرنا چاہے تو میں بچا نہیں سكتا) ابتر تم جو مجھ سے آتا

(۵۰۱) اس لیے كہ وہ كفر پر مرے تھے اور جو كفر پر مرے وہ جہنم میں جائے گا اس كو کسی كا تارہ رشتہ كامنہ نہ آئے گا۔ اس حدیث سے یہ بھی  
معلوم ہوا كہ عرب كے لوگ جو موت سے پہلے مرے ہیں اور جنوں كی پرستش كرتے تھے وہ جسمی ہیں اور اس سے كوئی یہ نہ سمجھے كہ دعوت سے  
پہلے یہ سواغذہ ہے كیونكہ ان كو درغیہ نہیں دیا، دعوت كے كچھ كچھ بھی جیسے حضرت برہم كی اور یہ جو آپ نے اس شخص كو بلا كہ كہا كہ میرا باپ بھی  
جہنم میں سے اس سے یہ غرض بھی كہ اس شخص كا راج گھٹ جاوے اور وہ یہ مظلوم كرنے كے واسطے سب پر برہمن جو قاعدہ اس سے ظہور  
اس كے خلاف نہیں كر سكتا۔ كافر كا ٹھكانا جہنم سے جو اور بھی كا باپ ہو یا بیٹا۔ حال اللہ میں سید علی نے كئی حدیثوں سے یہ امر ثابت کیا ہے كہ اللہ  
سے آنحضرت كی دعا كو كچھ دلالت ہے اس میں قبول یا اور دود بار اٹھائے گئے اور اسلام لانے پر اكثر علماء اور محدثین سے اس كا انكار كیا اور اس  
حدیثوں كو موضوع بتایا، اللہ حوب چاہنے سے حقیقت مال كے۔

رکتے ہو اس کو میں جوڑ مارا ہوں گا) یعنی دیا میں تمہارے ساتھ احسان کر مارا ہوں گا۔

۵۰۲- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے

۵۰۳- ام مومنین عائشہؓ سے روایت ہے جب یہ آیت اتری اور تو اپنے کعبے والوں کو تو رسول اللہ ﷺ مفاہیز پر کھڑے ہوئے اور فرمایا اے فاطمہؓ! محمدؐ کی بیٹی اور اے صفیہؓ، عہد المطلب کی بیٹی اور اے عبدالمطلب کے بیٹا! میں خدا کے سامنے تم کو نہیں بچا سکتا البتہ میرے مال میں سے جو تم ہی چاہے مانگ لو۔

۵۰۴- ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر جب یہ آیت اتری اور تو اپنے نزدیک کے ناتے والوں کو تو آپ نے فرمایا سے قریش کے لوگو! تم اپنی جانوں کو اللہ سے سون لو (نیک اعمال کے بدلے) میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آسکتا۔ اے عبدالمطلب کے بیٹا! میں تمہارے کچھ کام نہیں آسکتا اللہ کے سامنے۔ اے عباس بیٹے عبدالمطلب کے میں تیرے کچھ کام نہیں آسکتا اللہ کے سامنے۔ اے صفیہؓ پھر بھی رسول اللہ ﷺ کی میں تمہارے کچھ کام نہیں آسکتا اللہ کے سامنے۔ اے فاطمہؓ بیٹی محمدؐ کی تو میرے مال میں سے جو چاہے مانگ لے پر خدا کے سامنے میں تیرے کچھ کام نہیں آسکتا۔

۵۰۵- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

۵۰۶- لہبیدہ بن جراح اور زبیر بن عمرو سے روایت ہے دونوں نے کہا جب یہ آیت اتری اور تو اپنے نزدیک کے ناتے والوں کو تو رسول اللہ ﷺ پہاڑ کے ایک پتھر پر گئے اور سب سے اونچے

اِنَّ اَوَّلَ مَا لَمْ يَأْتِ لَكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْءٌ غَيْرَ اَنْ لَكُمْ رَحِمًا سَابِلُهَا بِئَالِهَا))

۵۰۲- عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ بِهِذِ السَّنَدِ وَحَدِيثُ جَرِيرٍ أَيْمٌ وَتَشْتَعُ

۵۰۳- عَنْ عَائِشَةَ فَاتَتْ لَنَا بَرَكَةً وَأَمْدَرُ عَمِيرَتِكَ الْأَقْرَبِينَ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى الصَّفَا مَقَامَ (( يَا فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ يَا صَفِيَّةُ بِنْتُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَا بِيَّ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا أَفْلَكَ لَكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْءٌ سَلَوِي مِنْ مَالِي مَا شِئْتُمْ ))

۵۰۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أُنزلَ عَلَيْهِ وَأَمْدَرُ عَشِيرَتِكَ الْأَقْرَبِينَ (( يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ ائْتَرُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ اللَّهِ لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْءٌ يَا بِيَّ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْءٌ يَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْءٌ يَا صَفِيَّةُ عَمَّةُ رَسُولِ اللَّهِ لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْءٌ يَا فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ سَبِيَّيْ بَعَا شَيْءٌ لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْءٌ ))

۵۰۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوُ هَذَا

۵۰۶- عَنْ قَبِيصَةَ بِنِ الْمُخَارِقِ وَزُهَيْرِ بِنِ عَمْرٍو قَالَا لَمَّا نَزَلَتْ وَأَمْدَرُ عَشِيرَتِكَ الْأَقْرَبِينَ قَالَ أَنْطَلَسَ بِيَّ اللَّهُ ﷺ إِلَى رَضْمَةٍ مِنْ جَبَلٍ

(۵۰۶) یا صاحبہ! ایک کلمہ ہے جس کو عرب کے لوگ کسی بڑے واقعہ پر کہتے ہیں اور آخر عرب میں لوٹ مار صبح کے وقت ہوا کرتی ہے تو اس کلمہ کے کہنے سے یہ عرصہ ہوتی ہے کہ لوگ جبردار ہو جائیں اور پناہ کر لیں۔

پھر پر کھڑے ہوئے پھر آذاری اے عبد مناف کے بیٹو  
میں ڈرانے والا ہوں میری مثال اور تمہاری مثال ایسی ہے جیسے  
ایک شخص نے دشمن کو دیکھا پھر وہ چلا اپنے اہل کے پہانے کو اور  
ڈرا کہیں دشمن اس سے پہلے نہ پہنچ جائے تو لگا پکارنے یا صاحب  
۵۰۷- نہ کورہ بالا حدیث اس سند سے بھی منقول ہے۔

۵۰۸- ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے جب یہ آیت  
اتری اور تو اپنے نزدیک رشتہ داروں کو اور اپنی قوم کے مخلص (بچے)  
لوگوں کو تو رسول اللہ ﷺ لکے یہاں تک کہ آپ صفا پہاڑ پر چڑھ  
گئے اور پکارا یا صاحب! لوگوں نے کہا یہ کون پکارتا ہے؟ انھوں نے  
کہا محمد ہیں پھر سب لوگ آپ کے پاس اکٹھے ہوئے۔ آپ نے  
فرمایا اے غلامانے کے بیٹو! اے غلامانے کے بیٹو! اے غلامانے کے بیٹو!  
اے عبد مناف کے بیٹو! اے عبد المطلب کے بیٹو! وہ سب اکٹھے  
ہوئے تو آپ نے فرمایا تم کیا سمجھتے ہو اگر میں تم سے کہوں کہ اس  
پہاڑ کے نیچے سو رہیں تو تم میری بات مانو گے؟ انھوں نے کہا ہم  
نے تو تمہاری کوئی بات جھوٹ نہیں پائی۔ آپ نے فرمایا تو پھر  
میں تم کو ڈراتا ہوں سخت عذاب سے۔ ابو لہب نے کہا خرابی ہو  
تمہاری تم نے ہم سب کو اسی بے فتن کیا پھر وہ کھڑے ہو اس وقت یہ  
سورت اتری تبت هذا ابی لہب و قد لبس یعنی ہلاک ہوں  
دونوں ہاتھ ابو لہب کے اور ہلاک ہوا وہ اعمش نے اس سورت  
کو یونہی پڑھا آخر تک (یعنی قد کا حرف زیادہ کیا اور مشہور قرأت  
لب ہے بغیر قد کے۔

۵۰۹- اس سند سے بھی نہ کورہ بالا حدیث مروی ہے۔

بعد اظہار حجرًا ثم نادى (( يا بى عند  
منافة ابى نديرو انما مفي وملككم كمن  
رجى رأى العدو فاطلق نربا أهله فحشي أن  
ببقوة فحعل يهتف يا صاحبا ))

۵۰۷- عن رُمير بن عمرو ربيعة بن  
محروق عن النبي صلى الله عليه وسلم بسحو  
۵۰۸- عن ابن عباس رضي الله عنهما قال  
ما نزلت هذه الآية وأنزل عشيرتك الأقربين  
ورحطك منهم المخلصين خرج رسول الله  
صلى الله عليه وسلم حتى صعد الصفا فهتف  
(( يا صاحبا )) فقالوا من هذا الذي يهتف  
قالوا محمدا فاجتمعوا إليه فقال (( يا بى فلان  
يا بى فلان يا بى فلان يا بى عند فاف يا  
بى عند المطلب )) فاجتمعوا إليه فقال  
(( أرايتكم لو أخبرتكم أن خيلًا تخرج  
بسفح هذا الجبل أكنتم مصدقي )) قالوا ما  
جرىنا عنيت كذبا قال (( فاني نديرو لكم بين  
يدي عذاب شديد )) قال فقال أبو لهب تبا  
لنك أما جمعنا إلى بهد ثم قام فركب هديه  
السورة تبت يدا أبي لهب وقد تب كذا قرأ  
الاعمش إلى آخر السورة.

۵۰۹- عن الأعمش بهذا الإسناد قال سمعت  
رسول الله ﷺ ذات يوم الصفا فقال (( يا

(۵۰۸) بلا ہودی نے کہا اب قرآن میں صرف اسی قدر ہے والہو عشیرتک الاقربین یعنی ڈرا تو اپنے نزدیک کے رشتہ داروں کو اور یہ  
عبرت کہیں ہے ورحطک منهم المخلصین۔ شاید اس کی تلاوت منسوخ ہو گئی ہو۔

صَحَاحُ ( صحیح حدیث نبوی ﷺ ) مَدَنِي مَدِينَة  
بَابُ شَفَاعَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
لِأَبِي طَالِبٍ وَالتَّخْفِيفِ عَنْهُ بِسَبَبِهِ

۵۱۰ - عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ بَعَثْتَ أَبَا طَالِبٍ بِشَيْءٍ مِنْهُ كَانَ بِحُطُوتٍ وَيَغْفِرُ لَكَ قَالَ (( نَعَمْ )) هُوَ فِي صَحْفَةٍ مِنْ نَارٍ وَلَوْ لَا أَنَا لَكَانَ فِي الدَّرَكِ الْآخِرِ مِنَ النَّارِ ))

۵۱۱ - عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ سَمِعْتُ الْعَمَّاسَ يَقُولُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَبَا طَالِبٍ كَانَ بِحُطُوتٍ رَتَبَتُكَ مَعَهُ نَعْمَ دَنَتْ قَالَ (( نَعَمْ )) وَجَدْتُهُ فِي عَمْرَاتٍ مِنَ النَّارِ فَأَخْرَجْتُهُ إِلَى صَحْفَةٍ ))

۵۱۲ - عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ الْوَلِيدِ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ مَنْ بَعَثَ أَبَا طَالِبٍ بِشَيْءٍ مِنْهُ كَانَ بِحُطُوتٍ وَيَغْفِرُ لَكَ قَالَ (( نَعَمْ )) هُوَ فِي صَحْفَةٍ مِنَ النَّارِ وَلَوْ لَا أَنَا لَكَانَ فِي الدَّرَكِ الْآخِرِ مِنَ النَّارِ ))

۵۱۳ - عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَنْ بَعَثَ أَبَا طَالِبٍ بِشَيْءٍ مِنْهُ كَانَ بِحُطُوتٍ وَيَغْفِرُ لَكَ قَالَ (( نَعَمْ )) هُوَ فِي صَحْفَةٍ مِنَ النَّارِ وَلَوْ لَا أَنَا لَكَانَ فِي الدَّرَكِ الْآخِرِ مِنَ النَّارِ ))

۵۱۴ - عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَنْ بَعَثَ أَبَا طَالِبٍ بِشَيْءٍ مِنْهُ كَانَ بِحُطُوتٍ وَيَغْفِرُ لَكَ قَالَ (( نَعَمْ )) هُوَ فِي صَحْفَةٍ مِنَ النَّارِ وَلَوْ لَا أَنَا لَكَانَ فِي الدَّرَكِ الْآخِرِ مِنَ النَّارِ ))

باب رسول اللہ ﷺ کی سفارش کی وجہ سے ابوطالب کے عذاب میں تخفیف ہونے کا بیان

۵۱۰ - حضرت عباسؓ نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ سے ابوطالب کو بھی کچھ فائدہ پہنچا وہ آپ کی حفاظت کرتے تھے اور آپ کے واسطے عیسے ہوتے تھے (یعنی جو کوئی آپ کو ستاتا تو اس پر عیسے ہوتے) رسول اللہ ﷺ سے فرمایا میں وہ جہنم کے لوہے کے درجہ میں ہیں اور اگر میں نہ ہوتا (یعنی میں اس کے لیے دعا کرتا) تو وہ جہنم کے نیچے کے درجہ میں ہوتے (جہاں عذاب بہت سخت ہے)۔

۵۱۱ - محمد اللہ بن حارث سے روایت ہے میں نے عماسؓ سے وہ کہتے تھے میں نے کہا کہ یا رسول اللہ ابوطالب آپ کا بیٹا کرتے تھے اور آپ کی مدد کرتے تھے اور آپ کے لیے لوگوں پر غصہ کرتے تھے تو اس کو کچھ فائدہ ہو ان باتوں سے؟ آپ نے فرمایا ہاں میں نے ان کو سخت انگار میں پڑا تو میں نکال لیا میں کو ہلکی جگہ میں۔

۵۱۲ - مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۵۱۳ - ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آپ کے چچا ابوطالب کا ذکر ہوا آپ نے فرمایا شاید میں کو فائدہ ہو میری شفاعت سے قیامت کے دن اور وہ ہلکی آگ میں رکھے جاویں جو ان کے گھٹوں تک ہو لیکن بھیجا پکڑا رہے اس سے (مجازاً جہنم کی آگ کیسی سخت ہوگی)۔

باب دو درجہوں میں عذاب کے لحاظ سے سب سے کم عذاب والے شخص کا بیان

۵۱۴ - ابو سعید خدریؓ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے کم درجہ کا عذاب اس

کو ہو گا جس کو دو جوتیاں آگ کی پہنائی جائیں گی پھر اس کا بھیجی گری کے مارے پکے گا۔

۵۱۵- ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے ہلکا عذاب جہنم کا ابو طالب کو ہو گا۔ وہ دو جوتیاں پہنے ہوں گے ایسی جن سے ان کا بھیجا پکے گا۔

۵۱۶- نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ وہ خطبہ پڑھ رہے تھے انھوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے ہیں سب سے کمزور جہنم کا عذاب قیامت کے دن اس کو ہو گا جس کے بیچ ٹکڑوں کے دو انگڑے رکھ دئے جائیں گے اور ان کی وجہ سے بھیجا پکے گئے گا۔

۵۱۷- نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے ہلکا عذاب اس کو ہو گا جو دو جوتیاں اور دو تسمے انگڑے پہنے ہو گا اس کا بھیجی اس طرح پکے گا جس طرح ہانڈی پھرد پھرد جکتی ہے۔ وہ سمجھے گا اس سے زیادہ سخت عذاب کسی کو نہیں ملے گا، نیک اس کو سب سے ہلکا عذاب ہو گا۔

باب کفر کی حالت پر مرنے والے شخص کو اس کا کوئی عمل کام نہ آئے گا

۵۱۸- ام المومنین حضرت عائشہؓ نے کہا یا رسول اللہ! جدعان کا مینا جاہلیت کے زمانہ میں مانتے جوڑتا تھا (یعنی مانتے والوں کے ساتھ سلوک کرتا تھا) اور مسکینوں کو کھانا کھلاتا تھا کیا یہ کام اس کو فائدہ دیں گے (قیامت کے دن)؟ آپ نے فرمایا کہ کچھ فائدہ نہ دیں

(۵۱۸) یعنی اس کو قیامت کا یقین تھا اور جو شخص قیامت پر ایمان نہ لائے وہ کافر ہے اس کو کوئی عمل فائدہ نہ دے گا۔ قاضی میاں نے کہا اس بات پر اصرار ہے کہ کافروں کو ان کے نیک اعمال کا کدوہ نہ دیں گے ورنہ ان کو کسی قسم کا اجر نہیں ملے گا نہ آرام ہو گا نہ عذاب ختم ہو گا البتہ یہ ہو گا کہ کافروں پر دوسرے کافروں کی نسبت ان کے اعمال کے موافق عذاب سخت یا ہلکا ہو گا۔ تمام ہر آدمی قاضی میاں کا امام حافظ فقیر ابو بکر نیکی نے کتاب البعث والنشور میں بعض اہل علم سے ایسا ہی نقل کیا ہے۔ نیکی نے کہا یہ بات ممکن ہے کہ اس جدعان کی حدیث دور جو جس قسم کی حدیثیں اس کافر کی نیکیوں میں جو کفر پر مرے مراد ان سے یہ ہو کہ اس کافر کو عذاب سے کبھی رہائی نہ ہوگی لیکن اس کا عذاب ان نیکیوں کی لئے

النَّارِ عَذَابٌ يَنْتَعِلُ بِغُلَيْبٍ مِنْ نَارٍ يَغْلِي دِمَاعُهُ مِنْ خَرَرَةٍ بَغْلَبَةٍ))

۵۱۵- عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَهْوَدُ أَهْلِ النَّارِ عَذَابُ أَبِي طَالِبٍ وَهُوَ مُتَعَلِّقٌ بِغُلَيْبٍ مِنْهَا دِمَاعُهُ ۵۱۶ عَنْ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ مَخْطُوبٌ وَهُوَ يَقُولُ صَبَغْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعُورٍ (( إِنَّ أَهْوَنَ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَرَجُلٌ تَرَصَّعَ فِي أَحْصَى قَدَمَيْهِ جَمْرَتَانِ يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاعُهُ ))

۵۱۷- عَنْ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ (( إِنَّ أَهْوَنَ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا مَنْ لهُ نَعْلَانِ وَشِرَاكَاؤَانِ مِنْ نَارٍ يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاعُهُ )) كَمَا يَقُولُ الْمَرْجُلُ مَا يَرَى نَأْخِذًا أَشَدَّ مِنْهُ عَذَابًا وَإِنَّ نَأْخِذَهُمْ عَذَابٌ))

بَابُ الدَّبِيلِ عَلَى أَنَّ مَنْ مَاتَ عَلَى الْكُفْرِ لَا يَفْعُهُ عَمَلٌ

۵۱۸- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَسَتْ بَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَّهُ جَدَّعَانِ كَانَا فِي الْحَاثِلِيَّةِ فَبَصُلَ الرَّجْمُ وَطُغِيْعُ الْمِسْكِينِ مَعَهُ ذَلِكَ مَجِئُهُ قَالَ (( لَا يَفْعُهُ إِنَّهُ لَمْ يَقُلْ يَوْمًا

رَبِّ اعْفِرْ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ))

گے۔ اس نے کبھی یوں نہ کہا کہ اے پروردگار میرے گناہوں کو بخش دے قیامت کے دن۔

بَابُ عَوَالَةِ الْمُؤْمِنِينَ وَمَقَاطِعَةِ غَيْرِهِمْ  
وَالْبَرَاءَةِ مِنْهُمْ

باب مومن سے دوستی رکھنے اور غیر مومن سے دوستی قطع کرنے اور ان سے جدا رہنے کا بیان

۵۱۹- عَنْ غَيْرِ بْنِ الْأَعْمَشِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَسُومَ النَّبِيِّ ﷺ جَهَارًا عِزًّا سِرًّا يَقُولُ ((أَلَا إِنَّ آلَ أَبِي بَقِيٍّ فَلَنَّا نَسْرَأُ لِي بِأَوْلِيَاءِ إِمَّا وَلِيِّي اللَّهُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ))

۵۱۹- عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ پکار کر فرماتے تھے چپکے سے نہیں فلاں کی اولاد میری عزیز نہیں بلکہ میرا مالک اللہ ہے اور میرے عزیز وہ مومن ہیں جو نیک ہوں۔

بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى ذُحُولِ طَوَائِفٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَمَا عَذَابُ ۵۲۰- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((يَدْخُلُ مِنْ أُمَّتِي لُحُوزَةٍ سِتُّونَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ)) فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ اذْعُ اللَّهُ أَنْ يَجْعَلَ مِنْهُمْ مَا

باب مسلمانوں کے ایک گروہ کا بغیر حساب عذاب کے جنت میں داخل ہونے کا بیان

۵۲۰- ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں سے ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے جنت میں جائیں گے۔ ایک شخص بولا یا رسول اللہ اللہ سے دعا کیجئے خدا مجھ کو ان لوگوں میں سے کر دے۔ آپ نے فرمایا اے اللہ اسے ان لوگوں

کا وہ وجہ سے بلکا ہو سکتا ہے اگر وہ نیکیاں نہ کرنا تو اس کا عذاب اس کی خطاؤں پر عت ہو گا۔ علماء نے کہا ہے کہ یہ دعائیں کایا لوگوں کو کھانا بہت کھانا تھا اور اس نے مہمانوں کے لیے ایک چال بنایا تھا جس پر پیر غمی سے چڑھتے تھے اور وہ بی قسیم بن مرہ کی قوم میں سے تھا جو حضرت عائشہؓ کے عزیز تھے اور قریش کے رئیسوں میں سے تھے اس کا نام عبداللہ تھا اور یہ دعائیں ان کے باپ کا نام تھا۔ (تورثی)

(۵۱۹) ☆ روایت ہے اس شخص کا نام نہیں لیا خوف کی وجہ سے اپنے تئیں بد دوسرے کو سرور سے بچانے کے لیے اور عقود باب کا اس عبارت سے حاصل ہوتا ہے کہ میرے عزیز اور دشمن داروغہ ہیں جو نیک ہوں اگرچہ ان کا رشتہ دور کا ہو اور جو شخص نیک نہ ہو وہ میرا عزیز نہیں اگرچہ کتنا ہی نزدیک کا رشتہ رکھتا ہو۔ قاضی عیاض نے لکھا ہے کہ بعضوں نے کہا سرور فلاں سے حکم بن ابی العاص ہے اور یہ آپ نے حکم حکم کھلا فرمایا چپکے سے نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ظالمین اور عدائے دین سے کھلے خزانے سے بیزار رہنا چاہیے اور نیک لوگوں سے محبت کرنا چاہیے اگر نہاد کا رد ہو۔ (تورثی)

(۵۲۰) ☆ یعنی اس نے دعا کی درخواست کی سب سے پہلے اور میں نے کر دی اب ہر شخص کو یہ مرتبہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ قاضی عیاض نے کہا کہ دوسرا شخص اس مرتبہ کے لائق نہ تھا اور عکاشہ اس کے لائق تھا اور بعضوں نے کہا کہ وہ منافق تھا تو رسول اللہ نے اس کو گول گول جواب دیا اور یہ اخلاق کے خلاف تھا کہ آپ صاف فرماتے کہ تو ان میں سے نہیں ہے اور بعضوں نے کہا آپ کو وحی سے معلوم ہو گیا ہوتا کہ میری دعا عکاشہ کے باب میں قبول ہوگی اور دوسرے شخص کے باب میں قبول ہونے والی نہیں اس لئے آپ نے دوسرے کے لیے دعائیں کی اور خلیفہ بغدادی نے کہا کہ دوسرا شخص سعد بن عبادہ (انصار دار نکس) تھا اگر یہ بات سچ ہو تو ان کا منافق قرار دینا غلط ہو گا لیکن



(( النَّهْمُ اخْتَلَعَهُ مِنْهُمْ )) ثُمَّ قَامَ آخِرُ قَعَالٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ اذْغُ اللَّهُ أَنْ يَخْتَلِي مِنْهُمْ قَالَ (( سَبَقَتْ بِهَا عَكَاشَةٌ ))

۵۶۱- عن أبي هريرة يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول مثل حديثنا لربيع

۵۶۲- عن أبي هريرة حدثنا قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم (( يقول يدخل من أمتي ذمرة هم سبون الله تطيبوا وجوههم إضاءة القمر ليلة البدر )) قال أبو هريرة فقام عكاشة بن محصن الأسدي يرفع نيرة عليه فقال يا رسول الله اذغ الله أن يخطي بينهم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم (( النَّهْمُ اخْتَلَعَهُ مِنْهُمْ )) ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اذْغُ اللَّهُ أَنْ يَخْتَلِي مِنْهُمْ فَعَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ (( سَبَقَتْ بِهَا عَكَاشَةٌ ))

۵۶۳- عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال (( يدخل الجنة من أمتي سبون ألفاً ذمرة وأجدة بهم غي صورة القمر ))

۵۶۴- عن عمران قال قال نبي الله صلى الله عليه وسلم (( يدخل الجنة من أمتي سبون

میں سے کر دے۔ پھر دوسرا اٹھا اور یو لایا رسول اللہ اذی کیجئے خدا مجھ کو بھی اس لوگوں میں سے کر دے۔ آپ نے فرمایا عکاشہ تجھ سے پہلے یہ کام کر چکا۔

۵۶۱ اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

۵۶۲- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے میری امت میں سے ستر ہزار کی ایک جماعت جنت میں جائے گی جن کے مت چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہو گئے۔ ابو ہریرہؓ نے کہا کہ یہ من کر عکاشہ بن محصن اسدی کھڑا ہوا اپنا کھل اٹھا تاہو اور کہا یا رسول اللہ! تو اس کو ان لوگوں میں سے کر دے۔ پھر ایک شخص اور انصار میں سے کھڑا ہوا اور فرمایا رسول اللہ! اذی فرمائیے کہ اللہ مجھ کو بھی ان لوگوں میں سے کر دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بات تجھ سے پہلے عکاشہ کر چکا۔

۵۶۳ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں سے ستر ہزار آدمی جنت میں جاویں گے۔ اس میں سے بعضوں کی صورت چاند کی طرح چمکتی ہوگی۔

۵۶۴- عمرانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں سے ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے جنت میں

ان اجماع قول ظاہر ہے اور اسی کو علماء نے اختیار کیا ہے۔

اس حدیث میں امت نبوی کی بڑی نصیبت ہے اور اللہ جل جلالہ کے بسے احسان کا خیال ہے ہمارے پیغمبر پر۔ صحیح مسلم کی ایک روایت میں یوں ہے کہ ان ستر ہزار آدمیوں کے ہر ایک آدمی کے ساتھ ہزار آدمی ہوں گے۔ اس صورت میں کل آدمیوں کی تعداد چوبیس حساب جنت میں جائیں گے چار ارب اور نوے کروڑ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہم کو بھی ان لوگوں میں کر دے آمین۔ (نورانی مع زبیر) (۵۶۳) یعنی یہودی میں دو اعلا اور چھار پونک نہیں کرتے اس خیال سے کہ صحت اور تندرستی خدا کے اختیار میں ہے روا اور علاج



کیا رسول اللہ ادا فرمائیے کہ خدا مجھ کو ان لوگوں میں سے کرے آپ نے فرمایا تو ان میں سے ہے پھر ایک اور شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ اے اللہ کے نبی دعا کرو کہ خدا مجھ کو بھی ان لوگوں میں سے کرے۔ آپ نے فرمایا کہ پہلے عطا کر دیا جائے گا۔

۵۲۵- حمر بن حصین سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں سے ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے جنت میں جائیں گے۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! وہ کون ہو گئے؟ آپ نے فرمایا وہ لوگ جو نہ منتر کرتے ہیں۔ بدشگون لیتے ہیں نہ دغ لگاتے ہیں اور اپنے پروردگار پر بھروسہ کرتے ہیں۔

۵۲۶- کھل بن سعد سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں سے ستر ہزار بہت ماکھ (ابو حازم جو رووی سے اس حدیث کا اس کو یاد نہیں رہا کہ کھل سے ستر ہزار کہا یا سات ماکھ) آدمی جنت میں جائیں گے ایک دوسرے کو پکڑے ہوئے (یعنی ایک کا ہاتھ دوسرے کے ہاتھ میں ہوگا صف باندھے ہوئے تاکہ سب ایک ساتھ جنت میں جائیں۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ جنت کا دروازہ کتنا چوڑا ہے) کوئی ان میں سے پہلے جنت میں نہ گھے گا جب تک خیر کا شخص نہ گھسے اور ان کے منہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوں گے۔

عَنْكَاشَهُ فَقَالَ لَدَغُ اللَّهُ أَنْ يَجْعَلِي مِنْهُمْ قَدْ ((أَنْتَ مِنْهُمْ)) قَالَتْ فَتَقَامُ دَجَلُ قَالَتْ لَا سِيَّ اللَّهُ لَدَغُ اللَّهُ أَنْ يَجْعَلِي مِنْهُمْ قَدْ ((سَبَقَتْ بَهَا عُنَاكَ))

۵۲۵- عَنْ عَمْرِو بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ)) قَالُوا: مِنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ ((هُمْ الَّذِينَ لَا يَسْتَرْفِقُونَ وَلَا يَنْتَقِرُونَ وَلَا يَكْتُمُونَ وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ))

۵۲۶- عَنْ كَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَلْفًا أَوْ سِتِّينَ أَلْفًا لَا يَدْرِي أَبُو حَازِمٍ أَتَيْتُهَا قَالَتْ فَتَصَابِيحُ كُنَّ آخِذٌ بَعْضُهُمْ بِبَعْضٍ لَّا يَدْخُلُ أُولَاهُمْ حَتَّى يَدْخُلَ حَرَمُهُمْ وَيُخَوِّطَهُمْ عَلَى صُورَةِ الْعَمْرِ لِنَفْسِ الْبَشَرِ))

ہی طبری اور اکثر فقہاء سے کسی قول کو اختیار کیا ہے اور انہیں صرف ان کے پہلے قول کو اختیار کیا ہے لیکن صوفیہ کثر فقہاء کے موافق ہیں یہ وہی کہتے ہیں کہ توکل صحیح نہیں ہو تا جب تک دنیا کے اسباب کا خیال ہے یا ان اسباب پر دوس کو طمینان ہو بہت اسباب کا ترانا اللہ کا جلیا ہو اور طریقہ ہے اور اس میں اس کی حکمت ہے مگر ضروری ہے کہ بھروسہ اللہ ہی پر ہو اور اس امر کا یقین ہو کہ دینا کے اسباب سے نہ نفع ہوتا ہے نہ ضرر ہوتا ہے بلکہ نفع اور نقصان اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ تمام ہوا کلام قاضی حنیف کا استاد ابو القاسم قشیری نے کہا کہ توکل کی جگہ دل ہے اور ظاہر کی حرکت دوسرے کے توکل کے خلاف نہیں بشرطیکہ بندہ کو یقین ہو کہ تمنائی اور سختی سب خدا کی تقدیر سے ہے۔ کھل بن عبد اللہ تستری سے کہا توکل یہ ہے کہ اللہ کی مشیت پر راضی ہو جائے اور جو اس کا ارادہ ہو اس پر چھوڑ دے۔ ابو عثمان حمری سے کہ توکل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کالی سمجھے اور اس پر بھروسہ رکھے۔ جنہوں نے کہا توکل یہ ہے کہ کم و بیش سب کو برابر سمجھے۔ واللہ اعلم۔

۵۲۷ عن حصیب بن عبد الرحمن سے روایت ہے کہ میں سعید ابن جبیر کے پاس تھا انھوں نے کہا کہ تم میں سے کس نے اس ستارہ کو دیکھا جو کل رات کو ٹوٹا تھا؟ میں نے کہا میں نے دیکھا کہ میں کچھ نماز میں مشغول نہ تھا (اس سے یہ غرض ہے کہ کوئی مجھ کو یاد، شب بیدار نہ خیال کرے) بلکہ مجھے بچھونے ڈنگ مارا تھا (تو میں سو نہ سکا اور تار اٹھتے ہوئے دیکھا)۔ سعید نے کہا پھر تو نے کیا کیا؟ میں نے کہا متر کر لیا میں نے۔ انھوں نے کہا تو بے متر کیوں کر آیا؟ میں نے کہا اس حدیث کی وجہ سے جو شععی نے ہم سے بیان کی۔ انھوں نے کہا شععی بے کوئی حدیث بیان کی؟ میں نے کہا انھوں نے ہم سے حدیث بیان کی بریدہ بن حبیب اسلمی سے، انھوں نے کہا کہ متر نہیں فائدہ دیتا مگر نظر کے لیے پڑانگ کے لیے (یعنی بد نظر کے اثر کو دور کرنے کے لیے یا بچھو اور سبب وغیرہ کے کاٹنے کے لیے مفید ہے)۔ سعید نے کہا جس سے جوت اور اس پر عمل کیا تو اچھا کیا لیکن ہم سے تو عبد اللہ بن عباسؓ نے حدیث بیان کی انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے ہیں میرے سامنے پیغمبروں کی امتیں لائی گئیں بعض پیغمبر ایسا تھا کہ اس کی امت کے لوگ دس سے بھی کم تھے اور بعض پیغمبر کے ساتھ ایک یا دو ہی آدمی تھے اور بعض کے ساتھ ایک بھی نہ تھا اتنے میں ایک بڑی امت آئی میں سمجھا کہ یہ میری امت ہے۔ مجھ سے کہا گیا کہ یہ موتی ہیں اور اس کی امت ہے تم آسمان کے کنارے کو دیکھو میں نے دیکھا تو ایک اور بڑا گروہ ہے پھر مجھ سے کہا گیا کہ اب دوسرے کنارے کی طرف دیکھو دیکھا تو ایک اور بڑا گروہ ہے مجھ سے کہا گیا کہ یہ تمہاری امت ہے اور ان لوگوں میں ستر ہزار آدمی ایسے ہیں جو بغیر حساب

۵۲۷ عن حصیب بن عبد الرحمن قال كنت عند سعيد بن جبير فقال انكم راى الكوكب الذي انقضت ابرحه فمت اما ثم فمت اما ثم انكم راى صلاه من صلاه وبكى فلدغت قال صلاه صليت فمت سرفيت هاهنا صلاه عني فمت حديث حديث الشقي ففان وما حدثكم الشقي فمت حديث عن ثريدة بن حصيب التميمي انما قال ا رقة انا من غير ارحمة فقال قد اخس من تهي انا ما سمع ولكن حدثنا ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم قال (( غرقت عني الامم فرأيت النبي ومعه الرهيط والنبي ومعه الرجل والرخدان والنبي ليس معه احد اذ رفع لي سواد عظيم فظننت انهم امتي فقبل لي هدا موسى صلى الله عليه وسلم ولوغه ولكن انظر لي انا فظننت فهاهنا سواد عظيم فقبل لي انظر لي انا فاني الاخر فانا سواد عظيم فقبل لي هدا امتك ومعهم سبعون الفا يذخلون الجنة بغير حساب وما عذاب )) ثم بعث مدح منزل فخاص الناس بي اذ ليك ليس يذخلون الجنة بغير حساب ولا عذاب فقال بعضهم فلعنهم الذين صبروا رسول الله صلى الله عليه وسلم وهان بعضهم فلعنهم

(۵۲۷) خطائی سے کہا کہ بریدہ کی روایت کا یہ مطلب ہے کہ کوئی متر زیادہ فائدہ دینے ڈنگ کے متر سے نہیں ہے اور نظر کی تاخیر میں کوئی ٹنگ نہیں اور وہی ہے اور رسول اللہ سے متزکیا ہے اور دوسروں و متر کا حکم بھی دیا ہے پھر اگر متر قرآن کی آیتوں سے یا اللہ کے ناموں سے ہو تو اس کا کرنا صراح ہے اور اگر امت اس متر میں ہے جو عربی رہاں میں نہ ہو اور جس کا مطلب معلوم نہ ہو اس احتمال سے

اور عذاب کے جنت میں جائیں گے۔ پھر آپ کھڑے ہو گئے اور اپنے گھر تشریف لے گئے تو لوگوں نے گفتگو کی ان لوگوں کے بارے میں جو بعیر حساب اور عذاب کے جنت میں جائیں گے بعضوں نے کہا شاید یہ لوگ ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہے بعضوں نے کہا نہیں شاید وہ لوگ ہیں جو اسلام کی حالت میں پیدا ہوئے ہیں اور انھوں نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا۔ بعضوں نے کچھ اور کہا اتنے میں رسول اللہ باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ تم لوگ کس چیز میں بحث کر رہے ہو؟ انھوں نے آپ کو خبر دی تب آپ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو نہ ستر کرے ہیں نہ منتر رکھتے ہیں نہ منتر کرتے ہیں نہ بدشگونیاں پیتے ہیں اور پروردگار پر بھروسہ کرتے ہیں۔ یہ سن کر عکاشہ کھسکا یا کھڑا ہوا اور اس نے کہا آپ اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھ کو ان لوگوں میں سے کر دے۔ آپ نے فرمایا تو ان لوگوں میں سے ہے۔ پھر ایک اور شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا دعا کیجئے اللہ مجھ کو بھی ان لوگوں میں کرے آپ نے فرمایا کہ عکاشہ تجھ سے پہلے یہ کام کر چکا۔

۵۲۸- ایس عابس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر امتیں پیش کی گئیں اتنی حدیث وہی ہے جو اب پر گزری ہے۔

باب جنت کے آدھے لوگ اس امت کے ہونگے  
۵۲۹- عہد مند بن سعوط سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو کہ حبیبوں کے چوتھائی تم میں سے ہوں گے۔ یہ س کریم نے مجھ پر کہی (خوشی)۔

یعنی کہ شاید اس میں کفر کے الفاظ ہوں یا کون بات ایسی ہو جس سے شرک لازم آوے اور احتمال ہے کہ منکر کراد ہو جو چاہیبت کے طر ہے جو۔ ان لوگوں کا خیال یہ تھا جنت ہماری مدد کرتے ہیں اور سزوں کو دور کرتے ہیں۔ تمام ہوا کام بھالی کا۔

(۵۲۹) یعنی دنیا میں ہر ایک زمانہ میں کامیابی کی تعداد بڑھی رہی اس وجہ سے جنتی لوگ بہت کم ہو گئے اور اس امت کے لوگ

الذین ولئو فی الإنسان ولم یُنرکوا، باللہ  
وذكروا أشتاء معرج علیہم رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم فقال (( ما الذی تخاصون  
فیہ )) فأخبروه فقال (( هم الذین لا یزفون  
ولا یستزفون ولا یتطہرون وعلی ربہم  
یوکلون )) فقال عکاشہ بن محصی فقال  
ادع اللہ ل یجعلی منہم فقال أنت منہم ثم  
قام رجل آخر فقال ادع اللہ أن یجعلی منہم  
فقال (( سبقت بہا عکاشہ ))

۵۲۸- عی بن عابس قال قال رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم (( غریبت علی الناس ))  
ثم ذکر بقی الحدیب نحو حدیث ہشتم و  
وذكر نزل حدیثہ

باب کون هذه الأمة نصف أهل الجنة  
۵۲۹- عن عند اللہ قال قال رسول اللہ  
ﷺ (( أنا ترصون أن تكونوا ربع أهل  
الجنة قال فكبروا ثم قال أب ترصون أن

تَكُونُوا ثَلَاثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ قَالَ فَكَيْفَ نَكُونُ ثُمَّ قَالَ نَبِيٌّ لَّا رَجُوَ أَنْ تَكُونُوا شَطْرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَسَاحِرُكُمْ عَنْ ذَلِكَ مَا الْمُسْلِمُونَ فِي الْكُفَرِ أَلَّا كَشْفَرَةَ يَنْضَاءُ فِي نَوْرِ أَسْوَدٍ أَوْ كَشْفَرَةَ سَوْدَاءَ فِي نَوْرِ أَبْضَرٍ»

۵۳۰- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قُبَّةٍ مَخُوفَةٍ مِنْ أَرْبَعِينَ رَجُلًا فَقَالَ ((أَتَرِضُونَ أَنْ تَكُونُوا رُئِيعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ قَالَ قُلْنَا بَعَمَ فَقَالَ أَتَرِضُونَ أَنْ تَكُونُوا ثَلَاثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَقُلْنَا بَعَمَ فَقَالَ وَالَّذِي بَفْسِي يَدُهُ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونُوا بَصِيفَ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَذَلِكَ أَنَّ الْجَنَّةَ لَا يَدْخُلُهَا إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ وَمَا أَنْتُمْ فِي أَهْلِ الشِّرْكِ إِلَّا كَالشَّغَرَةِ الْيَنْضَاءِ فِي جَنْدِ النَّوْرِ الْأَسْوَدِ أَوْ كَالشَّغَرَةِ السَّوْدَاءِ فِي جَنْدِ النَّوْرِ الْأَبْضَرِ))

۵۳۱- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ خَطَبَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَأَسْنَدَ طَهْرَهُ نَبِيٌّ قُبَّيْءٌ قَالَا ((إِنَّا لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ أَلَيْسَ هَلْ يَلْقَى اللَّهُمَّ أَشْهَدُ أَنْتَجِدُونَ أَنْتُمْ رُئِيعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ)) فَقَالَا بَعَمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ ((أَتَجِدُونَ أَنْ تَكُونُوا ثَلَاثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ قَالُوا بَعَمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ إِنِّي لَأَرْجُو

پھر آپ نے فرمایا کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہوتے کہ تہائی جنتیوں کے تم ہو گے۔ یہ سن کر ہم نے تکبیر کی پھر آپ نے فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ جنتیوں میں آدھے تم لوگ ہو گئے اور اس کی وجہ یہ ہے جو میں بیان کرتا ہوں مسلمان کافروں میں ایسے ہیں جیسے ایک سفید بال سیاہ بتل میں ہوا ایک سیاہ بال سفید بتل میں ہو۔

۵۳۰- عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے ایک خیمہ میں جس میں قریب چالیس آدمیوں کے ہوں گے۔ آپ نے فرمایا کیا تم اس بات سے خوش ہو کہ جنتیوں کے چوتھائی تم ہو گے۔ ہم نے کہا ہاں پھر آپ نے فرمایا تم اس بات سے خوش ہو کہ جنتیوں کے ایک تہائی تم ہو ہم نے کہا ہاں آپ نے فرمایا قسم اس کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے مجھے امید ہے کہ تم جنتیوں کے آدھے ہو گئے اور یہ اس لیے کہ جنت میں دس چوہے گا جو مسلمان ہیں در مسلمان شرکوں کے اندر ایسے ہیں جیسے ایک سفید بال سیاہ بتل کی کھال میں ہوا ایک سیاہ بال مال بتل کی کھال میں ہو۔

۵۳۱- عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ خطبہ پڑھا ہمارے سامنے رسول اللہ ﷺ نے تو کیا کیا اپنی بیٹہ کا چہرے کے ڈیرہ پر اور فرمایا کہ خبردار ہو جاؤ جائے گا کوئی جنت میں مگر وہ جو مسلمان سے یا اللہ میں نے تیرا پیغام پہنچا دیا یا اللہ تو گو نورہ کیا تم چاہتے ہو کہ جنت کے چوتھائی لوگ تم میں سے ہوں؟ ہم نے کہا ہاں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا کیا تم چاہتے ہو کہ جنت کے تہائی لوگ تم میں

۱۰ جنتیوں کے آدھے ہو کر جنت میں رہیں گے۔ اگر جنتی بہت ہوتے تو اللہ ان کے آدھے لوگ اس امت سے ہونا قیاس سے بعید تھا۔

(۵۳۱) آپ نے پہلی ہی بار یہ فرمایا بلکہ پہلے چوتھائی پھر ثلث پھر نصف فرمایا اس سے یہ عرصہ ہے کہ زیادہ خوشی ہو دوسری یہ کہ اس کی امت اور عظمت ثابت ہو اس لیے کہ ہر بار کسی کی توبہ سے بھلا ہے کہ دے دے کوئی کا بڑا خیال سے قہری یہ کہ وہ لوگ ہر بار خدا کی قریب سے رہیں گے اور اگر ہر بار ہر ایک سے یہ بات نکلتی ہے کہ امت محمدی میں سے جنت کے آدمی آدھے لوگ ہو گئے اور ہر ایک میں سے ہے کہ جنتیوں کی ایک تہائی میں سے اسی صفیں اس امت کے لوگوں کی ہوں گی۔ اس سے یہ ظہر

أَنْ تَكُونُوا شَطْرَ أَهْلِ نَحْنَةَ مَا أَتَيْتُمْ فِي سَوَائِكُمْ  
مِنَ الْأَنْصَابِ إِلَّا كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِي الثَّوَرِ الْأَبْيَضِ  
أَوْ كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي الثَّوَرِ الْأَسْوَدِ))

بَابُ قَوْلِهِ يَقُولُ اللَّهُ لَا ذَمَّ أُخْرِجَ بَغْتُ  
النَّارِ مِنْ كُلِّ أَلْفٍ بَسْعَ مِائَةٍ وَتِسْعَةٌ  
وَتِسْعِينَ

۵۳۲- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ  
وَجَلَّ يَا آدَمُ قِفْ قِفْ لِيْكَ وَسَعْدُكَ  
وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ قَالَ يَقُولُ أُخْرِجْ بَغْتُ  
النَّارِ قَالَ وَمَا بَغْتُ النَّارِ قَالَ مِنْ كُلِّ  
أَلْفٍ بَسْعَ مِائَةٍ وَتِسْعَةٌ وَتِسْعِينَ قَالَ فَمَا ذَاكَ  
جِئْتَ بِشَيْءٍ لِّصَغِيرٍ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتٍ  
حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَى وَمَا  
هُمْ بِسُكَارَى وَلَكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ ))  
وَالْأَشَدُّ عَلَيْهِمْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ  
دَنَسِ الرَّجُلُ عَمَالَ (( ابْشُرُوا قُلُوبُكُمْ مِنْ  
بُأْجُوجٍ وَمَآجُوجٍ أَلْعَا وَبَيْنَكُمْ رَحُلٌ ))  
وَاللَّهُ نَمَّ (( قَالَ وَلَيْدِي نَفْسِي بَيْنَهُ أَمِي  
نَاطِعٌ أَنْ تَكُونُوا رَتَعَ أَهْلُ النَّحْنَةِ ))  
وَحَمْدُ اللَّهِ وَكَثْرَتَا نَمَّ قَالَ (( وَلَيْدِي

سے ہوں؟ سب نے کہا ہاں یا رسول اللہ آپ سے فرمایا کہ مجھے  
اسید ہے کہ تم جستیوں کے نصف ہو گے تم مخالف ہو گے میں ایسے  
ہو جیسے ایک سیاہ بال سفید تل میں یا ایک سفید بال سیاہ تل میں۔  
ہاں اللہ تعالیٰ کے اس قول کا بیان کہ اللہ تعالیٰ آدم  
علیہ السلام سے کہیں گے کہ ہر ہزار میں سے نو سو  
ننانوے دوزخی نکال لو

۵۳۳- ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ  
تعالیٰ فرمائے گا اے آدم وہ کہیں گے حاضر ہوں تیری خدمت میں  
تیری اطاعت میں اور سب بھدائی تیرے ہاتھ میں ہے حکم ہو گا کہ  
دوزخیوں کی جماعت نکالو۔ وہ عرض کریں گے دوزخیوں کی کیسی  
جماعت؟ حکم ہو گا ہر ہزار آدمیوں میں سے نو سو ننانوے آدمی  
نکالو جہنم کے لیے اور ایک آدمی فی ہزار جنت میں جائے گا۔ آپ  
نے فرمایا جی تو رقت ہے جب بچہ بوزہ ہو جائے گا بوجہ بول  
اور خوف کے یا اس دن کی رزائی کی وجہ سے اور ہر ایک پیٹ واں  
عورت چھاپیٹ ڈال دے گی اور تو دیکھے گا لوگوں کو جیسے رش میں  
مست ہیں اور وہ مست ہو گئے۔ پر اللہ کا عذاب سخت ہو گا صحابہؓ  
اس امر کے سننے سے بہت پریشان ہوئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ  
ﷺ دیکھئے اس ہزار میں سے ایک آدمی جو جنتی ہے ہم میں سے  
کون لکھتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تم خوش ہو جاؤ کہ یا جوج و ما جوج  
کے کافر اس قدر ہیں کہ گرا کا حساب کرو تو تم میں سے ایک آدمی  
اور ان میں سے ہزار آدمی پڑیں۔ پھر آپ سے فرمایا قسم اس ذات

جی جی کہ رو تہائی جنتی است محمدی میں سے ہو گئے شاید پیسے رسول اللہ کو نصف کی خبر دی گئی ہو گی پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی عنایت سے  
ہر بڑھادیا اور تہائی جنتی آپ کی امت میں سے لکھے۔ (ہودی)

(۵۳۳) علامہ نے اختلاف کیا ہے کہ یہ باتیں کس وقت ہو گئی۔ بعضوں نے کہا قیامت قائم ہوتے وقت دین قائم ہونے سے پہلے  
اور بعضوں نے کہا حشر کے دن اس صورت میں پچھ کر دیتے ہیں کہ اس وقت ایسا ہوا کہ اگر کوئی عورت وہاں جہنم ہو تو اس  
ناچنے گرجانے اور یہی مراد ہے پچھ کے پڑھے ہوئے سے (ہودی) وہب بن عبدہ اور قتادہ نے کہا کہ یا جوج و ما جوج یا جوج بن جوج



کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے مجھے امید ہے کہ جنت کے ایک چوتھائی آدمی تم میں سے ہو گئے۔ اس پر ہم نے اللہ کی تعریف کی اور تکبیر کہی پھر آپ نے فرمایا قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے مجھے امید ہے کہ جنت کے تہائی آدمی تم میں سے ہو گئے اس پر ہم نے اللہ تعالیٰ کی تعریف کی اور تکبیر کہی پھر آپ نے فرمایا کہ قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے مجھے امید ہے کہ جنت کے آدھے آدمی تم میں سے ہوں گے۔  
تہہری مثال اور امتوں کے سامنے ایسی ہے جیسے ایک سفید بال سیاہ تیل کی کھال میں ہو یا ایک نشان گدھے کے پاؤں میں۔

۵۳۳- دوسری روایت کا بیان وہی ہے جو اوپر گزرا اس میں یہ ہے کہ تم اس دن اور لوگوں کے سامنے ایسے ہو جیسے ایک سفید بال کالے تیل میں یا ایک سیاہ بال سفید تیل میں اور گدھے کے پاؤں کے نشان کا ذکر نہیں کیا۔

نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَطْمَعُ أَنْ تَكُونُوا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ « سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ ثُمَّ قَالَ (( وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَطْمَعُ أَنْ تَكُونُوا شَطْرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ إِنْ مَلَكَكُمْ فِي الْيَوْمِ كَمَثَلِ الشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي جُلْدِ الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ أَوْ كَالرَّقْمَةِ فِي دِرْعِ الْجَبَّارِ ))

۵۳۳- سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ بِهَذَا الْإِسْنَاءِ غَيْرَ نَهْمًا قَالَ (( مَا أَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ فِي النَّاسِ إِلَّا كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ أَوْ كَالشَّعْرَةِ لِسَوْدَاءِ فِي الثَّوْرِ الْأَبْيَضِ )) وَلَمْ يَذْكُرْ أَوْ كَالرَّقْمَةِ فِي دِرْعِ الْجَبَّارِ



ظن کی اولاد کو کہتے ہیں اور ضحاک نے کہا ہر کوں کی ایک قوم ہے اور کعب نے کہا وہ آدم کی اولاد ہیں لیکن جو کے پیٹ سے نہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک روز آدم کو اسلام ہوا اٹھانظر مٹی میں مل گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس مٹی سے یا چون یا چون کو پیدا کیا۔ واللہ اعلم۔ (نوری)

## کِتَابُ الطَّهَارَةِ

### طہارت کے مسائل

ہر چند ایمان کے بعد سب عبادات میں نماز مقدم ہے پر نماز کی شرط طہارت ہے اس لیے پہلے طہارت کو بیان کیا۔

#### باب وضو کی فضیلت کا بیان

#### باب فضل الوضوء

۵۳۳- ابومالک اشجریؓ سے (جن کا نام حارث یا عبید یا کعب بن عامر یا عمرو ہے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے فرمایا کہ طہارت آدمی ایمان کے برابر ہے اور الحمد للہ بھر دے گا ترازو کو (یعنی اس قدر اس کا ثواب عظیم ہے کہ اعمال تو لے گا ترازو اس کے اجر سے بھر جاوے گا) اور سبحان اللہ اور الحمد للہ دونوں بھر دیں گے آسمانوں اور زمین کے سچ کی جگہ کو (اگر ان کا ثواب ایک جسم کی شکل فرض کیا

۵۳۴- عَنْ أَبِي مَالِكٍ أَشْجَرِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( الطَّهْوَرُ مَنَظَرُ الْإِيمَانِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمَلُّدُ الْغَيْرَانِ وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمَلُّدُ أَوْ تَمَلُّدُ مَا بَيْنَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالصَّلَاةُ نُورٌ وَالصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ وَالصَّبْرُ صَبَاءٌ وَالْفَرَقُ حُجَّةٌ

(۵۳۳) یعنی طہارت کا ثواب اس قدر بڑھتا ہے کہ ایمان کے آدھے ثواب کے برابر ہو جاتا ہے اور بعضوں نے کہا کہ ایمان اس سب کچھ کو جو ایمان سے پہلے ہوئے مٹا دیتا ہے۔ اسی طرح وضو کا بھی حال ہے کیونکہ وضو بغیر ایمان کے صحیح نہیں ہوتا اور جب وضو ایمان پر موقوف ہو تو آدمی ایمان کے برابر ہو اور بعضوں نے کہا کہ ایمان سے اس حدیث میں نماز مراد ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا مَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِلَّ أَعْيُنَكُمْ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ جیسا کہ نماز کو بیکار نہیں کرے گا اور طہارت شرط ہے نماز کی اس لیے آدمی نماز کے برابر ہوئی اور حدیث میں شطرا کا لفظ ہے اور شطر میں یہ ضروری نہیں کہ برابر آدھوں آدھوں ہو اور یہ سب قولوں میں چھاپے اور حتمی ہے کہ مراد حدیث سے یہ ہو کہ ایمان کے دو جز ہیں ایک دل سے یقین کرنا دوسرا ظاہر میں اطاعت کرنا۔ اور طہارت مقدم ہے نماز کا اور نماز طاعت ہے اس لیے طہارت شطر ایمان ٹھہری اور اللہ اعلم (نورانی) اور نماز رکعتی ہے گناہوں سے اور بازار رکعتی ہے برائیوں سے اور سب جاتی ہے ثواب اور نیکی کی طرف جیسے نور سے یہ باتیں حاصل ہوتی ہیں اور بعضوں نے کہا کہ نماز اور ہے اس وجہ سے کہ نماز پڑھنے سے طہارے کے معارف اور مکاشفات حاصل ہوتے ہیں اس لیے کہ دل اس وقت فارغ ہوتا ہے اور متوجہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف اور خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا مدحاً و مبرا اور نماز سے اور بعضوں نے کہا کہ پڑھنے والوں کے چہرے پر ایک نور ہو گا قیامت کے دن اور دنیا میں بھی نماز کی چہرے پر نور ہوتا ہے واللہ اعلم (نورانی) اور صدقہ دینے والے کی نجات کے لیے قیامت کے دن صدقہ لکھ ہو گا اس لیے کہ منافق صدقہ نہیں دیتا اور صدقہ میں کوئی لاکھ خیال کرتا ہے اور وہ صبر جو شرعاً محبوب ہے وہ کیا ہے؟ صبر کرنا اللہ کی طاعت پر اور صبر کرنا گناہوں سے بچنے کے لیے اور صبر کرنا مصیبتوں پر اور دنیا کی تکلیفوں پر اور غرض یہ ہے کہ صبر عمدہ چیز ہے اور جو شخص صابر ہے وہ ہدایت اور روشنی کی راہ پر ہے۔ ابراہیم خواجہ نے فرمایا صبر کیا ہے جیسا کہ کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ پر۔ بن عطاء نے کہا کہ صبر کیا ہے بد کے وقت اپنی زبان کو تھامے رہنا اور بے حد سچھڑا ہوا علی و دانی ہے



میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ اللہ نہیں قبول کرے نماز کو بغیر طہارت کے اور نہیں قبول کرے صدقہ اس مال غنیمت میں سے جو تقسیم سے پہلے اڑ لیا جاوے اور تم تو بصرے کے حاکم ہو چکے ہو۔

۵۳۶- لے گورہ ہالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۵۳۷- امام بن مہدی سے روایت ہے جو وہب بن منہ کے بھائی ہیں انہوں نے کہا یہ وہ حدیثیں ہیں جو ابو ہریرہؓ نے ہم سے بیان کیں حضرت محمدؐ سے پھر ذکر کیا کئی حدیثیں کواں میں ایک حدیث یہ بھی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نہیں قبول کرتا تم میں سے کسی کی نماز جب وہ بے وضو ہو یہاں تک کہ وضو کرے۔

باب: وضو کی ترکیب اور اس کے پورا کرنے کا بیان

۵۳۸- حران سے روایت ہے جو سولی (آراد کے ہوئے غلام) تھے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے انہوں نے کہا کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے وضو کا پانی منگوایا رو وضو کیا تو

عمر بن ابی سفیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول (( لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَيْرِ طَهْوٍ وَلَا صَلَاةٌ مِنْ عُلُولٍ )) وَكُنْتُ عَلَى الْبَصَرِ

۵۳۶- عَنْ سَمَاءَ بْنِ حَرْبٍ يَهْدِي الزَّيْنَاد عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعْنَاهُ

۵۳۷- عَنْ هَمَامِ بْنِ مُبَرَّكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَخْبَرَنِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَدَّثَنَا أَخْبَرَنِي بِهَا وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ (( لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ إِذَا أُخِذْتُ إِذَا أُخِذْتُ حَتَّى يَتَوَضَّأَ ))

بَابُ صِفَةِ الْوُضُوءِ وَكَمَالِهِ

۵۳۸- عَنْ حُمْرَانَ مَوْلَى عُثْمَانَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ دَعَا بِوَضُوءٍ فَوَضَّأَ فَمَسَحَ بِرَأْسِهِ ثُمَّ مَسَحَ بِمَنْطَلِهِ

جس میں نام شامی کے چار قول ہیں اور ہر ایک قول کی طرف علامہ لکھے ہیں۔ سب سے زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ نماز پڑھ لوے بغیر طہارت کے پھر جب طہارت ممکن ہو تو نماز کا اعادہ کرے دوسرا قول یہ ہے کہ نماز پڑھے اور جب طہارت ممکن ہو اس وقت قضاء پڑھے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ نماز پڑھ لینا سب سے لیکن قضاء واجب ہے چوتھا قول یہ ہے کہ نماز پڑھ لوے اور قضاء واجب نہیں اور اسی قول کو حنفی نے اختیار کیا ہے اور اردو نے دلیل سب قولوں میں قوی ہے اس لیے کہ نماز کا واجب ہونا تو حدیث سے ثابت ہے۔ آپ نے فرمایا جب میں تم کو کسی کام کا حکم کروں تو اس کو بجالاؤ جہاں تک تم سے ہو سکے اور اعادہ کے لیے کوئی تیار نہ رہا ہے اور وہ موجود نہیں۔ (نودی مع زیادة) اور مال غنیمت میں سے صدقہ قبول نہیں ہوگا اس وجہ سے کہ غنیمت کے مال میں سے ضرورت نے چوری کی ہوگی یا اللہ تعالیٰ اور بندوں کے حقوق تم پر ہوں گے پھر ایسے شخص کے لیے دعا کیا تا کہ وہ اس کی اور ظاہر ہے کہ اس عمر کا کہنا بطریق زجر اور تشدد کے تھا اور اس سے غرض تھی کہ اب بھی ابن حار عقلت سے بیدار ہو اور توبہ کرے۔ ورنہ عاقبتوں کے لیے مفید ہے۔ بیش رسول اللہ اور سلف اور خلف کافروں اور گنہگاروں کے لیے دعا کرتے رہے کہ خدا ان کو ہدایت کرے اور توبہ نصیب کرے۔ (نودی)

(۵۳۸) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شروع و سونے پہنچنے کا تین بار دھونا سنت ہے اور اس پر انتقال ہے علامہ کا۔ (نودی)

نودی نے کہا کہ کلی کا کمال یہ ہے کہ پانی نہ میں لیوے پھر اسکو پھر اسے بعد اس کے قنوک دیوے اور انی درجہ اس کا یہ ہے کہ پانی کو صرف سر میں لیوے نہیں لیکن پھر پانی کا تو قول مشہور کے مرفق شرط نہیں ہے اور بھی مذہب جمہور کا ہے لیکن نہ

وَسْتَنْتِرُ ثُمَّ غَسَّ وَجْهَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَّ  
يَدَهُ الْيُمْنَى إِلَى الْخِرْفَةِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَّ  
يَدَهُ الْيُسْرَى مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ ثُمَّ غَسَّ  
رِجْلَهُ الْيُمْنَى إِلَى الْكَعْبَتَيْنِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَّ

پہلے دونوں ہاتھوں کو تین بار دھویا پھر گلی کی اور ناک میں پانی ڈالا  
پھر تین بار منہ دھویا پھر دہنہا تھو دھویا کھنی تک تین بار پھر بائیں  
ہاتھ دھویا تین بار پھر مسح کیا سر پر پھر دہنہا پاؤں دھویا تین بار پھر  
بائیں پاؤں دھویا تین بار بعد اس کے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم سے بعض اصحاب کے نزدیک شرط ہے اور یہ اختلاف ایسا ہی ہے جیسے سر کے مسح میں اختلاف ہے۔ بعضوں کے نزدیک اگر گلیا ہاتھ سر پر  
رکھ دیا تو مسح ہو گیا اور بعضوں کے نزدیک اس کا پھر اضافہ ضروری ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ پھر اضافہ ضروری نہیں مثل اور احادیث کا ان تک پانی پہنچانا کافی  
ہے حدیث میں استحکام کا لفظ ہے اکثر اہل لغت اور فقہاء اور محدثین نے استحکام کے معنی ناک چھینکنے کے لیے ہیں۔ ابن اعرابی اور ابن خلدون نے  
ناک میں پانی ڈالنے کے معنی کے ہیں اور صحیح پہلا قول ہے اور دوسری روایت اس کی تفسیر ہے کہ پہلے استسقاء کیا جسے ناک میں پانی  
ڈالا پھر استحکام کیا یعنی ناک مٹی۔ غرض سے منقول ہے کہ استحکام کہتے ہیں ناک کے پلانے کو طہارت میں اور استسقاء کہتے ہیں ناک کے اندر پانی پھینکنے  
کو اور سانس کے زور سے پانی کے اُپر کھینچنے کو۔ اور مستحب ہے کہ گلی اور ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کرے مگر جب زور سے ہو تو مبالغہ ضرور  
ہے کیونکہ تنقید کی روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا مبالغہ کرنا ناک میں پانی ڈالنے میں مگر جب زور زور ہو اور یہ حدیث صحیح ہے روایت کیا اس  
کو ابو داؤد اور ترمذی نے اسانید صحیحہ سے۔ ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ جس طرح سے جب پانی ناک  
اور منہ میں پہنچ گیا تو مضمضہ اور استسقاء اور ابو گلادہ رضی اللہ عنہ کے حکم ہے۔ اس میں پانی کی قوت ہے۔ پہلا قول یہ ہے کہ تین چلوئے اور ہر ایک چلوئے  
سے گلی کرے اور ناک میں پانی ڈالے پھر گلی کرے اور ناک میں پانی ڈالے۔ تیسرا یہ کہ ایک ہی چلوئے اور گلی کرے پھر ناک میں پانی ڈالے  
پھر گلی کرے اور ناک میں پانی ڈالے پھر گلی کرے اور ناک میں پانی ڈالے۔ چوتھا یہ ہے کہ دو چلوئے ایک چلوئے تین بار گلی کرے اور دوسرے  
چلوئے سے تین بار ناک میں پانی ڈالے۔ پانچواں یہ کہ چھ چلوئے پہلے تین چلوئے گلی کرے پھر تین چلوئے سے ناک میں پانی ڈالے اور صحیح پہلا  
قول ہے اور دوسری احادیث سے ثابت ہے جن کو روایت کیا بخاری اور مسلم نے۔ (نووی)

نووی نے کہا یہ حدیث اصل عظیم ہے علت وصول میں اور اجماع کیا ہے مسلمانوں نے کہ واجب ایک ایک بار دھونا ہے اور تین بار  
دھونا سنت ہے اور احادیث صحیحہ میں ایک ایک بار اور تین تین بار اور دو دو بار اور دس دس بار علاوہ کہ ہے کہ یہ اختلاف دلیل ہے جواز کی اور تین بار  
کمال ہے اور ایک بار کافی ہے اور اس پر محمول ہے اختلاف احادیث کا اور روایوں نے جو اختلاف کیا ایک ہی صحابی سے تو یہ محمول ہے اس پر کہ  
بعض نے یاد رکھا اور بعض بھول گئے پھر جس نے زیادہ بیان کیا وہ قبول ہو گا اس لیے کہ زیادتی ثقہ کی مقبول ہے اور اختلاف کیا ہے علماء نے  
سر کے مسح میں تو امام شافعی کے نزدیک مسح بھی تین بار کرنا مستحب ہے جیسے ہاتھ اور اعضاء کا تین بار دھونا اور ابو حنیفہ اور مالک اور احمد اور اکثر علماء  
کے نزدیک سر کا مسح ایک بار منصف ہے اور ایک بار سے زیادہ کرنا چاہیے اور احادیث میں ایک ہی بار مسح مقبول ہے اور امام شافعی کی دلیل وہ  
حدیث ہے حضرت عثمان کی جو آگے آئی ہے کہ حضرت نے وضو کیا تین تین بار اور قیاس کیا انھوں نے سر کو اور اعضاء پر اور جن حدیثوں میں  
ایک بار منقول ہے ان کا جواب دیا ہے کہ ایک بار مسح کرنا جواز کے بیان کے واسطے ہے اور بیشہ رسول اللہ نے دو کیا ہے جو افضل تھا اور اجماع کیا  
ہے علماء نے منہ اور دونوں ہاتھوں اور پاؤں کے مسح کے وجوب پر لیکن رافضی نے پاؤں کے مسح کو واجب کیا ہے اور یہ ان کی خطا ہے کس  
سے کہ تمام نصوص متفق ہیں پاؤں کے مسح پر اور جس نے رسول اللہ کا وضو نقل کیا ہے اس نے پاؤں کا دھونا روایت کیا ہے اسی طرح اجماع  
کیا ہے علماء نے سر کا مسح واجب ہے لیکن اختلاف کیا ہے اس کی مقدار میں۔ امام شافعی اور ایک جماعت کے نزدیک سارے سر کا مسح واجب ہے  
اور ابو حنیفہ کے نزدیک چوتھالی سر کا۔ اور گلی اور ناک میں پانی ڈالنے کے وجوب میں چار جماعت ہیں ایک تو مذہب مالک اور شافعی کا ہے

الْمَسْرُوعِ جُنُلٌ دَلِيلٌ ثُمَّ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ  
 مَوْضِعًا مَحْزُومًا وَصُورِي خَبَسَ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ  
 (( قُلْ تَوَضَّأْ مَحْزُومًا وَصُورِي هَذَا ثُمَّ قَامَ فَرَسَعَ  
 رِجْلَيْهِ لَمْ يَخْذُلْ بِيَهُمَا نَفْسَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَدْ تَقَدَّمَ  
 مِنْ هَاتِهِ )) قَالَ أَبُو شَيْبَةَ رَوَاهُ عَنْهُمَا وَنَا يَتَوَلَّوْنَ  
 هَذَا التَّضَوُّعَ اسْتَبْعَ مَا يَوْضَعُ بِهِ أَحَدُ لِمَصَلَاةِ

اللہ علیہ وسلم کو دکھا کہ آپ سے وضو کیا اسی طرح جیسے میں نے  
 اس وضو کیا پھر فرمایا جو شخص میرے وضو کی طرح وضو کرے پھر  
 دو رکعتیں پڑھے کھڑے ہو کر بیچ میں ان کے اور کسی خیال میں  
 غرق نہ ہو تو اس کے اگلے گناہ سب بخش دیے جائیں گے۔ ابن  
 شہاب نے کہا ہمارے علماء کہتے تھے کہ یہ وضو سب وضوؤں میں  
 پورا ہے جو نماز کے لیے کیا جائے۔

لہ ہے کہ یہ دونوں سنت ہیں وضو اور غسل میں اور سلف میں سے حسن پھر کی اور ہر آئی اور حاکم نے نور قنادہ اور بیہ اور یحییٰ بن سعید انصاری اور  
 لوزی اور لیث بن سعد اسی طرح لکھے ہیں اور مطا اور احمد سے بھی ایک روایت یہی ہے۔ دوسرا مذہب یہ ہے کہ دونوں واجب وضو اور غسل  
 دونوں میں وضو اور غسل صحیح نہیں ہوتے بغیر ان کے اور یہی مشہور ہے احمد بن حنبل سے اور یہی مذہب ہے ابن ابی لیلیٰ اور ترمذی اور اسحاق  
 بن راہویہ کا اور ایک روایت ہے عطاء سے۔ تیسرا مذہب یہ ہے کہ دونوں غسل میں واجب ہیں وضو میں واجب نہیں اور یہی قول ہے ابو حنیفہ اور  
 ان کے اصحاب اور سفیان ثوری کا۔ چوتھا مذہب یہ ہے کہ ناک میں پانی ڈالنا وضو اور غسل دونوں میں واجب ہے اور کلی کرنا دونوں میں سنت ہے  
 اور یہی قول ہے ابو ثور اور ابو حنیفہ اور داؤد ظاہری اور ابو بکر بن منذر کا اور ایک روایت ہے احمد سے اور اتفاق کیا ہے جمہور علماء اس پر کہ وضو  
 اور غسل دونوں میں پانی بہانا اعطاء پر کافی ہے اور مٹا ضروری نہیں اور مالک اور حنفی سے ملنا شرط کیا ہے اسی طرح جمہور علماء نے اتفاق کیا ہے کہ  
 ٹخنوں اور کہنوں کا دھونا واجب ہے اور ر فرار اور داؤد ظاہری کے نزدیک واجب نہیں اور اتفاق کیا علماء نے ٹخنوں سے مراد وہ دو اونچے بنڈیاں ہیں  
 جو پٹلی اور پاؤں کے بیچ میں ہیں اور ہر ایک پاؤں میں دو ٹخنے ہیں اور ر فضیوں سے ایک نادر بات کہی ہے کہ ہر ایک پاؤں میں ایک ٹخنہ ہے اور  
 ٹخنہ وہ ہڈی ہے جو پاؤں کے بیچ میں ہے جہاں پر چہل کا تسمہ رہتا ہے اور امام محمد سے بھی یہ منقول ہے پر صحیح نہیں اور خلافت ہے ملت کے اور اس  
 حدیث سے بھی یہ بات نکلتی ہے کہ ہر ایک پاؤں میں دو ٹخنے ہیں اور ر کل اس کے بہت ہیں اور میں نے ان سب دلائل کو تفصیل سے شرح  
 مہذب میں بیان کیا ہے اور سب مذہب کے اختلاف کو اور ان کے وجوہ کو حاصل کر لیا ہے اور یہاں میرا مقصد یہی تھا کہ حدیث سے متعلق  
 سو گویاں کر دوں۔ ہمارے اصحاب سے کہا ہے کہ اگر کسی آدمی کے منہ دو ہوں تو دونوں کا دھونا واجب ہے اور اگر تین ہاتھ یا تین پاؤں ہوں اور  
 سب برابر کے ہوں تو سب کا دھونا واجب ہو گا اور اگر راند ہاتھ ناقص ہو لیکن فرض کی جگہ پر ہو یعنی کہیں کے اس طرف تو اس کو دھونا چاہیے  
 اور جو کہیں سے اوپر آگاہ تو اس کا دھونا فرض نہیں اگر کسی کا ہاتھ کہنی سمیت کاٹ ڈالا گیا تو باقی ہاتھ کا دھونا فرض نہیں لیکن مستحب ہے کہ  
 اس کو دھو بیوے تاکہ عضو طہارت سے خالی رہے۔ (نور دینی)

لوہی نے کہا مراد ان گناہوں سے صغیرہ گناہ ہیں نہ کبیرہ اور اس حدیث سے یہ نکلا ہے کہ ہر وضو کے بعد دو رکعتیں پڑھنا مستحب  
 ہے اور یہ سنت ہو کہ وہ ہے۔ ہمارے اصحاب میں سے ایک جماعت سے کہا کہ یہ دو رکعتیں ہر وقت پڑھ سکتا ہے یعنی ان وقتوں میں بھی جن  
 میں نماز پڑھا منع ہے اور لیث اس کی حدیث ہے جلالی کی جو صحیح بخاری میں ہے کہ وہ جب وضو کرے تو نماز پڑھتے اور کہتے کہ سب مومنوں  
 میں اس عمل کی زیادہ امید ہے اور اگر وضو کے بعد فرض پاؤں کوئی نفل پڑھے تب بھی یہ فضیلت حاصل ہو جائے گی اور یہ جو فرمایا تھا اس اور  
 کسی خیال میں عرق نہ ہو اس کا یہ مطلب ہے کہ دنیا کے خیالوں میں نہ پھنسے جو نماز سے علاوہ نہیں رکھنے اگر کسی قسم کا خیال دل میں گزرے  
 ر اسی وقت اس کو پاں دے اس میں عرق نہ ہو تو محاف ہے اور خدا چاہے تو یہ فضیلت حاصل ہو جائے گی کیونکہ اس میں اس کا اختیار نہیں۔  
 دوسری یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس است کو اس قسم کے خیالات جو دل میں گزریں معاف کر دیے ہیں اور اس کا بیان اوپر کتاب الایمان میں



٥٣٩- عَنْ حُثْرَانَ مَوْلَى عُمَانَ أَنَّهُ رَأَى  
عُمَانَ دَعَا الْإِنَاءَ فَأَمْرَعَ عَلَى كَفْأِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ  
مَعَهُمْ ثُمَّ أَذْعَلَ مِيشَهُ فِي الْإِنَاءِ فَمَصَّصَ  
وَأَسْتَشْرَفُ ثُمَّ عَمِلَ وَجْهَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَيَتْبَهُ إِلَى  
الْمَرْقِيقِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ تَمَسَّحَ بِرَأْسِهِ ثُمَّ عَمِلَ  
رَحْلَتَهُ بَدَثَ مَرَّتٍ ثُمَّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( مَنْ قَوَّضًا نَحْوُ  
وُضُولِي هَذَا ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُخْذَثْ  
فِيهِمَا ثَلَاثَةٌ غَيْرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ ))

بَابُ فَضْلِ الْوُضُوءِ وَالصَّلَاةِ عَقِبَهُ

٥٤٠ عَنْ حُضْرَانِ مَوْلَى عُمَانَ قَالَ سَمِعْتُ  
عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَهُوَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَجْمُوعًا  
الْمُؤَدَّدُ عِنْدَ الْمَضَرِّ مَدَامَا يَرُوضُهُ مَدَامَا ثُمَّ قَالَ  
وَاللَّهِ لَأُحَدِّثَكُمْ حَدِيثًا لَوْ أَنَّهُ لَا فِي كِتَابِهِ لَإِلَّهِ

۵۳۹۔ حمران سے روایت ہے جو سوئی (علام آزاد) تھے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے، انھوں نے دیکھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو انھوں نے ایک برتن پانی کا منگو یا اور بچے دونوں ہاتھوں پر مین بار پانی ڈالا ان کو دھویا پرداہنا ہاتھ برتن کے ندر ڈال دیا اور کلی کی اور ناک میں پانی ڈھا پھر منہ کو تین بار دھویا اور دونوں پاؤں کو تین بار دھویا پھر کہا کہ فرما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو شخص میرے اس وصو کی طرح وضو کرے بعد اس کے دو رکعتیں پڑھے اور دل اور خیال میں نہ لگا دے تو اس کے سگلے گناہ بخش دئے جائیں گے۔

باب۔ وضو کی اور اس کے بعد نماز پڑھنے کی فضیلت

۵۳۰ حمران سے رویت ہے جو مولیٰ تھے عثمان بن عفان کے انھوں نے کہا کہ میں نے سنا عثمان بن عفان سے وہ مسجد کے سامنے تھے اتنے میں موزن ان کے پاس آیا عصر کی نماز کے وقت انھوں نے وضو کا پانی منگوایا اور وضو کیا پھر کہا قسم اللہ کی میں تم سے

**فہم میں گزریا**

یعنی اس حدیث میں وضو کا ذکر ہے یہ کامل وضو ہے۔ اب اس سے بڑھا نا اور زمین ہار سے زیادہ دھونا کر دوہ ہے جب ہر ایک بار میں سارے اعضاء غسل جاوے۔ اگر دوبار میں سارے اعضاء چلے تو وہ ایک ہی بار سمجھا جاوے گا اگر کسی کو شک ہو گیا کہ دو بار دھویا تین بار تو دوبار سمجھے اور ایک بار اور دھوئے۔ یہی ٹھیک ہے اور جوئی نے کہا تین بار سمجھے اس لیے کہ دوبار کافی ہے اور چوتھی بار دھونا بدعت ہے اور بعض اس حدیث سے دلیل لائے ہیں کہیں اور غنوں سے زیادہ دھوے کی کراہت پر حال کہ ہمارے نزدیک یہ بہتر ہے اور ابن شہاب کے قول سے اس کی کراہت نہیں نکلتی۔ (لواہی)

(۵۲۹) ☆ خدوی نے کہا اس حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ کُلی اور ناک کے لیے دسبے ہاتھ سے پانی لیتا چاہیے اور یہ بھی دلیل لاتے ہیں اس حدیث سے کہ کُلی اور ناک میں یک ہی چلو سے پانی لیوے اور یہ ایک طرح ہے ال پانچوں طرحوں میں سے جس کو ہم نے اوپر بیان کیا سی طرح یہ دلیل بھی جان کرتے ہیں کہ دونوں پہلوؤں کو برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے دھونا چاہیے اگرچہ حیند سے بہا رہا ہو جسہا قصوں کی تمہاست کا گمان ہو اور ہمارا فہم یہی ہے۔ اعلیٰ

۱۔ وہ آیت یہ ہے ان الدین یکموند ما امرنا من الہدیٰ والہدیٰ من بعد ما ہدٰی للناس فی الکتاب اولئک یدعون اللہ ویدعون الملائعہ حتیٰ یجوزوا کچھ پتے ہیں ان، توں کو جو کھلی ہیں اور ہدایت کی مائیں بعد اس کے کہ ہم نے بیان کر دیا ان کو لوگوں کے بے کتاب میں ان پر اللہ لعنت کرتا ہے اور لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں تو حضرت عثمانؓ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے غم کی بات کا ہلکا



ایک حدیث بیان کرتا ہوں کہ اللہ کی کتاب میں ایک آیت نہ ہو تو میں تم سے بیان نہ کرتا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے جو شخص اچھی طرح وضو کرے پھر نماز پڑھے تو اس کے وہ گناہ بخش دیئے جائیں گے جو اس نماز سے لے کر دوسری نماز تک ہوں گے۔

ما حَدَّثَكُمْ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ (( لَا يَقْوَمُ رَجُلٌ وَحَلَّ مُسْلِمٌ لِيُحْسِنَ الْوُضُوءَ فَيُصَلِّيَ صَلَاةً إِلَّا غُفِرَ اللَّهُ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الصَّلَاةِ الَّتِي تَلِيهَا ))

۵۴۱- مذکورہ ہاں حدیث اس سند سے بھی مروی ہے اتنا فرق ہے کہ اپنا وضو، اچھی طرح کرے پھر فرض نماز پڑھے۔  
۵۴۲- حرام سے روایت ہے جب حضرت عثمانؓ وضو کر چکے تو انہوں نے کہا قسم اللہ کی میں تم سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں کہ اللہ کی کتاب میں ایک آیت نہ ہوتی تو میں اس حدیث کو تم سے بیان نہ کرتا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے جو شخص اچھی طرح وضو کرے پھر نماز پڑھے تو اس کے وہ گناہ بخش دیئے جائیں گے جو اس نماز کے بعد سے دوسری نماز تک ہوں گے۔ عروہ نے کہا وہ آیت یہ ہے اِنِّ الدِّينَ يَكْتُمُونَ مَا اَنزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَى اِلَى مَوَازِئِ الْمُلَاعَنَةِ

۵۴۱- عَنْ هِشَامِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ (( لَا يَقْوَمُ رَجُلٌ وَحَلَّ مُسْلِمٌ لِيُحْسِنَ الْوُضُوءَ فَيُصَلِّيَ صَلَاةً إِلَّا غُفِرَ اللَّهُ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الصَّلَاةِ الَّتِي تَلِيهَا )) قَالَ عُرْوَةُ النَّابِغَةُ إِنَّ الدِّينَ يَكْتُمُونَ مَا اَنزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَى اِلَى مَوَازِئِ الْمُلَاعَنَةِ

۵۴۳- عمرو بن سعید بن عامر سے روایت ہے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا انہوں نے وضو کا پانی منگوایا پھر کہا

۵۴۳- عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ عُثْمَانَ مَدْعَاً

کہ دعا اور اس کا پتلا بنا دجبت کی ہوتا تو مجھے کہہ حدیث بیان کرنے کی جس جس کو میں خواہ مخواہ تم سے بیان کرتا اگرچہ یہ آیت اہل کتاب کی شان میں ہے مگر جو کوئی ان کے سے کام کرے اور دین کی بات و ضرورت کے وقت چھپائے اس کی شان میں بھی وعید ہو سکتی ہے اور ایک حدیث مشہور بھی موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص علم کی بات چھپا دے اللہ تعالیٰ اس کو آگ کی لگام لگا دے گا اور اچھی طرح وضو کرنا یعنی پورا اس کے شرائط اور آداب کے ساتھ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وضو کے آداب اور شرائط یکساں دو ان پر عمل کرنا احتیاط کے ساتھ مستحب ہے اور چاہیے کہ آدمی اس طرح سے وضو کرے کہ سب لمحوں کے نزدیک درمست ہو جائے اور حذوفات کی حالتوں پر عمل نہ کرے اس لیے ضروری ہے کہ ہم اللہ شریعت میں ہمارے نہایت کرے ناک میں پانی ڈالے ناک چھینکے سارے سر پر مسح کرے اعضاء کو طے پے دوپے وضو کرے یہی ایک مضبوط ہو کر ظہر نہ جائے یہاں تک کہ وہ سوکھا جائے قرطب کی رعایت دیکھ اس طرح سب احتیاتی باتوں کو پیش نظر رکھے اور ایسا وضو کرے جو الامتداد طہارت ہو۔ (نوری)

(۵۴۳) یعنی اس نماز اور وضو کا وجہ سے صغیرہ گناہ سب معاف ہو جائیں گے اور کبیرہ گناہ معاف نہ ہوں گے۔ یہ مطلب کہیں ہے کہ صغیرہ ہی اس وقت معاف ہوں گے جب تک کبیرہ گناہ نہ کرے اگرچہ حدیث سے یہ احتمال ہوتا ہے مگر سیاق حدیث اس احتمال کا انکار ہے

يُطَهَّرُونَ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ  
 «مَا مِنْ أَمْرٍ مُسْلِمٍ تَحْصُرُهُ صَلَاةٌ مَكْرُومَةٌ  
 فَيُخْسِنُ وَغُشْوَةٌ وَخُشُوعٌ وَزُكُوعٌ إِلَّا  
 كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا قَبْلُهَا مِنَ الذُّنُوبِ مَا لَمْ  
 يُرَبِّ كَبِيرَةٌ وَدَلَّتِ الدَّهْرُ كُلُّهُ»

٥٤٤- عَنْ حُزْرَانَ مَوْلَى عُثْمَانَ قَالَ أَتَيْتُ  
عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ يَوْمَ صُورَ فَوَضَعَا يَمِينَهُمَا  
بَيْنَهُمَا وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
عَلَيْهِ رَأْسُهُمَا أَحَادِيثَ لَا أَذْرِي مَا هِيَ إِلَّا أَنِّي  
رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يُوضَعُ بَيْنَهُمَا يَمِينُهُمَا هَذَا ثُمَّ قَالَ (( مِنْ لَوْحَتَا  
هَكَذَا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَلَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَكَانَتْ  
صَلَائِهِ وَقَشِيَتْهُ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى )) وَفِي  
رِوَايَةِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ أَتَيْتُ عُثْمَانَ يَوْمَ صُورَ

٥٤٥- عَنْ أَبِي أَنَسٍ أَنَّ عُثْمَانَ تَوَصَّأَ بِالْمُتَمَعِّدِ فَقَالَ أَلَا أُرِيكُمْ وُضُوءَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَوَصَّأَ قَدَاةً ثَلَاثًا وَرَادَ قَتِيئَةً فِي رَوَاتِهِ قَالَ سُمَيْدٌ قَدْ أَهْوَى النَّصِيرُ عَنْ أَبِي أَنَسٍ قَالَ رَحْمَةُ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

میں نے سارے اللہ ﷻ سے آپ فرماتے تھے جو کوئی مسلمان  
 ہر ص نماز کا وقت پائے پھر بھی طرح وضو کرے نہ بدل لگا کر نماز  
 پڑھے اور اچھی طرح رکوع اور سجدہ کرے تو یہ نماز اس کے غلط  
 گناہوں کا کفارہ ہو جائے گی جب تک کبیرہ گناہ نہ کرے اور ہمیشہ  
 ایسا ہی ہوا کرے گا۔

۵۴۴- حمران سے روایت ہے جو مولیٰ تھے عثمان بن عفان کے انھوں نے کہا میں عثمان بن عفان کے پاس وضو کا پانی لایا انھوں نے وضو کیا پھر کہا کہ بعض لوگ رسول اللہ ﷺ سے ایسی حدیثیں نقل کرتے ہیں جن کو میں نہیں جانتا پر میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ نے وضو کیا اس طرح جیسے میں نے وضو کیا پھر فرمایا جو شخص اس طرح وضو کرے گا اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور اس کو نماز کا اور مسجد میں جانے کا الگ ثواب ہوگا۔ اس مہذبہ کی روایت میں یوں ہے کہ عمر بن خطاب نے کہا میں عثمان کے پاس آیا انھوں نے وضو کیا (یعنی مانی لانے کا ذکر نہیں کر

۵۴۵۔ ابوانس (مالک بن ابی عامر) صحابی مدنی جو دارا ہیں امام مالک (کے)۔ سے روایت ہے کہ حضرت عثمانؓ نے وضو کیا مقاعد میں پھر کہا کیا میں تم کو دکھاؤں رسول اللہ ﷺ کا وضو؟ پھر وضو کیا تین بار۔ تہیہ کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جس وقت حضرت عثمانؓ نے یہ حدیث بیان کی اس وقت ان کے پاس رسول اللہ ﷺ کے کئی اصحاب موجود تھے۔

ظہر کرتا ہے۔ قاضی میاض نے یہاں یہ جو اس حدیث میں صفائے کماحقہ ہونا مذکور ہے اہل سنت کا یہی مذہب ہے اور کیا نثر تو یہ سے معاف ہوتے ہیں باللہ تعالیٰ کی عاصم رحمت اور فضل ہے۔ (نور)

(۵۴۵) جہاں متقاعدانِ کانوں کو کہتے تھے جو حضرت عثمان کے گھر کے پاس قیص اور بعضوں نے کہا متقاعد نہ تھے اور سیر می کو کہتے ہیں اور بعضوں نے کہا وہ مقام جو انھوں نے کام کارج کے لیے بیٹھنے کا فرار دیا تھا۔ نووی نے کہا یہ حدیث اصل عظیم ہے اس مسئلہ کی کہ و صرح میں ہر ایک کام میں نہیں ہر کرتا چاہے اور اوپر بیان کر چکے کہ تمیں بار بچاؤ ناست ہے بالاجماع اور واجب، ایک ہی بار ہے اور لاس ثقیل کا استدلال اسی حدیث سے ہے کہ ہر کام میں بھی نہیں ہر ناست ہے جیسے اور اعضا کا ہونا اور اس باب میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں جن کی صحت اور ضعف کو علی

۵۱۶- عَنْ حُزَيْنَ بْنِ أَهَانَ قَالَ كُنْتُ أَمْعُ لِعُمَانَ طَهْرَةً مَا أَتَى عَلَيْهِ يَوْمَ الْإِثْمَانِ يُعِيصُ عَلَيْهِ نَفْعُهُ رَفِئَةُ عَنْ عُمَانَ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ أَرْبَعًا الْعَصْرَ فَقَالَ (( مَا أَذْرِي أَحَدُكُمْ بِشَيْءٍ أَوْ أَصْكَ )) لَمَّا بَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ بِإِنْ كَانَ حَيًّا مَحْدَثًا وَإِنْ كَانَ عَيَّرَ دَلَّتْ مَالَهُ وَرَسُولُهُ أَغْلَمُ قَالَ (( مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَتَطَهَّرُ فَرِيضَتِهِ الطَّهْرُ الَّذِي كَتَبَ اللَّهُ عَلَيْهِ فَيُصَلِّيَ فِيهِ الصَّلَاةَ الْخَمْسَ إِلَّا كَانَتْ كَفَرَاتٍ لِمَا تَبَيَّنَ ))

۵۱۶- حران بن اہان سے روایت ہے میں حضرت عثمانؓ سے پہلے طہارت کا پانی رکھ کر آٹھواں ہر روز ایک تھوڑے پانی سے نہایا کرتے (یعنی غسل کر لیتے واسطے خشک طہارت اور بیادنی ثواب کے)۔ حضرت عثمانؓ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے ہم سے حدیث بیان کی جب ہم اس نماز سے فارغ ہوئے۔ مسعر نے کہا (جو اس حدیث کا راوی ہے) میں سمجھتا ہوں وہ عصر کی نماز تھی آپ نے فرمایا میں نہیں جانتا کہ اس حدیث میں کیا ہے (چپ رہوں ہم نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ اگر بہتری کی بات ہو تو بیان کیجئے اور جو بہتر نہ ہو تو اللہ اور اس کا رسولؐ خوب جانتا ہے آپ نے فرمایا جو مسلمان طہارت کرے پھر پوری طہارت کرے جس کو اللہ تعالیٰ نے فرما دیا ہے اور پانچوں نمازیں پڑھے اس کے وہ گناہ معاف ہو جائیں گے جو ان نمازوں کے بیچ میں کرے گا۔

۵۱۷- عَنْ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ حُزَيْنَ بْنَ أَهَانَ يُحَدِّثُ أَنَّهُ مُرَدَّةٌ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ فِي إِسْرَارِهِ بِشَرِّ ابْنِ عُمَانَ بْنِ عَمَّانٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( مَنْ آتَمَ الْوُحُوشَ كَمَا آتَمَهُ اللَّهُ تَعَالَى

۵۱۷- جامع بن شداد سے روایت ہے انھوں نے کہا میں نے حران بن اہان سے سنا وہ حدیث بیان کرتے تھے ابو بردہ سے لشری حکومت میں (یعنی اس کی حکومت کے زمانے میں) کہ عثمان بن عفانؓ نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص چرا کرے وضو کو جس طرح اللہ نے حکم کیا ہے تو اس کی فرض نمازیں کفارہ ہوں

میں نے شرح مہذب میں یہاں کیا ہے اور انھوں نے بھی صحابہ کرام نے اس حدیث کو تسلیم کیا کسی نے انکار نہیں کیا۔ یہی روایت میں ہے کہ حضرت عثمانؓ نے تین تین بار وضو کیا پھر رسول اللہ کے اصحاب سے فرمایا کیا تم نے رسول اللہ کو ایسا کرتے دیکھا ہے؟ انھوں نے کہا ہاں۔ (نووی)

(۵۱۶) یعنی معلوم نہیں اس حدیث کا بیان کرنا مصلحت ہے یا نہ بیان کرنا پھر آپ کو معلوم ہو گیا کہ بیان کرنا مصلحت ہے اس لئے کہ آپ نے بیان کر دیا کہ ان کو رخت پیدا ہو طہارت میں اور عبادت کی سب قسم میں اور پہلے آپ نے بیان کرنے میں تاہل کیا اس خیال سے کہ لوگ اس پر حکم نہ کریں بعد میں بیان کرنا مناسب سمجھ۔ (نووی)

بہتری کی بات سے یہ مراد ہے کہ ہماری موٹی کی بات ہو جس سے ہم کو رخت پیدا ہو اجماع اعمال میں یا اگر پیدا ہو گناہ سے اور جو اس قسم کی حدیث نہ ہو تو اللہ اور اس کا رسولؐ خوب جانتا ہے یہی آپ ہمارے پر عمل کیجئے اگر مناسب سمجھئے تو بیان فرمائیے ورنہ حیر۔ (نووی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر طہارت میں صرف فرسوں کو دھو کرے اور سن مستحبت کو چھوڑ دے جب بھی یہ فسیت حاصل ہو جائے گی یعنی گناہوں کی مغفرت اگرچہ سنوں کے نہ کرنے سے اور زیادہ گناہ معاف ہوں گے اور ثواب زیادہ ہوگا۔ (نووی)

فَصَلُّوا الصَّلَاةَ الْكُتُوبَاتِ كَقَرَارَاتٍ لِمَا يَنْهَى عَنْهُ  
هَذِهِ حَدِيثٌ لَمْ يَرْوِهِ إِسْحَاقُ وَابْنُ حَبَشٍ فِي حَدِيثٍ عَنْ  
عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

۵۴۸- عَنْ خُرَّاءَ مَوْلَى عُثْمَانَ قَالَ تَوَضَّأَ  
عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانٍ تَوَضُّعًا وَصَوَّعًا حَسَنًا ثُمَّ قَالَ  
رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ  
مِائَتَ التَّوَضُّعَاتِ ثُمَّ قَالَ (( مَنْ تَوَضَّأَ هَكَذَا ثُمَّ  
عَرَّجَ إِلَى الْمَسْجِدِ لَا يَتَهَرَّءُ إِلَّا الصَّلَاةَ غُفِرَ  
لَهُ مَا خَلَا مِنْ ذَنْبِهِ ))

۵۴۹- عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانٍ قَالَ سَمِعْتُ  
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ (( مَنْ تَوَضَّأَ لِلصَّلَاةِ  
فَأَسْبَغَ التَّوَضُّعَ ثُمَّ مَشَى إِلَى الصَّلَاةِ الْكُتُوبَةِ  
فَصَلَّاهَا مَعَ النَّاسِ أَرْبَعَ الْجُمُعَاتِ أَوْ لِي  
الْمَسْجِدِ غُفِرَ اللَّهُ لَهُ ذَنْبُهُ ))

۵۵۰- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (( الصَّلَاةُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ إِلَى  
الْجُمُعَةِ كَقَرَارَاتٍ لِمَا يَنْهَى عَنْهُ مَا لَمْ تَغْضِ الْكِبَالُ ))

۵۵۱- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ  
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (( الصَّلَاةُ  
الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ كَقَرَارَاتٍ لِمَا  
يَنْهَى عَنْهُ ))

۵۵۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( كَانَ يَقُولُ  
الصَّلَاةُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ  
وَرَمَضَانُ إِلَى رَمَضَانَ مَكْرَرَاتٍ مَا يَنْهَى عَنْهُ إِذَا  
اجْتَبَأَ الْكِبَالُ ))

کی ان گناہوں کا جو ان کے بیچ میں کرے۔ یہ روایت ہے ابن معاذ  
کی اور غندر کی روایت میں یہ عبارت نہیں (بشر کی امداد میں) نہ  
فرض نمازوں کا بیان ہے۔

۵۴۸- حمران سے روایت ہے جو مولیٰ تھے عثمان بن عفانؓ کے  
کہ عثمانؓ نے ایک دن اچھی طرح وضو کیا پھر کہا کہ میں نے رسول  
اللہ ﷺ کو دیکھا آپ نے وضو کیا اچھی طرح بعد اس کے فرمایا جو  
فحش اس طرح وضو کرے بعد اس کے مسجد میں جائے لیکن نماز  
ہی کے لیے اٹھے (یعنی اور کوئی کام کی نیت نہ ہو بلکہ خالص نماز ہی  
کے قصد سے اٹھے) تو اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

۵۴۹- حضرت عثمان بن عفانؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا  
میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے جو فحش نماز کے  
لیے پورا وضو کرے پھر فرض نماز کے لیے مسجد کو چلے اور لوگوں  
کے ساتھ یا جمعہ سے یا مسجد میں نماز پڑھے تو اللہ اس کے گناہ  
بخش دے گا۔

۵۵۰- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پانچوں  
نمازیں اور جمعہ جمعہ تک کفارہ ہیں ان گناہوں کا جو ان کے بیچ میں  
ہوں جب تک کبیرہ گناہ نہ کرے۔

۵۵۱- ابو ہریرہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ پانچوں نمازیں اور جمعہ  
تک کفارہ ہو جاتے ہیں ان گناہوں کا جو ان کے بیچ میں  
ہوں۔

۵۵۲- ابو ہریرہؓ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ پانچوں نمازیں اور جمعہ  
جمعہ تک اور رمضان رمضان تک کفارہ ہو جاتے ہیں ان  
گناہوں کا جو ان کے بیچ میں ہوں بشرطیکہ کبیرہ گناہوں  
سے بچے۔

بَابُ لَذِكْرِ الْمُسْتَحَبِّ عَقِبَ الْوُضُوءِ

۵۵۳- عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَتْ عَنِّي رَعِيَّةُ الْبَاهِلِ مَخَاءَتُ مَوْثِي مَرَرْتُهَا بِغُضِيٍّ فَأَقْرَبْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَبَا يُحَدِّثُ النَّاسَ فَاذْكُرْتُ مِنْ قَوْلِهِ (( مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ وَضُوءَهُ ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّي وَكَعْضِ مَقْبَلٍ عَلَيْهِمَا بَقْلِهِ وَوَجْهِهِ إِلَّا وَجَّهَتْ لَهُ الْجَنَّةُ )) قَالَ فَقُلْتُ مَا أُحَرِّدُ هَبْهُ فَبَدَأَ بِي بِذِي يَقُولُ الَّتِي قُبِلَ مِنْهَا الْخُودُ فَصُرْتُ فَبَدَأَ غَيْرُ قَالَ بَنِي قَدْ رَأَيْتُ جَنَّتَ أَمَّا قَالَ (( مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُتْلِفُ أَوْ يَتَسَبَّحُ الْوُضُوءَ ثُمَّ يَقُولُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ إِلَّا فَتَحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَّةِ يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ ))

۵۵۴- عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ النَّخَعِيِّ أَدْرَأَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَذَكَرَ بِشَأْنِ غَيْرِ تَبَهُ مَا (( مَنْ تَوَضَّأَ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَخَدَهُ لَا خَرِيفَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ ))

باب وضو کے بعد کیا پڑھنا چاہیے

۵۵۳- عقد بن عامر سے روایت ہے ہم لوگوں کو وٹ چرائے کا کام تھا۔ میری باری آتی تو میں اونٹوں کو چرا کر شام کو انکے رہے کی جگہ لے کر آیا تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے لوگوں کو وعظ سنا رہے ہیں آپ نے فرمایا جو مسلمان اچھی طرح سے وضو کرے پھر کھڑا ہو کر دو رکعتیں پڑھے اپنے دل کو اور منہ کو لگا کر (یعنی ظاہر اور باطن متوجہ رہے نہ دل میں اور کوئی دنیا کا خیال لائے نہ منہ اور لہر پھرائے) اس کے لیے جنت واجب ہو جائے گی۔ میں نے کہا کیا عمدہ بات فرمائی (اس کا ثواب اس قدر بڑا ہے اور محنت بہت کم ہے) ایک شخص میرے سامنے تھادہ بولا پہلی بات اس سے بھی عمدہ تھی۔ میں نے دیکھا تو وہ عمرؓ تھے انھوں نے کہا میں سمجھتا ہوں تو بھی آیا آپ سے فرمایا جو کوئی تم میں سے وضو کرے اچھی طرح پورا وضو پھر کہے اشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمدًا عبدہ ورسولہ جتنی گواہی دینا ہوں میں کوئی عبادت کے لائق نہیں سوائے اللہ کے اور محمدؐ اس کے بندے ہیں اور بھیجے ہوئے ہیں کھولے جائیں گے اس کے لیے جنت کے آسمانوں دروازے جس میں سے چاہے جائے۔

۵۵۴- اس سند سے بھی مذکور بالا حدیث مروی ہے۔

(۵۵۳) وضو کے بعد یہ کلمہ پڑھنا مستحب ہے بلا تعلق در تہذیب کی روایت میں اس کے بعد اتنا اور زیادہ ہے اللهم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المطہرین۔ اور سائی نے اپنی کتاب عمل الیوم واللیلہ میں روایت کیا ہے سبحانک اللہم اشہد ان لا الہ الا انت وحدک لا شریک لک استغفرک واتوب الیک۔ ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ غسل کے بعد بھی ان کا پڑھنا مستحب ہے۔ (نوی)



## باب آخر فی صفة الوضوء علیہ السلام

## دوسرا باب : وضو کی ترکیب میں

۵۵۵- عن عبد اللہ بن رزید بن عاصم  
التصاریق و کانت نہ صحتہ فان عمل له بوضوء  
سا وضوء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
فدعا یونہ فاکتھا بہا عی یدہو فغسلہا ثلاثا  
ثم ادخل یدہ واستخرجہا فمضمص و شفق  
من کف و احدہ فعمل بہا ثلاثا ثم ادخل یدہ  
واستخرجہا فغسل وجہہ ثلاثا ثم ادخل یدہ  
واستخرجہا فعمل یدہ بالی لخمرفقین مرتین  
مرتین ثم ادخل یدہ واستخرجہا فمسح برأسہ  
فأقبل یمینہ وأدبر ثم غسل برجلہ ای الکتفین

۵۵۵- عبد اللہ بن زید بن عاصم انصاری سے روایت ہے وہ  
صحابی تھے ان سے لاگوں نے کہا کہ ہم کو رسول اللہ ﷺ کا وضو  
کر کے بتاؤ انھوں نے ایک برتن (پانی کا) منگو لیا اس کو جھکا کر پیسے  
دونوں ہاتھوں پر پانی ڈالا۔ اس سے معلوم ہوا کہ وضو کے شروع  
میں دونوں ہاتھ چنبچوں کا دھونا مستحب ہے پانی میں ہاتھ ڈالنے  
سے پہلے اور دھویاں کو تین بار پھر ہاتھ برتن کے اندر ڈالا اور باہر  
لکا اور ایک ہی چلو سے کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا تین بار ایسا کیا  
پھر ہاتھ ڈالا اور باہر نکالا اور منہ کو تین بار دھویا (بخاری کی روایت  
میں ہے دونوں چلوں کا پانی لیا اور تین بار منہ دھویا) پھر برتن میں  
ہاتھ ڈالا اور باہر نکالا اور اپنے دونوں ہاتھ کہنیوں تک دو دو بار

(۵۵۵) اور ایک روایت میں صحیح بخاری کی ان عبارتوں سے یوں آتا ہے کہ ہاتھ دال کر ایک چلو یا پھر اس کو دوسرے ہاتھ پر جھکایا اور منہ  
دھویا اور ان عبارتوں نے کہا میں نے رسول اللہ کو ایسا ہی دیکھا اور سنن ابوداؤد اور بیہقی میں حضرت علی سے روایت ہے کہ دونوں  
ہاتھ برتن میں ڈالے اور پانی کا چلو لے کر منہ پر مارا تو اس حدیثوں میں کسی میں ایک ہاتھ ڈالنا منقول ہے اور کسی میں دو ہاتھ ڈالنا اور کسی میں ایک  
ہاتھ کے ساتھ دوسرے کو ملا لینا یہ تین صورتیں ہیں لیکن صحیح اور مشہور یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں سے منہ کو پانی پوے تاکہ منہ اچھی طرح دھویا  
جائے ایسا ہی کہا امام شافعی اور حنفی نے۔ ہمارے اصحاب نے کہا کہ منہ دھونے میں اوپر کی جانب سے شروع کرے۔ (نوری)

نودی نے کہا اس حدیث سے یہ بات نکلی کہ ایک عضو کو دوسرا اور ایک کو تین بار دھونا درست ہے اور شاید یہ جواز کے لیے ہو۔ نودی  
نے کہا سر کے مسح میں دونوں ہاتھوں کا سامنے سے لے جانا اور پھر پیچھے سے دھونے کے لیے آٹا یہ مستحب ہے بالفاظ علامہ اس لیے کہ ایسا کرنے سے  
سارے سر پر ہاتھ بھر جاتا ہے۔ ہمارے اصحاب نے کہا یہ اس شخص کے لیے جس کے سر پر بال ہوں کھینے ہوئے اور اگر بال نہ ہو یا جوڑا بندھا ہو تو  
دو بار ہاتھ سے یا۔ کا کوئی قاعدہ نہیں اور اس حدیث سے یہ بات نہیں نکلی ہے کہ سارے سر کا مسح واجب ہے اس لیے کہ اس میں کمال  
کامیابی ہے۔ وجوب کا۔

وضو اور غسل میں علاوہ ان نوب کے دینا ہی فائدہ بہت ہیں۔ اطباء نے کہا ہے کہ نساں کے بدن پر جو روز گرد و غبار ایسا جتنا  
ہے جس کی وجہ سے مہلات بدن کے بند ہو جاتے ہیں اس میں کچیں کو صاف کرنا حفظ صحت کے لیے نہایت ضروری ہے۔ شریعت محمدیہ نے  
ایسا عمدہ قاعدہ، ماحول صحت کی وجہ سے نساں کو دوسرے تیسرے ہفتے ہر روز ایک بار غسل کرنا پڑتا ہے جنابت کا جس کا جیسے نفاں  
کا غسل عید کا غسل اور چونکہ ہر روز غسل کی رقت تھی اور ضرورت بھی نہ تھی اس وجہ سے سارا بدن آدمی کا اس سے ڈھکا رہتا ہے اکثر منہ  
اور دونوں ہاتھ اور پاؤں کھلے رہتے ہیں تو اس کو صاف رکھنے کے لیے وضو مقرر کیا۔ سب پاؤں بار بار دھویا اور ایک بار تو روز وضو میں ان اعضاء  
کو دھونا ہو گا جہت اگر پاؤں مودوں میں چپے ہوئے ہوں تو ہر بار دھونا اس کا ضروری نہیں بلکہ تقیم کو دن رات میں ایک بار اور مسافر کو تین دن  
میں ایک بار کافی ہے۔ اب وضو کے شروع میں تین ہاتھ پانی کی آزمائش کے لیے مقرر کیے ہاتھ چنبچوں تک دھونا رنگ و روایت ہے

دھوئے پھر ہاتھ ڈال برتن میں اور باہر نکال اور سر پر مسح کیا یہاں  
دونوں ہاتھوں کو سامنے سے لے گئے پھر پیچھے سے لے گئے پھر  
دونوں پاؤں دھوئے ٹخنوں تک بعد اس کے کہ رسول اللہ ﷺ اسی  
طرح وضو کرتے تھے۔

۵۵۶- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے آئی ہے مگر اس میں کعبی کا  
ذکر نہیں۔

۵۵۷- عمرو بن ابی سے اسی اسناد سے روایت ہے اس میں یہ ہے  
کہ کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا تین بار اور یہ نہیں کہا کہ ایک چلو  
سے اور آگے سے لے گئے اور پیچھے سے لے گئے کے بعد اتنا زیادہ  
کیا کہ پہلے سر کا مسح آگے سے شروع کیا اگدی تک لے گئے پھر  
پھیر کر لائے دونوں ہاتھوں کو اسی مقام پر جہاں سے شروع کیا تھا  
اور دونوں پاؤں دھوئے۔

۵۵۸- عمرو بن ابی سے بھی کچھ کی روایت ہے مذکورہ بالا حدیث  
منقول ہے۔

۵۵۹- عبد اللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
انھوں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ نے وضو کیا  
پھر کلی کی پھر ناک میں پانی ڈالا پھر منہ دھویا تین بار اور داہنا ہاتھ

ثُمَّ قَالَ مَكَدَ كَدَ وَصُوءَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۵۵۶- عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَىٰ بِهَذَا الْإِسَادِ  
نَحْوَهُ وَكَمْ يَذْكُرُ الْفَكَهِي

۵۵۷- عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَىٰ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
بِهَذَا الْإِسَادِ وَقَالَ مَمْنُوعٌ وَاسْتَشْفَرْنَا نَافَا وَنَمْ  
يَقُلُ مِنْ كَفٍّ وَاحِدٍ رَزَاذُ بَعْدَ قَوْلِهِ فَأَقْبَلَ بِيَمَانِهِ  
وَأَدْبَرَ بِيَدَايِهِ ثُمَّ دَهَبَ بِهَذَا إِلَى قَعْدَةٍ  
ثُمَّ رَدَّهَا حَتَّى رَجَعَ إِلَى الْمَكَادِ الَّتِي بَدَأَ  
مِنْهُ وَعَسَلَ رِجْلَيْهِ

۵۵۸- عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَىٰ بِهَذَا الْإِسَادِ  
وَأَقْصَى الْحَدِيثِ وَقَالَ يَوْمَ مَمْنُوعٌ وَاسْتَشْفَرْنَا  
وَأَسْتَشَرْنَا مِنْ ثَلَاثِ عَرَفَابٍ وَقَالَ أَيْضًا مَمْنُوعٌ  
بِرَأْسِهِ فَأَقْبَلَ بِهِ وَأَدْبَرَ مَرَّةً وَاحِدَةً قَالَ بَهْرُ أُمْلَى  
عَلَيْهِ وَفَيْبُ هَذَا الْحَدِيثِ وَ قَالَ وَهَيْبُ أُمْلَى  
عَلَيْهِ عَمْرُو بْنُ يَحْيَىٰ هَذَا الْحَدِيثُ مَرَّتَيْنِ

۵۵۹- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رِثْدَانَ عَاصِمِ الْمَدَنِيِّ  
بَذَكَرَ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْضُو  
مَمْنُوعٌ ثُمَّ اسْتَشْفَرَ ثُمَّ عَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلَاثًا وَبَدَأَ

لہ کرنے کے لیے اور کلی مرہ دریافت کرنے کے لیے اور ناک میں پانی ڈالنا بد روایت کرے کے لیے۔ یہی پانی کے تینوں اوصاف ہیں جن کا  
ریکارڈ طہارت کے لیے ضروری ہے۔

(۵۵۷) شیعوں نے پاؤں کے دھونے کے عوض اس کا مسح معمول کیا ہے حالانکہ پاؤں پر جس قدر گرد و عہد پڑتا ہے اور یہی موت کے تھتے  
کا احتمال ہو تا ہے مگر اور ہاتھوں پر اتنا نہیں پھر ان کا دھونا ہی مقتضائے عقل ہے اور یہی ثابت ہے احادیث صحیحہ مشہورہ سے اور ملف یہ کہ جب  
پاؤں سوروں میں ہوں تو موروں پر مسح کو ناجائز قرار دیں اور جب پاؤں نکلا ہو تو اس کو دھونا ضروری نہ سمجھیں۔



تین بار اور پیاں ہاتھ تین بار اور سر پر مسح کیا نیا پانی سے کر رہ اس پانی سے جو ہاتھ میں لگا تھا اور دونوں پاؤں دھوئے یہاں تک کہ ان کو صاف کیا۔

باب ناک میں پانی ڈالنا اسی طرح استنجاء کرنا طاق مرتبہ بہتر ہے

۵۶۰- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی تم میں سے پاخانہ کی جگہ کو ڈھیلوں سے صاف کرے تو طاق ڈھیلوں سے صاف کرے اور جب کوئی تم میں سے وضو کرے تو ناک میں پانی ڈالے پھر ناک چھٹکے۔

۵۶۱- امام بن مہب سے روایت ہے ابو ہریرہؓ سے حضرت رسول اللہ ﷺ سے سن کر یہ حدیثیں ہم سے یہاں کہیں پھر اٹھوں نے ذکر کیا کئی حدیثوں کو ایک ان میں سے یہ بھی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی تم میں سے وضو کرے تو دونوں نگوں کو صاف کرے پانی سے پھر ناک چھٹکے۔

۵۶۲- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص وضو کرے تو ناک میں پانی ڈالے اور جو شخص استنجا کرے تو طاق بار کرے۔

۵۶۳- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مذکور ہے۔

ثَلَاثِي ثَلَاثٍ وَالْأُخْرَى ثَلَاثٌ وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ بَعْدَ غُيُوبِ يَدَيْهِ وَغَسَّ رَأْسَهُ حَتَّى أَتَقَاهُ فَإِنْ أَتَى الطَّهْرَ حَتَّى أَتَى وَغَسَّ عَنْ عُمُرِهِ فِي الْحَارِبِ

بَابُ الْإِيتَارِ فِي السُّبْتَارِ

وَالِاسْتِجْمَارِ

۵۶۰- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَسُوعُ بِهِ السِّيَّ صَنِىَ اللَّهُ عَنْهُ وَسَلَّمَ قَالَ (( إِذَا اسْتَجْمَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَجْمِرْ وَتَرًا وَإِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ فِي أَنْفِهِ مَاءً ثُمَّ لِيَسْتَنْشِفْ ))

۵۶۱- عَنْ مَعْمَرِ بْنِ سُلَيْمٍ قَالَ سَمِعْتُ مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَنُوبٍ اللَّهُ صَنِىَ اللَّهُ عَنْهُ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَنِىَ اللَّهُ عَنْهُ وَسَلَّمَ (( إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَنْشِفْ بِمِنْحَرَيْهِ مِنَ الْمَاءِ ثُمَّ لِيَسْتَنْشِفْ ))

۵۶۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَنِىَ اللَّهُ عَنْهُ وَسَلَّمَ قَالَ (( مَنْ تَوَضَّأَ فَلْيَسْتَنْشِفْ ))

۵۶۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَنِىَ اللَّهُ عَنْهُ وَسَلَّمَ قَالَ (( مَنْ تَوَضَّأَ فَلْيَسْتَنْشِفْ ))

(۵۶۰) یہی تین بار پانی سے دھو کر اور سر پر مسح کرنا اور پانی سے کر رہ اس پانی سے جو ہاتھ میں لگا تھا اور دونوں پاؤں دھوئے یہاں تک کہ ان کو صاف کیا۔ (۵۶۱) امام بن مہب سے روایت ہے ابو ہریرہؓ سے حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی تم میں سے پاخانہ کی جگہ کو ڈھیلوں سے صاف کرے تو طاق ڈھیلوں سے صاف کرے اور جب کوئی تم میں سے وضو کرے تو ناک میں پانی ڈالے پھر ناک چھٹکے۔ (۵۶۲) ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص وضو کرے تو ناک میں پانی ڈالے اور جو شخص استنجا کرے تو طاق بار کرے۔ (۵۶۳) مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مذکور ہے۔

(۵۶۱) یہی تین بار پانی سے دھو کر اور سر پر مسح کرنا اور پانی سے کر رہ اس پانی سے جو ہاتھ میں لگا تھا اور دونوں پاؤں دھوئے یہاں تک کہ ان کو صاف کیا۔ (۵۶۲) ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص وضو کرے تو ناک میں پانی ڈالے اور جو شخص استنجا کرے تو طاق بار کرے۔ (۵۶۳) مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مذکور ہے۔

۵۶۴- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی جاگے تو تاک جھٹکے تین بار اس لیے کہ شیطان اس کے ہاتھ پر رہتا ہے یا تاک میں۔

۵۶۵- چار بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے استنجا کرے تو طاق بار کرے۔

باب : پورا پاؤں دھونا واجب ہے

۵۶۶- ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کے جس دن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے انتقال کیا تو انھوں نے وضو کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے عبدالرحمن وضو کو پورا کرو میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے خرابی ہے ایڑیوں والوں کے لیے جہنم کی آگ ہے۔

۵۶۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (( إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ مَنَامِهِ فَلْيَسْتَجِيرْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَبْسُ عَلَى خِيَابِيمِهِ )) .

۵۶۵- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( إِذَا سَجَّعْتُمْ أَحَدَكُمْ فَلْيُورِثْ )) .

بَابُ وَجُوبِ غَسْلِ الرَّجُلَيْنِ بِكَمَالِهِمَا

۵۶۶- عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ تَوُفِّيَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ مَدَّ يَدَيْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ مُوَضَّعًا عِنْدَهَا فَقَالَتْ يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ أَسْبِغِ الْوُضُوءَ لِأَبِي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ (( وَبِئْ لِدَغْطَابٍ مِنَ النَّارِ )) .

(۵۶۴) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی جاگے تو تاک جھٹکے تین بار اس لیے کہ شیطان اس کے ہاتھ پر رہتا ہے یا تاک میں۔

(۵۶۵) چار بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے استنجا کرے تو طاق بار کرے۔

(۵۶۶) ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کے جس دن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے انتقال کیا تو انھوں نے وضو کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے عبدالرحمن وضو کو پورا کرو میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے خرابی ہے ایڑیوں والوں کے لیے جہنم کی آگ ہے۔

(۵۶۷) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے استنجا کرے تو طاق بار کرے۔

(۵۶۸) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے استنجا کرے تو طاق بار کرے۔

(۵۶۹) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے استنجا کرے تو طاق بار کرے۔

(۵۷۰) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے استنجا کرے تو طاق بار کرے۔

(۵۷۱) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے استنجا کرے تو طاق بار کرے۔

(۵۷۲) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے استنجا کرے تو طاق بار کرے۔

(۵۷۳) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے استنجا کرے تو طاق بار کرے۔

(۵۷۴) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے استنجا کرے تو طاق بار کرے۔

(۵۷۵) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے استنجا کرے تو طاق بار کرے۔

(۵۷۶) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے استنجا کرے تو طاق بار کرے۔

(۵۷۷) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے استنجا کرے تو طاق بار کرے۔

(۵۷۸) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے استنجا کرے تو طاق بار کرے۔

(۵۷۹) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے استنجا کرے تو طاق بار کرے۔

(۵۸۰) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے استنجا کرے تو طاق بار کرے۔

۵۶۷- عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ مَوْلَى شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ حَدَّثَنَا أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ فَذَكَرَ عَنْهَا عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.

۵۶۸- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي نَكْرٍ فِي حِوَارِهِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ مَعْرُوفًا عَلَى بَابِ حِجْرَةِ عَائِشَةَ فَذَكَرَ عَنْهَا عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.

۵۶۹- عَنْ سَالِمِ مَوْلَى شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ قَالَ كُنَّا أَنَا مَعَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَذَكَرَ عَنْهَا عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.

۵۷۰- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ رَجَعْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِمَاءٍ بِالطَّرِيقِ نَعْمَلُ قَوْمٌ عِنْدَ الْعَصْرِ فَوَضُّوْهُ وَهُمْ عِجَالٌ فَأَنْتَهَبُ إِلَيْهِمْ وَأَغْفَاهُمْ تَبْرُحُ ثُمَّ يَمْسُهَا الْمَاءُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( وَثِلٌ لِمَا عَقَابَ مِنَ النَّارِ أَسْبَغُوا الْوُضُوءَ )).

۵۷۱- عَنْ مَنْصُورِ بْنِ الْإِسَادِ وَابْنِ أَبِي حَدِيثِ شُعْبَةَ (( أَسْبَغُوا الْوُضُوءَ )) وَفِي حَدِيثِهِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ النَّخَعِيِّ النَّخَعِيِّ.

۵۷۲- عَنْ شَدَّادِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ نَحْنُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ سَافَرْتَاهُ فَأَذْرَكَا وَهَذَا حَضَرَتْ مَسَاءَ الْعَصْرِ فَجَعَلْنَا نَمْسُحُ عَلَى أَرْجُلِ مَنَادَى (( وَثِلٌ لِمَا عَقَابَ مِنَ النَّارِ )).

۵۷۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا لَمْ يَحْمِلْ عَقِبَتَهُ فَقَالَ

۵۶۷- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۵۶۸- چند الفاظ کے فرق کے ساتھ مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۵۶۹- نو پر داں حدیث کی طرح یہاں بھی چند مختلف الفاظ کے ساتھ یہ حدیث آئی ہے۔

۵۷۰- عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ سے مدینہ کو لوٹے۔ راہ میں ایک جگہ پانی ملا عصر کی نماز کا وقت ہو گیا تھا لوگوں نے جدی جدی وضو کیا۔ ہم جو ان کے پاس پہنچے تو ان کی ایڑیوں کو دھو کر معلوم ہوتا تھا کہ ان پر پانی نہیں لگا تھا۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خرابی ہے ایڑیوں کی آگ سے۔ پورا کر دو وضو کرو۔

۵۷۱- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی آئی ہے۔ شعبہ کی حدیث میں ”اسبغوا الوضوء“ کے الفاظ ہیں۔

۵۷۲- عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ ہم سے چھٹ گئے ایک سفر میں پھر آپ نے پیاہم کو اور عصر کی نماز کا وقت آگیا تھا۔ ہم مسح کرنے لگے اپنے پاؤں پر۔ آپ نے پکارا۔ خرابی ہے ایڑیوں کی جہنم کی آگ سے۔

۵۷۳- ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جس نے وضو میں اپنی بڑی کبلیں دھو لی تھیں تو فرمایا خرابی

(( وَتِلْ لِلْعُقَابِ مِنَ النَّارِ ))

ہے ایڑیوں کی جہنم کی آگ سے۔

۵۷۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ رَأَى قَوْمًا يَتَوَضَّئُونَ مِنَ الْمَطْهَرِ فَقَالَ أَسْتَبْعُوا الرُّصُوءَ فَإِنِّي سَبَعْتُ أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ (( وَتِلْ لِلْعُقَابِ مِنَ النَّارِ ))

۵۷۴- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگوں کو دیکھا ہاتھ سے وضو کر رہے تھے تو کہا پورا کرو وضو کو کیوں کہ میں نے سنا ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے قربی ہے کوچوں کو آگ سے۔

۵۷۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ (( وَتِلْ لِلْعُقَابِ مِنَ النَّارِ ))

۵۷۵- ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قربی ہے ایڑیوں کی آگ سے۔

بَابُ وَجُوبِ اسْتِيعَابِ جَمِيعِ اُجْرَاءِ

باب: وضو میں تمام اعضا کا جو بآپورا

مَحَلَّ الطَّهْرَةِ

دھونے کا بیان

۵۷۶- عَنْ حَابِرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَنَّ رَجُلًا مَوَّصًا مَتَرًا مَوْضِعَ ظَهْرِ عَنِي قَدِيمٍ فَأَبْصَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ (( اَرْجِعْ فَأَخْسِنْ وَضُوءَكَ لَمْ يَجْعَلْ )) ثُمَّ صَلَّى

۵۷۶- حابر سے روایت ہے کہ مجھ سے بیان کیا حضرت عمرؓ نے ایک شخص نے وضو کیا اور ناخن برابر اپنے پاؤں میں سوکھا چھوڑ دیا رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھا تو فرمایا جا اور اچھی طرح وضو کر کے آؤ۔ لوٹ گیا پھر آکر نماز پڑھی۔

بَابُ حُرُوجِ الْخَطَايَا مَعَ فَاءِ

باب: وضو کے پانی کے ساتھ گناہوں کے دور

الرُّصُوءِ

ہونے کا بیان

۵۷۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (( إِذَا

۵۷۷- ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب بندہ مسلمان یا مومن (یہ شک ہے راوی کا) وضو کرتا ہے اور منہ

(۵۷۶) میں لوہی نے کہا اس حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ اگر وضو میں ایک درہم مقام بھی خس کا دھوا جب ہے سوکھا چھوڑ دے تو وضو درست ہوگا۔ اس پر سب کا اتفاق ہے لیکن تخمین میں اگر کوئی حصہ نہ کا چھوڑ دے اور اس پر ہاتھ نہ پھیرے تو اس میں اختلاف ہے ہمارا اور محمود علیہ السلام یہ ہے کہ تخمین درست ہوگا جیسے وضو درست ہوگا اور ابو حنیفہ سے اس میں تین روایتیں ہیں ایک تو یہ کہ اگر آدمی سے کم چھوڑ دے تو درست ہو جائے گا۔ دوسری یہ کہ درم سے کم چھوڑ دے تو درست ہو جائے گا۔ تیسری یہ کہ اگر چوتھائی سے کم چھوڑ دے تو درست ہو جائے گا۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی نہ جان کر ایسا کرے تب بھی اس کی طہارت صحیح ہوگی اور جو شخص جامل ہو اس کو رسی سے سمجھانا چاہیے۔ اور بعض لوگ دیکھ لے ہیں اس حدیث سے کہ دونوں پاؤں کا دھونا واجب ہے اور مسح کافی نہیں اور قاضی حیاض نے ریل کیا ہے اس حدیث کو مواء بھی ہے درپے وضو کرنے کے وجوب پر اس سے کہ آپ نے اچھی طرح وضو کیا اور یہ کہیں حکم دیا کہ صرف سوکھا ہو وہ گویا اسی مقام کو دھو لے حالانکہ یہ مستدرس ضعیف ہے یا باطل ہے اس لیے کہ اچھی طرح وضو کرے کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ اسی وضو کو پورا کر دے۔ (انجلی)

تَوَضُّأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ أَوْ الْمُؤْمِنُ فَعَسَلَ وَخَفَهُ خَرَجَ مِنْ وَجْهِهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ نَظَرَ إِلَيْهَا بَعِيَهُ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ إِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ كَانَ بَطِشْتُهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ إِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَتْ كُلُّ خَطِيئَةٍ مَشَتْهَا رِجْلَاهُ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ حَتَّى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِنَ الذُّنُوبِ ۝

۵۷۸- عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عُمَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( مِنْ تَوَضُّأٍ فَأَحْسَنُ الْوُضُوءِ خَرَجَتْ خَطِيئَةٌ مِنْ جَسَدِهِ حَتَّى يَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَرِهِ ))

بَابُ اسْتِعْجَابِ إِطَالَةِ الْغُرَّةِ وَالتَّحْجِيلِ فِي الْوُضُوءِ ۲

۵۷۹- عَنْ نَعِيمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْمُصَنِّبِ قَالَ رَأَيْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَتَوَضَّأُ فَعَسَلَ وَخَفَهُ مَا سَعِ الْوُضُوءُ ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُسْرَى حَتَّى أَشْرَعَ يَدَهُ

دھوتا ہے تو اس کے سر سے وہ سب گناہ (صغیرہ) نکل جاتے ہیں جو اس نے آنکھوں سے کئے پانی کے ساتھ یا آخری قطرہ کے ساتھ (جو سر سے گرتا ہے یہ بھی شک ہے رووی کا) پھر جب ہاتھ دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں میں سے ہر ایک گناہ جو ہاتھ سے کیا تھا پانی کے ساتھ یا آخری قطرہ کے ساتھ نکل جاتا ہے۔ پھر جب پاؤں دھوتا ہے تو ہر ایک گناہ جس کو اس نے پاؤں سے چل کر کیا تھا پانی کے ساتھ یا آخری قطرہ کے ساتھ نکل جاتا ہے یہاں تک کہ سب گناہوں سے پاک صاف ہو کر نکلتا ہے۔

۵۷۸- حضرت عثمان بن عفان سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اچھی طرح وضو کرے تو اس کے گناہ بدن سے نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ ہاتھوں کے نیچے سے بھی نکل جاتے ہیں۔

باب منہ کو زیادہ دھونا اس قدر کہ سر کے سامنے کا حصہ بھی دھل جائے اسی طرح ہاتھوں اور پاؤں کو کہنیوں اور ٹخنوں کے پار تک دھونا مستحب ہے

۵۷۹- نعیم بن عبد اللہ مجمر سے روایت ہے کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا دھو کر تے ہوئے انھوں نے سر دھویا تو اس کو پورا دھویا پھر راجتا ہاتھ دھویا یہاں تک کہ بار دہکا

۱۔ نووی نے کہا اس حدیث سے بھی دھونا ہے روافض کا جو پاؤں پر مسح کرتے ہیں۔

۲۔ نووی نے کہا علماء نے اختلاف کیا ہے کہ مستحب کہاں تک دھونا ہے بعضوں نے کہا کہنیوں اور ٹخنوں سے بڑھ کر دھونا چاہیے۔ کہنا بڑھائے اس کی کوئی حد نہیں۔ بعضوں نے کہا آدھے بازو تک مستحب ہے اسی طرح ہنڈی تک بعضوں نے کہا سونڈھوں تک دھونا مستحب ہے اور اس باب میں جو حد پیش ہو کہ ہیں وہ اس بات کی تائید کرتی ہیں اور یہ جو امام ابو الحسن بن ابی بکر اور قاضی حاض نے دعویٰ کیا ہے کہ کہنی اور ٹخنے سے بڑھانا اتفاق علماء مستحب نہیں ہے یہ دعویٰ باطل ہے اور کیا کر یہ دعویٰ صحیح ہو گا جب رسول اللہ ﷺ پر یہ روئے اس کے خلاف ثابت ہے اور ہمارا مذہب یہی ہے تو ان حدیثوں سے ثابت ہے اور جس نے خلاف کیا ہے اس پر یہ حدیثیں حجت ہیں اور یہ جو ایک حدیث میں مروی ہے کہ جس نے اس سے بڑھایا گھٹایا تو اس نے برکات اور عظیم کی۔ مراد اس سے تعدد میں بڑھانا اور گھٹانا ہے۔ انھیں

ایک حصہ دھویا پھر سر کا مسح کیا پھر سیدھا پاؤں دھویا تو پٹنڈی کا بھی ایک حصہ دھویا پھر بایاں پاؤں دھویا یہاں تک کہ پٹنڈی کا بھی ایک حصہ دھویا پھر کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی دھو کرتے ہوئے دیکھا ہے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہاری پیشینیاں اور ہاتھ پاؤں سفید (وراثی) ہوں گے قیامت کے دن دھو پورا کرنے کی وجہ سے۔ پھر جو کوئی تم میں سے اپنے سر اور ہاتھ پاؤں کا دھونا بڑھا سکے تو بڑھا لے۔

۵۸۰۔- نعیم بن عبد اللہ سے روایت ہے انھوں نے دیکھا ابو ہریرہؓ کو دھو کرتے ہوئے انھوں نے منہ دھویا اور دونوں ہاتھ دھوئے یہاں تک کہ مونڈھوں تک پہنچ گئے پھر دونوں پاؤں دھوئے یہاں تک کہ پٹنڈیوں تک پہنچ گئے۔ بعد اسکے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے میری امت کے لوگ قیامت کے روز سفید منہ اور سفید ہاتھ پاؤں والے ہو کر آویں گے دھو کے نشان سے پھر جو کوئی تمہیں سے اپنے منہ کو زیادہ دھو سکے وہ دھوے۔

۵۸۱۔- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا حوض اتنا بڑا ہے جیسے عدن سے ایلہ اس سے بھی زیادہ اس کا پانی برف سے زیادہ سفید اور شہد دودھ سے زیادہ ٹٹھا ہے اور اس پر جو برتن رکھے ہوئے ہیں وہ شہد میں تاروں سے زیادہ ہیں اور میں لوگوں کو روکوں گا اس حوض سے جیسے کوئی دوسرے کے اونٹوں کو اپنے حوض سے روکتا ہے لوگوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہم کو پہچان لیں گے اس دن؟ آپ نے فرمایا ہاں تمہارا نشان ایسا ہو گا جو سوا تمہارے کسی امت کے لیے نہ ہو گا۔ تم آؤ گے میرے سامنے سفید ہاتھ پاؤں والے کرو دھو کے طویل سے۔

لَقَدْ سَبَّحَ ثُمَّ يَدُهُ الْيُسْرَى حَتَّى اشْرَعَ فِي الْعَصَدِ ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنَى حَتَّى اشْرَعَ فِي السَّاقِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى حَتَّى اشْرَعَ فِي السَّاقِ ثُمَّ قَالَ هَكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ وَقَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( أَنتُمْ الْغُرُّ الْمُحَجَّلُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ إِتْبَاعِ الْوُضُوءِ فَمَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ فَلْيُطِلْ غُرَّتَهُ وَتَحَجَّلْهُ ))

۵۸۰۔- عَنْ نَعِيمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ رَأَى أَبَا هُرَيْرَةَ يَتَوَضَّأُ فَغَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنَى حَتَّى كَادَ يَتَلَعُ الْفُكَيْيْنِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى حَتَّى رَفَعَ إِلَى السَّاقِ ثُمَّ قَالَ سَبَّحْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ (( إِنَّ أُمَّتِي يَأْتُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنْ آثَرِ الْوُضُوءِ فَمَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يُطِيلَ غُرَّتَهُ فَلْيُطِلْ ))

۵۸۱۔- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (( إِنَّ حَوْصِي أَتَعَدُّ مِنْ آيَةِ مَنْ عَدَدٍ لَهُوَ أَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ التَّلَاجِ وَأَخْلَى مِنَ لَعَسِ بَالْتِينَ وَلَآيَتُهُ أَكْثَرُ مِنْ عَذْبِ الْجُحُومِ وَإِنِّي لَأَصِدُّ النَّاسَ عَنْهُ كَمَا يَصِدُّ الرَّجُلُ إِبِلَ النَّاسِ عَنْ حَوْصِهِ )) قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتَعْرِفُ يَوْمَئِذٍ قَالَ (( نَعَمْ لَكُمْ سِمَاتٌ لَيْسَتْ لِأَحَدٍ مِنَ الْأُمَمِ تَبْدُونَ عَنِّي غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنْ آثَرِ الْوُضُوءِ ))

۵۸۶- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( مَوْدُ عَلِيٍّ أَثْبَتِي الْحَوْضَ وَإِنَّ أَذْوَدَ النَّاسِ عِنْدَ كُنْهٍ يَدْرُدُ الرَّجُلُ بِلِ الرَّجُلِ عَنْ إِبْنِهِ )) قَالُوا يَا سَيِّدُ اللَّهِ أَنْتَ عَرَفْنَا قَالَتْ (( نَعَمْ لَكُمْ سَيِّدًا لَيْسَتْ لِأَحَدٍ غَيْرِكُمْ تَرَوْنَ عَمِيَّ عُرًّا مُخَجَّلِيٍّ مِنْ آثَارِ الْوُضُوءِ وَالْيَصْدُوقِ عَنِي طَائِفَةٌ مِنْكُمْ فَلَا يَصَلُّونَ فَأَقُولُ يَا رَبِّ هَؤُلَاءِ مِنْ أَصْحَابِي قَبِيحِي فَلَا تَقْبَلْهُمْ قَالُوا قَبُولُ وَهَلْ تَذَرِي مَا أُخْبِرُوا بِغَدَاكَ ))

۵۸۶- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت کے لوگ میرے حوض کوثر پر آویں گے اور میں لوگوں کو ہٹاؤں گا اس پر سے جیسے ایک مرد دوسرے مرد کے اونٹوں کو ہٹاتا ہے۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ ہم کو بچیاں بیویں گے؟ آپ نے فرمایا ہاں تمہاری نشانی ایسی ہوگی جو کسی امت کے پاس نہ ہوگی۔ تم آؤ گے میرے پاس سفید پیشانی اور ہاتھ پاؤں لے کر وضو کی وجہ سے اور ایک گردہ روکا جاوے گا میرے پاس آنے سے وہ مجھ تک نہ آسکے گا تب عرض کروں گا کہ اے پروردگار یہ تو میرے لوگ ہیں۔ اس وقت ایک فرشتہ مجھے جواب دے گا تم نہیں جانتے جو ان لوگوں نے تمہارے بعد دین میں نئے نئے کام کئے۔

(۵۸۶) ☆ تواری نے کہا ایک جماعت نے استدلال کیا ہے اس حدیث سے کہ وضو خاص ہے اس امت سے اور بعضوں نے کہا کہ وضو اس امت سے خاص نہیں ہے یہ فضیلت یعنی پیشانی اور ہاتھ پاؤں نورانی ہونا خاص ہو گا قیامت کے دن اس امت سے اور دلیل ان کی دوسری حدیث ہے جس میں یہ ہے کہ نہ میر وضو ہے اور مجھ سے پہلے پیغمبروں کا وضو ہے لیکن اس جماعت نے دو جواب دیے ہیں ایک تو یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور اس کا صحیح مشہور ہے۔ دوسرے یہ کہ اگر اس حدیث کو ماں لیا جائے تو اس سے اسی قدر ثابت ہوتا ہے کہ سگے پیغمبروں کے لیے بھی وضو تھا پر اہل امتوں کے لیے وضو ثابت نہیں ہوتا۔ اچھی

دوسری روایت میں اتنا پراہ ہے یہ سن کر میں کہوں گا تو بھر پور ہے۔ ہو پرے رہو یعنی دور رہو۔ تواری نے کہا غدا سے اس مقام پہ کئی طرح کی باتیں لکھی ہیں پہلی یہ کہ مردان لوگوں سے منافق میں جو اسلام سے پھر گئے تو حلال ہے کہ ان کا حشر اسی نشان کے ساتھ یعنی سفید منہ اور ہاتھ پاؤں کے ساتھ ہو اور رسول اللہ ﷺ کو کچھ کراں لوگوں کو مسلمان سمجھیں۔ اس وقت آپ کو جواب ملے گا کہ یہ لوگ اپنی حالت پر نہیں رہے اور تمہارے بعد دین کے بدل دیا یعنی اسلام پر ان کا حشر نہیں ہوگا دوسرے یہ کہ مردان لوگوں سے وہ لوگ ہیں جو حضرت کے زمانہ میں تھے اور آپ کی حمایت میں مسلمان تھے پھر آپ کے بعد اسلام سے پھر گئے تو رسول اللہ ﷺ کو بچیاں کو بیچاں کر بلا میں گئے کرچہ اس پر وضو کا نشان نہ ہو گا اس وقت جواب ملے گا یہ لوگ تمہارے بعد اسلام سے پھر گئے تھے تیسرے یہ کہ مردان لوگوں سے گناہگار ہیں جن کا حشر تو حیدر ہوگا پر کبیرہ گناہوں اور بدعتوں میں مبتلا تھے لیکن بدعت کفر کے درجہ تک نہیں پہنچی تھی اس صورت میں نہ ضروری نہیں کہ یہ لوگ جہنم ہی میں جاویں بلکہ شاید پہلے یہ سر ہانگے جانے کی ان کو ملے پھر اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے اور وہ حشر میں جاویں بغیر عذاب کے اور یہ بھی ممکن ہے کہ ان کے منہ اور ہاتھ پاؤں سفید نورانی ہوں اور حلال ہے کہ یہ لوگ آپ کے زمانہ کے بھی ہوں اور آپ کے بعد کے بھی ہوں لیکن آپ ان کو نشان سے بچیاں بیویں۔ امام ابن عبد البر نے کہا جو شخص دین میں نئی بات نکالے وہ حوض کوثر سے راندہ جائے گا جیسے راندنی اور خارجی اور تمام کفر اور شر کے ہی طرح وہ لوگ بھی راندے جائیں گے جو ظلم کرتے ہوں لوگوں کے حق، ہاتھ ہوں حق کو مٹاتے ہوں ناحق پھیلاتے ہوں کبیرہ گناہ ملائیے کرتے ہوں اور اس قسم کے سب لوگوں کے لیے بھی ڈر ہے کہ وہ حوض سے راندے جائیں۔ اٹکی۔



۵۸۳- عَنْ حُدَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( إِنْ حَوَّصِي لَأُبْعِدَ مِنْ أَيْمَةِ مِنْ عَدُوِّ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَذَرُهُ عَنْهُ الرُّجَاءَ كُلَّمَا يَلْدُوهُ الرَّجُلُ الْإِبِلَ الْغَرِيْبَةَ عَنْ حَوَّصِيهِ )) قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَتَعَرَّبْتَ قَالَ (( نَعَمْ تَرْدُونَ عَلَيَّ غَرًّا مُحْتَجِلِينَ مِنْ آثَارِ الْوُصُوِّ لَيْسَتْ لِأَحَدٍ غَيْرِكُمْ ))

۵۸۳- حذیفہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرا حوص (تلاش) اتنا بڑا ہے جیسے عدو سے ایملہ (ایک شہر ہے مصر اور شام کے بیچ میں) قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں لوگوں کو وہاں سے ہٹاؤں گا جیسے کوئی دوسرے کے اونٹوں کو اپنے حوص سے ہانکتا ہے۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! آپ ہم کو بچھا نہیں گے؟ آپ نے فرمایا ہاں تم میرے پاس آؤ گے سفید پوشانی سفید ہاتھ پاؤں وضو کے نشان ہوں گے جو تمہارے سوا اور کسی است پر نہ ہو گئے۔

۵۸۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى الْمَقْبَرَةَ فَقَالَ (( السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَإِذَا قَوْمٌ مُؤْمِنُونَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ وَذِدْتُ أَنَا لَذَلِكَ وَأَنَا إِخْوَانًا )) قَالُوا أَوَلَيْسَ إِخْوَانُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ (( أَنْتُمْ أَصْحَابِي وَإِخْوَانُ الْمَدِينِ لَمْ يَأْتُوا بَعْدَ )) فَقَالُوا كَيْفَ نَعْرِفُ

۵۸۴- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ قبرستان میں تشریف لائے تو فرمایا سلام ہے تم پر یہ گھر ہے مسلمانوں کا اور ہم خدا چاہے تو تم سے ملنے والے ہیں میری آرزو ہے کہ ہم اپنے بھائیوں کو دیکھیں (اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک بات کی آرزو کرنا درست ہے جیسے علماء اور فضلاء سے ملنے کی)۔ صحابہؓ نے کہا یا رسول اللہ! کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا تم تو میرے اصحاب ہو اور بھائی ہمارے وہ لوگ ہیں جو ابھی دنیا میں

(۵۸۴) ہذا اگرچہ مرنا یقینی ہے اس میں شک نہیں پر اللہ اللہ آپ نے برکت کے لیے فرمایا اور خدا کا حکم بجالانے کے لیے کہ اس نے فرمایا ہے تم کسی کام کو جو کل کرنے والے ہو یوں کہو میں کل کروں گا بلکہ یوں کہو کروں گا اگرچہ خدا چاہے اور خطاب نے کیا انشاء اللہ عادت کے طور پر کہا تمہیں کلام کے لیے اور بعضوں نے کہا انشاء اللہ مرنے سے مطلق نہیں ہے بلکہ مومنین کے ساتھ ملنے سے یعنی خدا چاہے تو خاتمہ ہمارا بھی ایمان پر ہو گا اور ہم بھی تم سے ملیں گے اسی جگہ اور بعضوں نے انشاء اللہ کے معنی جس وقت خدا چاہے اور بعضوں نے اور معنی کئے ہیں جو ضعیف ہیں۔ (نوری)

صحابہؓ نے کہا کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں؟ فرمایا تم تو میرے اصحاب ہو۔ نام بھائی نے کہا اس سے یہ غرض نہیں کہ تم بھائی نہیں ہو بلکہ قصود یہ ہے کہ تمہارا درجہ تو بھائی بننے سے زیادہ ہے تم تو سچائی ہو اور بھائی بھی ہو اور جو لوگ ابھی پیدا نہیں ہوئے وہ صرف بھائی ہیں صحابی نہیں جیسے اللہ نے فرمایا مومن ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ قاصی عیاضؓ نے کہا ابن عبد البر نے اس حدیث سے اور اور حدیثوں سے استدلال کیا ہے اس امر پر کہ آپ کے بعد کے زمانے کے لوگ بھی فصیحت رکھتے ہیں یہاں تک کہ بعض ان میں کے فضل ہیں بعض صحابہؓ سے اور یہ جو حضرتؓ نے فرمایا بہتر تم سے میرے زمانہ کے لوگ ہیں تو اس سے مراد مہاجرین اور انصار ہیں اور وہ بہ شک، فضل میں تمام امت میں لیکن جو شخص حضرتؓ کی صحبت میں رہا ہو یا آپ کو دیکھا ہو اور اس کا کچھ اثر دین میں نہ ہو تو بعد اس کے زمانہ کا شخص اس سے افضل ہو سکتا ہے جیسے اور حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے۔ قاصی عیاضؓ نے کہا سوا ابن عبد البر کے اور بعض متقدمین کا بھی یہی کہہ رہے ہیں لیکن کثر علماء اس کو

مَنْ سَمِعَ يَأْتِ بَعْدَ مَنْ أَمَّنَ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
فَمَنْ (( أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ رَجُلًا لَهُ حَيْلٌ غُرٌّ  
مُخْتَلَةٌ تَبْنِي ظَهْرِي حَيْلٍ ذَهَبٌ بَيْنَهُمْ أَلَّا  
يَعْرِفُوا حَيْثُ )) مَالُوا سِوَايَا رَسُولِ اللَّهِ فَإِنَّ  
(( فَإِنَّهُمْ يَأْتُونَ غُرًّا مُخْتَلِينَ مِنَ الْوُضُوءِ  
وَأَمَّا فَرَطُهُمْ عَلَى الْخَوْضِ أَلَّا لِيَذَانُ رَجُلٍ  
عَنْ حَوْضِي كَمَا يُدَاؤُ الْبَعِيرُ الْفُضْلُ  
أَنَادِيَهُمْ أَلَا هَلُمَّ لِيَهَانَ إِيَّاهُمْ فَلَا يَذَلُّوا يَغْدُلُ  
فَأَقُولُ سَحْفًا سَحْفًا ))

نہیں آئے۔ صحابہؓ نے کہا یا رسول اللہ آپ کیوں کر پہچانیں گے  
اپنی امت کے ان لوگوں کو جن کو آپ نے نہیں دیکھا؟ آپ نے  
فرمایا بھلا تم دیکھو اگر ایک شخص کے سفید پیشانی سفید ہاتھ پاؤں  
کے گھوڑے سیاہ مشکلی گھوڑوں میں مل جاویں تو وہ آپ کے گھوڑے  
نہیں پہچانے گا صحابہؓ نے کہا بیشک وہ تو پہچان لے گا۔ آپ نے  
فرمایا تو میری امت کے لوگ سفید منہ اور سفید ہاتھ پاؤں رکھتے  
ہو گئے قیامت کے دن وضو کی وجہ سے اور میں ان کا پیش خیمہ  
ہو گا حوض کوثر پر خیرا رہو بعض لوگ میرے حوض پر سے  
وٹائے جائیں گے جیسے بھٹکا ہوا لوث ہٹایا جاتا ہے۔ میں ان کو  
پکاروں گا تو آؤ۔ اس وقت کہا جائے گا ان لوگوں نے اپنے تئیں  
بدل دیا تھا اور کافر ہو گئے تھے یا ان کی حالت بدل گئی تھی بدعت اور  
ظلم میں گرفتار ہو گئے تھے۔ تب میں کہوں گا جاؤ دور ہو دور ہو۔

۵۸۵- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے صرف  
”لیہادن“ کے بجائے ”فلہادن“ کے الفاظ ہیں

۵۸۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ  
خَرَجَ إِلَى الْمَنْبَرَةِ فَقَالَ (( السَّلَامُ عَلَيْكُمْ ذَا  
قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ وَإِنَّا إِن شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَاجِقُونَ ))  
يَمْتَلِئُ حَدِيثٌ بِمُسْتَعِيلٍ ثَلَاثِينَ جَعْفَرٌ عَيْرٌ أَنَّ حَدِيثَ  
مَالِكٍ (( فَلْيَذَانُ رَجُلٍ عَنْ حَوْضِي ))

ظن کے خلاف ہیں اور کہتے ہیں جو حضرت کی صحبت میں آیا ایک بار بھی آپ کو دیکھا اس کو صحبت کی فضیلت مل گئی اب اس کے بعد کے زمانہ کا  
شخص اس کے برابر نہیں ہو سکتا گو کہ کتنا ہی مرتبہ دیکھا ہو نہ بد میں اور دلیل ان کی یہ حدیث ہے اگر تم میں سے کوئی احمد کے برابر سونا خرچ کرے  
تو صحابہ کے مایا آدمی ہر کے برابر نہیں ہو سکتے تمام ہولکام قاضی عیاض کا۔ (نودی)

اس وقت کہا جائے گا ان لوگوں نے اپنے تئیں بدل دیا تھا آپ کے بعد۔ السراج ابوہانہ میں ہے اللہ تعالیٰ تبارک کرے راضیوں کو  
انہوں نے ان لوگوں سے صحابہؓ کو سمجھا ہے ہاجرین اور انصار کو حالانکہ اس حدیث میں رجال کا لفظ ہے نہ صحابہؓ کا اور اگر صحابہؓ کا لفظ ثابت  
ہو تب بھی مرید وہ لوگ ہیں جو آپ کی رفاقت کے بعد اسلام سے پھر گئے نہ تمام صحابہؓ معاذ اللہ۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف میں فرمایا وما بدلوا  
لبسہم ولا فرمایا وحی اللہ عنہم ورضو عنہ اور فرمایا ليعطى بهم الکفار اس سے یہ نکلتا ہے کہ جو شخص صحابہؓ سے ناراض ہو کر ان پر غصہ  
کرے وہ خود کافر ہے۔ لعنت ہو اللہ کی اس مردود پر جو رسول اللہ کے رفیقوں اور جانثاروں پر حسرت لگائے اور ان کو اہل بیت رسالت کا بدخواہ  
جائے اور بھوکھا جاوے ان کی خدمتوں کو جن کی بدولت ہم تک اسلام پہنچا اور جن کی سعی اور کوشش سے آج تک دین کا قیام  
ہے۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

بَابُ تَبْلُغِ الْحَلِیَّةِ حَيْثُ یَبْلُغُ الْوُضُوءُ  
 ۵۸۶- عَنْ أَبِي حَارِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ  
 كَتَبَ سَلَفُ أَبِي هُرَيْرَةَ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ  
 مَكَانَ يَسُدُّ يَدَهُ حَتَّى يَبْلُغَ إِبْصَةَ مَمْلُتِهِ يَأْتِيهَا  
 هُرَيْرَةُ مَا هَذَا الْوُضُوءُ فَقَالَ يَا سَيِّ مُرُّحْ أَنْتُمْ  
 هَاهُنَا مَوْعِظَتُكُمْ هَاهُنَا مَا تَرْمِثُتُمْ هَذَا  
 الْوُضُوءُ سَمِعْتُ عَصِيبِي صَنَى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 يَقُولُ (( تَبْلُغُ الْحَلِیَّةُ مِنَ الْمُؤْمِنِ حَيْثُ یَبْلُغُ  
 الْوُضُوءُ ))

باب وضو کے پانی کی جگہ تک زیورات پہننے جانے کا بیان  
 ۵۸۶- ابو حازم سے روایت ہے کہ میں ابو ہریرہؓ کے پیچھے تھوہ  
 نماز کے لیے وضو کر رہے تھے تو اپنے ہاتھ کو دھوتے تھے لمبا کر  
 کے یہاں تک کہ بغل تک دھو لیں میں نے کہا اے ابو ہریرہؓ یہ کیسا  
 وضو ہے؟ ابو ہریرہؓ نے کہا اے فروخؓ کی لولاد (فروخؓ ابراہیم کے  
 ایک بیٹے کا نام ہے جس کی اولاد میں عجم کے لوگ ہیں ابو حازم بھی  
 عجمی تھے) تم یہاں موجود ہو اگر میں جانتا تم یہاں موجود ہو تو میں  
 اس طرح وضو نہ کرتا میں نے سنا ہے دوست سے (یعنی رسول  
 اللہ ﷺ سے) آپ فرماتے تھے قیامت کے دن مومن کو وہاں  
 تک زبور پہنایا جاوے گا جہاں تک اس کا وضو پہنچتا ہو۔

### بَابُ فَضْلِ إِسْتِیَاعِ الْوُضُوءِ عَلَى الْمُكَارِهِ

۵۸۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ  
 رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (( أَلَا  
 أَذُنُكُمْ عَنِّي مَا يَمْشُرُ اللَّهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَرْفَعُ  
 بِهِ الشَّرَّجَاتِ )) قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ  
 (( إِسْتِیَاعُ لَوْضُوءٍ عَلَى الْمُكَارِهِ وَكَثْرَةُ  
 الْخُطَا إِلَى الْمَسْجِدِ وَتَبْطَارُ الصَّلَاةُ بَعْدَ  
 الصَّلَاةِ لَدَلُّكُمْ الرَّهَاطُ ))

۵۸۷- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا  
 میں تم کو نہ بتاؤں وہ باتیں جن سے گناہ مٹ جائیں (یعنی معاف  
 ہو جاویں یا نکلے والوں کے رفر سے مٹ جاویں) اور درجے بلند  
 ہوں (جنت میں)؟ لوگوں نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ! بتلائیے  
 آپ نے فرمایا پورا کرنا وضو کا سختی اور تکلیف میں (جیسے چارے کی  
 شدت میں یا بیماری میں) اور بہت ہونا قدموں کا مسجد تک (اس  
 طرح کہ مسجد گھر سے دور ہو اور بار بار چارے) اور انتظار کرنا  
 دوسری نماز کا ایک نماز کے بعد۔ یہی ربط ہے (یعنی نفس کا روکنا  
 عبادت کے لیے یا وہ ربط ہے جو جہاد میں ہوتا ہے جس کا ذکر  
 قرآن شریف میں ہے ورابطوا)۔

(۵۸۷) ☆ (میں اس طرح وضو نہ کرتا) اس لیے کہ تم لوگوں کو سنا علم نہیں ایسا نہ ہو کہ تم گمراہ ہو جاؤ یا یہ خیال کرو کہ بظنوں تک باتوں  
 کا اصرار عرض ہے۔ قاضی عیاض نے کہا ابو ہریرہؓ کی یہ عرض ہے کہ جو شخص پیشوا ہو اس کو چاہیے کہ جب کسی ضرورت سے رخصت پر عمل  
 کرے یا دوسرے کی وجہ سے کسی امر میں ممانعت کرے یا کوئی خیال رکھتا ہو تو عام لوگوں کے سامنے نہ کرے خصوصاً چالوں کے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ بغیر  
 ضرورت کے اس رخصت پر عمل کرے لگیں یا اس کام کو لازم سمجھیں مثل فرم کے۔ (نووی)

۵۸۸- عَنْ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ  
وَيُسَمَّى فِي حَدِيثِ شُعْبَةَ ذَكَرُ الرِّبَاطِ وَبِهِ حَدِيثُ  
مَالِكٍ بِشَيْءٍ (( فَلْيُكْمَلِ الرِّبَاطُ فَبَلَّغْكُمْ الرِّبَاطَ ))  
۵۸۸- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے لگتی مروی ہے۔ اس میں  
رباط کا ذکر ہے اور مالک کی حدیث میں دوسرے ذکر آیا ہے۔

### بَابُ الْمَسْوَاكِ

### باب : مسواک کرنے کا بیان

۵۸۹- عَنْ نَبِيِّ هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ( لَوْلَا أَنْ أَشَقُّ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ  
وَفِي حَدِيثٍ زَهْرٍ عَلَى أَقْبِي لَأَمَرْتُهُمْ  
بِالْمَسْوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ ))  
۵۸۹- ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر  
مسلمانوں پر شاق (یعنی دشوار) نہ ہو تا اور رہبر کی روایت میں یوں  
ہے کہ اگر میری امت پر شاق نہ ہو تا تو میں اس کو حکم کرتا ہر نماز  
کے وقت مسواک کرنے کا۔

۱۔ امام نووی نے کہا مسواک کرنا سنت ہے واجب نہیں کسی وقت نہ نماز کے لیے نہ اور کسی وقت اور اس پر اتفاق کیا تمام معتد بہ علماء نے لیکن  
شیخ ابو حامد نے راوی طائی سے اس کا جواب نقل کیا ہے لیکن کہا غلوں نے مسواک ایسا واجب ہے جس کے ترک سے نماز باطل نہ ہوگی اور اسحاق  
ائمہ اور یہ سے حقوق ہے کہ مسواک واجب ہے، مگر قصد اس کو ترک کرے گا تو نماز باطل ہو جائے گی اور ہمارے دیکھنے اصحاب نے شیخ ابو حامد  
کی روایت کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ راوی کا نہ سب یہ ہے کہ مسواک سنت ہے جیسے جماعت کا اور اگر راوی سے مسواک کا جواب ثابت ہو تب  
بھی اجماع میں اس کی مخالفت ضرور نہ کرے گی اس لیے کہ محققین علماء اور اکثر علماء اسی طرف گئے ہیں کہ مسواک سنت ہے اور اثنی عشریہ اور یہ  
سے وجوب کی روایت صحیح نہیں ہے بجز مسواک مستحب ہے سب وقول میں لیکن پانچ وقت زیادہ مستحب ہے ایک تو نماز کے وقت گرچہ لغو  
سے ہو یا تیمم سے دوسرے دھو کے وقت تیسرے قرآن کی تلاوت کے وقت چوتھے سو کر اٹھتے وقت پانچویں منہ کے تغیر کے وقت اور یہ تقریباً  
تو نہ کھانے اور پینے سے ہوتا ہے یا بدبودار چیز کے کھانے سے یا بہت دیر تک چپ رہنے سے یا بہت باقی کرنے سے اور لیسام شافعی کا نہ سب یہ ہے  
کہ مسواک روز و رات کے لیے مکروہ ہے دو پہر ڈھنسنے کے بعد تاکہ روزہ اور کے منہ کی بوجہ نہ کھانے سے پیدا ہوتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کو پسند ہے  
جاتی نہ رہے اور مستحب ہے کہ مسواک بیلو کی ہو، اگر کسی ایسی چیز سے کر لے جس سے منہ کا تغیر جائد ہے تو مسواک باطل ہو جائے گی۔ جیسے کمرے  
کپڑے سے اور سعد سے یا شان سے اسی طرح تنگی سے اگر انگلی سے رگڑے اور انگلی نرم ہو تو مسواک ادا نہ ہوگی اور اگر سخت ہو تو اس میں تلبس  
قول ہیں ایک تو مشہور ہے کافی نہ ہوگی دوسرے یہ کہ اگر کوئی اور چیز مسواک کرے کو نہ منہ لوکاں ہوگی اور مستحب یہ ہے کہ متوسل گھڑی سے  
مسواک کرے نہ بہت سوکھی کہ جس سے مسواک سے پھل جائے نہ بالکل گیلی اور مستحب ہے کہ مسواک منہ کے عرص میں کرے نہ لمبائی میں  
بسا نہ ہو کہ مسواکوں کو ختم لگے اور اگر طویل میں مسواک کرے تو سنت ہوگی لیکن مکروہ ہے اور مسواک کو خوب بچاؤ دے واسطوں کے  
کنارے اور جڑوں اور تمام حلق میں اور نیچے نرمی کے ساتھ اور پیچھے دائیں طرف سے شروع کرے اور دوسرے کی مسواک کرنا اس کی اجازت  
سے درست ہے اور لڑکے کو لڑکین سے سوک کی عادت ڈالیں تاکہ عادت ہو جائے۔

(۵۹۲) ہذا نووی نے کہا یہ حدیث ریل ہے اس بات کی کہ مسواک واجب نہیں۔ امام شافعی نے کہا کہ اگر واجب ہوتی تو آپ حکم کرتے اگرچہ  
وہ شاق ہو تا اور یک جماعت عطا دے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ امر و وجوب کے لیے ہے اور یہی نہ سب ہے اکثر فقہاء اور جماعت  
متکلمین اور اصحاب رسول کا اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جو امر مستحب ہے وہاں سب یہ نہیں ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جس مسئلہ میں خدا  
کی طرف سے کوئی حکم نہ آئے اس میں رسول اللہ کو اپنی امت پر کیسی شفقت اور آسانی منظور تھی اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہر نماز کے  
وقت مسواک کرنا افضل ہے۔ (اعلیٰ باختصار)

۵۹۰- عَنْ الْمَقْدَامِ بْنِ شَرِيحٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ قُلْتُ يَا أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ كَانَ يُبْدَأُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ قَالَتْ بِالسَّوَاكِ.

۵۹۰- مقدم بن شریح نے اپنے باپ سے سنا انھوں نے کہا میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا رسول اللہ ﷺ جب گھر میں آتے تو پہلے کیا کام کرتے؟ کہا مسواک کرتے (اس سے معلوم ہوا کہ مسواک کیسی ضروری چیز ہے)۔

۵۹۱- عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ يَبْدَأُ بِالسَّوَاكِ.

۵۹۱- ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب گھر میں آتے تو پہلے مسواک کرتے۔

۵۹۲- عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَدَّثَ السَّوَاكِ عَلَى لِسَانِهِ.

۵۹۲- ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا مسواک کا ایک کونہ آپ کی زبان پر تھا (یعنی مسواک سے زبان صاف کر رہے تھے)۔

۵۹۳- عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ لِيَتَهَجَّدَ يَتَوَضَّأُ مَاءً بِالسَّوَاكِ.

۵۹۳- حذیفہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کھڑے ہوتے تہجد پڑھنے کو تو منہ صاف کرتے مسواک سے (یادانتوں کو ملتے مسواک سے)۔

۵۹۴- عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَتَهَجَّدُ وَلَمْ يَقُولُوا لِيَتَهَجَّدْ.

۵۹۴- حذیفہؓ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اٹھ کھڑے ہوتے آگے وہی حدیث ہے۔ "لیتہجد" کے الفاظ نہیں ہیں اس حدیث میں

۵۹۵- عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَتَهَجَّدُ فَهُوَ بِالسَّوَاكِ.

۵۹۵- حذیفہؓ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اٹھ کھڑے ہوتے تو پہلے منہ کو مسواک سے صاف کرتے۔

۵۹۶- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدَّثَهُ أَنَّهُ بَاتَ جَدُّ النَّبِيِّ ﷺ دَائِمًا لَيْلَهُ فَقَامَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ فِي آخِرِ اللَّيْلِ مَخْرُجَ قَطْرٍ فِي السُّمَاءِ ثُمَّ تَلَا هَذِهِ آيَةَ فِي آلِ عِمْرَانَ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَرَاحِلَةِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ حَسْبَىٰ بَلَعْتُ قَبْلَ عَذَابِ النَّارِ ثُمَّ رَجِعَ إِلَى النَّبِيِّ فَتَسَوَّكَ وَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى.

۵۹۶- ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ وہ ایک رات رسول اللہ ﷺ کے پاس رہے تو پچھلی رات کو آپؐ اٹھے اور باہر نکلے آسمان کی طرف دیکھا پھر یہ آیت پڑھی جو سورہ آل عمران میں ہے اِن فِی خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سَیَّ ۛ فَقَا عَذَابِ اَسَاۤءِکُمْ پھر لوٹ کر اندر آئے اور مسواک کی بور و وضو کیا اور کھڑے ہو کر تہجد پڑھی پھر لیٹ رہے پھر اٹھے اور باہر نکلے اور آسمان کی طرف دیکھا

(۵۹۶) ۲۷ نووی نے کہا اس حدیث سے بڑے قاضی تھے ہیں اور محمد احکام اور امام مسلم سے اس مقام پر اس حدیث کو مختصر ذکر کیا ہے اور پوری حدیث کتاب الصلوٰۃ میں بیان کی ہے۔ ہم بھی وہیں اس کی شرح اور فوائد بیان کریں گے انشاء اللہ۔

ثم اصطحج ثم قام فخرج فطر إلى الشاء فسا  
هذه الآية ثم رجع فسواك فطر صا ثم قام فطر  
اور یہی آیت پڑھی۔ پھر لوٹ کر اندر آئے اور مسواک کی نور وضو  
کیا پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔

### باب جصال الفطرة باب مسفت باتوں کا بیان

۵۹۷ عن أبي هريرة عن النبي صلى الله  
عنه وسلم قال (( الفطرة خمس أو خمس  
من الفطرة النجاسة والاستحواذ وتقليم  
الابظفار ونشف الأباطر وقصر الشارب ))  
۵۹۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ  
نے فرمایا فطرت پانچ ہیں یا پانچ چیزیں فطرت میں سے ہیں حنہ  
کرنا اور ریر ناف کے بال مونڈنا اور ناخن کاٹنا اور بغل کے بال  
اٹھیرنا اور مونچھ کترنا۔

(۵۹۷) ☆ نوٹی سے کہا فطرت سے یہاں کیا مراد ہے اس میں علماء نے اختلاف کیا ہے۔ ابو یحییٰ خطابی نے کہا اکثر علماء نے فطرت کے  
معنی سنت کے لیے ہیں اور مطلب یہ ہے کہ یہ چیزیں جنہیں اللہ کی سنت میں اور بعضوں نے کہا فطرت سے دین مراد ہے پھر میں سے کثر  
چیزیں واجب نہیں ہیں اور بعض چیزوں کے وجوب میں اختلاف ہے جیسے حنہ اور نگی اور ناف میں پانی دالنا۔  
حنہ مرنا لاسام شافعی اور بہت علماء کے نزدیک واجب ہے اور امام مالک اور اکثر علماء کے نزدیک سنت ہے۔ امام شافعی کے نزدیک حنہ  
مراد اور عورت دونوں پر واجب ہے۔ مرد پر تو یہ کہ حنہ (پداری) پر حنہ کھان ہے وہ سب کافی جاتے یہاں تک کہ وہ حنہ کھل جائے اور  
عورت پر یہ کہ فرج کی اوپر کی چتر میں سے ایک ٹکڑا گوشت کا بیا جاوے اور صحیح مذہب ہمارا جس پر حمبور عطا ہیں یہ ہے کہ حنہ بچپن  
میں جاتر ہے واجب نہیں اور ایک قول یہ ہے کہ وہی پرنا بالغ کا حنہ کرنا واجب ہے اس کے بالغ ہونے سے پہلے اور ایک قول یہ ہے کہ حنہ حرام  
ہے وہی بری سے پہلے اور صحیح یہ ہے کہ حنہ بچہ کا بیدار کش کے ساتویں دن کرنا مستحب ہے اور پیرائش کا دن بھی محسوب ہوگا اور ہمارے اصحاب  
نے اختلاف کیا ہے حنہ مشکل میں (یعنی جس میں مرد و عورت دونوں کی لٹائیاں برابر موجود ہوں)۔ بعض نے کہا اس کا حنہ فرج میں کرنا  
چاہیے بلوغ کے بعد اور بچوں نے کہا جب تک اس کا حال نہ کھلے کہ مرد ہے یا عورت اس وقت تک اس کا حنہ نہ کرنا چاہیے اور جس شخص کے  
دوڑکے ہوں تو گردنوں کام کے ہوں تو دونوں کا حنہ کیا جائے ورنہ جو کام کا ہو اور کام سے مراد بعضوں کے نزدیک پیشاب ہے اور بعضوں کے  
نزدیک جمدار اور اگر کوئی آدمی بن حنہ مر جاوے تو اس میں تیس قول ہیں صحیح اور مشہور یہ ہے کہ حنہ نہ کریں خود چھوٹا ہوا یا بڑا۔ دوسرا یہ کہ  
حنہ کریں۔ تیسرا یہ کہ بڑا ہو تو کریں چھوٹا ہو تو نہ کریں۔ ابھی۔

ریر ناف کے بال مونڈنا ستر سے ہے اور یہ سنت سے اور نقصود یہ ہے کہ مقام صاف ہو پاک رہے اور افضل سوٹنا ہے اور کترنا اور  
کھیرنا بالوں کو بھی اور سنت سے اسی طرح نورہ لگانا بھی اور سنت سے اور مراد یہ ناف سے دو بال ہیں جو دائرہ ہوں اور اس کے گرد گرد۔ اسی طرح  
وہ بال جو عورت کی فرج کے سب پاس ہوں۔ ابو العباس بن شریح نے کہا کہ مراد وہ بال ہیں جو دائرہ کے گرد ہیں بہر حال نگی اور دیر اور ان کے  
سب پاس سب بالوں کا مونڈنا بہتر ہے اب اس کے لیے کون معاد مقرر نہیں جب ضرورت ہو اس وقت سوٹے یعنی جب بال بڑھ جاویں۔ اسی  
طرح منجھ اور بغل کے بال پینے کے لیے اور ناخن کترنے کے لیے کوئی معاد مقرر نہیں اور ریر ناف کے بالوں میں سقوب ہے چالیس دن  
سے زیادہ نہ پھورتا اس سے یہ مفقود ہے کہ چالیس دن کے اندر مونڈنا چاہیے نہ یہ کہ چالیس دن کچھ موخر ہے کی معاد ہے۔ (نوروی) بعض نے  
دقوف کم بھگہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ شریعت مجددی میں ایسی چھوٹی چھوٹی باتوں سے کیوں بحث کی جاتی ہے ان کا جواب یہ ہے کہ یہ امر تو  
اس شریعت کے لیے ضروری ہے جو سب شریعتوں سے بہتر اور سب کی ناسخ ہو اور اعلیٰ دینی ہے جس میں تمام ضروریات کی تعلیم ہو لہذا

۵۹۸ عن ابی ہریرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انه قال (( لِقِطْرَةُ خَمْسٍ الْإِحْسَانُ وَالْإِسْتِعْنَادُ وَفَصُّ الشَّرِبِ وَتَقْبِیْمُ الْأُظْفَارِ وَتَغْفُّ الْإِبْطِ ))

۵۹۹ عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال

۵۹۸ - ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ پانچ چیزیں طہارت میں سے ہیں۔ ختنہ کرنا، زیر ناف کے بال موٹنا، مونچھیں موٹنا، ناخن کاٹنا اور بغل کے بال کھینچنا۔

۵۹۹ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ہمارے لیے میعاد مقرر

تھ اور چھوٹی چھوٹی باتوں کو حقیر جان کر چھوڑ دینا اور اس کی عینم کی طرف توجہ نہ کرنا یہ تو یہ تو فوں کا کام ہے نہ عاقلوں کا۔ البتہ اس امر میں غور کرنا چاہیے کہ یہ باتیں مفید ہیں اور منفعت بخش یا بے کار؟ عور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت محمدی میں جن کاموں کا حکم ہوا ہے خواہ وہ اتنی ہو یا اتنی سب کے سب مفید اور ضروری اور فائدہ بخش ہیں۔ ایک زیر ناف کے بال لینے کو دیکھو کہ طلاوہ طہارت اور نقاست ہے صاف بھی یہ امر باہ کو بڑھاتا ہے۔ اسی طرح عور کاموں کو قیاس کر دو۔ وہ شخص بڑا ہال۔ کم سمجھتا، دان۔ بے وقوف ہے جو ضمیروں کو اپنے برابر خیال کرنا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ ان کے احکام سب مفید اور ضروری نہیں ہو سکتے۔

ناخن کاٹنا یہ بھی سنت ہے واجب نہیں ہے اور مستحب ہے کہ پہلے دونوں ہاتھوں کے ناخن کاٹے پھر پاؤں کے پہلے، اپنے کے گلے کی انگلی سے شروع کرے پھر بیچ کی انگلی پھر اس کے پاس والی انگلی پھر چھٹا پھر گھٹا پھر بائیں ہاتھ میں چھٹا سے شروع کرے پھر اس کے پاس والی انگلی اس طرح انگوٹھے پر ختم کرے پھر دسے پاؤں میں چھٹا سے شروع کرے اور بائیں پاؤں کی چھٹا پر ختم کرے۔ (نووی)

بغل کے بال اکھیرنا یہ بالاتفاق سنت ہے اور افضل بھی ہے کہ کھینچے کر کھیر سکے اور موٹنا اور نورہ لگا بھی درست ہے اور پوس بن عبدالاعلیٰ سے منقول ہے میں امام شافعی کے پاس گیا اس کے پاس عرض تھا وہ ان کی بغل کے بال موٹ رہا تھا انھوں نے کہا میں جانتا ہوں کہ کھینچنا سنت ہے لیکن مجھ سے نہیں ہو سکا اور دیکھو اسے اور مستحب ہے کہ پہلے داہنی بغل سے شروع کرے۔ (نووی)

مونچھ کترنا یہ بھی سنت ہے اور مستحب ہے کہ داہنی طرف سے کترنا شروع کرے اور اعتبار ہے کہ خود کترے یا دوسرے سے کتروائے اور بغل کے بال خود یا بہتر ہے اگر دوسرے سے منڈائے تو بھی جائز ہے لیکن زیر ناف کے بال خود منڈے۔ سب اس میں اختلاف ہے کہ مونچھ کہاں تک کترنا چاہیے لگتا ہے کہ یہاں تک کترے کہ ہونٹ کا کنارہ کھل جائے اور جڑ سے نہ کترے اور وہ جو حدیث میں آیا ہے ۱۰ مونچھوں کو مروا، اس سے یہی ہے کہ جس قدر ہونٹ سے بڑھی ہوئی ہیں۔ اسی طرح داڑھی کے چھوڑنے کا حکم ہے اور فارسی کے لوگوں کی عادت تھی کہ وہ داڑھیوں کو کتر یا کرتے تھے شریعت میں اس کی ممانعت ہوئی، اور علامہ نے داڑھی میں دس بارہ، تین ایسی لکھی ہیں جو ایک سے ایک زیادہ نہ کی ہیں۔ ایک تو سیاہ خضاب کرنا داڑھی کا جب جہاد کی عرص سے ہو، دوسرے زرد خضاب کرنا ایک لوگوں کی مشابہت کے لیے نہ ایک کی چروٹی کے واسطے، تیسرے خضاب کرنا گندہک وغیرہ سے بالوں کو جلدی سفید کرنے کے لیے تاکہ لوگ تعظیم و ادب کریں اور یہ سمجھیں کہ بزرگ ہیں، چوتھی ہواکھ شہاب میں جب شروع داڑھی کے بال ٹھٹھیں تو ان کا کھینچنا یا نکل کے لیے پانچویں سفید پاؤں کا کھینچنا۔ چھٹے بالوں کی صفیں جمانا نہ ہر نہ تاکہ عورتوں کو معلوم ہو، ساتویں اس کو ٹھٹھا ہر ساروں کے بال موٹ کر یا بڑھانا کچھنی کے بالوں کو ہلا کر، آٹھویں کھینچ کرنا یہ نیت مائش، نویں اس کو پریشان چھوڑ دینا ہے پر وہی سے بار بار اپنے تئیں زیادہ کھلانے کو، دسویں اس کی سیاہی اور سفیدی دیکھنا غرور اور تکبر اور فخر کی نیت۔ سہا کیا عورتیں اس کو یا نہ ہٹا اور گوند ہٹا، عورتیں اس کو سنڈھلا، اگر عورت کے داڑھی نکل آئے تو اس کو منڈنا مستحب ہے۔ (یعنی)



قَالَ أَنَسُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَمَّا بَيَّ قَصْرَ الشَّارِبِ وَتَقْلِيمِ  
الْأُحْطَارِ وَتَقْلِيمِ الْيَابِعِ وَحُلِّيِ الْأَعْيَةِ أَنْ لَا تَرَكَ  
أَكْثَرَ مِنْ دَعِيَيْنِ لَيْلَةٍ.

۶۰۰- عَنْ أَبِي عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ  
(رَأَوْا الشُّوَارِبَ وَأَعْفُوا اللَّحْيَ)

۶۰۱- عَنْ أَبِي عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ  
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ أَمَرَ بِإِحْمَاءِ  
الشُّوَارِبِ وَإِضْفَاءِ النَّحْيَةِ

۶۰۲- عَنْ أَبِي عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ  
خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ ((أَخْفُوا الشُّوَارِبَ وَأَوَلُّوا  
الْلَحْيَ))

۶۰۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((جُزُّوا الشُّوَارِبَ  
وَأَزْخُوا اللَّحْيَ خَالِفُوا الْمُجْرِمِينَ))

۶۰۴- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((عَشَرُ مِنْ  
الْفِطْرَةِ فَصُّ الشُّوَارِبِ وَإِضْفَاءُ النَّحْيَةِ

ہوئی سوچھے کترنے کی اور ناخن کاٹنے کی اور نخل کے بال بونے کی  
اور زیر ناف کے بال مونڈنے کی کہ نہ چھوڑیں ہم ان کو چالیس  
دن سے زیادہ۔

۶۰۰- عہد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے رسول  
اللہ ﷺ نے فرمایا مثلاً دو موچھوں کو اور چھوڑ دو ڈاڑھیوں کو۔

۶۰۱- عہد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم کو حکم ہوا موچھوں کو جڑ سے کاٹنے کا اور  
ڈاڑھی کو چھوڑ دینے کا۔

۶۰۲- عہد اللہ بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا  
خلاف کرو مشرکوں کا کال ڈالو موچھوں کو اور پورا رکھو  
ڈاڑھیوں کو (یعنی چھوڑ دو ان کو اور ان میں کتر بیو نہ کرو)۔

۶۰۳- ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کتر و  
موچھوں کو اور لٹکاؤ ڈاڑھیوں کو اور خلاف کرو قاریسیوں کا (یعنی  
آتش پر ستوں کا)۔

۶۰۴- ام المومنین عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے  
فرمایا دس باتیں پیدا کئی سنت ہیں ایک موچھیں کترنا دوسری  
ڈاڑھی چھوڑ دینا تیسری سواک کرنا چوتھی ناک میں پانی ڈالنا

(۱۰۲) یہی قول ہے ایک جماعت کا تارے اصحاب میں سے اور بہت علماء کا اور قاضی عیاض نے کہا ڈاڑھی کا مونڈنا اور کترنا مکروہ ہے اور  
اس کے طول اور عرض میں سے بالوں کا لینا اور برابر کرنا بہتر ہے اور مکروہ ہے کہ آدمی اپنے تئیں ڈاڑھی بڑھا کر مشہور کرے جیسے ڈاڑھی کتر کر  
اور سب نے اختلاف کیا ہے کہ ڈاڑھی کی حد کیا ہے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ کوئی حد نہیں مگر اچھی نہ بڑھائے کہ مشہور ہووے بلکہ کم کر دیے  
اور ہام بالک نے ڈاڑھی کو ہٹا کر مکروہ رکھا ہے اور بعضوں نے ایک مٹھی کی حد کر دی ہے جس قدر اس سے زیادہ ہووے کترنا ناچاہیے اور بعضوں  
نے اس کا کترنا مطلقاً مکروہ جانا ہے مگر حج یا عمرہ میں اور موچھوں میں تو سب کا یہ قول ہے کہ بالکل جڑ سے کتری جاویں یا موٹری جاویں کیونکہ  
حضرت نے صاف فرمایا مثلاً دو موچھوں کو اور بالی توں ہے اکل کو نہ کا اور بہت سے لوگ اس طرف گئے ہیں کہ موچھوں کا بالکل مونڈنا مکروہ  
ہے اور نام، لک کہتے تھے کہ یہ مثلہ ہے اور جو کوئی ایسا کرے اس کو سزا دی جائے اور مکروہ جانتے تھے اس کا یہ ماننا ہے کہ اس کا یہ قول ہے کہ  
اٹھارہ روز اور قص سب کے معنی کترنے کے ہیں یعنی موچھوں کو کترنا چاہیے یہاں تک کہ ہوس کا کنارہ کھل جائے اور بعض علماء نے کہا ہے  
کہ ان دونوں امور میں اختیار ہے جو چاہیے کرے۔ نام ہوا کلام قاضی عیاض کا اور مختار یہ ہے کہ ڈاڑھی تو اپنے حال پر چھوڑ دی جائے اس میں  
کہہ کریں اور موچھیں اتنی کتریں کہ ہوس کا کنارہ کھل رہے۔ (نووی)

پانچویں ناخن کاٹنا۔ چھٹی پوروں کا دھونا (کانوں کے اندر اور ناک اور بغل اور رانوں کا دھونا) ساتویں غسل کے بال اکھیڑنا۔ آٹھویں (برناف کے بال لینا۔ نویں پانی سے استنجاء کرنا) (یا شرمگاہ پر وضو کے بعد تھوڑ سا پانی چھڑک لینا)۔ مصعب نے کہا میں دسویں بات بھول گیا شاید کلی کرنا ہو۔ دیکھنے نے کہا انتفاص الماء سے (جو حدیث میں وارد ہے) استنجاء مراد ہے۔

۶۰۵۔ اس سند سے بھی یہی حدیث مروی ہے سوائے اُنکے کہ یہاں رکھ دینے کہا کہ اس کے باپ نے کہا اور میں دسویں چیز بھول گیا۔

### باب: استنجاء کے بیان میں

۶۰۶۔ سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے کہا گیا تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو ہر ایک بات سکھائی یہاں تک کہ یا علقمہ اور پیشاب کو بھی، انھوں نے کہا ہاں۔ ہم کو آپ نے منع کیا قبلہ کی طرف منہ کرنے سے پیشاب اور یا علقمہ کے لیے یا ہم استنجا کریں داسے ہاتھ سے یا تین پتھر دس سے کم میں استنجا کریں یا گو بر لور ہڈی سے استنجا کریں۔

وَأَسْوَاكَ وَاسْتِنْشَاقُ الْمَاءِ وَقَصُّ الْأَظْفَارِ وَغَسْلُ الْبُرْجَمِ وَتَغْلُ الْإِبْطِ وَخَلْقُ الْعَانَةِ (وَالْتَقَاصُ الْمَاءِ) قَالَ زَكَرِيَّا قَالَ مُصْعَبُ رَسَيْتُ الْعَاسِرَةَ إِذَا كَانَ مَكُونُ الْمُضْطَمْعَةِ رَاذٍ نَتِيبَةُ قَالَ وَكَيْفَ التَّقَاصُ الْمَاءِ يَعْنِي الِاسْتِنْجَاءَ

۶۰۵ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ شَيْبَةَ فِي هَذِهِ الْإِسْنَادِ مَثْنُ عَشْرَ ثَمَ قَالَ أَبُوهُ وَنَسِيتُ الْعَاسِرَةَ.

### بَابُ الْإِسْطَبَاةِ

۶۰۶۔ عَنْ سَلْمَانَ قَالَ قِيلَ لَهُ هَذَا عَلَّمَكُمْ بِكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّ شَيْءٍ حَتَّى الْخِرَافَةِ قَالَ فَقَالَ أَجَلٌ فَقَدْ نَهَانَا أَنْ نَسْتَنْجِيَ الْقُبَيْبَةَ لِعَالِطٍ أَوْ بَوْلٍ أَوْ أَنْ نَسْتَحْجِيَ بِالْيَدِ أَوْ أَنْ نَسْتَحْجِيَ بِأَنْثَلٍ مِنْ ثَنَانِهِ أَوْ أَنْ نَسْتَحْجِيَ بِرَجِيعٍ أَوْ بِعَظْمٍ

(۶۰۶) لودی نے کہا اس مسئلہ میں علماء کے کئی مذہب ہیں ایک تو امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کا مذہب ہے۔ دوسرے ہے کہ پیشاب اور یا علقمہ میں قبیلہ کی طرف منہ کرنا جنگل میں حرام ہے مگر کھادی میں حرام نہیں اور یہی دو مذہب ہیں عبدالمطلبؐ اور عبد اللہؐ سے عمرؓ اور فضیلؓ اور انیس بن رابیعؓ اور احمد بن حنبلؓ سے۔ دوسرا مذہب یہ ہے کہ ہر جگہ حرام ہے جنگل میں ہو یا آبادی میں اور یہی قول ہے ابو ایوبؓ انصاریؓ اور علقمہؓ اور ابراہیمؓ غنویؓ اور ابو ثورؓ اور احمدؓ کا دوسری روایت میں، تیسرا مذہب یہ ہے کہ ہر جگہ درست ہے مکاں میں ہو یا جنگل میں اور یہی مذہب ہے عروہ بن زبیرؓ اور زیدؓ کا جو شیخ تھے امام مالکؒ کے اور داؤدؓ ظاہریؓ کا۔ چوتھا مذہب یہ ہے کہ قبیلہ کی طرف منہ کرنا نہیں درست نہیں ہے۔ مکاں میں نہ جنگل میں لیکن پیٹھ کرنا درست ہے اور یہ ایک روایت ہے امام ابو حنیفہؒ اور امام احمدؒ سے۔ دوسرے مذہب والوں کی دلیل وہ صحیح حدیثیں ہیں جو مطلقاً ممانعت میں وارد ہیں جیسے سلمانؓ کی حدیث اور ابو ایوبؓ اور ابو ہریرہؓ کی اُنھوں نے کہا کہ یہ ممانعت قبلہ کی عقمت کے سبب ہے اور یہ بات ہر جگہ موجود ہے خود جنگل ہو یا مکاں ہو اور اگر مکاں کی آڑ کے سبب سے یہ امر جائز ہو تو چاہیے کہ جنگل میں بھی جائز ہو اس لیے کہ جنگل میں ہمارے اور کعبہ کے بیچ میں پہاڑ اور نالے وغیرہ حائل ہیں۔ تیسرے مذہب والوں کی دلیل ابن عمرؓ کی حدیث ہے کہ انھوں نے رسول اللہؐ کو بیت المقدس کی طرف منہ کئے ہوئے اور کعبہ کی طرف پیٹھ کئے دیکھا حاجت کے وقت اور حضرت عائشہؓ کی حدیث کہ رسول اللہؐ کو یہ خبر پہنچی کہ بعض لوگ قبلہ کی طرف منہ کرنا حاجت کے وقت مکرر جانتے ہیں آپؐ نے فرمایا ہاں ایسا حلال کر دیکھے تب آپؐ نے فرمایا میری گھڑی قبیلہ کی طرف کر دو۔ اس حدیث کو امام احمدؒ نے اپنی سند میں اور ابن ماجہؒ نے باسناد حسن روایت کیا ہے۔ چوتھے مذہب

لئے نہ جب دلوں کی دلیل مسلمان کی حدیث ہے۔ پہلے نہ جب دلوں کی دلیل عبداللہ بن عمر کی حدیث ہے اور حضرت عائشہ کی اور حدیث چاہر کی رسول اللہ ﷺ نے کیا پیشاب میں قبیلہ کی طرف سر کرنے سے پھر میں نے دیکھا آپ کو وفات سے ایک سال پہلے آپ قبلہ کی طرف منہ کرتے تھے۔ روایت کیا اس کو ابو داؤد اور ترمذی وغیرہ نے ہا سند حسن اور حدیث مروان اصغر کی کہ میں نے ابن عمر کو دیکھا انھوں نے اونٹنی کو گھٹایا قبیلہ کے سامنے پھر اس کی آڑ میں پیشاب کرنے لگے میں سے یہاں تو منع ہے انھوں نے کہا منع جب ہے جب کھلے میدان میں ایسا کرے۔ اگر قبیلہ میں اور استنجا کرے وہاں سے کوئی چیز حاکم ہو تو منع نکلتی۔ روایت کیا اس کو ابو داؤد نے اور یہ حدیث صحیح ہیں جن سے اس امر کا جزا مکان میں ثابت ہوتا ہے اور ابویوب اور سلمان اور ابو ہریرہ کی حدیثیں جو ممانعت میں وارد ہیں وہ محض ہیں صحر پر تاکہ جمع ہو چکے حدیثوں میں اور امر متفق علیہ ہے کہ حدیثوں میں جمع کرنا ضرور ہے جب جمع ہو سکے اور یہاں پر تو جمع ممکن ہے اور جنگل اور مکان میں صرف فرق یہ ہے کہ جنگل میں قبیلہ کی طرف منہ اور پیٹھ کرنے کی ضرورت نہیں اور مکان میں کبھی ضرورت ہوتی ہے مثلاً کھڑیاں اسی طرف بنی ہوں یا اور طرف جیکہ نہ ہو اور جس نے پیٹھ کرنا درست سمجھا ہے اس کے رد کے لیے بہت سی صحیح موجود ہیں جس میں مطلقاً ممانعت آئی ہے جیسے ابویوب وغیرہ کی حدیث۔ اب امام شافعی کے عہد میں قبیلہ کے موافق مکان میں قبیلہ کی طرف منہ اور پیٹھ کرنا اس وقت درست ہے جب دیوار مکان کے تین ہاتھ یا اس سے کم فاصلہ پر ہو اور وہ دیوار اس قدر اونچی ہو کہ عشاء اسفل کی آواز ہو سکے اس کا اندازہ پالان کی چھٹی لکڑی سے کیا ہے اور وہ دیوار تھائی ہاتھ کے برابر ہوتی ہے پھر اگر تین ہاتھ سے زیادہ فاصلہ ہو، اس سے چھوٹی ہو تو منہ کرنا یا پیٹھ کرنا حرام ہو گا مثل جنگل کے اور ہمارے بعض اصحاب کے نزدیک ہر حال میں مکان میں یہ امر درست ہے اور جنگل میں درست نہیں لیکن صحیح یہاں قول ہے اور کچھ فرق ہیں سب میں خوب جالور کی دیوار کی بلندی یا پھاڑ کی اور اگر پناہ من قبیلہ کی طرف نکلا دے تو اس میں اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ درست ہے اس لیے کہ اگر ہوگی اب جہاں منہ کرنا یا پیٹھ کرنا درست ہے وہاں بھی کراہت ہے لیکن جمہور کے نزدیک مکروہ نہیں اور مختار یہ ہے کہ اگر تکلیف اور حرج ہو اور طرف منہ یا پیٹھ کرے تو مکروہ نہیں درہ مکروہ ہے اور جہاں کراہت سے قبیلہ کی طرف منہ کر کے مکان میں ہو یا جنگل میں۔ ہمارا اور بو حنیفہ اور احمد اور ابو ظاہر بنی کا یہی قول ہے اور اعلیٰ لوگوں نے اس میں اختلاف کیا ہے۔ ابن قاسم نے اس کو جائز رکھا ہے اور ابن حبیبؒ نے مردہ کہا ہے لیکن صحیح جواز ہے اور بیت المقدس کی طرف منہ یا پیٹھ کرنا درست ہے لیکن مکروہ ہے در اگر پناہ یا پیشاب کرتے وقت قبیلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنے سے بچے پھر استنجے کے اقتباب کرے اور جائز ہے۔

دہتے ہاتھ سے استنجا کرنا یا بھلق منع ہے مگر حرام نہیں ہے نادر بعض اعلیٰ ظاہر کے نزدیک حرام ہے۔ ہمارے اصحاب نے کہا کہ ہے ہاتھ سے استنجا کے متعلق کوئی کام نہ لے کر ہر سے اگر پانی سے استنجا کرے تو دہتے ہاتھ سے پانی ڈالے اور انہیں ہاتھ کو پھیرے ذکر یا بر پر اور اگر دھتے سے استنجا کرے تو متعہ کو بائیں ہاتھ سے پونچھے اور ذکر کو دھتے میں پر یا دونوں پاؤں کے بیچ میں رکھ کر اس سے پونچھے اور بائیں ہاتھ سے ذکر کو تھامے اور جو یہ نہ ہو سکے تو دھتے یا اپنے ہاتھ سے پونچھے اور ذکر کو بائیں ہاتھ سے پونچھے اور دھتے ہاتھ سے پونچھے اور ہمارے بعض اصحاب نے کہا کہ ذکر کو دھتے ہاتھ سے تھامے اور دھتے کو بائیں ہاتھ میں رکھے اور یہ صحیح نہیں ہے۔ (لودی)

تین پتھروں سے کم میں استنجا کرنا منع فرمایا لودی نے کہا اس حدیث سے صاحب معلوم ہوتا ہے کہ تین بار پونچھنا واجب ہے اور اس مسئلہ میں علم کا اختلاف ہے ہمارا مذہب یہ ہے کہ ذمے سے استنجا کرنے میں عیست کا دور کرنا ضروری ہے اور تین بار پونچھنا ضروری ہے اگر ایک بار یا دو بار سے نخواست دور ہوگئی تو تیسری بار پونچھنا ضروری ہے اور ایک قول ہے احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور ابو ثور کا اور مالک اور داؤد نے کہا کہ واجب صاف کرنا ہے نخواست سے اگر یک ذمے سے بھی مغفائی ہو جاوے تو کافی ہے اور ہمارے بعض اصحاب کا بھی یہی قول ہے جس مشہور مذہب وہی ہے جو پہلے بیان کیا گیا۔ ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ اگر ایسے رھیلے یا پتھر سے استنجا کریں جس کے ٹکڑے ٹکڑے

۶۰۷- سلمانؓ سے روایت ہے کہ ہم سے شرکوں نے کہا ہم دیکھتے ہیں تمہارے صاحب کو وہ تم کو ہر چیز سکھاتے ہیں یہاں تک کہ پانچ روز پیشاب کرنا بھی۔ سلمان نے کہا بیشک آپ نے ہم کو منع کیا ہے اسے ہاتھ سے استنجا کرنے سے یا قبلہ کی طرف سر رکھ کے اور منع کیا ہے ہم کو گوبر اور ہڈی سے استنجا کرنے سے اور آپ نے فرمایا ہے کوئی تم میں سے استنجانہ کرے میں پتھروں کے بغیر یا تین پتھروں سے کم میں۔

۶۰۷- عَنْ سَلْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لَنَا الْمُشْرِكُونَ إِنِّي أَرَىٰ صَاحِبَكُمْ يُعَلِّمُكُمْ حَتَّىٰ يُعَلِّمَكُمْ الْخَبْرَةَ فَقَالَ أَحِبُّنَ إِنَّهُ يَهْدَانَا أَنْ يَسْتَنْجِي أَحَدُنَا بِجَمِيَّةٍ أَوْ بِسُتْمَيْنِ لَفِيفَةٍ وَنَهَىٰ عَنِ الرَّؤُوسِ وَالْمَعَامِ وَقَالَ (( لَا يَسْتَنْجِي أَحَدُكُمْ بِثَوْبٍ ثَلَاثَةَ أَهْجَارٍ ))

۶۰۸- جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھنا ہڈی یا میٹگی سے (یعنی استنجا کو ان چیزوں سے)

۶۰۸- عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُنْهَىٰ عَنْ بَعْضِ ثَوْبٍ يُسْتَنْجَىٰ بِهِ

تھوڑا ہوا ہر ایک کو نے سے ایک ایک بار پوچھے تو کافی ہو جائے گا اس لیے کہ مقصود تین بار پوچھنا ہے اور تین پتھر یا حصے بہتر ہیں ایسے ایک پتھر یا حصے سے اور اگر آگے اور پیچھے دونوں طرف استنجا کرے تو چھ بار پوچھنا ضروری ہے اور بہتر یہ ہے کہ چھ حصے سون لیں اگر ایک الی احصا چھ کو نے والا ہو تو درست ہے۔ اسی طرح مسنے ویر کپڑے سے جس میں دوسری طرف تری نہ پہنچے استنجا کرنا درست ہے۔ ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ اگر تمیں ڈھیلوں سے صفا ہو جائے تو بچہ تھوڑا سیلا نہ ہوے رتہ چھوڑا سیلا لینا ضرور ہے اگر چہ تھے سے صفائی نہ ہو تو بچہ پانچواں لینا واجب ہے اب چھٹا نہ لینے اور چھپا لیں جس سے صفائی نہ ہو تو چھٹا لینا واجب ہے اور چھٹے سے صفائی ہو جائے تو ساتواں مستحب ہے طاق کرنے کے لیے فرض ظہیر یہ ہے کہ اگر صفائی طاق سے ہو جائے تو اب نہ بڑھائے اور جو بخت سے ہو تو ایک بڑھا کر طاق کر لے اور رسول اللہ نے جو حدیث میں پتھروں کا ذکر کیا ہے اس سے بھل اہل ظاہر نے سوا پتھر کے اور کسی چیز سے استنجا کرنا جائز سمجھا ہے اور اکثر علماء کا یہ قول ہے کہ پتھر کی کوئی تخصیص نہیں بلکہ کپڑے اور گلوی سے بھی استنجا درست ہے اور غرض یہ ہے کہ اسکی چیز جس سے نجاست اور ہو اور یہ مرسوسہ پتھر کے اور چیزوں سے بھی ہو سکتا ہے اور رسول اللہ نے پتھروں کا ذکر اس لیے کیا ہے کہ اکثر پتھر کھل سے مل جاتے ہیں اور وہ مل اس کی یہ ہے کہ آپ نے منع کیا ہڈی اور گوبر اور لید سے استنجا کرنے سے۔ اگر پتھر کی تخصیص منظور ہوتی تو سوا پتھر کے سب چیزوں سے منع کرتے۔ (نودی)

گوبر اور ہڈی سے استنجا کرنا منع ہے لہذا گوبر سے مراد ہر ایک جس چیز سے اس لیے استنجا کرنا درست نہیں اور ہڈی کی نجاست کی یہ وجہ ہے کہ وہ جنوں کی خورک ہے کسی طرح ہر ایک کھانے کی چیز سے استنجا منع ہے اور جالور کے ہر ایک جزو سے اور کتابوں کے ورقوں سے جس چیز تین ہونے کی طرح یا تھیں ہوتی ہیں اس سے کسی طرح استنجا درست نہیں اگر کسی نے اس سے استنجا کیا تو درست نہ ہو گا اور پھر صاف پانی سے استنجا کر پانچ لے گا سیلا کافی نہ ہو گا اس لیے کہ مقام استنجا نہیں ہو گیا انجلی نجاست سے اور جو کسی کھالے کی چھریاں سے استنجا کیا تو صحیح یہ ہے کہ درست نہ ہو گا لیکن ڈھیلے سے استنجا اس کے بعد کافی ہے مگر چہ نجاست اسے مقام سے زیادہ نہیں بڑھی اور بعضوں نے کہا استنجا درست ہو جائے گا مگر گوبر ہو گا۔ (نودی)

## بَابُ اسْتِيقْبَالِ الْقِبْلَةِ

### يَعَانِطُ أَوْ يَوَلُّ

٦١٩- عَنْ أَبِي أَيُّوبَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (( إِذَا أَتَيْتُمُ الْعَايِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَذِيرُوهَا يَوَلُّ وَلَا عَايِطَ وَلَكِنْ شَرُّوْا أَوْ عَرَبُوا )) فَإِنَّ أَيْبَرَ أَيُّوبَ فَقِيْمًا الشَّامَ مَوَاجِدًا مَرَّاسِيصَ قَدْ بُيِّنَتْ قِبَلَ الْقِبْلَةِ فَسَجَرَتْ عَنْهَا وَاسْتَعْبِرُ اللَّهُ قَالَ نَعَمْ

٦١٠- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (( إِذَا حَلَسَ أَحَدُكُمْ عَلَى حَاجَتِهِ فَلَا يَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلَا يَسْتَذِيرُهَا ))

## بَابُ الرُّحْصَةِ فِي ذَلِكَ فِي الْأَبْيَةِ

٦١١- عَنْ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ قَالَ كُنْتُ أَصْلِي فِي الْمَسْجِدِ وَعِنْدَ اللَّهِ نَبِيٌّ عُمَرُ مُبْدٍ طَهْرَةَ ابْنِي الْقُبَيْبَةِ فَمِمَّا قَصَيْتُ حَسَابِي انْصَرَفْتُ إِلَيْهِ مِنْ شَقِيٍّ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ يَقُولُ نَاسٌ إِذَا قَعَدَتْ لِحَاجَةٍ لَكُونُوا نَاسٌ فَلَا يَقْعُدُ مُسْتَقْبِلَ الْعِبَةِ وَلَا يَسْتَقْبِلُ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ وَلَقَدْ رَفِيتُ عَنِي مَهْرُ بَنِي مُرَيْتٍ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُ عَلَى نَسِيٍّ مُسْتَقْبِلًا يَتُومُّ الْمَقْبِلِينَ لِحَاجَتِهِ

٦١٢- عَنْ نَبِيٍّ عُمَرُ قَالَ رَفِيتُ عَنِي يَتُومُّ أَعْيَى حَقِصَةً مَرَيْتُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا لِحَاجَتِهِ مُسْتَقْبِلَ الشَّامِ مُسْتَذِيرَ الْعِبَةِ

باب پانچھٹانے پیشاب کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنے کا حکم

٦٠٩- ابویوبؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم پانچھٹانے کو جاؤ تو قبلہ کی طرف نہ منہ کرو نہ پیٹھ کرو اس طرف پانچھٹا یا پیشاب میں البتہ پورب یا پچھم کی طرف نہ کرو۔ ابویوبؓ نے کہا پھر ہم شام کے ملک میں آئے دیکھ تو کھڑیاں قبلہ کی طرف بنی ہوئی ہیں۔ ہم ان پر سے منہ پھیر لیتے تھے اور خدا سے استغفار کرتے تھے۔

٦١٠- ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی حاجت کے لیے بیٹھے تو قبلہ کی طرف منہ نہ کرے اور نہ پیٹھے۔

## باب گھروں میں س امر کی رخصت کا بیان

٦١١- واسع بن حبان سے روایت ہے میں نماز پڑھتا تھا مسجد میں اور عبد اللہ بن عمرؓ اپنی پیٹھ قبلہ کی طرف لگائے ہوئے بیٹھے تھے جب میں نماز پڑھ چکا تو ایک طرف سے ان کے پاس مڑا، عبد اللہؓ نے کہا لوگ کہتے ہیں جب حاجت کو بیٹھو تو قبلہ اور بیت المقدس کی طرف منہ نہ کرو اور میں چست پر چڑھا تو رسول اللہ ﷺ کو دو اینٹوں پر بیٹھے ہوئے دیکھا حاجت کے لیے بیت المقدس کی طرف منہ کئے ہوئے (اور جب بیت المقدس کی طرف منہ ہو گا تو قبلہ کی طرف پیٹھے ہوگی)۔

٦١٢- عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں اپنی بکری حصہ کے گھر چڑھا میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا حاجت کے لیے بیٹھے ہوئے شام کی طرف منہ تھا اور قبلہ کی طرف پیٹھے تھی۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الِاسْتِجْنَاءِ بِالْيَمِينِ  
٦١٣ - عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( لَا يُضْبَكُ أَحَدُكُمْ ذِكْرَهُ بِيَمِينِهِ وَهُوَ يَتَوَلَّى وَلَا يَتَمَسَّحُ مِنَ الْخَلَاءِ بِيَمِينِهِ وَلَا يَتَمَسَّحُ فِي الْبَاءِ ))  
٦١٤ - عَنْ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ الْخَلَاءَ فَلَا يَمَسُّ ذِكْرَهُ بِيَمِينِهِ ))  
٦١٥ - عَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يَتَمَسَّحَ فِي الْبَاءِ وَأَنْ يَمَسُّ ذِكْرَهُ بِيَمِينِهِ وَأَنْ يَمَسَّ بِبِيَمِينِهِ  
بَابُ التَّمَسُّكِ فِي الطُّهُورِ وَغَيْرِهِ

باب: دابہ ہاتھ سے استنجاء کرنے کی ممانعت کا بیان  
٦١٣ - ابو قتادہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی تم میں سے اپنا ذکر پیشاب کرنے میں دہنے ہاتھ سے نہ تھامے اور پانچلہ کے بعد دابہ ہاتھ سے استنجاء کرے اور برتن میں پھونک نہ مارے۔

٦١٣ - ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی تم میں سے پانچلہ جاوے تو اپنے ذکر کو دابہ ہاتھ سے نہ چھوئے۔

٦١٥ - ابو قتادہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے منع کیا برتن میں پھونکنے سے اور اپنے ذکر کو دابہ ہاتھ سے چھوئے سے اور دہنے ہاتھ سے استنجاء کرنے سے۔

باب طہارت وغیرہ میں دائیں طرف شروع کرنے کا بیان

٦١٦ - ام المومنین عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پسند کرتے تھے دائیں طرف سے شروع کرے کہ طہارت میں اور کھانسی کرنے میں اور جو تاپنے میں۔

٦١٦ - عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُجِبُّ التَّمَسُّكُ فِي طُهُورِهِ إِذَا طَهَّرَ رِجْلِي تَرَجَّلِي بِهِ تَرَحَّلَ رِجْلِي أَيْعَالِيهِ إِذَا انْتَقَلَ

(٦٢) ہذا نووی نے کہا تھمتے میں اگر دابہ ہاتھ سے تھا مگر وہ ہے کہ بہت تیزی سے تحریری جیسے اوپر گزرے اور مقصود یہ ہے کہ دابہ ہاتھ سے کسی طرح کی مدد نہ لے، سنبھالے میں۔ اور برتن میں پھونک مارنا اس لیے منع ہوا کہ شاید نہ پاناک میں سے کوئی چیز نکل کر پانی میں گرے لیکن پانی کے باہر پھونکنا مستحب ہے تمہیں یاد۔

(٦١٦) ☆ ہذا نے کہا یہ ایک قاعدہ مستند ہے شروع میں بوردہ یہ ہے کہ جو کام دنیا میں در عزت رکھتے ہیں جیسے کپڑا پہننا اور موہہ پہننا اور مسجد میں حاکم اور مسواک کرنا اور سر نہ لگانا اور ناخن کاٹنا اور مونچھ کترنا اور بالوں میں کھنکھی کرنا اور بغض کے بال منڈوانا اور سلام بھیرنا نماز کے بعد اور در وضو کے اعضا دھونا اور پانچلہ سے نکلنا اور کھانا اور چٹا مصافحہ کرنا اور خبر اسود چومنا اور جو تاپنے میں ان کے مثل ہیں ان سب میں دائیں طرف سے شروع کرنا اور کپڑا کپڑا کرنا اور پانچلہ یا موہہ یا ناخن کاٹنا اور جو کام ان کے مثل ہیں ان میں بائیں طرف سے شروع کرنا مستحب ہے اور یہ سب اس وجہ سے کہ دائیں جانب کو بائیں جانب پر بزرگی اور شرف ہے اور اجتماع کیا ہے علماء نے اس پر کہ وضو میں دابہ ہاتھ پیدوں کو پیچھے دھونا سنت ہے اگر اس کے خلاف کرے تو صلیات باقی رہے گی لیکن وضو صحیح ہو جائے گا اور شیعہ کے نزدیک یہ امر واجب ہے اور ان کے خلاف کا اعتبار نہیں اور بائیں طرف سے شروع کرنا اگرچہ درست ہے لیکن مکروہ ہے۔ مثلاً کسی نے صاف کہا کہ یہ ہے اور سنن ابو داؤد اور ترمذی میں اس

۶۱۷- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجِبُ الْيَمْسُ فِي شَأْنِهِ كُلِّهِ فِي بَيْتِهِ وَتَرَجُلِهِ وَطُهُورِهِ

بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّحَلِّيِ فِي الطَّرْفِ وَالظَّلَالِ  
۶۱۸- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (( اتَّقُوا اللَّعَافِينَ )) قَالُوا وَمَا اللَّعَافَانِ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ (( الْيَدَيِ يَتَخَتَمِي فِي طَرَفِي لَيْسَ أَرَى فِي ظِلْمِهِ ))

۶۱۷- ام المؤمنین عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی طرف سے شروع کرنا ہر ایک کام میں پسند کرتے جو تاپہنے میں اور کٹنگی کرنے میں اور طہارت کرنے میں (بخاری کی روایت میں ہے جہاں تک آپ سے ہو سکتا ہر ایک کام میں)۔

باب راستہ اور سایہ میں پانچخانہ کرنے کی ممانعت  
۶۱۸ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بچہ تم لعنت کے دو کاموں سے (یعنی جن کی وجہ سے لوگ تم پر لعنت کریں)۔ لوگوں نے کہا وہ لعنت کے دو کام کون سے ہیں؟ آپ نے فرمایا ایک تو راہ میں (جدھر سے لوگ آتے جاتے ہوں) پانچخانہ کرنا دوسرا سایہ دار جگہ (جہاں لوگ بیٹھ کر آرام کریتے ہوں) پانچخانہ کرنا (ان دونوں کاموں سے لوگوں کو تکلیف ہوگی اور وہ برا نہیں گئے لعنت کریں گے)۔

بَابُ لِمَنْ شَجَاءُ بِالْمَاءِ مِنَ التَّبَرُّزِ

۶۱۹- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ حَائِطًا وَتَبِعَهُ غُفَامٌ مِمَّنْ مِصَاةٌ هُوَ أَصْعَرُنَا فَوَصَفَهَا عَبْدُ سَدْرَةَ فَقَصَصَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاجَتَهُ فَخَرَجَ عَلَيْنَا وَقَدْ اسْتَجَى بِالنَّاءِ

۶۲۰- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْعَى الْحِلَاءَ فَأَخْبَلَ نَارًا وَعِثَمٌ سَخَوِي إِدْوَةٌ مِنْ مَاءٍ وَغَرَّةٌ فَاسْتَجَى بِالنَّاءِ

باب قضائے حاجت کے بعد پانی سے استنجاء کرنا  
۶۱۹ انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک بار ع کے اندر گئے اور آپ کے پیچھے ایک لڑکا گیا اس کے پاس ایک برصا (لوٹا وغیرہ) تھا۔ وہ لڑکا ہم سب میں چھوٹا تھا اس نے برصا ایک بری کے پاس رکھ دیا پھر رسول اللہ ﷺ اپنی حاجت سے فارغ ہوئے اور باہر نکلے پانی سے استنجاء کر کے۔

۶۲۰- انس بن مالکؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ پانچخانہ جاتے ہیں اور ایک اور لڑکا میرے برابر پانی کا ڈول اور بر بھی لٹاتے پھر آپ استنجاء کرتے پانی سے (اور بر بھی اس واسطے ساتھ رکھتے کہ اس کو سامنے گاڑ دے)

ابو اسامہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لڑکیاں جو کھڑکیوں کی طرف سے شروع کر دیاں تھیں ان سے منع فرمایا اور ان کو بائیں طرف سے شروع کرنے کی تلقین فرمائی۔ اس پر کہ حرم میں ہے تو کدو ہو گا اور بعض اعضا و عضو کے ایسے ہیں جن میں دائیں طرف سے شروع کرنا مستحب نہیں بلکہ دائیں اور بائیں دونوں کی ایک بارگی طہارت کرنا چاہیے جیسے دونوں کان، دونوں رخسار، اگر یہ امر نہ ہو سکتا تو دہنے سے شروع کرے۔ (تواریخ)





لوگوں کو یہ حدیث بہت پہلے معلوم ہوتی تھی کیونکہ جریرؓ سورہ مائدہ کے اترنے کے بعد مسلمان ہوئے تھے۔

۶۲۳- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے اس میں چند الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ مذکور ہے کہ عبد اللہ کے ساتھیوں کو یہ حدیث اچھی لگتی تھی اس لئے کہ جریر مائدہ کے نزول کے بعد مسلمان ہوئے تھے۔

۶۲۴- حذیفہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا آپ ایک قوم کی روڑی پر پہنچے تو کھڑے ہو کر پیشاب کیا میں سرک گیا۔ آپ نے فرمایا نزدیک آ۔ میں نزدیک چلا گیا یہاں تک کہ آپ کی اینٹوں کے پاس کھڑا ہو گیا پھر آپ نے وضو کیا اور سوزوں پر مسح کیا۔

إِبْرَاهِيمُ كَانَ يُفَجِّهُهُمْ هَذَا الْحَدِيثُ لَأَنَّ إِسْلَامَ جَرِيرٍ كَانَ بَعْدَ نَزُولِ الْفَخَّالَةِ

۶۲۳- عَنْ الْأَعْمَشِيِّ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ بِمَعْنَى حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ عَمْرٍو أَنَّ فِي حَدِيثِهِ جَيْسِي وَسُقْيَانٌ مَالٌ فَكَانَ أَصْحَابُ عَبْدِ اللَّهِ يُفَجِّهُهُمْ هَذَا الْحَدِيثُ لَأَنَّ إِسْلَامَ جَرِيرٍ كَانَ بَعْدَ نَزُولِ الْفَخَّالَةِ

۶۲۴- عَنْ حَذِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُهُ بِأَلَى سَبَاطَةٍ فَوَجَّهْتُهَا فَقَالَ فَسَجَّيْتُ لَهَا إِذْ نَزَلْتُ فَذَبُوتُ حَتَّى فُتِنْتُ بَعْدَ عَقِيْبَتِي مَوْصِيًّا فَمَنْعَ عَلَيَّ عَقِيْبَتِي

(۶۲۳) انہی دونوں نے کہا عبد اللہ نے اس حدیث میں کئی باتیں بیان کی ہیں ایک تو وہ جو شافعی سے بھی منقول ہے کہ عرب کے لوگ پشت کے اردو کا علاج کھڑے ہو کر پیشاب کرتے کرتے تھے اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ رسول اللہ نے بھی پیچھے کے اردو کی وجہ سے ایسا کیا ہو گا۔ دوسری وجہ یہ ہے جس کو تکلی نے باسناد ضعیف نقل کیا کہ آپ کے کشوں کے اندر درجہ تیسری وجہ یہ ہے کہ آپ کو جبکہ نہ ٹی بیٹھنے کی اس سے آپ لاچار ہو کر کھڑے رہے اور امام ابو عبد اللہ شافعی اور قاسمی عیاض نے ایک چوتھی وجہ بیان کی ہے کہ کھڑے ہوئے میں دیر سے حدث نہ نکلنے کا طریقہ بناتا ہے برخلاف بیٹھے کے اور اسی واسطے حضرت عمرؓ نے کہا ہے کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا دیر کو روکے رکھتا ہے حدث نکلنے سے اور ایک پانچویں وجہ بھی ہو سکتی ہے وہ یہ ہے کہ آپ نے کھڑے ہو کر اس لیے پیشاب کیا تھا تاکہ اس کا جواز معلوم ہو مگر ایک ہی بار ایسا کیا اور بیٹھنے کی عادت آپ کی یہ تھی کہ بیٹھ کر پیشاب کیا کرتے تھے۔ حضرت عائشہؓ کی حدیث سے یہ امر ثابت ہے انہوں نے کہا جو کوئی تم سے کہے کہ رسول اللہ کھڑے ہو کر پیشاب کرتے تھے تو ہرگز نہ مانو آپ بیٹھ بیٹھ کر پیشاب کیا کرتے تھے۔ روایت کیا اس کو احمد بن حنبل اور ترمذی اور نسائی اور بہت لوگوں نے اور اسناد اس کی بہتر ہے اور کھڑے ہو کر پیشاب کرے کی ممانعت میں کئی حدیثیں مروی ہیں وہ ثابت نہیں ہیں پھر حضرت عائشہؓ کی یہ حدیث ثابت ہے اسی واسطے علامہ نے کہا ہے کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ ہے مگر عذر نہ ہو اور یہ کراہت تدریجی ہے نہ قریبی ابن منذر نے اشراق میں لکھا ہے کہ علامہ نے اختلاف کیا ہے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے میں تو حضرت عمرؓ اور زید بن ثابتؓ اور ابن عمرؓ اور ابن مسعودؓ سے یہ امر ثابت ہے کہ انہوں نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا ہے اور ایسی ہی منقول ہے انس اور علیؓ اور ابو ہریرہؓ سے اور یساعیؓ کہا ہے میں سیریں اور عمرؓ بن عبد العزیزؓ نے اور ابن مسعودؓ اور صفیؓ اور دیران بن مسعودؓ نے اس کو مکروہ جانا ہے۔ ابوالکلام میں سعد اس شخص کی کوئی نہیں قبول کرتے تھے جو کھڑے ہو کر پیشاب کرے اور اس مسئلہ میں ایک جہزاقوں ہے وہ یہ ہے کہ اگر پیشاب کرے کی جگہ اسکی ہو جس پر سے پیشاب کے قطرے اتریں تو کھڑے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ ہے اور جو اڑنے کا ڈر نہ ہو تو مکروہ نہیں۔ امام مالکؒ کا یہی قول ہے۔ ابن منذر نے کہا پیشاب بیٹھ کر کرنا میرے نزدیک بہتر ہے اور کھڑے ہو کر بھی درست ہے اور یہ سب ثابت ہے رسول اللہ ﷺ سے امام ابوالکلام بن منذر کا لکھن تھ

۶۲۵- عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ سَأَلَ أَبَا مُوسَى يُسْتَدُّ فِي الْبَوْلِ وَيَتَوَلَّى فِي الْقُرُورِ وَيَتَوَلَّى فِي بِي بَنِي إِسْرَائِيلَ كَانَ إِذَا أَصَابَ جَنْدًا أَحَدِهِمْ بَوْلًا فَرَضَهُ بِالْمَقْدِرِيِّ فَقَالَ حَدِيثُهُ يَوْجِدُ أَنَّ صَاحِبَكُمْ لَ يُسْتَدُّ هَذَا التَّشْدِيدُ فَقَدْ رَأَيْتُ فِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ مَضَى فَأَنَّى سَبَاطَةٌ خَلْفَ حَائِطٍ فَنَامَ كَمَا يَعْرِفُ أَحَدُكُمْ فَإِنِ انْقَبَضَتْ مِنْهُ فَأَشَارَ إِلَى مَجْتِ مَقْبُتٍ عِنْدَ عَقِبِهِ حَتَّى مَرَعَ

۶۲۶- عَنْ الْمُعْبِرَةِ بِنِ شُعْبَةَ رَحِمَیَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ مَرَّحَ لِيَخْرِجَهُ فَاتَّبَعَهُ الْمُعْبِرَةُ بِإِدَاوِهِ بِيهَا مَاءٌ فَصَبَّ عَلَيْهِ حِينَ فَرَّغَ مِنْ حَاجَتِهِ فَتَرَصَّاهُ وَمَسَحَ عَنِ

۶۲۵- ابو رافعؓ سے روایت ہے ابو موسیٰؓ نہایت سختی کرتے تھے پیشاب میں۔ وہ پیشاب کیا کرنے تھے ایک شیشی میں اور کہتے تھے کہ بنی اسرائیل میں جب کسی کے بدن کو پیشاب لگ جاتا تو وہ کھال کترتا قینچیوں سے۔ حدیث نے کہا میں چاہتا ہوں کہ ابو موسیٰؓ ایسی سختی نہ کرتے تو بہتر تھا میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا آپ ایک قوم کے گھوڑے پر آئے دیوار کے پیچھے آپ کھڑے ہوئے جس طرح سے تم میں کوئی ہو نا ہے پھر پیشاب کیا میں دور ہٹا آپ نے اشارہ فرمایا پس آ۔ یہاں تک کہ میں آپ کی ایزبوں کے پاس کھڑا رہا جب تک کہ آپ پیشاب سے فارغ نہ ہوئے۔

۶۲۶- مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے کام کو نکلے ان کے پیچھے مغیرہؓ پانی کا ڈول لے کر گئے اور جب آپ حاجت سے فارغ ہوئے تو پانی ڈالا آپ پر (یعنی وضو کے وقت) پھر وضو کیا اور مسح کیا موروں پر۔ ابن ربیعؓ کی روایت میں یوں ہے

ایک قوم کی روڑی پر پیشاب کرنے کے لیے تو یہ اس وجہ سے ہو گا کہ وہ لوگ اس سے ہر شے ہٹا دیتے ہوں گے بلکہ خوش ہوتے ہوں گے اور جس شخص کو بار، ٹنگی نہ ہو اس کی زمین میں پیشاب کرنا ایسا کا کھانا کھانا، رست ہے اور اس کی مثالیں بہت ہیں یا وہ روڑی حاص، اس قوم کی نہ ہو گا بلکہ سب گھروں کے صحن میں مشترک ہوگی لیکن ان کے گھر کے قریب ہوگی اس وجہ سے ان کی طرف سمت کی گی اور یہ جو آپ کے گھوڑے پر پیشاب کیا اور دور تشریف لے گئے حالانکہ آپ کی عادت یہ تھی کہ حاجت کے لیے دور چلتے تو کامی عیام سے اس کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ آپ لوگوں کو سمجھائے میں یاد دہانے اور کاموں میں مصروف ہو گئے۔ لہذا آپ کو پیشاب کی حاجت ہوئی اور اس وقت دور جانا ممکن نہ ہوا اس لیے آپ گھوڑے پر چلے گئے۔ (نووی)

(آپ نے فرمایا نزدیک۔ میں نزدیک چلا گیا) آپ سے نزدیک اس واسطے بیان کیا کہ لوگوں سے آڑ ہو جائے دوسری یہ کہ آپ کی عرض پیشاب کرنا بھی یہاں عام اور دوسرے حدیث سے بھی اطمینان تھا اس لیے پاس جانے میں کوئی قحاح نہ تھی۔ (نووی)

(یہاں تک کہ آپ کی ایزبوں کے پاس گھڑا ہو، پھر آپ نے وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا) نوویؒ نے کہا یہ حدیث بہت سے فوائد پر مشتمل ہے ایک موزوں پر مسح کرنا، دوسرے صحن میں مسح جائز ہونا، تیسرے کھڑے ہو کر پیشاب جائز ہونا، چوتھے پیشاب کرنے والے سے دوسرے آدمی کے نزدیک ہونے کا جو اثر ہوتا ہے پیشاب کرنے والے کا بلانا دوسرے کو اڑ کے بے چارے پردہ کرنے کا استنباب، ساتویں جو ان پیشاب کا گھروں کے نزدیک۔

(۶۲۵) حدیث کی عرض اس حدیث کے بیان کرنے میں یہ تھی کہ حتیٰ بنی ابو موسیٰؓ کی سنت کے خلاف ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے کھڑے کھڑے پیشاب کیا اور پھر صحن میں پیشاب نہیں کیا جیسا کہ ابو موسیٰؓ کرتے ہیں۔

الْحَقِيقِ وَيَوْمَئِذٍ لَّنِي رُشِيعٌ مِّكَانَ حَيٍّ حَتَّى

پانی ڈالا آپ پر یہاں تک کہ آپ فارغ ہوئے حاجت سے (یعنی وضو سے)۔

۶۲۷- عَنْ فَحْبِي بْنِ سَعِيدٍ هَذَا الْإِسْنَادُ وَقَالَ  
فَقَسْرَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ ثُمَّ مَسَحَ  
عَنِ الْحَقِيقِ

۶۲۷- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی منقول ہے اور اس  
میں ہے کہ آپ نے اپنا چہرہ اور ہاتھ دھوئے اور سر کا مسح کیا پھر  
جراویں پر بھی مسح کیا۔

۶۲۸- عَنْ الْمُعْبِرَةِ ابْنِ شُعْبَةَ قَالَ يَا أَبَا نَعْمٍ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَاخِلٌ لَيْتِي بِدُ  
رَسُولٍ فَقَضَى حَاجَتَهُ ثُمَّ حَاءَ فَصَبْتُ عَلَيْهِ مِنْ  
إِدَاوَةٍ كَانَتْ نَعْمِي قَتَوَصًا وَمَسَحَ عَلَى خَفِيَّهِ

۶۲۸- مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے میں ایک رات رسول اللہ  
ﷺ کے ساتھ تھا آپ اترے اور حاجت سے فارغ ہوئے پھر  
آپ آئے تو میں نے آپ پر پانی ڈال ڈال سے جو میرے پاس تھا  
آپ نے دھو لیا اور مسح کیا موزوں پر۔

۶۲۹- عَنْ الْمُعْبِرَةِ ابْنِ شُعْبَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ  
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَقَالَ ((يَا  
مُغْبِرَةُ خُذِي إِدَاوَةً)) فَأَخَذْتُهَا ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهُ  
فَانْطَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى  
تَوَارَى عَنِّي فَقَضَى حَاجَتَهُ ثُمَّ حَاءَ وَغَنِيَهُ جَاءَهُ  
مَنَامِيَّةٌ صِبْغَةُ الْكُفَّيْنِ فَهَبَ يُخْرِجُ يَدَهُ مِنْ  
كُمِّهَا مَضَاكْتُ عَلَيْهِ فَأَخْرَجَ يَدَهُ مِنْ أَسْفَلِهَا  
فَصَبْتُ عَلَيْهِ قَتَوَصًا وَصُوعَةً لِبَعْضِهِ ثُمَّ مَسَحَ  
عَنِ خَفِيَّهِ ثُمَّ صَلَّى

۶۲۹- مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے میں سفر میں رسول اللہ  
ﷺ کے ساتھ تھا آپ نے فرمایا اے معبرہ چھ گل لے لے پانی  
کی۔ میں نے لے لے لی اور آپ کے ساتھ نکلا آپ چلے یہاں تک کہ  
میر کی نظر سے غائب ہو گئے اور حاجت سے فارغ ہوئے پھر بوٹ  
کر آئے۔ آپ ایک چپہ پہنے ہوئے تھے شام کا تک استیوں کا  
آپ نے چاہا اپنے ہاتھ استیوں سے باہر نکال دے نکل نہ سکے تو آپ  
نے نیچے سے ہاتھوں کو نکال لیا۔ پھر میں نے وضو کا پانی ڈالا آپ  
نے وضو کیا جیسے نماز کے لیے وضو کرتے ہیں پھر مسح کیا موزوں  
پر پھر نماز پڑھی۔

۶۳۰- عَنْ الْمُعْبِرَةِ ابْنِ شُعْبَةَ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَقْضِيَ حَاجَةً لَنَا  
رَجَعُ تَلْقَيْنَهُ بِالْإِدَاوَةِ فَصَبْتُ عَلَيْهِ فَمَسَحَ بِيَدَيْهِ ثُمَّ

۶۳۰- مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ حاجت  
کے واسطے نکلے جب ہوئے تو میں پانی کا ڈول لے کر آیا اور آپ پر  
پانی ڈالا آپ نے دونوں ہاتھ دھوئے پھر منہ دھویا پھر ہاتھ دھو کر

(۶۲۸) کوئی ہے کہا اس حدیث سے اور اس میں زیادتی حدیث سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ وضو میں دوسرے سے مدد لینا درست ہے  
اور بعض حدیثوں میں اس کی ممانعت آئی ہے لیکن وہ ثابت نہیں ہیں۔ ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ یہ مدد پانچ تین قسم پر ہے ایک تو یہ کہ پانی  
لانے میں کسی سے مدد لیوے اور یہ نہ کر دہ ہے نہ اس میں کچھ قباحہ ہے۔ دوسرے یہ کہ اعضاء کے دھونے میں مدد دیوے جیسا دوسرا شخص اس  
کے اعضاء کو دھوے یہ کر دہ ہے مگر ضرورت کے وقت جائز ہے تیسرے یہ کہ دوسرا شخص صرف پانی ڈالے اس کا ترک اولیٰ ہے کرنا مکروہ ہے یا  
عمد اس میں جو قول ہیں اور جب کوئی دوسرا پانی ڈالے تو وہ وضو کرنے والے کے ہاتھوں طرف کھڑا ہو۔

عَنِ وَجْهَهُ ثُمَّ دَعَا يَنْغِيْلَ دِرَاعِيَهُ فَصَافَتْ  
اَلْجَنَّةُ فَاَخْرَجَتْهُمَا مِنْ تَحْتِ اَلْجَنَّةِ مَعْلُكُهُمَا  
وَمَسَحَ رَأْسَهُ وَمَسَحَ عَنِ عُنُقِهِ ثُمَّ صَبَّ يَدَا

۶۳۹- عَنْ اَلْمَعْبُودِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ  
ﷺ حَاتٍ تَبَدُّو فِي مَسِيرٍ فَقَالَ بِي (( اَمْعَكَ  
مَعَهُ )) قُلْتُ نَعَمْ فَتَرَلْتُ عَنْ رَاحِلَتِهِ فَمَشَى حَتَّى  
تَرَارَى فِي سَوَادِ اللَّيْلِ ثُمَّ جَاءَ فَأَفْرَغْتُ عَلَيْهِ مِنْ  
الْبُيَاضِ فَعَسَلَ وَجْهَهُ وَعَلِيهِ جَنَّةٌ مِنْ صُوبِ مَلَمٍ  
يَسْتَطِيعُ أَنْ يُخْرِجَ دِرَاعِيَهُ مِنْهَا حَتَّى يُخْرِجَ جَنَّتَهُمَا مِنْ  
أَسْفَلِ الْجَنَّةِ فَعَسَلَ دِرَاعِيَهُ وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ ثُمَّ  
أَقْوَمْتُ لِأَبْرِخَ حَقْمِهِ فَقَالَ (( دَغَّهْمَا فَاَنْتَبِي  
أَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ )) وَمَسَحَ عَلَيْهِمَا

۶۴۰- عَنْ اَلْمَعْبُودِ أَنَّهُ رَمَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْصًا وَمَسَحَ عَلَى عُنُقِهِ فَقَالَ لَهُ  
مَقَالٌ (( إِنِّي أَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ ))

بَابُ الْمَسْحِ عَنِ النَّاصِيَةِ وَالْإِعْمَامَةِ  
۶۴۱- عَنْ اَلْمَعْبُودِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ نَحْنُ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَخَلَّفَتْ مَعَهُ

چاہے جب تک کہ آخر دونوں ہاتھوں کو جب کے نیچے سے نکالا اور  
دھویا ان کو اور سر پر مسح کیا اور موزوں پر مسح کیا پھر ہمارے ساتھ  
نماز پڑھی۔

۶۳۱- مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے  
ساتھ ایک سفر میں تھا آپ نے فرمایا کیا تمہارے پاس پانی ہے؟  
میں نے کہا ہاں آپ سواری پر سے اترے اور چلے یہاں تک کہ  
اندھیری رات میں انھوں سے چھپ گئے پھر لوٹ کر آئے تو  
میں نے پانی والا ڈول سے۔ آپ نے منہ دھویا آپ جب اون کا پینے  
ہوئے تھے تو ہاتھ اسٹخوں سے باہر نکالتے تھے آپ نے نیچے  
سے ہاتھوں کو باہر نکالا اور دھویا اور سر پر مسح کیا پھر میں جھکا آپ  
کے موزے اتارنے کو آپ نے فرمایا رہنے، میں نے ان کو  
طہارت پر پہنا ہے اور مسح کیا ان دونوں پر۔

۶۳۲- مغیرہ سے روایت ہے انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو وضو  
کر لیا آپ نے وضو کیا اور دونوں موزوں پر مسح کیا معبرہ نے کہا  
تو آپ نے فرمایا میں نے ان کو طہارت میں پہنا ہے۔

باب۔ پیشانی اور دستار پر مسح کرنا  
۶۳۳- مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ سفر میں  
بیچھے رہ گئے میں بھی آپ کے ساتھ بیچھے رہ گیا جب آپ حاجت

(۶۳۱) بخاری نے کہا علمہ نے اختلاف کیا ہے اس مسئلہ میں ہمارے وہ توبہ ہے کہ موزوں کا پہننا طہارت کاملہ پر ضروری ہے یہاں تک کہ  
اگر کسی نے دھوپاؤں دھویا پھر موزہ پہنا پھر بیاباں پاؤں دھویا اور موزہ پہنا تو وہ توبہ موزے پر مس کر دست نہ ہو گا اس لیے کہ اس وقت طہارت  
کاملہ نہ تھی اس کا اتارنا اور دوبارہ پہننا ضروری ہے البتہ پایاں موزہ اتارنے کی حاجت نہیں ہے کیونکہ اس کے پسینے کے وقت طہارت کامل  
ہو چکی تھی اور ہمارے بعض اصحاب نے کہا ہے کہ ہائیں موزہ کا بھی اتارنا ضروری ہے اور یہ قوس ہے مالک اور احمد اور حاکم کا اور ابو حنیفہ اور  
مغیرہ ثوری اور یحییٰ بن آدم اور حرثی اور ابو ثور اور داؤد کا یہ قول ہے کہ پہننا موزہ کا حدیث کی حالت میں بھی درست ہے بعد اس کے طہارت  
کامل کر دیے۔ انھوں۔

(۶۳۳) یہی وہ حدیث ہے جس سے رسول اللہ کا نماز پڑھنا اپنے صحابی کے بیچھے ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے سوا عبد الرحمن  
بن عوف کے اور کسی آدمی کے بیچھے نماز نہیں پڑھی البتہ جبریل کے بیچھے نماز پڑھی۔ نووی نے کہا اس حدیث سے بہت سی باتیں نکلتی ہیں ایک  
افضل کا اقتداء کرنا اسے سے کہ درجہ والے کے ساتھ دوسرے نبی کا نماز پڑھنا اپنے ساتھ کسی کے بیچھے تیسرے فضیلت اول وقت لے

عَلَمًا مَعْنَى حَاجَتُهُ قَانَ (( أَمْعَكَ مَاءً )) مَائِيَّةٌ  
بِمِطْهَرَةٍ فَصَلَّيْ كَفَّيْهُ وَوَجْهَهُ ثُمَّ دَغَبَ يَحْضِرُ  
عَنِ دَرْعِيهِ فَصَافَى كُمُ الْحَبَّةِ فَأَمْرَحَ يَدَهُ مِنْ  
دَغَبِ الْحَبَّةِ وَالْعَمَى الْحَبَّةَ عَلَى مَسْكِيَّتِهِ رَعَمَ  
صَرَافِيَهُ وَمَسَحَ بِصَافِيَتِهِ وَعَلَى الْعَصَامَةِ وَعَلَى  
خُفْيَيْهِ ثُمَّ رَكَّ وَرَكَّبَتْ فَانْتَهَبَا إِلَى الْعُومِ وَقَدْ  
قَامُوا فِي الصُّدَاةِ يُصْنِي بِهِمْ عَشِدُّ الرَّحْضِ بَيْنَ  
عُومِهِ رَقْدَ رَكْعٍ بِهِمْ رَكْعَةً فَلَمَّا أَحْسَسَ بِالنَّسِيِ  
صَنَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَغَبَ يَتَأَخَّرُ فَأَوْزَمَا بِاللَّهِ  
فَصْنَى بِهِمْ لَمَّا سَلَّمَ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ وَفَعَلَتْ فَرَكَعَتْ الرَّكْعَةَ الَّتِي سَبَقَتْ

سے فارغ ہوئے تو فرمایا تمہارے پاس پانی ہے؟ میں ایک چھال  
لے کر پانی کی آپ نے دونوں ہاتھ دھوئے اور منہ دھویا پھر  
باپیں استخوانوں میں سے نکالنا چاہیں تو آستینیں تنگ ہوئی آپ نے  
پچھے سے ہاتھ کو نکالا اور جب کو اپنے موٹا حوں پر ڈال دیا اور  
دونوں ہاتھ دھوئے اور پیشانی پر مسح کیا اور عمامہ پر اور موزوں پر  
پھر سوار ہوئے میں بھی سوار رہا جب اپنے لوگوں میں پہنچے تو وہ نماز  
پڑھ رہے تھے عبدالرحمن بن عوف ان کو نماز پڑھا رہے تھے اور وہ  
ایک رکعت پڑھ چکے تھے ان کو جب معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ  
تشریف لائے ہیں وہ پیچھے ہٹے گئے آپ نے اشارہ کیا اپنی جگہ پر  
رہو آخر انھوں نے نماز پڑھائی جب سلام پھیرا تو رسول اللہ ﷺ  
کھڑے ہوئے اور میں بھی کھڑا ہوا اور ایک رکعت جو ہم سے پہلے  
ہو چکی تھی پڑھ لی۔

۶۳۴- عَنْ النُّعْمَانِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَمُقَدِّمَ رَأْسِهِ رَعَمَى عِمَامَتِهِ  
۶۳۵- عَنْ النُّعْمَانِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَهُ  
۶۳۶- عَنْ النُّعْمَانِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ فَمَسَحَ بِصَافِيَتِهِ وَعَنِ الْعِمَامَةِ  
وَعَلَى النُّعْمَانِ

۶۳۴- مخیرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے مسح کیا  
موزوں پر اور پیشانی پر اور عمامہ پر۔  
۶۳۵- دوسری روایت کا معنی بھی وہی ہے جو اوپر گزر رہا۔  
۶۳۶- مخیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ  
علیہ وسلم نے وضو کیا تو مسح کیا پیشانی پر اور عمامہ پر اور موزوں  
پر۔

نماز پڑھنے کی کیونکہ صحابہ نے آپ کا تقاریر کیا اور نماز شروع کر دی، چوتھے جب امام حاضر نہ ہو تو لوگ کسی اور امام کو امام بنا سکتے ہیں  
بشرطیکہ اس سے کوئی مسند نہ پیدا ہو اور امام کو رنج نہ ہو ورنہ سب لوگ اول وقت اکیلے اکیلے نماز پڑھ لیں اور دوبارہ جماعت میں شریک  
ہونا مستحب ہو گا پھر یہی مسنون سلام کے بعد اپنی باقی نماز پوری کرے اور باقی نماز بدول پڑھے اس کے قدر سے ساکت نہ ہو گی البتہ سورۃ  
فاتحہ پڑھنا سادہ ہو جاتا ہے جب امام کو رکوع میں پادے، پچھنے پر کہ مسنون کو بھی امام کی پیروی رکوع اور سجود اور قعدہ سب ارکان میں  
صبر درمی ہے اگرچہ اس کے قعدہ کا وقت نہ ہو سنا تو یہ کہ مسنون امام سے تب جدا ہوتا ہے جب امام سلام پھیر دے اور عبدالرحمن بن عوف  
جو نماز پڑھائے کے درابو بکر صدیق کی طرح پیچھے ہٹے۔ آئے اس کی وجہ یہ تھی کہ عبدالرحمن ایک رکعت پڑھ چکے تھے اور اب بکر نے  
کوئی رکعت نہیں پڑھائی تھی۔ ابھی۔

(۶۳۴) عمامہ پر مسح کرنا اور دست ہے اور اس کا اتارنا ضروری نہیں بلکہ نزع حرج کے لیے۔ البتہ بیٹ کا بھی قول ہے اور بعض علماء کے نزدیک  
عمامہ پر مسح جائز نہیں جب تک سر پہ ہاتھ نہ پھیرے۔

۶۳۷- عَنْ بَدَلٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَالْجُمُاعِ رِجْلَيْ حَبِيبِ بْنِ عَيْسَى حَدَّثَنِي الْحَكَمُ حَدَّثَنِي بَدَلٌ

۶۳۸- عَنْ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فِي الْحَبِيبِ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَابُ التَّوْقِيتِ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ

۶۳۹- عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ قَالَ أَتَيْتُ عَائِشَةَ أَسْأَلُهَا عَنْ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَتْ عَلَيْكَ بِأَنِّي أَمِي مَطَالِبٍ فَسَأَلُهُ فَوَيْلَهُ كَانَ يُسَافِرُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ فَقَالَ جَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاعَةَ أَيَّامٍ وَلَيْلِيهِمْ لِلْمُسَافِرِ وَيَوْمًا وَلَيْلَةً لِلْمُعْتَمِرِ فَإِنْ وَكَانَ مُعْتَمِرًا إِذَا ذَكَرَ عَمْرًا أَتَى عَلَيْهِ

۶۴۰- عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي نُجَيْمٍ عَنْ الْحَكَمِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

۶۴۱- عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَتْ أَتَيْتُ عَائِشَةَ فَوَيْلَهُ أَنْتُمْ بِذَلِكَ مِمَّنْ بَأْتَيْتُ عَلَيْهَا فَذَكَرَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا

(۶۳۹) نووی نے کہا جمہور علماء کا یہی قول ہے جیسے ابو حنیفہ اور شافعی اور احمد کا اور مہمکت کا مشہور قول یہ ہے کہ مسح کی مدت کچھ مقرر نہیں جتنے دنوں تک چاہے مسح کرے اور یہی ایک قول قدیم ہے شافعی کالان کی دلیل ابن ابی عمار کی حدیث ہے جو ابو ذؤدے روایت کی لیکن وہ حدیث اتفاق علماء ضعیف ہے اب اکثر علماء کا یہ قول ہے کہ یہ مدت موزن سے پہنچنے کے بعد حدث کے وقت سے شروع ہوگی نہ موزن سے پہنچنے کے وقت سے اور نہ مسح کے وقت سے اگر مدت گزرنے سے پہلے ہمارے کی حاجت ہوگی تو سورے پر مسح جائز ہوگا ہمارے اسباب کے نزدیک پھر کر غسل کیا اور دونوں پاؤں سورے کے اندر دھریے تو جہات پائی رہے گی اور نہ جائز ہو جائے گی اب اگر اس کے بعد حدث ہوگا تو موزن سے پر مسح درست نہیں اس لیے کہ سوروں پر مسح اسی وقت درست ہے جب طہارت کا نہ ہو پہنچے جاویں اب ان کو بتا کر طہارت کر کے پھر پہنچے اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ معنی کو گر کوئی مسئلہ معلوم نہ ہو تو دوسرے کا حوالہ دے جو اس کو خوب جانتا ہو۔ اچھا





## قَبْلَ غَسِّهَا ثَلَاثًا

۶۴۳- حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی تم میں سے سو کر اٹھے تو چننا تھ برتن میں نہ ڈالے جب تک اس کو تین بار نہ دھوے کیونکہ معلوم نہیں کہاں رہا ہاتھ اس کا۔

۶۴۴- نہ کورہ حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۶۴۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (( إِذَا سَنَقَطَ أَحَدُكُمْ مِنْ تَوْبِهِ فَمَا يَقْبَلُ يَدُهُ فِي الْإِسَاءِ حَتَّى يَغْسِلَهَا ثَلَاثًا فَإِنَّهُ لَا يَقْبَلُ إِلَّا بِثَلَاثٍ يَدُهُ ))۔

۶۴۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَدِيثٍ وَكَيْفَ قَالَ يَرْفَعُهُ بِيَدِهِ

۶۴۵- اس سند سے بھی وہی حدیث منقول ہے جو اوپر گزر چکی ہے۔

۶۴۵- عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي الْمُسَيْبِ كُنَانَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَدِيثِهِ

۶۴۶- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے جاگے تو اپنے ہاتھ پر تین بار پانی ڈالے اس سے کہ اس کو معلوم نہیں کہ کہاں رہا ہاتھ اس

۶۴۶- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (( إِذَا اسْتَبَقَطَ أَحَدُكُمْ فَلْيُفْرِغْ عَلَى يَدَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَبْلَ أَنْ يُدْخِلَ

(۶۴۳) جب نام شافعی نے کہا عربوں کی عادت تھی کہ وہ احمیوں سے استنجا کیا کرتے اور اس کے ملک گرم تھے سونے میں پیدا ہوا اس لیے احتمال تھا کہ ہاتھ نجس ہو گیا ہو اور اس حدیث سے کئی مسائل نکلتے ہیں ایک تو یہ کہ غسل پانی پر اگر نجاست پڑ جائے تو وہ نجس ہو جاوے گا دوسرے یہ کہ سات بار دھونا کسی نجاست کا ضروری نہیں سوائے کے چائے ہوئے برتن کے میرے یہ کہ استنجا کا مقام دھیلوں سے پاک نہیں ہو تا بلکہ محال ہے لہذا اس سے چوتھے یہ کہ نجاست کا تین بار دھونا ضروری ہے یعنی نجاست معتقدہ کا اور متوہمہ کا تین بار دھونا مستحب ہے پانچویں یہ کہ نجاست متوہمہ کا دھونا مستحب ہے صرف پانی ڈالنا کافی نہیں چھٹے یہ کہ عبادات میں احتیاط کرنا مستحب ہے بشرطیکہ یہ احتیاط دوسرے کے درجہ تک نہ پہنچے اب جمہور علماء اس طرف گئے ہیں کہ یہ ہاتھ ڈالنے کی ممانعت مندرجہ ہے نہ کہ تحریمی جس صورت میں نجاست کا بغض نہ ہو اور اگر ہاتھ ڈال دے گا تو پانی نجس نہ ہو گا اور حسن بھری سے منقول ہے کہ نجس ہو جائے گا اگر رات کو سو کر اٹھا ہے اور اعلیٰ بن راہویہ اور محمد بن جریر طبری سے بھی یہی منقول ہے لیکن یہ قول صحیح ہے کیونکہ اصل پانی اور ہاتھ دونوں میں طہارت ہے بھر شک سے وہ نجس نہیں ہو سکتے اور یہ سو کر اٹھنا ہمدے نزدیک سونے سے مخصوص نہیں بلکہ جب سو کر اٹھے اور نجاست کا شبہ ہو یا بغیر سونے نجاست کا گمان ہو یا برتن میں بغیر ہاتھ دھوئے ہاتھ نہ ڈالے اور امام احمد سے یہ روایت ہے کہ اگر رات کے خوب سے اٹھا ہے تو ہاتھ ڈالنا مکروہ تحریمی ہے اور جودوں کے خوب سے اٹھا ہے تو مکروہ تحریمی ہے اور داؤد ظاہری کا بھی یہی قول ہے۔

(۶۴۶) یہ کہنا ہے بھی وہی کہ پرہیزگاری سے یہ مقاموں میں زیادہ فصیح ہے اور قرآن اور حدیث میں اس کی بہت تفسیریں ہیں۔ یہ جب ہے کہ ہاتھ کی نجاست کا گمان ہو اگر ہاتھ کی طہارت کا یقین ہو جب بھی ہاتھ دھونا پھر ڈالنا بہتر ہے اور صحیح یہ ہے کہ اس صورت میں

يدُهُ فِي إِبَالِهِ قَبْلَهُ لَمْ يَلُؤِي فِيهِمْ بَأْتَتْ يَدُهُ ((  
 ۶۴۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي رَوَاتِهِمْ جَمِيعًا عَنْ  
 لَيْسَى صَنِىَّ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا الْحَدِيثِ  
 كُلِّهِمْ يَمُولُ حَتَّى يَغْسِلَهُ رَجُلٌ يَقُولُ وَاحِدٌ مِنْهُمْ  
 مَدَانٌ إِذْ مَا قَدَّمْتُ مِنْ رَأْيِهِ جَابِرٌ وَرَبِىُّ الْمُسَيَّبِ  
 وَأَبِى سَلَمَةَ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شُعْبَةَ وَرَبِىُّ حَاصِبٍ  
 وَرَبِىُّ رَجَبٍ هَذَا فِي حَدِيثِهِمْ وَتَكَرَّرَ الْقَدِّحُ

کارات کو۔

۶۴۷- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث کئی اسناد سے مروی ہے ہر ایک میں ہاتھ دھونے کا ذکر ہے مگر کسی ایک نے بھی تین مرتبہ کا ذکر نہیں کیا۔

### بَابُ حُكْمِ وَلَوْغِ الْكَلْبِ

۶۴۸- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
 صَنِىَّ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي  
 الْمَاءِ أَحَدَكُمْ فَلْيَرْفَعْهُ ثُمَّ لِيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ ))  
 ۶۴۹- عَنْ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَتَمَّ  
 جُلُ فَمِثْلُهُ

### باب کہتے کے منہ ڈالنے کا بیان

۶۴۸- ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کتا منہ ڈال کر پئے تم میں سے کسی کے برتن میں تو بہاؤ اس کو پھر سات بار دھو۔

۶۴۹- اس روایت میں بہانے کا ذکر نہیں ہے

۶۵۰- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَنِىَّ  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا شَرِبَ الْكَلْبُ فِي الْمَاءِ  
 أَحَدَكُمْ فَمِثْلُهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ

۶۵۰- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کتا تمہارے برتن میں سے پئے تو اس کو سات بار دھونا چاہیے۔

۶۵۱- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ  
 (( طَهِّرُوا الْمَاءَ أَحَدَكُمْ إِذَا وَلَغَ فِيهِ الْكَلْبُ أَنْ  
 يَغْسِلَهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ أَوْ لَاحِظٌ بِالْمَرَّاتِ ))

۶۵۱- ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے برتن کی پانی جب کتا اس میں منہ ڈال کر پئے یہ ہے کہ اس کو سات بار دھوئیں پہلی بار مٹی سے، پھر

۶۵۲- عَنْ هِشَامِ بْنِ سَبْعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا  
 أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولَ اللَّهِ صَنِىَّ اللَّهُ

۶۵۲- ہشام بن سبعتہ سے روایت ہے یہ حدیثیں ہم سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان

تو ہاتھ اٹھا دھو لے سے پہلے کر دھوئیں ہے مگر برتن اتار دے کہ ہاتھ پانی پر ڈالنا ممکن نہ ہو تو منہ سے پانی لیوے اور ہاتھ کو دھوے یا اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو پاک پیزے سے پانی لائے یا اور کسی سے دھوے۔ (نوری)

(۶۵۲) ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ کتا جس سے نور اس کا صاب اور پینہ ناپاک ہے۔ جمہور علما کا یہی قول ہے اور علمہ اور مالک سے ایک روایت یہ ہے کہ کتا پاک ہے اور دلیل اس کی یہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کھو تم وہ شکار جو کتنے پکڑیں تمہارے لیے اور ظاہر ہے کہ کتے کا صاب جاوے کے پکڑنے میں ضرور لگے گا مگر یہ دلیل قوی نہیں اس لیے کہ شکار کے مباح ہونے سے خاص اس مقام کی جہاں کتے تھے

عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا رِفَاعُ بْنُ رَسُوْلٍ  
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ (ر) طَهُورُ إِذَا أَحَدُكُمْ إِذَا وَلَعَ  
نَكَبَ إِلَيْهِ أَنْ يَغْسِيَهُ مَنَاقِبَ) (

۶۵۳- عَنْ أَبِي الْمُنْعَلِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ  
أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْ  
لِلْكَذِبِ ثُمَّ قَالَ (( مَا يَأْتِيهِمْ وَيَأْتِي الْكَذِبِ ))  
ثُمَّ رَخَّصَ فِي كَلْبِ الصَّيْدِ وَكَلْبِ الْعَمِّ وَقَالَ  
(ر) إِذَا وَلَعَ الْكَذِبُ فِي الْإِيمَانِ فَاعْسَلُوهُ مَنَاقِبَ  
مَرَاتٍ وَغَسَّوْهُ أَشَابَةَ فِي التُّرَابِ) (

۶۵۴- فِي رِوَايَةٍ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ مِنَ الرِّيَادَةِ  
وَرَخَّصَ فِي كَلْبِ الْعَمِّ وَالصَّيْدِ وَالرَّذَاعِ

میں سے ایک حدیث یہ بھی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا تم میں سے کسی کے برتن کی پاکی جب کتاب میں چھپ  
پڑے ہے کہ اس کو سات بار دھو دے۔

۶۵۳- عبداللہ بن مغفل حنفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
رسول اللہ ﷺ نے حکم کیا کہ کتوں کے مار ڈالنے کا پھر فرمانا کہ  
حال اس کا اور حال کتوں کا پھر اجازت دی شکاری کتا اور گلے کا کتا  
پالنے کی (یعنی کریوں کی منڈی کی حفاظت کے لیے) اور فریاد  
جب کتا برتن میں منہ ڈال کر پئے تو اس کو سات بار دھوؤ اور  
آٹھویں بار منی سے مانجھو۔

۶۵۴- یحییٰ بن سعد کی روایت میں اتنا زیادہ ہے اور رخصت کی  
آپ نے بکریوں کا کتا اور شکاری کتا اور کھیت کا کتا پالے کی۔

ہم نے مذکور لکھا طہارت ثابت نہیں ہوتی۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو روایت کیا ترمذی اور ابو داؤد نے اس عمر سے کہ رسول اللہ کے ہاتھ میں کتے  
سجھ میں آتے تھے اور پیشاب کرتے لیکن پانی کوئی نہ ڈال اس کا جواب یہ ہے کہ اسے جانتے سے طہارت کی ثابت نہیں ہوتی بلکہ  
پیشاب اس کا وہ تو بالا جماع نہیں ہے اور مسجد کے درمیان کی وجہ یہ ہوگی کہ پیشاب کی جگہ معلوم نہ ہو سکتی ہو گا اس وجہ سے کہ میں سوچ  
گئی تو وہ پاک ہے یا یہ حکم ابتدائے اسلام میں ہو گا بعد اس کے مسجد کی صفائی اور پاکیزگی کا حکم ہوا تیسری دلیل یہ ہے کہ اسے جو حدیثیں ملی  
ہیں ان میں کتابا لے کی اجازت دی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ پالنے کی اجازت سے اس کی طہارت لازم نہیں آتی ان حدیثوں سے یہ بھی معلوم  
ہوتا ہے کہ کتے کے منہ ڈال کر پینے سے برس کا سات بار دھونا ضروری ہے اور یہی قول ہے ابن عباسؓ اور عروہؓ اور ابن عمرؓ اور حاکم  
اور عمرو بن دینار اور لودائی اور مالکؓ اور شافعیؒ اور احمد بن حنبلؒ اور اسحاق بن زبیرؒ اور ابو ثورؒ اور ابو عیوبہؒ اور ابو داؤدؒ اور ترمذیؒ اور  
سے اور قیاس کیا اس کو بھی شوق پر حار نہ کہ یہ قیاس ہے بمقابلہ بھس کے۔ اور دلیل دینے ہیں طحاویؒ اور دارقطنیؒ کی روایت سے کہ ابو ہریرہؓ نے  
کہا کتے کے منہ ڈالنے سے تنس بار دھونا چاہیے حالانکہ احتمال ہے ابو ہریرہؓ نے بھول کر یہ کہا ہو سات بار دھوے کو وہ مستحب جانتے ہوں اور تنس  
بار کو واجب اور ابو ہریرہؓ سے یہ بھی ثابت ہے کہ بھوس سے سات بار دھوئے کا حکم کیا ہے حال ابو ہریرہؓ کا قول حدیث صحیحہ مرویہ کے  
مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ (محل الادطار) نو دینی سے کہا ہمارے نزدیک کتے کا پیشاب اور پاخانہ یا خوں یا پیسہ وغیرہ اگر لگ جائے تو اس کا بھی یہی حکم  
ہے کہ سات بار دھوئیں اور ایک بار منی سے۔

(۶۵۳) لا نو دینی سے کہا ہمارا مذہب اور جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ سات بار دھوئیں ان میں ایک بار منی مل کر، مومن ہو چکے مٹی ایک  
طیغہ چیز ہے گویا مٹیوں کا ہوا اور جمید جس قدر احتیاط کا کہتے کے جھوٹے میں یہ ہے کہ بعض کتا زہر ملا ہوتا ہے اور بعض دھو لہ تو سات بار  
دھونے میں برتن سے بالکل شرابا دار ہے گا۔ نہیں کہ نخواست اس کی اور نخواستوں سے بڑھ کر ہے کیونکہ سور کتے سے بھی زیادہ نجس ہے پراس  
میں زہر نہیں۔

(۶۵۴) لا نو دینی نے کہا ہمارے اصحاب نے اتفاق کیا ہے کہ بغیر ضرورت کے کتا پالنا حرام ہے جیسے کوئی پالے اس کی صورت ہے

تَابُ النَّهْيِ عَنِ الْبَوْلِ فِي الْمَاءِ الرَّائِدِ

٦٥٥- عَنْ جَابِرٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهَى أَنْ يُبَازَ فِي الْمَاءِ الرَّأْسُ

٦٥٦ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (( لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ فِي الْمَوَدِّ  
الذَّالِمِ ثُمَّ يَقْتَسِلُ مِنْهُ ))

٦٥٧- عَنْ هُشَامِ بْنِ مُسَبِّحٍ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنْ مَخْصِيَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فذكرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (( لَا تُبَيِّنُ فِي الْقَضَاءِ الدَّائِمِ الْيَدِي ، خَرِي ثُمَّ تَفْصِلْ مِنْهُ ))

باب: تھمے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے کی ممانعت  
۱۵۵- جائز سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے منع کیا تھمے  
ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے۔

۶۵۶- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی تم میں سے ختمے ہوئے پانی میں چشما نہ کرے اور یہ بھی نہ کرے کہ چشما کر کے پھر اس میں غسل کرے۔

۶۵۷- ہمام بن منہ نے کہا یہ حدیثیں ہیں جو ہم سے ابو ہریرہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے نقل کیں پھر کئی حدیثیں بیان کیں ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایسا مت کر کہ پیشاب کرے تو قے ہوئے پانی میں جو بہتا نہیں پھر غسل کرے اسی پانی سے۔

نہ کو پسند کر کے، غنائش اور پیاکشی کے لیے قہر حرام ہے بلا حلال لیکن ضرورت کے لیے بالذات درست ہے لہذا اس حدیث میں تو ظہن کاموں کے لیے اجازت ہے ایک شکوکہ کے لیے دوسرے ہانوروں کی حفاظت کے لیے تیسرے کمیت کی حفاظت کے لیے ان میں کاموں کے لیے تو سب کے نزدیک درست ہے البتہ اختلاف ہے کہ گھروں کی حفاظت کے لیے اس کا بالذات درست ہے یا نہیں اور صحیح یہ ہے کہ درست ہے اور کتا اگر شکوکہ ہو اس کو مارنا اس اور اگر شکوکہ نہ ہو تو نہ ماریں۔ امام احمد میں نے کہا کہ کتوں کے قتل کی حدیث مسوخر ہے اسی طرح سیاہ کتے کے قتل کی۔  
فی۔ مختصر

[illegible]

بَابُ السَّهْمِ عَنِ الْإِعْتِسَالِ فِي الْمَاءِ الْوَاحِدِ

۶۵۸- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( لَا يَقْتَسِلُ أَحَدُكُمْ فِي مَاءٍ وَاحِدٍ وَهُوَ جُنُبٌ )) فَقَالَ كَيْفَ يَفْعَلُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بِمِائَتَيْ سَوْمَلٍ

بَابُ وَجُوبِ غَسْلِ الْبَوْلِ وَغَيْرِهِ مِنْ الْخَامَسَاتِ إِذَا حَصَلَتْ فِي الْمَسْجِدِ وَأَنَّ الْأَرْضَ تَطْهَرُ بِالْمَاءِ مِنْ غَيْرِ حَاجَةٍ إِلَى حَفْرِهَا

۶۵۹- عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أَغْرَابًا قَالَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَامَ إِلَيْهِ بَعْضُ الْقَوْمِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( دَعْوَةٌ وَلَا تُرْثَمُوهُ )) قَالَ مِمَّا فَرَّجَ دَعَا يَدْعُو مِنْ مَاءٍ فَصَبَّاهُ عَلَيْهِ

۶۶۰- عَنْ أَنَسٍ أَنَّهُ قَالَ لَمَّا دُخِرَ أَنَّ أَغْرَابًا مِمَّنْ لَمْ يَلْبَسْ حِجَابًا فِي الْمَسْجِدِ عَيَا فِيهَا مَصْدَحٌ بِهِ النَّاسُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( دَعْوَةٌ )) فَلَمَّا فَرَّجَ أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِدَثُونٍ تُصَبُّ عَنِ بَوَّكُو.

باب تھمے ہوئے پانی میں غسل کی ممانعت

۶۵۸- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو نہانے کی حاجت ہو تو وہ تھمے ہوئے پانی میں نہ نہا دے لوگوں نے پوچھا یہ پانی کہاں سے لے کر نہا دے۔

باب مسجد میں جب پیشاب کرے تو اس کو پانی سے دھونا ضروری ہے اور زمین پانی سے پاک ہو جاتی ہے اس کا کھودنا ضروری نہیں۔

۶۵۹- انسؓ سے روایت ہے کہ ایک گنوار مسجد میں پیشاب کرنے لگا لوگ اس کو مارنے یا بٹانے کے لیے اٹھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مت رو کو پیشاب اس کا۔ جب وہ پیشاب کر چکا آپؐ سے ایک ڈول پانی کا منگو لیا اور اس پر ڈال دید۔

۶۶۰- انسؓ میں ملک رضی اللہ عنہ ذکر کرتے تھے کہ ایک گنوار مسجد کے کونے میں کھڑے ہو کر پیشاب کرنے لگا لوگ چلائے اس پر رسول اللہ ﷺ علیہ وسلم نے فرمایا چھوڑ دو اس کو جب وہ پیشاب کر چکا تو آپؐ نے حکم کیا تو ایک ڈول پانی کا اس کے پیشاب پر ڈال گیا۔

(۶۵۸) نبیؐ کوئی نے کہا اگر اسی طرح جاری چشمے میں۔ ثنائی نے پوچھی میں کہا میں مکروہ جانتا ہوں جب کے بے غسل کرنا کنویں میں اور تھمے ہوئے پانی میں جو جوں سے جو خود وہ قلیل ہو یا کثیر در یہ کراہت ترجیح ہے نہ عمر کی اور اگر جب نے یہ پانی میں غسل کیا اور وہ دھوکوں سے کم سے تو مستحسن ہو جائے گا اور خطہ کے ماں چودہ بار یاد ہے تو مستعمل نہ ہو گا اور صحیح مذہب الحمد للہ یہ ہے کہ پانی پاک ہے اور پاک کرتا ہے جب تک نجاست کی وجہ سے اس کا اثر چار رنگ یا پورے برے رو کچھ فرق نہیں سے قلیل اور کثیر پانی میں خود وہ دھوکے ہو یا اس سے کم۔ بھی مع زیادہ۔

(۶۶۰) روایت ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمی کا پیشاب نجس سے اور اس پر اجتماع ہے خواہ وہ آدمی بڑا ہو یا لکھن کم سن بچہ کے پیشاب پر صرف پانی چھڑک دینا کافی ہے اس کو ہم آگے بیان کریں گے اللہ تعالیٰ اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مسجد کی عظمت اور حرمت کرنی چاہیے اور مچھلتوں سے پاک رکھنی چاہیے اور میں پر پانی ڈالنے سے زمین پاک ہو جاتی ہے اور اس کا کھودنا ضروری نہیں بلکہ ہمارے

۶۶۱- عن أنس بن مالك قال بينما نحن في المسجد مع رسول الله ﷺ إذ جاء أغرابي فقام يقول في المسجد فقام أصحاب رسول الله ﷺ من منة قال قال رسول الله ﷺ (( لا تؤذوه دعوة )) فركبوه حتى بات ثم إن رسول الله ﷺ (( دعاه فقال له إن هدو المسجد لا تصنع لشيء من هذا البول ول تقدر إنما هي لذكر الله عز وجل والصلاة وقراءة القرآن ))  
 و كما قال رسول الله ﷺ قال فأمر رخص من القوم فجاء بدلو من ماء فمسه عليه

۶۶۱- انس بن مالک سے روایت ہے ہم رسول اللہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے مسجد میں اتنے میں ایک جنگی آیا اور کھڑے ہو کر پیشاب کرنے لگا رسول اللہ کے اصحاب نے کہا ہائیں ہائیں کیا کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا اس کا پیشاب مت روکو جانے دو لوگوں نے چھوڑ دیا یہاں تک کہ وہ پیشاب کر چکا آپ نے اس کو بلایا اور فرمایا کہ مسجد میں پیشاب اور نجاست کے لائق نہیں یہ تو اللہ کی یاد کے لیے اور نماز اور قرآن پڑھنے کے لیے بنائی گئی ہیں یا اب بھی کچھ آپ نے فرمایا پھر ایک شخص کو حکم کیا وہ ایک ذول پانی کا لایا اور اس پر بہا دیا۔

الح اور جس پر علماء کاغذ ہے اور ابو حنیفہ کے نزدیک وہ بغیر کھودے پاک نہیں ہوتی اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جہاں کو نرم لار ملے گت سے سمجھا تا ہے کہ تزییل یا حمار سے نکالتے کرے اور علماء نے لکھا ہے رسول اللہ نے اس گتوار کے چھوڑ دینے کا وہ جھوس سے حکم کیا ایک تو یہ کہ پیشاب رک جائے سے خوا اس کو ضرر ہو تا دوسرے گروہ پیشاب کرنا چاہتا تو ساری مسجد اور اس کے کپڑے وغیرہ سب نجس ہو جاتے۔  
 (۶۶۱) ہادی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد کو بچانا چاہیے ٹپاک چیزوں سے اور قحوک سے اور آواز بلند کرے سے اور لڑائی جھگڑوں سے اور خرید و فروخت سے اور سب معاملات سے اور یہاں پر میں چند مسئلے مختصر طور پر بیان کرتا ہوں ایک یہ کہ بے وضو کو مسجد میں بیٹھنا درست ہے اور اگر عبادت کی نیت سے بیٹھے جیسے عکاف یا علم دیں پڑھیں یا پڑھائے یا عطا کرنے یا سننے یا نماز کی نیت سے تو مستحب ہے ورنہ سہا ہے اور بعض لوگوں کے نزدیک مکروہ ہے لیکن یہ قول ضعیف ہے اسی طرح مسجد کے اندر سونا درست ہے۔ امام شافعی نے ام (کتاب کتاب) اس کی تصریح کر دی ہے۔ ابن منذر نے اشراق میں لکھا ہے کہ مسجد میں سونے کی جائز دی ہے معید بن مسیب اور حسن اور عطاء اور شافعی اور ابن عباس نے کہا مسجد کو خراب گاہ مت بناؤ اور ایک روایت ان سے یہ ہے کہ اگر نماز کے لیے مسجد میں جاوے تو کچھ تباہت نہیں اور آواز اٹھانے کہا مسجد میں سونا مکروہ ہے اور امام مالک نے کہا مسالروں کو مسجد میں سونا درست ہے اور عقیقہ کو مناسب نہیں امام احمد نے کہا مسافر وغیرہ کے لیے قحاح نہیں پھر اگر کوئی مسجد کو جواب گاہ بنا لے تو جائز نہیں اور اتنی کا بھی یہی قول ہے اور جس نے مسجد میں سونا یا نر رکھا ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت علی اور ابن عمر اور اصحاب صفہ مسجد میں سویا کرتے تھے اور کافر مسلمانوں کی جائزت سے مسجد میں جا سکتا ہے البتہ اخیر اعازت سے اس کو جانے سے روکا جاوے گا۔ ابن منذر نے کہا مسجد میں وضو کرنا ہر ایک عام لے درست رکھا ہے البتہ جیسے مقام میں وضو کرنا جس سے لوگوں کو تکلیف ہو کر رہا ہے اور ابن میرین اور مالک اور بخاری سے اس کی گراہت مروی ہے مسجد کے صاف رکھنے کے لیے ہمارے اصحاب میں سے ایک جماعت نے لکھا ہے کہ جانوروں اور دھالوں اور لڑکوں کا مسجد میں سے جانا مکروہ ہے اور مراد لڑکے ہیں جن کو نیز نہیں کیونکہ وہ نجس کرائیں گے۔ مسجد پر جانور کاے جانا حرام نہیں ہے اس لیے کہ رسول اللہ نے طواف کیا ہے خاتمہ کعبہ کا اونٹ پر سوار ہو کر اور یہ گراہت کے معافی نہیں اس لیے یہ آپ نے بیان جو لڑکے لیے ایسا کیا ہو گا اس لیے کہ آپ سب لوگوں کو دکھائیں تو دوسرے آپ کی پیروی کریں اسی طرح مسجد میں نجاست فالے جانا حرام ہے اور جس کے بدن میں ایسی نجاست لگی ہو کہ اس سے مسجد کے نجس ہو جاتا



## بابُ حُكْمِ نَوَلِ الطِّفْلِ الرَّصِيعِ وَكَيْفِيَّةِ غَسْلِهِ

## باب شیر خوار بچے کے پیشاب کو کیوں کر دھونا چاہیے

۶۶۲- ام المومنین عائشہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ کے پاس لوگ بچوں کو لاتے آپ اس کے لیے دعا کرتے اور ہاتھ پھیرتے ان پر اور کچھ چبا کر انکے منہ میں دیتے جیسے کھجور وغیرہ ایک لڑکا آپ کے پاس لایا گیا اس نے آپ پر پیشاب کر دیا آپ نے پانی منگوایا اور اس جگہ ڈال دیا اور اس کو دھویا نہیں۔

۶۶۳- ام المومنین عائشہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک رودھ پتا بچہ لایا گیا اس نے آپ کی گود میں پیشاب کر دیا آپ نے پانی منگو کر اس جگہ پر ڈال دیا۔

۶۶۴- مذکورہ بار حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۶۶۲- عَنْ عَائِشَةَ رَوَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُؤْتِي بِالصِّبْيَانِ فَيُرِيَهُمْ عَلَيْهِمْ وَيُحْكِكُهُمْ فَأَتَى بِصَبِيٍّ فَقَالَ عَلَيْهِ قَدْ بَغَاءَ فَأَتَعَهُ بَوْلَهُ وَنَمَّ نَفْسَهُ

۶۶۳- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا بُي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَبِيٍّ يَرْصَعُ قَبْلَ مِي حَبْرِهِ قَدْ بَغَاءَ مَصْبِيَّةً عَلَيْهِ

۶۶۴- عَنْ هِشَامِ بْنِ عَبْدِ الْوَسَّادِ مِثْلَ حَدِيثِ بْنِ نُمَيْرٍ

۶۶۵- ام قیس بنت محسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بچہ لے کر آئیں جو اناج نہیں کھاتا اور اس کو آپ کی گود میں بٹھا دیا اس نے پیشاب کر دیا آپ نے نظر پانی اس پر چھڑک دیا۔

۶۶۶- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی ایک دو لفظوں کے تغیر سے مروی ہے۔ آپ نے پانی اس پر چھڑک دیا۔

۶۶۷- عبد اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام قیس بنت محسن رضی اللہ عنہا نے جو بچہ

۶۶۵- عَنْ أُمِّ قَيْسِ بِنْتِ مَحْصِنٍ تَهَا أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَابِ لَهَا مِمَّا يَأْكُلُ الطِّفْلُ مَوْصَعُهُ مِي حَبْرِهِ مَا قَدْ بَغَاءَ بَرْدَ عَمَى أَنْ يَصْحَ بِالْمَاءِ

۶۶۶- عَنْ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَمَا قَدْ بَغَاءَ بِمَاءٍ مَرَّةً

۶۶۷- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْمَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ أُمَّ قَيْسِ بِنْتِ مَحْصِنٍ وَكَانَتْ مِي

لن جائے گا کہ وہ مسجد میں نہ جاوے اور جوڑ نہ ہو تو چسکا ہے اگر مسجد میں صدمے اور خون کے لیے لڑی برتن۔ دیکھئے تو حرام ہے درہ مکروہ ہے اور گھر کے اندر مسجد میں پیشاب کرے تو اس میں دو قوس ہیں یک یہ کہ مکروہ ہے۔ دوسرے یہ کہ حرام ہے۔ مسجد میں چت لیشنا پاؤں پلانا، ٹھیلیاں چننا اور ست ہے۔ مسجد کو بھانڈا صاف رکھنا مستحب ہے۔

(۶۶۷) نووی نے کہا ان حدیثوں سے بچوں کے منہ میں کچھ چبا کر دینے کا احتساب ثابت ہوتا ہے اور اہل صلاح اور فصل سے برکت حاصل کرنا بھی لکھا ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بچوں کو برہگوں کے پاس بٹھانا مستحب ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حسن معاشرت اور نرمی اور ملاحت اور غفال پر رحم کرنا بہت عمدہ چیز ہے اور باب سے مقصود یہ ہے کہ بچہ کے پیشاب پر صرف پانی چھڑکنا کافی ہے اور اس تن

مہاجر تھیں۔ انہوں نے بیعت کی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور وہ بہن تھیں عکاشہ بن حصین کی بہن کی بیوی۔ یہی ایک ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر چڑھ کر دیا اور اس کو دھویا نہیں۔

أَنَّهَا جَرَّتِ النَّازِلَ الَّذِي بَاقِيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهِيَ أُنْثَى عَكَاشَةُ بِنْتُ مَخْصُومٍ أَحَدِ بَنِي أَسَدِ بْنِ خُرَيْشَةَ قَالَ أُخْبِرْتَنِي أَنَّكَ رَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَأْتِيَهَا ثُمَّ يَتْبَعُ أَنْ يَأْكُلَ الطَّعَامَ قَالَ عَيْدُ اللَّهِ أُخْبِرْتَنِي أَنَّهَا تَذَكُّ بِلِثَامِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِسَاءِ مَضْجَعَةٍ غَنِي ثَوْبِي وَرَسْمَ يَغْسِيهِ غَسَا

### باب منی کا حکم

### باب حُكْمِ الْمَنِيِّ

۶۶۸ - مقدمہ اور اسود سے روایت ہے ایک شخص حضرت عائشہ کے پاس آراوہ صبح کو اپنا کپڑا دھونے لگا شاید رات کو احتلام ہو گیا ہو گا حضرت عائشہ نے کہا کہ تجھے کافی تھا مگر منی تو نے دیکھی صرف اتنا مقام دھو ڈالتا اور جو نہیں دیکھی تو پانی گردا گرد چھڑک دیتا میں تو رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے منی چھیل ڈالتی (یعنی کھرج ڈالتی اس لیے کہ وہ گاڑھی ہوتی) پھر آپ اس کپڑے کو بہن کر نماز پڑھتے۔

۶۶۸ عَنْ عَفْفَةَ وَالْأَسْوَدِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا مَرَّ بِعَائِشَةَ فَأَصْبَحَ يَغْسِلُ ثَوْبَهُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ إِنَّمَا كَانَ يُخْرِتُكَ إِنْ رَأَيْتَهُ أَنْ تَغْسِلَ مَكَانَهُ فَإِنْ لَمْ تَرَ تَصْحَفْ حَوْلَهُ وَلَقَدْ رَأَيْتَنِي أَفْرِسُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا فَيُصَلِّي بِهِ

۶۶۹ - اسود اور ہام سے روایت ہے حضرت عائشہ نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے منی کھرج ڈالتی تھی۔

۶۶۹ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ كُنْتُ أَفْرِسُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

۶۷۰ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑوں سے منی کھرچنے کی حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۶۷۰ عَنْ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ كُنْتُ أَفْرِسُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ حَدِيثِ عَائِشَةَ عَنْ أَبِي بَكْرٍ

ابن ابی ہاشم میں تین مذہب ہیں ایک تو صحیح اور مشہور ہے کہ لڑکے کے پیشاب پر پانی چھڑکانا کافی ہے لیکن لڑکی کا پیشاب مثل اور نجاستوں کے دھونا ضروری ہے دوسرا مذہب یہ ہے کہ دونوں کے پیشاب پر پانی چھڑکانا کافی ہے میرا مذہب یہ ہے کہ دونوں کا دھونا ضروری ہے اگر کے دونوں مذہب شاذ اور ضعیف ہیں اور پہلے مذہب کو اختیار کیا ہے علی بن ابی طالب اور عطاء بن ابی رباح اور حسن بصری اور احمد بن حنبل اور حقیق بن راہویہ اور ایک جماعت ملحق اور اصحاب حدیث نے اور وہی قول ہے ابن ابی ہاشم کا اور وہی مروی ہے ابو حنیفہ سے اور نسری مذہب کو مالک نے اختیار کیا ہے اور ابو حنیفہ سے بھی مشہور ہے۔ یہ اختلاف اس پہلے میں ہے جو سو دھ کے اور کوئی غذا نہ کھاتا ہو لیکن جب وہ انجان کھانے لگے تو سب کے نزدیک اس کا پیشاب دھونا ضروری ہے۔ انہی باختصار

۶۷۱- رَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا عَنْ  
عُثْمَانَ عَنْ مَنصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ  
عَائِشَةَ سَخَوِ حَدِيثَهُمْ

۶۷۲- عَنْ عُمَرُو بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ سَأَلْتُ  
سَلَمَةَ بْنَ عَسْرٍ عَنْ النَّبِيِّ يُعْصِبُ ثَوْبَ  
الرَّجُلِ أَيْعُصِلُهُ أَمْ يُعْصِلُ الثَّوْبَ فَقَالَ أَخْبَرَنِي  
عَائِشَةُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
كَانَ يُعْصِلُ النَّبِيَّ ثُمَّ يَخْرُجُ إِلَى الصَّلَاةِ فِي  
ذَلِكَ الثَّوْبِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَى أثرِ لَعْنَتِهِ

۶۷۳- عَنْ عُمَرُو بْنِ مَيْمُونٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ أَمَّا  
أَبُو أَبِي زَائِدَةَ فَحَدِيثُهُ كَمَا قَالَ أَبُو بَشِيرٍ أَنَّ  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعْصِلُ  
النَّبِيَّ وَأَنَا أَبُو الْبَرَكَةِ وَغَدَّ أَبُو جَبْرِ مَعِيَ  
حَدِيثُهُمَا فَأَبَتْ كُتُبُ أَعْصِلُهُ مِنْ ثَوْبِهِ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۷۴- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شِهَابٍ الْعَوْنَانِيِّ قَالَ  
كُنْتُ بَارِكًا عَلَى عَائِشَةَ فَخَلَعَتْ مِنِّي ثَوْبِيَّ  
وَعَمَمْتُهَا مِنِّي الْمَاءُ فَرَأَيْتُ بَخَارِيَّةً تَعَاكِسُ

۶۷۱- مذکورہ ہاں حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۶۷۲- عمر بن ميمون سے روایت ہے میں نے سیدنا بن ہار  
سے پوچھا اگر نبی کپڑے میں لگ جادے تو نبی کو دھو ڈالے یا  
کپڑے کو دھو دے؟ انہوں نے مجھ سے کہا کہ حضرت عائشہ رضی  
اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبی کو  
دھو ڈالتے پھر نماز کو نکلتے وہی کپڑا پہن کر پور میں دھونے کا نشان  
دیکھتی آپ کے کپڑے میں۔

۶۷۳- یہ حدیث اس سند سے بھی مروی ہے کہ ابن بشر رضی  
اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نبی کو خود دھو  
ڈالتے تھے۔ دین مہارک اور ابن واحد عائشہ رضی اللہ عنہا دونوں  
کی روایت کردہ حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں  
کہ میں نبی کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑوں سے دھو  
ڈالتی تھی۔

۶۷۴- عبداللہ بن شہاب خولان سے روایت ہے میں حضرت  
عائشہ کے پاس اترا مجھے احکم ہو گیا کپڑوں میں۔ میں نے ان کو پانی  
میں ڈبویا حضرت عائشہ کی ایک چھو کری نے یہ دیکھا دران سے

(۶۷۴) جیسا بھی اگر کپڑے میں مٹی لگ جائے تو سارے کپڑے کا دھونا ضروری نہیں سب سے سنبھالنے کے لئے جہاں مٹی  
لگی ہو۔ پوری نے کہا علیہ السلام نے اختلاف کیا ہے آدمی کی مٹی میں تو مالک اور ابو ضیفہ کا کہہ رہا ہے یہ ہے کہ وہ جس ہے مگر ابو ضیفہ کے نزدیک اگر مٹی  
خفک ہو تو اس کا ٹیڑھا نکال دیا جائے اور یہی ایک روایت ہے احمد سے اور ماہانک کے نزدیک ہر حال میں اس کا دھونا ضروری ہے اور ایف نے کہا کہ  
نبی جس ہے لیکن نبی بھرے اگر کون نماز پڑھے تو نماز کا دھونا ضروری نہیں اور حسن نے کہا کہ اگر کپڑے میں مٹی بھری ہو اور اس سے نماز  
پڑھے تو نماز کا دھونا ضروری نہیں اگرچہ مٹی کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو لیکن اگر بدن میں لگی ہو تو نماز کا دھونا ضروری ہے اگرچہ مٹی تھوڑی ہو۔  
اور بہت سے علماء اس طرف گئے ہیں کہ مٹی پاک ہے اور نبی مروی ہے حضرت علی اور سہب بن ابی وقاص اور عمر اور عائشہ سے اور ابوہریرہ  
سے صحیح روایت میں اور ابیہ مدح ہے شافعی اور احمد یث کا اور جس نے کہا کہ مٹی کی طہارت صرف شافعی فاقوں ہے اس نے غلطی کی۔ اب جو  
لوگ کہتے ہیں ان کی دلیل وہ حدیث ہے جس میں مٹی، حوے کا کر ہے اور جو پاک کہتے ہیں ان کی دلیل وہ حدیث ہے جس میں کھرج ڈالنے  
کا ذکر ہے کیونکہ نبی جس ہوتی تو اس کا دھونا ضروری نہ ہوتا جیسے حوے کا دھونا ضروری نہیں اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ دھونے کی وجہ

فَاخْبَرْتَهَا فَبَعَثَتْ إِلَيَّ غَائِثَةً فَقَالَتْ مَا خَمَلْتُ عَلَى مَا صَنَعْتَ بِشَوَيْتِكَ قَالَ قُلْتُ رَأَيْتُ مَا يَرَى النَّاسُ فِي مَنَابِهِ قَالَتْ مِنْ رَأَيْتُ فِيهَا شَيْئًا قُلْتُ لَا قَالَتْ فَمَنْ رَأَيْتُ شَيْئًا غَسَلَتْهُ نَفْسُ رَأْيِي رَأَيْتُ لَأَحْكَمَهُ مِنْ تَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَابَسًا يَطْفُرِي

### بَابُ نَجَاسَةِ الدِّمِّ وَكَيْفِيَّةِ غَسْلِهِ

۶۷۵- عَنْ أَسْنَاءَ قَالَتْ سَأَلْتُ امْرَأَةً إِلَى نِسِيٍّ رضی اللہ عنہا فَقَالَتْ بِخَدَّائِهَا يُصِيبُ تَوْبَهَا مِنْ دَمِ الْحَيْضِ كَيْفَ يَصْنَعُ بِهِ قَالَ (( نَضَحَهُ ثُمَّ تَغَرَّاهُ بِالْمَاءِ ثُمَّ نَضَحَهُ ثُمَّ تَمَسَّحَ بِهِ ))

بیان کیا انھوں نے مجھے بڑا بھیجا اور پوچھا ان کپڑوں کو تم نے کیوں دھویا؟ میں نے کہا خراب میں میں نے وہ دیکھا جو سوئے والے دیکھتا ہے (مراد احکام ہے)۔ انھوں نے کہا کپڑوں میں تو نے کچھ اثر پایا؟ میں نے کہا نہیں۔ انھوں نے کہا اگر کپڑوں میں تو کچھ دیکھتا تو اس کا دھوؤ مٹا کافی تھا اور میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے سوکھی منی اپنے ہاتھوں سے چھیل ڈالتی۔

باسب: خون کی نجاست اور اس کے دھوئے کا بیان

۶۷۵- اسناد سے روایت ہے ایک عورت آنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور اس نے کہا ہم میں سے کسی کو کپڑے میں حیض کا خون لگ جاتا ہے وہ کیا کرے؟ آپ نے فرمایا پیسے اس کو کھرج ڈالے پھر پانی ڈال کر لے پھر دھو ڈالے پھر اسی کپڑے میں نماز پڑھے۔

اس روایت میں ہے خناب اور صفائی پر جس کا دھو ڈالنا بہتر ہے یہ تو نودی کی منی کا حکم ہوا اب ہمارے اصحاب کا ایک قول طہیث سے مراد یہ ہے کہ منی عورت کی محس ہے اور مرد کی پاک ہے اور ایک قول اس سے بھی زیادہ ضعیف یہ ہے کہ دونوں کی منی محس ہے اور ٹھیک یہی ہے کہ مرد اور عورت کی منی پاک ہے اور جب منی پاک ہوتی ہو اس کا کھانا درست ہے یا نہیں؟ اس میں دو قول ہیں صحیح یہ ہے کہ درست نہیں ہے کیونکہ طہیث اس سے ٹھن کرتی ہے تو وہ حائضہ میں داخل ہیں جو حرام ہیں اب منی اور جانوروں کی تو کتے اور سور کی منی تو محس ہے بد خلاص۔ اور جانوروں کی منی میں تھیں قول ہیں صحیح یہ ہے کہ وہ پاک ہیں خوراک اس جانور کا گوشت حلال ہوینا ہو۔ دوسرا قول یہ ہے کہ وہ محس ہے مطلقاً۔ تیسرا قول یہ ہے کہ جس جانور کا گوشت حلال ہو اس کی منی پاک ہے اور جس جانور کا گوشت حرام ہے اس کی منی بھی ناپاک ہے۔

نودی نے کہا حضرت عائشہ کی اس حدیث سے لوگوں نے دلیل قائم کی ہے کہ عورت کی فرج کی رطوبت پاک ہے اور صحیح بھی یہ ہے اور انھوں نے یہ کہا ہے کہ رسول اللہ کو احتلام تو ہوتا تھا حالانکہ وہ کبھی نہ احتلام شیطان کے فریب سے ہوتا ہے تو اب جو منی رسول اللہ پر ہوگی وہ ضرور جماع کی وجہ سے ہوگی اور جماع میں منی رت کی رطوبت کے ساتھ شریک ہوتی ہے اور جو لوگ فرج کی رطوبت کو محس کہتے ہیں انھوں نے وہ جواب دیے ہیں ایک یہ کہ حنظل ہمیشہ شیطان کے فریب سے نہیں ہوتا بلکہ جب بدن میں اعتدال سے زیادہ منی پیدا ہو جاتی ہے تو طبیعت اس کو دفع کرتی ہے۔ دوسرے یہ کہ احتمال ہے کہ یہ منی مقامات جماع یعنی بوسہ اور مساس اور مباشرت سے نکلے ہو۔ اتنی

(۶۷۵) نودی نے کہا اس حدیث سے نکلتا ہے کہ نجاست کا پانی سے دھونا واجب ہے اور جو کوئی کسی اور دوسری چیز سے دھو دے سرکہ وغیرہ سے تو جائز نہ ہو گا اور خون نجس ہے باجماع اہل اسلام اور نجاست کے دھونے میں صاف کرنا اس کا ضروری ہے ہر کی شرط نہیں ہے اگر نجاست منی ہے جو آنکھ سے دکھائی نہیں دیتی جیسے پیشاب وغیرہ اس کا دھونا ایک بار واجب ہے اور دوسری تیسری بار مستحب ہے اور نجاست منی جو آنکھ سے دکھائی دیتی ہے جیسے خون وغیرہ تو اس کا دھونا واجب ہے کہ نجاست راتل ہو جائے اب بعد اس کے دوسری یا تیسری بار دھونا مستحب ہے اور کپڑے کا بخود دھونے کے بعد شرط نہیں ہے صحیح قول کے موافق۔ اب اگر نجاست منی کے دھونے کے بعد اس کا

۶۷۶- عن هشام بن عروہ بہذا الإسناد متصل  
حدیث یحتیٰ فی سعید

باب الدلیل علی نجاسة البول  
ووجوب الاستبراء منه

۶۷۷- عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال  
مر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی قبرین  
عقال (( اما ایتھما لیمعدبان وما یعدبان فی  
کثیر اما احدهما فکان یخشی بالیمینہ واما  
الآخر فکان لا یمستتر من بولہ )) قال فذہبا  
یغیب رطب فشفہ بانین ثم غرس علی ہذا

تھے رنگ رہ جائے تو کچھ قحط نہیں البتہ اگر اس کا مزہ باقی رہے تو وہ کپڑے بکس رہے اور مزہ دور کرنا ضروری ہے اور جو بول باقی رہے تو اس میں دو  
قوسیں مچھ رہے کہ وہ پاک ہو جائے مگر اچھی محفرا

(۶۷۷) بخاری کی روایت میں اتنا زیادہ ہے اور وہ بڑا گناہ ہے پھر یہ جو فرمایا بڑے گناہ پر نہیں اس سے نہ غرض ہوئی کہ ان کے راست میں  
بڑا گناہ تھا بلکہ مطلب ہے کہ اس گناہ سے باز رہنا ان پر مشکل تھا اور قاضی عیاض نے ایک تیسری تاویل کی ہے وہ یہ ہے کہ بڑے سے بڑا گناہ  
نہ تھا اس سے یہ مطلب ہے کہ عذاب کچھ بڑے سے بڑے گناہ پر منحصر نہیں بلکہ بھونے گناہ پر بھی ہوتا ہے اور اس گناہ کے بڑے ہوئے کا یہ  
سبب ہے کہ پیشاب سے جب پرہیز نہ کیا تو نماز باطل ہوئی اور نماز کا ترک کبیرا گناہ ہے کی طرح چھل خوں کی اور قضا سب سے بڑا گناہ  
ہے۔ (الوای)

آپ نے ہر ایک قبر پر ایک ایک ٹھیک گاڑ دی شاید  
رسول اللہ نے ان دونوں کی سفارش کی تو وہ سفارش قبول ہوئی۔ اس طرح سے کہ ان کے عذاب سے کم کرنے کا حکم ہو جنہی کے سوکھے تک  
اور شاید آپ دعا کرتے ہوں ان کے لیے نہیںوں کے خلک ہونے تک اور احتمال ہے کہ ہری شیاں بھی کھیتی ہوں اس وجہ سے عذاب کی  
کی ہو درجب سو کہ چاہیں تو صبح موقوف ہو جاتی ہو کہ تکوان من شعی الا یسبح بحمدہ سے کٹر مفسرین کے نزدیک وہی شے  
مرد ہے جو زندہ ہو اور لکڑی اور پتھر کی۔ ندگی جب ہی تک ہے کہ وہ کائنات میں جاوے اور تحقیق علماء کا یہی قول ہے کہ سمیت عام ہے اور ہر  
ایک چیز جیسا صبح کرتی ہے اور بعضوں نے کہا کہ ہر چیز اپنی صورت اور سیرت اور اوصاف اور تاثیرات کی وجہ سے اپنے صانع کی قدرت پر  
دلالت کرتی ہے اور یہی اس کی صبح ہے۔

ہر گ درختیں ہر در نظر ہمار

ہر دے دفتر بست حرقت کردگار

اور اس حدیث سے علماء نے یہ بات نکالی ہے کہ قبر کے پاس قرآن پڑھنا مستحب ہے اس لیے کہ جب ہری شے سے عذاب کی کمی ہو تو  
قرآن کی برکت سے ضرور عذاب میں کمی ہوگی اور بخاری نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے کہ ربیعہ بن حبیب اسلمی نے وصیت کی

وَحَدَّثَنَا وَعَمِي هَذَا وَحَدَّثَنَا سَمَ قَالَ (( لَعَلَّهُ أَنْ يُخَفَّفَ عَنْهُمْ مَا لَهُمْ يَتَّبِعُوا ))  
 ۶۷۸- عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَعْمَشِ بِهِ، الْإِسْنَادُ عَمْرُو  
 أَنَّهُ قَالَ (( وَكَانَ الْأَخِيرُ لَا يَسْتَبْرِئُ عَنْ الْبَوْلِ  
 أَوْ مِنْ الْبَوْلِ ))  
 فرمایا شاید جب تک یہ شہیاں نہ سوئیں اس وقت تک اس کا عذاب  
 ہلکا ہو جائے۔  
 ۶۷۸- نہ گورہ بالا حدیث اس سند سے بھی آئی ہے۔ اس میں  
 یہ ہے کہ جو دوسرا شخص تھا وہ پیشاب سے پرہیز نہ کرتا  
 تھا۔



حق کی قسم کہ میری قبر میں وہ ہری شاخیں رکھ دی جائیں اور شاخیں ہوں گے تو کارِ رسول اللہ کے فعل کو دیکھ کر یہ وصیت کی۔ خطاب نے انکار کیا  
 اس فعل کا جو لوگ قبروں پر کیا کرتے ہیں یعنی پھوس اور شاخیں ڈالنے کا اور کہا اس کی کوئی اصل نہیں۔ اس حدیث سے یہ بھی نکلا ہے کہ قبر کا  
 عذاب حق ہے اور معزز۔ اے اس کے خلاف کیا ہے اور پیشاب بھی ہے اور چغل خوردی حرام ہے جب فساد کی نہت، بے ہوا اور جو کسی مسلمان کا  
 سرور سے بچنا منظور ہو تو ثواب ہے وہ چغل خوردی میں داخل نہیں۔ بخاری مع زیادہ۔

## کِتَابُ الْحَيْضِ

### حیض کا بیان ۱۔

**بَابُ مُبَاشَرَةِ الْحَائِضِ فَوْقَ الْبَارِ**  
 ۶۷۹- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاتِرًا بِبَارٍ ثُمَّ يُمِشُّهَا  
 ۶۸۰- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاتِرًا بِبَارٍ ثُمَّ يُمِشُّهَا  
**باب: تہبند کے اوپر حائضہ عورت سے مباشرت کرنا**  
 ۶۷۹- ام المومنین عائشہ سے روایت ہے ہم میں سے جب کوئی حائضہ ہوتی تو رسول اللہ ﷺ اس کو حکم کرتے تہبند باندھے کا پھر اس کے اوپر مباشرت کرتے اس کے ساتھ۔  
 ۶۸۰- ام المومنین عائشہ سے روایت ہے کہ ہم میں سے جب کسی عورت کو حیض آتا تو رسول اللہ ﷺ حکم کرتے تہبند باندھنے کا۔ جب حیض کا خون جوش پر ہو تا پھر اس سے مباشرت کرتے

حیض کے معنی لغت میں بہا اور اصطلاح میں اس حوض کو کہے ہیں جو بالغ عورت کے رحم سے بہتا ہے جسک ذوق میں اور اسخارہ و حوض ہے جو بے وقت علات کے خلاف آدے۔

(۶۷۹) یعنی پٹھتے اس سے اور مساس کرتے اور بوسے لیتے پر حرام نہ کرتے کیونکہ حیض میں جماع کرنا حرام ہے باجماع اہل اسلام اور نہ کوئی اس کو حلال بنائے تو وہ کافر مرتد ہے۔ اس لیے کہ اس کی حرمت قرآن سے ثابت ہے اور جو کوئی طہاں۔ جانے اور بھول سے یا بگاڑ اسے بہاکام سے تو اس پر گناہ ہے نہ کفارہ اور اگر چاہن جو جھ کر کے تو گناہ کبیرہ ہے اور کفارہ وہ جب نہیں۔ مالک اور ابو حنیفہ اور حماد اور شافعی کا ایک روایت میں یہی توں ہے اور جمہور مطلق نے اسی کو اختیار کیا ہے جیسے عطاء و ابن ابی ملیک اور شعبہ اور شعبہ اور یحییٰ اور ابو الزناد اور ربیعہ اور حماد بن ابی سہمان اور ابوب سہیمانی اور سہیلان ثوری اور یث بن مسعود کا اور ایک قول یہ ہے کہ اس پر کفارہ واجب ہے اور یہی مروی ہے حضرت ابن عباس اور حسن بصری اور سعید بن جبیر سے اور یہی قول سے قتادہ اور علی بن ابی طالب کا اور حماد کا ایک روایت میں۔ اب اختلاف کیا ہے ان لوگوں نے کفارہ میں تو حسن اور سعید نے نے کفارہ کفارہ ایک برے کا جزا کرنا ہے اور باقی لوگوں سے کفارہ ایک بنار یا آدھا یا صدقہ ریغ سے اور لعل ان کی اس عیسیٰ بن مسعود سے مرفوع جو شخص اپنی عورت سے جماع کرے حیض کی حالت میں وہ ایک دینار صدقہ دیوے یا آدھا دینار لیکن یہ حدیث ضعیف ہے۔ باتفاق حفاظ ائمہ

(۶۸۰) یعنی نفس پر قابو رکھنا اور اپنی خواہش کو بے موقع روکنا یہ ہر شخص کا کام نہیں البتہ رسول اللہ میں یہ قدرت تھی اس لیے جس شخص سے ضرر ہو سکے اس کو یہی بہتر ہے کہ حائضہ سے مباشرت نہ کرے۔ یہاں یہ کہ غلبہ ثبوت میں جماع کر جیسے اور تنہا ہو لوادی سے کہا مباشرت ایک تو جماع کے معنی میں ہے وہ حیض کی حالت میں حرام ہے جیسے اوپر گذر اور ایک مباشرت یہ ہے کہ ناف کے اوپر اور کھنٹوں سے نیچے مباشرت کرے۔ کرے یا بوسہ سے یا چٹا سے یا مساس کرے یہ طہاں ہے حیض کی حالت میں۔ باتفاق علماء اور وہ جو مبدعہ علمانی سے منقول ہے کہ اس قسم کی مباشرت بھی حیض کی حالت میں درست نہیں تو یہ شاذ ہے مگر ہے اس کو کسی نے قبول نہیں کیا اور اگر





بَابُ حَوَارِ غَسْلِ الْحَابِصِ رَأْسِ زَوْجِهَا  
وَتَوَجُّبِهِ وَطَهَارَةِ سُورِهِ وَالِاتِّكَاءِ فِيهِ  
حَجَرُهَا وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ فِيهِ

۶۸۴- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اغْتَسَلَ يَذُبُّ بِإِلَى رَأْسِهِ مَارِجَلَهُ رِكَانًا لَا يَدْخُلُ الثَّبِتُ إِلَّا بِحَاجَةِ الْإِنْسَانِ

۶۸۵- عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ إِذَا كُنْتُ لَأَدْخُلُ ثَبِتَ بَحَايِجُهُ وَلَمْ يَصُفْ بِهِ مِنْ أَسْتَلْ عَنْهُ إِلَّا رَأْسَ مَارِجَةٍ وَإِنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيَدْخُلُ عَلَى رَأْسِهِ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَأَرْجَلُهُ وَكَانَ لَا يَدْخُلُ الثَّبِتُ إِلَّا لِحَاجَةٍ إِذَا كَانَ مُغْتَسِمًا وَهَانَ إِلَيْهِ رُشْحٌ إِذَا كَانُوا مُغْتَسِمِينَ

۶۸۶- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُخْرِجُ إِلَيَّ رَأْسَهُ مِنْ الْمَسْجِدِ وَهُوَ مُجَاعِرٌ فَأَغْبِيهِ رَأْسَ حَابِصٍ

۶۸۷- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذُبُّ بِإِلَى رَأْسِهِ وَأَنَا فِي حُجْرَتِي فَأَرْجُو رَأْسَهُ وَأَنَا حَائِصٌ

۶۸۸- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ غُضْرُ رُئُوسِ

اس باب میں یہ بیان ہے کہ حائضہ عورت اپنے خاوند کا سر دھو سکتی ہے اس کے سر میں کنگھی کر سکتی ہے اس کی گود میں ٹکیہ لگا کر بیٹھنا اور قرآن پڑھنا درست ہے۔

۶۸۴- ام المؤمنین عائشہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ جب اعتکاف کرتے تو پناسر مہری طرف جھکا دیتے ہیں اس میں کنگھی کر دیتی اور آپ گھر میں تشریف نہ لاتے (مسجد سے) مگر ضروری حاجت (پیشاب پاخانہ وغیرہ) کے واسطے۔

۶۸۵- ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں (جب اعتکاف میں ہوتی) گھر میں جان حاجت کے واسطے اور چلتے چلتے جو کوئی گھر میں بیار ہوتا اس کو بھی پوچھ لیتی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں رہ کر اپنا سر مہری طرف ڈال دیتے ہیں اس میں کنگھی کر دیتی اور آپ گھر میں نہ جاتے مگر حاجت کے لیے جب اعتکاف میں ہوتے۔ لیکن رُخ نے کہا جب کہ وہ سب اعتکاف میں ہوتے۔

۶۸۶- ام المؤمنین عائشہ سے روایت ہے جب رسول اللہ ﷺ اعتکاف میں ہوتے تو مسجد کے باہر اپنا سر نکال دیتے ہیں آپ کا سر دھو دیتی حالانکہ میں حائضہ ہوتی۔

۶۸۷- ام المؤمنین عائشہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ اپنا سر میرے نزدیک کر دیتے اور میں حجرہ میں ہوتی پھر میں کنگھی کرتی آپ کے سر میں اور میں حائضہ ہوتی۔

۶۸۸- ام المؤمنین حضرت عائشہ نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کا

(۶۸۴) کوئی لے کہا اس حدیث سے چند قاعدے اعتکاف کے معلوم ہوئے جن کا ذکر انشاء اللہ اعتکاف کے باب میں آئے گا اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر اعتکاف کرے وہ اپنے بدن کا کوئی حصہ جیسے ہاتھ یا پاؤں یا سر مسجد سے باہر نکالے تو اس کا اعتکاف باطل رہے گا اور جو شخص عطف کرے اس بات کی کہ فلاں گھر میں نہ جائے گویا فلاں گھر سے نہ نکلے گا پھر اپنے بدن کے کسی حصہ کو اس کے اندر کرے یا اس میں سے نکالے تو اس کی قسم نہ ہونے لگی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ خاوند اپنی بی بی سے خدمت لے سکتا ہے پکارتے اور نہاتے دھونے میں بشرطیکہ وہ راضی ہو۔ ابھی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا حائضہ  
۶۸۹- عن عائشة قالت قال لي رسول الله  
صلى الله عليه وسلم (( يا عاتبة انما  
المسجد )) قالت فقلت اني حائضه فقال  
(( ان حوضك ليست في يدك ))

۶۹۰- عن عائشة قالت امرني رسول الله  
صلى الله عليه وسلم ان ادوله الخمره من  
المسجد فقلت اني حائضه فقال (( تاوليها  
فان الحوض ليست في يدك ))

۶۹۱- عن ابي هريره قال بينما رسول الله  
ﷺ في المسجد فقال (( يا عاتبة تاولي  
النوب )) قالت اني حائضه فقال (( ان  
حوضك ليست في يدك )) فاولته

۶۹۲- عن عائشة قالت كنت اشرب وانا  
حائضه انا اوله النبي ﷺ فبصغ ماء غني  
باصبع مني فاشرب ثم عرق العرق وانا حائضه  
ثم انا اوله النبي ﷺ صلى الله عليه وسلم فبصغ فاه  
عني موصع مني ومن يذكروا خير فاشرب

۶۹۳- عن عائشة انها قالت كان رسول الله  
ﷺ يشرب مني حاربا وانا حائضه فيفترق الفراء

۶۹۴- عن انس بن مالك قال قال رسول الله  
صلى الله عليه وسلم ان اليهود كانوا اذا  
حاضت امرأة بيها لم يذكروا ولم يمسوا بها

مرد عورتی اور میں حائضہ ہوتی۔

۶۸۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا مجھے چار روز اٹھادس مسجد سے۔ میں نے  
کہا میں حائضہ ہوں۔ آپ نے فرمایا حیض تیرے ہاتھ میں تو نہیں  
ہے۔

۶۹۰- ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے مجھے  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا چاندز کے ٹھہریے کا مسجد  
سے میں نے کہا میں حیض سے ہوں۔ آپ نے فرمایا اٹھادس حیض  
تیرے ہاتھ میں تھوڑی ہے۔

۶۹۱- ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ مسجد میں تھے  
تو میں آپ نے فرمایا اے عائشہ مجھ کو کپڑا اٹھادس انھوں نے  
کہا میں حائضہ ہوں۔ آپ سے فرمایا تیرا حیض تیرے ہاتھ میں  
نہیں ہے پھر انھوں نے کپڑا اٹھا دیا۔

۶۹۲- ام المومنین عائشہ سے روایت ہے کہ میں پانی پیتی تھی پھر  
پانی کو برتن رسول اللہ ﷺ کو دیتی آپ اسی جگہ منہ رکھتے جہاں  
میں نے رکھ کر پیا تھا اور پانی پیتے حالانکہ میں حائضہ ہوتی اور میں  
ہڈی نو جو تھی پھر رسول اللہ ﷺ کو دے دیتی آپ اسی جگہ منہ لگاتے  
جہاں میں نے لگایا تھا۔

۶۹۳- ام المؤمنین عائشہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ میری  
گود میں تکیہ لگاتے اور قرآن پڑھتے اور میں حائضہ ہوتی۔

۶۹۴- انس سے روایت ہے یہود میں جب کوئی عورت حائضہ  
ہوتی تو اس کو اپنے ساتھ نہ کھاتے۔ گھر میں اس کے ساتھ نہ رہتے

(۶۸۹) حدیث میں غزوہ کا لفظ ہے اکثر علماء نے کہا کہ غزوہ کا جس پر مجبور کیا جلائے اور خطاب کے کہا غزوہ سے  
مرد چاندز ہے اور یہ جو فرمایا تیرا حیض ہاتھ میں نہیں ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ تو مسجد کے باہر رہا تھا اندر کر کے پوریا گھسیٹ لے لا رہا تھا  
اور لے جانے میں کوئی قیامت نہیں اگرچہ تو حیض سے ہے۔

(۶۹۳) آپ ﷺ کی بات پر صرف غصہ ہوئے تھے ال کی بات پر کوئی غصہ نہ تھا آخر وہ مسلمان تو تھے انھوں نے سلام کی حرارت لیں

الْيَوْمَ فَسَأَلْ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرْسَلَ اللَّهُ بَعَثْنِي وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمُحْضِرِ قُلْ هُوَ أَدْنَى مَا عَشَرُونَ أَلْفًا هِيَ الْمُحْضِرُ إِلَى نَجْمِ الْآيَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اصْبِرُوا كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا النِّكَاحَ)) مَسَعَ دِفْعَ الْيَهُودِ فَقَالُوا مَا نَجْرِدُ بِهَذَا فَرَجُلٍ أَنْ يَدْعَ مِنْ أَمْرِ شَيْءٍ إِلَّا خَالَصَ بِهِ فَجَاءَ أُسَيْدُ بْنُ حَضِيرٍ وَعَبَادُ بْنُ مَسْرٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ الْيَهُودَ يَقُولُ كَذَا وَكَذَا قَدْ نَحَلْنَاهُمْ فَنَعْمَ وَجْهَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى طَلَبْنَا أَنْ قَدْ وَجَّهَ عَلَيْهِمَا فَخَرَجَا عَاسِنَتَيْنِهَا هَذِيءٌ مِنْ بَنِي إِسْرَافِيلَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرْسَلَ بِي تَارَهُمَا فَمَسَاخُهَا فَعَرَفْنَا أَنَّ لَمْ يَجِدْ عَلَيْهِمَا

رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نے آپ سے اس مسئلہ کو پوچھا جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری و سلوٹ عن المحصن آخر تک یہی پوچھتے ہیں تم کو حیض سے تم کہہ دو حیض پید ہوتا ہے تو جدا رہو عورتوں سے حیض کی حالت میں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب کام کرو سوا جماع کے۔ یہ خیر یہود کو پہنچی انھوں نے کہا یہ شخص (یعنی محمد) چاہتا ہے کہ ہر بات میں ہمارے خلاف کرے یہ سن کر اسید بن حضیر اور عبداللہ بن بشر آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہود ایسا ہی کہتے ہیں۔ ہم حاکمہ عورتوں سے جماع کیوں نہ کریں؟ (یعنی جب یہود ہماری مخالفت کو بر جاتے ہیں اور اس سے جلتے ہیں تو ہم کو بھی اچھی طرح خلاف کرنا چاہیے۔ یہ سنتے ہی رسول اللہ ﷺ کے چہرے کا رنگ بدس گیا (ان کے یہ کہنے سے کہ ہم جماع کیوں نہ کریں آپ کو برا معلوم ہوا کس لیے کہ خلاف قرآن کے ہے) ہم یہ سمجھے کہ آپ کو ان دونوں شخصوں پر غصہ آیا وہ ٹھہر کر باہر نکلے اسنے میں کسی نے آپ کو دودھ بھیجا تحفہ کے طور پر آپ نے ان دونوں کو پھر بلا لیا اور دودھ پلایا تب ان کو معلوم ہوا کہ آپ کا غصہ ان کے لڑنے تھا۔

بَابُ الْمَذِيَّةِ

٦٩٥- عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كُنْتُ وَجْهًا مَدَانًا وَكُنْتُ  
أَسْجَعِي أَنَا أَسْأَلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يُمَكِّدُ بَيْنَهُ فَأَسْرُبُ الْجَمْعَ دُونَ الْأَسْوَدِ فَيَسْأَلُهُ  
فَقَالَ (( يَغْفِلُ ذِكْرَهُ وَيَتَوَصَّأُ ))

٦٩٦ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ قَالَ اسْتَحْيَيْتُ أَبَا أَسَّانَ  
الْحَنَافِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ الْحَمْدِيِّ مِمَّنْ

باب مذی کا بیان

۲۹۵۔ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ میری مذی بہت نکلا کرتی تھی میں نے شرم کی رسول اللہ ﷺ سے پوچھنے میں کیونکہ آپ کی صاحبزادی میرے نکلا میں تھیں۔ میں نے مقداد بن اسودؓ سے کہا انھوں نے پوچھا آپ نے فرمایا! بے ذکر کو دو ملا ڈالے اور وضو کرے۔

۶۹۶- حضرت علیؑ نے کہا مجھے شرم آئی مدنی کا مسئلہ پر چلتے ہوئے رسول اللہ ﷺ سے بوجھ قاطرہ کے میں نے مقدار سے کہا انھوں

لہے میں یہود سے جمل کر یہ بات کہہ دی جو قرآن کے خلاف تھی۔

۱۔ جی۔ ای۔ ایک مفید و قتل پالی ہے جو شہوت کے وقت نکلتا ہے اس کے نکلنے کے بعد شہوت کم نہیں ہوتی اور کبھی اس کا نکلتا محسوس نہیں ہوتا اور مردانہ عورت مردوں میں یہ پالی نکلتا ہے بلکہ عورتوں میں لہذا وہ (لووٹی)

خَلَّ عَصِيْمُهُ فَأَمْرَتْ الْمُعْتَدَةَ عَسَاةُ فَقَالَ (( مَنَ  
الْوُضُوءُ ))

نے پوچھا آپ نے فرمایا کہ نکلنے سے وضو لازم آتا ہے ( غسل  
ضروری نہیں )۔

۶۹۷- عَنْ نُبَيْشٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
عَلَيْهِ السَّلَامُ أَرْسَلْتُ الْمُعْتَدَةَ بَنِي الْأَسْوَدِ أَلِي رَسُولِ  
اللَّهِ ﷺ فَسَأَلَهُ عَنْ الثَّنَدِيِّ يَخْرُجُ مِنَ الْإِنْسَانِ  
كَتَفٍ يَفْعَلُ بِهِ فَمَنْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ (( تَوَضَّأَ  
وَأَنْطَمَعَ فَرَجَتْ ))

۶۹۷- عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے  
حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے معتدہ کو بھیجا رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس انھوں نے پوچھا اگر کسی آدمی کی  
مدی نکلے تو وہ کیا کرے؟ آپ نے فرمایا کہ وضو کر ڈالے اور  
شرم گاہ دھو ڈالے۔

### بَابُ غَسْلِ الْوُجْهِ وَالْيَدَيْنِ إِذَا اسْتَقْبَطَ مِنَ النَّوْمِ

### باب: سونے سے اٹھ کر منہ ہاتھ دھونے کا بیان

۶۹۸- عَنْ نُبَيْشٍ أَنَّ السَّيِّحُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَقَصَصَ حَاجَتَهُ ثُمَّ غَسَسَ  
وُجْهَهُ وَيَدَيْهِ ثُمَّ نَامَ

۶۹۸- ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم رات کو بیدار ہوئے تو حاجت سے فارغ ہوئے پھر  
منہ اور ہاتھ دھوئے پھر سوئے۔

بَابُ جَوَازِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاسْتِحْبَابِ  
الْوُضُوءِ لَهُ وَغَسْلِ الْفَرْجِ إِذَا أَرَادَ أَنْ  
يَأْكُلَ أَوْ يَشْرَبَ أَوْ يَنَامَ أَوْ يُحَامِعَ  
۶۹۹- عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا رَأَى أَنَّ يَمَامَ وَهُوَ جُمُعَةٌ  
وَصَبًا وَصَوَاءً بِلَصَّةٍ قَبْلَ أَنْ يَنَامَ

باب: جنسی کو سونا درست ہے لیکن وضو کرنا اور شرم گاہ  
دھولینا کھاتے اور پیتے اور سوتے اور جماع کرتے وقت  
مستحب ہے  
۶۹۹- ام اسو مین عائشہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ جب  
سونے کا قصد کرتے اور آپ جنسی ہوتے تو وضو کر پیتے جیسے نماز  
کے لیے کرتے ہیں سونے سے پہلے۔

(۶۹۷) جب نبی نے کبریا سے اتفاق کیا ہے اس پر کہ مدی نکلنے سے غسل لازم نہیں، تا لیکن وضو لازم آتا ہے، جو حدیث اور شافعی اور احمد  
ابو حنیفہ وغیرہ کا یہی قول ہے اور اس حدیث سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ مدی نکلنے سے اس واسطے آپ نے ذکر دھونے  
کا حکم دیا اور مراد ذکر کے دھونے سے ہے کہ جس قدر ذکر میں مدی لگ گئی ہو تو دھوئے۔ کل ذکر کو۔ شافعی اور حنبلی اور حنفی وغیرہ نے ایسا ہی کیا ہے  
اور مالک و احمد سے متعلق ہے کہ ہر روز کہ کو دھوئے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ موائے پیشہ اور پائیکھ کے اور نجسوں میں جیسے مدی اور حن  
عبرہ جیسے سے پاک کرنا کافی نہیں بلکہ پانی سے لیا، نہ کرنا چاہیے۔ یہی صحیح ہے اور ایک قول یہ ہے کہ دھیلے سے پاک کرنا درست ہے اور یہ  
بھی نکلتا ہے کہ وہاں کہ بے حس و سمیٹا مائے سے جماع کے متعلق باتیں کرنا تو سب کے خلاف ہے۔ (ابھی مختصر)

(۶۹۸) جب نبی نے کہا کہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رات کو جاگنے کے بعد پھر سو کر وہ نہیں ہے اور صبح کے بعد رات کے اس  
و مراد کہ اس میں نہ ہے کہ آنکھ کھلے اور رات چھوڑ دے اور غلبہ مل جائے اور رسول اللہ کو اس بات کا رونا تھا۔

۷۰۰- عَنْ غَابِسَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ جُنًا فَأَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ أَوْ يَنَامَ تَوَضَّأَ وَخُوضَهُ لِبَصْفَةٍ

۷۰۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ح وَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهِدَ الْوَسْدِ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى فِي سَبِيلِهِ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِيهِمْ يُحَدِّثُ

۷۰۲- عَنْ أَبِي عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ عُمَرَ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتُرِيدُ أَنْ نَحْذَا وَهُوَ حُضْبُ قَالَ (( نَعَمْ إِذَا تَوَضَّأَ ))

۷۰۳- عَنْ أَبِي عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ هُنَّ يَنَامُ حَذَا وَهُوَ حُضْبُ فَإِنْ (( نَعَمْ لِيَتَوَضَّأَ ثُمَّ يَسْمُ حَتَّى يَقْتَسِبَ إِذَا شَاءَ ))

۷۰۴- عَنْ أَبِي عُمَرَ قَالَ ذَكَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ تَبِعَهُ جَنَانَةً مِنْ الْبَيْتِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ (( تَوَضَّأَ وَاعْبَلْ ذَكَرَكَ ثُمَّ سَمَ ))

۷۰۵- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَيْسٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ وَثْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ كَرِّ الْحَدِيثِ قُلْتُ كَيْفَ كَانَ يَتَضَعُ فِي الْحَبَابَةِ كَانَ يَقْتَسِبُ قَبْلَ أَنْ يَنَامَ أَمْ يَنَامُ قَبْلَ أَنْ يَغْتَسِلَ قَالَتْ كُلُّ ذَلِكَ كَانَ يَقَعُ رُبَّمَا غَسَلَ قَدَامَ وَرُبَّمَا تَوَضَّأَ قَدَامَ فَلَمَّا لَحِقَهُ رُبَّمَا تَوَضَّأَ يَجْعَلُ فِي الْأَمْرِ سَعَةً

۷۰۰- ام المؤمنین عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سونے کا قصد کرتے اور آپ جنبی ہوتے اور کھانا پوسنا چاہتے تو وضو کر لیتے پھر نماز کے لیے کرتے تھے۔

۷۰۱- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۷۰۲- ابن عمر سے روایت ہے عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ اگر تم میں سے کوئی سونا چاہے اور وہ جنبی ہو؟ آپ نے فرمایا وضو کرے پھر سو سکا ہے۔

۷۰۳- ابن عمر سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھا کہ کوئی ہم میں سے جنبی ہو تو وہ سو سکا ہے؟ آپ نے فرمایا وضو کر لے پھر سو رہے اور جب چاہے غسل کر لے۔

۷۰۴- عہد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہاں کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ ان کو جنابت ہوتی ہے رات کو آپ نے فرمایا وضو کر لے اور ذکر کو دعو ال پھر سو رہے۔

۷۰۵- عہد اللہ بن ابی قیس سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وتر کے بارے میں پھر یہاں کیا حدیث کو یہاں تک کہ میں نے کہا آپ جنابت میں کیا کیا کرتے تھے آیا غسل سے پہلے سو رہتے تھے؟ انھوں نے کہا آپ دونوں طرح کرتے کبھی غسل کر لیتے پھر سوتے اور کبھی وضو کر کے سو رہتے۔ میں نے کہا شکر خدا کا جس نے تمہارا شکر رکھی امر میں۔

۷۰۶۔ سن مَعْرُوفَةُ نَبِيٍّ صَالِحٍ يَهْدِي الْإِنْسَانَ مَسْئَةً

۷۰۷۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ (( إِذَا أُنِيَ أَحَدُكُمْ أَهْلُهُ ثُمَّ

أَرَادَ أَنْ يُعَوِّدَ فَلْيُخَوِّضْ )) رَوَاهُ أَبُو بَكْرٍ فِي

حَدِيثِهِ بَيْنَهُمَا وَخَوَّضًا وَقَالَ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يُعَوِّدَ

۷۰۸۔ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ كَانَ يَطْوُمُ عَصَى يَسَابِقَ بَغْسَلٍ وَاجِبٍ

بَابُ وَجُوبِ الْغَسْلِ عَلَى الْمَرْأَةِ

بِخُرُوجِ الْمَنِيِّ مِنْهَا

۷۰۹۔ عَنْ أَنَسٍ نَبِيٍّ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

قَالَ جَاءَتْ أُمُّ سَلَمَةَ وَهِيَ جُلَّةٌ بِسَخَقٍ إِلَى

رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ نَفْثُ

وَعَبْثَةٌ عِلَّةٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ الْمَرْأَةُ تَرَى مَا

يَرَى الرَّجُلُ فِي الْمَنَامِ قَرَى مِنْ نَفْسِهَا مَا

يَرَى الرَّجُلُ مِنْ نَفْسِهِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ يَا أُمُّ

۷۰۶۔ یہ حدیث بھی وہی ہے جیسے اوپر گزری ہے۔

۷۰۷۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنی بی بی

سے صحبت کرے پھر دوبارہ کرنا چاہے تو وضو کر لیوے پھر

کرے۔

۷۰۸۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ اپنی

سب عورتوں کے پاس ہو آتے یک ہی غسل سے۔

باب۔ اگر عورت کی منی نکلے تو اس

پر غسل واجب ہے

۷۰۹۔ انس بن مالک سے روایت ہے کہ ام سلیم رسول اللہ ﷺ

کے پاس آئیں (اور وہ دادی تھیں اسحاق کی جو راوی ہے اس

حدیث کا انس سے) اور وہاں حضرت عائشہ بیٹی تھیں انھوں سے

کہا یا رسول اللہ ﷺ: عورت اگر سونے میں ایسا دیکھے جیسے مرد دیکھتا

ہے (یعنی منی کو) یہ من کر عائشہ نے کہا ام سلیم تو نے رسوا کر دیا

عورتوں کو (اس وجہ سے کہ احکام اسی عورت کو ہو گا جو بہت

(۷۰۸) جو نووی نے کہا ماضی ان سب حدیثوں کا یہ ہے کہ جب کا کھانا اور پینا اور سونا اور جمع کرنا غسل سے پہلے درست ہے اس پر سب

کا اجماع ہے ہر طرح اس بات پر کہ بدن کا پیدہ پاک ہے اس حدیثوں کی رو سے یہ امر مستحب ہے کہ کھانا پینا سونا یا جمع کرنا چاہے تو وضو

کر لیوے اور شر مگاد کو دھو لیوے اگر ایسا نہ کرے تو کھروے اور انصیب اور داد و ظاہری کے نزدیک وضو واجب ہے اور ان حدیثوں سے یہ

بھی نکلا ہے کہ جنابت کا غسل فی الفور واجب نہیں بلکہ جب نماز کے لیے نکلے اس وقت واجب ہے۔ (انہی باتھار)

(۷۰۹) جو بیٹی حضرت عائشہ کا کہتا تیرے ہاتھ میں منی نکلے اس سے بدن مضموم نہ کہنا بلکہ انھوں نے نیک نہیں ہے یہ کلمہ کہا تھا

اگرچہ اس کلمہ کا مطلب اصل یہ ہے کہ تجھ پر قتالی آگے اور تو غریب ہو جاوے پر اب بخارہ ہو گیا ہے عرب میں کہ یہ کلمہ اس وقت کہتے

ہیں کہ جب کسی بات کو برا کہتے ہیں یا برا جانتے ہیں یا جھڑکتے ہیں یا تھا ہوتے ہیں۔

لڑکی نے کہا جب عورت کی منی نکلے تو اس پر غسل واجب ہے جیسے مرد پر اور علماء نے اجماع کیا ہے کہ مرد اور عورت دونوں پر

غسل واجب ہوتا ہے منی نکلنے سے یا دخول سے اور عورت پر حیض اور نفاس سے منی غسل واجب ہوتا ہے اور جو کوئی عورت جے اور خون ور

بھی نزدیکھے تو اس پر غسل واجب ہے صحیح قول کے موافق۔ ہر طرح اگرچہ بچہ کے بدے صرف گوشت کا تو طہر جے یا خون کی ہلکی اور جو غسل

کو واجب نہیں کہتا وہ وضو واجب چاہتا ہے اور ہمارا انداز یہ ہے کہ غسل واجب ہوتا ہے منی نکلنے سے خواہ شہوت سے نکلے یا شہوت کو دکر نکلے

یا یوں ہی سوئے میں نکلے یا جاتے میں معلوم ہوا اس کا نکلنا یا معلوم ہو عاقل ہو یا بخون ہو۔ اور منی نکلنے سے یہ مراد ہے کہ باہر نکلے



پر شہوت ہو اور منی بھی اسی کی نکلے گی) تیرے ہاتھ میں مٹی لگے (اور یہ انھوں نے ٹیک ہلت کہی)۔ آپ نے فرمایا اے عائشہ تیرے ہاتھ میں مٹی لگے اور ام سلمہ سے فرمایا اے ام سلمہ عورت غسل کرے اس صورت میں جب ایسا دیکھے

۷۱۰۔ عن قتادہ أنَّ أنس بن مالك حدثنا أنَّ أمَّ سلمٍ حدثت أنَّها سألت نبيَّ الله ﷺ عن المرأة ترى في منامها ما يرى الرجل فقال رسول الله ﷺ (( إذا رأيت ذلك المرأة فلتغتسل )) فقالت أمَّ سلمٍ واستحييت من ذلك قالت وهل يكون هذا فقال نبيُّ الله ﷺ (( نعم فمن أين يكون الشبه إن شاء الله لرجل غيبط أبيض وماء امرأة رقيق أحمر فمن أيهما علا أو سبق يكون منه الشبه ))

۷۱۰۔ عن قتادہ أنَّ أنس بن مالك حدثنا أنَّ أمَّ سلمٍ حدثت أنَّها سألت نبيَّ الله ﷺ عن المرأة ترى في منامها ما يرى الرجل فقال رسول الله ﷺ (( إذا رأيت ذلك المرأة فلتغتسل )) فقالت أمَّ سلمٍ واستحييت من ذلك قالت وهل يكون هذا فقال نبيُّ الله ﷺ (( نعم فمن أين يكون الشبه إن شاء الله لرجل غيبط أبيض وماء امرأة رقيق أحمر فمن أيهما علا أو سبق يكون منه الشبه ))

۷۱۰۔ عن قتادہ أنَّ أنس بن مالك حدثنا أنَّ أمَّ سلمٍ حدثت أنَّها سألت نبيَّ الله ﷺ عن المرأة ترى في منامها ما يرى الرجل فقال رسول الله ﷺ (( إذا رأيت ذلك المرأة فلتغتسل )) فقالت أمَّ سلمٍ واستحييت من ذلك قالت وهل يكون هذا فقال نبيُّ الله ﷺ (( نعم فمن أين يكون الشبه إن شاء الله لرجل غيبط أبيض وماء امرأة رقيق أحمر فمن أيهما علا أو سبق يكون منه الشبه ))

ظہر نکل آوے اگر سونے میں یہ دیکھے کہ جماع کیا اور منی نکل لیکن در حقیقت منی نہیں نکلی تو غسل واجب نہ ہو گا کسی طرح اگر منی نہ نکلے یا بہر نہ نکلے تب بھی غسل نہیں کرکس کی منی نکلے لگے اور وہ نماز میں ہو اور کپڑے کے اوپر سے دکر کو تمام ہو سے یہاں تک کہ منی رگ جاوے تو اس کی نماز صحیح ہو جائے گی اور عورت کا حکم مرد کا سا ہے۔ (ابنی مختصر)

(۱۰۷) جگہ جی پچہ مرد اور عورت دونوں کے نطفہ سے مل کر پیدا ہوتا ہے پھر جس کا نطفہ غالب ہوتا ہے پھر اسی کی صورت ہوتا ہے اور جب عورت کا نطفہ ہو تو اس کا نکلنا اور احتلام ہوتا نہیں ہے۔

نوٹی لے لیا یہ حدیث اصل عظیم سے منی کی نفقت کے بیاں میں حالت صحت میں۔ عورت کا مرد کی منی سفید اور گاڑھی ہوتی ہے اور گود کر آہستہ آہستہ نکلتی ہے اور شہوت کے ساتھ نکلتی ہے اس کے نکلنے میں لذت آتی ہے اور جب نکل چکی ہے اسی وقت شہوت صعب ہو جاتی ہے اور اس کی بوجھ ہو جاتی ہے جیسے کچھور کے گاہبہ کی قریب آنے کی بوجھ اور سوکھ کر انھوں نے کہا یہ شہوت کی ہی بوجھ ہوتی ہے کہ اصل حالت ہے منی کی جب مرد صبح اور سہام ہو کسی بیماری میں مبتلا نہ ہو۔ مگر یہاں ہو تو مرد کی منی بھی روز اور رات ہو جاتی ہے یا آلات منی ضعیف ہو جاتے ہیں تو وہ گود کر نہیں نکلتی بلکہ بہتی ہے بغیر لذت اور شہوت کے یا کثرت جماع سے سرخ ہو جاتی ہے یا منی کی طرح اور بھی خالص خوش کی طرح نکلتی ہے لیکن اگر منی سرح بھی نکلے تب بھی وہ پاک ہے اور اس سے غسل واجب ہو گا اور منی کے تین خاصے ہیں ایک توبہ کہ شہوت کے ساتھ نکلے اور اس کے نکلنے کے بعد سستی ہو جائے دوسری بوجھور کے گاہبہ کی عورت تیسری آہستہ آہستہ گئی بار نکلے اس میں سے ہر ایک بات کافی ہے اس کے منی ہونے کے لئے اور تین باتوں کا ہونا ضروری نہیں اگر ان تینوں میں سے کوئی امر نہ ہو تو گمان غالب یہ ہو گا کہ وہ منی نہیں ہے اور عورت کی منی روز اور رات نکلتی ہے اور کبھی سفید بھی ہوتی ہے اس کی پچھاں وہ اوصاف سے ہے

۷۱۱- عن انس بن مالک قال سألت امرأة رسول الله ﷺ عن امرأة تری فی مناسها ما یری الرجل فی مناسه فقال (( إذا کان منها ما ینکون من الرجل فتغتسل ))

۱۱- اس بن مالک سے روایت ہے کہ ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا اگر عورت خواب میں وہ دیکھے جو مرد دیکھتا ہے؟ آپ نے فرمایا اگر اس میں سے وہی چیز نکلے جو مرد سے نکلتی ہے (یعنی منی نکلے) تو غسل کرے۔

۷۱۲- عن أم سلمة قالت جاءني ثم سلم إلى النبي ﷺ فقالت يا رسول الله إن الله يا يستحيي من الحق فهل على المرأة من غسل إذا خلعت ثيابها فقال رسول الله ﷺ (( نعم إذا رأنا الماء )) فقالت أم سلمة يا رسول الله ونحن نلثم المرأة هناك (( نوبت بذلك فیم يشبهها ولذها ))

۱۲- ام المومنین ام سلمہ سے روایت ہے کہ ام سلیمہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور عرض کیا کہ رسول اللہ تعالیٰ سچ بات سے شرم نہیں کرتا کیا عورت پر غسل واجب ہے جب اس کو احتلام ہووے؟ آپ نے فرمایا ہاں جب وہ پانی دیکھے (یعنی منی کو)۔ ام سلمہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا میرے ہاتھوں کو مل گئے (احتلام نہیں ہوتا تو پھر) بچہ عورت کے مشابہ کیسے ہوتا ہے؟

۷۱۳- عن هشام بن عروة يحد الإنسان من معناه وزاد قالت قلت فصحت النساء

۱۳- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۷۱۴- عن عائشة روي الله عنها زوجي صلى الله عليه وسلم رويته أني سلمت أمي طمحة دحيت على رسول الله صلى الله عليه وسلم بمعنى خبيث هشام غير أن فيه قال قالت عائشة فقلت يا أمي لئن لآری المرأة دلت

۱۴- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم روایت کرتی ہیں کہ ام سلیمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھیں باقی وہی حدیث ہے۔

۷۱۵- عن عائشة أن امرأة قالت لرسول الله

۱۵- ام المومنین عائشہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے

ایک توہمہ کی منی کی بو کی طرف دوسرے مدت میں کے نکلے وقت اور اس کے نکلنے کے بعد شہوت کا کم ہو جانا پھر منی جس طرح اور جس حال میں نکلے اس کے نکلنے سے غسل واجب ہوگا۔ انہی، قال النووی

۱۲- اس حدیث سے اور کئی حدیثوں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حیوان و شرمسہ بھی اللہ جل جلالہ کی ایک صفت ہے یا جیسے اس کی اور مختلف مخلوقات کی مسزوں کی طرح ہیں اسی طرح یہ صفت بھی مخلوق کی طرح نہیں ہے صلت کا یہی اعتقاد ہے اور چھپے بعض مشکلیں سے جو اللہ تعالیٰ کی صفات میں تاویل کا طریقہ اختیار کیا ہے وہ خوب نہیں ہے بلکہ ایک طرح کی بدعت ہے دین میں اللہ جل جلالہ سے تاویل کرنے والوں کو یہی برا سمجھا ہے۔

۱۵- حدیث میں انت کا لفظ ہے اس کا ترجمہ وہی ہے جو بیاں ہوا یعنی ہاتھ زخمی کئے جاویں اور کوپے جاویں لہذا سے جو لفظ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُنَّ بَعَثَ الْمَرْأَةُ إِذَا  
اخْتَلَمَتْ وَتَبَصَّرَتْ الْمَاءَ فَقَالَ (( نَعَمْ ))  
فَعَالَبَ بِهَا عَدِثَةُ رَبِّتَ يَدَاكَ وَأَبَ فَاثَتْ  
فَعَال رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
(( دَعِيهَا وَهَلْ يَكُونُ امْتِثَابُ مَنْ قَبْلَ ذَلِكَ  
إِذَا عَلَا مَرْؤُهَا مَاءَ الرَّجُلِ امْتِثَابُ الْوَلَدِ أَخَوَالَهُ  
وَإِذَا عَلَا مَاءَ الرَّجُلِ مَاءُهَا امْتِثَابُ أَعْمَامِهِ ))

رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کیا عورت غسل کرے جب اس کو  
اختلام ہو اور پانی دیکھے؟ (یعنی منی) آپ نے فرمایا ہاں غسل  
کرے۔ حضرت عائشہ نے کہا تیرے ہاتھوں کو منی لگے اور وہ  
کوٹھے جاویں ہتھیر سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چھوڑ دے اس کو  
آخر بچہ جو مشابہ ہوتا ہے ماں باپ کے وہ کاہے سے ہوتا ہے؟  
جب عورت کا نطفہ مرد کے نطفہ پر غالب ہو تو بچہ پتے نخیال  
کے مشابہ ہوتا ہے اور جب مرد کا نطفہ عورت کے نطفہ پر غالب  
ہو تو بچہ دو خیال پر پڑتا ہے۔

يَابُ يَاقَانُ صَفَةُ فِي الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ  
وَأَنَّ الْوَلَدَ مَخْلُوقٌ مِنْ مَرْتَمَاهَا

باب عورت اور مرد کی منی کا بیان اور اس بات کا کہ  
بچہ دونوں کے نطفے سے پیدا ہوتا ہے

٧١٦ عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهُ قَالَ كَتَبْتُ فَأَتَانَا عِدَّةُ  
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ حَبْرٌ  
مِنْ أَتْبَارِ الْيَهُودِ فَقَالَ السَّامُ عَلَيْكَ يَا  
مُحَمَّدُ فَدَفَعْتُهُ دَفْعَةً كَادَ يُصْرَعُ مِنْهَا فَقَالَ  
لِي تَنْعَمِي فَقُلْتُ أَدَّ تَقُولُ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
فَعَالِ الْيَهُودِيَّ إِنَّمَا يَدْعُوهُ بِاسْمِهِ الَّذِي  
سَمَّاهُ بِهِ أَخَذَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( إِنَّ اسْمِي مُحَمَّدٌ الَّذِي  
سَمَّاهُ بِهِ أَهْلِي )) فَعَالِ الْيَهُودِيَّ حَبْرٌ  
أَسْأَلُكَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ (( أَيَقَعُكَ شَيْءٌ بِنَا حَدَّثْتُ )) قَالَ  
أَسْمِعْ يَا دُبِّي فَكَلَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَهُودِيَّ مَعَهُ فَقَالَ (( سَلِّ )) فَقَالَ

۷۱۶ ثوبان سے روایت ہے جو مولیٰ (آزاد غلام) تھا رسول اللہ  
ﷺ کا اس نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس کھڑا تھا کہ اتنے  
میں یہود کے عاملوں میں سے ایک عام آیا اور بول اسلام علیک یا محمد  
میں نے اس کو یک دم حکا دیا کہ وہ گرتے گرتے پھا دو ہو۔ تو کیوں  
دھکا دیتا ہے میں نے کہا تو (نام لیتا ہے حضرت کا اور) رسول اللہ  
کیوں نہیں کہتا؟ وہ بولا ہم اس کو اس نام سے پکارتے ہیں جو اس کے  
گھر والوں نے رکھا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرا نام جو گھر  
والوں نے رکھا ہے وہ محمد ہے۔ یہودی نے کہا کہ میں تمہارے پاس  
کچھ پوچھنے کو آیا ہوں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بھلا میں کر تجھے کچھ  
تلاؤں تمھ کو فائدہ ہو گا اس نے کہا میں کان سے سنوں گا تب  
رسول اللہ ﷺ نے ایک چھڑی سے جو آپ کے ہاتھ میں تھی  
زمین پر لکیر کھینچی (جیسے کوئی سوچے وقت ایسا کرتا ہے) اور فرمایا  
پوچھ۔ یہودی نے کہا جس دن یہ زمین آسمان بدل کر دوسرے زمین  
و آسمان ہوں گے تو اس وقت کہاں ہو گئے؟ رسول اللہ ﷺ

ہو ایک ہتھیر سے ٹوٹی نے اسی کو صحیح کہا ہے لیکن صحیح البخاری میں ہے کہ صحیح ہے یعنی صحیح بخاری میں ہے۔

نے فرمایا لوگ اس وقت اندر میرے میں پل صراط کے پاس کھڑے ہوں گے۔ اس نے پوچھا پھر سب سے پہلے کون لوگ اس میں سے پر ہو گئے؟ آپ نے فرمایا مہاجرین میں جو محتاج ہیں (مہاجرین سے مراد وہ لوگ ہیں جو پیغمبر کے ساتھ گھرا چھوڑ کر نکل گئے اور فقر و فاقہ کی تکلیف پر صبر کیا اور دنیا پر لات ماری) یہودی نے کہا پھر جب وہ لوگ جنت میں جائیں گے تو ان کا پہلا ناشتہ کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا چھل کے جگر کا ٹکڑا (جو نہایت مزیدار اور مقوی ہوتا ہے) اس نے کہا پھر صبح کا کھانا کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا کہ وہ نکل کاٹا جائے گا ان کے لیے جو جنت میں چرا کر تاتھا۔ پھر اس نے پوچھا یہ کھا کر وہ کیا بنیں گے؟ آپ نے فرمایا ایک چشمہ کا پانی جس کا نام طسبیل ہے۔ اس یہودی نے کہا آپ نے سچ فرمایا اور میں آپ سے ایک ایسی بات پوچھنے آیا ہوں جس کو کوئی نہیں جانتا دنیا میں سوائے کے شاید اور ایک وہ آدمی جانتے ہوں۔ آپ نے فرمایا اگر میں وہ بات تجھے بتا دوں تو تجھے ناکہ ہوگا؟ اس نے کہا میں اپنے کان سے سن لوں گا پھر اس نے کہا میں بچہ کو پوچھتا ہوں آپ نے فرمایا مرد کا پانی سفید ہے اور عورت کا پانی رو رہے جب یہ دونوں اکٹھے ہوتے ہیں اور مرد کی منی عورت کی منی پر غالب ہوتی ہے تو اللہ کے حکم سے لڑکا پیدا ہوتا ہے اور جب عورت کی منی غالب ہوتی ہے مرد کی منی پر تو لڑکی پیدا ہوتی ہے اللہ کے حکم سے۔ یہودی نے کہا آپ نے سچ فرمایا اور بے شک آپ پیغمبر ہیں پھر جب چلا پیٹھ پھیر کر تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس نے جو باتیں مجھ سے پوچھیں وہ مجھے کوئی معلوم نہ تھیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بتادیں۔

۷۱۷- اوپر دی حدیث اس سند سے بھی مروی ہے صرف چند الفاظ کا معمول تغیر و تبدل ہے۔

الْيَهُودِيُّ أَنَّى يَكُونُ النَّاسُ يَوْمَ مَبْدَلِ الْأَرْضِ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالشَّوَاتِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ « هُمْ فِي الظَّلَمَةِ ذُونَ الْحِسْرِ » قَالَ مَنْ أَوَّلُ النَّاسِ إِجَارَةً قَالَ « أَفَقَرَاءُ الْمُهَاجِرِينَ » قَالَ الْيَهُودِيُّ « مَا تُخَفِّتُهُمْ حِينَ يَنْخَبِتُونَ الْحَصَى » قَالَ « بِرِزْقَةِ كَبِيرِ النَّوَى » قَالَ مَنْ عِدَاؤُهُمْ غَنَى بَرِيئًا قَالَ « يُنْحَرُ لَهُمْ نَوْرُ النِّجَةِ الَّتِي كَانَتْ يَأْكُلُ مِنْ أَطْرَافِهَا » قَالَ مَنْ خَرَابَتُهُمْ عَلَيْهِ قَالَ مِنْ غَيْرِ بَيْنَا نُسَيِّدُ قَالَ صَدَقَ قَالَ وَحُفَّتْ أَسْأَلُكَ عَنْ شَيْءٍ لَا يَعْلَمُهُ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ إِلَّا بِيَّ أَوْ رَجُلٌ وَرَجُلَانِ قَالَ « يَنْفَعُكَ إِنْ حَدَّثْتُكَ » قَالَ سَمِعْتُ بِأَدْنَى قَالَ جِئْتُ أَسْأَلُكَ عَنْ الْوَلَدِ قَالَ « مَاءُ الرَّجُلِ أَيْسَرُ وَمَاءُ الْمَرْأَةِ أَصْفَرُ فَإِذَا اجْتَمَعَا فَهَلَا مِثْلُ الرَّجُلِ مِثْلُ الْمَرْأَةِ أَذْكَرًا يَأْتِي اللَّهُ وَإِذَا هَلَا مِثْلُ الْمَرْأَةِ مِثْلُ الرَّجُلِ أَتَانَا يَأْتِي اللَّهُ » قَالَ الْيَهُودِيُّ لَقَدْ مَنَعْتُ رَأْيَكَ لَيْسَ نَمُ انْصَرَفَ مَدْعَبٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ « لَقَدْ سَأَلَنِي هَذَا عَنْ الَّذِي سَأَلَنِي عَنْهُ وَمَا لِي عَنْهُ بِشَيْءٍ مِنْهُ حَتَّى آتَانِي اللَّهُ بِهِ »

۷۱۷- عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سَلَامٍ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ قَاعِدًا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ رَأَيْتُهُ كَبِيرَ النَّوَى

وَقَالَ أَذْكَرُ وَثَّانٍ وَلَمْ يَقُلْ أَذْكَرُ وَثَّانٍ

### بَابُ صِفَةِ غَسْلِ الْجَنَابَةِ

۷۱۸- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ يَتَدَأُ فَيَغْسِلُ يَدَيْهِ ثُمَّ يُغْرِغُ بِحَبِيبِهِ عَنِ شِمَالِهِ فَيَغْسِلُ مِرْجَةً ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وَضُوءَهُ بِبَصْلَةٍ ثُمَّ يَأْخُذُ الْمَاءَ فَيُدْخِلُ أَصَابِعَهُ فِي أَصُولِ الشَّعْرِ حَتَّى إِذَا رَأَى أَنْ قَدْ اسْتَبْرَأَ خَضَّ عَنَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ حَصَبٍ ثُمَّ أَفَاضَ عَلَى سَائِرِ جَسَدِهِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ

۷۱۹- عَنْ هِشَامٍ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ وَثَّانٍ فِي حَدِيثِهِمْ غَسَلَ الرَّجُلَيْنِ

۷۲۰- عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ فَبَدَأَ فَعَسَّ كَعْفَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ دَكَّرَ نَحْوَ حَدِيثِ أَبِي مُغَاوِرَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ غَسْلَ الرَّجُلَيْنِ

۷۲۱- عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ بَدَأَ فَعَسَلَ يَدَيْهِ قَبْلَ أَنْ يُدْخِلَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ ثُمَّ

### باب: غسل جنابت کا بیان

۷۱۸- ام المومنین عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب جنابت کا غسل کرتے تو پہلے دونوں ہاتھ دھو کر ہر داہنے ہاتھ سے پانی ڈالتے اور بائیں ہاتھ سے شرمگاہ دھو کر پھر وضو کرتے جس طرح نماز کے لیے تیار کرتے تھے۔ پھر پانی لیتے اور اپنی انگلیاں بالوں کی جڑوں میں ڈالتے جب آپ دیکھتے کہ بال تر ہو گئے تو اپنے سر پر دونوں ہاتھوں سے بھر کر تین چلو ڈالتے پھر سارے بدن پر پانی ڈالتے پھر دونوں پاؤں دھو کر

۷۱۹- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے مگر اس میں دونوں پاؤں دھونے کا ذکر نہیں۔

۷۲۰- اس سند سے بھی ویسی ہی حدیث مروی ہے کہ حضرت عائشہ روایت کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے غسل جنابت کیا تو آپ نے دونوں ہاتھوں سے ابتدا کی ان کو تین مرتبہ دھویا۔ باقی حدیث وہی ہے صرف پاؤں دھونے کا ذکر نہیں ہے۔

۷۲۱- ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جنابت کا غسل کرتے تو پہلے دونوں ہاتھ دھو کر برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے پھر وضو کرتے جیسے

(۷۱۸) ☆ مودئی نے کہا ہمارے اصحاب کے نزدیک غسل جنابت کا کمال یہ ہے کہ پہلے دونوں ہاتھوں کو تین بار دھو کر برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے پھر شرمگاہ پر اور بدن پر جو نہایت لگی ہو اس کو دھو کر پھر وضو کر کے لیے وضو کرتا ہے پھر سب انگلیاں پانی میں ڈال کر ایک چلو لے اور سر کے بالوں اور ڈاڑھی کے بالوں میں اس سے غلال کرے پھر اپنے سر پر تین چلو بھر کر ڈالے پھر بطوں اور کانوں اور ناف اور سرین کی خبر لے لے اور پاؤں کی انگلیوں کی اور ان سب جگہوں میں پانی پہنچا دے پھر تین بار سارے بدن پر پانی ڈالے اور سب جگہ پانی پہنچا دے اور مستحب یہ ہے کہ دائیں جانب سے شروع کرے اور قبہ کی طرف منہ کر کے بیٹھے اور بعد فراغت کے اشہد ان لا الہ الا اللہ وحده لا شریک له واشہد ان محمداً عبده ورسوله پڑھے غسل سے پہلے نیت کرے۔ ان سب چیزوں میں نیت اور سارے بدن پر پانی پہنچانا فرض ہے اور شروع یہ ہے کہ بدن نجاست سے پاک ہو اور باقی سب چیزیں سنت ہیں اور طہائین کا واجب نہیں ہے مگر نالگ اور حرئی کے نزدیک واجب ہے۔ اسی طرح وضو بھی غسل جنابت میں واجب نہیں ہے مگر مذکورہ ظاہری کے نزدیک واجب ہے (الحقی مختصر)۔

نَوْصًا مِثْلَ وَصُوهُ لِبَصَائَةِ

نماز کے پیر وضو کرتے تھے۔

۷۲۲- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنِي حَالِي مِثْوَةٌ قَالَتْ كُذِّبْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ غَسَّوَةٌ مِنْ الْحَنَاءِ فَعَسَلَ كَعْبُهُ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ أَذْجَلَ يَدَهُ فِي الْإِدَاءِ ثُمَّ أَفْرَعَ بِهِ عَلَى مَرْجُوٍّ وَغَسَّاهُ بِشِمَالِهِ ثُمَّ صَرَبَتْ بِشِمَالِهِ الْأَرْضَ فَلَمَّا كُنَّا نَدِيدًا ثُمَّ نَوْصًا وَصُوءَةً لِبَصَائَةِ ثُمَّ أَفْرَعَ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ حَمَاتٍ مِنْهُ كَعْبُهُ ثُمَّ عَسَلَ صَارِبَ حَسَنِهِ ثُمَّ تَحَنَّى عَنْ مَعَابِهِ دِيكٌ لِعَسَلٍ وَخَنِيهَ ثُمَّ أَنْتَ بِالْمَنْدِيلِ هَرْدَةً

۷۲۲- ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میری خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ انھوں نے پانی رکھا رسول اللہ کے لیے غسل چٹاوت کے واسطے آپ نے پہلے دونوں پہنچے دھوئے دوبارہ پانی بار پھر ہاتھ برتس میں ڈالا اور پانی شرمگاہ پر ڈالا اور پائیں ہاتھ سے دھویا پھر پائیں ہاتھ کو زمین پر پھیرا مگر ذکر زور سے پھر وضو کیا جیسے نماز کے لیے کرتے تھے پھر اپنے سر پر تکی چڑھ کر ڈالے پھر سارے بدن کو دھویا پھر اس جگہ سے سرک گئے اور پاؤں دھوئے پھر میں رومال نے کر آئی بدن پونچھے کو آپ نے نہ ہوا۔

۷۲۳- عَنْ الْأَعْمَشِ بِهِدَا الْإِسْنَادِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِهَا إِفْرَاعٌ ثَلَاثَ حَمَاتٍ عَنْ رَأْسِهِ وَفِي حَدِيثٍ وَكَيْفَ وَصَفَ الْوُصُوءَ كَعْبُهُ بِدُكْرٍ فَمُشْمَعَةٌ وَالْمُشْمَاقُ بِهِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثٍ أَبِي مُعَاوِيَةَ دُكْرُ الْاُصْبِغِ

۷۲۳- اس سند سے بھی یہی حدیث مروی ہے مگر سر پر تین چلو کا ذکر نہیں ہے۔ دیکھ سے بھی یہی روایت مروی ہے اس میں وضو کی مکمل ترتیب سے اور انہوں نے کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کا بھی ذکر کیا ہے ابو معاویہ کی حدیث میں رومال کا ذکر نہیں۔

(۷۲۲) نووی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہاتھ پاؤں پونچھنا بہتر نہیں ہے اور ہمارے علماء کے اس میں پہنچے قول ہیں۔ ایک تو یہ کہ پونچھنا مستحب ہے اور پونچھنا مکروہ نہیں کہہ سکتے۔ دوسرے کہ پونچھنا مکروہ ہے۔ تیسرا یہ کہ پونچھنا نہ پونچھنا دونوں برابر ہیں۔ چوتھا یہ کہ پونچھنا مستحب ہے۔ پانچواں یہ کہ مکرہ کی میں مکروہ نہیں۔ اور صحابہ سے اس میں تین مذہب حقوق ہیں ایک یہ کہ پونچھنا جائز ہے۔ دیکھ حاجت نہیں، وضو دونوں میں اس بن مالک اور سفیان ثوری کا بھی قول ہے۔ دوسرا یہ کہ پونچھنا مکروہ ہے وضو اور غسل دونوں میں اس عزاد بن ابی لیلیٰ قوی ہے تیسرا یہ کہ وضو میں مکروہ ہے غسل میں مکروہ نہیں۔

ابن عباس کا قول یہی ہے اور نہ پونچھنے کے باب میں ایک حدیث یہ ہے دوسری صحیح حدیث اور ہے کہ رسول اللہ غسل کر کے نکلے اور آپ کے سر سے پانی لپک رہا تھا اور پونچھنے کو ایک جہت صحابہ سے نقل کیا ہے لیکن اس کی اسناد ضعیف ہیں۔ ترمذی نے کہا اس باب میں رسول اللہ سے کچھ ثابت نہیں۔ (نووی)

بعضوں نے اس حدیث سے پونچھنا حاکم رکھا ہے کیونکہ ہاتھ سے پانی جھٹکنا اور کپڑے سے پونچھنا دونوں برابر ہیں۔ نووی نے کہا ہمارے اصحاب کے اس میں تین قول ہیں ایک یہ کہ نہ جھٹکنا بہتر ہے اور جھٹکنا مکروہ نہیں کہہ سکتے۔ دوسرے یہ کہ مکروہ ہے سیرے یہ کہ مباح ہے اور یہی صحیح ہے کیونکہ اس حدیث سے حاجت ثابت ہوتی ہے اور محاضرت کی کوئی دلیل نہیں ہے (تجلی)

۷۲۴- عن ابن عباس عن ميمونة رضي الله عنها ميمونة رضي الله عنها من روايت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس تولید لایا گیا لیکن آپ نے اسے نہ چھوا اور ہاتھوں سے پانی جھلاتے رہے۔

۷۲۵- عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا اغتسل من الجنابة دعا بثنائه نحو الجنابة فأخذ بكفه بدأ بشق رأسه الأيمن ثم الأيسر ثم أخذ بكفه فقال بهما عني رأسه

بَابُ لِقْدَرِ الْمُسْتَحَبِّ مِنَ الْمَاءِ فِي غُسْلِ الْجَنَابَةِ وَغُسْلِ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ فِي إِنَاءٍ وَاحِدٍ فِي حَالَةٍ وَاحِدَةٍ وَغُسْلٍ أَخَذَهُمَا بَعْضُ الْآخَرِ

۷۲۶- عن عائشة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يغتسل من إماء هو الفرق بين الجنابة

۷۲۷- عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يغتسل من الفرج وهو

۷۲۴- ابن عباس رضی اللہ عنہا ميمونة رضي الله عنها من روايت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس تولید لایا گیا لیکن آپ نے اسے نہ چھوا اور ہاتھوں سے پانی جھلاتے رہے۔

۷۲۵- ام المؤمنین حضرت عائشہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ جب جنابت کا غسل کرتے تو ایک برتن پانی کا منگواتے جناب کے برابر (جناب وہ برتن ہے جس میں اونٹنی کا دودھ دوجے ہیں) پھر ہاتھ سے پانی لیتے اور پہلے داہنا جانب سر کا صحنے پھر بیاں جانب بعد اس کے دونوں ہاتھ سے پانی لیتے اور سر پر بہاتے۔

باب غسل جنابت میں کتنا پانی لینا بہتر ہے اور غسل کرنا مرد اور عورت کا ایک برتن سے ایک ہی حالت میں اور غسل کرنا ایک دوسرے کے بچے ہوئے پانی سے

۷۲۶- ام المؤمنین عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ غسل کرتے تھے ایک برتن سے جس میں تین صاع پانی آتا ہے (یعنی سات آٹھ سیر) جنابت سے۔

۷۲۷- ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ غسل کرتے تھے ایک کھڑے سے اور وہ لرق تھا (لرق

(۷۲۵) صحیح جناب ہے جسے مرد اور خفیہ لام اور بعضوں نے اس کو جناب پر عظیم نیم و تشدید لام کے اور اس سے گلاب ہے لیکن بروئی نے اس کا لفظ کیا ہے اور کہا کہ صحیح جناب ہے۔

(۷۲۶) لقا ہودی کے کہنا اہل اسلام نے اجماع کیا ہے کہ وضو اور غسل کے لیے پانی کی مقدار صحیح نہیں ہے بلکہ قلیل اور کثیر سب کافی ہے بشرطیکہ اعضا بیگ چاویں اور مستحب یہ ہے کہ وضو میں ایک مہ سے کم نہ ہو اور غسل میں ایک صاع سے کم نہ ہو اور صاع پانچ رطل اور تہائی رطل کا ہوتا ہے اور ایک رطل اور تہائی رطل اور ہمارے بعض اصحاب نے کہا ہے کہ یہاں وہ صاع مراد ہے جو آٹھ رطل کا ہوتا ہے بہر حال پانی بیکار بہانا صحیح ہے اگرچہ مادی کنارے غسل کرنا اور یہ ممانعت تو نہیں ہے اور بعضوں نے کہا صرف حرام ہے۔ اتنی

(۷۲۷) ہودی نے کہا مرد اور عورت دونوں کا طہارت کرنا ایک برتن سے جائز ہے باجماع اہل اسلام لیکن عورت کا طہارت کرنا مرد کی طہارت سے بچے ہوئے پانی سے وہ بھی جائز ہے اور مرد کا طہارت کرنا عورت کی طہارت سے بچے ہوئے پانی سے ہمارے اور مالک اور ابو حنیفہ اور صہبہ علماء کے نزدیک جائز ہے اور اس میں کراہت بھی نہیں ہے بدلیل اتفاق مجھ کے اور احمد بن حنبل اور داؤد طہ



اس برتن کو کہتے ہیں جس میں تین صاع پانی آتا ہے) اور میں اور آپ ایک ہی برتن سے غسل کرتے۔ سفیان نے کہا فرق عمر صاع کا ہوتا ہے۔

۷۲۸- ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے روایت ہے کہ میں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا رضائی (دو دوہ کے تانے کا بھائی) (عبداللہ بن یزید) ان کے پاس گئے اور غسل جنابت کو پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں کر کرتے تھے؟ انھوں نے ایک برتن منگوایا جس میں صاع بھر پانی آتا تھا اور نہ میں اور نہ اسے اور اس کے پیچ میں ایک پردہ تھا انھوں نے اپنے سر پر تین ہار پائی ڈالا ابو سلمہ نے کہا رسول اللہ ﷺ کی قطبیاں اپنے بال کتراتی تھیں اور کانوں تک بال رکھتی تھیں۔

الْفَرْقُ رَكْنٌ أَعْتَمِلُ أَنَا وَهُوَ فِي الْإِنَاءِ الْوَاحِدِ رَوَى حَدِيثَ سَفْيَانَ مِنْ أَنَسٍ وَاجِدٍ قَالَ قُبَيْلَةُ قَالَ سَفْيَانُ وَالْفَرْقُ ثَلَاثَةُ أَصْعَامٍ.

۷۲۸- عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَ ذُخِرْتُ عَلَى عَائِشَةَ أَنَا وَأَخَوَاهُ مِنَ الرِّصَاعَةِ فَسَأَلَهَا عَنْ عُنَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فُجْجَانِيَةِ مَدْعَتِ الْإِنَاءِ فَذَرِ الصَّاعَ مَا عَقَسَتْ وَيَسْتَا وَيَسْتَا سَنَرُ وَأَفْرَغَتْ عَلَى رَأْسِهَا ثَلَاثًا قَالَ وَكَانَ أَرْوَجُ لِسِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْخُذُ مِنْ رُءُوسِهِمْ حَتَّى تَكُونَ كَالْمُفْرَةِ

للہ ظاہری کے نزدیک عورت کے بچے ہوئے پانی سے مرد کو طہارت درست نہیں بشرطیکہ عورت اس پانی کو خلوت میں لے گئی ہو اور اس کو استعمال کیا ہو اور عبداللہ بن عمر جس اور حسن بصری سے ایسا ہی حقول ہے اور امام احمد سے ایک روایت ہمارے موافق بھی ہے اور سعید بن مسیب اور حسن سے مطلقاً کہ بہت بھی حقول ہے اور بخاری جمہور کا قول ہے کیونکہ احمدیٹ بھی سے یہ امر ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بچوں کے ساتھ غسل کیا ہے اور ہر ایک نے دوسرے کا بپا ہو پانی استعمال کیا اور خلوت کو اس میں کوئی داخل نہیں اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ نے بی بی ایک بی بی کے بچے ہوئے پانی سے غسل کیا۔ روایت کیا اس کو ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور اصحاب سنن نے۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور وہ جو مفسد کی حدیث حکم بن عمرو سے حقول ہے وہ ضعیف ہے۔ احمدیٹ نے (جیسے بخاری) اس کو ضعیف کہا ہے یا مرد اس سے یہ ہے کہ جو پانی عورت کے عشاء سے گرا ہو وہ تو مستعمل ہے اس سے غسل درست نہیں یا وہ مفسد اعتبار کے لیے ہے۔ واللہ اعلم (الجمہی)

(۷۲۸) ☆ ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو سلمہ اور عبداللہ بن یزید نے ان کا سر اور اوپر کا بدن دیکھا اور نہ ان کے سامنے پانی منکوانے سے اور نہ ان کے کوئی قاعدہ۔ خود عبداللہ خود رضائی بھائی تھے اور ابو سلمہ رضائی بھائی تھے کیونکہ ام کلثوم بہت ابی بکڑنے ان کو دور سے بلایا تھا اور یہ دونوں محرم ہیں اور محرم کو لوہر کا بدن دیکھنا درست ہے۔

حدیث میں دیکھنا کا لفظ ہے اعمیٰ سے کہا مرد سے بڑھ کر بے لور نہ ان بالوں کو کہتے ہیں جو موٹڑھوں تک ہوں۔ اوروں نے کہا دفرہ لہ سے کم ہے یعنی جو بال کانوں تک ہوں ابو حاتم نے کہا دفرہ وہ بال ہیں جو کانوں پر ہوں۔ قاضی عیاض نے کہا عرب کی عورتیں توجہ نہیں نکالا کرتیں تھیں اور رسول اللہ کی بیویوں نے آپ کی وفات کے بعد شاید ایسا کیا ہو نہت کے ترک کرنے کے لیے۔ نووی نے کہا قاضی عیاض کی طرح لور ملانے بھی کہا ہے لور یہ گلاں نہیں ہوتا کہ انہوں نے رسول اللہ کی حیات میں ایسا کیا ہو اور اس حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ عورت کو بال کم کرنا درست ہے۔ (الجمہی)

۷۲۹- عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا اغْتَسَلَ بَدَأَ بِبَعْضِ قَصَبٍ عَلَيْهِ مِنَ الْمَاءِ فَعَلَهَا ثُمَّ صَبَّ الْمَاءَ عَلَى الْاُخْرَى فَيَدِي يَدِ بَعْضِهِ وَعَسَلَهُ بِشِعَالِهِ حَتَّى إِذَا مَرَّ مِنْ جِلْدٍ صَبَّ عَلَى رَأْسِهِ قَالَتْ عَائِشَةُ كُنْتُ أَعْتَبِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ إِبَاءٍ وَاجِدٍ وَنَحْرٍ حَيَّانٍ

۷۳۰- عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا كَانَتْ تَغْتَسِلُ مِنِّي وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمِي إِبَاءً وَاجِدٍ يَسْمَعُ ثَلَاثَةَ أَمْدَادٍ أَوْ قَرِيبًا مِنْ ذَلِكَ

۷۳۱- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَعْتَبِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِبَاءٍ وَاجِدٍ تَحْتَلِفُ أَيْدِينَا بِهِ مِنَ الْخَبَايَةِ

۷۳۲- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَعْتَبِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِبَاءٍ نَبِيٍّ وَبَنِيٍّ وَاجِدٍ مَبْدُورِي حَتَّى أَقُولَ دَغْلِي دَغْلِي قَالَتْ وَهَذَا حَيَّانٍ

۷۳۳- عَنْ مَيْمُونَةَ أَنَّهَا كَانَتْ تَغْتَسِلُ مِنِّي وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمِي إِبَاءً وَاجِدٍ

۷۳۴- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

۷۲۹- ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے روایت ہے حضرت عائشہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ غسل کرتے تو دلہنے ہاتھ سے شروع کرتے پہلے اس پر پانی ڈالتے اور اس کو دھوتے پھر دابھے ہاتھ سے پانی ڈالتے اور بائیں ہاتھ سے بدن پر جو نجاست ہوتی اس کو دھوتے جب اس سے فراغت ہوتی تو سر پر پانی ڈالتے۔ حضرت عائشہ نے کہا میں اور رسول اللہ ﷺ جنابت کا غسل ایک برتن سے کیا کرتے۔

۷۳۰- ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی برتن سے غسل کیا کرتے جس میں عین مدیا کچھ ایسا ہی پانی آتا۔

۷۳۱- ام المومنین عائشہ سے روایت ہے کہ میں اور رسول اللہ ﷺ غسل کرتے تھے ایک برتن سے دونوں کے ہاتھ اس میں پڑتے جاتے اور یہ غسل جنابت کا تھا۔

۷۳۲- ام المومنین عائشہ سے روایت ہے کہ میں اور رسول اللہ ﷺ غسل کرتے تھے اور برتن سے جو میرے اور آپ کے بیچ میں ہوتا آپ ہندی جلدی پانی لیتے یہاں تک کہ میں کہتی تھوڑا پانی میرے لیے چھوڑ دو اور دونوں جنبی ہوتے۔

۷۳۳- ام المومنین ميمونہ سے روایت ہے کہ وہ اور نبی کریم ﷺ غسل کرتے تھے ایک برتن سے۔

۷۳۴- ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ميمونہ کے

(۷۳۰) کسی عارض نے کہا مراد یہ ہے کہ ہر ایک کے لیے تین عیانی یا جاہلہ سے مراد صاع ہے تاکہ موافق ہو اس حدیث کے جس میں فرق کا ذکر ہے یا ایسی ہی کسی وقت میں ہوا ہو گا۔ نوٹی نے کہا اس حدیث میں تین کا ذکر ہے اور دوسری روایت میں یہ ہے کہ ایک فرق سے آپ غسل کرتے اور ایک روایت میں ہے حضرت عائشہ نے ایک صاع سے غسل کیا اور ایک روایت میں پانچ کلوک کا بیان ہے غسل میں اور ایک کلوک کا وضو میں اور ایک روایت میں ایک صاع غسل کے لیے اور ایک وضو کے لیے آیا ہے اور ایک روایت میں ہے ایک مد سے وضو اور غسل ایک صاع سے پانچ مد تک۔ امام شافعی اور علما نے کہا ہے کہ یہ اختلاف باقتدار موقع اور حالت اور قلت اور کثرت پانی کے تھا۔ بہر حال طہارت کے لیے پانی کی کوئی مقدار مقرر نہیں ہے۔

كَانَ يَغْتَسِلُ بِعُضْلٍ مَتَمُونَةٍ

بچے ہوئے پانی سے غسل کرتے تھے۔

۷۲۵- عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَتْ مِنِّي وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَسِلَانِ فِي الْهَاءِ الْوَسْجِدِ مِنَ الْحَبَةِ

۷۲۵- ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنابت کا غسل یک برتن سے کرتے۔

۷۲۶- عَنْ أَنَسٍ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَغْتَسِلُ بِخَمْسٍ مَكَائِكَ وَيَتَرَصَّأُ بِمَكُوكٍ وَهَانَ ابْنُ الْعَشِيِّ بِخَمْسٍ مَكَائِكَ

۷۲۶- انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانچ مکوک سے غسل کرتے اور ایک مکوک سے وضو کرتے (مکوک سے مراد ہے)۔

۷۲۷- عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا مَالِدًا وَيَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ لَبِي خَمْسَةَ أَمْدَادٍ

۷۲۷- انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مد سے وضو کرتے اور ایک صاع سے لے کر پانچ مد تک غسل کرتے۔

۷۲۸- عَنْ سَعِيدِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَغْتَسِلُ بِخَمْسَةِ أَمْدَادٍ مِنَ الْمَاءِ مِنْ الْحَبَابِ وَيُوضِئُهُ أَمْدًا

۷۲۸- سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک صاع پانی غسل جنابت کے لیے اور ایک مد پانی وضو کے لیے کافی تھا۔

۷۲۹- عَنْ سَعِيدِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ وَيَتَطَهَّرُ بِالْأَمْدِ

۷۲۹- سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک صاع پانی سے غسل کرتے اور ایک مد پانی سے وضو کرتے۔

بَابُ امْتِخَابِ الْخَاصَةِ الْمَاءِ عَلَى

بَابُ سَرْدِ غَيْرِهِ بِرَتْمَيْنِ بَارِئَانِ ذُلْنِ كَابِيَانِ

الرَّاسِ وَغَيْرِهِ ثَلَاثًا

۷۳۰- عَنْ جَبْرِ بْنِ نَطْعَمٍ قَالَ تَعْدُو مِنِّي الْغُشْلُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ أَمَا أَنَا قَوْلِي أَغْسِلُ رَأْسِي كَذَا وَكَذَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ (( أَهْ أَمَا

۷۳۰- جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے لوگوں نے تنگڑا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سارے غسل میں۔ بعضوں نے کہا ہم تو سر کو اس طرح دھوتے ہیں ایسے ایسے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تو اپنے سر پر تین چلو ڈالوں

(۷۳۰) صحابہ کرام نے کہا کہ ابو بکر بن ابی شیبہ نے سینہ کو صحنی کہا اور ابو سعید نے کہا کہ وہ بوڑھا ہو گیا تھا یعنی سفینہ اور مجھے اس کی روایت کا اعتبار نہیں۔ روٹی نے کہا اس صورت میں امام مسلم نے اس حدیث کو اور حدیثوں کی متابعت کے طور پر نقل کیا ہے اس پر اہتمام کر کے۔

(۷۳۰) بخاری نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ سر پر تین بار پانی ڈالنا غسل میں مستحب ہے اور اس پر اتفاق ہے اور سر پر تین بار پانی ڈالنا اور اعضا کو اور جیسے وضو میں تین تین بار ہر ایک صوبہ کو دھونا مستحب ہے اس طرح غسل میں۔

ہوں۔

۷۴۱- جابر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے غسل جنابت کا ذکر ہوا آپ نے فرمایا میں تو اپنے سر پر تمین یا پانی ڈالتا ہوں۔

۷۴۲- جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ثقیف کی طرف سے جو لوگ آئے تھے انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارا ملک سر ہے تو غسل کیوں کر کریں؟ آپ نے فرمایا میں تو اپنے سر پر تمین یا پانی ڈالتا ہوں (زیادہ پانی بہانا ضروری نہیں)۔

۷۴۳- جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غسل کرتے تو اپنے سر پر تمین چلا بھر کر پانی ڈالتے حسن نے کہا میرے تو بال بہت ہیں۔ جابر نے کہا اے کھیتے میرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال تجھ سے بدھارہ تھے اور تجھ سے بہتر تھے۔

### باب عورتیں غسل میں چوٹیاں کھویں یا نہ کھویں

۷۴۴- ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے سر پر چوٹی باندھتی ہوں کیا جنابت کے غسل کے لیے اس کو کھویں آپ نے فرمایا نہیں تجھ کو کافی ہے سر پر تمین چلو بھر کر ڈالتا پھر صبر سے بدن پر پانی بہانا تو پاک ہو جائے گی۔

۷۴۵- اس سند سے بھی مذکور بالا حدیث مروی ہے کہ ام سلمہ نے کیا کہا کہ میں اپنی چوٹی کو غسل حیض اور غسل جنابت کے لیے

فَوَسِيْ اَفِيْضْ عَلٰى رَاسِيْ ثَلَاثَ اَكْمَامٍ

۷۴۱- عَنْ جَابِرِ بْنِ مَطْعَمٍ عَنْ رَاسِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّهُ ذَكَرَ غُسْلَهُ الْغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَةِ فَقَالَ (( أَمَّا أَنَا فَأَفْرِغْ عَلٰى رَاسِيْ لِلثَّلَاثِ ))

۷۴۲- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ وَفَدًا نَفَعُوا سَأَلُوا النَّبِيَّ ﷺ فَقَالُوا إِنَّ أَرْضَنَا أَرْضٌ نَادِيَةٌ فَكَيْفَ بِالْعَمَلِ فَقَالَ (( أَمَّا أَنَا فَأَفْرِغْ عَلٰى رَاسِيْ لِلثَّلَاثِ )) قَالَ أَبُو سَالِمٍ فِي رَوَايَتِهِ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُو بَشِيرٍ وَقَالَ إِنَّ وَفَدًا ثَقِيفٍ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ

۷۴۳- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا غَسَلَ مِنْ جَنَابَةٍ صَبَّ عَلٰى رَاسِهِ ثَلَاثَ حَصَاصٍ مِنْ مَاءٍ فَقَالَ لَهُ الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ إِنَّ شَعْرِي كَثِيرٌ فَإِنْ جَابِرٌ فَقَسَبْتُ لَهُ بِأَنَّهُ أَجَبِي كَانَ شَعْرُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَثَرًا مِنْ شَعْرَةِ وَأَطْلَبَ

### بَابُ حُكْمِ صَفَائِرِ الْمُفْتَسِلَةِ

۷۴۴- عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ ثَلَاثٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي لَأَرَأَا أَنَّهُ صَغُرَ رَاسِيْ فَأَنْقَصْتُ بَعْضَ الْجَنَابَةِ قَالَ (( لَا إِنَّمَا يَنْخَفِضُ أَنْ تَخْفِضَ عَلٰى رَاسِكَ ثَلَاثَ حَضَاتٍ ثُمَّ تُبَيِّضِينَ غَيْلَكَ الْمَاءَ فَتُطَهَّرِينَ ))

۷۴۵- عَنْ أُبَيِّ بْنِ مُوسَى أَبِي هَذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِهِ عَبْدُ الرَّزَّاقِ فَأَنْقَصْتُ سَحِيبَةً وَالْجَنَابَةَ

(۷۴۴) حدیث نواری سے کہا ہمارا اور محبوبہ کا نہ جب یہ ہے کہ چوٹی میں جب مہالوں کو پانی چھو جائے اندر اور باہر تو اس کا کھولنا ضروری نہیں اور جو بن کھوے پانی نہ پیئے تو کھولنا چاہیے اور شخص سے منقوس ہے کہ ہر حال میں کھولنا ضروری ہے اور حسن اور طلحہ سے مروی ہے کہ حیض کے غسل میں کھولنا چاہیے اور جنابت کے غسل میں ضروری نہیں اور ہماری دلیل ام سلمہ کی حدیث ہے اور اگر مرد کے سر پر چوٹی ہو تو اس کا بھی حکم عورت کا سا ہے۔ اچھی

قَالَ لَمْ تَكُنْ دَكْرًا بِمَعْنَى خَدِيبِ ابْنِ عُمَيْةٍ

۷۴۶- عَنْ أَبِي يُونُسَ بْنِ مَوْسَى بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ  
أَفْأَخَلُّهُ فَأَعْسَلُهُ مِنَ الْخُضَابَةِ وَلَمْ يَذْكُرْ الْخَيْضَةَ

۷۴۷- عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ  
النَّضَرِ إِذَا اغْتَسَلَ أَنْ يَغْتَسِلَ رُؤُوسَهُنَّ مَقَالَتْ

يَا عَجَبًا يَا ابْنَ عَمْرِو هَذَا يَأْمُرُ النِّسَاءَ إِذَا  
اغْتَسَلَ أَنْ يَغْتَسِلَ رُؤُوسَهُنَّ أَفَمَا يَأْمُرُهُنَّ أَنْ

يَغْتَسِلَ رُؤُوسَهُنَّ فَقَدْ كُنْتَ اغْتَسِلَ أَنْ وَرَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِبْنَاءِ رَاحِلٍ وَكَأَنَّ

أَرِيدَ عَنِ أَنْ الْفَرِغَ عَنِ رَأْسِي فَتَابَ بِفَرَاغَتِ  
بَابُ اسْتِحْبَابِ اسْتِعْمَالِ الْمُفْتَسِلَةِ

مِنْ الْخَيْضِ فَرُصَةً مِنْ مَسَلِكِ فِي

مَوَاضِعِ الدَّمِ

۷۴۸- عَنْ عَائِشَةَ بَالَتْ سَأَلَتْ امْرَأَةً النَّبِيَّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ تَغْتَسِلُ مِنْ

خَيْضَتِهَا فَإِنْ دَكْرَتْ أَنَّ عَنْهَا كَيْفَ تَغْتَسِلُ  
نَمْ نَأْخُذُ فَرُصَةً مِنْ مَسَلِكِ تَطَهَّرَ بِهَا قَالَتْ

كَيْفَ تَصَهَّرُ بِهَا قَالَ (( تَطَهَّرِي بِهَا مَسْحًا  
اللَّهُ )) وَتَسْتَرِ وَتَسْتَرُكَ مَعَاذَ اللَّهِ عَائِشَةُ رَضِيَ

عَنْهَا وَجْهَهُ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ رَاحِلَتُهَا بِالنِّسَاءِ  
وَعَرَفْتُ مَا أَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کھولوں؟ تو آپ نے فرمایا نہیں۔

۷۴۶- مذکورہ بالا حدیث بھی ایک دو الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ  
اس سند سے بھی آئی ہے۔

۷۴۷- ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ  
عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عورتوں کو غسل کے وقت سر کھولنے

کا حکم دیتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا تعجب ہے ابن عمر  
رضی اللہ عنہما سے دوسرے کھولنے کا حکم کرتے ہیں غسل کے وقت تو

سر منڈانے کا حکم کیوں نہیں دیتے۔ میں اور رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم دونوں ایک برتن سے غسل کرتے اور میں فقط اپنے سر

پر تمنا چھوڑا لیتی۔

باب جو عورت حیض کا غسل کرے وہ ایک ٹکڑا کپڑے

یا رانگی کا منگ لگا کر خون کے مقام پر استعمال کرے تو

مستحب ہے

۷۴۸- ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک  
عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا حیض سے

کیوں کر غسل کروں؟ آپ نے سکھایا اس کو غسل کرنا پھر فرمایا کہ  
منگ لگا ہوا ایک پھوہارے اور اس سے پاکی کر وہ بولی کہ گھر پاکی

کروں؟ آپ نے فرمایا بھائی اللہ تعجب ہے کہ ایسی ظاہر بات  
بھی نہیں سمجھتی؟ پاکی کر اس سے اور آ کر لی آپ نے۔ سفیان نے

بتلایا ہم کو ہاتھ اپنا منہ پر رکھ کر (یعنی شرم سے آپ نے ایسا کیا)۔  
حضرت عائشہ نے کہا میں نے اس عورت کو اپنی طرف کھینچا اور

(۷۴۸) یہ روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمرؓ جو سر کھولنے کا حکم دیا یہ اس صورت میں ہے جب سارے بالوں میں پانی نہ پہنچ سکے یا ان کا  
غیر منگ لگا کر سر کھولنا چاہیے جیسے ٹخنوں سے ہاتھ لے کر منگ لگا کر سر کھولنا اور عائشہ کی حدیث نہ پہنچ ہوگی یا یہ حکم بطور استحباب اور  
اختیار سے ہوگا۔

(۷۴۸) یہ حکم نظافت اور طہارت اور پاکیزگی کے لیے ہے نہ بطور وجوب کے اور نقاس کے بعد بھی ایسا ہی مستحب ہے۔ بعضوں نے کہا  
کہ منگ کے استعمال سے بعد طہر وغیرہ سے جب منگ نہ ملے تو کوئی خوشبو استعمال کرے اور یہ استعمال غسل کے بعد چاہیے۔ اگر ہی

قُلْتُ تَنْجِي بِهَا أَثَرُ الدَّمِ وَهَئِذَا أَثَرُ امْيِ عُرْ  
فِي رَوَاتِهِ قُلْتُ تَنْجِي بِهَا أَثَرُ الدَّمِ

۷۴۹- عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ أَتَمُّ عِنْدَ الطَّهْرِ فَقَالَ  
(عَلَيْهِ فَرْصَةٌ مُمَسَّكَةٌ فَتُحْسَنُ بِهَا) ثُمَّ  
ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ سَفِيَانَ

۷۵۰- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ  
أُمِّمَاءَ سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
عَنْ غَسْلِ السَّجِسِ فَقَالَ (( تَأْخُذُ إِحْدَاثُكَ  
مَاءَهَا وَتَسْتَرْهَا فَتَطْهَرُ فَتُحْسِنُ لَطْهَرًا ثُمَّ  
تُصَبُّ عَلَى رَأْسِهَا فَتَذْلُكُ ذَلُّكَ شَدِيدًا  
حَتَّى تَبْلُغَ شُؤُونَ رَأْسِهَا ثُمَّ تُصَبُّ عَلَيْهَا  
الْمَاءُ ثُمَّ تَأْخُذُ بِرُحْمَةٍ مُمَسَّكَةٍ فَتَطْهَرُ بِهَا ))  
فَقَالَتْ أَسْمَاءُ وَكَيْفَ تَطْهَرُ بِهَا فَقَالَ  
(سَتَحَانِ اللَّهُ تَطْهَرِينَ بِهَا) فَقَالَتْ  
عَائِشَةُ كَأَنَّهُمَا تُعْبِي ذَبَكَ تَنْجِيهِ أَثَرُ الدَّمِ  
وَسَأَلَتْ عَنْ غَسْلِ الْحَنَاءِ فَقَالَ (( تَأْخُذُ مَاءً  
فَتَطْهَرُ فَتُحْسِنُ لَطْهَرًا ثُمَّ تَبْلُغُ الطَّهْرَ ثُمَّ  
تُصَبُّ عَلَى رَأْسِهَا فَتَذْلُكُ حَتَّى تَبْلُغَ  
شُؤُونَ رَأْسِهَا ثُمَّ تُصَبُّ عَلَيْهَا الْمَاءُ ))  
فَقَالَتْ عَائِشَةُ يَمَسُّ النِّسَاءُ بِسَاءِ الْإِصْبَارِ ثُمَّ  
يَكُنْ يَسْتَعْمِلُ الْحَبَاءُ أَنْ يَتَغَمَّوْنَ فِي الدُّنْيِ

۷۵۱- عَنْ شُعْبَةَ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَقَالَ

دوسو اللہ کا مطلب میں پہچان گئی تھی میں نے کہا اس پھوہ کو  
خون کے مقام پر لگا (یعنی شرمگاہ پر)۔

۷۴۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ایک  
عورت نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ میں  
پاکیزگی کا حاصل کس طرح کروں تو آپ نے فرمایا تو خوشبودار روٹی  
لے کر پاکیزگی حاصل کر۔

۷۵۰- ام اسونین عائشہ سے روایت ہے کہ اسلماء (ھل کی بیٹی یا  
بنید بن سکین کی بیٹی) نے پوچھا رسول اللہ ﷺ سے حیض کا غسل  
کیونکر کروں؟ آپ نے فرمایا کہ پیسے پانی ہیری کے بتوں کے  
ساتھ لیوے اور اس سے اچھی طرح پاکی کرے (یعنی حیض کا خون  
جو لگا ہوا ہو دھوے اور صاف کرے) پھر سر پر پانی ڈالے اور  
خوب زور سے ملے یہاں تک کہ پانی مانگوں (یاہوں کی جڑوں) میں  
پہنچ جائے پھر اپنے اوپر پانی ڈالے (یعنی سارے بدن پر) پھر ایک  
پھام (روٹی یا کپڑے کا) ٹکڑ لگا ہوا لے کر اس سے پاکی کرے۔  
اسماء نے کہا کیونکر پاکی کرے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سبحان اللہ  
پاکی کرے حضرت عائشہ نے چپکے سے کہہ دیا کہ خون کے مقام پر  
لگا دے۔ پھر اس نے جنابت کے غسل کو پوچھا آپ نے سر پر پانی  
لے کر اچھی طرح لہرات کرے پھر سر پر پانی ڈالے اور ملے یہاں  
تک کہ پانی سب مانگوں میں پہنچ جائے پھر اپنے سارے بدن پر پانی  
ڈالے۔ حضرت عائشہ نے کہا انصار کی عورتیں بھی کیا عمدہ  
عورتیں تھیں وہ دین کی بات پوچھنے میں شرم نہیں کرتی تھیں  
(اور یہی لازم ہے کیونکہ شرم گناہ اور معصیت میں ہے اور دین کی  
بات پوچھا ثواب اور اجر ہے)۔

۷۵۱- نے کورہ بالا حدیث اس سند سے بھی آئی ہے۔

ہر کوئی خوشبو نہ لے تو صرف پانی سے پاک کرنا کافی ہے لیکن بکھور و فرج کے بعد پہلی پہچا ضروری نہیں اور شبہ کو اتنی دور تک پانی پہنچانا واجب  
ہے جس قدر حاجت کے لیے ملے جس کا کھانا ہے۔



قال (( سُبْحَانَ اللَّهِ تَعَالَى )) واستن

۷۵۲- عن عائشة قالت دخلت أسمعاً بنت شكب عير رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت يا رسول الله كيف تقبل بإحداها؟ صهرت من النوى وساق الحديث ومن يدكر فيه غسل الجنابة.

۷۵۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ اسلام بنت شکل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں اور کہا کہ جب ہم میں سے کوئی عورت حیض سے پاک ہو تو کیسے غسل کرے؟ باقی حدیث گزر چکی ہے۔ اس حدیث میں غسل جنابت کا ذکر نہیں۔

بابُ الْمُسْتَحَاةِ وَغُسْلُهَا وَصَلَاتُهَا ۱ بابِ مُسْتَحَاةِ كَابِيْنٍ اَوْرَاسِ كِے غُسل اور نماز کا حال

۱۔ مستحاضہ اس عورت کو کہتے ہیں جو استحاضہ میں مبتلا ہو اور مستحاضہ کہتے ہیں اس خون کو جو بے وقت عورت کی شرمگاہ سے جاری ہوا رہے خون ایک رنگ میں سے نکلا ہے جس کو عوار کہتے ہیں اور حیض کا خون گرمی فطر میں سے نکلا ہے مستحاضہ سے وطی اور مست ہے کہ یہ خون جاری ہو۔ ہمارا اور حضور صہاء کا مذہب یہی ہے کہ حضرت عائشہ سے اس کی سماعت منقول ہے نفی اور حکم کا یہی قول ہے کہ ورائین سیرین کے نزدیک بدعت صحرا ہے اور احمد نے کہا کہ اس وقت حلال کرے جب عوار کو رتائیں پڑ جائے کلاہ ہو اور صحیح جہور کا قول ہے کہ وہ وکیل اس کی وہ ہے جو عکرمہ نے روایت کیا حدیث بخش سے کہ وہ مستحاضہ تھیں اور ان کے خاندان سے جماع کرتے تھے روایت کیا اس کو ابو داؤد اور بیہقی نے اور نماز دور سے اور اعتکاف اور قرات اور مسح صحف اور مجتہد علماء اور مجتہد شکر میں اور ساری عبادات میں غسل پاک عورت کے ہے ان قتال لیکن جب نماز کا قصد کرے تو پتی شرمگاہ کو دھو لے اور فرج میں ایک کپڑا روٹی رکھ لے۔ اگر خوں بہت بہت ہو اور یہ کپڑا کافی نہ ہو تو اوپر سے لنگوٹ باندھے پھر ضرور کرے یہ وقت وہ نہ کرے یا تنجیم کرے اگر پانی نہ ملے یا غرض ہو اور فرض پڑے کے بعد جتنے لعل چاہے پڑھے لیکن ہمارے نزدیک وصوت فرض ایک ہی پڑھے ہو یا قضا اور ابو حنیفہ کے نزدیک ہر وقت پر نماز کے وضو کرے اور وقت کے بعد جتنی فرضیں چاہت پڑھے اور بعد از مالک کے نزدیک استحاضہ کے حوں سے وضو نہیں تو قضا واجب تک اگر کسی قسم کا حادث نہ ہو جتنے فرض اور لعل چاہت پڑھے اور وقت آنے سے پہلے مستحاضہ کا وضو اس نماز کے لیے ہمارے نزدیک درست لیکن ابو حنیفہ کے نزدیک درست ہے اور مستحاضہ پر غسل واجب نہیں کسی نماز کے وقت پر اور جہور علماء کا یہی قول ہے ورائین رجیر اور عطاء بن ابی راجح سے منقول ہے کہ وہ ہر نماز کے لیے غسل کرے اور حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ ہر روز ایک بار غسل کرے اور سبب اور حیض سے منقول ہے کہ ظہر کے وقت غسل کرے پھر دوسرے دن ظہر پر غسل کرے اور حضور صہاء کا مذہب صحیح ہے کہ وہ کبھی غسل نہ کرے مگر جب حیض سے پاک ہو اور تکرار غسل میں جو حدیثیں آئی ہیں وہ ضعیف ہیں اور مستحاضہ کی دو قسمیں ہیں ایک تو ایسا خوں دیکھے جو حیض نہیں ہے جیسے ایک دن رات سے کم دوسرے جو کچھ حیض ہے کچھ نہیں ہے جیسے برابر خوں دیکھا کرے یا حیض کی مدت سے زیادہ خوں دیکھے اس دوسری قسم کی تین صورتیں ہیں پہلی یہ کہ وہ عورت معاہدہ نہ ہو یعنی شرمگاہ اس کو یہی آیا ہو تو اس کا حیض ایک دن ایک رات تک ٹھہر ہو گا ہمارے نزدیک ابو حنیفہ کے نزدیک تین دن تین رات اور ہانی دستی صہاء دوسری یہ کہ معاہدہ ہو تو جیسے دن حیض کی عادت ہوگی اتنا حیض گنا جلاوے گا اور باقی استحاضہ۔ تیسری یہ کہ غیر یہ ہو کہ کبھی خوں تو نہ دیکھے کبھی ضعیف تو جب تک سیاہ خوں دیکھے وہ حیض ہے شرطیکہ ایک دن رات سے کم نہ ہو اور پندرہ دن سے زیادہ۔

۱ اور مال حوں پندرہ دن سے کم نہ ہو۔ (دووی مع زیادہ و نقصان)



۷۵۳- عن عائشة قالت جاءت فاطمة بنت أبي حنيفة إلى النبي ﷺ فقالت يا رسول الله إني امرأة أستحضر فلا أطهر فأدع الصلاة فقال (( لا إنا ذلك عرق وليس بالحقيقة وإذا أتيت فاعسلي عنك الدم وصلي ))

۷۵۴- عن هشام بن عروة بن حبان حديث وكيع وإسحاق ومي حديث فنية عن جرير جاءت فاطمة بنت أبي حنيفة بن عبد القطب بن أسد وهي امرأة ساق قال ومي حديث حماد بن زيد وبهذه حروف مكره

۷۵۵- عن عائشة أنها قالت استفتت أم حبيبة بنت جحش رسول الله ﷺ فقالت إني استحضر فقال (( إنا ذلك عرق فاعسلي ثم صلي )) فكانت تغسل عند كل صلاة فإن الثيث من سبع لم يذكر ابن شهاب أن رسول الله ﷺ أمر أم حبيبة بنت جحش أن تغسل عند كل صلاة ولكنها شبة فقلت هي و قال أمي روي عن ربيعة أنه جحش ولم يذكر أم حبيبة

۷۵۶- عن عائشة روي النبي ﷺ أن أم حبيبة بنت جحش حجة رسول الله ﷺ ونعتت عبد الرحمن بن عوف مشبهت سبع مائة فاستفتت رسول الله ﷺ في ذلك فقال رسول الله ﷺ (( إن هذه ليست

(۷۵۳) کہہ دیتی ہے کہ اس حدیث سے یہ ظاہر ہے کہ سحافہ نماز پڑھے مگر اس وقت میں جو حیض کا خون نہ ہو اور اس پر اقبال سے لوریہ بھی لگتا ہے کہ حاجت کے وقت مسئلہ پوچھے اور عورت خود مسئلہ پوچھ سکتی ہے اور اس کی آواز حاجت کے وقت غیر سن سکتے۔ (حمی)

ایک کو ٹھڑی میں قسمل کرتیں اپنی بہن زینب بنت جحش کی کو ٹھڑی میں توخوں کی سرخی پانی پر آجاتی (اس قدر خون بہا کرتا)۔ ابن شہاب رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے یہ حدیث ابو بکر بن عبدالرحمن سے بیان کی انھوں نے کہا خدا رحم کرے ہندہ پر کاش وہ یہ فتویٰ سن لیتی۔ قسم خدا کی وہ روتی تھی نماز نہ پڑھے سے (یعنی اس کو بھی استحاضہ تھا اور یہ مسئلہ معلوم نہ تھا تو نماز نہ پڑھتی اور نماز کے جانے پر رو دیا کرتی)۔

۷۵۷- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ام حبیبہ بنت جحش نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئیں ان کو سات سال سے استحاضہ کا مرض تھا باقی حدیث دیکھی ہے۔

۷۵۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بنت جحش سات سال سے مستحاضہ تھیں۔

۷۵۹- ام المومنین عائشہ سے روایت ہے ام حبیبہ نے پوچھا رسول اللہ ﷺ سے استحاضہ کے خون کو حضرت عائشہ نے کہا میں نے ان کے نہالے کا برتن دیکھا خون سے بھرا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا تو اتنے دنوں ٹھہری رہ جتنے دنوں حیض آیا کرتا تھا (یعنی عادت کے دنوں میں اس بیماری سے پہلے) پھر غسل کر اور نماز پڑھ۔

۷۶۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا جو عبدالرحمن بن عوف کے نکاح میں تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور شکایت کی خون بہنے کی آپ نے فرمایا اتنے دن ٹھہری رہ جتنے دنوں (اس بیماری سے پہلے) حیض آیا کرتا تھا پھر غسل کر ڈال تو وہ ہر نماز کے

بِالْحَيْضَةِ وَلَكِنْ هَذَا عِزُّكَ فَأَغْتَسِلِي وَصَلِي»  
كَانَتْ عَائِشَةُ مَكَانًا تَغْتَسِلُ فِي بَرَكَةٍ فِي حُجْرَةِ أُخْتِهَا زَيْنَبِ بِنْتِ جَحْشٍ حَتَّى تَغْلُو حُمْرَهُ الدَّمِ الْمَاءُ قَالَ ابْنُ شَهَابٍ حَدَّثْتُ بِذَلِكَ أَبُو بَكْرٍ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ فَقَالَ يَرْحَمُ اللَّهُ هَذَا لَوْ سَمِعْتُ بِهِدِي الْعَبَّ وَاللَّهِ لَإِنْ كُنْتُ تُصْبِحِي لَأَتَاهَا كُنْتُ لَا تُصْبِي

۷۵۷- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ بِنْتُ جَحْشٍ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ امْتَحِيصَةً سَعِ مِثْرٍ بِمِثْلِ خَدِيرٍ عَصِرُوا فِي الْحَارِثِ إِلَى مَوْلِهِ تَغْلُو حُمْرَةَ الدَّمِ الْمَاءُ زَمُّ يَذْكُرُ مَا بَعْدَهُ

۷۵۸- عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ ابْنَةَ جَحْشٍ كَانَتْ تُسْتَخَاضُ سِتْعَ سِنِينَ يَخْرُ حَدِيثُهُمْ

۷۵۹- عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ إِنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ سَأَلَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ الْمَدَمِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَأَيْتُ مِرْكَهَا مَدَانًا تَقَعُ فِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((امْكُثِي قَدْرَ مَا كَانَتْ تَحْبِسُكَ حَيْضُكَ ثُمَّ اغْتَسِلِي وَصَلِي))

۷۶۰- عَنْ عَائِشَةَ رَوَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ إِنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتُ جَحْشٍ الَّتِي كَانَتْ تَحْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ شَكَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الدَّمَ فَقَالَ لَهَا ((امْكُثِي قَدْرَ مَا كَانَتْ تَحْبِسُكَ حَيْضُكَ ثُمَّ اغْتَسِلِي وَصَلِي))

(۷۶۰) بنت جحش کی تین بیٹیاں تھیں ایک زینب جن سے پہلے زید بن حارثہ نے نکاح کیا تھا پھر انھوں نے حلاق دے دی تو رسول اللہ کے نکاح میں آئیں۔ دوسری ام حبیبہ جو اس حدیث میں مذکور ہیں یہ عبدالرحمن بن عوف کے نکاح میں تھیں۔ تیسری حدیث جو طلحہ بن عبید اللہ

الْمَغْتَسِلِي « مَكَانَتُهُ تَغْتَسِلُ عِنْدَ كُلِّ سَاعَةٍ »  
بَابُ وَجُوبِ قَضَاءِ الصَّوْمِ عَلَى  
الْحَائِضِ دُونَ الصَّلَاةِ

لے غسل کیا کرتیں۔

باب: حائضہ عورت پر نماز کی قضا واجب نہیں اور  
روزے کی قضا واجب ہے۔

۷۶۱- عَنْ مُعَاذَةَ أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتْ عَائِشَةَ  
قَالَتْ أَتَغْتَسِي إِحْدَانَهُ الصَّلَاةَ أَتَأْتِمُ مَحِيضَهَا  
قَالَتْ عَائِشَةُ أَخْرُورِي أَنْتَ لَمْ تَكُنِي إِحْدَانًا  
تَحِيضُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ ثُمَّ لَمْ تُؤْتَرْ بِقِصَاءِ

۷۶۱- معاذہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے  
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کیا عورت قضا کرے حیض  
کے دنوں کی نماز کو؟ انھوں نے کہا کیا تو حروری ہے؟ ہم میں سے  
جس کو حیض آتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس کو  
نماز کی قضا کا حکم نہ ہوتا۔

۷۶۲- عَنْ مُعَاذَةَ أَنَّهَا سَأَلَتْ عَائِشَةَ أَتَغْتَسِي  
الْحَائِضُ الصَّلَاةَ قَالَتْ عَائِشَةُ حُرُورِي أَنْتِ  
فَمَا كُنْتِ سَاءَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَحِيضُ أَفَأَمَرْتَهُنَّ  
أَنْ يَخْرِجِينَ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ تَغْتَسِي بِقِصْيِ

۷۶۲- معاذہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا  
سے کیا حائضہ نماز کی قضا کرے؟ انھوں نے کہا کیا تو حروری  
ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں حائضہ ہوتیں پھر کیا  
آپ ان کو نماز کی قضا کا حکم کرتے۔

۷۶۳- عَنْ مُعَاذَةَ قَالَتْ سَأَلْتُ عَائِشَةَ فَقُلْتُ  
مَا بَالُ الْحَائِضِ تَغْتَسِي الصَّوْمَ وَلَا تَغْتَسِي  
الصَّلَاةَ فَقُلْتُ أَخْرُورِي أَنْتِ قُلْتُ لَسْتُ  
بِحُرُورِي وَلَكِنِّي أَسْأَلُ قَالَتْ كَانَ يُصَيِّبُنَا دَلَبُ  
فَتُؤْمَرُ بِقِصَاءِ الصَّوْمِ وَلَا تُؤْمَرُ بِقِصَاءِ الصَّلَاةِ

۷۶۳- معاذہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ سے  
پوچھا کیا وجہ ہے جو حائضہ روزوں کی قضا کرتی ہے اور نماز کی قضا  
نہیں کرتی؟ انھوں نے کہا تو حروری تو نہیں؟ میں نے کہا نہیں  
میں تو پوچھتی ہوں انھوں نے کہا کہ ہم عورتوں کو حیض آتا پھر  
حکم ہوا روزوں کی قضا کرنے کا اور نماز کی قضا کا حکم نہ ہوتا۔

بَابُ تَسْتَرْ الْمَغْتَسِلِ بِثَوْبٍ وَنَحْوِهِ  
۷۶۴- عَنْ أَنَسٍ أَنَّ بَنِي إِسْحَاقَ طَالِبَ أَخْبَرَهُ أَنَّ

باب: غسل کرنے والا کپڑے کی آڑ کر لے۔

۷۶۳- ام ہانی رضی اللہ عنہا بنت ابی طالب سے روایت ہے کہ

لہ کے کٹان میں تھیں۔ معصوم نے کہا کہ تجھ کی بیٹیوں میں سے ایک کاٹنے سے کہہ کر قطعاً اس جیسے رضی اللہ عنہا کو یہ  
پیدا ہی تھی (تورق)

(۷۶۱) حروری نسبت ہے حرور کی طرف اور حرور ایک گاؤں ہے کوفہ میں دو میل پہ پہلے پہل حدیجی وہیں اکٹھے ہوئے تھے ان حدیجیوں  
نے سارے اہل اسلام کے خلاف یہ بات اختیار کی ہے کہ حائضہ کو نماز کی قضا کرنی چاہیے۔ ان کے سوا تمام اہل اسلام کا اتفاق ہے کہ حائضہ پر نماز  
کی قضا واجب نہیں ہے پر روزوں کی قضا واجب ہے۔

(۷۶۳) جلا یہ روایت ہے پروردگار کی جو نمری تقدیر مخالف کر دی وہ نہ بڑا حرج ہو تا اس لیے کہ نماز پر دوپانچ بار فرض ہے۔ سال بھر میں  
صد ہا نمازوں کی قضا کرنی پڑتی اور رمضان تو ہر سال میں ایک بار آتا ہے چاہا پانچ روزوں کی قضا کچھ مشکل نہیں۔

سَمِعَ أَنَّهُ هَامِيٌّ نَبَأَ أَبِي طَالِبٍ فَقَوْلًا دَهْنًا  
إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ  
فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ وَهَامِيَّةُ ابْنَتُهُ مَسْرُوءَةٌ يَتُوبُ

۷۶۵- عَنْ أَنَسٍ هَامِيٌّ بَسْتَوِيٌّ صَالِبٌ أَنَّهُ لَمَّا  
كَانَ عَشَاءُ الْفَتْحِ أَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ بِبَعْثِ  
مَكَّةَ هَامِيٌّ رِيثُ اللَّهِ ﷺ بِأَبِي عُسَيْبٍ فَسَرَتْ  
عِنْدَهُ فَاظْمَأَتْ ثُمَّ أَحَدُ نَوَاتِهِ فَالْحَمْدُ بِهِ ثُمَّ صَلَّى  
ثُمَّ رَكَعَ سَبْعَةَ سَبْعَةِ الصُّحُفِ

۷۶۶- عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هَبْرَةَ يَهْدِي الْأَسَادُ  
وَقَالَ فَسَرَتْهُ ابْنَةُ فَاطِمَةَ بَنُوهُ فَلَمَّا اعْتَسَلَ  
اِحْدَهُ فَالْحَمْدُ بِهِ ثُمَّ نَامَ فَصَلَّى ثَمَانٍ مَسْجِدًا  
وَدَسَّ صُحُفًا

۷۶۷- عَنْ مَيْمُونَةَ قَالَتْ وَصَفَتْ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاءً وَسَرْتَهُ فَاعْتَسَلَ

### بَابُ تَحْرِيمِ النَّظَرِ إِلَى الْغَوَاةِ

۷۶۸- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ  
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ( لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ إِلَى  
عَوْرَةِ الرَّجُلِ وَلَا الْمَرْأَةِ إِلَى عَوْرَةِ الْمَرْأَةِ وَلَا  
يَقْصِي الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ وَلَا

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی جس سال مکہ فتح ہوا  
آپ غسل کر رہے تھے در فاطمہ آپ پر ایک کپڑے کی آڑ لگے  
ہوئے تھیں۔

۷۶۵- ام ہانی بنت ابی طالب سے روایت ہے جس سال مکہ فتح  
ہوا تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں آپ مکہ کے منہ جانب میں  
تھے غسل کرنے کے لیے لیٹے تھے تو حضرت فاطمہ نے ایک کپڑے  
کی آڑ آپ پر کی پھر آپ نے اپنا کپڑا الے کر لپیٹا پھر آٹھ رکعتیں  
چاشت کی پڑھیں۔

۷۶۶- حضرت ام ہانی سے دوسری سند سے بھی روایت ہے کہ  
آپ کی بیٹی فاطمہ نے کپڑے کے ساتھ آپ ﷺ کے لئے پردہ  
کیا اور پھر آپ نے اپنے اوپر کپڑا اوڑھنا پھر کھڑے ہوئے اور  
چاشت کی آٹھ رکعت ادا کیں

۷۶۷- ام المومنین ميمونة سے روایت ہے انھوں نے کہا میں نے  
نبی کریم کے لیے پانی راہا اور آپ کو پردہ کیا تو آپ نے غسل کر لیا  
باب دوسرے کے ستر کی طرف دیکھنا حرام ہے

۷۶۸- ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے  
رہا مرد دوسرے مرد کے ستر کو (یعنی عورت کو جس کا چھپانا  
رہا سے لگا دیکھے اور نہ عورت دوسری عورت کے ستر کو دیکھے  
اور مرد دوسرے مرد کے ساتھ ایک کپڑے میں رہ لیتے اور نہ

(۷۶۵) کوئی نے کہا اس حدیث سے یہ نفا ہے کہ چاشت کی آٹھ رکعتیں ہیں اور یہ حنفی ہیں۔

(۷۶۸) ایسی ہی طرح آدھوں ننگے ہوں اور دونوں کے بدن میں کوئی چیز داخل نہ ہو۔ کوئی نے کہا کہ جیسے مرد کو مرد کا اور عورت کو  
عورت کا ستر دیکھنا حرام ہے اسی طرح مرد کو عورت کا اور عورت کو مرد کا ستر دیکھنا حرام ہے بالاحوال مگر اس میں سے خاندان اور لونڈی کا ہاں تک  
شخصی میں خاوند کو اپنی بیٹی کا اور بیٹی کو خاوند کا تمام ستر دیکھنا درست ہے سوا شرمگاہ کے۔ اس میں غرض قول ہیں ایک یہ کہ ہر ایک کو دوسرے کی  
شرمگاہ بغیر ضرورت کے دیکھنا مکروہ ہے ہر طرف عورت کی شرمگاہ کے اندر دیکھنا بھی مکروہ ہے اور لونڈی کا ہاں تک اگر اس سے دخلی کر سکتا ہے تو وہ  
دوسروں مثل جوہرہ و رجاوند کے ہیں اور اگر عورتیں جیسے بہن یا پو بھی یا خاوند وغیرہ تو وہ اگر عورت کے مثل ہے اور اگر لونڈی بخوشی ہے یا مر تدا  
بت پرست یا معتد یا مکتاہ تو وہ مثل عورت کی ہوتی ہے۔

تُفْصِي الْمَرْأَةُ إِلَى الْمَرْأَةِ فِي التَّوْبِ (الْوَأَحِدِ)۔  
 ۷۶۹- عَنْ لُصْطَاحِ بْنِ عُثْمَانَ بِهِمَا الْوَسْطَانِ  
 وَمَالًا مَكَانَ عَوْرَةِ عُرْيَةِ الرَّجُلِ وَعُرْيَةِ الْمَرْأَةِ

بَابُ حَوَازِ الْغَيْسَالِ عُرْيَانًا فِي الْحُلَّةِ

۷۷۰- عَنْ عَمَامِ بْنِ شُبَيْهِ قَالَ هَذَا مَا حَدَّثَنَا  
 أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ رَسُولٍ أَنَّ اللَّهَ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَدَّكَرَ أَخَابِثَ مِنْهَا وَمَالِ رَسُولِ  
 اللَّهِ ﷺ (( كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ يَفْتَسِلُونَ  
 عُرَاةَ يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلَى سَوَاةِ بَعْضٍ وَكَانَ  
 مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ يَفْتَسِلُ وَخَذَهُ فَقَالُوا  
 وَاللَّهِ مَا يَمْنَعُ مُوسَى أَنْ يَفْتَسِلَ مَعَنَا إِلَّا أَنَّهُ  
 أَدْرُ قَالَ لِلَّهِبِ مَرْءَةٌ يَفْتَسِلُ فَوَضَعَ ثَوْبَهُ غَنَى

عورت دوسری عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں لپڑے۔  
 ۷۶۹- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

باب: تنہائی میں ننگے نہانا درست ہے

۷۷۰- امام بن مہدی سے روایت ہے یہ وہ حدیثیں ہیں جو  
 ابو ہریرہؓ نے ہم سے بیان کیں محمدؐ سے سن کر پھر بیان کیں انھوں  
 نے کئی حدیثیں ان میں ایک یہ بھی تھی کہ فرما یا رسول اللہ ﷺ  
 نے کہ بنی اسرائیل کے لوگ ننگے نہا کر تھے ایک دوسرے  
 کے ستر کو دیکھتا اور حضرت موسیٰؑ کیلئے میں نہاتے تھے۔ لوگوں نے  
 کہا سو کئی ہمارے ساتھ مل کر نہیں نہاتے انکو تو ننگی کی بیماری ہے  
 (یعنی حصے بڑھ جانے کی) ایک بار موسیٰؑ نہانے کو گئے اور کپڑے  
 اتار کر پتھر پر رکھے وہ پتھر (خود بخود اللہ کے حکم سے) ان کے

اب مرد کو بنی محرم عورتوں کا دیکھنا اب سے اوپر اور گھٹنے سے نیچے کے بدن کا درست ہے اور بعضوں نے کہا اتنے ہی بدن کا درست ہے  
 جتنا کام کاج کرے میں کھتا ہے اب مرد کا ستر مرد سے اور عورت کا ستر عورت سے ریرتاف کے نیچے سے گھٹنے تک ہے اور گھٹنے اور ناف میں تن  
 توں ہیں ایک یہ کہ وہ ستر نکلی ہے یہی صحیح ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ ستر میں داخل ہے، تیسرے یہ کہ ناف ستر ہے اور گھٹنا ستر نہیں اور خفیہ کے  
 نزدیک ناف ستر نہیں پر گھٹنا ستر میں داخل ہے اور مرد کو غیر عورت کا دیکھنا اسی طرح عورت کا غیر مرد کا دیکھنا بالکل حرام ہے خواہ یہ نظر شوہر  
 سے ہو یا غیر شوہر کے اور بعضوں کے نزدیک عورت کو غیر مرد کا نہ دیکھنا غیر شوہر کے درست ہے مگر یہ قول ضعیف ہے اور جب عورت  
 جنبی ہو تو کچھ فرق نہیں آتا اور خفیہ کے نزدیک غیر لونڈی مثل محرم عورت کے ہے۔ اسی طرح حرام ہے مرد کو خوب صورت بے ریش  
 لڑکے کا سر دیکھنا خواہ یہ نظر شوہر سے ہو یا غیر شوہر کے خواہ فتنہ کا رہا ہو یا نہ ہو۔ صحیح اور غلط یہی ہے مگر یہ جتنی حرمت نظر کی اوپر  
 بیان ہوئی اسی صورت میں ہے جب حاجت اور مرد و عورت نہ ہو ورنہ حاجت کے وقت نظر درست ہے جیسے بچے کو پتے کا رنگ گواہی کے وقت پر۔  
 شوہر سے اس وقت بھی حرام ہے۔ ہمارے اصحاب نے کہا کہ شوہر سے نظر کرنا تو ہر شخص پر حرام ہے سو اپنی بی بی اور لونڈی کے یہاں تک  
 کہ مگر کوئی ایسی جگہ یاں کو بھی شوہر سے دیکھے تو حرام ہے اور جو مرد کو مرد کے ساتھ اور عورت کو عورت کے ساتھ تک کپڑے میں پہننے کی  
 ممانعت کی یہ ممانعت تحریمی ہے اس سے بھی نکلتا ہے کہ دوسرے کے ستر کا چھونا بھی تادور مست ہے اور لوگ حمام میں اکڑا کر کھڑے ہوں میں  
 پڑ جاتے ہیں حالانکہ ال باتوں سے چھنا چاہیے اور جو کوئی دیکھا کرے اس کو منع کرنا چاہیے اگرچہ ماننے کی امید نہ ہو اور تنہا میں آدمی ننگا ہو سکتا ہے  
 پر بلا ضرورت مگر وہاں کہ حرام ہے۔ (نودوی)

(۷۷۰) ہمارے زمانہ کے بعض اہمق لوگ ایسی باتوں کا انکار کرتے ہیں اور پتھر کا حور بخود چلنا خلاف عقل سمجھتے ہیں حالانکہ یہ خلاف عقل  
 نہیں زمین اور چاند اور سورج اور تارے جو پتھر کی طرح بے جان ہیں رات دن حرکت کرتے ہیں پھر ایک پتھر کا چلنا کیا مشکل ہے۔ لی

کپڑے لے کر بھاگا۔ موسیٰ اس کے پیچھے دوڑے اور کہتے جاتے اسے پتھر میرے کپڑے دے، اسے پتھر میرے کپڑے دے یہاں تک کہ بنی اسرائیل نے ان کا ستر دکھ لیا اور کہنے لگے حد کی قسم ان میں تو کوئی بیماری نہیں ہے۔ اس وقت پتھر کھڑا ہو گیا اور انہیں خوب دیکھا گیا۔ پھر انہوں نے اپنے کپڑے اٹھائے اور (غصے سے) پتھر کو مارنا شروع کیا۔ (بوہرہ کہتے ہیں قسم حد کی پتھر پر موسیٰ کی ماروں کا نشان ہے ساتیاچھندوں کا۔)

باب۔ ستر چھپانے میں احتیاط

۷۷۱- جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ جب کعب بنایا گیا تو رسول اللہ ﷺ اور حضرت عباسؓ پتھر اٹھائے گئے۔ عباسؓ نے کہا آپ سے تم اپنے تہہ بند کو اٹھ کر کندھے پر ڈال لو پتھر اٹھانے کے لیے۔ آپ نے ایسا ہی کیا اسی وقت زمین پر گر پڑے اور آپ کی آنکھیں آسمان سے لگ گئیں پھر آپ کھڑے ہوئے اور فرمایا میری ازار میری ازار انھوں نے آپ کی ازار باندھ دی، ان کا رافع کی روایت میں کندھے کی جگہ گردن کا ذکر ہے۔

۷۷۲- جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کے ساتھ پتھر ڈھورے تھے کعب بنانے کے لیے اور آپ تہہ بند

حجر فخر الحجر بشرہ قال لجمع موسیٰ یأثرو یقولون لونی خضر لونی حجر حتی نظرت بنو اسرائیل لنی سواة موسیٰ قالوا والله ما بموسى من ناس فقام الحجر حتى نظر إلیہ قال فأخذ لوثہ فطفق بالحجر ضرباً قال أبو هریرة والله إنه بالحجر مدبّ یسّہ أو سبعة ضرب موسی بالحجر

بابُ الاعتناء بحفظ العورة

۷۷۱- عن جابر بن عبد الله يقول لما بُنيت الكعبة ذهب النبي ﷺ وعباس بن قحافة فقال العباس بن النبي ﷺ جعل رسولك على عاتقك من الجحارة فعمل منبراً إلى الأرض ووضعت عتبة إلى السماء ثم قام فقال إزوري إزوري فشد عتيه إزاره قال إن رجوع بي ردائي على رقبتي ولم يعل على عاتقك

۷۷۲- عن جابر بن عبد الله يحدث أن رسول الله ﷺ كان ينشئ معهم الجحارة ليكتموا وعليه

اللہ تو وحی نے کہا ہم یہاں کر چکے ہیں کہ عمارت کے وقت ستر کھولنا درست ہے تنہائی میں غسل کے وقت یا پیشاب کرتے وقت یا بی بی سے صحبت کرتے وقت اور لوگوں کے سامنے ستر کھولنا ہرگز درست نہیں لیکن علماء نے کہا کہ تنہائی میں بھی نہاتے وقت تہہ بند، ندھنا مستحب ہے اور ننگے ہو کر نہانا بھی درست ہے۔ اس حدیث کے لالے سے بھی یہی عرض ہے کہ موسیٰ علیہ السلام حلوٰت میں ننگے نہاتے تھے اور یہ حدیث ان لوگوں کے نہ باب پر دلیل ہوگی جو کہتے ہیں کہ ننگے لوگوں کی شریعت ہمارے لیے بھی کافی ہے غسل کرے کے لیے بشرطیکہ اس سے مماست نہ ہو اور بنی اسرائیل جو ایک دوسرے کے سامنے ننگے ہو کر نہاتے تھے قرشید پر ان کی شریعت میں جائز ہو یا حرام ہو لیکن وہ اس کو کرتے ہوں جیسے ہماری شرع دوسے بھی بہت سے حرام کام کرتے ہیں۔ (تخلی)

(۷۷۳) اس حدیث سے معلوم ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان سے محفوظ تھے بری علاقوں اور صلتوں سے جو جاہلیت میں جاری تھیں اور پیغمبروں کی عصمت کا بیان ہو چکا ہے کتاب زبان میں اور ایک روایت میں ہے کہ فرشتہ اتر اور اس نے آپ کی ازار باندھ دی۔ (نودی)

إِرْرُهُ فَمَنْ لَّهُ الْغَسُّ عَمَّا يَأْتِيهِ لَوْ حَلَّتْ  
إِرْرًا فَمَعْلَقَتُهُ عَلَى مَكِيلِكَ دُونَ الْجَحَارَةِ قَالَ  
فَعَلَّةٌ فَمَعْلَقَةٌ عَلَى مَكِيلِهِ فَسَعَطَ مَعْنِيًا عَلَيْهِ قَالَ  
فَمَا رَأَيْتُ بَعْدَ ذَلِكَ الْيَوْمِ عُرَّتًا

۷۷۳- عَنْ الْبَيْهَقِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ أَقْبَلْتُ  
بِحَجَرٍ أُحْمِلُهُ نَقِيرٍ وَعَلَيَّ إِرْرٌ خَفِيفٌ قَالَ فَتَحَلَّ  
إِرْرِي وَمَعِيَ الْحَجَرُ لَمْ أَسْتَطِعْ أَنْ أَصْنَعَهُ حَتَّى  
يَلْعُقْتُ بِهِ إِلَى مَوْصِيْعِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ  
(إِزْجِعْ إِلَى قَوْلِكَ فَعَلَّةٌ وَلَا تَمْنُوا غَرَاهُ))

بَابُ مَا يُسْتَرُّ بِهِ لِقِضَاءِ الْحَاجَةِ

۷۷۴- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ أَرْتَفَعُ  
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى يَوْمَ حَلَقَةٍ فَأَسْرُ إِلَى  
حَدِيثٍ لَا أُحَدِّثُ بِهِ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ وَكَانَ  
أَحَبُّ مَا سُرَّ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِحَاجَتِهِ  
هَذِهِ أَوْ حَابِئُ نَحْلٍ قَالَ أَبُو أُسَيْدٍ فِي  
حَدِيثِهِ يَغْنِي حَابِئُ نَحْلٍ

بَابُ بَيَانِ أَنَّ الْجَمَاعَ كَانَ فِي أَوَّلِ الْإِسْلَامِ  
لَا يُوجِبُ الْغُسْلَ إِلَّا أَنْ يَتَوَلَّى الْمَيِّتَ وَبَيَانِ  
تَسْحِيهِ وَأَنَّ الْغُسْلَ يَجِبُ بِالْجَمَاعِ

۷۷۵- عَنْ أَبِي سَلَمَةَ الْخَضِرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ  
مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ النَّاسِ إِلَى قُبَاءَ حَتَّى  
بَدَأَتْ كَتَمِي سَلَامٌ وَقَفَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

ہندھے تھے عباسؓ نے کہا جو آپ کے بچا تھے اے میرے بھتیجے تم  
اپنی ازار اتار کر موٹے سے پڑاؤں تو اچھا ہے آپ نے ازار کھولی اور  
موٹے سے پڑاؤں۔ اسی وقت غُسل کھا کر گرے پھر اس دن سے آپ  
کو نکلا نہیں دیکھا گیا۔

۷۷۳- مسند بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
میں ایک بھاری پتھر اٹھائے ہوئے آ رہا تھا اور ہلکی ازار پہنے تھا وہ  
کھل گئی اور میں پتھر کو زمین پر رکھ نہ سکا یہاں تک کہ اس کی جگہ پر  
نے گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ اور اپنا کپڑا اٹھاؤ اور  
ننگے مت چلا کرو۔

باب: پیشاب کرتے وقت ستر کو چھپانا

۷۷۴- عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے  
ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سواری پر اپنے پیچھے  
بٹھالیا پھر میرے کان میں ایک بات کہی وہ بات کسی سے نہیں نہ  
کروں گا اور آپ کو حاجت کے وقت نیلے کی یا بھجور کے درختوں کی  
تڑپند تھی تاکہ ستر کو کوئی نہ دیکھے۔

باب: ادا کرنا اسلام میں جماع سے غسل واجب نہ ہوتا  
تھا جب تک مٹی نہ نکلے لیکن وہ حکم منسوخ ہو گیا  
اور جماع سے غسل واجب ہو جاتا ہے۔

۷۷۵- ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ میں حجر کے دن  
رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلا مسجد قبا کی طرف جب ہم ہی سلم  
کے محلے میں پہنچے تو رسول اللہ ﷺ عتب بن مکتک کے دروازے

(۷۷۵) یہ روایت نے کہا کہ جماع سے غسل واجب ہوتا ہے اگرچہ ازالہ ہو۔ اسی طرح ازالہ سے غسل واجب  
ہوتا ہے اور صحابہ کی ایک جماعت کا یہ قول تھا کہ غسل ہمیں ازالہ کے واجب نہیں ہوتا پھر بعضوں نے رجوع کیا اس قوس سے اور جماع ہو گیا  
جماع سے غسل واجب ہوئے پر۔ اب یہ حدیث الماء من الماء کی منسوخ ہے یعنی اوکل الماء میں ایسا حکم تھا کہ حق



عَنْ يَسَافِ بْنِ عَبَّادٍ مَصْرَحٌ بِهِ مَصْرَحٌ يَحْتَرِجُ لِإِذَا رَأَى فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ (( أَغْبِطْنَا الرِّجُلَ )) لَقَدْ عَهِدْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ الرَّجُلَ يُغْتَضِرُ عَنْ امْرَأَتِهِ وَتَمُّ يُمْسُ مَاذَا عَلَيْهِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ (( إِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ ))

۷۷۶- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ (( إِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ ))

۷۷۷- عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ بْنِ الشَّحِيمِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْجُدُ خَدْبَهُ بِنَعْصَةٍ بِنَعْصَةٍ كَمَا يَسْجُدُ الْقُرْآنُ بِنَعْصَةٍ بِنَعْصَةٍ

۷۷۸- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَرُّ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَخَرَحَ وَرَأَيْتُهُ يَقْطُرُ فَقَالَ (( لَعَنَّا أَغْجَلًاكَ )) قَالَ نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ (( إِذَا أَغْجَلْتَ أَوْ أَفْجَلْتَ فَمَا عَسَلَ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ الْوُضُوءُ )) وَقَالَ ابْنُ شُبَّانٍ إِذَا أَفْجَلْتَ أَوْ أَغْجَلْتَ

۷۷۹- عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ الرَّجُلِ يُصِيبُ مِنَ الْمَرْأَةِ ثُمَّ يُكْسِلُ فَقَالَ (( يَفْضَلُ مَا أَصَابَهُ مِنَ الْمَرْأَةِ ثُمَّ يَفْرَحُهَا ))

پر کھڑے ہوئے اور اس کو آواز دی وہ اپنی لڑاکا گھسیٹتا ہوا اٹھ آپ نے فرمایا ہم نے اس کو جلدی میں ڈالا۔ عثمانؓ نے کہا یا رسول اللہ! اگر کوئی شخص جلدی اپنی عورت سے الگ ہو جائے اور متنی نہ لگے تو اس کا کیا حکم ہے (یعنی غسل کرے یا نہیں)؟ آپ نے فرمایا پانی (یعنی نہانا) پانی سے (یعنی متنی نکلنے سے) واجب ہوتا ہے۔

۷۷۶- ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پانی سے پانی واجب ہوتا ہے۔

۷۷۷- ابو العلاء بن شحیمؓ نے کہا رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث کو دوسری حدیث منسوخ کر دیتی ہے جیسے قرآن کی ایک آیت دوسری آیت سے منسوخ ہو جاتی ہے۔

۷۷۸- ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ ایک انصاری کے مکان پر گزرے اس کو بلیا وہ لکھا اور اس کے سر میں سے پانی ٹپک رہا تھا آپ نے فرمایا اہلری وجہ سے تم نے جلدی کی؟ اس نے کہا ہاں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا جب تو جلدی کرے (بخیر ازال کے اٹھ کھڑا ہو) یا تجھے امساک ہو اور مٹی نہ نکلے تو تجھ پر غسل واجب نہیں ہے صرف دھو کر لے۔

۷۷۹- ابی بکر بن کعبؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا اگر کوئی مرد اپنی عورت سے جماع کرے پھر ازال سے پہلے اٹھ کھڑا ہو آپ نے فرمایا دھو ڈالے اس کو جو لگا عورت سے (یعنی ذکر کی رطوبت وغیرہ کو جو فرج سے لگ گئی ہو) پھر وضو

لے اگر جماع کرے اور ازال نہ ہو تو غسل واجب نہ ہو لیکن بعد کو غسل واجب کیا گیا اور حضرت ابن عباسؓ کے نزدیک یہ حدیث منسوخ نہیں ہے بلکہ مراد اس سے احتلام کی حالت ہے یعنی اگر کوئی خواب میں جماع کرے لیکن تری نہ دیکھے تو اس پر غسل واجب نہیں ہے۔

(۷۷۷) بروایت نے کہا امام مسلمؒ کی عرصہ اس حدیث کے یہاں لانے سے یہ ہے کہ انما الماء من الماء کی حدیث منسوخ ہے دوسری حدیثوں سے اور حدیث کا نسخ حدیث سے چلا ہے اور اس کی چار صورتیں ہیں ایک تو حدیث متواتر کا نسخ حدیث متواتر سے دوسری خبر واحد کا نسخ خبر واحد سے، تیسری خبر واحد کا نسخ متواتر سے اور چوتھی صورتیں تو بالا خانہ جار ہیں۔ چوتھی خبر متواتر کا نسخ خبر واحد سے اس میں اختلاف ہے جمہور کے نزدیک جائز نہیں اور بعض ظاہر یہ کہ نزدیک جائز ہے۔

وَمَنْ لَمْ يَغْتَسِلْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

کے اور نماز پڑھے۔

۷۸۰- عَنْ أَبِي نَبْرٍ كَتَبُوا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ فِي الرَّجُلِ يَأْتِي أَقْلَهُ ثُمَّ لَا يُبْرَأُ قَالَ (( يَغْتَسِلُ ذِكْرَهُ وَيَتَوَضَّأُ ))

۷۸۰۔ ابی بن کعبؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر کوئی شخص بی بی سے جماع کرے اور اس کو انزال نہ ہو تو وہ اپنا ذکر دھو ڈالے اور وضو کرے۔

۷۸۱- عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْحَضْرِيُّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَأَلَ عُثْمَانَ بْنَ عُمَانَ مَالًا قَتَلَ أَرَأَيْتَ إِذَا جَامَعَ الرَّجُلُ لِمَرْأَتِهِ وَلَمْ يُغْسِلْ قَالَ عُثْمَانُ يَتَوَضَّأُ كَمَا (( يَتَوَضَّأُ بِلَمْعَانَا وَتَغْسِلُ ذِكْرَهُ )) قَالَ عُثْمَانُ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

۷۸۱۔ زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے پوچھا اگر کوئی شخص اپنی بی بی سے محبت کرے اور منی نہ نکلے؟ حضرت عثمانؓ نے کہا کہ وہ وضو کرے جیسے نماز کے لیے وضو کرتا ہے اور ذکر کو دھو ڈالے حضرت عثمانؓ نے کہا یہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔

۷۸۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ ذَلِكَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۷۸۲۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اس نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔

بَابُ نَسِخِ الْمَاءِ مِنَ الْمَاءِ وَوُجُوبِ الْغُسْلِ بِالتَّقَاءِ الْجَنَائِزِ

باب صرف منی سے غسل کے نسخ اور قاتلین کے مل جانے سے غسل کے واجب ہونے کا بیان

۷۸۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ (( إِذَا جَلَسَ بَيْنَ شُعْبَيْهِمَا الْكَارِعِ ثُمَّ جَهَدَهَا فَقَدْ رَجِبَ عَلَيْهِ الْغُسْلُ )) وَفِي حَدِيثٍ مَطْلُوبٍ (( وَإِنَّا لَمُ يُبْرَأُ )) قَالَ زُهَيْرٌ مِنْ بَنِيهِمْ (( بَيْنَ أَشْغَبَيْهَا الْكَارِعِ ))

۷۸۳۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب مرد و عورت کے چاروں کونوں میں بیٹھے (چاروں کونوں سے ہاتھ پاؤں مٹا دیں یا دونوں پاؤں اور دونوں ریشیں یا شرمگاہ کے چاروں کونوں) پھر گئے اس سے (یعنی دخول کرے) تو غسل واجب ہو گیا مرد پر۔ مگر کی روایت میں اتنا زیادہ ہے اگرچہ انزال نہ ہو

(۷۸۳) ہم نوٹ کرتے ہیں کہ مطلب حدیث کا یہ ہے کہ غسل کا وجوب منی نکلنے پر نہیں ہے بلکہ جب حشفہ (پاری) فرج کے بند چلا جاوے تو مرد اور عورت دونوں پر غسل واجب ہو گا اور اس میں فرج کے دن یا نکل یا نہ نکل اختلاف نہیں ہے۔ پہلے البتہ چند صحابہ کا اس میں اختلاف تھا لیکن بعد کو اجماع ہو گیا۔ ہمارے اصحاب نے کہا کہ اگر حشفہ عورت کی درمیان یا مرد کی درمیان غائب ہو جائے کسی حال اور فرج میں تب بھی غسل واجب ہو گا اگرچہ وہ عورت یا مرد یا جوان مرد ہو یا کم سن ہو یا بڑے سے قصد لڑبردستی سے ہو یا اختیار سے ہی طرح اگر سودا ہو اور عورت اس کا ذکر پتی فرج کے اندر رکھے خولہ کر کے کوا امتحان ہو یا نہ ہو غسل واجب ہو گا خواہ حشفہ ہو یا نہ ہو اور ان سب صورتوں میں قائل ہوں موصول دونوں پر غسل واجب ہے مگر جب کوئی اس سے نا پاش ہو تو اس پر واجب نہیں لیکن وہ جب ہو گا اور جو وہ تیر دار ہو تو اس کے دلی پر لازم ہے کہ حکم کرے اس کو غسل کا جیسے حکم کرتا ہے وضو کرتا ہے بغیر غسل کے نماز پڑھے تو اس کی نماز صحیح ہو گی اور وحش کے لیے صرف حشفہ کا غائب ہونا کافی ہے تمام کر کا قاتل ہو یا ضروری نہیں اور جو ذکر پر کچھ وغیرہ پیٹ کر دخول کرے تو اس میں تین قسم ہیں صحیح یہ ہے کہ غسل واجب ہے دونوں پر۔ اجماع مختصر۔

۷۸۴- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے مگر اس میں انزال کا ذکر نہیں۔

۷۸۵- ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ اختلاف کیا اس مسئلہ میں مہاجرین اور انصار کی ایک جماعت نے انصار نے کہا غسل جب ہی واجب ہوتا ہے کہ منیٰ کو، کر نکلے اور انزال ہو اور مہاجرین نے کہا جب مرد عورت سے صحبت کرے تو غسل واجب ہے۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا میں تمہاری تسلی کئے دیتا ہوں ظہر و میں انص اور حضرت عائشہ کے مکان پر جا کر ان سے اجازت مانگی انھوں نے اجازت دی میں نے کہا اے ماں یا سہمنوں کی ماں! میں تم سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں لیکن مجھے شرم آتی ہے۔ حضرت عائشہ نے کہا مت شرم کر تو اس بات کے پوچھنے میں جوابی لگی ماں سے پوچھ سکتا ہے جس کے پیٹ سے تو پیدا ہوا میں بھی تو تیری ماں ہوں کیونکہ حضرت کی بیبیاں موشین کی مائیں ہیں میں سے کہ غسل کس سے واجب ہوتا ہے؟ انھوں نے کہا تو نے اچھے واقف کار سے پوچھا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب مرد عورت کے چاروں گوشوں میں بیٹھے اور ختنہ ختنہ سے مل جائے (یعنی ذکر قریح میں داخل ہو جائے) تو غسل واجب ہو گیا۔

۷۸۶- ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اگر کوئی مرد اپنی عورت سے جماع کرے پھر انزال سے پہلے ذکر کو نکال لے تو کیا دونوں پر غسل واجب ہے؟ آپ نے فرمایا میں اور یہ (حضرت عائشہ کو فرمایا) ایسا کرتے ہیں پھر غسل کرتے ہیں۔

۷۸۴ عن قتادة بهذا الإسناد مثله غير أن في حديث شعبة ثم سخطه ولم يقل وإن لم يزل  
۷۸۵- عن أبي موسى قال اختلف في ذلك ربه من المهاجرين والأنصار فقال الأنصار يؤن لا يحب الغسل إلا من الدخول أو من الحياء وقال المهاجرون بل إذا خالط فقد وجب الغسل قال فقال أبو موسى فإنا أنهيكم من ذلك ففقت فسادت على عائشة فإذن بي فقلت لها يا أمه أو يا أم المؤمنين اني أريد أن تسألني عن شيء و اني استحييك فقلت لا تمنعني أن تسألني عما كنت سأفلا عنه أمك اني ولدت فقلت ان أمك قلت ما بوجوب الغسل قالت على الغيب سقطت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ((إذا جلس بين شعبها الأربع وعش الحثان الجنان فقد وجب الغسل))

۷۸۶ عن غابسة زوج النبي صلى الله عليه وسلم قالت بن رجلًا سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الرجل يجامع أهنا ثم يكسب من عليهما الغسل وعائشة جابسة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ((إني كالفعل ذلك أنا وهدو ثم تغسل))

(۷۸۵) یعنی غسل واجب ہو جاتا ہے خواہ انزال ہو یا نہ ہو۔ نووی نے کہا غتہ غتہ سے ملنا اس سے دخول ہے اور عورت کا غتہ اوپر ۲۰ ہے جماع میں وہ نہیں لگتا اور جماع کیا ہے غلام نے اس پر کہ اگر ذکر کو صرف قریح سے چھوڑے اور داخل نہ کرے تو غسل واجب نہیں۔  
(۷۸۶) نووی نے کہا ایسی باتیں آدمی بی بی سے کر سکتا ہے اگر اس میں کوئی مصلحت ہو اور کسی کو رنج نہ ہو آپ نے یہ اس لئے

## بَابُ الْوُضُوءِ بِمَا مَسَّتِ النَّارُ

باب: جو کھانا آگ سے پکا ہو اس کے کھانے سے وضو  
ٹوٹ جاتا ہے

۷۸۷- عَنْ رَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ (( الْوُضُوءُ بِمَا مَسَّتِ النَّارُ ))

۷۸۷- زید بن ثابتؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے وضو لازم آتا ہے اس کھانے سے جو آگ سے پکا ہو۔

۷۸۸- قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْقَيْسِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ إِبْرَاهِيمَ بْنَ قَارِظٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ رَوَى أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ (( تَوَضَّأُوا بِمَا مَسَّتِ النَّارُ ))

۷۸۸- ابن شہاب رضی اللہ عنہ نے عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ سے سنا انھوں نے عبد اللہ بن ابراہیم رضی اللہ عنہ سے انھوں نے ابو ہریرہؓ کو مسجد میں وضو کرتے دیکھا انھوں نے کہا میں نے غیر کے کھانے میں اس سے وضو کرنا دوس۔ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے وضو کر داس کھانے سے جو آگ پر پکا ہو۔

۷۸۹- قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ خَالِدٍ بْنُ عَمْرٍو بْنُ عَثْمَانَ وَأَنَا أُحَدِّثُهُ هَذَا الْحَدِيثَ أَنَّهُ سَأَلَ غُرُورَةَ بْنَ الرَّبِيعِ عَنِ الْوُضُوءِ بِمَا مَسَّتِ النَّارُ فَقَالَ غُرُورَةُ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَوْحَ النَّبِيِّ ﷺ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ (( تَوَضَّأُوا بِمَا مَسَّتِ النَّارُ ))

۷۸۹- ابن شہاب نے سعید بن خالد رضی اللہ عنہ سے سنا اور وہ ان سے یہ حدیث بیان کر رہے تھے سعید نے کہا میں نے عمرو بن زبیر سے پوچھا وضو کو آگ سے کپے ہوئے کھانے سے۔ انھوں نے کہا میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وضو کر داس کھانے سے جو آگ سے پکا ہو۔

بَابُ نَسْخِ الْوُضُوءِ بِمَا مَسَّتِ النَّارُ  
۷۹۰- عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَكَلَ كَبَبًا شَاؤُهُمْ (( صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ ))

باب: آگ سے پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو نہ ٹوٹنے کا بیان  
۷۹۰- ابن عباسؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے بکری کے دست کا گوشت کھایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

فہ لے فرمایا کہ اس شخص کو غسل ہو جائے۔

۱۔ جنت لودھی سے کہا امام مسلم کے باب میں وہ حدیثیں بیان کی ہیں جس سے وضو کا لازم ہونا آگ کے کپے ہوئے کھانے سے ثابت ہو رہا ہے پھر وہ حدیثیں بیان کیں جن سے وضو کا لازم نہ ہونا ثابت ہوتا ہے اور اس سے یہ غرض ہے کہ پہلی حدیثیں مسوخت ہیں اور جمہور سلف اور خلف اور صحابہ اور تابعین کا یہی قول ہے کہ آگ کے کپے ہوئے کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا اور یہی مدہب ہے ائمہ اربعہؒ اور اسحاقؒ اور یحییٰؒ اور ابو ثورؒ اور بو حنیفہؒ کا اور ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ وضو ٹوٹ جاتا ہے اور یہی مقول ہے عمر بن عبد العزیز اور حسن بصری اور زہری اور ابو ظالم اور ابو مخلو سے۔ (لودی مختصر)

۷۹۱- عَنْ أَنَسٍ عَنِ عُبَّاسِ بْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَلَ عَرَفًا أَوْ لَحْمًا ثُمَّ صَلَّى وَنَمَ يَتَوَضَّأُ وَلَمْ يَسْرِ مَاءً

۷۹۲- عَنْ عَمْرِو بْنِ أُمِّةٍ الصَّمُرِيِّ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْتَرُّ مِنْ كَيْمٍ يَأْكُلُ مِنْهَا ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأُ

۷۹۳- عَنْ عَمْرِو بْنِ أُمِّةٍ الصَّمُرِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْتَرُّ مِنْ كَيْمٍ شَاةٍ يَأْكُلُ مِنْهَا حَذِيعِي يَأْتِي الصَّلَاةَ هَامًا وَطَرَحَ السُّكَّيْنِ وَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأُ

۷۹۴- عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يَدْلُثُ.

۷۹۵- عَنْ أَنَسٍ عَنِ عَبَّاسٍ عَنْ تَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَمِعَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَلَ عَنْدهُ كَتَمًا ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأُ

۷۹۶- عَنْ تَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْلُثُ.

۷۹۷- عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ أَشْهَدُ نَكَلْتُ أَشْجُوِي لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ الشَّاهَ ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأُ

۷۹۸- عَنْ أَنَسٍ عَنِ عَبَّاسِ بْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ لَبًا ثُمَّ دَعَا بِسَاءٍ فَتَنَضَّضَ وَقَالَ إِنَّ لَهُ دَسْمًا

۷۹۱- ابن عباس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہڈی پر لگا ہوا گوشت یا گوشت کھایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا یا پانی نہیں چھوڑا۔

۷۹۲- عمرو بن امیہ صمری سے روایت ہے انھوں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ کو ایک دست کا گوشت چھری سے کاٹ کر کھا رہے تھے پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

۷۹۳- عمرو بن امیہ صمری سے روایت ہے میں نے رسول اللہ کو دیکھا ایک بکری کا دست چھری سے کاٹ کر کھا رہے تھے اسے میں نماز کے لیے ہائے گئے آپ نے چھری ڈال دی اور نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

۷۹۴- اس سند سے بھی مذکور بالا حدیث مروی ہے۔

۷۹۵- ابن عباس سے اور ام المومنین تیمونہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے پاس دست کا گوشت کھایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

۷۹۶- اس سند سے بھی مذکور بالا روایت آئی ہے۔

۷۹۷- ابو رافع سے روایت ہے میں گواہ ہوں میں خود رسول اللہ ﷺ کے لیے بکری کی اوچری بھونٹا (آپ اس میں سے کھاتے) پھر نماز پڑھتے اور وضو نہ کرتے۔

۷۹۸- ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دودھ پیا پھر پانی منگوا لیا اور کلی کی اور لربا دودھ سے منہ چکنا ہوا جاتا ہے۔

(۷۹۲) ☆ لڑائی کے لیے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ گوشت کا چھری سے کاٹ کر کھانا درست ہے جب ضرورت ہو مثلاً گوشت سخت ہو یا بواہر کھانا ہو اور بے ضرورت نہ کر دے۔

(۷۹۸) ☆ تو کلی کرنا اس کے بعد مستحب ہے اسی طرح ہر یک کھانے پینے کی چیز سے تاکہ لازم میں کچھ نہ ہو جس سے راجحہ جس کے لیے



۷۹۹- عن ابن شہاب یاساد عقیل عن لڑھریٰ بنہ

۸۰۰- ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کپڑے پہنے پھر نہز کو نکلے اس وقت ایک شخص آپ کے پاس تھک لیا گوشت اور روٹی کا آپ نے تین لقمے کھا لیے پھر نہز پر دعائی اور پانی کو ہاتھ کہیں لگایا۔

۸۰۱- عن عطاء قال كنت مع ابن عباس وسأق الحديث يسئني حديث ابن حنبله وروى أن ابن عباس شهد ذلك من النبي صلى الله عليه وسلم وقال صلى ولم يقل بالناس باب الوضوء من لحوم الابل

۸۰۱- ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث اس سند سے بھی منقول ہے اس میں یہ ہے کہ عباس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فعل کی گواہی دی اور کہا کہ نماز پڑھی توگوں کو پڑھانے کا ذکر نہیں کیا۔

۸۰۲- عن جابر بن سمرہ رضى الله عنه أن رجلاً سأل رسول الله ﷺ أتوضأ من لحوم النعم قال (( إن شئت فوضأ وإن شئت فلا توضحأ )) قال أتوضأ من لحوم الابل قال (( نعم فوضأ من لحوم الابل )) قال أصلي من مرابص النعم قال (( نعم )) قال أصلي من مبارك الابل قال (( لا ))

باب - اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کرنے کا بیان ۸۰۲- جابر بن سمرہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پوچھا رسول اللہ ﷺ سے کیا بکری کا گوشت کھا کر میں وضو کروں؟ آپ نے فرمایا چاہے کر چاہے نہ کر۔ پھر اس نے پوچھا اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کروں؟ آپ نے فرمایا وضو کر اونٹ کے گوشت سے۔ اس نے کہا بکریوں کے تھان میں نماز پڑھوں؟ آپ نے فرمایا ہاں اس نے کہا اونٹوں کے تھان میں نماز پڑھوں؟ آپ نے فرمایا نہیں۔

۸۰۲- عن جابر بن سمرہ رضى الله عنه أن رجلاً سأل رسول الله ﷺ أتوضأ من لحوم النعم قال (( إن شئت فوضأ وإن شئت فلا توضحأ )) قال أتوضأ من لحوم الابل قال (( نعم فوضأ من لحوم الابل )) قال أصلي من مرابص النعم قال (( نعم )) قال أصلي من مبارك الابل قال (( لا ))

ان نکلے کی حاجت پڑے اور نہ صاف ہو چاہے اور مختلف کیا ہے علماء نے کہ کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھونا مستحب ہے یا نہیں اور ظاہر یہ ہے کہ مستحب ہے کھانے سے پہلے مگر جب ہاتھ کی صفائی کا یقین ہو میل کچیل اور نجاست سے کسی طرح کھانے کے بعد مگر جب ہاتھ پر کھانے کا اثر نہ ہو مثلاً کھانا خشک ہو اور لاس لگنے لگنے کے واسطے ہاتھ دھونا مستحب نہیں۔ مگر جب ہاتھ میں کوئی نجاست لگی ہو تو دھونا ضروری ہے (نووی)

۱۔ نووی نے کہا اکثر علماء اس طرف گئے ہیں کہ اونٹ کا گوشت کھانے سے دھوئیں نوتا اور احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور یحییٰ اور ابن منذر اور ابی حنبلہ اور اہل حدیث کے نزدیک وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

(۸۰۲) کیونکہ وضو دوسرا اور شریعہ کا ہے ایسا نہ ہو کہ نماز میں کچھ حدیث پہنچے اور بکریوں کے تھان میں اس کا پڑا ہو۔ نووی نے کہا کہ یہ ممانعت تو بخیر ہے۔

۸۰۳- حضرت چار بن سمرہ سے کہی حدیث دوسری اسناد سے بھی مروی ہے۔

باب: جس شخص کو طہارت کا یقین ہے پھر  
حدیث میں شک ہو تو وہ اس طہارت سے  
نماز پڑھ سکتا ہے

۸۰۴- مسجد اور عباد بن حمیم نے عباد کے چچی سے روایت کیا کہ  
شکایت کی گئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی آدمی کو معلوم  
ہوتا ہے نماز میں کہ اس کو حدیث ہو (یعنی گمان ہوتا ہے) آپ  
نے فرمایا وہ سارے تونے جب تک حدیث کی آواز نہ سنے یا بوند  
سوٹے۔ ابو بکر اور زبیر نے اپنی روایتوں میں عباد کے چچا کا نام لیا  
یعنی عبداللہ بن ربیع۔

۸۰۵- ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم  
میں سے کسی کو اپنے پیٹ میں خلش معلوم ہو پھر اس کو شک ہو کہ  
پیٹ میں سے کچھ نکلا یا نہیں (یعنی ریح خارج ہوئی یا نہیں) تو مسجد  
سے نہ نکلے جب تک آواز نہ سنے یا بوند سوٹے (یعنی یقین نہ ہو  
حدیث ہونے کا)۔

باب: مردہ جانور کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے  
۸۰۶- ابن عباس سے روایت ہے کہ میمونہ کی بوڑھی کو کسی سے  
ایک بکری صدقہ میں دی وہ مر گئی رسول اللہ ﷺ نے اس کو پڑا

۸۰۴- عن حابر بن سمرہ عن النبي ﷺ  
بیشر خبيث أبي كامل عن أبي عوانة  
باب الدليل على أن من يثق الطهارة  
ثم شك في الحديث فله أن يصلي  
بطهارته بلك

۸۰۴- عن سعد بن عبد بن حميم عن عباد  
شككي إلى النبي صلى الله عليه وسلم الرجل  
يخجل إليه أنه يجد الشيء في الصلاة قال (( لا  
يتصرف حتى يسمع صوتا أو يجد ريحا ))  
قال أبو بكر ورهيز بن خرمب في روايتهما هو  
عبد الله بن ربيع

۸۰۵- عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال  
رسول الله صلى الله عليه وسلم (( إذا وجد  
أخذكم في بطنه شيئا فأنتكل عليه أخرج  
فيه شيء أم لا فإنا يخرجن من المسجد حتى  
يسمع صوتا أو يجد ريحا ))

باب طهارة جلود الميتة بالدماغ  
۸۰۶- عن ابن عباس قال تصدق علي مولاة  
لتميمونة بشاة فكانت فتر بها رسول الله صلى

(۸۰۴) یہ روایت کہی حدیث ایک بڑا قاعدہ ہے اسام کے قواعد میں ہے۔ اس سے یہ نکلا ہے کہ ہر ایک چیز جس کے وجود کا یقین ہو وہ  
شک سے رخص نہیں ہو سکتی ہے جیسے طہارت جو یقینی تھی حدیث کے گمان سے مٹ نہیں سکتی ہمارا اور ہمہ اور علماء کا یہی مذہب ہے۔ رلام مالک  
سے اس میں دو روایتیں ہیں ایک تو یہ کہ وضو لازم ہے اگر شک نماز کے باہر ہو اور نماز کے اندر ہو تو لازم نہیں اور دوسری یہ کہ دونوں  
مرد توں میں پھر وضو کرنا چاہیے۔ (ابھی غفلت)

(۸۰۶) نہ اس کی کھال سے قاعدہ اٹھانا، لودگی نے کہا اس باب میں علماء کے ساتھ مذہب ہیں ایک شافعی کا وہ یہ ہے کہ دباغت سے ہر ایک  
مردہ جانور کی کھال پاک ہو جاتی ہے اندر اور باہر سے اور تر اور خشک ہر ایک چیز سے اس کا استعمال درست ہے سوا کئے اور سور کے دو سرا یہ کہ کوئی  
کھال دباغت سے پاک نہیں ہوتی اندر اور مالک سے بھی مروی ہے، تیسرا یہ کہ حلال جانور کی کھال پاک ہو جاتی ہے اور حرام کی پاک ہے



اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ (( هَلَّا أَحَدْتُمْ إِيَّاهَا لَتَمْتَمُوهُ فَاتَّقَعْتُمْ بِهِ فَقَالُوا إِنَّا مِتَّةٌ فَقَالَ إِنَّمَا حَرُمَ أَكْلُهَا ))

۸۰۷- عَنْ أَبِي عِثَابٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ شَاةً مِتَّةً أُعْطِيَهَا مَوْلَاةٌ لِمَيْمُونَةَ مِنَ الصَّدَقَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( هَلَّا اتَّقَعْتُمْ بِمَجْلِبَعِ قَالُوا إِنَّا مِتَّةٌ فَقَالَ إِنَّمَا حَرُمَ أَكْلُهَا ))

۸۰۸- عَنْ ابْنِ جَهَّابٍ يَهْدِي الْقِسْدَ بِحُجْرٍ بِرِزْقِةٍ يُورِسُ

۸۰۹- عَنْ أَبِي عِثَابٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِشَاةٍ مَطْرُوحَةٍ أُعْطِيَهَا مَوْلَاةٌ لِمَيْمُونَةَ مِنَ الصَّدَقَةِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ (( أَلَا أَحَدُوا إِيَّاهَا لَتَدْبِقُوهُ فَاتَّقَعُوا بِهِ ))

۸۱۰- عَنْ أَبِي عِثَابٍ أَنَّ مَيْمُونَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ دَاجِمَةَ كَانَتْ لِبَعْضِ بَنِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَمَاتَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( أَلَا أَحَدْتُمْ إِيَّاهَا فَاسْتَقَعْتُمْ بِهِ ))

۸۱۱- عَنْ ابْنِ عِثَابٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِشَاةٍ بِمَوْلَاةٍ لِمَيْمُونَةَ فَقَالَ (( أَلَا اتَّقَعْتُمْ إِيَّاهَا ))

ہوا دیکھا تو فرمایا تم نے اس کی کھال کیوں نہ لی دباغت کر کے کام میں لاتے؟ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! وہ مردار تھی آپ نے فرمایا مردار کا کھانا حرام ہے۔

۸۰۷- ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مردار بکری دیکھی جو میمونہ کی لونڈی کو صدقہ میں ملی تھی آپ نے فرمایا تم نے اس کی کھال سے فائدہ کیوں نہ اٹھایا؟ لوگوں نے کہا وہ مردار ہے آپ نے فرمایا مردار کا کھانا حرام ہے۔

۸۰۸- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

۸۰۹- ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک پڑی ہوئی بکری دیکھی جو میمونہ کی لونڈی کو صدقہ میں ملی تھی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس لوگوں نے اس کی کھال کیوں نہ لی دباغت کر کے فائدہ اٹھا ہے۔

۸۱۰- ابن عباس سے روایت ہے کہ میمونہ نے ان سے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بی بی کے گھر میں ایک جانور پڑا تھا وہ مر گیا تو آپ نے فرمایا تم نے اس کی کھال کیوں نہ لی اس کو کام میں لاتے۔

۸۱۱- ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میمونہ کی لونڈی کی بکری کو دیکھا وہ مری پڑی تھی آپ اس سے نکلے تو فرمایا تم نے اس کی کھال سے فائدہ کیوں نہ اٹھایا؟

یہ نہیں ہوتی۔ اور عی اور بن مبارک اور بوٹور اور اسحاق کا بھی قول ہے، جو کھاسب مردار جانوروں کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے سوا سور کے۔ ابو حنیفہ کا بھی مذہب ہے یہاں تو اس پر کہ سب کھالیں پاک ہو جاتی ہیں مگر صرف باہر سے اور چیز میں اس کا استعمال درست نہیں۔ مالک کا مشہور مذہب بھی ہے، چنانچہ کہ سب کھالیں پاک ہو جاتی ہیں یہاں تک کہ کتے اور سور کی بھی اندر اور باہر سے اور یہی قول ہے داؤد ظاہری اور ابو یوسف کا، ساتھ اس پر کہ مردار جانور کی کھال سے فائدہ اٹھا باہر سے ہے مگر چہ اس کی دباغت ہو یا نہ ہو کھالیں پاک ہیں۔ (الحجی مختصر)

۸۱۲- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ (( إِذَا دَبِغَ الْبَاهُغُ فَقَدْ طَهُرَ ))

۸۱۳- عَنْ أَبِي عَبَّاسٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَلَّةٍ يَتْبَعِي حَدِيثَ يَحْتَمِي نَبِيَّ يَحْتَمِي

۸۱۴- عَنْ أَبِي الْحَبَرِ قَالَ رَأَيْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي وَغْدَةَ السَّيِّدِي مَرُورًا فَمَسَسَتْهُ فَقَالَ مَا لَكَ تَمَسُّهُ قَدْ سَأَلْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَبْلُ إِنْ نَكُونُ بِالْمَغْرِبِ وَمَعَ الْبَرْتَرِ وَالْمَحْجُوسِ مُؤْتَى بِالْكَشْرِ قَدْ دَبِغُوهُ وَنَحْنُ لَا مَأْكُلُ ذَبَابِهِمْ وَقَالُوا بِالسَّعَاءِ يَحْمَلُونَ بِهِ الْوَدَّ فَقَالَ أَبُو عَبَّاسٍ قَدْ سَأَلْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ (( دَبَاغُهُ طَهُورَةٌ ))

۷۱۵- عَنْ أَبِي وَغْدَةَ السَّيِّدِي قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَبْلُ إِنْ نَكُونُ بِالْمَغْرِبِ فَيَأْتِيَا الْمَحْجُوسُ بِالنَّاسِ فِيهَا الْمَاءُ وَالْوَدَّ فَقَالَ اشْرَبْ فَقُلْتُ أَرَأَيْتَ تَرَاهُ فَقَالَ أَبُو عَبَّاسٍ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ (( دَبَاغُهُ طَهُورَةٌ ))

۸۱۲- عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے جب کھال پر دباغت ہو گئی تو وہ پاک ہے۔

۸۱۳- نے کور دیا لا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۸۱۴- ابوالحبر سے روایت ہے میں نے ابن وعلہ کو ایک پوشین پہنے دیکھا میں نے اس کو چھوا انھوں نے کہا کیوں چھوتے ہو (کیا اس کو نجس جانتے ہو) میں نے عبداللہ سے کہا کہ ہم مغرب کے ملک میں رہتے ہیں وہاں بربر کے کافر اور آتش پرست بہت ہیں وہ بکری لاتے ہیں دباغ کر کے ہم تو ان کا ذبح کیا ہوا جانور نہیں کھاتے اور عقلمیں لاتے ہیں ان میں چربی ڈال کر ابن عباسؓ نے کہا ہم نے رسول اللہ ﷺ سے اس کو پوچھا آپ نے فرمایا دباغت سے پاک ہو جاتی ہے (یعنی جڑے پر جب دباغت ہو گئی تو وہ پاک ہے اگرچہ کافر نے دباغت کی ہو)۔

۸۱۵- ابن وعلہ سہائی سے روایت ہے میں نے عبداللہ بن عباسؓ سے پوچھا ہم مغرب کے ملک میں رہتے ہیں وہاں محوسی (آتش پرست) عقلمیں لے کر آتے ہیں پانی کی ان میں چربی پڑی ہوتی ہے تو انھوں نے کہا کھلی لو۔ میں نے کہا کیا تم اپنی رائے سے کہتے ہو؟ انھوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ دباغت سے کھال پاک ہو جاتی ہے۔

(۸۱۴) جتنے نو دیتی نے کہا دباغت ہر ایک چیز سے درست ہے جو کھال کی رطوبت کو سکھا دے اور اس کی بدبودار کرے اس طرح سے کہ پھر کھال سڑنے کے لائق نہ رہے جیسے انہر کے چھلکے مکمل کوئی دغیرہ دواؤں سے اور صرف دھوپ میں سکھانے سے دباغت نہیں ہوتی اور خنپوں کے نزدیک ہو جاتی ہے اور جب کھال دباغت سے پاک ہو گئی تو اس کا پتہ بھی جائز ہے اور اس کے کھانے میں عین توں ہیں مگر یہ ہے کہ کھانا اس کا نہ کریں۔

## بَابُ التَّيْمِ

## باب تیمم کا بیان

۸۱۶- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: عَزَمْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَشْفَارِهِ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ أَرَادَ بِدَابِ الْحَبَشِ أَنْ يَنْقَطِعَ عَقْدُ يَمِينِي فَأَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيَّ الْيَسَادِيدَ وَأَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ وَلَبَّسُوا عَلَيَّ مَاءً وَلَبَّسَ مِنْهُمْ مَاءً فَأَتَى النَّاسَ إِلَيَّ أَبِي بَكْرٌ فَقَالُوا: أَلَا تَرَى إِلَى مَا صَنَعَتْ عَائِشَةُ أَقَامَتْ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِالْبَاسِ مَعَهُ وَلَبَّسُوا عَلَيَّ مَاءً وَلَبَّسَ مِنْهُمْ مَاءً فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاصْبَغَ رَأْسَهُ عَلَيَّ

۸۱۶- ام اسو منین عائشہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں نکلے جب بیدایا ذات الحکشی میں پہنچے (بیدار اور ذات الحکشی یہ دونوں مقام کے نام ہیں خیبر اور مدینہ کے بیچ میں) تو میرے گلے کا ہار ٹوٹ کر گیا اور رسول اللہ ﷺ اس کے ڈھونڈنے کے لیے ٹھہر گئے لوگ بھی ٹھہر گئے۔ وہاں پانی نہ تھا اور نہ لوگوں کے ساتھ پانی تھا۔ لوگ ابو بکر کے پاس آئے اور کہنے لگے تم دیکھتے نہیں عائشہ نے کیا کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ کو ٹھہریا ہے اور لوگوں کو بھی جہاں پانی نہیں ان کے ساتھ پانی ہے۔ یہ سن کر ابو بکر آئے اور رسول اللہ ﷺ اپنا سر میری رائی پر رکھے ہوئے سو گئے تھے۔ انھوں نے کہا تو نے روک رکھا ہے رسول اللہ ﷺ کو اور لوگوں کو یہاں نہ پانی ہے اور نہ لوگوں کے پاس پانی ہے اور

۱۔ تیمم ثابت ہے کتاب اور بیان است سے لارہ قطعہ اور دونوں ہاتھوں پر مسح کرنا ہے غولہ حدث سے ہوا جنابت سے اور علماء نے اختلاف کیا اس کی کیفیت میں۔ کٹر علماء کا مذہب یہ ہے کہ تیمم میں دو باریں ضروری ہیں ایک بار منہ کے لیے ایک بار دونوں ہاتھوں کے لیے کہیں تک اور سبکی مردی ہے علی بن ابی طالب سے اور عبد اللہ بن عمر اور حسن بصری اور حمصی اور سالم اور سفیان ثوری اور مالک اور ابو حنیفہ اور اسحاق ابن ابی حاتم سے۔ اور علماء کی ایک جماعت کا یہی قول ہے کہ تیمم میں ایک بار کافی ہے مسح کے اس سے منہ اور دونوں ہتھیلیوں پر اور یہی قول ہے عطاء اور کھول اور داؤدائی اور احمد اور اسحاق اور ابن منذر اور کٹر اہل حدیث کا اور یہی صحیح اور مختار ہے محققین کے نزدیک اور زہری سے منقول ہے کہ ہاتھوں کا مسح بغلوں تک ضروری ہے اور ابن یزید سے منقول ہے کہ تمن ماریں چاہیں ایک منہ کے لیے دوسرے ہاتھوں کے لیے تیسری ہاتھوں کے لیے اور حدث اصغر یعنی وضو کے بدلے تو تیمم سب کے نزدیک درست ہے اسی طرح حدث اکبر یعنی جنابت سے بھی اور اس میں کسی نے اختلاف نہیں کیا۔ حضرت عمر اور عبد اللہ بن مسعود سے منقول ہے کہ تیمم جنابت سے درست نہیں ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر اور عبد اللہ بن مسعود نے اس قول سے رجوع کیا اور حدیث مجھ سے یہ امر ثابت ہے تیمم جنابت سے درست ہے اور جب جسکی تیمم سے نماز پڑھ لے پھر پانی پائے تو اس پر غسل واجب ہے باتفاق علماء اور مسافر کو سفر میں جہاں پانی نہ ہو اور صرف تیمم سے نماز پڑھ لے لیوے تو بھی درست ہے ورنہ اگر بے وضو کے کسی عضو پر نجاست ہو اور وہ اس کے بدلے تیمم کرنا چاہے تو درست نہیں ہے اور امام احمد کے نزدیک جائز ہے اور ثوری اور داؤد اور ابن منذر اور داؤد ظاہری کے نزدیک تیمم کے لیے پاک مٹی کا ہونا جس پر غبار ہو ضروری ہے اور ابو حنیفہ اور مالک کے نزدیک جو چیز زمین کی قسم سے ہے اس پر تیمم درست ہے اگرچہ جہانہ ہو جیسے صاف پتھر و صوفیہ ہوا چوڑا و فیروزا کی لوگوں نے لکڑی پر بھی جائز رکھا ہے اسی طرح برف پر۔ واللہ اعلم (انجمنی مختصر)۔

فَجَدِي مَدَامَ فَقَالَ حَسْبُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ وَلَيْسُوا عَلَى مَا  
وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَا قَالَتْ فَعَاتَبَهَا أَبُو بَكْرٍ وَقَالَ  
مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقُولَ وَجَعَلَ يَطْعُنُ بِسَوْءِ  
عَاصِرَتَيْهِ فَلَا يَمْنَعُهُ مِنَ النُّحْرَةِ إِلَّا مَكَانَ  
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى جَدِي  
مَدَامَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى  
أَصْحَحَ عَلَى غَيْرِ مَا قَانَرُونَ اللَّهُ آيَةُ التَّيْمِيمِ  
فَيَسْمُرُ، فَعَانَ أَسْبَبُهُ نَبِيُّ الْخُصْمِزِ وَهُوَ أَحَدُ  
الْثَّقَاءِ مَا هِيَ بِلَوْنٍ بِرَكَّتْكُمْ يَا آلَ أَبِي بَكْرٍ  
فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَبَعَثْنَا الْيَوْمَ الَّذِي كُنْتُ عَلَيْهِ  
فَوَحَّدْنَا أَلَيْقَةً تَحْتَهُ

انہوں نے غصہ کیا اور جو اللہ نے چاہا وہ کہہ ڈالا اور میری کوکھ میں  
ہاتھ سے کوئی چنے دینے لگے میں ضروری ہتی مگر حضرت کا سر میری  
راں پر تھا اس وجہ سے میں مل نہ سکی پھر آپ سوتے رہے یہاں  
تک صبح ہو گئی اور پانی بالکل تھکا۔ جب اللہ تعالیٰ نے عیم کی آیت  
اتاری۔ اسید بن خضیرؓ نے کہا اور وہ قیوں میں سے تھے (آپ نے  
عقبہ کی رات کو انصار کے بارہ آدمیوں کو قیوب مقرر کیا تھا یعنی اپنی  
قوم کا نگہبان تاکہ ان کو اسام کی باتیں سکھائیں اور دین کے احکام  
بتلائیں) اے ابو بکرؓ کی اولاد ایہ کچھ پہلی برکت نہیں ہے تمہاری  
(یعنی تمہاری وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ مسلمانوں کو فائدہ دیا ہے  
یہ بھی ایک نعمت تمہارے سبب سے ملی)۔ حضرت عائشہؓ نے کہا  
پھر ہم نے اس وقت اونٹ کو اٹھایا جس پر میں سوار تھی ہاں اس کے  
پچھلے سے نکلا۔

۸۱۷ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا  
اِسْتَعْرَبَتْ مِنْ أَسْمَاءَ قِبَادَةَ فَهَلَكَتْ فَأَرْسَلَ  
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِهِ فِي طَلَبِهَا  
فَاجْرَ كَتَبَهُمُ الصَّادُ عَصَبُوا بَعِيرًا وَصَوَّوْا فَلَمَّا نَوَّوْا  
النَّسِيَّ ﷺ شَكُرُوا دَبَبًا إِلَيْهِ فَرَمَتْ آيَةُ التَّيْمِيمِ  
فَقَالَ أَسْبَبُهُ نَبِيُّ الْخُصْمِزِ جَرَّ إِلَيْهِ اللَّهُ خَيْرًا مَوْلَاهُ مَا  
مَرَّ بِلَوْنٍ أَمْرٌ قَطُّ إِنْ جَعَلَ اللَّهُ نَبِيَّ مَعَهُ مَخْرُجًا  
وَجَعَلَ لِيَسْمُرَ فِيهِ بَرَكَةً

۸۱۷ ام المؤمنین عائشہؓ سے روایت ہے انہوں نے اسلام سے  
ایک ہار مانگ کر یا تھا وہ جانا رہا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب  
میں چند لوگوں کو اس کے ڈھونڈنے کے لیے بھیجا وہاں نماز کا وقت  
آگیا (اور پانی نہ ملا) وہ انہوں نے بے وضو نماز پڑھ لی جب رسول  
اللہ ﷺ کے پاس لوٹ کر آئے تو شکایت کی اس وقت عیم کی  
آیت اتری۔ اسید بن خضیرؓ نے حضرت عائشہؓ سے کہا کہ خد تم کو  
اچھا بد دیوے خدا کی قسم جب کوئی تم پر آئی اللہ تعالیٰ نے  
اس کو ٹال دیا اور مسلمانوں کا فائدہ کیا۔

(۸۱۷) نوویؒ نے کہا کہ اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جس شخص کو پانی اور مٹی دونوں نہ ملیں وہ یوں ہی نماز پڑھ دے اور اس مسئلہ  
میں سلف اور خلف کا اختلاف ہے۔ امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے سبب اختلاف میں کہا کہ احمد و شافعی اور اکثر اہل حدیث کا یہ قول ہے کہ نماز  
پڑھ دے لیکن پھر نماز کا اعادہ واجب ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے۔ شافعی کا مشہور قول یہ ہے کہ اعادہ واجب ہے اور احمد اور مغربی اور  
مکول اور ابن مندہ کا قول یہ ہے کہ اعادہ واجب نہیں اور مالک اور ابو حنیفہ کے نزدیک ایسا شخص نماز پڑھے لیکن تھا اس نماز کی وجہ سے  
اور مالک کے نزدیک واجب نہیں یہ سب چار قول ہوئے اس مسئلہ میں اور ایک پانچواں قول بھی ہے کہ نماز پڑھ دے یا مستحب ہے اور اعادہ  
واجب ہے۔

۸۱۸- عَنْ شَقِيقٍ قَالَ كُنْتُ حَاضِرًا نَحَى عَبْدُ اللَّهِ وَأَبِي مُوسَى فَقَالَ أَبُو مُوسَى يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ رَجُلًا أَخَذَ قَلَمَ يَجِدُ الْمَاءَ شَهْرًا سَكَبَ يَمْسُحُ بِالصَّلَاةِ مَقَانِ عَبْدُ اللَّهِ لَا يَسْتَمُ وَإِنْ لَمْ يَجِدْ الْمَاءَ شَهْرًا فَقَالَ أَبُو مُوسَى فَكَيْفَ بِهِدِ الْآيَةِ فِي سُورَةِ النَّازِعَاتِ فَلَمَّ تَجَسَّوْا مَاءً فَيَسْمُوْا صَعِيدًا طَيِّبًا فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ لَوْ رُخِّصَ لَهُمْ فِي هَذِهِ الْآيَةِ لَأَوْسَكْتَ إِذَا بَرَدَ عَنْهُمْ الْمَاءُ أَنْ يَتَسْمُوَ بِالصَّعِيدِ فَقَالَ أَبُو مُوسَى يَعْنِي اللَّهُ أَلَمْ تَسْمَعْ قَوْلَ عُمَارِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي حَاجَةٍ فَأَخَذْتُ قَلَمَ أَحَدِ الْمَاءِ فَتَمَرَّغْتُ فِي الصَّعِيدِ كَمَا تَمَرَّغُ الذَّائِبَةُ ثُمَّ نَبَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ مَذْكُورُ حَدِيثُهُ فَقَالَ (( إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ أَنْ تَقُولَ يَذْبِكَ هَكَذَا )) ثُمَّ صَرَبَ يَدَيْهِ الْأَرْضَ صَرَبَةً وَجِدَهُ ثُمَّ مَسَحَ الشَّوَالِ عَلَى الْأَجْبِ وَطَافَ بِهِ وَرَحْمَتُهُ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ أَنْتُمْ بَرَّ عُمرَ لَمْ يَقْعُ بِعَوْنِ عُمَارِ

۸۱۹- عَنْ شَقِيقٍ قَالَ قَالَ أَبُو مُوسَى لِعَبْدِ اللَّهِ وَسَاقِ الْحَدِيثِ يَقْصِدُهُ نَحْوُ حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ عَنِ أَنَّهُ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ (( إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ أَنْ تَقُولَ هَكَذَا )) وَصَرَبَ يَدَيْهِ إِلَى الْأَرْضِ مَعَصَ يَدَيْهِ مَسَحَ وَرَحْمَتُهُ وَكَمِيَّةُ

۸۱۸- شقیق سے روایت ہے کہ میں عبداللہ بن مسعود اور ابو موسیٰ کے پاس بیٹھا ہوا تھا ابو موسیٰ نے کہا اے ابو عبدالرحمن (یہ کنیت ہے ابن مسعود کی) اگر کسی شخص کو جنابت ہو اور ایک مہینے تک پانی نہ ملے تو وہ کیا کرے؟ عبداللہ نے کہا وہ تیمم نہ کرے اگرچہ ایک مہینے تک پانی نہ ملے۔ ابو موسیٰ نے کہا پھر سورہ مائدہ میں یہ جو آیت ہے پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کرو عبداللہ نے کہا مگر اس آیت سے ان کو اجازت دی جائے جنابت میں تیمم کرنے کی تو وہ رفتہ رفتہ پانی ٹھنڈا ہونے کی صورت میں بھی تیمم کرنے لگ جائیں گے۔ ابو موسیٰ نے کہا تم نے عمار کی حدیث نہیں سنی کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک کام کو بھیجا وہاں میں جہنی ہو گیا اور پانی نہ مل تو میں خاک میں اس طرح سے لین چیسے چالور لینا ہے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے بیان کیا آپ نے فرمایا کہ تجھے کافی تھا اس طرح دونوں ہاتھوں سے کرنا پھر آپ نے دونوں ہاتھ زمین پر ایک بار ملے اور ہاتھ ہاتھ کو دہنے ہاتھ پر ہاتھ پھر ہتھیلیوں کی پشت پر اور منہ پر مسح کیا۔ عبداللہ نے کہا کہ تم جانتے ہو کہ حضرت عمرؓ نے عمارؓ کی حدیث پر قناعت نہیں کی۔

۸۱۹- اوپر والی حدیث کی طرح یہ حدیث اس سند سے بھی سنی ہے سوائے اس کے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرے لیے کافی کافی تھا پھر آپ نے اپنے ہاتھوں کو زمین پر مارا پھر اس سے چہرے اور دونوں ہاتھوں کا مسح کیا۔

(۸۸) عبداللہ نے جو یہ کہا کہ وہ یعنی مٹی تیمم نہ کرے اگرچہ ایک مہینہ تک پانی نہ ملے وہ اس وجہ سے کہا کہ مٹی کو ان کے نزدیک تیمم درست نہ تھا حضرت عمرؓ کا بھی یہی قول تھا لیکن اور صحابہ و تابعین نے اس کے خلاف کیا ہے اور پھر مجتہدین کا اجماع ہو گیا کہ تیمم جنابت کے لیے درست ہے اور اوپر گزر چکا ہے کہ عمرؓ اور عبداللہ نے اس قول سے رجوع کیا۔ حضرت عمرؓ کی حدیث پر قناعت نہیں کی یعنی صرف عمارؓ کی روایت سے ان کو تسلی نہیں ہوئی۔ یہ کہ حضرت عمرؓ نے عمارؓ کو جھوٹا سمجھا۔

۸۲۰- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَنُورٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلًا أَتَى عُمَرَ فَقَالَ يَا خُبَيْثُ قَدْ أَجَدْتُ مَاءً فَقَالَ لَا تُصَلِّ فَقَالَ عُمَرُ أَمْ تَدْعُو يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ بِذَلِكَ وَأَنْتَ بِي سَرِيحٌ فَأَجَبْتُمْ نَحْنُ مَاءً فَأَمَّا أَنْتَ قَدْ تَصَلَّيْتَ وَأَمَّا أَنَا فَتَشَعَّبْتُ فِي التُّرَابِ وَصَلَّيْتُ فَقَالَ السَّيِّدُ ﷺ (( إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ أَنْ تَضْرِبَ بِبَيْتِكَ الْأَرْضَ ثُمَّ تَنْفُخَ ثُمَّ تَنْسَحَ بِهَيَا وَجْهَكَ وَكَفَيْكَ )) فَقَالَ عُمَرُ اتَّقِ اللَّهَ يَا عُمَرُ قَالَ إِنَّ شَيْفَ نَفْسِي لَحَدَّثَ بِهِ قَالَ الْحَكَمُ وَخَدَّيْهِ الْبُحَيْرُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَنُورٍ عَنْ أَبِيهِ مَثَلُ حَدِيثٍ دُرٍّ قَالَ وَحَدَّثَنِي سَلَمَةُ عَنْ دُرٍّ فِي هَذَا الْوَسْطَانِ الَّذِي ذَكَرَ الْحَكَمُ فَقَالَ عُمَرُ نَوَيْتُ مَا نَوَيْتُ

۸۲۱- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَنُورٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلًا أَتَى عُمَرَ فَقَالَ يَا خُبَيْثُ قَدْ أَجَدْتُ مَاءً وَسَأَلْتُ الْحَدِيثَ وَرَأَيْتُ فِيهِ قَالَ عُمَرُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّ شَيْئًا لَمْ يَجْعَلِ اللَّهُ عَلَيَّ مِنْ حَقِّكَ مَا أُحَدِّثُ بِهِ أُحَدِّثُ وَلَمْ يَذْكُرْ حَدَّثَنِي سَلَمَةُ عَنْ دُرٍّ

۸۲۰- عہد الرحمن بن ابوری رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عمرؓ کے پاس آیا اور کہنے لگا مجھے جنابت ہوئی اور پانی نہ ملا آپ نے فرمایا نماز نہ پڑھنا۔ عمارؓ نے کہا اے امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ تم کو یاد نہیں جب میں اور آپ لشکر کے ایک گزے میں تھے پھر ہم کو جنابت ہوئی اور پانی نہ ملا آپ نے تو نماز نہیں پڑھی لیکن میں منیٰ میں لوٹا اور نماز پڑھ لی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھے کافی تھا اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارنا پھر ان کو بھونکنا پھر مسح کرنا منہ اور دونوں پہنچوس پر۔ حضرت عمرؓ نے کہا خدا سے ڈر اے عمارؓ (یعنی سوچ سمجھ کر حدیث بیان کر)۔ عمارؓ نے کہا اگر آپ کہیں تو میں یہ حدیث بیان نہیں کروں گا (اگر اس کے چھپانے میں کچھ مصلحت ہو اس لیے کہ غلیفہ کی اطاعت واجب ہے)۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے کہا تمہاری روایت کا بوجھ تمہارے ہی اوپر ہے۔

۸۲۱- عہد الرحمن بن ابوری اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عمرؓ کے پاس آیا اور اس نے کہا مجھے جنابت ہوئی ہے اور پانی نہ ملا پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گزری اس میں اتنا زیادہ ہے کہ علامہ نے کہا اے امیر المؤمنین! خدا نے آپ کا حق مجھ پر کیا ہے (کہ آپ غلیفہ ہیں اور میں آپ کی رعیت ہوں) اگر آپ فرمائیں گے تو میں یہ حدیث کسی سے بیان نہ کروں گا۔

۸۲۲- عَنْ عَمْرِو مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ

(۸۲۰) بخاری نے کہا اس حدیث سے دلیل ملے ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں تیمم پھر درست ہے اور اس چیز پر جس پر غلبہ نہیں ہے اس پر کہ اگر عباد کا ہونا ضروری ہو تا تو آپؐ سے ہاتھ نہ جھٹکتے مگر جواب یہ ہے کہ جھٹکتے سے یہاں یہ غرض نہ تھی کہ بالکل غلبہ ہاتھوں سے نکل جاوے بلکہ بہت غلبہ لگ گیا ہو گا اس واسطے آپؐ نے ہاتھوں کو جھڑک کر غلبہ کم کیا اور یہ مستحب ہے۔

(۸۲۲) بخاری نے کہا اس وقت رسول اللہؐ کو پانی نہ ملا ہو گا کیونکہ پانی ہوتے ہوئے تیمم درست نہیں مگر چونکہ کثرت تک ہو یا نماز جنازہ کی ہو یا عید کی ہو اور جمہور علماء کا یہی مذہب ہے اور بخاری نے کہا پانی ہوتے تیمم درست ہے جنازہ اور عید کی نماز کے لیے گرفت ہو تو

اور عبد الرحمن بن سہام المونی میسورہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حمل (مدینہ کے قریب ایک مقام سے) کی طرف سے آئے راویں ایک شخص سے اس نے آپ کو سلام کیا آپ نے جواب میں دیا یہاں تک کہ ایک دیوار کے پاس آئے اور مسجود کیا خدا اور دونوں ہاتھوں پر پھر سلام کا جواب دیا۔

۸۲۳- ابن عمر سے روایت ہے کہ ایک شخص بھلا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیشاب کر رہے تھے اس نے آپ کو سلام کیا آپ نے جواب نہیں دیا۔

### باب مسلمان نجس نہیں ہوتا

۸۲۴- ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے کی ایک رات میں اور جہنی تھے تو کھٹک گئے اور غسل کرے کو چلے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ڈھونڈا جب وہ آئے تو پوچھا کہیں تھے؟ بھوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت آپ مجھ سے ملے میں جہنی تھا میں نے برا جانا آپ کے پاس بیٹھنا جب تک غسل نہ کر لوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سبحان اللہ مومن کہیں نجس ہوتا ہے۔

يقولون قبلت ان رعداً من خمس بن سہام مؤمنی  
میسورہ رواج شیعہ علی رعداً علی نبی  
النجس بن حارث بن الصنفہ الأمیریہ فقال  
تو النجس قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من محو شر  
حمل فلیہ رجل فسلم علیہ فبہ برزہ رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل علی الحدید فصاح  
رحمة ویذیہ ثم ردت علیہ السلام

۸۲۴- عمر ابن عبد رصبی اللہ علیہا ان رجلاً  
مر ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنوی  
فسلم علیہ برزہ علیہ

### باب الدلیل علی ان المسلم لا ینجس

۸۲۴- عن أبي هريرة انه لعنه النبي ﷺ في  
ظن من من ظن المديبة وهو حب فأنزل  
فذهب فاعسل فمعه النبي ﷺ فلما جاءه  
قال (( بن كعب ما أبا هريرة )) قال يا  
رسول الله نفسي وأنا حب فكبرفت أذا  
أجالس حتى أغسب فقال رسول الله ﷺ  
(( سبحان الله ان المؤمن لا ينجس ))

تجھے کا کہہ دیا اور نبوی نے لکھ لیا ہے کہ اگر فرض نماز کا بھی وقت ٹھک رہا ہے تو قیام کر کے پڑھ لے پھر وضو کر کے قضا پڑھے اور قیام  
دیا اگر پرست ہے اور بوجھل اور مجتہد تلاوت اور کلمہ شکر اور کس صحیفہ کے لیے بھی درست ہے۔ (انجی مختصراً)

(۸۲۳) اس سے معلوم ہوا کہ پیشاب کرتے وقت سلام کا جواب نہ دینا چاہیے اور سلام کرنا بھی ایسی حالت میں مکروہ ہے اور جو شخص  
حاجت کے لیے بیٹھتا ہے اس کو اللہ کا ذکر کرنا مکروہ ہے نہ وہ تسبیح کہے نہ تہلیل نہ سلام کا جواب دے نہ بھیجے دے نہ کہ خود الحمد للہ کہے بھیجنے کے بعد  
نہ تو ان کا جواب دے اسی طرح حاجت کے وقت دامن کرنا بھی مکروہ ہے البتہ اگر ضرورت پڑے تو درست ہے اور اگر ہم لکھی اور بن سیرین  
سے منقول ہے کہ بات کرے میں کچھ تہمت نہیں۔ (نووی)

(۸۲۴) مومن خواہ مردہ ہو یا مردہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے حضور علیہ السلام کے نزدیک طہارت  
طہارت میں لگے وہ غس ہے یا نہ ہو نہ نجاست اعتقاد کے اور بعض علماء کے نزدیک کافر کی نجاست ظاہری ہے اور یہی قول ہے شیعہ کا۔ جب  
مسلمان پاک ہوا تو اس کا پیسہ اور صاحب اور اسو سب پاک ہیں خواہ وہ وضو نہ کیا ہو یا نہ وضو ہو اور اس پر اجماع ہے مسلمانوں کا۔ اسی طرح



۸۲۵- عَنْ حَدِيثِهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَقِيَ رَجُلًا حَبَشِيًّا فَقَالَ: «إِنَّ الْمُسْلِمَ لَا يَنْجُسُ»  
بابُ ذِكْرِ اللَّهِ تَعَالَى فِي حَالِ الْجَنَابَةِ وَغَيْرِهَا

۸۲۵- حدیث سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ ان کو ملے اور وہ حبشی تھے تو وہ الگ سر کے پھر غسل کیا اور آئے اور کہا کہ میں نجس تھا آپ نے فرمایا مسلمان نجس نہیں ہوتا۔  
باب: جنابت کی حالت میں اللہ کا ذکر کرنا

۸۲۶- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ اللَّهَ عَلَى كُلِّ أَحْيَانِهِ  
بابُ جَوَازِ أَكْلِ الْمُحْدِثِ الطَّعَامِ وَأَنَّهُ لَا كِرَاهَةَ فِي ذَلِكَ وَأَنَّ الرُّضُوءَ لَيْسَ عَلَى الْفُورِ

۸۲۶- ام المومنین عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اللہ کی یاد ہر وقت کرتے تھے۔  
باب: بے وضو کھانا درست ہے اور وضو فی الفور واجب نہیں ہے

۸۲۷- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَجَ مِنَ الْحَلَاءِ فَأَتَى مَطْعَامَ فَذَكَرُوا لَهُ الرُّضُوءَ فَقَالَ: «أُرِيدُ أَنْ أَصْلِيَ فَأَتَوَضَّأُ»  
۸۲۸- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ يَقُولُ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَمَعَاءُ مِنَ الْغَابِطِ وَأَتَيْنَا بِطَعَامٍ فَقِيلَ لَهُ أَلَا تَوَضَّأُ فَقَالَ: «لَمْ أَصْلِيَ فَأَتَوَضَّأُ»

۸۲۷- ابن عباس سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ پانخانہ سے نکلے اور کھانا لایا گیا لوگوں نے آپ کو وضو یاد دلایا آپ نے فرمایا کیا میں نماز پڑھتا ہوں جو وضو کروں۔  
۸۲۸- ابن عباس سے روایت ہے ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے آپ پانخانہ سے نکلے کھانا لایا گیا لوگوں نے عرض کیا آپ وضو نہیں کرتے آپ نے فرمایا کیوں کیا نماز پڑھتا ہے جو وضو کروں۔

۸۲۹- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ذَهَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْغَابِطِ فَلَمَّا جَاءَ قَدِمَ لَهُ طَعَامٌ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَا تَوَضَّأُ قَالَ: «لَمْ أَصْلِيَ»

۸۲۹- ابن عباس سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ پانخانہ کے پاس تھے جب لوٹ کر آئے تو کھانا لایا گیا لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! آپ وضو کیوں نہیں کرتے؟ آپ نے فرمایا کیوں کیا نماز پڑھتا ہے۔

۸۳۰- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ يَقُولُ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ

۸۳۰- ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم بھی پاک ہیں۔ (لوائی)

(۸۲۶) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنابت کی حالت میں تسبیح، تہلیل، تکبیر، ذکر الہی درست ہے اس پر اتفاق ہے لیکن اس میں اختلاف ہے کہ قرآن کا پڑھنا بھی اور حاحہ کو درست ہے یا نہیں۔ جہور علماء کے نزدیک حرام ہے اگرچہ ایک آیت یا اس سے بھی کم ہو۔ (۸۲۷) توہنی نے کہا محدث یعنی بے وضو کو کھانا پینا ذکر الہی، تلاوت قرآن سب درست ہے اور اس پر امت کا اجماع ہے۔

اللہ علیہ وسلم پاخانہ سے فارغ ہوئے اس وقت کھانا لایا گیا آپ نے کھایا اور پانی کو ہاتھ نہ لگایا۔ دوسری روایت میں یوں ہے لوگوں نے کہا آپ نے وضو نہیں کیا آپ نے فرمایا میں نماز تھوڑی پڑھنا چاہتا تھا جو وضو کرتا۔

### باب: پاخانہ جاتے وقت کیا کہے

۸۳۱- انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب پاخانہ میں جاتے تو فرماتے اللھم انی اعوذ بک من الخبث والخبائث یعنی یا اللہ پناہ مانگتا ہوں میں تیری شیطانوں اور شیطانوں سے یا پلیدی یا نجاستوں سے یا شیطین اور معاصی سے۔ ایک روایت میں ہے جب آپ کہتے ہیں جاتے یعنی پاخانہ کی مقررہ جگہ۔

۸۳۲- اس سند سے بھی یہ حدیث منقول ہے سوائے اس کے کہ اوپر والی حدیث "اللھم انی" کے الفاظ سے شروع ہوتی ہے۔

### باب: بیٹھے بیٹھے سو جاتے سے وضو نہیں ٹوٹتا

۸۳۳- انسؓ روایت کرتے ہیں کہ اقامت کہہ دی گئی اور نبی اکرم ﷺ ایک آدمی سے گفتگو میں معروف تھے اور عبدالوارث کی حدیث کے الفاظ ہیں کہ نبی اکرمؐ ایک آدمی سے سرگوشی کر رہے تھے آپ نماز کی طرف منہ آئے یہاں تک کہ لوگ سو گئے۔

۸۳۴- انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نماز کھڑی ہوئی اور رسول اللہ ﷺ ایک شخص کے کان میں باتیں کر رہے تھے پھر باتیں کرتے رہے اس سے یہاں تک کہ صحابہ سو گئے پھر آئے اور نماز پڑھی ساتھ ان کے۔

۸۳۵- قتادہؓ نے کہا میں نے انسؓ سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحابؓ سوتے تھے پھر نماز پڑھتے تھے اور وضو نہیں کرتے تھے۔

قضى حاجته من الخلاء فمقرّب اليه طعام فاشغل ولم يمس ماء قال وزعدي عمرو بن دينار عن سعيد بن الخويزي ان النبي ﷺ قيل له انك لم توضأ قال (( ما اردت صلاة فأتوضأ )) وزعمه عمرو انه سمع من سعيد بن الخويزي.

باب ما يقول إذا أراد دخول الخلاء

۸۳۶- عن أنس في حديث حماد كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا دخل الخلاء دعى حديث هشيم أن رسول الله ﷺ كان إذا دخل الكيف قال (( اللهم اني أعوذ بك من الخبث والخبائث ))

۸۳۷- عن عبد العزيز بهذا الإسناد وقال (( أعوذ بالله من الخبث والخبائث ))

### باب الدليل على أن نوم الجالس لا ينقض الوضوء

۸۳۳- عن أنس قال أقيمت الصلاة ورسول الله ﷺ يحيي برجل وفي حديث عبد الوارث ونبي الله صلى الله عليه وسلم يناجي الرجل فما قام إلى الصلاة حتى قام القوم.

۸۳۴- عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال أقيمت الصلاة والنبي ﷺ صلى الله عليه وسلم يناجي رجلاً فلم يزل يناجيه حتى قام أصحابه ثم جاء فصلى بهم.

۸۳۵- عن أنس يقول كان أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم ينامون ثم يصلون

- ۸۳۶- عن انس رضي الله عنه انه قال فسمت صلاة العشاء فقال رجل بني حاجة فقام انسي صلى الله عليه وسلم بناحيه حتى نام لغوم او بغص الغوم ثم صلوا.
- شعبہ نے کہا میں نے قنادہ سے پوچھا تم نے یہ انس سے سنا؟ انھوں نے کہا ہاں قسم اللہ کی۔
- ۸۳۶- انس سے روایت ہے کہ عشاء کی نماز کی تکبیر ہوئی تو ایک شخص بولا کہ مجھے کچھ کہنا ہے۔ رسول اللہ ﷺ اس سے کھڑے ہو کر کان میں باتیں کرنے لگے یہاں تک کہ سب لوگ یا بعض لوگ سو گئے پھر انھوں نے نماز پڑھی۔



## تَمَّتْ

الحمد للہ کہ پہلی جلد خدا کی مہربانی سے بخیر و خوبی ختم ہوئی۔ دوسری جلد بھی جلد طلب فرمائیے جو کتاب الصلوٰۃ سے شروع ہوگی یعنی نماز کے بیان سے اس کی ابتدا ہوگی۔

(۸۳۶) کان میں باتیں کرتا اس وقت مکروہ ہے جب ایک شخص جدا ہو اور جماعت کے سامنے منح نہیں اور نماز کو تیار تھی مگر یہ باتیں ضروری ہو گئی جو نماز پر بھی مقدم سمجھیں اب سونا مطلقاً ناقض وضو نہیں اور بعضوں کے نزدیک مطلقاً ناقض وضو ہے اور بعضوں کے نزدیک کثیر ناقض ہے قلیل نہیں اور بعضوں کے نزدیک بیٹھے اور کھڑے یا رکوع اور سجدہ میں ناقض نہیں اور کروت اور چپت ناقض ہے اور بعضوں کے نزدیک اگر مقعد زمین سے لگا ہے تو ناقض نہیں ورنہ ناقض ہے۔ (نووی مختصر) اور اگر گلے سے وضو نہیں لوٹتا۔



# ضیاء الکلام

از قلم: ابو ضیاء محمود احمد غضنفر

زبور طباعت سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آ گیا ہے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں منقول متفق علیہ احادیث پر مشتمل یہ کتاب اردو دان طبقے کی سہولت کو پیش نظر رکھتے ہوئے درج ذیل دلزباں و قریب اور دلکش انداز میں سرجب کی گئی ہے۔

♦ سب سے پہلے حدیث کا متن مع اعراب پھر اس حدیث کا ترجمہ پھر حدیث میں مذکور مشکل الفاظ کے معانی پھر حدیث کا آسان انداز میں مفہوم اور آخر میں حدیث سے ثابت ہونے والے مسائل ترحیب و اربیان کر دیے گئے ہیں۔

♦ ہر حدیث کا تفصیلی حوالہ بھی درج کر دیا گیا ہے۔

♦ کاغذ طباعت اور جلد ہر لحاظ سے اعلیٰ عمدہ اور نفیس ہیں۔

♦ اہل نظر اہل ذوق اور اہل دل کے لیے خوش نما گلہ ستہ احادیث کا ایک اصول تحفہ۔

♦ ہر گھر کی ضرورت اور ہر لائبریری کی زینت۔

♦ خود بھی پڑھیں اور دوسروں کو بھی پڑھنے کی رغبت دلائیں۔

بہترین معیار کیساتھ

لاجواب کتب

بازوق قارئین کیلئے

حق ستریت  
اردو بازار لاہور

نیغانی کتب خانہ